یریدون لیطفئوا نور الله بافواههم والله متم نوره ولو کره الکافرون

الحمد لله ذی الکبریاء الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیاء که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب هادی شیخ و شاب براه صدق و صواب ماحی عقائد باطله کاشف مکائد عاطله مزین بمسائل نافعه مبرهن بدلائل قاطعه لمعه من الارشاد فیض بنیاد محی اوصاف حمیده منبع الطاف حمیده جناب محمد عبد الله صاحب بن محمد ابراهیم صاحب مرحوم بنگلوری

البوارق اللامعه علی من اراد اطفاء الانوار الساطعه بالدلائل

الملقب

الفاضحه لمن قصد ابطال المرج و من المیلاد و الفاتحه

که لمعه ایست از لمعات شمس سمای معقول و منقول بدر اوج فروع و اصول ذکائی فلک کار عقول ضیائی بزم علمائی فحول جناب مولوی نذیر محمد خان متوطن امیر افغانان مدرس مدرسه طیبه واقعه گجرات شهر احمد آباد دامت انواره و اید الآباد و عمیم الاشفاق کریم الاخلاق امیر نامی رئیس گرامی جناب محمد بدر الدین صاحب ابن محمد عبد الله صاحب قور ادام الله مجدهما

در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی لباس طبع پوشیده مطبوع موسم گردید

فہرست کتاب بوارق لامعہ در ردّ براہین قاطعہ گنگوھی

بحث محفل میلاد شریف

بحث قیام میلاد شریف

تمت بالخیر

يريدون ليطفئوا نور الله بأفواههم والله متم نوره ولو كره الكافرون

الحمد لذی الکبریا الذی خلق نور حبیبه قبل جمیع الاشیا که درین زمان میمنت اقتران کتاب لاجواب
هادی شیخ و شاب ... مصدق و صواب ماحق عقائد باطله کاشف مدعا مرین بمسائل ائمه مبرهن بدلائل واضحه

البوارق اللامعه علی من اراد اطفاء الانوار الساطعه

الملقب

بالدلائل الفاضحه لمن قصد ابطال المرجین والمیلاد والفاتحه

که تالیف لطیف و تصنیف منیف ... معقول و منقول جامع فروع و اصول گل گلزار عقول ... بزم علمائے فحول جناب مولانا
مولوی نور احمد صاحب ... مدرس مدرسه ... واقعه گجرات شهر احمدآباد فاضت افاده تا ابد الآباد۔

در مطبع دت پرساد واقع بمبئی بلباس طبع پوشیده تا مطبوع طبائع خلائق گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی یصدق وعدہ ولا یخلف عہدہ والصلوٰۃ والسلام علی من
ختم بہ النبوۃ وعدہ یقول ناعتہ لم ار مثلہ قبلہ ولا بعدہ وعلی آلہ واصحابہ
الذین بذلوا جہدہم فی اعلاء کلمۃ الحق فکانوا حزب اللہ وجندہ ۔ **بعد** حمد و صلوٰۃ کے
خاک پائے علماء ذیشان خاکسار **نذیر احمد خان** بن مولانا محمد خان غفر لہما الرحمن متوطن رامپور
افغانان اہل خبرت و نصفت کی خدمت بابرکت میں گزارش پرداز ہے کہ جملہ بلاد عرب و عجم یعنی حرمین
شریفین و مصر و یمن و استنبول و خراسان و پنجاب و مدراس و بنگال و روم و شام و ہند و سندھ
وغیرہ کے تمام علماء باوقار و فضلائے نامدار کثرہم اللہ تعالیٰ انعقاد محفل میلاد خیر العباد علیہ وعلی
آلہ الصلوٰۃ والسلام الی یوم التناد کی جواز بلکہ استحباب و استحسان پر فتوی دیتے اور اس محفل
اقدس کو منعقد فرماتے چلے آئے اور اس باب میں صدہا کتب و رسائل وجیزہ و بسیطہ تصنیف فرمائی
کہ اگر ان فتاوی و کتب و رسائل کے اسماء علی وجہ الاستیعاب مرقوم ہوں تو ایک کتاب کبیر الحجم
طیار ہو جائے سوائے نجد عرب اور نجد ہند کے گمراہوں کے سفہائے سراسر غوایت اور جہلائے سراپا
بلادت نہیں ملتے وہ اپنے شیخ ماضی کے پیرو اور اپنے مقتدائے سابق کے مقتدی ہیں کون مقتدا اور
مقتدی وہ جنکا حال علامہ شامی نے رد المحتار کی جلد ثالث آغاز باب البغاۃ میں یوں تحریر فرمایا
کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین
وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف
اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی
کسر اللہ تعالی شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین
ومائتین والف انتہی **یعنی** علامہ شامی نے منکرین محفل مولود و قیام و مانعین فاتحہ درود و سلام کے

متبوعین کا حال خسران مآل یون تحریر فرمایا ہے کہ اون لوگون نے نجد سے نکلکر حرمین شریفین پر فوج
کشی کی اور بظاہر حنبلی مذہب بنتے تھے لیکن اعتقاد یہ رکہتے تھے کہ فقط ہم ہی مسلمان ہین اور جو لوگ
کہ ہمارے اعتقاد کے مخالف ہین وہ سب کے سب مشرک ہین اور اس اعتقاد کے سبب اہل سنت وجماعت
کا مار ڈالنا اونہون نے مباح کر دیا اور اہل سنت کی علما کا قتل کرنا اون مردودون نے جائز کہا یہانتک
کہ اللہ سبحانہ نے اونکی شوکت کو توڑ ڈالا اور اونکے شہرون کو ویران کر دیا اور مسلمانون کی لشکر کو
اونپر فتح دی سنہ ۱۲۳۳ ہجری مین انتہی۔ خاکسار کہتا ہے کہ ناظرین رد المحتار پر مخفی نہین کہ علامہ شامی
رحمۃ اللہ علیہ اہل قبلہ کی تکفیر سے بمبالغہ کثیر مانع ہین لیکن جب وہ خبیث عقائد باطلہ مذکورہ
کے معتقد ہوئے اور افعال شنیعہ مسطورہ عمل مین لائے تو خود علامہ شامی نے بہی یہان
قلم کے قدم کو آگے بڑہا دیا و اقفان مطول اس کلام مختصر کی تعریض کو بخوبی پا سکتے ہین تصریح کی ضرورت
نہین ہے سو یہ تو نجد عرب کا حال زمانہ سابق مین تہا اور چونکہ سلطنت اہل اسلام کی وہان اب
تلک باقی ہے اللہ باقی اوسکو قیامت تک باقی رکہے اسوجہ سے ان شیطانون کی مجال نہین کہ
وہان کی بلاد پر تغلب یا عباد پر تسلط کر سکین یا بندگان خدا کو خیرات اور حسنات سے باز رکہین اون
بلاد متبرکہ مین یہ خناسین منع عن الخیر کا اگر ارادہ بہی کرین تو شہبان ثاقب غزات سے مرجوم ہون
وہان یہ دیو مقید ہے اور وزیات انکی مسلسل کیا مقدور انکا جو کوہ خوری اور بیہودہ گوئی کر سکین باقی رہا
نجد ہند سو اوسکا حال یہ ہے کہ شیخ نجدی علیہ اللعنۃ نے اپنی ذریات کو اوسمین اسقدر دلیر اور بیباک کر دیا ہے کہ
ہر ایک اونمین سے بقول عارف رومی مصرع اے بسا ابلیس آدم روے ہست ✤ بشکل انسان متشکل ہوکر
قلم نظر اس سے کہ منع عن الخیرات اونکا کام اور وکلا خوینتم اجمعین اونکا کلام رہی تفسیق جملہ
علمائے کرام اور تکفیر ہمہ اولیاء عظام و تشنیع جمیع اہل اسلام بلکہ اتہام خالق انام بصفات ناقصہ
کذا بین لیام پر شب و روز کمر باندہی ہوئی ہے سبب یہ ہے کہ حاکم یہان کا اہل اسلام نہین جو حدود
تعزیر اور تفنگ و شمشیر سے جیسا کہ شیاطین نجد عرب کا حال مذکور ہوا ان خبیثون کے حال کو تباہ
اور انکی بستیونکو عبرت گاہ بنا دے اسوجہ سے بیخوف ہوکر مخلوق کو گمراہ اور اسلام کو مورد اعتراضات
کفار رو سیاہ کر رہے ہین جو مجمع ایسا دیکہتے ہین کہ وہان فرمان خدا صلوا علیہ وسلموا تسلیما کی تعمیل
ہورہی ہے جلجاتے ہین اور مانع آتے ہین جہان حسنات کے سامان کی طیاری ہوئی تو گویا ان
شیطانونکی چہاتی پر تیر باری ہوئی اور اگرچہ ایک مدت تک یہان بہی بزنجیر تقریر و تحریر علمائے

نجریہ دیوبند تہا مگر چند سال سے میدان خالی پاکر ہاہو گیا ہے اونکی ذریات نے کوہ خوری شروع کردی ہے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ جب اللہ سبحانہ نے سلاطین صوری سلطان محمود غزنوی وبادشاہ شہاب الدین غوری وشاہ قطب الدین ایبک وغیرہم نور اللہ مراقدہم وسلاطین معنوی حضرت معین الدین چشتی وخواجہ قطب الدین بختیار کاکی وشیخ فرید الدین گنج شکر وغیرہم قدس اللہ اسرارہم کو ہندوستانکی پاک اور صاف کرنیکی توفیق دے اوران بزرگون نے بامداد قادر قدیر اس ملک کو کہ سراپا کفرستان تہا کفر اور کافری سے خالی فرمایا کفار کو فی النار کیا اور ایمان لانیوالونکو مقبول کردگار بنایا خارزار کفر کو جلایا اور گلزار اسلام کو جما دیا مراسم کفر کی جڑ اوکہاڑی بنیاد اسلام کی گاڑی بتخانے اور مندر توڑ ڈالے مساجد اور مدارس کی تعمیر فرمائی پہر ہر چہار طرف سے علمائے کرام اور صوفیہ عظام اس ملک وسیع مین تشریف لانے لگے اور قیام فرمانے لگے اور سیکڑون فضلائے نامی اور ہزارون اولیائے گرامی قدس اللہ اسرارہم اس سرزمین مین متولد ہوے اور مدۃ العمر ہمائے مخلوق رہے صدہا کتابین تصنیف کین اور ہزارہا فتوے تحریر فرمائے مولانا میر محمد زاہد ہروی رحمۃ اللہ علیہ علم حصولی وحضوری مین بحث کر گئے امکان وامتناع کے مطالب سمجہا گئے مولانا محمود جونپوری علیہ الرحمۃ عالم قلوب کو شمس بازغہ سے روشن فرما گئے مولانا غلام نقشبند لکہنوی قدس سرہ وغیرہ کلام حق کی تفسیر لکہہ گئے مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ علم حدیث پہلا گئے مولانا عبد العلی بحر العلوم لکہنوی قدس سرہ منقول ومعقول کا دریا بہا گئے فقہ واصول فقہ کے جواہر تلا گئے مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی دام فیضہ المعنوی علوم ظاہرہ وباطنہ کے نکات ودقائق کہول گئے اور علاوہ انکے بہت سے صاحب فضل وکمال کا جاہ وجلال شہرۂ آفاق ہوا یہانتک کہ عرب وعجم سے لوگ واسطے استفادہ کے یہان آنے لگے بلخ وبخارا سے استفتا بہیجوانے لگے مسجدین اور مدرسے معمور خانقاہین پر نور اوران سب بزرگونکا مقولہ یہ رہا ؎ خوش آن مسجد ومدرسہ خانقاہ + کہ در وے بود قیل وقال محمدؐ انعقاد محفل میلاد خیر الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام وفاتحہ اموات اہل اسلام واجتماع باعراس بزرگان عظام کو سب مستحسن اور مندوب فرماتے رہے اور خود ہی عمل مین لاتے رہے اور یہ حال مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی قدس سرہ کے زمانے تک کا حال ہے جب شیخ نجدی علیہ اللعنۃ نے یہ سامان حسنات اور مبرات کا دکیہا اور امور حسنہ پر علمائے اسلام کے اتفاق کو شاہدہ کیا نہایت ملول ہوا اور گہبرایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیئے کہ جس سے یہ حسنات کا

سامان بگڑ جاوے اہل اسلام کا اتفاق اوکھڑ جاوے بازار فساد گرم ہو ترک دین و شرم ہو اتفاق
کی رونشنی جاے نفاق کی تاریکی آئے رعب اسلامی کم ہو جماعت مسلمانان ورہم ہو اسکے لیے
اوس مردود نے کوئی اور تدبیر نبائی سوا اسکے کہ یہان ہی مثل نجد عرب کی ایک عالم ناتجربہ کار
غفرلہ الغفار وعفاعنہ الستار کے لوح دل پر یہ نقش جا یا کہ تمہاری اجداد و آبا و خویش و اقربا جو
مرگئے وہ نعوذ باللہ منہ مداہن تھے اور جو ہین وہ سب مبتدع ہین فقط تم ہی تو ایک پکے مسلمان
ہوا جو تمہارا اتباع کرے وہ پکا مسلمان رہے باقی تمام دنیا مشرک اور بدعتی ہے لہذا تمکو مناسب
نہین ہے کہ ما الفینا علیہ آباءنا کے قائل اور عامل ہو اور کفار زمانہ ماضی کے روش باطل اختیار
کرو اب یہی وقت ہے اگر مضمون مذکور کے صدا دیدوگے تو کوئی بانگ بے ہنگام کہیگا یہ صاحب
عبدالوہاب مذبور کیطرح شیخ نجدی کے فریب مین آگئے اور صداے سطور دینے لگے جب خویش و
اقربا نے یہ نفیر جس سے توہین اور تکفیر خود اپنے آبا ذوی توقیر کی لازم آتی تھی سُنے بلا کر بہت کچھ
فہمایش کی کچھہ سودمند نہ ہوئی بآخر یہ زمانہ تو گذر گیا لیکن اتباع عالم موصوف اطراف عالم مین اپنے
متبوع سے بڑہکر بمضمون ؎ بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد ✦ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ ✦
شور و شغب مچاتے رہے اور وہی اتباع عبدالوہاب مذکور کا راگ گاتے رہے کہ ہم ہی مسلمان
ہین باقی سب مشرک ہین یعنے وہ حضرت متبوع تو چونکہ اہل علم تھے موقع اور محل سے یہی بات کر جایا
کرتے تھے صراط مستقیم ہی دکہا جایا کرتے تھے پس تدراگر برگوشت واقع ست آن گوشت
حلال ست بھی فرما جایا کرتے تھے اور ان حضرات نے اپنے اقوال کاسدہ سے تو خود اپنے متبوع کو
بہی دبر لپیٹا اور قلمرو ہند کو تکملۂ شرک اور متبدع ہی سمجھ لیا اور از انجا کہ کوئی حاکم دافع یہان نہین رہا۔
اسوجہہ سے اونکا فساد روز بروز بڑہتا گیا لیکن علماے اسلام بسیوف اقلام ہمیشہ انکے جملہ اقوال
باطلہ کی گردنین کاٹتے رہے منجملہ اون خرافات فاسدہ کی ایک یہ ہے کہ انعقاد محفل میلاد خیر الانام
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناجائز کہتے ہین اس قول کاسد کی رد مین علماے اسلام نے بہت کر
کتابین اور فتاوی تحریر فرمائی منجملہ اونکے عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ محدث قدس سرہ
نے جو کہ شاگرد رشید تھے مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نور اللہ مرقدہ کے اشباع الکلام
تصنیف فرمائی اور عالم ربانی و فاضل حقانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی مہاجر قدس
سرہ العزیز نے دو کتابین بکمال متانت تصنیف کین ایک سعید البیان فی مولد سید الانس والجان

دوسرے ذکر شریف در اثبات مولد منیف اوسوقت توان لوگونکا فساد فی الجملہ فرو ہوگیا تھا اب ماضی قریب کی کیفیت سنئے کہ دو فتوی اشخاص مذکورین کے درباب منع ذکر شریف مولد منیف طبع ہوئی فاضل جلیل مولوی حافظ محمد عبد السمیع صاحب متوطن رامپور ضلع سہارنپور نے اونکے رد مین ایک کتاب مسمی بانوار ساطعہ کہ اسم بامسمی ہے تصنیف فرمائی اور اوسمین بکمال ملاطفت اور ملائمت بتعمیل فقولا لہ قولا لینا اوس جماعت کو سمجھایا اور لعلہ یتذکر او یخشی کا انتظار کیا لیکن ع آب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد + گلیم بخت کسی را کہ بافتند سیاہ + سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوجہل وغیرہ کو کسقدر سمجھایا لیکن وہ نھی عن الصلوٰۃ و منع من الخیرات سے باز نہ آیا۔ ارایت الذی ینھی عبدا اذا صلی کا مورد بنا یہہ خالق العباد کا ارشاد ہوا کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیۃ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ حتیٰ نتیجہ دنیا مین ذلیل و خوار اور طعمہ تیغ خونخوار ہوا اور آخرت مین خوراک زقوم و مار اور فی النار ہوگا فرعون نے بہی تکبر مغرور رہتا کہ مرتے وقت بہی ایمان نہ لایا تائب نہوا کلمات استکبار ہی بولتا رہا اللہ بچائے محفوظ رکھے اوس شخص کے حال خسران مآل سے کہ تمام دنیا جسکو سمجہاتی رہے اور وہ کسیکی نمانے اور رکھے کہ یہہ سب باطل پر ہین فقط مین ہے اکیلا حق پر ہون اور اس فہم اور قول سے خسر الدنیا والاخرۃ ہو نعوذ باللہ منہ جیسا کہ ابوجہل ناہی عن الحسنات تہا یہ لوگ بہی مانع من الخیرات ہین دیکہیے انکا انجام کیا ہوتا ہے الغرض فاضل موصوف نے اون لوگون کی فہمائش مین کوئی دقیقہ اس کتاب مین فروگذاشت نہین کیا بلکہ اوس طبیب معنوی نے اون بیماران مرض ضلالت کیواسطے اس سے پیشتر کئی نسخے مجرب اور بہی طیار کئے تہے دافع الاوہام محدثات القلوب وغیرہ مگر افسوس ہے کہ بمضمون مصرع ع مرض بڑہتا گیا جون جون دوا کی + اونکا مرض ضلالت روز بروز بڑہتا ہی گیا سچ ہے ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد۔ دافع الاوہام کو دیکہکر تو اغوایائے مذکورین مین سے ایک نے کچھ مزخرفات جمع کرکے تحقیق الباطل ایک بڑے علامہ کے نام سے شائع کی تہی اوسکے بطلان کا اظہار تو پیشتر ہی کیا گیا تہا اب اس کتاب مستطاب انوار ساطعہ مین جو اونکو نصیحت کی اور سمجہایا اور اسکا انتظار رہا کہ لعلہ یتذکر او یخشی کا ظہور ہو سو کچھ نہوا بلکہ فغشیہم من الیم ما غشیہم کا مضمون ظاہر ہوا کہ یم عم نے اونکے قلوب قاسیہ کو ایسا ڈہانپا کہ نصیحت اوسمین اثر نہ کر سکے

سچ ہے ۔ ع پرتو نیکان نگیرد ہرکہ بنیادش بدست + تربیت نا اہل را چون گردگان برگنبد است + بلکہ اوس نصیحت کے مقابلہ مین اپنے ناصح مشفق کو گالیان دینا شروع کردین ۔ یعنی کتاب موصوف انوار ساطعہ کے مقابلہ مین کسی عدو احمد نے ایک دفتر گالیون کا تالیف کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا اور دشنام کا نام براہین قاطعہ رکہا سچ کہا ہے ع برعکس نہند نام زنگی کافور + اور اوسکی دیباچہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اسکا جامع کوئی خلیل احمد ہے جب اس کتاب کے اندر نظر ڈالے تو معلوم ہوا کہ علاوہ دشنام جمیع علماے اسلام کی عداوت سرور انام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تمام کتاب پُر ہے اس سے تیقن ہوا کہ خلیل احمد کا یہ کام ہرگز نہیں ہے بلکہ کلمات عداوت محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی نسبت لکہی اس شخص کو اگر کوئی چمار اپنا بڑا بہائی ثابت کرے تو آتش غضب مین جلکر خاک ہوجاے اور اگر کوئی گستاخ ناپاک اوس جناب پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ادام الافلاک کو اپنا بڑا بہائی کہتا پہرے اور کسی اہل علم نے اوس گستاخ بیباک کو اس گستاخی پر سنگ کیا ہو تو وہ شخص اوس عالم کو جاہل اور نافہم ثابت کرے اور اوس گستاخ کو اور زیادہ دلیر اور بیباک بنادے اور گستاخی مذکور کے جواز کا فتوی دے اور کہے کہ اوس قائل نے جو بڑا بھائی کہا ہے تو بنی آدم ہونیکی وجہ سے کہا ہے اور قرآن وحدیث کے موافق کہا ہے مانع نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجہا اور قرآن وحدیث پر طعن کرنے لگا یہ خلاصہ ہے اوس ذی عقل کے کلام بے سر انجام کا صاحبو ازبراے خدا ذرا اس شخص کی دانشمندی کو ملاحظہ کرو کہ ہر صبی غبی بھی اس امر کو جانتا ہے کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم اولاد آدم سے ہین اور سید آدم و اولاد آدم بہی ہین قرآن وحدیث بہر دو مضمون ناطق ہین اسمین کسیکو کلام نہین کلام اسمین ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر مسلم و کافر فاسق و فاجر اپنا بڑا بہائی جو موہم مماثلت و مساواۃ فی التقرب والکمالات ہے علی الاطلاق اطراف آفاق مین کہتا پہرے اسکا کیا حکم ہے تو بہلا کون خلیل احمد اور محب محمد جسکو تہوڑا بہی مساس علم وعقل سے ہوگا اسکو تجویز کریگا اور اس قول مشیر الی المماثلت المطلقہ والمساواۃ العامہ کے جواز کا فتوی دیگا وہ یہ خیال نہ کریگا کہ قول مذکور مین اگرچہ قائل کی غرض مماثلت ومساوات فی البشریت ہی ہو اور مماثلت ومساواۃ فی الکمالات مقصود نہو تاہم ایہام مماثلت ومساوات فی الکمالات تو ہے اور یہ ایہام شرعاً وعرفاً عقلاً ونقلاً کب جائز ہے یا مثلاً کوئی بے ادب سید آدم و عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا پہرے کہ پہلے ضال تہی پیچہے ہدایت پائی یا پہلے غافل تہے پیچہے اونکو خبر ہوئی تو ظاہر ا یہ شخص اپنی دانشمندی سے اسکو بھی جائز کہے گا اور آیۂ

ووجدك ضالا فهدیٰ اور آیہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین پڑہیگا کہ قائل
قول مذکور تو قرآن کے موافق ہے کہرہا ہے خبردار کوئی اوسکو قول مذکور سے منع نکرے
اور جو منع کرے وہ نافہم ہے قرآن پر طعن کرتا ہے اور یہ ذی عقل یہ نہ سمجھیگا کہ ان آیتون کا
بیان کرنا بغیر ذکر ما تقدم و ما تاخر و الہ و ما علیہ کی اور بدون اظہار اونکے فوائد و مصالح و شان نزول
و تفسیر کے مناسب نہین ہے چنانچہ آیہ شریفہ اولی کی تفسیر مین صاحب تفسیر کبیر نے بیس قول
نقل کی ہین منجملہ اونکے ایک قول یہ ہے قد یخاطب السید ویکون المراد قومہ فقولہ
ووجدک ضالا ای وجد قومک ضالا فہداہم بک وبشرعک یعنی کبھی مراد
ہوتی ہے قوم اور خطاب کیا جاتا ہے اوسکے سردار سے تو معنی اوس آیہ شریفہ کی یہ ہوئے کہ
تمہاری قوم گمراہ تہی ہمنے تمہارے سبب سے اسکو ہدایت کی اور دوسرا قول یہ ہے الضلال
بمعنی المحبۃ کما فی قولہ انک لفی ضلالک القدیم ای فی محبتک ومعناہ انک
محب فہدیناک الی الشرایع التی بہا تتقرب الی حضرۃ محبوبک یعنی ضلال یہان
محبت کے معنی مین ہے جیسا کہ دوسرے آیہ کریمہ انک لفی ضلالک القدیم مین یہی ضلال
بمعنی محبت ہے تو معنی اوسکی یہ ہوئے کہ تم ہمارے دوست تہے لہذا ہم نے تمکو وہ شریعت
عطا کی جسکی ذریعہ سے تم ہمارے نزدیکی حاصل کرو اور قطع نظر ان قولون سے اگر دوسرے اقوال
بہی بیان کئے جاوین اون فوائد و مصالح کے ساتھ جن پر وہ آیہ شریفہ مشتمل ہے مع ذکر
ما تقدم و ما تاخر و شان نزول تو کوئی مانع ہے نہ یہ کہ کوئی مردود فقط یہی بات کہتا پہرے کہ آپ
پہلے گمراہ تھے پیچہے ہدایت پائی اور دوسرا کوئی شخص اسکے جواز کا حکم دے اور کہے کہ اس قائل
کو منع نکرو کیونکہ وہ تو قرآن کے موافق کہرہا ہے اگر منع کروگے تو قرآن پر طعن ہوگا سبحان اللہ
کیا عمدہ فہم اس شخص کے حصہ مین آیا ہے جو ایسا حکم دے رہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ عداوت قلبی نے
اوسکو مجبور کر دیا ہے کہ بے ساختہ بمضمون کل اناء یترشح بما فیہ کے مافی الضمیر اوسکا ٹپک پڑا ہے
وعلی ہذا القیاس دوسری آیہ کریمہ وان کنت من قبلہ لمن الغافلین کا بہی حال ہے جو
استاد کہ اپنی شاگرد پر کمال شفقت رکہتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ نکتہ بخوبی اوسکے ذہن نشین ہو جاوے
تو اوسوقت کہتا ہے کہ میان یہ بات تمکو پہلے معلوم نہ تہی اب ہم نے بتائی ہے اسکو خوب یاد کرلو
تو جو شخص کہ اوس شاگرد سے عداوت قلبی رکہتا ہوگا وہ تو یہی کہتا پہریگا کہ لو صاحب انکو لوگ بڑا

صاحب علم سمجھتے ہین آج ہمنے خود انکے استاد سے سنا کہ فرماتے تہے کہ انکو یہ ذرا سی بات بہی معلوم نہ تہی اب خاکسار
منصفین انصاف پسند سے پوچھتا ہے کہ اوس شخص کا یہ قول عداوت مین داخل ہوگا یا نہین۔ اللّٰھم سلط علی اعدآء حبیبك
کلباً من کلابك اب ما نحن فیہ کا حال تفسیر کبیر مین ہے واعلم انہ تعالیٰ لما بین کمال کلام اللّٰہ امر سیدنا محمداً صلی اللّٰہ علیہ
وسلم بان یسلك طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ یہان تک تعلیما للتواضع والانکسار یہ ارشاد
ہوا ہے اور وہ شخص اپنی عداوت ظاہر کر رہا ہے اور اپنا بڑا بہائی بول رہا ہے جب یہان اسکی یہ
بے ادبی ہے تو اپنے باپ کو بڑا بہائی کہنے سے کب چوکے گا اگر کوئی مرد مہذب اوسکو اس گستاخی سے
منع کریگا کہ اسے بے ادب اپنے والد ماجد کی جناب مین تو یہ گستاخی کرتا ہے تو اوس مغرور کو یہ بے ادب
جواب دیگا کہ اولاد آدم مین سے مین بہی ہون اور میرا باپ بہی ہے لہذا مین اوسکو اپنا بڑا بہائی کہتا
ہون واقعی عند اللّٰہ و عند الناس یہ شخص بہت بڑا فرزند سعادت مند قرار پاویگا اوسکا باپ تو اوسوقت
یہی بول اوٹہیگا ؎ زنان باردار ای مرد ہشیار * اگر وقت ولادت مار زایند * ازان بہتر بنزدیک
خردمند * کہ فرزندان ناہموار زایند * اب منصفین اس شخص کی لیاقت علمی کو غور فرماوین کہ صاحب انوار
نے صاف لکہدیا ہے کہ اس لفظ مین ایہام دعویٰ برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتہ ہے معاذ اللّٰہ
منہا یہ شخص ایہام کو کیا جانتا ہے کہ کیا شے ہے مختصر کو جانتا نہین مطول کو پہچانتا نہین رسائل فارسی
دست فرسودہ اطفال مین جو ایہام کی تعریف مذکور ہے اوس سے بہی اگر واقف ہوتا تو متنبہ ہو جاتا
اور اس گستاخی کو سرور انبیا علیہ التحیۃ والثنا کی جناب اقدس مین تجویز نکرتا علم ادب پڑہا نہین ادب
کہانسے ہو خزانۃ الادب مین ہے الایہام فی الاصطلاح ان یذکر المتکلم لفظا مفردا لہ
معنیان حقیقیان او حقیقۃ و مجاز احدھما قریب و دلالۃ اللفظ علیہ ظاہرۃ والاخر
بعید و دلالۃ اللفظ علیہ خفیۃ فیرید المتکلم المعنی البعید ویوری عنہ بالمعنی القریب
فیتوھم السامع اول وھلۃ انہ یرید القریب ولیس کذلك ولاجل ھذا اسمی ھذا
النوع ایہاما تو جب اس بے ادب نے سید اولاد آدم صلے اللّٰہ علیہ وسلم کو اپنا بہائی کہا تو گو اسنے بمضمون
المعنی فی بطن الشاعر معنی بعید قصد کئے ہون اور چند ہزار برس کا رشتہ کہ ابو جہل مردود اور شداد
و نمرود لعنۃ اللّٰہ علیہم بہی اس سلسلہ مین داخل ہین لگایا ہو لیکن معنی قریب اوسکے کہ جب کہا جاتا ہے کہ
زید کو بہی عمرو کا بڑا بہائی سمجہو تو عرفا و ہان یہی مقصود ہوتا ہے کہ جس صفت خاص کے ساتہ عمرو موصوف
ہے زید بہی اوسمین عمرو کا شریک ہے متبادر ہونگے سو یہ امر ما نحن فیہ مین قطع نظر اس سے کہ شرعا نا جا

ہے چنانچہ عدم جواز اوسکا کتب شرعیہ سے آگے مذکور ہوگا انشاءاللہ تعالے بفکر غائر اگر دیکھو تو یہ
گستاخی اس قائل اور مجوز کی کہان تک ان دونون کو پہونچاتی ہے نعوذ باللہ منہا اور قول مذکور
اور یہ قول کہ زید عمرو کا بڑا بہائی ہے دونون کا مفہوم قریب ہے قریب ہے اور اسکو تو اطفال دبستان
بہی جانتے ہین لیکن اس جامع خرافات نے لیاقت سے یا جہالت سے نجانا اور صاحب انوار نے
جو زبان اردو مین بکمال وضوح لکہا تہا نہ پہچانا لفظ ایہام کو ہی نہ سمجہا اردو سمجہنے کی بہی لیاقت
نہین رکہتا اس سے کتب شرعیہ عربیہ کے سمجہنے کا حال معلوم کرلو لہذا ہر مسئلہ شرعیہ مین اندہون کی طرح
ٹہوکرین کہاتا گیا اور منہہ کے بل گرتا گیا ہے چنانچہ عنقریب ناظرین غائرین پر مکشوف ہوا جاتا ہے
اور وہ مدعی اسکا ہے کہ ہمچو من دیگرے نیست اوسکے خرافات مقطوعہ اوسکے اس ادعا پر شاہد ہے
گمان یہ ہوتا ہے کہ عداوت قلبی نے اوسکو ان کانٹو نمین گہسیٹا ہے ولہذا اگر کوئی بے ادب ملعونین
مذکورین کے اخوت کا آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتہہ قائل ہوگا تو اوس شخص نے جیسا کہ ماتحن فیہ
مین جواز کا فتوی بعلت بشریت دیدیا اور ایہام مذکور کا بوجہہ عداوت قلبی خیال نہ کیا یہان بہی جواز
کا حکم دیگا اور بشریت کو علت گردانیگا اور آیۃ کریمہ انہ لیس من اہلک کو اپنے دل سے بالکل سے
بہلا دیگا اثبات اخوت کیواسطے کیا عمدہ علت اسنے مدنظر رکہی ہے سچ ہے علیل القلب کو ایسے ہی علت
و معلول سوجہتے ہین اسی قسم کے سفہا کے حق مین خالق الحکما نے فرمایا ہے فی قلوبھم مرض فزادھم
اللہ مرضا اس وجہ سے اور سوا اسکے اور بہت سے وجوہ ہین کہ اونسے متیقن ہوگیا کہ مولف کتاب کو
کا خلیل احمد ہرگز نہین ہے باقی رہا یہہ امر کہ اوس کتاب کے لوح پر لکہا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب
کی حکم سے یہ کتاب چہاپی گئی ہے اور اوس کتاب کے آخر اونکی تقریظ باین مضمون کہ مین نے اس
کتاب کو ابتدا تا انتہا دیکہا نہایت خوب و مرغوب پایا درج ہے اس سے نہایت استعجاب ہوا کہ
مولوی رشید احمد صاحب نے باوجود اسکے کہ اول سے آخر تک اوس کتاب کو دیکہا کیونکر پسند فرمایا
اور اوسکو چہپوا کر لوگون کو گمراہ بنایا لہذا کاتب الحروف کو اونسے بدرجہ غایت شکایت ہے کہ باوجودیکہ
وہ کتاب مذکور کے مولف اور ہم مشربان مولف کے سرگروہ ہین اونکو اس کتاب کی اشاعت سے
مانع نہوئے بلکہ اول سے آخر تک اوسکو حق سمجہا اور بامر خود اوسکو چہپوایا بڑے رنج اور افسوس کی
بات ہے خیر اب یہ اونکو مناسب ہے کہ اگر یہ کتاب خاص اونہین کی تصنیف ہو تو سمجہہ جائین اور
آئندہ ایسی تصنیف سے باز آئین اور اگر اونکی اتباع مین سے کسیکی ہو تو اوسکو بلکہ اپنے جملہ اتباع

منع کرین کہ بار دیگر ایسی حرکت عمل مین نہ لائین عالم مین ضلالت نہ پہیلائین ورنہ ان بلاد مین اگرچہ
اہل سنت کے نزدیک تیغ و علم نہین ہے نیزۂ قلم بہی کچہہ کم نہین ہے کاتب الحروف کا جب خیال
اوسطرف جاتا ہے تو بے ساختہ یہ شعر واصل کا زبان پر آتا ہے ؎ اَنْتَ فِیْ سِتٍّ وَخَرَّبْتَ
الْقُلُوْبَ + لَوْ کَشَفْتَ الْوَجْہَ مَاذَا تَصْنَعُ + خاکسار نے چاہا تہا کہ اوس کیسہ معائب کی ہر ہر عیب کو
جدا جدا کرکے اہل بصیرت کو دکہلاوے لیکن احباب نے منع فرمایا کہ کتاب طویل ہوجاویگی سامع
اور قاری کو ملال ہوگا بلکہ چہپنا بہی دشوار ہوجائیگا اس سبب سے مختصر رکہا اور مشتے نمونہ از
خرواری اہل دانش کو دکہلا دیا کہ وہ نمونہ سے خروار کا حال خود ہی معلوم کرلینگے الحمد للہ علی احسانہ
کہ اوسنے اس مورِ ضعیف کی مدد کی اور زمانہ قلیل مین اس کتاب کی کہ مسمی بہ بوارق لامعہ ہے تکمیل
کرادی کارساز بے نیاز اسکے چہپنے کا سامان بہی بہم پہونچاوے اور مقبول فرماوے اہل غوایت کو ہدایت کرے اور اہل ہدایت کو
غوایت سے بچاوے آمین یارب العالمین بجاہ حبیبک سید المرسلین وآلہ الطیبین واصحابہ الطاہرین
وصل وسلم وبارک علیہم اجمعین ۔ اور زنہار کوئی صاحب اپنی سادہ لوحی سے خاکسار کی طرز تحریر کو
خلاف تہذیب کے نہ سمجہین کیونکہ وہ صاحب جنکو ایسا خیال ہو اگر کتاب مذکور کو بچشم خود ملاحظہ
فرماتے تو کاتب الحروف کی قلم سے اونکا قلم دو قدم آگے بڑہ جاتا خاکسار کو معذور رکہتے بلکہ کم
نویس کہتے اور اگر یہ بات خیال شریف مین نہ آئی ہو تو اب بہی احقر خود اونہین سے ستفتی ہے
کہ زید کہتا ہے خدا کا جہوٹ بولنا ممکن ہی اور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑا بہائی کہنا جائز ہے
اور دنیا مین فقط مین اکیلا عالم ربانی وحقانی ہون اور باقی سب جاہل ہین یا عالم نفسانی اور
شیطانی ہین خصوصًا حرمین شریفین کے علما تو بڑے ہی فاسق ہین اور نصوص شرعیہ کے خلاف
فتوے دیا کرتے ہین اونکے قول اور فعل کا کیا اعتبار ہے اور باور اسے چند مواضع کے دوسرے بلاد وقصبات
روم وشام ہند وسندہ عرب وعجم کے علما وفضلا واولیا واصفیا جو مجوز مولد وقیام ہین سب کے
سب مبتدع بلکہ مشرک اور کافر ہین عمرو وبکر وخالد وغیرہم نے زید کو اس ہرزہ درائی اور یاوہ سرائی
اور تفسیق ابرار اور تکفیر اخیار سے چندبار بلینیت کلام ونرمی تمام منع کیا اور موعظت حسنہ کو
کام فرمایا لیکن زید اونکی نصیحت کے مقابلہ مین عداوت سے پیش آتا ہے اور عقائد باطلہ کو اوردنیا وہ
پہیلاتا ہے لوگون کو گمراہ کرتا ہے بلکہ خود اسلام کو مورد اعتراض کفار بناتا ہے اور مقولہ اوسکا
یہ ہے کہ سوائے میرے تمام دنیا کے علما نافہم ہین کم فہم ہین سفیہ ہین نادان ہین اب ارشاد ہو

زید مذکور اگر حکومت اسلامی کے درمیان ہو تو سزائے شرعی اوسکے واسطے کیا ہے واجب القتل ہے
یا لازم التعزیر ہے دائم الحبس ہے یا ضروری الاخراج اور اگر حکومت اسلامی وہان نہو تو اوسکے ساتھ
کیا معاملہ کیا جاوے زجر اور توبیخ اوسکی زبان یا قلم سے کیجاوے یا نہین فقط وہ صاحب اسکا جواب
تحریر فرماوین بقول غالب کہتا ہون کہ میری قلم سے اونکا قلم آگے بڑھجائیگا ہان یہ خدشہ یہان باقی ہے
کہ یہ سوال تمہارا مصنوعی ہے ورنہ زید کے کلام مین یہ باتین جو تم نے لکھین نہین ہین سو جناب کن
آپ اوس خرافات مطبوعہ کو من اولہ الی آخرہ بنظر غور ملاحظہ فرماوین جو باتین کہ احقر نے یہان
بطریق نمونہ کے لکھدی ہین اونسے ہزار چند زیادہ آپکے پیش نظر ہونگے ورنہ خود اسی کتاب
فقیر سے کہ موسوم بہ بوارق لامعہ ہے معلوم کر لیجئے اور اگر منظور ہو کہ جسقدر عقائد فاسدہ اور اعمال
کاسدہ اوسمین مندرج ہین وہ سب کے سب علی وجہ الاستیعاب علیحدہ علیحدہ ہو کر بقید صفحہ وسطر اوس
دفتر ضلالت کے ملاحظہ سامی مین گذرین تو ایک خط اس نشان سے کہ در ملک گجرات شہر احمد آباد
مدرسہ طیبہ رسیدہ نزد نذیر احمد برسد ابلاغ فرماوین انشاء اللہ تعالی خاکسار اون سبکو جدا جدا
کر کے خدمت سامی مین ارسال کریگا اور واضح ہو کہ ابتدا مین احقر کا ارادہ اس کتاب کی
لکھنے کا نہ تہا بلکہ قصد یہی تہا کہ اوس دفتر خرافات مین جسقدر عقائد اور اعمال خلاف اہل سنت
وجماعت کے مذکور ہین اون سب کو فرداً فرداً السنہ مختلفہ عربی وفارسی واردو مین لکھون اور
اون عقائد اور اعمال کے جو جو صاحب معتقد اور عامل یا مجوز ہین اونکے نام مع مقام لکھکر بلاد
قریبہ وبعیدہ عرب وعجم کے علمائے نامی وفضلائے گرامی کی خدمت بابرکت مین روانہ کر کے
فتوی کا طالب ہون اور عرض کرون کہ ان لوگون نے ایک عالم کو گمراہ کر رکہا ہے از پئے اخذ ارعایت
کسیکی نہ کرو خلق اللہ کو گمراہی سے بچاؤ امر حق کو نہ چہپاؤ حق کی مدد کرو باطل کو رد کرو یہ تحریر
فرماؤ کہ وہ لوگ سنی ہین یا رافضی ہین وہابی ہین یا معتزلی ہین یا کسی اور فرقہ ضالہ مین ہین حق
پر ہین یا باطل پر ہین لایق تکریم وتوقیر ہین یا سزاوار توہین وتحقیر اور امور دینوی اور شرعی مین
اونکے ساتہہ کسطرح معاملہ کیا جاوے ان لوگون نے ایک کتاب تصنیف کی ہے اوسکا
نام براہین قاطعہ رکہا ہے یہ عقائد اور اعمال صاف صاف اوسمین لکھکر شائع کیے ہین الغرض
اس مجمل کو مفصل کرون اور ان عقائد اور اعمال کی بطلان کی دلیلین بہی کتب شرعیہ سے
لکھدون پہر جب جوابات مقامات مذکورہ سے آجاوین اون سبکو یکجا کر کے بطریق اشتہار کے

چھپوادون اور چار پانچ اشتہار ہر شہر و قصبہ مین روانہ کرون کہ ہر مقام کی ابواب مساجد پر
چسپان کردی جاوین تاکہ لوگ اونکی صحبت اور رفاقت سے محترز رہین اور اونکے عقائد مذکورہ
اور اعمال مسطورہ کو ضلالت سمجھین اور گمراہ نہون لیکن بقیۃ العلماء الراسخین حضرت مولانا مولوی
حاجی محمد عبید اللہ صاحب بدایونی مدرس مدرسہ محمدیہ واقعہ بمبئی اور فاضل المعی جناب مولانا مولوی
محمد سکندر علیخانصاحب اصل قندہاری ثم اللکھنوی الغفوری مدظلہما العالی نے یہ فرمایا کہ جسطرح
دوسرے دانے اونکو فہمائش کی ہو ایسے ہی ایکبار تم بہی نرمی سے اونکو سمجہا دو اور کتب شرعیہ سے اونکے خدشات رفع کردو کیا عجب ہے
کہ تمہاری تحریر مین حکیم قدیر تاثیر پیدا کردے اور اونکے قلوب مین اثر کر جاوے کہ وہ بہی صراط مستقیم پر آجاوین اور دوسرے بندگان
خدا کو نہ بہکاوین اور بلا تفہیم ہر شہر و قریہ مین بدنام کرنیسے اونکو بچاؤ ہان اگر وہ نمانین اور تمہاری نصیحت کے مقابلہ مین
عداوت سے پیش آوین اور کوئی تحریر دوسری متضمن عقائد باطلہ مذکورہ و اعمال فاسدہ مسطورہ شائع کرین
تو اوسوقت تمکو اختیار ہے فقط بس امتثالًا لِاَمرِ الآمِرَین الموصوفین خاکسار ارادہ مذکور سے باز آیا
اور اس کتاب کو لکہنا شروع کردیا قادر قوی جلشانہ نے اپنے فضل سے تہوڑے ہی دنو مین انجام
کو پہونچا دیا اب دیکہیے کہ سامان اسکے طبع کا کب بہم پہونچتا ہے اور بعد طبع کے یہ نسخہ کیا اثر دکہاتا
ہے شافی مطلق بیماران ضلالت کو اس سے شفا دے ہلاکت سے بچا دے ایسا نہو کہ اونکی مرض
اور زیادہ ترقی ہو جاوے اور یہ طبیب شفیق اونکی صحت سے مایوس ہو کر بخوف سرایت آن مرض
باشخاص دیگر بمضمون فرّ من المجذوم کفرارک من الاسد اشتہارات مذکورہ بالا کے اجرا مین مجبور
ہو اور چونکہ زندگی لایق اعتماد کی نہین ہے لہذا احقر نے اپنے دوسرے ہمشیرہان اہل سنت و
جماعت کو اس امر کی وصیت کردی ہے جو اخوان کہ نزدیک ہین اونسے کہدیا ہے اور جو خلان
کہ دور ہین اونکو لکہدیا ہے کہ اب تفہیم اور تلقین کی جگہہ باقی نہین ہے فقیر اگر زندہ رہا تو در صورت
ظہور اغوائے عوام اس کام کو بعون اللہ المنعام خود ہی سرانجام دیگا ورنہ آپ لوگو نمین سے
جسکی زندگی وفا کرے دروغ گو کو تا بہ خانہ پہونچا وے اور اہل سنت کو حزب شیطانی کی شر سے
بچاوے و اس کتاب سے ناظرین کو اونکے اکثر عقائد و مسائل پر اطلاع ہو جاویگی اب چند مسائل اونکی
بطریق فہرست کے علیحدہ علیحدہ کرکے یہان ذکر کیے جاتے ہین کہ ناظرین کو آسانی ہو اور ابتدائے
نظر مین اونکو معلوم کرلین اور ہر چند کہ مسائل اونکے بیشمار ہین کوئی کہانتک اونکو لکہے اس کتاب سے
اکثر یہ انشاء اللہ تعالے ناظرین خائرین مطلع ہو جاوینگے اونمین سے بعض مسائل اونکے نمونہ کے

طور پر یہان مذکور ہوتے ہین۔ کید اول یہ کہ جناب باری سبحانہ عن الکذب وجمیع النقائص کو
جامع خرافات متطوعہ نے تہمت لگائی اور کہا کہ جہوٹ بولنا خدا کا ممکن ہے نعوذ باللہ منہا اور
واسطے فریب دہی عوام کے تہوڑی سی عبارت شامی کی بے محل نقل کی اور اوسمین سے بہی
باقی کو چہوڑ گیا گویا کہ لا تقربوا الصلوٰۃ کو پڑہا اور انتم سکاریٰ سے منہ موڑ گیا اور جسقدر عبارت
کو نقل کی اوسکو بہی بلادت سے نہ سمجہا اور امکان کذب کو واسطے حق سبحانہ کی ثابت کرنے لگا
یہان سے اس شخص کے علم و دیانت دونون کو معلوم کر لینا چاہیئے کہ تا بکجا رسیدہ است
اور تفصیل آگے آتی ہے انشاء اللہ تعالے کید دوم یہ کہ جامع خرافات متطوعہ چونکہ سرور عالم صلے اللہ
علیہ وسلم کے ساتھہ عداوت قلبی رکہتا ہے ولہذا تصریحًا و تعریضًا کلمات گستاخی نسبت اوس
جناب معلی علیہ التحیۃ والثنا کی لکہتا جاتا ہے اور کید یہ چلتا ہے کہ فلان آیت اور فلان حدیث
کا مین عامل ہون تاکہ عوام اوسکے دہوکے مین آجاوین اور اوسکو عامل قرآن و حدیث جانین
اور اوسکی گستاخی پردہٴ اخفا مین ہوجاوے جیسا کہ آیات ثلثہ مذکورہ بالا سے ناظرین کو معلوم
ہوچکا اور بیان تفصیلی آگے آویگا انشاء اللہ تعالی اور یہ شخص تو معلوم ہوچکا کہ عقل کا پورا ہے
پہر آیات کے مطالب اور احادیث کے مقاصد جو تفاسیر اور شروح مین سلف صالحین اور
علمائے محققین بیان فرما گئے ہین اونکو کیا جانیگا لاجرم ہر جگہ اپنی عداوت قلبی ظاہر کردیا ہے
کید سوم یہ کہ سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اگر کوئی اپنا بڑا بہائی کہتا ہے اسکو جامع خرافات جائز
کہتا ہے اور اسکی جواز پر قل انما انا بشر مثلکم کو پڑہتا ہے تا جہلا اسکے فریب مین آجاوین اسکا
حال کچھہ تو اوپر مذکور ہوا جس سے عقلا اور علما ، اور اذکیا کو معلوم ہوگیا کہ یہ شخص عقل کا
پُتلا اور لیاقت کا خاکا ہے اور باقی بیان آگے آتا ہے انشاء اللہ تعالی کید چہارم یہ کہ جیسا
کہ اتباع عبد الوہاب نجدی بظاہر حنبلی مذہب بنتے تہے اور حال اونکا یہ تہا کہ اہل سنت کے قتل کو
مباح جانتے تہے ویسا ہی یہ شخص معہ ذریات خود ظاہر کرتا ہے کہ ہم لوگ حنفی مذہب ہین لیکن چونکہ یہ
شخص سچا نہین ہے یہ مکر خود اوسکی زبان قلم سے ظاہر ہوجاتا ہے کہ غیر مقلدین کی مدد کرتا ہے اور
اگر کوئی حنفی مذہب جہلائے غیر مقلدین پر بوجہ اونکے انحراف کے سواد اعظم سے طعن کرتا ہے تو
اوس حنفی کو یہ شخص نہایت تشدد سے منع کرتا ہے اور کہتا ہے کہ غیر مقلدین کا طریق بہی موافق حدیث
کی ہے اور فلان فلان عالم بہی اسکے قائل ہین پس طعن کرنا اس حنفی کا غیر مقلدین کے طریق پر یا

اونکے کسی جزئے خاص پر اون سب بزرگون پر طعن ہے کہو اب اس طاعن کی ایمان کا کیا ٹھکانا ہے
جب آنکھیہ بند کرکے بزرگان دین پر اور خود حدیث پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکھتا ہے نعوذ
بالله انتہی یہ حاصل ہے جامع خرافات کی تحریر پر تزویر کا اس تحریر سے غرض اس شیاد کی
یہ ہے کہ عوام اسکے دام فریب مین آجاوین اور جانین کہ حنفیہ بہت ہی بجر قتار ہین جو حدیث کے خلاف
کرتے ہین اور بزرگان دین بلکہ خود حدیث نبوی صلے الله علیہ وسلم پر طنز و تشنیع روا رکھتے ہین اونکے
ایمان کا ٹھکانا نہین ہے فقیر کہتا ہے کہ عوام کالانعام ہوتے ہین شاید اس کیاد کے دام فریب مین
پھسلجاوین لیکن عُلما اور عُقلا تو پہچان گئے کہ حال بالعکس ہے اور یہ حکایت اوسکی تحریر کے مناسب
ہے کہ ایک مسلمان کسی مجوسی پر طعن کر رہا تہا اور اوس سے کہہ رہا تہا کہ تیرا مقتدا زرتشت دعوی
پیغمبری مین جہوٹا تہا آتش پرستی اوسنے جاری کی اور کتاب ژند خود تصنیف کرکے لوگون مین
پہیلا دی اور کہا کہ یہ کتاب آسمانی ہے اور حالانکہ اوسکا پیغمبر ہونا اور کتاب مذکور کا آسمانی
ہونا باطل ہے اس دلیل سے اور اس دلیل سے۔ اسی اثنا مین دوسرا ایک شخص بظاہر مسلمان کہ
اگر پہونچا مسلمان مذکور کا بیان سنکر کہنے لگا کہ ہر قوم کیواسطے پیغمبر کا مبعوث ہونا قرآن شریف
مین موجود ہے ولکل قوم هاد اور زرتشت مجوس کا پیشوا پیغمبر صادق اور حکیم حاذق تہا چنانچہ
فاضل شہرزوری وغیرہ اوسکو نبی اور حکیم کہہ گئے ہین پس یہ طعن بزرگان دین پر طعن ہوا بلکہ
یہ تشنیع خود قرآن شریف پر ہوگئے کہو اب طاعن کے ایمان کا کیا ٹھکانا ہے جب آنکھہ بند کرکے
ائمہ دین اور قرآن شریف پر تشنیع کی پس یہ طعن بجز جہل کے اور کیا وجہ رکھتا ہے اوس مجوسی نے
مسلمان موصوف سے کہا کہ کیون صاحب اب فرمائیے یہ آپکے ہم مذہب کیا کہہ رہے ہین
مسلمان نے کہا کہ اب تو اپنے گہر کی راہ لے ہم اسکی تعلیم اور تادیب کو مقدم سمجہتے ہین
پہر وہ مسلمان اوسی پلید کی رد خرافات کیطرف ملتفت ہوگیا اور کما حقہ اوسکی تفہیم کردی عقلا کو
اسمین تفصیل کی حاجت نہین ہے ورنہ خاکسار اوس مسلمان کے جواب کو مفصل لکہدیتا اور تاہم نکات
فنیہ کے جواب کی بہی یہان گنجایش نہین دیکہتا اپنی مقام پر آویگا انشاالله تعالے واہ واہ
کیا عمدہ اوس مرید کی تقریر ہے اور کیا خوب اس عنید کی تحریر ہے اف کیا اس شخص کے مبلغ علم
کو جان گئے ہونگے اور اسکے لیاقت کو پہچان گئے ہونگے اس فہرست مین اشارہ ہے پر اکتفا
کیا۔ کید پنجم یہ کہ ناظرین با تمکین پر سابق سے واضح ہوگیا اور مالحق سے اور بہی ظاہر ہوجائیگا

کہ اس شخص کو سید العبید علیہ صلوٰۃ اللہ الحمید سے عناد قلبی ہے ولہذا امن کرہ شیئاً منع
ذکرہ کا مظہر بنگیا ہے یعنی اس شخص کو چونکہ آنسرور علیہ سلام اللہ الاکبر سے عناد ہے بایں سبب
وسے نہیں چاہتا کہ مجالس اور محافل مین آپکا ذکر خیر کیا جاوے اور صراحۃً منع بھی نہیں کر سکتا
کہ کوئی ذکر آپکا نہ کرے اور درود آپ پر نہ بھیجے تولد شریف کا حال نہ بیان کرے کیونکہ علی الاعلان
اگر ان امور سے منع کریگا تو جانتا ہے کہ علمائے سنت و جماعت بلکہ پہلے جاہل ہے اسکا کام
تمام کر دینگے تو حصول غرض معلوم کیواسطے یہ کید چلتا ہے کہ جہلا کو تو یون سمجھا کر ڈالدیتا ہے
کہ انعقاد محفل میلاد کتاب سے ناجائز ہے اب رہے علما تو اونکے مقابلہ مین اسکو بہت دشواری
ہوتی ہے بہت کچھہ ہاتھہ پانون مارتا ہے مشعبد کیطرح بہت سو شعبدہ بروے کار لاتا
اور کہتا ہے کہ اسمین یہ مخالفت شرعی آجاتی ہے اور یہ خلاف سنت کے ہوجاتا ہے جیساکہ
بعض ظرفانے لکھا ہے کہ ایک مرد نے نہایت تنگ آکر قاضی کے پاس اپنی زوجہ کی شکایت
کی کہ نہ نماز پڑہتی ہے اور نہ رمضان مین روزہ رکہتی ہے اور نہ میری خدمت کرتی ہے اور جب
مین گہر سے باہر جاتا ہون تو دوسرے لوگون کے ساتھہ صحبت رکہتی ہے ذرا آپ اوسکو نصیحت
کرین قاضی نے بلا کر بہت کچھہ کہا اوس عورت نے جواب دیا کہ مین شافعی المذہب ہون
اور اکثر مدت حیض کی اونکے مذہب مین پندرہ (۱۵) روز ہین سو مجھکو پندرہ روز حیض رہتا ہے
نماز کیونکر پڑہون کہ شرعاً ممنوع ہے اور شوہر میرا بڑا مغلوب الغیظ ہے مہینہ کے پندرہ روز
باقی مین اپنی جان کے خوف سے کہ مبادا نماز پڑہنے سے اوسکی خدمت مین قصور واقع ہوجاوے
اور وہ غصہ مین آکر مجھکو جان سے مار ڈالے محافظت جان کے نماز سے زیادہ شریعت مین مؤکد
ہے اسوجہ سے نماز کو ترک کر دیتی ہون اور رمضان مین ہر روز مسافرین میرے گھر مہمان آیا
کرتے ہین اور مہمانون کی رعایت خاطر سنت ہے اگر روزہ رکہون تو خلاف سنت ہو اور سنت کے
خلاف عمل مین لانا مجکو ہرگز منظور نہین ہے اور خدمت نہ کرنے کا سبب یہ ہے کہ اکثر اوقات
میرے شوہر کے نزدیک اجانب بیٹھے رہتے ہین اور اوسوقت وہ مجھسے کوئی چیز طلب کرتا ہے
اور اغیار کے روبرو مجکو بلاتا ہے بھلا شرعاً یہ کب جائز ہے اور لوگون کے ساتھہ صحبت رکہنیکا
حال جو میری شوہر نے آپسے بیان کیا سو وجہ یہ ہے کہ ہر فرد مرد بشریت کے حیثیت سے میرا بھائی ہوتا ہے شوہر
میرا بہت ہی نافہم ہے اسوجہ کو نہین سمجھا لیکن مین چونکہ اسوجہ کو سمجھتی ہون لہذا ہر مرد کے

ساتھ صحبت رکھتے ہوں فقط اب ناظرین غور فرماویں کہ جامع خرافات نے اس خبیثہ سے زیادہ تر اظہار
اعذار شرعیہ میں دربارۂ مجلس میلاد خیر العباد صلی اللہ علیہ وسلم شعبدے دکھلائے ہیں اور مضمون ع خوبی بدرا
بہانہا بسیار + کو ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کہ انعقاد اس مجلس کا جائز نہیں ہے بہلا علمای سنت وجماعت کب اس
شعبدہ باز کیاد کی فریب میں آتے ہیں نیزۂ قلم سے ایک جلسہ میں اسکی سب شعبدونکو اوڑا دیتے ہیں چنانچہ آگے
معلوم ہوا جاتا ہے انشاء اللہ تعالی کید ششم یہہ کہ فاتحہ اموات کا مندوب اور مستحسن ہونا چونکہ کتب شرعیہ میں
بکمال وضوح مرقوم ہے انکار کی مطلقاً جگہہ باقی نہیں اور جامع خرافات مقطوعہ چونکہ منع للخیر پر مجبول ہوا ہے بہت کچہ فکر
کرتا ہے کہ کونسا حیلہ پیدا کرے جو اوسکو انکار کی گنجائش ملے باآخر سوا اسکے اور کچہہ نہ سوجہا کہ اوسی خبیثہ مذکورہ کے سے
اعذار واہیہ پیش کردیے بہلا وہ علمای فحول کے روبرو لائق اصغا ہوسکتے ہیں وہ سبہی مع تفصیلہ انشاء اللہ تعالے
کید ہفتم یہہ کہ تمام علمای اہل سنت کو جامع خرافات مقطوعہ کسی مقام پر عوام کالانعام کے ساتھ تعبیر کیا ہے
اور کہیں علمائی شیطانی ونفسانی ودنیاوی کا خطاب دے گیا ہے اور اپنی نفس کو عالم ربانی وحقانی لکھکر
نقارہ انا خیر منہم کا بجا دیا ہے اور بکمال سفاہت یہہ نہ سمجہا کہ میں جو تمام فضلای متقدمین وعلمای متاخرین
عرب وعجم کو علمائی شیطانی ونفسانی لکھتا ہوں اسکا انجام کیا ہوگا اور یہہ تکبر اور غرور اور یہہ گستاخی اور بیباکی کہاں تک
پہونچائیگی پندنامہ سعدی علیہ الرحمہ بہی جو فارسی کی پہلی کتاب ہے اطفال دبستان کو یاد رہتی ہے بلکہ اکثر دہقانوں
اور گنوارونکو بہی اوسکے اشعار محفوظ ہوتے ہیں اس مدعی انا خیر نے نہیں پڑہی کہ اوسمیں فرماتے ہیں ؎
تکبر عزازیل را خوار کرد + بزندان لعنت گرفتار کرد + ظاہرا اسکا جواب یہہ دیگا کہ ہمنے تو یوں لکہا ہے کہ جو علما مولد
وقیام کو مستحسن جانتے ہیں اور اس بارے میں رسائل تالیف کرتے ہیں اور اسکے استحسان کا فتوی دیتے ہیں
اور اسکے عامل یا مجوز ہیں وہ عوام کالانعام ہیں یا علمائی نفسانی وشیطانی ہیں اور جو کہ مانعین ہیں وہ عالم ربانی
وحقانی ہیں اس سے یہہ کہاں ثابت ہوا کہ تمام علمای اہل السنن عوام کالانعام ہیں یا عالم شیطانی ونفسانی ہیں اور
تنہا ہم عالم ربانی وحقانی ہیں فقط اب ہم اہل حق اسکے جواب الجواب میں لکھتے ہیں کہ تمام علماسی اہل سنت مانحن فیہ
کے مجوز ہیں تو بموجب تمہارے قول کے عوام کالانعام یا علمای شیطانی قرار پائے اور زمانہ ماضی میں اگر ایک دو
مانع بہی گذرے تو قطع نظر اس سے کہ النادر کالمعدوم ہے معلوم ہوا اونکے منع کی بہی ایک وجہ خاص تہی کہ
وہ تمہاری سمجہہ میں نہیں آئی اور اس زمانہ میں تو سوائے تمہارے حزب قلیل کے کوئی مانع نہیں ہے سو تم عالم
ربانی وحقانی ہوئے اور عارف باللہ مولانا شاہ سلامت اللہ اور عالم ربانی مولانا شاہ احمد سعید مجددی نقشبندی
اور مولانا کرامت علی صاحب جونپوری ومولانا محمد شاہ صاحب دہلوی اور فاضل حقانی مولانا عبد الغنی محدث مہاجر مدنی

اور ہزاروں علمای حقانی مستحسن اور مجوز اس عمل خیر کی گذری کہ اون سبکے اسمای گرامی لکھنے کیواسطے ایک دفتر
علیحدہ درکار ہو قدس اللہ اسرارھم و ما فاض علینا من فیوضھم و بر کا تھم اور اب جو بزرگان
دین کہ بقید حیات ہین مولوی عبدالرزاق صاحب و مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی و مولوی شاہ محمد اکبر صاحب
کاکوروی و مولوی محمد گل صاحب خالص پوری و مولوی وکیل احمد صاحب سکندرپوری و مولوی عبدالغفار
صاحب لکھنوی و مولوی محمد علی صاحب کانپوری و مولوی محمد سکندر خان صاحب خالص پوری و حضرت مولوی
فضل الرحمن صاحب مرادآبادی و مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری و مولانا مولوی عبدالقادر صاحب
و مولانا مولوی عبید اللہ صاحب بدایونی و مولانا مولوی لطف اللہ صاحب علیگڈھی و مولانا مولوی احمد حسن
صاحب پنجابی و مولانا مولوی عبدالحق صاحب مجددی نقشبندی مہاجر و مولانا مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر
و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری و مولانا مولوی عبدالحی صاحب کانپوری اور خود تمہارے پیر
جناب حاجی امداد اللہ صاحب اور سوائے انکے ہزاروں علمای عرب و عجم بارک اللہ فی اعمارہم مستحسن اور مجوز
اس کار خیر کے موجود ہین سو یہ سب عوام کالانعام یا علمای شیطانی و نفسانی ٹھہرے کبرت کلمۃ تخرج
من افواھھم ان یقولون الا کذبا واقعی اس بیباک نے سید انام علیہ الصلوٰۃ والسلام و علمای
اسلام کثرہم اللہ الی یوم القیام کی جناب اقدس مین ابورافع یہودی کی سی عداوت ظاہر کردی ہداہ اللہ
تعالی او خذلہ کید ہشتم یہ کہ جب یہ شخص خیال کرتا ہو تو دیکھتا ہو کہ روی زمین پر کوئی عالم علمای سنت وجماعت
سے اپنے ساتھ نہین ہو اس وجہ سے گھبراتا ہو اور چاہتا ہو کہ کسی تدبیر سے کوئی نامی فاضل تو اپنے ہمزبان ہوجاوے
کہ کچھ سہارا لے سو اس غرض کے حاصل ہونیکے واسطے خرافات مقطوعہ مین یہ کید چلا ہو کہ جناب مولانا
مولوی رحمۃ اللہ صاحب مہاجر مکہ کی خوش آمد مین نہایت مبالغہ کر گیا باین خیال کہ جب وہ اس مدح سرائی پر
مطلع ہونگے ضرور ہماری انحرافات کو قبول و منظور فرماوینگے اور عقائد اور اعمال مین ہمارے شریک ہونگے
اور ہر طرح سے ہماری جانبداری اور اعانت کرینگے اور یہ بھی ہے تو ہمکو مخالفین کے روبرو کہنے کی گنجائش تو
ملیگی کہ فلان فاضل نامی ہمارے ساتھ بھی اسوقت موجود ہے خاکسار کہتا ہو کہ مولوی صاحب موصوف تو
ایک مرد پختہ جہاندیدہ صاحب علم و عقل و فہم ہین کہ جنھون نے پادری فنڈر کو عاجز اور لاجواب کردیا وہ تو بھلا
کیونکر اسکے دام فریب مین آتے اس دام مین تو کوئی جاہل بھی جسکو کسیقدر حصہ عقل سے ملا ہو نہین آنیکا
اب حال واقعی سنئے کہ مولوی صاحب ممدوح جب خرافات مقطوعہ متضمنہ عقاید باطلہ و اعمال کاسدہ پر مطلع
ہوئے حمیت اسلامی سے نہایت غیظ مین آئے اور کلمات تشدد بنسبت اوس تالیف اور مولف و ہم مشربان

مولف وآمر طبع کے فرمائے مولانا مولوی عبد الحق صاحب مہاجر و مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری وغیرہما اسکے شاہد عادل ہین جو چاہے ان بزرگون سے بذریعہ کتابت دریافت کرلے اور خود اونکی تحریر مضمون مذکور طبع ہو چکی ہے اور دوسری عنقریب شایع ہونے والی ہے ناظرین کے ملاحظہ مین گذرے گی کیفیت تہمت یہہ کہ ایک خط حاجی امداد اللہ صاحب کا ان کیاوون نے طبع کرایا اور ظاہر کیا کہ یہہ خط حاجی صاحب کا مولوی نذیر احمد خان رامپوری مدرس مدرسہ طیبہ واقع احمد آباد گجرات کے نام مکہ معظمہ سے آیا ہے اور اوسپر حاشیہ اپنی طرف سے چڑہایا اوس حاشیہ مین الفاظ غیر مہذب نسبت اس خاکسار اور صاحب لواء اور مولوی احمد حسن صاحب پنجابی کے لکہے اوسکی کیفیت یہہ کہ خرافات مقطوعہ جب شایع ہوئی تو اس خاکسار نے ایک خط بنام حاجی صاحب موصوف روانہ کیا تہا مضمون اوسکا یہ تہا کہ صاحبان براہین آپکے مریدان رشید ہین اونکو آپ منع کردین کہ لوگونکو گمراہ نکرین براہین مقطوعہ مین یہ یہ عقائد باطلہ واعمال کاسدہ درج کیے ہین فقط یہہ خلاصہ مضمون خطِ مذکور ہے بعد چند ماہ کے وہ خط حاجی صاحب کا جسکا ذکر اوپر ہو چکا شایع ہوا اسکی تمہید مین صاحبان براہین نے یہہ بھی لکھا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب مولوی نذیر احمد خان کو روانہ کردیا ہے جو چاہے اوس سے دریافت کرلے اور خلاصہ مضمون اس خط کا جو معتقدان براہین نے چھپوایا اور شایع کیا یہ کہ براہین قاطعہ مین عقاید حقہ ہین تمہاری سمجھ مین نہین آئی فقط اور اوسکے حاشیہ مین تو سفاہت اور بلادت وغیرہ بہت سے الفاظ بمضمون المرء یقیس علی نفسہ کی نسبت خاکسار کے لکہی اور جناب مولوی احمد حسن صاحب پنجابی کی نسبت لکہا کہ وہ نہ سمجہے نہ بوجہے رسالہ در باب امتناع کذب باری لکہنے کو بیٹہہ گئے فقط اب سنیے کہ اوس تمہید مین جو ان مکارون نے لکہا کہ حاجی صاحب نے یہ جواب نذیر احمد کو روانہ کردیا ہے اسکے مقابلہ مین تو احقر اسی آیت کی تلاوت پر اکتفا کرتا ہے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین یعنے وہ جواب میرے پاس نہین آیا اور ان کیادون کو اوسکی نقل پہونچ گئی یہ طرفہ ماجرا ہے الغرض احقر نے فاضل کامل مولانا مولوی سکندر خان صاحب واصل خالص پوری نزیل بمبئی کو لکہا کہ آپ یہ خط میرا جناب حاجی امداد اللہ صاحب کی خدمت مین کسی اہل علم معتمد علیہ کے ہمراہ روانہ کردین اس خط مین فقط حاجی صاحب سے استفسار اس امر کا کیا تہا کہ یہہ خط جو صاحبان براہین نے آپکے نام سے چھپوایا ہے فی الحقیقت آپکا ہے یا نہین اور آپ اون عقائد کے جو براہین مین مندرج ہین معتقد ہین یا نہین فقط فاضل ممدوح نے وہ خط مولانا مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری کے ہمراہ مکہ معظمہ کو حاجی صاحب کی خدمت مین روانہ کردیا جناب حاجی صاحب نے اوسکا جواب بسبیل ڈاک بشہر احمد آباد گجرات مدرسہ طیبہ مین میرے پاس ابلاغ فرمایا اوسکا خلاصہ مضمون یہ کہ ایک مدت سے

بوجہ ضعف بصارت مین اپنے ہاتھ سے خط نہین لکھتا ہون وقت ضرورت کے دوسرے شخص کے ہاتھ سے لکھوا دیا
کرتا ہون چنانچہ وہ خط بھی جو معتقدان براہین قاطعہ نے چھپوایا ہے مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے
اپنے علم پر اعتماد کر کے مضمون مذکور لکھدیا ہوگا اور براہین قاطعہ مین جو عقاید فاسدہ و اعمال کاسدہ مذکور ہین
وہ سراسر میرے عقائد و اعمال کے مخالف ہین مین ہرگز اون عقائد و اعمال کا معتقد و عامل نہین ہون فقط۔
صاحبان براہین کے پیر و مرشد کے اس تحریر سے براہین قاطعہ کا خرافات مقطوعہ ہونا واضح ہے کیونکہ پیر و مرشد اون
عقائد و اعمال سے نہایت متنفر ہین اور ہمارا مدعا کہ ہم اوس کتاب کو سراسر غوایت اور اوسکے عقاید فاسدہ و اعمال
کاسدہ کو سراپا ضلالت کہتے ہین ثابت ہوگیا والحمد للہ علی ذالک اب رہا یہ کہ جناب حاجی صاحب نے تحریر
فرمایا کہ وہ خط مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے اپنی سمجھ کے مطابق لکھدیا ہوگا اس مضمون کی نسبت
خاکسار اپنی زبان سے کچھ نہین کہتا بوجہ اسکے کہ یہ احقر کسی مسلم کی نسبت جبتک وہ غیر مشروع کا عامل یا قائل نہو کوئی کلمہ
سبکی کا کہنا یا لکھنا تجویز نہین کرنا جایز نہین رکھتا چہ جای آنکہ ایک بزرگ کہن سال کی نسبت کوئی سخن اس قسم کا
کہے یا لکھے حفظنا اللہ منہ ہان اس غرض سے کہ برادران دینی کو عبرت اور نصیحت ہو اور مجکو علم اور خبرت ہو
ناظرین و بعقل کی خدمت مین چند استفسار رکھتا ہے اور وہ استفسار اس قسم کے ہین کہ اونکا جواب اہل علم و عقل تو دیہی دینگے
وہ لوگ جو کہ فقط رشتی عقل کی ہی رکھتے ہین جواب اون استفسارونکا دیسکتے ہین اب خاکسار ماسبق سے قطع نظر کرکے
ایک روئداد بیان کرتا ہے بعد ازان وہ استفسارات ناظرین با انصاف کے معرض عرض مین لاویگا امید کہ جواب سے
ممتاز فرماوین پہر جو صاحب عقل کہ از راہ انصاف جواب دینگے انشاء اللہ تعالی یہ فقیر اوسکو اپنا معتمد علیہ اور دستور العمل
گردانیگا اور جانیگا کہ یہ امر ہر فرد بشر کو اسطرح عمل مین لانا چاہیے اب سنیئے وہ روئداد یہ ہے کہ عمرو و بکر نے ملکر
ایک کتاب چھپوائی زید و خالد و حامد وغیرہم نے جب اوس کتاب کو دیکھا تو بہت سے ایسے مسایل اونکو اوس کتاب مین
نظر آئے کہ جن سے لوگ گمراہ ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سبکی اوس سے مفہوم ہو اور ذات بیعیب
پروردگار عالم کی جناب اقدس مین عیب لگتا ہو اور اسلام موجب اعتراض بنتا ہو زید و خالد و حامد وغیرہم چونکہ اہل اسلام
ہین اور اونکے مذہب کے یہ مسایل بالکل مخالف لہذا اونکو بہت ناگوار گذرا اور طالبان کتاب مذکور بھی مسلمان ہین
زید نے بمقتضائی محبت اسلامی چاہا کہ کسی تدبیر سے اہل اسلام گمراہی سے بچین اور صاحبان کتاب بھی ہدایت پاوین
اور راہ راست پر آوین سو یہ تدبیر اوسکے ذہن مین آئی کہ عمرو و بکر یعنے صاحبان کتاب کے پیر دستگیر مسمے بہ ضامن کو
لکھنا چاہیئے کہ آپ اپنے مریدون کو منع کردین کہ ایسے افعال اور اقوال سے باز آوین امید ہے کہ عمرو و بکر اپنے مرشد
کے فرمودہ پر عمل کرینگے یہہ سوچکر زید نے ضامن کو مضمون مذکور لکھبھیجا ضامن کے پاس جب یہہ خط زید کا پہونچا

تو ضامن نے اپنے کسی خادم کو حکم کیا کہ اسکا جواب لکھکر عمرو و بکر کو روانہ کردو چنانچہ وہ خادم حکم بجالایا اور زید کے خط
کا جواب عمرو و بکر کے پاس جو زید کے مخالف تھے روانہ کردیا عمرو و بکر نے اوسپر حاشیہ اپنے طرف سے چڑھایا اور اوس حاشیہ
مین بہت سے کلمات ناشائستہ نسبت زید و خالد و حامد وغیرہ کے لکھے اور اوسکو چھپواکر شائع کیا جب زید اسپر مطلع ہوا
تو ضامن کو اوسنے لکھا کہ حضرت یہ خط جو یہان میرے خط کا جواب مشہور کرکے چھاپا گیا ہی فی الحقیقت آپنے
ابلاغ فرمایا ہی یا نہین اور اوس خط کا مضمون یہ ہی کہ کتاب مذکور مین عقائد حقہ مسطور ہین سو آپ بھی اون عقاید
کے معتقد ہین یا نہین اس بار ضامن نے زید کو جواب بھیجا کہ وہ خط جو چھاپا گیا ہی مینے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا کاتب نے
اپنے قیاس سے لکھدیا ہوگا اور مین اون عقاید کا جو اوس کتاب مین مذکور ہین ہرگز معتقد نہین ہون فقط روئیداد تمام ہوئی
اب وقت استفسار ہی اول یہ کہ زید کے خط کا جواب جو حضرت ضامن نے اوسکے مخالفین کے پاس روانہ فرمایا اور زید کو مطلق
اس سے خبر ہی نکی یہ امر دیانت اور تقوی اور اصلاح مین داخل ہے یا انکے اضداد کو شامل ہی یا عقلا کے نزدیک مناسب
یہ تہا کہ زید نے اپنے خط مین اگر بیجا لکھا ہوتا تو عمرو و بکر کو فہمائش کرنی تھی کہ زید نے مجکو یہ مضمون لکھا ہی او بیجا لکھا ہے
تم ایسے حرکات سے باز آؤ اور زید کو بھی جواب لکھدینا تہا کہ تمہاری تحریر کے مطابق عمرو و بکر کو ہمنے منع کردیا ہی اب چاہین
وہ مانین یا نہ مانین مین اونکے عقاید و اعمال سے بری ہون فقط اور زید نے اگر بیجا لکھا ہوتا تو خود زید کے پاس زید کے
خط کا جواب باین مضمون روانہ کرنا مناسب تہا کہ میان زید تمہاری سمجھ ناقص ہی عمرو و بکر نے جو کچھ اوس کتاب مین
لکھا ہی سب حق لکھا ہی تم اب غور کرکے سمجھلو اور اونہی عقائد کے معتقد ہو جاؤ اور اونہی اعمال کے عامل بن جاؤ یہی
صراط مستقیم ہی ورنہ راہ جحیم ہی استفسار ثانی یہ کہ حضرت ضامن نے اوس کاتب کو مضمون بتادیا تہا کہ یہہ لکھو یا یون
ارشاد فرمایا تہا کہ اسکا جواب جو تمہارے دلمین آوے وہ لکھلاؤ در صورت اولی جو کچھہ مامور نے لکھا وہ آمر کا ہوا یا نہین
اگر ہوا تو ضامن کا یہہ کہنا کہ مین نے اپنے ہاتھ سے نہین لکھا ضامن کو اوس تحریر سے بری الذمہ کریگا یا نہین اگر نہین
کریگا تو حضرت ضامن کا یہہ قول کہ اوس کتاب مین عقائد حقہ مذکور ہین اور دوسرا یہ قول کہ مین اون عقاید سے
بری ہون اور بیزار ہون ان دونو قولون مین تناقض ہی یا نہین اور صورت ثانیہ کو بھی اہل عقل ملحوظ فرماوین یہہ
ضامن صاحب نے اوس خط کو سنکر ابلاغ فرمایا یا بغیر سنے اگر سنکر بہیجا تو تناقض بین القولین المذکورین ثابت ہوگا یا نہین
اور اگر بغیر سنے ارسال کیا تو نادانی مین یہہ امر محسوب ہوگا یا دانائی مین اور اس سے مداہنت فی امور الدین ثابت
ہوگی یا نہین اور چند استفسار اور بھی ملحوظ خاطر ہین برعایت ادب بحضرت ضامن زبان قلم پر نہین لاتا اب
ناظرین با انصاف ارشاد فرماوین کہ دوسرے اہل اسلام بھی یہ روش ضامن صاحب کی اختیار کرین یا نہین غالبا
سب عقلا یہی فرماوینگے کہ نہین اس قدر لکھنے کے بعد خاکسار کو اطلاع ہوئی کہ حضرت ضامن کی جناب عالی

کیطرف بجز رعایت خاطر عمرو و بکر کے دوسری کوئی برائی راجع نہین ہی بلکہ یہہ سب کیا دہی و شیا دہی عمرو و بکر کی ہی ہر
وجہ یہہ ہی کہ زید کا خط بمضمون مذکور جب حضرت ضامن کے پاس پہونچا تو حضرت ضامن نے وہ خط زید کا بجنسہٖ بغرض جواب کے
عمرو و بکر کے نزدیک روانہ کردیا کہ تمکو اور تمہاری تصنیف کو لوگ اسطرح یاد کرتے ہین ہوشیار ہو جاؤ اور اس قسم کی
حرکات سے باز آؤ عمرو و بکر نے زید کے خط کا جواب اپنی قلم سے لکہا اور ضامن صاحب کیطرف سے آیا ہوا مشہور کیا اور
ضامن صاحبکو بہی لکہدیا کہ آپ سے اگر کوئی استفسار کرے تو کہدیجیگا اور لکہدیجیگا کہ ہان وہ جواب مین نے لکہا ہی پہر جب
زید نے دوبارہ حضرت ضامن کو لکہا اور خود اونکے عقاید سے بہی استفسار کیا تو حضرت موصوف نے صاف لکہدیا کہ
فلان فلان عقائد اور اعمال اوس کتاب کے میرے عقاید اور اعمال کے مخالف ہین باقی رہا یہہ مضمون کہ وہ جواب جو میرے
طرف سے عمرو و بکر نے چہپوایا ہی وہ جواب ہرگز میرے طرف سے اونکے پاس نہین گیا اور نہ مین اوس جواب سے واقف
ہوں تمہارے خط کا جواب اونکے پاس مین کس واسطے روانہ کرتا فقط سو یہہ مضمون حضرت ضامن نے اس سبب سے نہین
لکہا کہ عمرو و بکر کے اس مکاری سے نہایت خواری ہوگی الغرض ناظرین کی خدمت مین التجا ہی کہ حضرت ضامن سے بدظن
نہون عمرو و بکر کو ہی بانیان فساد سمجہین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کچہہ قصور نہ تہا وہ دوسرے شخص کا فتور تہا اس کید کو
خاکسار نے اس کتاب سے علیحدہ مفصلا لکہا ہی لہذا یہان مختصر کہا ان لوگون نے جناب مولوی احمد حسن صاحب کی
نسبت جو نافہمی کا مضمون لکہا ہی تعجب نہین کہ اونکے اساتذہ و تلامذہ مین سے کوئی مستعد ہو کر اس گستاخی کا مزہ چکہادے
کید دہم یہ کہ جب صاحب خرافات نے دیکہا کہ جملہ علمای عرب کا و فضلای عجم مولد و قیام کے مجوز و مستحسن ہین تو نہایت
غیظ مین آیا اور اونکی عداوت کا تخم اپنے خانہ دل مین جمایا اور اس فکر مین پڑا کہ کوئی تدبیر ایسی نکالنی چاہیے کہ اون
سبکی تجویز باطل ہو جاوے سو کوئی تدبیر اوسکے ذہن مین نہ آئی سوا اسکے کہ علمای عرب کی تو پوری پوری ہجو کر گیا
کہ جاہل ہین فاسق ہین کتاب کے خلاف کیا کرتے ہین مخالف نص کی فتوی دیا کرتے ہین اور فضلای عجم بہی لاعلم ہین
مشرک ہین مبتدع ہین اون سبکی تجویز اور استحسان کا کچہہ اعتبار نہین ہی اور اوسی خرافات مین یہہ بہی بک گیا کہ ہمارے سوا
دوسرے کسی کا قول لایق اعتماد کے نہین ہی اب ناظرین اس شخص کی بیہودہ گوئی ملاحظہ فرمایا ہین کہ کیا لکہہ گیا مفاد
اوسکا یہہ ہوا کہ فقط یہ اکیلا جنتی ہی اور باقی سب جہنم مین جانیوالے ہین **نعوذ باللہ من ہذہ الہفوات**
بہلا اس بیباک کے اس زفیر سراپا تزویر کو کوئی عاقل سمع قبول مین جادے سکتا ہی حاشا اور یہہ کلمات لعن
و طعن سب و شتم جو جمیع علمای اسلام کی نسبت لکہہ گیا فاسق بہی کہہ گیا مشرک بہی ثابت کر گیا جاہل بہی بول گیا
اسکی سزا کچہہ تو اس شخص کو فی الحال ملی ہی اور اگر تائب نہوا تو پوری پوری جزا فی الاستقبال ملیگی انشاء اللہ تعالی
کید یازدہم یہہ کہ خرافات مقطوعہ کا کوئی صفحہ باقی نہین ہی جسمین صاحب انوار کو خصوصا اور جمیع علمای

اسلام کو عمواً دشنام سے یاد نہ کیا ہوا ور نافہم اور نادان اور جاہل اور بددیانت اور شوخ چشم اور بیشرم اور بے ایمان
وغیرہ الفاظ اونکی نسبت نہ لکھے ہوں یعنے صاحب انوار نے جو اقوال نقل کئے ہین وہ علمای ربانین اسلام کے کلام سے
اخذ کر کے نقل کئے ہین تو صاحب انوار کے نسبت جب وہ کلمات دشنام اس ناعاقبت اندیش نے لکھے تو گویا اون
سب بزرگان دین کی نسبت قرار پائے اس شخص نے یہ کتاب علمای اسلام کی ہجو مین تالیف کی ہی اور عوام کو فریب
دیا ہی کہ اظہار حق کیواسطے لکھی ہی سبحان اللہ اظہار حق کا نام اور اظہار باطل کا کام اگر غور کرو تو اس خرافات مین
نہ فقط ہجو علمائی اسلام ہی بلکہ عداوت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام وتہمت خالق انام ذوالجلال والاکرام بھی
بہت کچھ موجود ہی پھر جو شخص ذات بے عیب کو عیب لگانے سے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ سلم کی جناب مین گستاخی
سے باز نہ رہا تو اوسکو علمای اسلام کے دشنام سے کیا خوف ہوگا معاذ اللہ منہا اور باعث ان سب خرافات کا جامع
معلوم کی جہالت ہوئی ہی مولانا سعدی علیہ الرحمہ نے سچ فرمایا ہی سے ز جاہل نیاید جز افعال بد + وز رو نشنود
کس جز اقوال بد + کید دوازدہم یہ کہ عوام کو فریب دیتا ہی کہ صاحب انوار نے جو مولد و قیام درود و سلام کا
استحسان ثابت کیا تو اوسنے ان امور خیر کے مانعین کر تی زمانا وہ دو چار شخص ہین سوا اونکو جامع معلوم
ولی اللہ کا خطاب دیکر کہتا ہی کہ صاحب انوار نے اون مانعین سے عداوت رکھی اور مانعین کے ساتھ عداوت
رکھنی گویا خدا کے ساتھ لڑائی کرنی ہی صاحبو ذرا غور فرماؤ کہ جامع براہین نے جو تمام علما و فضلا و اصفیا و اتقیائی
امت مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم و اولیای خدای ذی الکبر یا جل جلالہ و عم نوالہ کو ہدف سہام ملام بنایا اور جاہل اور نادان
اور نافہم وغیرہ کلمات دشنام کے ساتھ یاد کیا اور فاسق اور مشرک اور مبتدع قرار دیا یہ من عادی ولیالی فقد
آذنتہ بالحرب کا مورد ہی یا صاحب انوار کہ اوسنے بکمال ملاطفت مناعین للخیر کو سمجھایا کہ سواد اعظم کی مخالفت
اچھی نہین ہی اور مولوی رشید احمد صاحب کی عبارت مین جو رکاکت تھی اوسکو واضح کر کے اونکو بری کر دیا کہ یہہ
عبارت اونکی نہین معلوم ہوتی ہی اس تہذیب اور اخلاق والا اس حدیث قدسی کا مصداق ہو سکتا ہی حاشا و کلا بلکہ
وہی مفسق اطہار و مکفر اخیار و مجہل اخبار و مضلل ابرار و محقر رسول مختار و متہم خدای غفار اوس حدیث کا مورد
اور مصداق ہے والعیاذ باللہ منہ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون کید سیزدہم
یہ کہ جامع خرافات عوام کو دہوکا دینے کیواسطے لکھتا ہی کہ صاحب انوار نے انوار ساطعہ مین منکرین مولد و
قیام کو سب و شتم سے یاد کیا ہی جن لوگون نے انوار ساطعہ کو دیکھا ہی اور اسکے خرافات کو بھی ملاحظہ فرمایا ہی
وہ لوگ تو جان ہی گئے ہین کہ معاملہ بالعکس ہے اور جن بزرگون نے دونون مین سے کسیکا مطالعہ نہین کیا
وہ اس کتاب سے معلوم کر لینگے اصل یہہ ہی کہ صاحب انوار نے جو نہایت نرمی سے مناعین للخیر کے ساتھ گفتگو کی ہی

اور حال یہہ ہے کہ چو باسفلہ گوئی بہ لطف و خوشی + فزون گردد ش کبر و گردن کشی + مخدوم سعدی علیہ الرحمہ تجربہ کرکے فرما گئے ہین سو وہی ظہور مین آیا کہ صاحب انوار کے کلام لطف التیام سے منکرین کا کبر و غرور افزون ہو گیا کہ تمام علمای راسخین اور اولیای کاملین کو گالیان دینے لگے اور صاحب انوار کے اوس اکرام اور احترام کا نام دشنام رکہا اور یہہ بہی سبب ہے کہ صاحب انوار نے چونکہ اونکو بہت نصیحت کی ہے کہ تم یہ عقیدہ نہ رکہو کہ فاسد ہے اور ایسے نہ کہو کہ کاسد ہے اس دلیل سے اوسکا فساد ظاہر ہے اور اس برہان سے اسکا کساد باہر ہے تمہارے اس قول سے تفسیق ابرار ہو گی اور اس سخن سے تکفیر اخیار لازم آئیگی سو اس تنبیہ اور تحذیر کا نام جامع خرافات نے دشنام رکہا اور خود جو تمام علمای عرب و عجم اور اولیای خالق عالم کو جاہل اور سفیہ لکہہ گیا اور فاسق و مشرک قرار دیگیا سو یہہ تجہیل احبار اور تضلیل اخیار جامع خرافات کے نزدیک تہذیب اور ادب مین داخل ہوئی یہہ وہی مثل ہے کہ کوئی نابکار خانہ پروردگار مین بکار ناگفتنی مشغول تہا کسی مرد ثقہ نے اوسکو دیکہکر کہا کہ اے کمبخت تہو ہے مسجد اور یہہ کام اوس بدکار نے جواب دیا کہ اے بے ادب اور بد تہذیب مسجد مین تہوکتا ہے اور میری نسبت خلاف تہذیب الفاظ بولتا ہے اگر بیکار خود مشغول نہوتا تو تجکو بتاتا مسجد مین حرام کاری نعوذ باللہ منہ تو اوسکے نزدیک ادب اور تہذیب مین داخل تہی اور اوس قایل کا قول کہ اے کمبخت تہو ہی بے ادبی اور بد تہذیبی مین داخل ہوا ویسے ہی تفسیق ابرار جہان اور تجہیل علمای دوران تو جامع خرافات مقطوع عا اور اوسکے ہم مشربون کے نزدیک ادب اور تہذیب ہوا اور صاحب انوار کے تنبیہ مذکور اور تحذیر مسطور سب و شتم نام رکہے گئے اور لعن وطعن مین محسوب ہوئے اس سے ناظرین معلوم کرلین کہ یہہ شخص کتنا بڑا مہذب اور مودب ہے مجکو خوف اسکا ہے کہ مولوی محمد قاسم صاحب مرحوم نے جو دیوبند کے مدرسہ کے تعمیر فرمائی اہل اسلام کو علم دین کی راہ بتائی کہین یہہ شخص نافہمی سے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ ظاہر کرتے کرتے اوسکو درہم و برہم نہ کرڈالے یعنی جب لوگونکو معلوم ہوگا کہ وہانکے تعلیم عقائد و اعمال جملہ علمای سنت و جماعت ساکنان عرب و قاطنان عجم کے عقائد و اعمال کے مخالف ہوتی ہے سب متنفر ہو جاوینگے اور ہر چند کہ وبال اوسکا تنہا اسیکے گردن پر آویگا لیکن اہل اخلاص کو چاہیے کہ اسکو منع کرین اور کہین کہ بہائی تو گہر مین اپنے خاموش بیٹہا رہ علما کے مقابلہ مین دخل در معقولات کیون کرتا ہے اس سے ہمارا مدرسہ بدنام ہوتا ہے ابہی تو ایک شخص نے علمای سنت و جماعت مین سے تیری خرافات پر اطلاع پاکر اسقدر لیاقت تیری ظاہر کی ہے جب دوسرے علما کو اطلاع ہو گی تو وہ اور زیادہ تیری بزرگی ظاہر کرینگے اور ابہی تک خیر ہے کہ نذیر احمد نے تجکو در پردہ ہی رکہا ہے آیندہ ایسا نہو کہ علمای سنت و جماعت چہار طرف سے متوجہ ہو جاوین اور تیرے نام اور مقام کی پوری تصریح کرکے دہجیان اوڑا دین لہذا مصلحت یہی ہے

ــہ زعلم بے خبری اے عزیز من مخروش + رموز غامضۂ علم عالمان دانند + فقط طرفہ یہہ ہی کہ اس شخص نے اپنے پیر دستگیر جناب حاجی صاحب کو بھی اغوای عوام و دشنام دہی علمای اسلام کے سبب سے اپنے ساتھ ہدف سہام ملام بنایا اور زیادہ بدنام کرنا چاہا تہا لیکن وہ تو آخر شیخ پختہ کار دیدۂ انقلاب روزگار تھے صاف اسکے دام فریب سے نکل گئے اور فرمانے لگے کہ مین ہرگز اسکے عقائد فاسدہ کا معتقد نہین ہون اور نہ اوسکے اعمال کاسدہ کا عامل ہون دلمین اپنے فرماتے ہونگے کہ مین تو جانتا تہا کہ اس سے اپنی نیکنامی متصور ہو یہہ معاملہ برعکس کیسے ہو گیا اسکے دلمین کیا سمائی جو علمائی مکہ معظمہ کو جاہل اور فاسق کہنے لگا اور فضلای ہند کو سفاہت اور جہالت کی ساتھ منسوب کرنے لگا سرور عالم کو اپنا بڑا بہائی بولنے لگا گھر کو ساتھ حجر کے تولنے لگا ذات باری کو عیب لگانے لگا راگ افاخیو گگانے لگا اور فی الحقیقت حاجی صاحب موصوف کا یہہ فرمودہ بجا ہی اور دوسرے بھی تو آخر حاجی صاحب کے بہت سے مرید ہین عالم بھی ہین فاضل بھی ہین عامل بھی ہین سوا اسکے کسی نے اونہین سے یہ راہ پرخطر آگے نہ لی گروہ منصور جمہور کے قدم بقدم چلے جاتے ہین پہر کیسے حاجی صاحب کے قلب انور پر اس شخص کیطرف سے کدورت نہ آئیگی یہ تو بدنام کنندۂ نکونامی چند کا مصداق بن گیا مقبل طبع براہین مقطوعہ کی یہ خاکسار بھی اس شخص کو صالح جانتا تہا جب اس دفتر خرافات کو دیکھا کہ تمام علمای اسلام کی ہجو کر گیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں بے ادبی کر گیا ذات باری تعالی کے ساتھ عیب لگا گیا العیاذ باللہ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے حمیت اسلامی کا جوش آگیا دل نے کہا کہ علمائی اسلام اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خالق انام کی جناب اقدس سے اسکو دفع کر اور خدا اور رسول کی محبت مین کلفت کو راحت سمجھ اور علمای اسلام کے ناصرین مین شامل ہو اور اسلام کو اعتراض کفار سے بچا اور اوسکو تنبہ کر یا ین خیال خاکسار نے بدرجہ ناچاری نیزۂ قلم اوٹہایا ورنہ احقر اوسکی طرف التفات بھی نہ کرتا خود اپنے اشغال ضروریہ سے فرصت کہان جو کوئی تعلیم بہائم مین صرف اوقات کرے کیا چہار دہم یہ کہ صاحب انوار نے جہان نصوص قطعیہ قرآن و حدیث سے استدلال کیا صاحب خرافات نے وہان تاویلات باردہ بعیدہ اس قسم کے کہ اطفال ابجد خوان اون تاویلات پر خندہ کرتے ہین پیش کر دئے اور جہان کتب فقہ و اصول و کلام و تصوف و سیر و تفسیر وغیرہ سے اپنا مدعا ثابت کیا وہان بعض مقام پر تو یہہ لکھہ گیا کہ یہہ روایات ضعیفہ و مرجوحہ لائق اعتماد کے نہین ہو سکتی اور کہین یون بول گیا کہ یہہ اقوال نصوص کے مخالف ہین اور خود صاحب خرافات کا حال یہہ ہے کہ نص کو فص جانتا ہی اور فص کو نص پہر اس لیاقت پر تمام علمای اسلام کی تکفیر و تحقیر و تجہیل و تضلیل پر مستعد ہوا ہے العیاذ باللہ اور جہان صاحب انوار نے علمای راسخین کے اقوال و فتاوی نقل کئے کہ دیکھو یہہ علمائی ربانیین عرب و عجم مانحن فیہ کے مثبت اور ہمارے ہمزبان ہین یہان صاحب انوار کیطرف اشارہ کر کے یون بڑبڑانکلتا ہے کہ اس شخص کو نص سے تو

اثبات مدعا آتا ہی نہیں ہے عاجز ہو کر یہہ کہدیتا ہو کہ فلان عالم کا یہ قول ہو اور فلان فاضل یہ کرتے تھے اور یہہ نہیں
سمجھتا کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول جب نص کے مخالف ہو تو مردود ہو جاتا ہو اور اقوال مذکورہ کے قائل تو فلان
فلان جاہل ہین اور فتاوی مسطورہ کے مفتی تو فلان فلان فاسق ہین اور ہمنے تو نص سے اپنا مدعا ثابت کر دکھایا
پھر ہمکو مردم شماری سے کیا غرض ہو انتہی یہ خلاصہ ہے جامع خرافات کے کلام نافرجام کا کاتب الحروف کہتا ہو کہ اس مجتل احبار
اور مفسق اخیار کو اسقدر بھی وقوف نہین ہو کہ تمام دنیا کے عالمون کا قول نص کے مخالف ہو ہی نہین سکتا حدیث ان اللہ
لا یجمع امتی علی ضلالۃ اس مدعا کی مثبت ہو اور اقوال مذکورہ کے قائل وہ علماء ربانی و فضلائی حقانی ہین کہ اونکا ادنی
شاگرد اسکو چالیس برس پڑھا سکتا ہو اور اوس شاگرد کے روبرو اسکی زبان ہی نہین کھل سکیگی اور فرض کیا اگر اون قائلین
مین سے دو ایک کم علم اور بلباس اہل دنیا بھی ہون تو کیا حرج ہو سلک مروارید بیش قیمت مین رشتہ کم قیمت آخر ہوتا ہے
ہے تو جو اس شخص کیطرح عقل کا پورا ہوگا وہ مجموع سلک مروارید کو رشتہ کے سبب سے کم قیمت کہیگا اس شخص کی دانشمندی
لائق غور ہے اور مفتیان اتقیا کو جو یہ شخص فاسق کہہ گیا ہو سو یہہ قول المرء یقیس علی نفسہ کیوجہ سے ہو اور
اور اسکا یہ قول کہ ہمنے اپنا مدعا نص سے ثابت کر دکھایا ہو اسکا حال بعون اللہ سبحانہ آگے معلوم ہوا جاتا ہے اور
کوئی عالم علمائے محققین اہل سنت مین سے اسکے ہمزبان نہین ہو مردم شماری یہ شخص کیا کریگا اور جنکو یہ شخص
اپنا ہم مشرب سمجھا ہو جانتا کہ وہ اسکے ہم مشرب ہون اونکے مطلب اور مدعا کو نہین سمجھا اس سبب سے اونکو اپنا
ہم مشرب تصور کیا ہوگا اور جنکا کلام کہ بظاہر اسکا معین بھی ہوگا وہ بھی معدودے ہونگے جمہور غیر محصور کے مقابلہ مین
بالفرض اگر اونکا کلام نفس الامر مین بھی اسکا معاون ہوگا تو نامقبول رہیگا حدیث اتبعوا السواد الاعظم
کی شرح مین علامہ قاری علیہ رحمۃ الباری نے کہا یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر المسلمین
انتہی چہ جای آنکہ مانحن فیہ کے مجوز اکثر علما اور اتقیا ہون علمای محققین نے جو اس حدیث کے معنے لکھے وہ
قابل قبول ہونگے یا جامع خرافات کے گھر کے تراشے ہوئے معنے لایق اصغا ہو سکتے ہین بیان ایک حکایت
مولانا مولوی محمد سکندر خان صاحب واصل خالص پوری سے مین نے سنی تھی یاد آئی کہ ایک مولوی اور
دوسرا تارک الصلوٰۃ کسی سفر مین ہم طریق ہوئے جب وقت نماز کا آیا مولوی صاحب نے وضو کر کے نماز شروع کی
بعد از فراغ دیکھا کہ رفیق مذکور بیٹھا ہوا حقہ پیرہا ہو مولوی صاحب نے کہا کہ آپ نماز نہین پڑھتے ہین رفیق نے
جواب دیا کہ ابتدا آپ نماز کی تعریف تو بیان کیجئے کہ کیا شے ہو مولوی صاحب نے کہا کہ یہہ عبادت بارکان
مخصوصہ جو مین نے ادا کی اسی کا نام نماز ہے رفیق نے جواب دیا کہ سبحان اللہ اس اوٹھا بیٹھی کا نام آپنے
نماز رکھا ہو اسکی فرضیت آپ کسی نص سے ثابت کر سکتے ہین مولوی صاحب نے کہا کہ ہنوز آپکو اس عبادت کی

فرضیہ

فرضیت ہی کا علم نہین ہو قرآن شریف مین بمواضع متعددہ اقیموا الصلوٰۃ وارد ہو آپنے نہین پڑہا رفیق نے
کہاکہ واہ واہ حضرت اسکا مطلب آپ بالکل نہین سمجھے اب ہمسے سنئے کہ صلوۃ ایک بہاڑی لکڑی کا نام ہے کہ
آپ نے شاید وہ نہین دیکہی وہ لکڑی کجدار ہوتی ہو اوسکے سیدہا کرنے کیواسطے اس آیۂ شریفہ مین ارشاد ہوا ہو
اقامت بمعنے راست کردن ہو عرب بولا کرتے ہین اَقامَ العود یعنے سیدہا کیا اوسنے لکڑی کو عود بھی عربی
مین لکڑی کو کہتے ہین اقیموا الصلوۃ یعنے چوب مذکور کو تم سیدہا کر کہ گہر کے کام مین لانیکے لایق ہوجاوے
اس آیۂ شریفہ مین تدبیر منازل کی تعلیم فرمائی گئی ہو اور تدبیر منازل ایک قسم ہو اقسام ثلثہ حکمت عملیہ سے
اور یہہ آپکی فہم کی خطا ہو جو آپ صلوٰۃ کے معنے اس اوٹہا بیٹہی کے سمجھے ہین مولوی صاحب نے کہاکہ مفسرین
اور محدثین اور فقہا اور اہل لغت نے صلوٰۃ کے معنے بیان اوسی عبادت کے لکہے ہین جو مشتمل ہو رکوع و سجود
قیام و قعود پر رفیق نے کہاکہ آپ زید و عمرو و بکر و خالد وغیرہ کا نام نہ لیجئے نفس نفس سے اپنا مدعا ثابت
کیجئے یہ آیت تو ہرگز آپکے مدعا کی مثبت نہین ہوسکتی مولویصاحب نے ناچار ہوکر دوسری آیۃ پڑھی
حافظوا علی الصلواۃ والصلوۃ الوسطیٰ رفیق نے کہاکہ اس آیۃ سے تو ہمارا مدعای مذکور
ثابت ہوتا ہو نہ آپکا مقصود مسطور یعنے بیان بصیغہ جمع صلوات ارشاد فرمایا ہو مطلب یہ ہو کہ جب
لکڑیان بہت ہون تو اونکی محافظت کرو کہ چور نہ لیجاسکے اور بیچ والی لکڑی کہ عمدہ ہوتی ہو اوسکی
تاکیداً تخصیص فرمائی اور یہہ تو ظاہر ہو کہ اسباب اور متاع کی محافظت کیجاتی ہو کہ اوسکے واسطے
خوف ہوتا ہو کہ کوئی اوٹہا نہ لیجاوے اور یہہ بھی واضح ہو کہ لکڑیان مایہ اور متاع مین داخل ہین
ولہذا اونکی خرید اور فروخت جاری ہو بخلاف تمہارے اس اوٹہا بیٹہی کے کہ اوسکو کوئی اوٹہا نہین
لیجاسکتا اور نہ اوسکو لیجاکر کوئی کہین فروخت کرسکتا ہو اوسکی محافظت کیا ہوگی مولوی صاحب نے بہت کچھ
بیان محافظت فرمانیکی وجہ اور وہان اقامت کے آنیکا سبب بیان کیا رفیق نے لاانسلم کی سپر آگے
کردی واقعی لاانسلم کی وہ سپر ہو کہ مسایل اور دلائل اور کتب اور رسائل کی تیغ و شمشیر سے نہین کٹتی
ہے اور نہ ٹوٹتی ہو اسکے توڑنے کیواسطے تو یہی ڈنڈا ہو جسکو کسی مرد جنگ آزمودہ نے پنجابی زبان
مین نظم فرمایا ہو جسکا حاصل یہہ ہو کہ آسمان سے آئین چار کتابین اور پانچوان آیا ڈنڈا الغرض
مولوی صاحب کی تیغ دلیل جب اوس سپر کو نہ کاٹ سکی اور اوس ڈنڈے سے کام نہ لیا جو کام
حاصل ہوتا بمضمون شعر صائب ؎ کام دل نتوان گرفتن ازجہان بے روی سخت +
آتش آوردن برون از سنگ کار آہن ست + مولوی صاحب کی صغرا اوس خرکی زرفیریسپت رہگئی

باٰخر فرمانے لگے کہ دیکھو فلان اور فلان عالم عبادت مذکورہ ادا کرتے چلے آئے اور اوسکی فرضیت کے
قائل رہے اور فلان اور فلان متقی فی الحال بھی اسکو ادا کرتے ہین اور اوسکی فرضیت اور وجوب کے مثبت
ہین تارک الصلوٰۃ نے کہا وہ لوگ جنکو تو عالم قرار دیتا ہی سبکے سب جاہل اور فاسق تھے اور اس زمانہ کے
لوگ بھی علی ہذا القیاس ہین اسی قول سے جہالت اونکی معلوم ہوگئی اور نص کے مخالف کسیکا قول
اور فعل لایق اعتماد کے نہین ہی اور تجکو نص سے تو اثبات مدعا آتا ہی نہین ہی فقط یہی کہدیا کرتا ہی کہ فلان
اور فلان یہ کرتے ہین اور فلان اور فلان یہ کہتے ہین یہ تو صین دلیل تیرے عجز کی ہی اثبات مدعا سے اور
ہمنے تو نص سے اپنے مدعا کا اثبات کر دیا ہی پھر ہمکو فلان اور فلان عالم اور فلان اور فلان متقی کے قول
وفعل سے سند پکڑنیکی کیا ضرورت ہی انتہی خاکسار کہتا ہی کہ سبحان اللہ کیا خوب اس تارک الصلوٰۃ نے
نص اقیموا الصلوٰۃ سے اپنا مدعا ثابت کیا ہی پس جیسا کہ اوس تارک الصلوٰۃ بمعنے ترک کنندہ نماز نے اپنا
مدعای معلوم بتاویلات معلومہ نص سے ثابت کیا تہا اور اوس مولوی سے بالفاظ مذکورہ خطاب کیا تھا ویسا ہی
اس جامع خرافات مقطوع تارک الصلوٰۃ بمعنے ترک کنندہ ورد نے اپنا مدعای مفہوم بتاویلات علیلہ نص سے
اثبات کو پہونچایا ہی اور صاحب انوار کو بہ کلمات ناشایستہ جواب دیا ہی شاباش ہی اوس تارک الصلوٰۃ کو اور
آفرین ہی اس تارک الصلوٰۃ کو العیاذ باللہ تعالی من شرور اقوالھما

مکید پانزدھم

یہ کہ صاحب انوار نے جہلای مالغین اور سفہای منکرین کو بہت جگہ اونکے اغلاط فاحشہ لفظیہ اور اسقام قبیحہ
لغویہ پر اطلاع دی اور جیسا کہ استاد شاگرد بلید کو غلط پڑھتے وقت تعلیم دیتا ہی کہ اے بیوقوف لفظ تو پہلے
صحیح پڑہ بعد کو معنے کر اور مطلب پوچھ بغیر تصحیح الفاظ کے معنے تو کیا کریگا اور مطلب تو کیا سمجھیگا ہمیشہ
کودن رہیگا جس اہل علم کے روبرو بات کریگا یا عبارت پڑھیگا یا لکھیگا جہالت تیری اوس اہل علم پر منکشف
ہوجاویگی کیونکہ علم وجہل انسان کا ایک ہی لفظ سے معلوم ہوجاتا ہی قصہ شیخ علی حزین تو نے نہین سنا
اس طرح پر منکرین کو صاحب انوار نے پڑہایا اور سمجہایا اسکا حال سنئے کہ اس تعلیم کی جزا اونہون نے
یہ دی کہ گالیون سے پیش آئے اور اپنے اغلاط کا عذر بدتر از گناہ یہ کیا کہ وہ اغلاط کثیرہ ہمارے نہین
ہین اہل مطبع کی ہین واہ کیا خوب عذر کیا حالانکہ جہان کتاب مین غلطی ہوجاتی ہی وہ غلطی خود بزبان
حال بول اوٹھتی ہے کہ کاتب سے ہی یا اہل مطبع سے ہی یا مصنف سے ہی اہل عقل پہچان لیتے ہین کہ یہ
غلطی اوسکی ہی نہ اسکی یا اسکی ہی نہ اوسکی اہل مطبع کے اغلاط اور قسم کے ہوتے ہین اور مصنف کی دوسری
قسم کے بہلا اسنے جو یہ کہا کہ اغلاط اہل مطبع کے ہین مقلا کیا اسکے فریب مین آ کر اسکے اغلاط اہل مطبع کے سر

تھوپ سکتے ہین حاشا چور تو یہی کہتا ہی کہ یہہ چوری ہین نے نہین کی بلکہ دوسرے کا نام بتاتا ہی عقلمند
تحقیق کرکے معلوم کر لیتے ہین کہ یہہ کام اسکا ہی نہ اوس کا یا اوسکا ہی نہ اسکا چنانچہ منکرین نے جہان
جہان غلطی کی وہ صاف اہل دانش پر واضح ہوگئی کہ خود جہلای مولفین کی ہی ہی اور بعض جا جامع
خرافات تسلیم بھی کر گیا لیکن وہان یہ جواب دیا کہ محصلین اغلاط لفظیہ کیطرف التفات نہین کرتے ہین اس
شخص کو اس قدر بھی تمیز نہین کہ جب اس سے الفاظ ہی کی تصحیح نہین ہو سکتی تو محصل اور عالم کیونکر
قرار پایا یہ چند جہلا نہ الفاظ کو جانتے ہین نہ معانی کو پہچانتے ہین نہ مطالب کو جانتے ہین عالم ہونیکا
دعوی رکھتے ہین اس جامع خرافات کو دیکھیئے کہ خرافات مقطوعہ مین اسقدر اغلاط لفظیہ و معنویہ بھرے
ہین کہ اگر کوئی اوسکو طومار اغلاط کہے تو بجا ہی اردو کا محاورہ ایسا کہ باشندگان دہلی و لکھنؤ تو درکنار بعض دہاقین
بھی اوس زبان سے شرماتے ہین مذکر کو مونث بول گیا ہی اور مونث کو مذکر کہہ گیا ہی جمع کو مفرد اور مفرد کو
جمع بکتا چلا گیا ہی اور تعقید لفظی و معنوی اسقدر کہ مراد کو الفاظ سے کچھ مناسبت ہی نہین اور عربی و فارسی الفاظ
جو لوگون سے سنی سنائی زبان قلم پر لایا ہی وہ ایسے کہ اگر تمام کتب صرفیہ و نحویہ و لغویہ مین تلاش کرو کہین
پتہ نہ ملے اور طرفہ یہ کہ اپنے ذہن مین اونکو صحیح سمجھا ہی ورنہ کیون لکھتا کاتب الحروف نے چاہا تھا کہ اغلاط
لفظیہ پر بھی اوسکو مطلع کرے اور سبکو جمع کرکے ایک انبار لگا دے لیکن جامع خرافات کو اوس سے فائدہ حاصل
ہونا مظنون نہوا کہ بوڑھے طوطے کو کتنا ہی پڑہاؤ وہ ٹین ٹین ہی کرتا رہتا ہی لہذا ترک کیا اور نفس مطلب ہی سے
غرض رکھی اور کاتب الحروف کا مولد اگرچہ شہر مصطفے آباد عرف رامپور ہے لیکن زمانہ طفلی سے علمای
دہلی کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوکر تحصیل علوم مین سالہای فراوان مشغول رہا اور اسی شہر فرخندہ بنیاد کو اپنا وطن
بنا لیا اور یہہ شہر توصیف سے مستغنی اردوی معلی یہانکی شہرہ آفاق ہی ارادہ کیا تھا کہ اس کتابکو موافق محاورہ
اہل دہلی کے لکھون لیکن دل نے کہا کہ یہ کیا خیال ہی تو خطاب کس سے کرتا ہی اور جواب کسکو دیتا ہی بہینس کے آگے بین نہ بجا
بزکے روبرو شافیہ نہ پڑہ مخاطب کون ہی تیری زبان نہ سمجھیگا محنت رائیگان جائیگی مخاطب کے زبان مین مخاطب کو
سمجھا ہر شخص کی تعلیم اوسکے لہجہ مین خوب ہوتی ہی اوسکے محاورہ مین مرغوب ہوتی ہی مضامین علمیہ بیان نکر جواہر معانی
ازیشان نکر ترکیب نحو و تعلیل صرف نکر بے سود اپنی عمر صرف نکر کلموا الناس علی قدر عقولہم پر نظر رکھہ ناچار اس خاکسار نے بتکلف
لہجہ صاحب اہین اختیار کیا ناظرین کو اگر کہین عبارت کی غیر مربوطی معلوم ہو کاتب الحروف کو معذور رکھین کہ زبان غیر معتادمین
گفتگو بتصنع ہوا کرتی ہی مطالب کے طالب رہین اور مقاصد کے قاصد وھا انا اشرع فی المقصود

بعون اللہ الودود

قال صاحب الانوار الساطعہ کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ جناب باری عز اسمہ جسکی شان عالی یہہ ہے من اصدق من اللہ حدیثا اوسکو امکان کذب کا دہبہ لگاتا ہے تمام ہوا کلام صاحب انوار کا اب اس کلام کی رد مین جو براہین قاطعہ مین لکہا ہے وہ حرفاً حرفاً بجنسہ لکہا جاتا ہے **قال** جامع البراہین القاطعہ صـ۳ سـ۹ - امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا بلکہ قدماً مین اختلاف ہوا ہے کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ ردمحتار مین ہے - ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف والمقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لایعد نقصاً بل جوداً وکرماً الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکہا ہے پس اسپر طعن کرنا مولف کا پہلے مشایخ پر طعن کرنا ہے اور اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے - ہان حقتعالی کو اپنے مخلوق کی مثل پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا جیسا اس تیرہویں صدی کے مبتدعین نے کہا ہے اور عجز قادر مطلق کی مقر ہوئی اور ان اللہ علی کل شئی قدیر کے خلاف عقیدہ ٹہرایا اسپر مولف کو افسوس وعبرت نہوئی پس یہ ماجرا قابل دید ہے کہ تمام امت کے خلاف حقتعالی کے عجز پر عقیدہ ٹہرانا تو مولف کی پیشوایان کا دین ہے اور مولف اسپر افسوس نہین کرتا اور امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے جو قدماً مین مختلف فیہ ہو چکا ہے اوسپر طعن کرتا ہے اس سے حال علم و فہم مولف کا ہر شخص امتحان کرکے دیکھے فقط - **اقول** میدان مناظرہ مین جامع براہین کا یہہ اول قدم ہی اوسی مین لڑکہڑا کر ٹہوکر کہائی شروع کی دیکہئے اسی ایک قول مین کسقدر لغزشین اور خطائین موجود ہین - **اول خطا** یہ کہ مولف نے بناء تالیف براہین قاطعہ رد بدعات و محدثات پر اپنے زعم مین رکہی تہی پہر صدق جناب باریتعالی جسپر صاحب انوار نے آیہ کریمہ سے شاہد عدل پیش کیا کہ من اصدق من اللہ حدیثا یہ تو بدعات ومحدثات مین داخل نہ تہا پہر جامع براہین کلام ربانی کے مقابل مین خارج از مبحث بحث کرکے کیون خطرہ عظیم مین پڑا کیا خدائیتعالی کے صدق کلام ماننے کو بہی آپنے بدعت سمجہا معاذ اللہ منہا - **دوسری خطا** جامع براہین نے خارج از مبحث اگر گفتگو کی تو یہ کی کہ امکان کذب باریتعالی کا ثبوت دیا جسپر بچے بکتب نمین کر پیا پڑہنے والے ہی قہقہہ مارتے ہین اور کہتے ہین ؎ دروغ آدمی را کند بیوقار + دروغ آدمی را کند شرمسار + ؎ زنار راستی نیست کارے بتر + کزو گم شود نام نیک اے پسر + تفسیر کبیر کی پانچوین جلد مین تحت آیت لاغوینہم اجمعین الا عبادک

المخلصین کی لکہا ہے ان الذی حمل ابلیس علی ذکر ہذا الاستثناء ان لا یصیر
کاذبا فی دعواہ فلما احترز ابلیس عن الکذب علمنا ان الکذب فی غایۃ الخساسۃ
انتہی الخ۔ اس سے ساتبہ جب کذب ہوا کہ ابلیس کو بہی اوس سے احتراز کرنا پڑا تو خدا تعالی کے
حق مین اسکا جواز بنانا اہل ایمان کا کام نہیں ہے۔ اگر معاذ اللہ معاذ اللہ جناب باریتعالی سے
کذب صادر ہوگا تو اوسکا وہ تمام نیک جو صادق ہے اوسمین نقص آجاویگا۔ ؎ توبہ توبہ ہزار
بار توبہ + اس قول سے لاکہہ بار توبہ + اور امکان کذب سے مراد کذب کا ممکن الوقوع ہونا ہے
اسپر صاحب انوار کا اعتراض ہے اور جامع براہین اوسکا ثبوت دیتے ہین اور کذب کو نوع خلف
وعید کے قرار دیتے ہین اور ظاہر ہے کہ اشاعرہ خلف وعید کو ممکن الوقوع اور جائز الوقوع مانتے
ہین اسواسطے کہ وہ مجرم کی سزا عفو کرنے کو جود و کرم کہتے ہین اور یہ دونون صفتین خدا تعالے
مین موجود ہین سب اوسکو جواد و کریم کہتے ہین پس جامع براہین نے کذب باریکا ممکن الوقوع ہونا
ثابت کردیا اور جہوٹ ایسی بُری چیز ہے کہ اگر کوئی جامع براہین کو جہوٹا اور کذاب کہدے تو
یقین ہے کہ طیش کہا کر لڑنے مرنے کو طیار ہوجائین افسوس ایسی معیوب چیز اوس رب الارباب
کیطرف منسوب کرین اور ممکن الوقوع ہونیکا ثبوت دین ویجعلون للہ ما یکرہون
اور ثابت کرتے ہین اللہ کے واسطے وہ جو اپنے لئے نہین پسند کرتے اور فتاوی عالمگیری
مین ہے یکفر اذا وصف اللہ تعالی بما لا یلیق بہ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص
یعنی کافر ہوجاتا ہے آدمی جب وصف کرے اللہ تعالی کو ساتہہ ایسی چیز کے کہ اوسکی لایق
نہین یا نسبت کرے اوسکو طرف جہل و عاجزی اور نقصان کے اور ظاہر ہے کہ جہوٹ بہت
نقصان کی بات ہے چنانچہ عنقریب روایات علماء دین ہم پیش کرینگے انشاء اللہ تعالے
تیسری خطا صاحب انوار نے یہ مجملا لکہا تہا کہ کوئی یہ کہتا ہے کہ جناب باریتعالی عز اسمہ کو امکان
کذب کا دہبہ لگاتا ہے اور یہ ظاہر نہین کیا تہا کہ اس گروہ خاص دیوبندی یا گنگوہی یا انبہٹیکا
یہ مذہب ہے پس انکو بہی یہ چاہئے تہا کہ وہ بہی چپکے رہتے لیکن کسطرح ہوتا بقول شخصے چور کی
ڈاڑہی مین تنکا خود بخود بول اوٹہے کہ واہ صاحب اس مسئلہ مین تو متقدمین سے اختلاف
چلا آتا ہے اب سمجہدار آدمی سمجہ گئی کہ بیشک اسکا یہی مذہب ہوگا ورنہ اگر یہ تصدیق جناب باری
مین صاحب انوار کے ہم مشرب ہوتے تو اس مسئلہ مین ذرا چون و چرا نکرتے اور دوسری

دلیل انکی عقیدہ امکان کذب کی یہ بہی ہی کہ آپنے درباب حقہ وسماع نفیاً واثباتاً کچہہ گفتگو نہین فرمائی حالانکہ صاحب
انوار نے اوسکو بہت بسط سے لکہا تہا آپ اوس سے اعراض کلی فرماکر شروع صفحہ ۱۲۶ مین لکہتے ہین کہ کلام حقہ و
سماع مین خارج از مبحث ہی معہذا اپنی مشرب کے بہی یہ تحریر خلاف ہی انتہی پس معلوم ہوا کہ امکان کذب
مین جو اس جگہہ گفتگو فرمائی ہی نہ یہ انکی نزدیک خارج از مبحث ہی اور نہ آنکی مشرب کے خلاف ہے استغفر اللہ
فائدہ مولوی رشید احمد صاحب کا اعتقاد دو حال سے خالی نہین اگر وہ امکان و وقوع کذب باری کی
قائل ہین جسطرح اشاعرہ وقوع مغفرت بعض معاصی کے قائل ہین اس صورت اونپر یہ الزام ہے
کہ آپنے یہ عقیدہ کیون ٹہرایا یہ اعتقاد مخالف جمیع فرق اسلامیہ ومنافی جمیع ارباب عقول ہی چنانچہ
عنقریب آتا ہے اور اگر اونکا عقیدہ یہ ہی کہ کذب باری محال ہی تو اوسمین کئی الزام ہین اول یہ کہ اوسکو
فرع خلف وعید کیون قرار دیا حالانکہ جو معنی خلف وعید کے علمار نے کئے ہین وہ ممکن الوقوع ہین
نہ محال دوسرا الزام یہ کہ جب امکان کذب باری تمہاری نزدیک بہی باطل تہا تو صاحب انوار سے
تمنے کیون مجادلہ کیا دیدہ ودانستہ ناحق زبان زوری کرنے دین و دیانت کی خلاف ہی بلکہ حرام ہے
درمختار مین ہی کہ مناظرہ واسطے اظہار علم اپنے اور مغلوب کرنے کسی مسلمان کے اور اسلئے کہ وہ مناظرہ
کرنیوالا لوگونمین ازروے طلاقت لسانی مقبول ہو حرام ہے تیسرا الزام یہ کہ امکان کذب کو تم
حق نہین سمجہتے تو جو لوگ اسکے قائل ہین تم اونکی طرفدار کیون ہوئے قرآن شریف مین جو آیت ہے
ولا تکن للخائنین خصیماً اس سے سمجہا جاتا ہے کہ ناحق بات کا طرفدار ہونا حرام ہے چوتہا
الزام یہ ہوا کہ یہ گفتگو تم نے صاحب انوار کے مجادلہ وخواہی نخواہی اعتراض کرنے کو لکہی ہے کہ
جسمین کچہہ تردید اونکے قول کی حق یا ناحق کردینی ضرور ہے اور نفس الامر مین تمہارا یہ اعتقاد نہین
تو تمہارے ساری براہین قاطعہ کا اعتبار اوٹہہ گیا معلوم ہوا کہ تم سب جگہہ ایسا ہی کرتے ہوگے
کہ اعتقاد کچہہ ہی اور بظاہر گفتگو اپنے دشمن سے بمقتضاے عناد کچہہ ہی معاذ اللہ منہا اور ظاہر تر یہی ہے
کہ امکان کذب باری اونکا مشرب ہی اسلئے کہ جو چیز مثل صاحب انوار کے اونکے مشرب کے بہی
خلاف تہی اوسمین اونہون نے گفتگو نکی چنانچہ حقہ وسماع کی بابت خاص اونکا اقرار نقل کیا گیا
ہے اور اسکے سوا اور بہی مقامات ہین کہ ناظرین براہین وانوار اونکو بعد مطالعہ نکال سکتے ہین
کہ جو بات اونکے بہی مخالف ہی اوسکو رد نہین کیا۔ **چوتہی خطا** یہ ہے کہ لوگونکو یہ کہتے ہوئے
سنا گیا کہ اللہ اکبر علمار مین اسقدر عناد کہ اگر ایک خدا اکو سچا کہتا ہے تو دوسرا عالم اوسکی دشمنی سے

خدا مین کذب کی شاخین نکلتا ہے یہ کیا ضرور ہے کہ اگر دشمن خدا کو ایک کہے تو اوسکی دشمنی سے
خدا کو دو کہنے لگے کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے بعض اہل مذہب دو خدا کے قائل ہوئے ہین
ایک یزدان دوسرا اہرمن پس جامع براہین نے گفتگو ایسی کیون کی جسسے خود مطعون بنگیا۔
پانچوین خطا یہ کہ غیر مذہبونکی ہاتھہ مین ایک عمدہ اوزار مسلمانون سے لڑنے کے لئے دیدیا کہ وہ
کہتے ہین کہ مسلمانونکا وہ مذہب ہے کہ اونمین ابہی تک صادق ہونا خدا کا یقینی بالاتفاق نہین ہے
بلکہ کذب کو ممکن الوقوع مانتے ہین غیر مذہب والے کیا جانین کہ جامع براہین کون آدمی ہے
غیر معتبر یا معتبر وہ تو یہی جانتے ہین کہ ایک مسلمان کا لکہا ہوا اقرار موجود ہے انا للہ وانا الیہ
راجعون۔ **چہٹی خطا**۔ یہ کہ مختلف فیہ بیان کرنے امکان کذب سے کفار کو ایمان لاتے لانے سے شک
مین ڈالدیا کیونکہ وہ یا بامید تنعیم جنت و دیدار الٰہی جل شانہ یا دوزخ کے خوف سے ایمان لاتے ہین
اونمین امکان کذب سے متردد ہوگئے کہ معلوم نہین یہ امور واقع ہون یا نہون پہر کیا ضرور کہ
ادہر اپنے قبائل و عشائر سے مہجور و منقطع ہون اور نظرون مین اونکی ذلیل و خوار و حقیر و مردود ٹہرین
اودہر خدا ئیتعالے بقاعدہ امکان کذب جنت مین نہ داخل کرے تو دونون جہان سے گئی گذرے
نہ ادہر کے ہوے نہ اودہر کے۔ **ساتوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید
کسی نے نہین نکالا اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے **اقول** یہ کیا ضرور ہے کہ جدید بات پر ہی تعجب ہوا کرے
دیکہو رسول کریم صلعم سے کئی ہزار برس پہلے سے یہ بات ہوتی آتی ہے کہ حضرت نوح وغیرہ انبیاء
علیہم السّلام سے کفار تمسخرا کیا کرتی رہی جب اونکو کلام الٰہی سنایا جاتا وہ نہ مانتے ایمان نہ لاتے
باوجودیکہ یہ باتین جدید نہ تہین لیکن جب مشرکین عرب سے بہی یہ باتین ظاہر ہوئین تو حضرت فخر
عالم صلعم تعجب فرمانے لگے اوسپر یہ آیت نازل ہوئی بل عجبت وھم یسخرون واذا ذکروا لایذکرون یعنی تو تعجب کرتا ہے
ای محمد صلعم کہ یہ کیون ایمان نہین لاتے اور اپنی قبائح نہین چہوڑتے اور کفار کا یہ حال کہ وہ تمسخر کرتے ہین جب اونکو نصیحت سنائی جاتی ہے
نہین سنتے اور نہین مانتے اسیطرح دوسری جگہ قرآن شریف مین خدا تعالی نے فرمایا وان تعجب فعجب قولھم الحاصل تعجب کیلئے امر جدید ہونا شرط نہین بلکہ جو بات
عقل سلیم کے خلاف بات ہوگی وہی موجب تعجب ہوگی بناء علیہ تعجب صاحب انوار کا مبنی عقل
سلیم پر ہے نہ لاعلمی پر **آٹہوین خطا** آپ لکہتے ہین بلکہ قدما مین اختلاف ہوا ہے **اقول**
اسپر دو مواخذہ ہین ایک یہ کہ خود جامع براہین صفحہ ۵۵ سطر ۵ مین لکہتا ہے غیر معتبر کتب قرون سابقہ
مین بہی نہین انتہی یہ تماشا دیکہئے قرون سابقہ کے کتابونکو آپ اپنے منہہ سے غیر معتبر فرماتے ہین

پہر اگر صاحب انوار بعض قدما کی کسی قول غیر صحیح پر اعتراض کرین یا صرف تعجب ظاہر کرین تو
وہ کیون موجب نکوہش و ملامت ہوتے ہین یہ محض عناد قلبی ہی اگر فی الواقع امکان کذب
پر طعن و تعجب کرنا طعن مشائخ ما بالیقین پر ہے اور لاعلمی ہے تو خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے
رسالہ جامع الشواہد فی اخراج الوہابین عن المساجد کی تصحیح پر جو بد اعتقادی و بداعمالی غیر مقلدین
کی بیان مین اور اونپر طعن کرنیکے بارہ مین ہی تالیف ہوا ہے سب سے پہلے اونکے عقائد باطلہ
مین سے اوسمین ایک یہ عقیدہ اونکا بیان کیا گیا ہے کہ (وہ خدا ئے پاک کا جہوٹ بولنا ممکن کہتے
ہین) کیون دستخط کر دیا اور امکان کذب کے عقیدہ باطلہ ہونیکا انکار نہ کیا اور امکان کذب باری پر طعن کرنا قبول کر لیا جو توجیہ و بیان کے ان
وجوہ دافع کے بیان نہ کرنے سے واضح ہی راجع اعتراض صاحب انوار پر کرتے ہین مولوی رشید احمد گنگوہی پر وارد ہی اس سے واضح ہی
کہ اس محل مین صرف عناد ہی اسکا باعث ہی کہ صاحب انوار پر طعن و سرزنش کرتے ہین اور لاعلمی بتاتے ہین کما لا یخفی دوسرا مواخذہ یہ ہے
کہ جاہلون کے ڈرانیکو لفظ قدماء کا لکہدیا نام قدما کے نہ بیان کئے کہ وہ کون ہین صحابہ یا تابعین
یا تبع تابعین یا آئمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین اور کسطرح انکا نام لکہدیتے انمین سے کوئی بہ نسبت
جناب باری عز اسمہ کی امکان کذب کا قائل نہین ہوا ہے نعوذ باللہ منہا نوین خطا آپ فرماتے
ہین کہ خلف وعید آیا جائز ہے یا نہین چنانچہ رد مختار مین ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر
ما فی المواقف والمقاصد الخ **اقول** افسوس لوگون سے انصاف کیسا اوٹھگیا دعوی آپنے
امکان کذب کا کیا تہا اور دلیل خلف وعید کے لائے رد محتار کی عبارت مین یہ چالاکی کی
کہ آخر کی عبارت جس سے صراحۃً واضح ہی کہ محققین اشاعرہ نے تصریح کی ہے کہ محققین کے نزدیک
خلف وعید جائز نہین ہی اور صحیح عدم جواز ہی واسطے محال ہونے کی بہ نسبت خدا تعالی کے چنانچہ
پوری عبارت رد المحتار کی یہ ہے ہل یجوز الخلف فی الوعید فظاہر ما فی المواقف و
المقاصد ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ لانہ لا یعد نقصاً بل کرما وجودا وصح
التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح
لاستحالتہ علیہ تعالی لقولہ تعالی وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل
القول لدی وقولہ تعالی ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح
بہ العباد خاصۃ انتہی بقدر الحاجۃ اس سے واضح ہی کہ علامہ تفتازانی جو اشاعرہ مین سے ہین
وہ فرماتے ہین کہ محققین عدم جواز خلف وعید پر ہین اور نسفی نے اسی عدم جواز خلف وعید کو

بسبب محال ہونیکے خدائیتعالی کے حق مین صحیح کہا ہے اور اس عدم جواز خلف وعید کا آیات قرانیہ سے محققین نے ثابت ہونا بیان کیا ہے اس عبارت مین بس عدم جواز خلف بدلیل قرآن محققین کے نزدیک ثابت ہے اور یہی صحیح ہے اور مخالف اسکا یعنی جواز خلف وعید غیر محققین کے نزدیک ہے اور مخالف صحیح کا ضعیف ہو اور بلا دلیل ہے اور قول بلا دلیل خلاف ہوتا ہے نہ اختلاف چنانچہ درمختار مین ہے والاصل ان القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلا لا الثانی انتہی۔ یہ تفرقہ عرفیہ ہے ورنہ قول بلا دلیل کو بہی اختلاف کہدیتے ہین اور اس محل مین جو جامع براہین خلف وعید مین قدما کا اختلاف بتاتے ہین بظاہر مراد یہی معلوم ہوتی ہے کہ اختلاف عرفی ہے جو مبنی دلیل پر ہوتا ہے اور اسکی اثبات مین عبارت ردالمحتار کو حجت بنانا خطا ظاہر ہے کیونکہ اس عبارت کا خلف وعید کے جواز پر دلیل ہونا ہرگز ثابت نہین ہے بلکہ عدم جواز پر دلیل ہونا ثابت ہے پس اختلاف ثابت نہوا اور خلاف جو بلا دلیل ہے اور غیر صحیح ہے وہ اونکو مفید و ہکو مضر نہین ہے اس عبارت ردمحتار کے بعد علامہ شامی اون لوگون پر اعتراض کرتے ہین جو حق مومنین مین خلف وعید کو عقلاً جائز کہتے ہین کہ نصوص صریحہ سے جو ثابت ہوگیا یعنے عدم جواز خلف وعید اوسکا عدم شرعاً جائز نہین ہے اور اسپر کہ لابد ہے نفوذ وعید پر ایک طائفہ عصاۃ کے حق مین ناقلاً عن النووی وغیرہ انعقاد الاجماع چنانچہ اونکی پوری عبارت یہ ہے۔ وحاصلہ ان ما دل من النصوص علی عدم جواز خلف الوعید مخصوص بغیر المؤمنین اما فی المؤمنین فہو جائز عقلاً فیجوز الدعاء بشمول المغفرۃ لہم وان کان غیر واقع للنصوص الصحیحۃ المصرحۃ بانہ لابد من تعذیب طائفۃ منہم وجواز الدعاء یبتنی علی الجواز عقلاً لکن یرد علیہ ان ما ثبت بالنصوص الصریحۃ لایجوز عدمہ شرعاً وقد نقل اللقانی عن الابی والنووی انعقاد الاجماع علی انہ لابد من نفوذ الوعید فی طائفۃ من العصاۃ واذا کان کذلک یکون الدعاء بہ مثل قولنا اللہم لاتوجب علینا الصوم والصلوۃ وایضا یلزم منہ جواز الدعاء بالمغفرۃ لمن مات کافراً ایضا الا ان یقال انما جاز الدعاء للمومنین بذلک اظہار الفرط الشفقۃ علی اخوانہ بخلاف الکافرین وبخلاف لاتوجب علینا الصوم لقبح الدعاء لاعداء اللہ تعالی ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم واظہار التضجر من الطاعۃ فیکون

عاصیا بذلک لا کافرا علی ما اختارہ فی البحر وقال انہ الحق وتبعہ الشارح لکنہ مبنی علی
جواز العفو عن الشرک عقلاً وعلیہ یبتنی القول بجواز الخلف فی الوعید وقد
علمت ان الصحیح خلافہ فالدعاء بہ کفر لعدم جوازہ عقلاً ولا شرعاً لتکذیبہ
النصوص القطعیۃ بخلاف الدعاء للمومنین کما علمت انتہی اس سے جو ہم نے
بیان کیا تہا وہ بہی ثابت ہے اور عدم جواز خلف وعید عقلاً وشرعاً حق کافرین ثابت ہے
جس سے مفہوم ومعلوم ہوتا ہے کہ حق مؤمنین مین خلف وعید کا قائل ہونا جود وکرم ہونے کے
سبب باطل ہے اسلئے کہ یہ کرم وجود خلف وعید حق کافرین مین بہی ہے وہان اسوجہہ کی پائی
جانے سے کیون خلف وعید کا کوئی قائل نہین ہوتا ہے اور عفو شرک شرعاً یا عقلاً کیون کوئی
جائز نہین کہتا ہے پس تخلف مدلول کا دلیل سے لازم آیا یہ موجب بطلان دلیل ہے پس جود وکرم کو
دلیل خلف وعید فی حق المؤمنین قرار دینا باطل ہوا تو جواز خلف وعید حق المؤمنین مین بہی باطل ہوا
بسبب بلا دلیل ہونیکے **قال** الملا علی القاری فی المرقاۃ بعد ذکر الادلۃ الدالۃ علی
امتناع خلف الوعید ثم رأیت صاحب العمدۃ من الحنفیۃ قال تخلید المؤمنین
فی النار والکافرین فی الجنۃ یجوز عقلاً عند هم الاشاعرۃ الا ان السمع ورد بخلافہ
فیمتنع وقوعہ لدلیل السمع وعندنا لا یجوز ای عقلاً ایضاً انتہی **وقال** صاحب
مجمع البحار فی تکملتہ تحت لفظ وعد وفی وعدہ لہ عقاباً فہو بالخیار ھذہ مسئلۃ مختلفۃ
فیہا فمن مانع لانہ یمنع الانزجار ویوجب الخلف ومنع بانہ لم یخص بہ انساناً معیناً
حتی یکون خلفاً اذا عفا عنہ انتہی **وقال** عبد الحکیم فی حاشیہ علی الخیالی
لعل مراد ذلک بقولہم ان الخلف فی الوعید کرم ان الکریم اذا اخبر بالوعید
فاللائق بحالہ ومقتضی کرمہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیئۃ فجمیع العمومات الواردۃ
فی الوعید متعلقۃ بالمشیئۃ وان لم یصرح بہا زجراً للعاصین ومنعاً لہم فلا
یلزم الکذب والتبدیل بخلاف وعد الکریم یجب ان یکون قطعیا لان جواز
التخلف فیہ توہم لا یلیق بشانہ فلا یجوز تعلیقہ بالمشیئۃ انتہی اور امام رازی تفسیر کبیر
مین تحت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کے واحدی کی رد مین کہ اونہون نے قول جواز خلف وعید
بیان کیا تہا فرماتے ہین واما الوجہ الثانی من الوجہین الذین اختارہما فہو فی غایۃ

الفساد لان الوعید قسم من اقسام الخبر فاذا جوز علی اللہ الخلف فیہ فقد جوز الکذب علی اللہ وھذا خطاء عظیم بل یقرب من ان یکون کفرا فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالی منزہ عن الکذب ولانہ اذا جوز الکذب علی اللہ فی الوعید لاجل ما قال ان الخلف فی الوعید کرم فلم لا یجوز الخلف ایضاً فی وعید الکفار وایضاً فاذا جاز الخلف فی الوعید لغرض الکرم فلم لا یجوز الخلف فی القصص والاخبار لغرض المصلحۃ ومعلوم ان فتح ھذا الباب یفضی الی الطعن فی القرآن وکل الشریعۃ انتھی۔ اس سے بہی واضح ہو کہ خلف وعید کو جائز کہنا نہایت فساد کی بات ہو اس جواز کذب لازم آویگا اور یہ خطاء عظیم ہے بلکہ قریب کفر ہے اسلئے کہ تمام عقلاء نے اتفاق کیا ہے کہ جناب باری کذب سے منزہ ہے اگر کرم وجود ہونا اس جواز کی وجہ ہے تو وعید کفار مین بہی خلف اسوجہہ سے جائز ہونا چاہیئے وہان کیون جائز نہین ہے اور خلف فی الوعید کرم وجود ہونے کے سبب سے جائز ہے تو قصص و اخبار مین بہی خلف بغرض مصلحت جائز کہنا چاہیئے پس معلوم ہوا کہ اسکا دروازہ کہولنا مفضی ہے طرف طعن فی القرآن وکل شریعت کی اس بیان رد محتار و تفسیر کبیر سے واضح ہے کہ خلف وعید کی جواز کا قول نہایت ہی ضعیف و مرجوح و بلا دلیل ہے اور امام رازی باوجودیکہ اشاعرہ مین سے ہین وہ قریب کفر و نہایت فساد و خطاء عظیم اسمین لازم آنا اور طعن شریعت پر اور قرآن پر ہونا اس سے فرماتے ہین اور جناب باری کے تنزیہ پر کذب سے اجماع عقلاء کا ہونا ثابت کرتے ہین پس امکان کذب باری مین اختلاف نہونا بہی ظاہر ہوگیا اور امکان کذب کا مسئلہ جدید ہونا بہی واضح ہوگیا اور جب لزوم جواز کذب باری قریب کفر کے ہوا تو التزام جواز و امکان کذب باری بالبداہت کفر ہوا ایسے خطاء فاحش سے خدا تعالی مسلمان کو بچاوے اور خلف وعید کی مجوزین کہ وہ غیر محققین ہین اور قول اونکا مبنی برہان شرعی و عقلی پر نہین ہے اونکے قول کا ذکر جامع براہین نے اگر اس غرض سے کیا ہے کہ وہ امکان کذب باری تعالے کے بہی قائل ہین تو یہ سراسر غلط و افترا اونپر ہے کوئی اونمین سے امکان کذب باری کا قائل نہین ہے اور کسی کتاب مین یہ مصرح نہین ہے کہ اونمین سے کوئی اسکا قائل ہوا ہو بلکہ خلاف اسکا مفہوم و معلوم ہے کتب سے چنانچہ اب ہی قول امام رازی سے جب اتفاق عقلاء کا تنزیہ باریتعالی عن الکذب پر ثابت ہوا تو ظاہر ہو گیا کہ عقلاء مین سے کوئی بہی امکان کذب کا قائل نہین ہے

اور قائلین خلف وعید بھی اسمین داخل ہین پس انکے نزدیک بھی کذب باری جایز نہین ہے اور عبارت آیندہ سے
بھی یہ واضح ہے اور اگر وہ امکان کذب کے قائل ہوتے تو جب اونپر یہ اعتراض کیا جاتا کہ جواز خلف وعید
سے کذب باری لازم آویگا تو فقط اسقدر کہدینا انکو کافی ہوتا کہ ہمارے نزدیک یہ لازم یعنے امکان
کذب باری تعالے باطل نہین ہے بلکہ جائز ہے اور اس لازم یعنے امکان کذب کے دفع کے واسطے جوابات
متعددہ نہ دیتے اور حال آنکہ وہ واسطے دفع لزوم کذب کے جوابات متعددہ دیتے ہین کہ بقرینہ اقتضاء
کرم اخبار مین شرط مشیت مقدر ہے اگرچہ اوسکی تصریح نکی ہووے اور وہ آیات واحادیث جنمین تصریح
مشیت کے ہے قرینہ اس تقدیر کا ہو سکتی ہین دوسرا جواب یہ دیتے ہین لزوم کذب دفع کرنیکے واسطے
کہ اخبار وعید سے مراد استحقاق عذاب ہے نہ وقوع بالفعل یا مراد اون اخبار سے انشاء ہے اگرچہ صورتین
اخبار ہین چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی نے تکمیل الایمان مین بھی اسکی تصریح کردی ہے پوری عبارت
اونکی یہہ ہے حاصل کلام آن آمد کہ آدمیان دو قسم اند مومن وکافر و مومن دو قسم است مطیع و
عاصی وعاصی نیز دو قسم بود تائب وغیر تائب کافر مخلد است در نار اجماعاً و مطیع و تائب مخلد اند در جنت
بالاتفاق و عاصی وغیر تائب در مشیت پروردگار تعالی است اگر خواہد بقدر معصیت عذابش کند و بدوزخ
فرستد و بازش اخراج کند و بہشتش در آرد و اگر خواہد عفوش کند بشفاعت یا بی شفاعت و بے سابقہ
عذاب بہشتش فرستد یعذب من یشاء ویغفر لمن یشاء این بود واحادیث در باب عفو
و مغفرت گنہگاران بسیار است یکی حدیث آن بود کہ در باب سوال ذکر کردیم و نزدیک بآن
این است کہ اللہ تعالی بندہ را در معرض کش استادہ کند و اورا بر نامہ اعمالش واقف گرداند پس
چون بیند کہ دران جز سیئات چیزی نیست و بر پشت نامہ کہ بجانب خلائق بود ہمہ حسنات نوشتہ
تا دیگران از وے جز حرف حسنات نخوانند و سیئاتش از اغیار مستور مانند پس بفرماید وی سبحانہ تعالی
کہ اے بندہ من در دنیا گناہان ترا پوشیدہ بودم و امروز آمرزیدم دیگر در بہشت در آی تا اینجا بی تو
آنست واین ہمہ بحکم اوست تعالی عقل را درینجا مدخلی نیست کہ گوید کہ چرا کفر را نہ بخشد و چرا یکی را بخشد
و دیگری را بگیرد یفعل اللہ ما یشاء ویحکم ما یرید پس ظاہر شد کہ حکما و چنان است کہ در وعدہ
خلاف نرود و در وعید تواند کہ خلاف کند این محض کرم اوست عادت کریمان این است اگر وعدہ
انعام واحسان کند البتہ وفا کند کہ الکریم اذا وعد وفا و اگر بقہر عذاب بترساند بوجود نیارد
و بعضے برین اند کہ خلاف در وعدہ و وعید قطعاً نرود و الا کذب اخبار لازم آید تعالی عن ذالک

جوابش آنست کہ بقرینہ اقتضا اکرم دراخبار وعید شرط مشیت مقدر بود اگرچہ بتصریح بدان نکرد باشد و
خبر وعدہ حتما مقضیا باشد و آیات واحادیث کہ درانجا بتصریح بمشیت و وقوع یافتہ است نیز قرینہ آن
تواند بود یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است نہ وقوع یا بالفعل یا مراد بدان انشا وعید

نہ حقیقت اخبار پس کذب وتبدیل لازم نیاید فافہم واللہ اعلم انتہی اس سے واضح ولائح ہو کہ قائلین خلف وعید امکان کذب باری تعالی کو قبول نہیں کرتے ہین پس مجوزین خلف وعید کے حق مین یہ گمان کرنا کہ وہ امکان کذب باری تعالی کے قائل وملتزم ہین سراسر افترا ہے اور انکے قول سے کسی تقدیر پر امکان کذب لازم آجاوے تو اوس سے یہ لازم نہیں آتا ہو کہ وہ اسکے قائل ہین یہ گمان تو کوئی ادنی عقل والا بھی نہیں کرسکتا ہی پس خلاف ہونے سے جواز خلف وعید مین خلاف ہونا امکان کذب مین جو گمان جامع براہین کا ہے ثابت نہوا اور کیونکر کوئی اہل اسلام واہل عقل وفہم خدائی تعالی کے حق مین امکان کذب کا گمان کرسکتا ہے آیت ومن اصدق من اللہ حدیثا سے خدای تعالی کیواسطے صفت صادق وسمیع ہونیکی ثابت ہے اور بمقتضاے عقاید اہل اسلام واہل فہم ۔ صفات الذات والافعال طرا قدیمات مصونات الزوال ۔ تمام صفات ذاتیہ وافعال خدای تعالی کے قدیم ہین اور عدم وزوال انکا محال ہے چنانچہ قضیہ مقبولہ ہے ما ثبت قدمہ استحال عدمہ پس زوال صدق خدای تعالی کا بسبب قدیم ہونیکے ممتنع محال اور بقا ووجود اوسکا واجب وضروری ہوا اور کذب صدق کی ضد ہے اور ثبوت ووجود ایک ضد کا مستلزم ہے رفع وزوال دوسری ضد کو لان اجتماع النقیضین والضدین محال اور امکان ایک نقیض کا موجب رفع ضرورت کو دوسرے نقیض سے ہے مثلا رفع حیوان کا انسان سے ممکن ہوگا تو ثبوت حیوان انسان کے واسطے ضروری نہوگا اور زوال ورفع حیوان کا انسان سے جایز ہوگا پس اگر کذب کا وجود ممکن ہوگا جناب باریتعالی مین تو صدق باریتعالی کا ضروری نہونا لازم آویگا اور صدق کے زوال ورفع کا امکان ثابت ہوگا اور جسکا زوال ورفع ممکن ہو تو وہ قدیم نہیں پس صدق قدیم نہوگا وہذا خلف اور یہ استحالہ امکان وجود کذب باریتعالی سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہونا ہے پس کذب محال ہوا نہ ممکن اور امکان کذب باری کی تقدیر پر جب صدق کا زوال ورفع جایز وممکن ہوا تو صفت صدق خدایتعالی کی قدیمی نہوئی اور صدق کا قیام بالفعل خدایتعالی کے ساتھ جامع براہین بھی بسبب اظہار اپنے ساتھ خدای تعالی کے اور ساتھ آیات اوسکی کے کہ او نہیں سے آیت من اصدق بھی ہے مانتا ہی ہوگا اور تقدیر مذکور پر صدق باری قدیم نہوا تو حادث ہوگا پس قیام حادث کا ساتھ خدای تعالی کے لازم آوے گا وھو تعالی عن ذالک اور محل حوادث منافی الوہیت کی ہے

چنانچہ کتب عقاید بھی اس سے مملو و مشحون ہین پس خدا خدا نرہا نعوذ باللہ من ذلک اور اس ورطہ
ظلما، مین گرنا کذب باری کے امکان سے لازم آیا پس استحالہ اوسکا ثابت ہی اور اگر کذب باری
ممکن و تحت قدرت ہوگا تو تحت قدرت ہونیکے سبب سے خدا یتعالیٰ اوسکے ساتھ یعنے کذب کے ساتھ ازلاً
و ابداً متصف ہوگا اس لئے کہ جس چیز پر اوسکی قدرت ہی اوسکے ساتھ وہ ازلاً و ابداً متصف ہی چنانچہ
خدائے تعالیٰ قبل خلق و احداث مخلوق کے خالق تہا حقیقتہً اور قبل مربوب کے وہ باری تھا اور
اوسکے لئے ربوبیت ثابت تھی اور اسیطرح قبل احیاء موتیٰ وہ محیی ہی حقیقۃً بسبب ثبوت قدرتکے
ان امور پر قال علی القاری فی شرح فقہ اکبر ناقلا عن الطحاوی و ابن الہمام رحمہما کما کان اللہ
تعالیٰ بصفاتہ ازلیا کذلک لایزال علیہا ابدیا لیس بخلق الخلق استفاد اسم الخالق ولا باحداثہ البریۃ استفاد
اسم الباری بل لہ معنی الربوبیۃ ولا مربوب ومعنی الخالقیۃ ولا مخلوق کما ان محیی الموتیٰ استحق ہذا الاسم قبل احیاہم
کذا استحق اسم الخالق قبل انشاءہم ذلک بانہ علی کل شیٔ قدیر انتہی فقولہ ذلک بانہ علی کل شیٔ قدیر تعلیل و بیان لاستحقاق
اسم الخالق قبل المخلوق فافاد ان معنی الخالق قبل الخلق واستحقاق اسم الخالق بسبب قیام قدرتہ تعالیٰ علی الخلق واسم الخالق
انہ ولا مخلوق فی الازل لمن لہ قدرۃ علی الخلق فی الازل وہذا ما یقولہ الاشاعرۃ انتہی وفی ذلک الکتاب وقد کان اللہ
تعالیٰ متکلما ای فی الازل ولم یکن تکلم موسیٰ ای والحال انہ لم یکن تکلم موسیٰ بل ولا خلق اصل موسیٰ وعیسیٰ و
قد کان اللہ تعالیٰ خالقاً قبل خلق الخلق وفی نسخۃ وکان اللہ خالقا قبل ان یخلق الخلق حقیقۃً بمعنی
ان ہذا النعت فیہ تحقق لا مجاز لہ الی ان قال وایضا فرق واضح و بون لائح بین من ہو قادر علی الکتابۃ لا انہ
یؤخرہا الی وقت الارادۃ وبین الکاتب بالقوۃ حیث انہ عاجز فی الحالۃ الراہنیہ وتحت الاحتمال فی الازمنۃ الاتیۃ انتہی
مختصراً اس سے واضح ہی کہ جو تحت قدرت ہے اوسکے ساتھ خدای تعالیٰ ازلاً و ابداً متصف ہی
حقیقۃً نہ مجازاً پس کذب پر اسکے قدرت ہوگی تو ازلاً و ابداً حقیقۃً اوس کذب کے ساتھ خدا کے
تعالیٰ متصف ہوگا اور نعوذ باللہ من ذالک خدای تعالیٰ کاذب بالفعل ہوگا اور کذب کا نقص
و عیب ہونا بدیہی ہی پس قیام نقص و عیب ساتھ خدا یتعالیٰ کے لازم آویگا اور رفع صدق کا بھی
لازم آویگا لاستحالۃ اجتماع النقیضین والضدین اور یہہ خلاف عقل و نقل کے ہی پس امکان
کذب باری باطل ہی اور استحالہ کذب مذکور ثابت ہی اور یہہ کوئی اہل عقل و فہم نہین کہہ سکتا ہی کہ خدائی
تعالیٰ مین صفت کذب بالفعل تو موجود نہین ہی زمانہ آیندہ مین خدای تعالیٰ چاہے تو آسکتی ہی
کہ اس کہنے سے یہ ثابت ہوگا کہ خدای تعالیٰ کیواسطے کوئی صفت منتظرہ و حالت متاخرہ بھی ہے

جو آگے کو آجاوےگی اور حال آنکہ ایسی صفت خدای تعالیٰ کیواسطے ہونا جائز و ممکن نہین ہے کتب حکمت تو
اس سے مملو ہی ہین کتب عقائد مین بھی موجود ہے کہ کوئی حالت و صفت منتظرہ و متاخرہ خدای تعالےٰ
کیواسطے نہین ہے چنانچہ ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین فرماتے ہین ان واجب الوجود لذاتہ واجب الوجود
من جمیع جہاتہ کاسمائہ وصفاتہ ونعوتہ لیست لہ صفۃ منتظرۃ ولاحالۃ مستاخرۃ اذ لیست ذاتہ محلا للغیر
فان ذاتہ کافیۃ فی حصول جمیع مالہ من الصفات والحالات التی بہ یتم الاعراض ولانہ لولم یکن ذاتہ کافیۃ فی
حصول ذلک لکانت محتاجۃ الی ظہور الغیر ہنالک وکل محتاج الی الغیر فہو ممکن الوجود وقد ثبت انہ واجب الوجود
قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ غنی حمید ای غنی بذاتہ وصفاتہ عن ظہور مصنوعاتہ وحمید
بنعوتہ واسمائہ سواء حمدہ او لم یحمدہ احد من سوائہ فہو منزہ عن التغیر والانتقال بل لا یزال فی نعوتہ
الفعلیۃ منزہا عن الزوال فی صفاتہ الذاتیۃ مستغنیا عن الاستکمال ولا یلزم من حدوث متعلقات ہذہ الصفات
حدوث الصفات کالمخلوق والمرزوق والمسموع والمبصر وسائر الکائنات وجمیع المعلومات انتہی
پس معلوم ہوگیا کہ یہ ممکن نہین ہے کہ بالفعل تو کوئی چیز خدای تعالیٰ مین نہووے اور آگے کو حاصل ہوجاوے
پس آیندہ کو بھی کذب کا حاصل ہونا ممکن نہین ہے اور عقل تقدیر اوسکے وجود کی خارج مین بہ نسبت باری تعالیٰ کے
جائز نہین جانتی ہے اسلئے کہ جو اول نہووے بعد کو ہوجاوے وہ حادث ہوتا ہے اور باری تعالیٰ محل حادث نہین
ہے پس عقل کے نزدیک بعد کو حاصل ہونا بھی کذب کا ممکن نہین پس محال ہوا چنانچہ ملا علی قاری ضوء معانی
مین محال کے معنے یہ لکھتے ہین والمحال بضم المیم ما لا یمکن فی العقل تقدیر وجودہ فی الخارج انتہی اور
دوسرے معنے اونہون نے یہ لکھے ہین المحال والمستحیل ما یقتضی ذاتہ عدمہ انتہی اور اول سے ہے
خدای تعالیٰ کیواسطے کذب حاصل ہووے اور کذب ازلی و ابدی ہووے اسکو صراحۃً جامع براہین بھی قبول
نکریگا اور نہ کیا ہے اور استحالات متعددہ اسپر لازم آوینگے چنانچہ بعض اوپر مذکور ہوئے ہین اس ایک خطا کا
بیان ہین چند خطائین جامع براہین کی ثابت ہوگئین بالاجمال اقوال آیندہ مین عنقریب بطور تفصیل کے
انکا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آجاویگا اب سوائے ان عبارات مذکورہ بالا کے دوسری عبارات نقل کیجاتی ہین جنسے
تصریحات علماء کے معلوم ہوجاوین کہ کذب باری تعالیٰ محال ہے اور اسپر اہل سنت و معتزلہ و روافض وغیرہم
بلکہ منکرین اسلام حکمائی عقلا سب متفق ہین **الاول** شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ تفسیر
پارہ الم مین تحت آیت کریمہ فلن یخلف اللہ عہدہ کہ رقم فرماتے ہین ص۲۱۴ مین یعنے ہرگز خلاف نخواہد کرد
خدای تعالیٰ این عہد حکمی خود را زیرا کہ خبر او کلام ازلی اوست و کذب در کلام نقصانی ہست عظیم کہ ہرگز بصفات او

راہ نہی یا بد الیٰ آخرہ **الثانی** حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کتاب العقیدۃ الحسنہ میں درباب عقاید
متعلق جناب باری عز اسمہ لکھتے ہیں ولا یصح علیہ الحرکۃ والانتقال والتبدل فی ذاتہ ولا فی صفاتہ ولا
الباطل ولا الکذب **الثالث** غنیۃ الطالبین میں حضرت غوث پاک قدس سرہ فرماتے ہیں الفصل الاول مما لا یجوز
اطلاقہ علی الباری عز وجل ویستحیل اضافتہ الیہ من الاخلاق یعنی فصل اول ہیں وہ چیزیں ہیں جو محال ہیں
جناب باری پر پس شمار کیا حضرت نے اونمیں تیئیس چیزوں کو انجملہ نسیان اور شہوت اور کذب ہیں صفحہ ۱۹۹
مطبوعہ دہلی میں یہہ عبارت دیکھے جسکا جی چاہے **الرابع** تفسیر بیضاوی ۱۹۵ اور تفسیر روح البیان ۱۴۷ میں تحت قولہ
تعالیٰ ومن اصدق من اللہ حدیثا کے لکہا ہے انکار لان یکون احد اکثر صدقا منہ فانہ لا یتطرق
الکذب الی خبرہ بوجہ لانہ نقص وہو علی اللہ تعالیٰ محال **الخامس** مدارک التنزیل ۱۴۲ میں آیۃ مذکورہ کے تحت میں
لکہا ہے وہو استفہام بمعنی النفی ای لا احد اصدق منہ فی اخبارہ ووعدہ ووعیدہ لاستحالۃ
الکذب علیہ لقبحہ لکونہ اخبارا عن الشیٔ بخلاف ما علیہ **السادس** امام فخر الدین رازی رحمہ سورہ مزمل کی
تفسیر میں لکھتے ہیں المعلوم عند اللہ واقع لاحالۃ لانہ تعالیٰ منزہ عن الکذب **السابع** تفسیر کبیر سورہ یوسف کے آخر میں
یہہ رقم فرماتے ہیں لان المؤمن لا یجوز ان یظن باللہ الکذب بل یخرج بذلک عن الایمان فکیف یجوز
مثلہ علی الرسل **الثامن** امام فخر الدین تحت آیت من اصدق من اللہ حدیثا تفسیر کبیر میں اہل سنت وجماعت
ومعتزلہ دونوں کے نزدیک کذب باری کا محال ہونا مع ادلہ کے فرماتے ہیں پوری عبارت اون کی یہہ ہے
والمقصود منہ بیان انہ یجب کونہ تعالیٰ صادقا وان الکذب والخلف فی قولہ محال واما المعتزلۃ فقد بنوا ذلک علی اصلہم
وہو انہ تعالیٰ عالم بکون الکذب قبیحا وعالم بکونہ غنیا عنہ وکل من کان کذلک استحال ان یکذب بانما قلنا انہ عالم
بقبح الکذب وعالم بکونہ غنیا عنہ لان الکذب قبیح لکونہ کذبا واللہ تعالیٰ غیر محتاج الی شیٔ اصلا وثبت انہ عالم
بجمیع المعلومات فوجب القطع بکونہ عالما بہذین الامرین واما ان کل من کان کذلک استحال ان یکذب
فہو ظاہر لان الکذب جہۃ صرف لا جہۃ دعاء فاذا خلا عن معارض الحاجۃ فیبقی صارفا محضا فیمتنع صدور
الکذب عنہ واما اصحابنا فدلیلہم انہ لو کان کاذبا لکان کذبہ قدیما ولو کان کذبہ قدیما لامتنع زوال کذبہ لامتناع
العدم علی القدیم ولو امتنع زوال کذبہ قدیما لامتنع کونہ صادقا لان وجود احد الضدین یمنع وجود الضد الآخر فلو کان کاذبا
لامتنع ان یصدق لکنہ غیر ممتنع لانا نعلم بالضرورۃ ان کل من علم شیئا فانہ لا یمتنع علیہ ان یحکم علیہ بحکم مطابق للمحکوم علیہ والعلم
بہذہ الصحۃ ضروری فاذا کان امکان الصدق قائما ثم انتفی **التاسع** وہی عبارت امام فخر الدین رازی کی تفسیر
کبیر میں تحت آیت ومن یقتل مؤمنا متعمدا کی جو اوپر گذر چکی فان العقلاء اجمعوا علی انہ تعالیٰ منزہ

لو کان امتناع الکذب حاصلا لہ تعالیٰ فثبت انہ لابد من القطع بکونہ تعالیٰ صادق

علی الکذب انتہی **العاشر** تفسیر ابی سعود مین تحت آیت من اصدق کی ہے انکار لان یکون احد اصدق منه تعالی فی وعدہ وسائر اخبارہ وبیان لاستحالته کیف لا والکذب محال علیه سبحانه دون غیرہ انتہی

الحادی عشر خیالی حاشیہ شرح عقائد نسفی مین کذب کی نسبت لکھا ہے **منتف بالاجماع** یعنے اجماع ہے ماتریدیہ اور اشاعرہ کا کہ کذب جناب باری مین منتفی ہے اور اسیطرح مسلم رکھا اس اجماع کو خیالی کے محشی مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے فلو لم یقع لزم الکذب فی کلامه تعالیٰ وهو باطل بالاجماع **الثانی عشر** علامہ عضد الدین بن احمد متن مواقف مین جو کہ موضوع ہے واسطے بیان عقائد مذہب اہل سنت وجماعت کے ذیل کلام باری تعالیٰ مین لکھتے ہین یمتنع علیه الکذب اتفاقا اور مسلم رکھا اس مقام پر روایت مذکورہ متن کو شارح مواقف نے بھی اور تائید کی اوسکی **الثالث عشر** حاشیہ باجوری علی مقدمہ سنوسیہ مین تحت اس قول مقدمہ مذکورہ کے اما برهان وجوب صدقهم فلانهم لو لم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالیٰ لتصدیقه لهم بالمعجزة النازلة بمنزلة قوله تعالیٰ صدق عبدی فی کل ما یبلغ عنی موجود ہے یہ عبارت اما برهان وجوب صدقهم ای فی دعوی الرسالة وفی ما بلغوہ عن الله تعالیٰ لان هذا البرهان انما یدل علی ذلك کما هو قوله فلانهم الخ تقریرہ ان نقول لو لم یصدقوا للزم الکذب فی خبرہ تعالیٰ لکن الکذب فی خبرہ تعالیٰ محال فما ادی الیه وهو عدم صدقهم محال ایضا واذا استحال عدم صدقهم ثبت صدقهم وهو المطلوب انتہی **الرابع عشر** مسلم الثبوت کے مقالہ ثانیہ فی الاحکام مین ہے لنا ان حسن الاحسان وقبح مقابلة الاحسان بالاساءة مما اتفق علیه العقلاء حتی من لا یقول بارسال الرسول الخ اسکے حاشیہ منہیہ مین خود صاحب مسلم الثبوت فرماتے ہین العقلاء اه لك ان تقول ان اتفاقهم علی ذلك یجوز ان یکون لانهما من صفات الکمال والنقصان کوجوب الصدق وامتناع الکذب فی حقه تعالیٰ انتہی **الخامس عشر** مسلم الثبوت کے اسی مقالہ کے متن وشرح بحر العلوم مین ہے والمعتزلة (قالوا ثانیا انه لولاہ) ای کون الحکم عقلیا لما امتنع الکذب منه تعالیٰ عقلا اذ لا حکم للعقل واذا جاز الکذب علیه فلا یمتنع اظهار المعجزة علی ید الکاذب ولو اکتفی به لکفی فیسد باب النبوت وهو مفتوح والجواب انه للمذکور نقص فیجب تنزیه تعالیٰ عنه کیف وقد مر انه لا نزاع فیه فانه عقلی باتفاق العقلاء الخ لفظ والجواب کے بعد جو انہ ہے اوسکا مرجع کذب ہے جسکو بحر العلوم نے المذکور کہکر تعبیر کیا ہے چنانچہ قول ملا نظام سے بھی یہی واضح ہے جو آب مذکور ہوتا ہے **السادس عشر** قول ملا نظام الدین صاحب کا اسی قول کے تحت مین وہ یہ ہے قوله والجواب انه ای الکذب نقص وقد مر لا نزاع فیه اے عقلیتہ انتہی

مطبوعہ مصطفائی ۱۲۸۱

یہ اہل سنت وجماعت کے اقوال تھے کہ جنسے واضح ہو کہ کذب باری محال ہو اور یہ نقص ہو اور اسمین کسی کا
نزاع نہین ہو باتفاق جمیع عقلاء محال ہے **السابع عشر** اب مذہب معتزلہ کے پیشوا علامہ زمخشری کی
عبارت سنیئے تفسیر کشاف مین تحت آیۃ من اصدق کے لکھتے ہین لانہ عزوعلا صادق لا یجوز علیہ الکذب
وذلک ان الکذب مستقل بصارف عن الاقدام علیہ وھو قبحہ ووجہ قبحہ الذی ھو کونہ کذبا و
اخبارا عن الشئ بخلاف ما ھو علیہ فمن کذب لم یکذب الا لانہ یحتاج الی ان یکذب لیجر منفعۃ
او یدفع مضرۃ او ھو اغنی عنہ الا انہ یجہل غناہ او ھو جاھل لقبحہ او ھو سفیہ لا یفرق بین الصدق
والکذب فی اخبارہ ولا یبالی بایہما نطق فکان الحکیم الغنی الذی لا یجوز علیہ الحاجات العالم بکل معلوم منزھا عنہ کما ھو منزہ عن سائر القبائح
الثامن عشر علماء مذہب شیعہ مشہور بہ امامیہ کے عقائد سنیئے دو روایتین لکھتا ہون اول باب حادی عشر
عقاید مین ہے من صفاتہ الثبوتیۃ کونہ صادقا والصدق ھو الاخبار المطابق والکذب ھو الاخبار الغیر
المطابق لانہ لو لم یکن صادقا لکان کاذبا وھو باطل لان الکذب نقص والباری منزہ عن النقص انتہی
ثانی حق الیقین مجلس در بیان صفات ثبوتیہ مطبوعہ طہران مینویسد باید دانست کہ حق تعالی صادق است
وکذب ودروغ مطلقا بروروا نیست زیراکہ عقل حکم میکند کہ کذب قبیح است واو از قبائح منزہ است ودروغ
مصلحت آمیز کہ ما را روا ہست باعتبار ارتکاب امر قبیحی است واین از عجز ماست کہ قادر نیستم کہ مفسدہ کلام
راست را دفع کنیم وخدا بعجز موصوف نمیشود وایضا اجماع مسلمین وارباب عقول است برآنکہ حق تعالی
صادق است در جمیع افعال واقوال وکتب الہیہ مشحون است بآن از جملہ ضروریات دین است انتہی
التاسع عشر قول ملا علی قاری صاحب کا شرح فقہ اکبر مین لم یزل ولا یزال باسمائہ وصفاتہ ای
موصوفا بنعوت الکمال ومعروفا باوصاف الجلال والجمال لم یحدث لہ اسم ولا صفۃ یعنی ان صفات
اللہ واسمائہ کلہا ازلیۃ لا بدایۃ لہا وابدیۃ لا نہایۃ لہا لم یتجدد لہ تعالی صفۃ من صفاتہ
ولا اسم من اسمائہ لانہ سبحانہ واجب الوجود لذاتہ الکامل فی ذاتہ وصفاتہ فلو حدث لہ
صفۃ او زال عنہ نعت لکان قبل حدوث تلک الصفۃ وبعد زوال ذلک النعت ناقصا عن
مقام الکمال وھو فی حقہ سبحانہ من المحال فصفاتہ تعالی کلہا ازلیۃ ابدیۃ وھہنا سوال
مشہور وھو انہ قد ورد الاخبار فی کلامہ سبحانہ بلفظ الماضی کثیر نحو قولہ تعالی انا ارسلنا
نوحا وقال موسی وعصی فرعون والاخبار بلفظ الماضی عما لم یوجد یعد کذبا والکذب
علیہ محال ولہ جواب مسطور وھو ان اخبارہ تعالی لا یتصف ازلا بالماضی والحال والاستقبال

لعدم الزمان وانما يتصف بذلك فيما لا يزال بحسب التعلقات فيقال قام بذات الله تعالیٰ خبار عن
ارسال نوح مطلقاً وذلك الاخبار موجود ازلاً باق ابداً فقبل الارسال كانت العبارة الدالة
عليه انا نرسل وبعد الارسال انا ارسلنا فالتغير في لفظ الخبر لا في الاخبار القائم بالذات و
هذا كما نقول في علمه تعالیٰ انه قائم بذاته سبحانه ازلاً العلم بان نوحاً مرسل هذا العلم باق
ابداً فقبل وجوده علم انه سيوجد وبعد وجوده علم بذلك العلم انه وجد وارسل والتغيير في العلم (ای التعلق) فی المعلوم ۱۲ انتہیٰ
اس عبارت کے نقل سے اس محل میں فقط ہماری غرض یہ ہے کہ معلوم ہوجاوے کہ کذب باری محال ہے وہ فقط
والکذب علیہ محال سے حاصل ہے باقی عبارت سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جمیع صفات خدای تعالیٰ کا قدیم
ہونا بھی معلوم ہوگیا اقوال آیندہ کیواسطے کارآمد ہے پس جب ان روایات اور ادلہ سے ثابت ہوا
کہ کذب باری تعالیٰ محال ہے اور کذب باری کے محال ہونے پر علماء اشاعرہ و ماتریدیہ و جمیع فرق اسلامیہ
و غیر اسلامیہ مثل ارباب معقول و فلاسفہ وغیرہم کا اتفاق ہے تو امکان کذب میں اختلاف قدماء علماء کا
بیان کرنا اور یہہ کہنا کہ یہہ مسئلہ جدید نہیں ہے لوگون کو گمراہ کرنا اور جہل صریح ہے **دسوین خطا**
یہہ کہ صاحب انوار نے قرآن کی آیت صدق باری پر پیش کی تھی اوسکے جواب مین جامع براہین کو چاہئیے
تھا کہ قرآن کی آیت سے جواب دیتے جسمین صریح یہ مضمون ہوتا کہ معاذاللہ لیس الکذب من الله ببعید
مگر یہ مضمون نامقبول قرآن مین نکلنا محال تھا تب بناچاری کلام بشری کیطرف رجوع کی کیونکہ انسان
سے سہو ونسیان ہوتا ہے شاید کسیکے بھول چوک سے یہ مسئلہ مان لیا ہووے تب آپنے اپنی رای سقیم
کے موافق اشاعرہ مین اپنے مقصد کی گنجائش دیکھی حال آنکہ درحقیقت اس مسئلہ کے وہان بھی گنجائش
نہین وہ کذب کے قایل ہی نہین جیسا گذرا اور عنقریب آتا ہے **گیارہوین خطا** یہہ کہ جامع
براہین اور مقرظ محفل میلاد شریف و قیام کے بارہ مین تعامل و استحسان کو بھی دلیل شرعی نہین جانتے
ہین باوجود یکہ انوار الانوار مین بھی جسکو ادنیٰ طالب العلم پڑھتا ہے موجود ہے صفحہ ۹ مین تعامل الناس ملحق بالاجماع
انتہیٰ اور شامی مین ہے کہ تعامل کے معتبر ہونیکے واسطے عہد صحابہؓ کا شرط نہین اور یہہ دونون صاحب
تعامل علماء کا دلیل ہونا اور اقوال علماء سند نہین مانتے ہین چنانچہ براہین کے صفحہ ۲۱۴ مین ہے
(مؤلف سے کسی مسئلہ کا جواب ادلہ اربعہ سے نہین دیا جاتا ہے ایک داب ہے کہ علماء نے یون کہا ہے
یون کیا ہے سو جواب چند دفعہ ہولیا کہ دلیل شرعی کے مقابلہ مین کسی کا قول لایق التفات نہین ہے
اگرچہ صد ہزار ہون) اور صفحہ دو سو بہتر مین ہے (اور یہ احقر بار بار اسکو بھی ظاہر کرچکا

کہ مولف کے پاس کوئی دلیل ادلہ شرعیہ سے اپنے مقصود پر کہ اثبات جواز قیود وہیئت مروجہ کا ہی نہین محض قول علماء اور تعامل اونکا پیش کر دیتا ہے) اور صفحہ ۱۶۷ مین ہی (تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم ہی نے انکار کیا مگر اوسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا اور فقط اوسکے انکار نے اجماع کو جو مزعوم مولف کا ہی باطل کر دیا) الی ان قال (مجامع اور حاضر ہونیسے مشائخ اور علماء کی کچھ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوی دیوین بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین) اور اسی صفحہ مین کہا (ایک وعالم موافق نصوص صریحہ کے فرماوے اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کرے تو وہ ایک دو ہی عالم منظفر ومنصور وعند اللہ مقبول ہووینگی) اسی صفحہ مین کہا (پس خود ارشاد فخر عالم ہی کہ جو موافق کتاب وسنت کے ہے وہ طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہی اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہو تو مردود ہی) اور اسی صفحہ مین یہ بھی لکھدیا ہی کہ سبط ابن جوزی کا قول کہ بعض عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیہ بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا کوئی دلیل شرعی نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت شرعیہ نہین علی ہذا علی قاری کا لکھنا کہ تمام ملکون مین یہ رائج ہی) یہ تمام اقوال جامع براہین کے باعلی صوت ندا کرتے ہین کہ نص کے مقابلہ مین لاکھون کروڑون علماء فتوے دیوین تو معتبر نہین ہی اور بطور بناء فاسد علی الفاسد سبط ابن جوزی وملا علی قاری وسخاوی وغیرہم کی اقوال اور تعامل تمام بلاد کے علماء کو غیر معتبر وتمام دنیا کے علماء کے اتفاق کو مردود جامع براہین فرماتے ہین باوجودیکہ اہل علم وفہم پر بطلان اسکا واضح ہی پس مولف انوار نے جو نص ومن اصدق من اللہ حدیثا کے مخالف کذب باری کا امکان معلوم کرکے نص مذکور پیش کرکے امکان کذب باری کا انکار کیا تو جامع براہین نے قول اون لوگون کا جنکو اوسی نے قائلین امکان کذب خیال وزعم کر لیا ہی کیون بمقابلہ نص مردود دیکھا کیون مولف انوار کو جو نص من اصدق کے موافق امکان کذب باری کا انکار کرتے ہین علی الحق ومنصور ومظفر نہ کہا کیا جامع براہین صاحب کے نزدیک امکان کذب باری مخالف نص ہی تب بھی وہ مردود نہین ہی اور امکان کذب کے قائلین اگرچہ اقل قلیل ہون باوجود مخالفت نص کے اونکا قول معتبر ہی یہہ عجیب بات ہی کہ جس قول سے خدای تعالی مین امکان نقص وعیب ثابت ہووے اور وہ نص کے مقابل ومخالف بھی ہووے تب بھی معتبر ہوجاوے اور دوسرے پر طعن لاعلمی قرار پاوے اور ایسے قول کا انکار موافق نص کے کرین تب بھی اونکا قول معتبر نہووے

اور نص کیطرف اسوقت مین کچھ التفات نہ کیجاوے یہ معاملہ برعکس ہوگیا بیان عدم التفات طرف نص
لازم آیا اور طرفہ یہ ہو کہ نص کی کوئی تاویل بھی حق و باطل جامع براہین نے ایسی بیان نکی جس سے
معلوم ہو کہ قول امکان کذب باری تعالیٰ مخالف اس نص کے نہین ہو اس سے یہ لازم آیا کہ قول
امکان کذب باری نص کے مخالف ہو تب بھی جامع براہین کے نزدیک ایسا معتبر ہو کہ اوس پر طعن
کرنا بے علمی ہو ایسے لوگونکے ایمان پر افسوس ہو کہ آنحضرت صلعم کے میلاد شریف کی محفل کے بارہ مین
باوجود عدم مخالفت کسی نص کے اپنے زعم فاسد و فہم ناقص مین مقابلہ نص کا ٹہرکر تعامل و استحسان علماء لاکہون
و کروڑون و تمام دنیا کو مردود بتاوین اور امکان کذب باری تعالیٰ کے بارہ مین باوجود مخالفت
نص کے اپنے زعم مین قائلین اوسکی مقرر کرکے باوجودیکہ درحقیقت کوئی اوسکا قائل نہین ہو عقلاء
مین سے سوائے دو چار و ہابیہ حمقاء کے اون قائلین مفروضین کے قول کے مقابلہ مین نص کی
طرف التفات نکرین اور موافق نص و اتفاق عقلاء کے کہنے والو پر طعن کرین اور با این ہمہ ادعاء
ایمان ہو خوب خدا و رسول کی قدر ان لوگون نے پہچانی ہے **بارہوین خطا** جو شخص یہہ کہتا ہے
کہ کذب باری تعالیٰ ممکن الوقوع ہو لکن فی الحال واقع نہین ہے اوسکے معنے یہ ہوئے کہ ابتک
تو جھوٹ بولنا اوسکی صفت نہ تھی لیکن ہو سکتا ہے کہ جھوٹ بولدے معاذ اللہ معاذ اللہ ہم کہتے
ہین کہ جب جھوٹ بولے گا اوسیوقت یہ صادق آئیگا کہ یہہ صفت خدای تعالیٰ مین نہ تھی اب حادث
ہوئی اور خدای تعالیٰ محل حادث بنا اور محل حادث قدیم نہین ہوتا ہے اور حال آنکہ خدای تعالیٰ کی
ذات قدیم ہو محل حوادث نہین ہے چنانچہ عقائد مین ٹہر چکا ہے کہ لایقوم بذاتہ حادث اور اوپر
کچھہ بیان اسکا گذر بھی چکا ہو شرح فقہ اکبر کے حوالہ سے **تیرہوین خطا** مومن کو ضرور
ہے کہ کہے امنت باللہ کما ھو باسمائہ وصفاتہ ایمان لایا مین اللہ تعالےٰ پر جیسا وہ ہے
اپنے اسماء و صفات کے ساتھ اور اسماء الٰہی مین سے صادق بھی ہو جیسا کہ حدیث ابن ماجہ مین
ابوہریرہ سے روایت ہے اور قرآن شریف مین بھی آیا ہو وانا لصادقون اور یہہ عقاید مین مقرر ہے
کہ اسمائہ وصفاتہ قدیمہ ہین اور ثابت ہو لیا ہو کہ جس چیز کا قدم ثابت ہو اوسکا عدم محال ہو بنا بر علیہ
جناب باری سے سلب صدق محال ہے اور امکان کذب ماننے کو امکان سلب صدق ماننا
لازم ہو پس مومن موحد نے جب اللہ کو صادق لایزال مان لیا اب کس منہ سے امکان سلب
صدق تسلیم کرتا ہو جس شخص نے امکان سلب صدق تسلیم کیا اوسکا ایمان آمنت باللہ کما ھو باسمائہ

پھر کہان رہا انا للہ وانا الیہ راجعون **چودہوین خطا** آپ سند لاتے ہین ان الاشاعرۃ قائلون بجوازہ **اقول** جامع براہین نے حنفی ماتریدی ہوکر کیون اپنے مطلب نکالنے کو اشاعرہ کیطرف رجوع کیا مذہب اشاعرہ پر مسلم عقائد مین حنفی جابجا معترض ہین انہ المحمد یہہ کہ صفات فعلیہ جناب باری تعالی کو اشاعرہ حادث کہتے ہین اور ہم حنفی ماتریدی اونکو قدیم مانتے ہین چنانچہ عبارت ضوء المعانی تصنیف ملا علی قاری مین یہ بات موجود ہے وفی کونہا قدیمۃ نزاع فمذھب ائمتنا الحنفیۃ انہا قدیمۃ ومذھب الاشاعرۃ والمعتزلۃ انہا حادثۃ اور ملا علی قاری کا قول شرح فقہ اکبر سے اوپر اس بارہ مین گذر چکا ہے کہ کل اسما وصفات خدای تعالی کے قدیم ہین ورنہ محال لازم آویگا اس سے اختلاف ہونا درمیان حنفیہ واشاعرہ کے واضح ہے یہ ایک مثال اختلاف کی دی ہے باقی ایسے اختلافات بہت ہین جسنے کتب عقائد پڑھے ہین اوسکو خوب معلوم ہے اور اس عبارت ملا علی قاری سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ اونھون نے ائمہ حنفیہ کو مقابل اشاعرہ کے ذکر کیا ہے اسلیئے کہ حنفی علما عقائد مین تابع ہین امام ابو المنصور ماتریدی کے فتاوی برہنہ مین لکھا ہے ابو المنصور الماتریدی رئیس الحنفیۃ الیہ انتہت ریاستہم انتہی اور وجہ میلان حنفیون کے اونکی طرف یہہ ہے کہ وہ تین واسطہ سے شاگرد امام اعظم رحمہ اللہ کے ہین اسطرح پر کہ ابو المنصور شاگرد ہین احمد بن اسحق کے اور وہ ابو سلیمان کے اور وہ امام محمد کے اور وہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے اور شرح مقاصد کی فصل رابع فی الامامۃ سے پہلے انکے حق مین یہ لکھا ہے ابو منصور الماتریدی تلمیذ ابی النصر العیاضی تلمیذ ابی بکر الجوزجانی صاحب ابی سلیمان الجوزجانی تلمیذ محمد بن حسن الشیبانی نے بہر صورت امام اعظم رحمۃ اللہ کے بواسطہ شاگرد ہین پس قول ماتریدیہ کو چھوڑ کر اشاعرہ کیطرف جانا کوئی وجہ نہین رکھتا سوا اسکے کہ از روئے عناد کچھہ نہ کچھہ صاحب انوار پر نقض کیجیئے اور تماشا یہ کہ سب کچھ کرکے صاحب انوار کا ایک نقطہ بھی نہ مٹا سکے جیسا کہ اوپر تحقیق ہوا اور آیندہ مین آتا ہے **پندرہوین خطا** یہ ہے کہ آپ اشاعرہ کی دلیل لکھتے ہین کہ لانہ لایعد نقصا بل جودا وکرما الخ ایسا ہی دیگر کتب مین لکھا ہے **اقول** اس عبارت واستدلال سے سب صاحبون پر حال خوش فہمی جامع براہین کا کھل گیا کیونکہ اشاعرہ کی دلیل جواز خلف وعید پر یہ لکھی ہے کہ لانہ لایعد نقصا یعنے خلف وعید نقصان کی بات نہین دیکھیئے اسمین اشاعرہ انکار کرگئے کہ خلف وعید کو کذب نہ کہنا چاہیئے کیونکہ کذب بالاتفاق نقصان کی بات ہے اور سخت قبیح ہے کوئی عاقل کذب کو ہرنہین کہہ سکتا کہ جود وکرم ہے عرب کا دستور تھا کہ اگر مجرم کیواسطے کوئی سزا معین کرتے جب وقت سزا کا آتا اوسکو معاف کردیتے یہ معاف کرنا اونکا رحمت اور بخشش اور کرم شمار کیا جاتا تھا

اسکی بہت تعریف کیجاتی تھی اس معاف کرنیکو نہین کہتے تھے کہ اسنے جھوٹ بولا اور اب بھی یہی
دستور ہے کہ حاکم کسی مجرم کو اپنے قانون مقررہ کے موافق سزا نہ دے تو اوسکو کوئی جھوٹ نہین
کہتا ہے معاف کر دینا اور بخشدینا کہتے ہین پس اسیطرح اگر خدا کسی گنہگار کو اوسکا گناہ روز قیامت مین
معاف کر دے تو اوس معاف کر دینے کو جھوٹ نہ کہینگے یہ مذہب اشاعرہ کا ہے کہ وہ اسکو جھوٹ
نہین مانتے اور اوپر بھی معلوم ہو چکا ہے کہ کذب و جھوٹ کا لزوم اپنے اوپر سے جوابات متعددہ دیکر
رفع کرتے ہین پس نہ وہ اس خلف وعید کو جھوٹ قرار دیتے ہین اور نہ جھوٹ کا لزوم اوسمین تسلیم
کرتے ہین پس اشاعرہ کے قول سے امکان کذب باری ثابت نہوا یہ خوش فہمی جامع براہین کی
ہے کہ اونکے قول سے امکان کذب باری کا اثبات کرتا ہے **سولھوین خطا** آپ نے رد محتار
کی عبارت بقدر مطلب لکھکر قلم کو تھام لیا اوسکے آگے کی عبارت جو ماقبل کے خلاف
تھی اوسکو نقل نکیا سب صاحب ملاحظہ فرماوین وہ عبارت ہمنے اقوال سابقہ اپنے مین نقل
کر دی ہے پہر واسطے یاد دہانی کے لکھی جاتی ہے یہ ہے وصرح التفتازانی وغیرہ بان المحققین علی
عدم جوازہ وصرح النسفی بانہ الصحیح لاستحالتہ علیہ تعالیٰ لقولہ وقد قدمت الیکم بالوعید ما یبدل القول لدی
وقولہ تعالیٰ ولن یخلف اللہ وعدہ ای وعیدہ وانما یمدح بہ العباد خاصۃ انتہیٰ **یعنے** کھولکر لکھا علامہ
تفتازانی وغیرہ نے کہ علما ثابت کرنے والے حق امر کے قائم اسبات پر ہین کہ خلف وعید جائز نہین
ہے اور صاف لکہدیا نسفی نے کہ یہی صحیح ہے اسلئے کہ خلف وعید اللہ تعالیٰ کا محال ہے کیونکہ اوس نے
خود کلام الٰہی مین فرمادیا ہے کہ نہین بدلا جاتا قول میرے پاس اور فرمادیا کہ نہین خلاف کریگا اللہ اپنا
وعدہ **یعنے** وعید اور خلف وعید کے ساتھ ممدوح ہونا خاصہ بندونکا ہے نہ اللہ تعالیٰ کا انتہی مضمون
رد المحتار دیکھئے اسمین صاف ثابت ہے کہ خلف وعید ائمہ محققین کے خلاف ہے پس جب کہ جامع براہین اپنے
نزدیک قول اشاعرہ سے امکان کذب سمجھا تھا اور عبارت مین لکھا ہوا ہے کہ اونکا مذہب خلاف محققین ہے جیساکہ
ہمنے ابھی عبارت اوسکی نقل کی ہے پس یہ سمجھا ہوتا کہ اوس مقام پر صاحب انوار مذہب محققین کے موافق مذہب
مقابل پر طعن کرتا ہے اور مذہب غیر محقق پر طعن کرنا کچھ عیب کی بات نہین ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے تفسیر کبیر امام رازی سے کہ اونھون
نے واحدی پر خلف وعید ہی کے بارہ مین طعن سخت کیا ہے اور خلف وعید کے جواز مین فساد عظیم و قریب کفر و طعن
شریعت و قرآن پر ہونا فرمایا ہے عبارت اونکی اوپر مذکور ہے لکن یہ بات کسطرح سمجھ مین آتی غیظ
وغضب آدمی کی دیدہ ٔ حق بین کو اندھا کر دیتا ہے اب ہمسے سنو مذہب محققین یہی ہے کہ خلف وعید

جائز نہین ہو **اولاً** شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر پارہ الم مین فرماتے ہین وآنچہ بعض از ظاہر بینان گفتہ
اند کہ خلاف در وعدہ نیک نقصان است در وعید بدکرم ولطف است مبنی است بر قیاس غائب بر
شاہد در حق او تعالی کہ مبرا از جمیع عیوب ونقائص است خلاف خبر مطلقاً نقصان است خواہ نیک باشد
خواہ بد زیرا کہ لطف وکرم او تعالی را نامی بسیار وارد جائز است کہ معاملہ لطف وکرم نماید وخلف در وعید
ہم نہ کند بخلاف آدمیان کہ بسبب عجز بشری بغیر از خلف در وعید الیشان را لطف وکرم کردن ممکن نمیشود
پس در حق الیشان خلف در وعید بتر جمیع نقصانی بر نقصان است کہ اشد از نقصان اول است و در حق
او تعالی نقصان محض است بے حاجت بتکمیل فافہم انتہا شاید جامع براہین دونون پیر ومرید شاہ عبد العزیز
صاحب کو بھی وہی کہدین جو صاحب انوار کو کہا ہے کہ اسپر تعجب کرنا محض لاعلمی ہے اور اسپر طعن کرنا
مشائخ پر طعن کرنا ہے اور امام رازی جنہون کا طعن کرنا خلف وعید کے بارہ مین واحدی پر اوپر معلوم
ہوچکا ہو اونکو بھی یہ دونون یہی کہدین **ثانیاً** تفسیر خطیب شربینی مین تحت قولہ تعالی فلن یخلف
اللہ عہدہ لکہا ہو فیہ دلیل علی ان الخلف فی خبر اللہ محال **ثالثاً** تفسیر کشاف مین تحت قولہ
تعالے ذالک جزینا ہم ببغیہم وانا لصادقون لکہا ہو فیما اوعدنا بہ العصاۃ لا نخلفہ کما لا نخلف ما وعدناہ
اہل الکتاب **رابعاً** جلالین مین آیہ مذکورہ کی تفسیر لکہی ہو انا لصادقون فی اخبارنا ومواعیدنا
خامساً بیضاوی مین ہے انا لصادقون فی الاخبار والوعد والوعید **سادساً**
تفسیر کبیر مین تحت آیت ومایبدل القول لدی کی لکہا ہو لا خلف فی ایعاد اللہ تعالی کما لا اخلاف فی میعاد اللہ
سابعاً تفسیر جمل مین تحت آیت مذکورہ لکہا ہو المراد بالقول ہو الوعید بتخلید الکافر فی النار
وجازاۃ العصاۃ علی حسب استحقاقہم ان روایات سے بخوبی روشن ہوگیا کہ مذہب حق یہی
ہے کہ خلف وعید جائز نہین اور امام رازی کا قول تحت آیت ومن یقتل کے واحدی کے رد مین اوس سے
بھی بخوبی واضح ہو کہ خلف وعید جائز نہین ہو پس وہ وجہ ثامن ہوئی **تحقیق انیق** واضح ہو کہ حق سبحانہ
نے اپنے کلام پاک مین یہ فرمایا ہو ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء اس سے معلوم
ہوگیا کہ خدای تعالی کافرونکو ہرگز نہ بخشیگا اور مسلمانون مین جو گنہگار ہونگے جسکو چاہیگا اوسکے گناہ
بخشدیگا لیکن اللہ تعالی نے اپنے چاہنے کو ہمپر ظاہر نہ کیا کہ ہم کس کس کو بخشینگے وہ خود اونکو جانتا ہی
قیامت کے روز جب اونکے گناہ بخشیگا ہم لوگ جو بے خبر تھے یون جانینگے کہ یہ خلف وعید ہوا کیونکہ
اللہ تعالے نے ان گناہون پر وعید عذاب ارشاد فرمایا تھا اور اسکو کچہہ بھی عذاب نہ دیا اور واقع مین

یہ خلف وعید ہرگز نہین ہوا کیونکہ جب وہ سنے گناہونکی سزا بیان فرمائی تھی وہ خود جانتا تہا کہ فلان فلان آدمی جنکو ہم بخشینگے وہ اس وعید عذاب سے جو کہ ہم بیان فرماتے ہین مستثنی ہین یعنے خدای تعالی نے وعید عذاب اونکے غیر کے حق مین فرمایا ہی جنکو بخشدیگا اور سزا نہ دیگا اور اونکے غیر کہ وہ مسلمان گنہگار ہین جنکو بدون سزا کے نہ چھوڑیگا سزا دیکر چھوڑیگا پس فی الواقع جنکے واسطے اوسنے یہہ مقرر کرلیا ہی کہ سزا دونگا اونکو نہ چھوڑیگا اور جنکے واسطے یہہ پہلے سے ٹھہرالیا ہی کہ بدون سزا کے بخشدونگا اونکو سزا نہ دیگا اگرچہ وہ دونو فریق جدا جدا ہمکو نہین بتائے ہین معین کرکے پس یہ خلاف وعید نہوا فی الواقع خلاف تو جب ہوتا کہ اول سے یہہ اوسنے مقرر کیا ہوتا کہ مثلا زید کو اوسکے گناہ کے سبب سے دوزخ مین ڈالونگا اور پھر اوسکو نہ ڈالتا اور جب مجملا فرمایا ہی تو یہہ مقرر ہونا مفہوم نہوا اور بعض فریق کا دوزخ مین جانا لابد ہی اسپر اجماع ہی چنانچہ اوپر شامی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہی فی الواقع وہ وعید سزا اونہین کو دیجاویگی اور وہی مراد خدای تعالی کے ہین کہ جو گروہ دوزخ مین جاوینگے اور وہی مشیت سزا کے تحت مین داخل ہین ازل مین ہی اونکی سزا پر مشیت واقع ہوچکی ہی اور جو بخشے جاوینگے ازل مین ہی اونکی عفو کی مشیت ہوچکی ہی اور خلاف مشیت وارادہ الٰہی کے ہرگز نہین ہوسکتا ہے پس خلاف وعید فی الواقع نہین گو ہم لوگ اپنے عدم علمی سے خلاف سمجھین خلاصہ ہوا کہ جمیع وعیدات الٰہی کافرین کے حق مین جزمی اور قطعی ہین اور مسلمانون کے حق مین جب ہین کہ خدای تعالی نے اونکے عفو کو نہ چاہا ہووے گو وہ مشروط بشرط عدم عفو ہین یہی امام رازی تفسیر کبیر جلد دوم ص۱۱ مین فرماتے ہین جمیع الوعیدات مشروطة بعدم العفو فلا یلزم من ترکه دخول الکذب یعنے تمام وعیدات شرط کئے گئے ہین ساتھہ عدم عفو کے پس اگر کسیکے نسبت اللہ تعالی نے عفو روز ازل مین جان لیا اور اوسپر مشیت وارادہ ازلیہ واقع ہوچکا ہی اور اوسکے موافق اظہار روز قیامت کو کردے تو اس معافی سے کلام الٰہی مین کذب نہین دخل ہوسکتا ہی یعنے یہہ نہین کہہ سکتے کہ یہہ کذب ہوا خدای تعالی سے معاذ اللہ معاذ اللہ بلکہ یہہ کہینگے کہ یہہ مصداق یغفر مادون ذلک لمن یشاء کا ہوا اقوال سابقہ مین بہی تکمیل الایمان شیخ عبد الحق محدث دہلوی وغیرہ سے معلوم ہوچکا ہے کہ خلف وعید مین کذب لازم نہین آتا ہی اب طالبان حق خیال فرماوین کہ اس تقریر کے موافق مسلمان کا گناہ بہی معاف ہوگیا اور کذب بہی جو جمیع اہل ملل کے نزدیک ناجائز تہا حق سبحانہ اوس سے منزہ اور مقدس بالکل بے لوث رہا تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا اب اختلاف اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اتنا باقی رہا کہ علماء ماتریدیہ اسپر ہین کہ خلف وعید کا اطلاق ہرگز جائز نہین ہے کیونکہ اوپر تحقیق ہوچکا کہ وہ درحقیقت خلف وعید نہین ہے اور علماء اشاعرہ غیر محققین نے

اوپر اطلاق خلف وعید کر دیا کیونکہ ظاہر نظر وین ایسا ہی نظر آتا ہی گو درحقیقت نہین ہی جیسا کہ اوپر گذرا
اور امام رازی کے قول سے تم معلوم کر چکے کہ موافق مذہب اشاعرہ کے بھی کذب لازم نہین
آتا ہی لقولہ فلا یلزم من ترکہ دخول الکذب اور اسیطرح شرح عقائد کے محشی خیالی نے اشاعرہ
کیطرف سے توجیہ کی ہے اذا اخبر بالوعید فاللائق بشانہ ان یبتنی اخبارہ علی المشیئۃ وان لم
یصرح بذلک فلا کذب ولا تبدیل یعنے شان کریم سے یہہ ہی کہ جب وہ خبر دے
مجرم کو ساتھ وعید یعنے سزای جرم کے مبنی کری اس اخبار کو مشیت پر یعنے اگر ہم چاہین گے تو
یہ عذاب دینگے پہر اس صورت مین نہ کذب لازم آتا ہی کہ خدای تعالی نے جھوٹ بولا ہے
معاذ اللہ اور نہ تبدیل لازم آتی ہی کہ خدای تعالی نے اپنے کلام کو بدل دیا انتہی اور ایسے ہی اوپر
تکمیل الایمان سے گذر چکا ہی جس سے کذب و تبدیل کا لازم نہ آنا قول اشاعرہ قائلین خلف وعید سے
ظاہر ہے دیکھئے سب علماء خلف وعید کے ساتھ کذب اور تبدیل کو اشارہ سے دور کرتے ہین
افسوس جامع براہین پیر و مرید دونون بے ساختہ بول اوٹھے جو چاہا اور ذرا کتب دینیہ کا مطالعہ کیا
اور حق سبحانہ جزای خیر دے صاحب انوار کو کہ ہدایۃً لاہل الاسلام قواعد اسلامیہ و فوائد دینیہ
انوار ساطعہ مین بیان کردئے کہ جسمین عناد معاندین اور فساد مفسدین سے ذرہ بہر بل نہین
آسکتا ہی **سترھوین خطا** آپ فرماتے ہین کہ پس اسپر طعن کرنا مؤلف کا پہلے مشائخ پر
طعن کرنا ہی **اقول** صاحب انوار نے اشاعرہ پر خلف وعید کا طعن نہین کیا بلکہ امکان کذب پر
طعن کیا ہی اور جو شخص اللہ کی ذات پاک مین امکان اور قابلیت کذب ثابت کرے پہر مؤمن موحد
اسپر طعن نہ کرے ہم اوسکے ایمان پر افسوس کرتے ہین اور اشاعرہ کے کلام مین امکان کذب کے
الفاظ نہین بعض علماء نے بنظر ظاہر خلف وعید کے لفظ سے اونکو الزام کذب باری دیا تہا
تو اونکے جواب دوسرے علماء مانند علامہ خیالی وغیرہ نے خلف وعید کی حقیقت سمجھا دے کہ
وہ امکان کذب کے عقیدہ سے پاک ہین اونپر یہہ لازم نہین آتا ہے **اٹھارھوین خطا**
صاحب انوار نے یہہ مضمون لکہا ہی کہ کوئی جناب باری پر امکان کذب کا دہبا لگاتا ہی انوار ساطعہ
موجود ہے پڑہکر دیکہلو پہر اسکو جامع براہین نے کیون اسقدر طول دیا ہم کہتے ہین کوئی مسلمان
سچے دل اور سچی زبان والا انصاف سے کہدے کہ خداوند کریم کو امکان کذب کی نسبت کرنے سے
یہ دہبا لگتا ہی یا نہین اور صاحب انوار نے سوائے لفظ دہبا لگانے کے اور کوئی طعن نہین کیا اور یہ

بات حق صاحب انوار نے لکھی اونکو فقط حق بیان کرنا منظور ہو کسی پر طعن کرنا مدنظر نہین ہو اگر امر حق
بیان کرنے مین کسی پر طعن ہو جاوے تو صاحب انوار پر کیا مواخذہ ہی جامع براہین مفت مین شرائط
خائی کرتا ہی تمام بلاد کے علماء ولاکھون وکروڑون کے فتوی اور تمام دنیا کے علما کے عمل واعیان
علماء وصوفیہ کرام کے فعل کو محفل میلاد شریف کے بارہ مین مردود کہتا ہی چنانچہ اوپر گذر چکا ہے
مع حوالات صفحات کے تو اوسکو طعن مشایخ پر نہین جانتا ہی اور خدای تعالی کے تنزیہ کذب سے بیان کرنیکو
طعن زعم کرتا ہی بربین فہم و دانش ببایدگریست **اونسیوین خطا** آپ فرماتے ہین اور اسپر
طعن کرنا نہایت لاعلمی ہی **اقول** ناظرین رسالہ ہذا اسوقت تک جو طرفین کا کلام نقل ہوا ہی دیکھکر
خود سمجھ جاوینگے کہ لاعلمی کسکی طرف ہی اپنے منہ سے کیا کہین مشک آن است کہ خود ببوید نہ آنکہ عطار
بگوید اور جب مولوی رشید احمد صاحب نے رسالہ جامع الشواہد پر کہ اوسمین غیر مقلدین کے عقائد و
اعمال کا بیان بطور طعن کرنیکے کیا ہی اول مسئلہ اوسکا یہی ہے کہ وہ امکان کذب کے
قائل ہین مہر کردی اور طعن کرنیوالو نمین امکان کذب باری تعالی کے قائلین پر شامل ہو گئے
تو اوسوقت لاعلمی محض مولوی صاحب کی ہوئی یا نہین کچھ بھی عقل ہے تو کہدو یا انکار کر جاؤ کہ ہمنے
اسپر مہر یا دستخط نہین کئے ہین لکن سال گذشتہ تک خاموش رہنا اس انکار سے آپ پر شاہد عدل ہی
کہ یہ انکار آپکا صحیح نہین ہی اب سخنوران مہذب اور سنجیدہ گویان مؤدب کی خدمت مین ایک امر انصاف
طلب پیش ہوتا ہی یعنے انوار ساطعہ مین ایک عبارت مولوی رشید احمد صاحب کی آئی ہی تو صاحب انوار نے
اس تہذیب سے اوسمین کلام کیا ہی کہ باید وشاید یعنے یہ لکھا ہی کہ اس کلام کی رکاکت اور سخافت سے
معلوم ہوتا ہی کہ یہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا نہین ہی اسلئے کہ اوسمین یہ رکاکت ہی اور یہ
اعتراض ہی نودس باتین کثیف و سخیف جو اونکی تین چار سطرونمین بھری ہوئی ہین بیان کرکے
آخر مین لکھا کہ ہم ایسا گمان اونپر نہین لیجاتے کہ یہ عبارت اونھون نے لکھی ہوگی اور جو کوئی خواہ
نخواہی اونکو نشانہ ان اعتراضات کا بناوے اور یہ عبارت اونکے ذمہ لگاوے اوسکو اختیار ہی
انی بریٔ مما یعملون انتہی دیکھئے اس عبارت مین کیا بلاغت اور کیا متانت اور کیا تہذیب ہی لیکن
اون حضرت سے اس کلام مہذب کی بھی برداشت نہوئی اوسکا انتقام اسطور پر لیا کہ صاحب انوار نے
خدای تعالی کی تصدیق مین کوشش کی تو حضرت جی نے عناد مین آکر اوسکو بھی رد کیا امکان کذب کا
ثبوت دیا صاحب انوار نے تین رکعت وتر کی لکھی تو آپ نے ایک رکعت ثابت کی علاوہ براٰن توہین

اور تحقیر اور تجہیل صاحب انوار کی اسقدر کی ہی کہ اگر کوئی شخص اس کتاب براہین قاطعہ سے مضامین جدا کرے
اور صاحب انوار کی ہجو اور مذمت اوسمین سے نکالکر علیحدہ کرے تو اغلب ہی کہ چوتھائی کتاب تبرا سے
بھری ہوئی نکلے گی لا علم جاہل بے حیا بے شرم حق پوش خائن وغیرہ ایسے ایسے جلے بھنے الفاظ
سینۂ تصوف گنجینہ سے نکالے ہین کہ العظمۃ للہ لوگ اونکو صوفی اور عالم لکھتے ہین مقتضائے عالمیت کا
یہی تھا کہ لغو سے پرہیز کر کے نصیحت کرتے غیظ وغضب مین یہہ آیت بھی یاد نرہی ادع الی سبیل ربک
بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ اور مقتضائے فقر وتصوف یہہ تھا کہ اگر کوئی برا بھی کہتا تو صبر کرتے فقیر
لوگ بدلا لینا تو کیسا رنج کرنے کو بھی منع کرتے ہین اور یہہ لکھتے ہین ؎ عارف کہ برنجید تنک آب است
ہنوز ؞ اور دوسری جگہہ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا ؞
دل دشمنان ہم نکردند تنگ ؞ اور کسی عارف باللہ نے فرمایا ہی ؎ ما کہ رندیم وگدایانیم و
ملامت کشیم وخوش باشیم ؞ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن ؞ بنا بر علیہ اگر صاحب انوار کیطرف سے
کچہہ کج ادائی بھی ہوئی تو یہہ حضرت فضول ولغو سے کنارہ کر کے محض نصیحت فرماتے قال السعدی
؎ اگر من ناجوان مردم بکردار ؞ تو بر من چون جوان مردان گذر کن ؞ اور فرماتے ہین
؎ بدی را بدی سہل باشد جزا ؞ اگر مردی احسن الی من اساء ؞ لکن آپ ایسے کہان تھے معاملہ
بالعکس ہوا کہ صاحب انوار نے اونکا نام تک مخفی رکھا کہ یہہ کلام مولوی رشید احمد صاحب کا معلوم نہین
ہوتا ہے اور آپنے اوسکے جواب مین یہ کیا کہ صاحب انوار کا نام صراحۃً لکھکر تبرا کیا اور اسقدر کہ چوتھائی
کتاب کو بدگوئی سے بھر دیا اور ہم سب مضامین کو اونکی طرف منسوب اسلئے کرتے ہین کہ مشہور عام
یہی ہی کہ یہہ کتاب اونھون نے خود اپنے مرید مولوی خلیل احمد صاحب کے نام سے لکھی ہی بالفرض
والتقدیر اگر وہ اس سے انکار فرماوین تو یہہ بات ہرگز کتاب سے مٹنے والی نہین کہ اوسمین اہل مطبع نے صاف
لکھدیا کہ یہہ رسالہ بامر مولوی رشید احمد صاحب چھپا ہی دوسرے یہ کہ آخر مین مولوی رشید احمد نے لکھا ہی
کہ مین نے اول سے آخر تک اسکو بغور دیکھا ہی چنانچہ ہم اوسکا ذکر اوپر کر چکے ہین پس اگر تسلیم بھی
کرلین کہ ہاں صاحب آپکے مرید نے یہہ کتاب لکھی لیکن آپ نے تو اول سے آخر تک بغور دیکھکر اوسکے مضامین
کاذبہ اور سب وشتم وفضول ولغو وغیرہ کو نور علم قرار دیکر پھر ایسے مطالب باطلہ کیلئے دعائے مقبولیت کرکے
اوسکو سعی تمام سے چھپوا کر عمدہ طرح پر طرفدار اور ذمہ دار ہوگئے اور کیونکر نہوتے مرید کو جو کچہہ حاصل ہوتا
ہے پیر سے ہی حاصل ہوتا ہی مریدون کی زبان حال پیر و مرشد کی جناب مین یون نغمہ سرائی کرتی ہے

ہ میرے مرشدین گھر سے کیا لایا + ہی یہہ سب کچہہ حضور کی مایا + اور اگر یہ مضامین مریدہی کی ہوتی تو ہدایت فرماکر کتاب سے نکلواتے سبکو کٹواتے اگر مرید اونپر قلم نہ پہیرتا تو خود اوسکو نہ چہپواتے ذمہ دار و طرفدار نہوتے لیکن چونکہ یہہ باتین ہرگز نہین ہوئین تو اصل مدعا ظاہر ہوگیا ہ راز کتنا ہی چہپایا ہائے افشا ہوگیا + اب ہم مدعا اصلی پر آوین براہین قاطعہ مین جابجا صاحب انوار کو بے علم لاعلم جاہل وغیرہ الفاظ سے یاد کیا ہی اور اس مقام پر بھی لاعلمی صاحب انوار کی ثابت کی کہ عبارت رد محتار درباب خلف وعید نقل فرمائے تاکہ لوگ جانین کہ صاحب انوار کو کتب بسیط پر عبور نہین ہی حال آنکہ دیکہو خود جامع براہین ص۲۷ سطر۸ مین اقرار کرتا ہی اور یہہ لکہتا ہی کہ مولف کو یعنے صاحب انوار کو اس مقام پر رد محتار پر نظر ہی انتہی اور ص۱۳ سطر۵ مین لکہا ہی عالمگیریہ پر مولف کی نظر ہے اور ص۲ سطر۱۴ مین تحصیل علم صاحب انوار کی خود سند لکہی کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری اور مولوی سعادت علی صاحب سہارنپوری اور مولوی شیخ محمد صاحب محدث تہانوی سے تحصیل علم کی ہی انتہی گو اوس مقام پر ازروی عناد کیسی ہی الفاظ سے لکہا لیکن اسناد اونکے تحصیل علم کی ان اساتذہ مشہورین سے گذار دی اور واضح ہو کہ جناب مولانا شیخ محمد صاحب محدث سے مولوی رشید احمد صاحب نے بھی حدیث پڑہی تھی صاحب انوار اور وہ دونون استاد بہائی ہوئے اور ص۵۱ سطر۵ براہین مین ثابت کردیا کہ یہہ دونون باہم پیر بہائی ہین اور واضح ہو کہ مولوی احمد علی صاحب محدث سے مولوی قاسم صاحب نانوتوی نے بھی حدیث پڑہی تھی اور صاحب انوار نے بھی اور مولوی سعادت علی صاحب سے مولوی احمد علی صاحب محدث نے شروع مین علم پڑہا ہے اس طریق سے وہ استاد بھی ہوگئی غرض یہ کہ جامع براہین نے اس مقام پر اسناد تحصیل صاحب انوار گذار دی اور ص۱۳ سطر۳ لکہتے ہین پہر جو احقر نے لکہا ہی تمام کتب شرعیہ مین موجود ہی اور خود مؤلف بھی یعنے صاحب انوار اسکو جانتا ہی انتہی الحاصل اگرچہ وہ لفظ جاہل اور بےعلم وغیرہ لکہکر لوگونکے دلون مین تحقیر اور توہین صاحب انوار کے جماتے ہین لیکن امر حق مین ایک تاثیر ہے کہ وہ بے اختیار حق پوشونکی زبان سے بھی ٹہیک ہی جاتا ہی بناء علیہ جامع براہین سے جابجا ایسے الفاظ بے اختیار نکل گئے کہ جس سے صاحب انوار کی اسناد تحصیل علم مین بھی معلوم ہوگئی اور نظر کتب مبسوطہ پر ظاہر ہوگئی اور یہہ بھی خوب ظاہر ہوگیا کہ جامع براہین نے جو عبارت رد محتار نقل کی ہی وہ خود اوسکا مضمون تحقیقی نہین سمجھے اور صاحب انوار اوسکی ماہیت بہت ٹہیک سمجہے ہوئے ہین اسلئے کہ اونہون نے اشاعرہ کے خلف وعید پر نہین بلکہ کذب پر طعن کیا ہے **بیسوین خطا** یہہ کہ جب ثبوت امکان کذب وعید کی

سند گذار کر خوب زور لگایا ہی تو یہ جاننا چاہئے کہ مومنین کو امید جنت سے بھی سخت مایوس بنایا ہی
کیونکہ جو خلف وعید پر قادر ہی وہ عقلاً خلاف وعدہ پر بھی موافق مسلک جامع براہین کی قادر ہے
تم خود بیان جامع براہین امکان نظیر کے بارہ میں لکھتے ہو ان اللہ علی کل شیٔ قدیر جب کل شے میں
ایسا عموم مانا کہ خلف وعید کو او سمین شامل جانا ہی تو خلاف وعدہ کے شمول کو کسطرح انکار کر سکتے
ہو اسکو شامل ماننا بھی ضرور ہوا اور خبر وعید کا خلاف جیسے عقلاً درست ہوا تو خلاف خبر وعدہ کا
کیونکر عقلاً درست نہوگا اور جود وکرم کو علت خلاف خبر وعید قرار دیتے ہو تو خلاف خبر وعدہ میں
بھی ایسی وجہ مانند مصلحت کے نکل سکتی ہی جیسا کہ امام رازی سے اوپر گذر چکا ہی در بارہ واحدی کے
اور ایسے ہی کافرین کی وعید میں بھی جود وکرم کو وجہ جواز خلف وعید بنا کر خلاف وعید کافرین کا
بھی قائل ہو جانا تم پر لازم ہی اور بھی جود وکرم وجہ خلف وعید مومنین ہی تو عرفا وعادتا ہی نہ عقلاً
پس مومنین تو مایوس ہوئے دخول جنت سے اور کافرین کو خوف دوزخ نہ رہا پس تمنے اس عقیدہ
کذب باری کے امکان سے بیخ دین محمدی صلعم کے اوکھاڑنا چاہئے اور جسقدر اخبار وقصص
قرآن میں موجود ہین جب کذب باری ممکن ہوا تو ممکن ہر وقت ممکن ہوتا ہے اسلئے کہ انقلاب
ماہیت مفہومات ثلاثہ ممکن وواجب وممتنع میں محال ہے پس کذب بارے کی تقدیر پر کہا جاسکتا
ہے کہ معاذ اللہ معاذ اللہ جسقدر جزین قرآن میں ہین ممکن ہے کہ جھوٹ ہون کوئی دلیل
اسکے رفع کی بر تقدیر مذکور موجود نہین ہے اور ایسے ہی جب کذب باری ممکن ہوا تو بعد کاذب پر
اظہار معجزہ کا جائز ہو گیا اسلئے کہ بعد کاذب پر امتناع معجزہ کا تو اسواسطے ممتنع تہا کہ امکان کذب کا
نہ تہا چنانچہ اوپر عبارت حاشیہ باجوری ومسلم الثبوت سے واضح ہو گیا ہے پس ثبوت نبوت
وقرآن کے اخبار کا کچھ اعتبار نہ رہا اس سے بڑھکر اور کونسی بے دینی ہوگی جس سے یہ استحالات لازم
آوین کہ نبوت کا ثبوت بھی نہو سکے اور قرآن کے اخبارات کا کچھ اعتبار نہ رہے ایسے لوگون کے
ایمان پر ہم افسوس کرتے ہین **اکیسوین خطا** یہ کہ ہان حق تعالی کو اپنی مخلوق کی مثل
پیدا کرنے پر قادر نہونا آجتک کسی اہل علم نے نہ کہا تہا **اقول** کسی مخلوق کے مثل پیدا ہونے
یا نہونے میں کلام نہین سوائے نظیر حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے سبحان اللہ
جامع براہین کا ادب دیکھنے کے قابل ہے کہ حضرت ختم النبوۃ علیہ الف الف تسلیم وتحیہ کو کن الفاظ
ما بہ الامتیاز سے تعبیر کرتا ہے کہ اپنے مخلوق کی مثل الخ واضح ہو کہ اللہ تعالی نے اپنے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبین فرمایا بنائً علیہ اہل سنت وجماعت نے کہا کہ اب کوئی نبی بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
پیدا نہوگا کیونکہ اگر خدا نبی بعد آپ کے پیدا کریگا تو ظاہر ہے کہ اب وہ خاتم ہوجائیگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت
باقی نرہیگی پس جناب باری کے کلام مین کذب لازم آویگا اور جھوٹ بولنا خدای تعالی کا محال ہی بنائً علیہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے مثل کا پیدا ہونا بھی محال وممتنع ہی اور طرف مقابل کے ضدی آدمی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے
الفاظ لکھتے ہین کہ وہ ہمارے بہائی ہین ہمارے طرحکے بشر ہین ایسے مخلوق ہین جیسے ہم ہین اونکو سخت ناگوار ہے
کہ آپ کو بے نظیر کہا جاوے کیونکہ کسی چیز کو بے نظیر کہنا اوسکے کمال وخوبی پر دلیل ہی اگر اونکو ایسا مانا گیا تو پہر بہائی
کسطرح بنینگے ایسے لوگ کہدیتے ہین اگر خدا چاہے تو سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا کردے کیونکہ ان اللہ علی
کل شیئی قدیر اور جب جواب دیجیے کہ آنحضرت صلعم تنہا خاتم النبیئین مقرر ہوچکی لقولہ تعالے ولکن رسول اللہ وخاتم النبیئین
اور بدون تعذر معنے حقیقی کے معنے مجازی لینا درست نہین ہین کما تقرر فی مقرہ اور معنے حقیقی خاتم کے یہی ہین کہ
سبکے آخر ہووے اور جسکے فرض ووقوع سے محال لازم آوے وہ محال ہوتا ہی کما لایخفی علی الماہر پس اگر کسی دوسرے نبی کا
وقوع بعد آنحضرت صلعم کے مانا جاوے تو خلاف مقرر لازم آویگا کہ فرض ومقرر یہہ کیا تھا کہ آنحضرت صلعم خاتم ہین
اب وہ نبی خاتم ہوجاویگا آنحضرت صلعم خاتم نرہینگے اور انکا خاتم نہونا باطل ہے کہ خلاف مقرر ومفروض کے بھی ہوا
اور کلام الٰہی مین کذب بھی لازم آیا جو محال ہے تمام عقلا کے نزدیک بسبب نقص وعیب ہونیکے اور یہہ محال فرض ووقوع
مثل آنحضرت صلعم سے لازم آیا اور مستلزم محال کو محال ہوتا ہی پس مثل آنحضرت صلعم محال ہوا تو ضدی آدمی کہدیتے
ہین کہ کذب باری تعالی جو لازم آیا وہ محال نہین ہی بلکہ ممکن ہی پس وقوع دوسرے نبی کا بعد آنحضرت صلعم کے
محال نہوا اور کذب کے ممکن ہونیکی دلیل بھی یہی آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر معاذ اللہ معاذ اللہ اور جب اونپر
اعتراض پڑتے ہین تو ایک بزرگ کے سند لاتے ہین سبحان اللہ کلام رسول اللہ صلعم تو آپ بلا اسناد صحیح تسلیم
نہین فرماتے اور ایک بزرگ کا کلام وہ بھی کیا معلوم اونکا ہے یا کسینے ملا دیا ہی اور اگر اونہی کا ہی تو کس جذبہ و
کس حالت مین کہا ہی اوسکی ٹٹی پکڑکے اپنا مطلب بناتے ہین بہرکیف وہ جو چاہین کہین ہم بوجہ ادب جناب
باری تعالی کے یہ لفظ نہین کہہ سکتے کہ اگر خدا چاہے تو معاذ اللہ اپنے کلام کو جہوٹا کردے سیکڑون مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کے پیدا کردے سب عاقل جانتے ہین کہ اسمین نہ کوئی صفت عالیہ اللہ تعالی کی نکلتی ہی نہ صفت عظمت جناب سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کی بنائً علیہ ہم تو یہی کہینگے کہ خدا ایک بھی نبی اب پیدا نہ کریگا اسکو یہہ صاحب جل جلالہ جو چاہین
ارشاد فرماوین خواہ یہ اتہام لگاوین کہ اونھون نے خدا کو عاجز سمجھا ہی خواہ یہ بہتان باندہین کہ خدای تعالے
کی قدرت کے قائل نہین جو شخص دانا ہوگا وہ ہمارے اعتقاد کو سمجھ لیگا کہ مراد کیا ہی اور امید قوی ہی کہ سخن فہمان

دقیق نظر یہ بھی سمجھ گئے ہونگے کہ جامع براہین نے اول امکان کذب باری ثابت کیا اوسکے بعد حضرت صلعم کے مثل پیدا کرنیکا مسئلہ کیون لکھا اسکی وہی بنیاد ہی جو بندہ اوپر عرض کرچکا ہی استغفر اللہ لاحول و لا قوۃ الا باللہ اللھم صلے علی محمد صلے اللہ علیہ وسلم **بائیسوین خطا** آپ فرماتے ہین جیسا اس سیز دہم صدی کے مبتدعین نے کہا ہے **اقول** اللہ رے غفلت اول خود جناب باری تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا خاتم النبیین اسکے معنے یہ ہین کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہوگا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ختم بی رسل انا خاتم النبیین کذا فی الصحیحین بعد ازان حضرت امام اعظم کے وقت مین ایک شخص نے دعوی نبوت کیا اوسنے لوگون سے کہا کہ مجھکو مہلت دو مین علامت نبوت تمکو دکھا دون حضرت امام صاحب نے حکم فرمایا کہ جو شخص اس سے نشان نبوت او معجزہ طلب کریگا وہ اوسیوقت کافر ہوجائیگا اسلیئے کہ جو شخص اوس سے معجزہ طلب کرے گا یہ بات ثابت ہوگی کہ وہ دوسرے نبی کا ہونا بعد آپ کے ممکن الوقوع سمجھتا ہی حال آنکہ آپ فرما چکے ہین لا نبی بعدی یہ قصہ امام صاحب کا تفسیر روح البیان مین ہے اور عقائد اہل سنت کی پرانی کتاب ہے جسکو حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ نے بھی پڑھا ہی اور قدمائے اہل سنت مین اوسکا درس جاری رہا یعنے کتاب تمہید اوسمین لکھا ہی من ادعی النبوۃ فی زماننا یصیر کافرا ومن طلب منہ المعجزۃ فانہ یصیر کافرا لانہ شک فی النص یعنے جو کوئی دعوی کرے نبوت کا اب وہ کافر ہوجائیگا اور جو کوئی اوس سے معجزہ مانگے وہ بھی کافر ہوجائیگا کیونکہ اوسنے آیت و حدیث مین شک کیا چنانچہ اسی کے موافق صاحب انوار نے اپنی کتاب مظہر الحق جو واسطے تعلیم عقاید و مسائل ضروریہ نماز کے آخر تیرہوین صدی یعنے سنہ ۱۲۸۴ھ مین تالیف کی ہی لکھا ہی

نبی بعد حضرت نہوگا کوئی + سمجھ خاتم الانبیا ہین وہی + نہین شرع مین مصطفے کے سوا + کسیکا لقب خاتم الانبیاء +

اور اسیطرح صاحب انوار نے اپنی دوسری کتاب مسمّے بہ بہار جنت مین لکھا ہی

نبی الیسا بھیجا بشیر و نظیر + ہوا ہے نہو جسکا ہرگز نظیر + اور حضرت شاہ ولی اللہ لکھتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ مہر پیغمبران است بعد از وے ہیچ پیغمبر نباشد اور علامہ تورپشتی نے معتمد مین تحریر فرمایا ہی و آنکس کہ گوید بعد از وے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و آنکس کہ گوید کہ امکان دارد کہ باشد کافر ست این ست شرط درستی ایمان بخاتم انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و علی آلہ و ذریاتہ انتہی ونعم ما قال واصل ؎ رَبُّنَا اللّٰهُ لَا عَدِيلَ لَهٗ جَلَّ شَأْنُهٗ كَيْفَ لَا يَتْبِلُ لَهٗ × سب صاحب سُن چکے کہ وقت نزول کلام ربانی سے تیرہوین صدی تک عرب و عجم مین سبکا یہی مذہب رہا ہی افسوس ہی کہ جامع براہین اوسکو تیرہوین صدی کے مبتدعین کا عقیدہ بیان فرماتے ہین تو اونکے نزدیک صاحب انوار سے لیکر اوپر تک سب اہل سنت جنکا اس عقیدہ پر اجماع ہے مبتدع ٹھہرے معاذ اللہ معاذ اللہ خدا جانے یہ عناد صاحب انوار کا انکو کہان کہان ٹھوکرین کھلائیگا

تئیسوین خطا آپ فرماتے ہین عجز قادر مطلق کے مقر ہوئے اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف عقیدہ ٹھہرایا
اقول جو لوگ یہ بات کہتے ہین کہ دوسرا خاتم ممتنع ہی بسبب لزوم خُلف و کذب باری کے کما مر آنفا اور امام صاحبؒ کا
قصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہی کہ ممتنع ہی ورنہ امر ممکن کے طلب سے کفر کا لزوم کسطرح ہو سکتا ہی اشقیاء ازلیہ مانند
ابی جہل کے ایمان نہ لانے کے خدای تعالی نے خبر دی فھم لا یُؤمنون فرمایا اور اوسکے عدم ایمان کو خدایتعالی
نے جان لیا تھا تاہم امکان ذاتی کے سبب اوسی طلب ایمان جائز رہا کفر نہوا اور اشاعرہ تو تکلیف بالمحال کی ہے
اسکو دیکھکر قائل ہوگئے پس امکان ہوتا تو یہان بھی طلب معجزہ سے کفر لازم نہ آتا جیسا کہ ابی جہل سے ایمان کے
طلب مین کفر و فسق لازم نہین آتا ہی پس اس قصہ امام صاحب سے بھی امتناع ہی ثابت ہوتا ہی دوسرے خاتم النبیین
یعنے نظیر و مثل آنحضرت صلعم کے ممتنع کہنے والونکے حق مین یہ ہرگز مستقیم نہین ہی کہ وہ قادر مطلق کے عجز کے مقر ہوئے
اور ان اللہ علی کل شیئی قدیر کے خلاف اونہون نے عقیدہ ٹھہرایا ہے اسلئے کہ عجز کا اقرار تو اوسوقت لازم آتا اور خلاف
آیت کے توجب ہوتا کہ دوسرے خاتم حقیقی کو ممکن بالامکان الخاص جانکر اور مانکر کہتے کہ تحت قدرت دوسرا خاتم نہین
ہے اسواسطے کہ ممکن بالامکان الخاص وظیفہ قدرت و ارادہ الٰہی کا ہی او سکو تحت قدرت نجاننا خدای تعالی کو عاجز کہنا ہی
اور جب خاتم حقیقی دوسرا او نکے نزدیک ممتنع و مستحیل ہے تو وہ وظیفہ تعلق قدرت کا نہین ہی اونکے نزدیک کیونکہ علماء
نے تصریح کی ہی محال تحت قدرت نہین ہی اور واجب بھی تحت قدرت نہین جیسا اور واجبات و مستحیلات اوسکے وظیفہ مین سے
نہین ہین جو تحت قدرت نہونے سے عجز لازم آوے مقدمہ عقائد سنوسیہ مین ہے بیچ بیان صفات باری تعالی کے
وھی القدرۃ والارادۃ للتعلقان بجمیع الممکنات والعلم المتعلق بجمیع الواجبات والجائزات والمستحیلات
اس سے واضح ہی کہ قدرت و ارادہ فقط ممکنات سے ہی متعلق ہوتے ہین اور علم واجب و جائز و مستحیل تمام سے متعلق
ہوتا ہے پس ظاہر ہوا کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ سے متعلق نہین ہوتے ہین اسکے تحت مین حاشیہ باجوری مین
قدرت کی یہ تعریف لکھی ہی ہی صفۃ وجودیۃ قائمۃ بذاتہ تعالی یتاتی بہا ایجاد کل ممکن واعدامہ اس سے بھی
یہ ظاہر ہے کہ ایجاد و اعدام ممکن ہی کا صفت قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور قولہ لجمیع ممکنات کے تحت مین
حاشیہ باجوری مین لکھا ہے کہ ممکن سے مراد ممکن خاص ہے اور ممکن عام مراد لینا صحیح نہین ہے تاکہ واجبات
و مستحیلات داخل نہو جاوین کہ انکے ساتھ یعنے واجبات و ممکنات کے قدرت و ارادہ متعلق نہین ہوتا ہی اسلئے
کہ واجبات و مستحیلات قدرت و ارادہ کے وظیفہ مین سے نہین ہین اور اسلئے کہ قدرت واجبات و مستحیلات سے
متعلق ہوگی تو یہ فساد لازم آویگا کہ خدای تعالی اپنے ذات کے معدوم کرنے پر اور سلب الوہیت پر بھی قادر
ہوگا اور اون مبتدعہ کا قول بھی ساقط ہونا بیان کیا جو کہتے ہین کہ خدایتعالی اتخاذ ولد پر قادر ہے اگر اتخاذ ولد یعنے بیٹا بیٹی اپنا

بنا لینے پر خدای تعالیٰ قادر نہوگا تو وہ عاجز ہوگا جس سے واضح ہوتا ہے کہ مستحیل پر قدرت نہیں ہے عبارت حاشیہ مذکورہ
کی یہ ہے قولہ بجمیع الممکنات ای الامور التی یجوز وجودھا وعدمہا بحیث یستوی الیہا النسبۃ الوجود و
العدم فہی من قبیل الممکن بالامکان الخاص وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرفین ای الطرف الموافق
لما نطقت بہ والطرف المخالف لہ فاذا قلت زید موجود بالامکان الخاص کان المعنی ان الطرف الموافق
لما نطقت بہ وھو ثبوت الوجود لہ لیس بواجب وکذلک الطرف المخالف لما نطقت بہ وھو عدم ثبوتہ لہ
لا من الامکان العام وھو سلب الضرورۃ بمعنی الوجوب عن الطرف المخالف فقط فاذا قلت اللہ موجود بالامکان
العام کان المعنی ان الطرف المخالف وھو عدم ثبوت الوجود لہ تعالیٰ لیس بواجب واما الطرف الموافق فہو واجب
ھٰہنا وانما لم یصح ارادۃ الامکان العام ھٰہنا لدخول الواجبات فی الممکنات حینئذٍ مع
ان کلاً من القدرۃ والارادۃ لا یتعلق بہا کما لا یتعلق بالمستحیلات ولا یلزم من عدم تعلق
القدرۃ بہما عجز لانہما لیسا من وظیفتہما ولانہما لو تعلقت بہما لزم الفساد اذ یلزم علیہ
تعلقہا باعدام الذات العلیۃ وسلب الالوھیۃ ونحو ذلک وبھذا یعلم سقوط قول بعض المبتدعۃ ان اللہ قادر
علی ان یتخذ ولداً اذ لو لم یقدر علیہ لکان عاجزاً انتہی مختصر القدر الحاجۃ اور حاشیہ مذکورہ میں ہے تحت قول مقدمہ
مذکورہ والعلم المتعلق الخ کہ علم خدای تعالیٰ کا متعلق جائزات و واجبات و مستحیلات سے اسلیے ہے کہ علم صفات تاثیر
نہیں ہے بخلاف قدرت و ارادہ کے کہ وہ سوائے ممکن کے دوسری چیز سے متعلق نہیں ہوتے ہیں اسلیے کہ وہ دونوں
یعنے قدرت و ارادہ واجبات سے متعلق ہونگے تو یا وجود کا اثر اونہیں کرینگے تو وجود تو اول سے ہی پس تحصیل حاصل
لازم آویگی یا اثر عدم کا کرینگے اور واجب کو معدوم کرینگی تو قلب الحقائق لازم آویگا کہ واجب جو قبول عدم کو نہیں کرتا ہو
ممکن ہوجاویگا جو قابل عدم ہے اور مستحیل سے قدرت و ارادہ متعلق ہوویگا تو اگر اثر وجود کریگا اور مستحیل کو موجود کرے گا
تو قلب الحقائق امتناع سے جو قابل وجود نہیں طرف امکان کے ہوگا جو قابل وجود ہے یا مستحیل میں اثر عدم کا ہی کریگا
اور وہ تو اول سے ہی معدوم ہے پس تحصیل حاصل لازم آئی اور یہ دونوں قلب حقائق و تحصیل حاصل محال ہیں پس
تعلق قدرت و ارادہ کا واجبات و ممتنعات سے محال ہوا یہ مراد حاشیہ کے عبارت کی ہے وہ عبارت یہ ہے وانما تعلق
بالواجبات والجائزات والمستحیلات لانہ لیس من صفات التاثیر بخلاف القدرۃ والارادۃ ولذلک لم یتعلقا
الا بالممکن اذ لو تعلقتا بالواجبات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم تحصیل الحاصل والعدم فیلزم قلب
الحقائق لان حقیقۃ الواجب ما لا یقبل العدم ولو تعلقتا بالمستحیلات لاثرتا فیہا الوجود فیلزم قلب
الحقائق لان حقیقۃ المستحیل ما لا یقبل الوجود او العدم فیلزم تحصیل الحاصل فہو ما قیل فی الواجبات انتہی اس سے واضح ہوگیا

کہ قدرت خداوندی فقط ممکن سے متعلق ہے اور محال و واجب تحت قدرت خداوندی داخل نہیں ہیں اسیطرح
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر کی ملحقات صفحہ ۱۶۹ میں فرماتے ہیں منہا انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم
لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل انتہیٰ پس یہہ بات معلوم ہوئی
کہ محال تحت قدرت الٰہی کی نہیں ہے اور محال کے تحت قدرت نہونے سے عجز لازم نہیں آتا ہے اسلئے کہ محال وظیفہ
قدرت کے تعلق کا نہیں ہے اور اس سے یعنے تعلق قدرت سے فساد لازم آتا ہے کہ اتحاد شریک وزوجہ وولد کا
بھی خدای تعالیٰ کی قدرت میں داخل ہوا جاتا ہے مع انہ باطل تو خاتم دوسرے کو محال کہنے والے لوگ تحت قدرت
خاتم دوسرے کو نہ کہنے سے قائل عجز خدای تعالیٰ کا نہوئے اور آیت ان اللہ علیٰ کل شیٔ قدیر کے خلاف بھی عقیدہ
اونکا نہوا ہاں جامع براہین نے یہہ ثابت کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرے ممکن بھی وہ لوگ مانتے ہیں اور باوجود ممکن
ماننے کے پھر تحت قدرت نہیں کہتے یا دلیل قطعی سے لازم کر دیا ہوتا کہ خاتم دوسرا ممکن ہے تو یہہ اعتراض اونپر پڑتا اور
بدون اسکے یہ اعتراض جامع براہین کا اونپر کرنا جامع براہین کی خوش فہمی ہے اور عبارت ملا علی قاری سے معلوم
ہوا کہ معتزلہ خدای تعالیٰ کو قادر ظلم پر جو محال ہے کہتے ہیں اور عبارت حاشیہ باجوری سے ظاہر ہوا کہ بعضے مبتدعہ
خدائے تعالیٰ کو اتخاذ ولد پر بھی جو محال ہے قادر کہتے ہیں اور نہ قادر ہونے میں عجز خدائے تعالیٰ کا تصور کرتے ہیں
تو اس سے واضح ہوا کہ مبتدعہ کا اول سے ہی یہ مذہب ہے کہ خدائے تعالیٰ کو مستحیلات پر بھی قادر مانتے ہیں جامع براہین
بھی اوسی بنا پر خاتم حقیقی دوسرے پر جو محال ہے خدائے تعالیٰ کو قادر کہتے ہیں اگر امکان خاتم حقیقی کا جامع براہین
نے بدلیل قاطع وبرہان ساطع ثابت نہیں کیا تو پس اس صورت میں معاملہ بالعکس ہو گیا کہ خاتم دوسرے کو تحت
قدرت داخل نہ کہنے والونکو جامع براہین بدعتی بتاتے تھے یہاں انقلاب اس قول کا اونہیں پر ہو گیا اور قائلین
امتناع مثل خاتم حقیقی سے بدعت دفع ہو کر اونکے طاعنین پر جا پڑے اور اون سے یہ بہتان دفع ہو گیا کہ خدای
تعالیٰ کو عاجز کہتے ہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جنکو امام حجۃ الاسلام کہتے ہیں وہ فرماتے ہیں اس عالم سے
بدیع عالم امکان میں نہیں ہے بقاعی نے بنا بر اس مسئلہ کے کہ یستحیل علیہ تعالیٰ العجز عن ممکن ما
یہہ خیال کر کے کہ مثل اس عالم کے اور احسن اس سے بھی ممکن ہے امام غزالی پر یہہ اعتراض کیا کہ احسن اس عالم سے
امکان میں نہ کہنا ممکن سے خدای تعالیٰ کو عاجز کہنا ہے جو اوس تعالیٰ کے نسبت محال ہے پس امام غزالی کے قول میں
نسبت عجز کی خدائے تعالیٰ کیطرف ہوئی تو امام غزالی رح کی طرف سے بقاعی کو یہہ جواب دیا گیا کہ امام غزالی کی مراد
یہ ہے کہ اس عالم سے احسن عالم کی ایجاد ممکن نہیں ہے اسلئے کہ علم و ارادہ خدای تعالیٰ کا اوسکے ایجاد سے متعلق
نہیں ہوا اگر مشیت خداوندی پائی جاتی تو احسن اس عالم سے ایجاد ہوتا پس کلام امام غزالی میں وہ چیز موجود نہیں

جو مقتضی نسبت عجز کی ہووے طرف خدای تعالیٰ کے جیسا کہ گمان و توہم بقاعی نے کیا اور اوس توہم کے موافق امام غزالی
پر اعتراض کیا ہی اور بعض علماء سے کسی نے سوال کیا کہ کوئی اسطرح کہے کہ خدای تعالیٰ کو قدرت نہین ہی کہ مجھکو
اپنی مملکت سے نکال دے ایا اس قول سے کافر ہوتا ہی یا نہین جواب دیا کہ کافر نہین ہوتا ہی اسلئے کہ خدای تعالیٰ کی
مملکت سے خارج ہونا محال ہی بسبب نہونے مملکت کسی دوسرے کے کہ اوسکی طرف خدای تعالیٰ اوسکو نکال دے
اور قدرت متعلق مستحیل سے نہین ہوتی ہی پس اس قول مین نقصان نہین ہی جسطرح اس مین نقصان نہین ہی کہ کوئی
کہے کہ خدای تعالیٰ کو قدرت اپنی زوجہ و اولاد پر نہین ہی یہہ تمام حاشیہ باجوڑی مین موجود ہی الفاظ اوسکے یہہ ہین
اعترض البقاعی علی الغزالی فی قوله لیس فی الامکان ابدع مما کان بان فیه شبهة العجز الیه تعالیٰ لکن اجیب
عنه بان المراد انه لا یمکن ان یوجد ابدع من العالم لعدم تعلق علم الله و ارادته بایجاده ولو شاء الله لاوجد ابدع
منه فلیس فی کلامه ما یقتضی نسبة العجز الیه تعالیٰ کما توهم البقاعی فاعترض علیه وسئل بعضهم عمن قال
لا یقدر الله ان یخرجنی من مملکته هل یکفر ام لا فاجاب بانه لا یکفر لان خروجه من مملکته
تعالیٰ مستحیل لعدم امکان وجود مملکة لغیره یخرجه الیها والقدرة لا تتعلق بالمستحیل فلا ضیر فی ذلك کما
لا ضیر فی ان یقال لا یقدر الله علی ان یتخذ ولدا او زوجة او نحو ذلك انتہی امام غزالی رحمہ اللہ علیہ کے طرف سے جو جواب
بقاعی کو دیا گیا ہی اوس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جو چیز خدای تعالیٰ کے علم و ارادہ مین نہین وہ ممکن نہین ہی پس اسیطرح نظیر
خاتم النبیین صلعم جب علم و ارادہ الٰہی مین نہین ہی تو ممکن نہین اور اس عبارت سے بھی واضح و لایح ہی کہ مستحیل پر خدای
تعالیٰ کو قادر نجاننے سے نسبت عجز کی اوسکی طرف نہین ہوتی ہے اور اسمین کوئی خرابی نہین ہی پس اسی طرح بر تقدیر
محال ہونے نظیر آنحضرت صلعم کوئی کہے کہ خدای تعالیٰ نظیر مذکور پر قادر نہین اسلئے کہ وہ محال ہی تو اسمین نسبت عجز کی
طرف خدای تعالیٰ کے نہوئی اور قدیر کے یہ معنے نہین کہ محال و واجبات پر بھی قدرت والا ہی تاکہ محال پر قادر و قدیر
نکہنے سے عقیدہ ان اللہ علی کل شیئ کے خلاف ہو جاوے اب یہی معلوم کرنا چاہئے کہ اس آیت مین شی سے
کیا مراد ہی اور شی کے اہل سنت و جماعت کے نزدیک کیا معنے ہین اس آیت مین اور معتزلہ کے نزدیک کیا ہین
قاضی بیضاوی فرماتے ہین اسی آیت کے تحت مین پارہ اول مین کہ شیئ خاص ہی موجود کے ساتھ اسلئے کہ اصل
مین یہہ مصدر شاء کا ہے کبھی اسم فاعل یعنے شائی کے معنے مین مستعمل ہوتا ہے اس وقت شامل خدای تعالیٰ کو بھی
ہو جاتا ہی اس آیت مین قل ای شیئ اکبر شهادة قل الله یہی معنے مراد ہین یعنے اسم فاعل کی اور اسم مفعول
یعنے مشیئی کے معنے مین بولا جاتا ہی یعنے چاہا گیا و ارادہ کیا گیا وجود اوس کا اور وہ چیز کہ خدای تعالیٰ نے اوسکے
وجود کو چاہا ہووے اور اوسکے وجود کا ارادہ کیا ہووے پس وہ موجود فی الجملہ یعنے فی الحال او المآل ہے آیت

ان اللہ علی کل شیئی قدیر و اللہ خالق کل شیئی مین یہی مراد ہی پس جب یہہ معنے شی کے ہوئے ان دونون آیت مین کہ اوسکی
وجود کو خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور وہ موجود فی الجملہ یعنے حال مین یا استقبال مین
ہے تو آیت فقط ممکن کو ہی شامل ہے واجب و ممتنع کو شامل نہین اور یہہ اپنے عموم پر ہے
تخصیص واجب و ممتنع کی اسمین حاجت نہین ہے یہہ معنے شی کے اہل سنت وجماعت کے
نزدیک ہوئی اور معتزلہ کہتے ہین شی اوسکو کہتے ہین کہ اوسکا موجود ہونا صحیح ہووے اس قول معتزلہ کے
موافق شی واجب ممکن کو شامل ہے ممتنع کو شامل نہین یا اوسکو شی کہتے ہین کہ صحیح ہووے کہ جانی جاوے
اور اوس سے خبر دیجاوے اس تقدیر پر ممتنع کو بھی شی شامل ہے یہہ دونون معنے شی کے معتزلہ کے نزدیک ایسے ہین
کہ اہل سنت وجماعت کے معنے سے عام ہین اگر ان دونون آیت مین عام مراد ہووے تو لازم آتا ہی کہ خدای
تعالی واجب و ممتنع پر بھی قادر ہووے اور اونکا بھی خالق ہووے محال آنکہ واجب و ممتنع پر قدرت نہین ہے
اور یہہ دونون مخلوق نہین ہین بنائً علیہ معتزلہ پر لازم آیا مخصوص کرنا ان دونون آیت کا ساتھ ممکن کے
بدلیل عقل یہہ مطلب مع بعض تفصیل کی عبارت قاضی بیضاوی کا ہی عبارت اون کی یہہ ہی والشیئ یختص بالموجود
(یعنی مشیئا) لانہ فی الاصل مصدر شاء اطلق بمعنی شاء تارۃ وحینئذ یتناول الباری تعالی کما قال تعالی قل ای شیئ اکبر شہادۃ قل
(خلافا للمعتزلۃ ۱۲)
الله وبمعنی مشیئ اخری ای مشیئ وجودہ وما شاء الله وجودہ فہو موجود فی الجملۃ وعلیہ قولہ ان الله علی کل شیئ قدیر والله
(ای مراد ہو بمعنی اسم مفعول ۱۲) (ای فی الحال او الاستقبال ۱۲)
خالق کل شیئ فہما علی عمومہما بلا مثنویۃ والمعتزلۃ لما قالوا الشیئ ما یصح ان یوجد وہو یعم الواجب و
(ای بلا استثناء الواجب والممتنع ۱۲)
الممکن او ما یصح ان یعلم ویخبر عنہ فیعم الممتنع ایضا لزمہم التخصیص بالممکن
فی الموضعین بدلیل العقل انتہی اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین تحت قول فقہ اکبر وہو شیئ لا کالاشیاء کے
تحت مین لکھتے ہین ثم اعلم ان الشیئ فی اصلہ مصدر وقد یستعمل بمعنی المفعول کما فی قولہ تعالی والله علی
کل شیئ قدیر وہذا المعنی لا یجوز اطلاقہ علی الله تعالی وبمعنی الفاعل کقولہ تعالی سبحانہ قل ای شیئ اکبر شہادۃ قل
الله شہید بینی وبینکم وحینئذ یجوز اطلاقہ علیہ سبحانہ وقد یراد بہ مطلق الموجود الا انہ فرق بین المعبود الموصوف بانہ
واجب الوجود وبین ممکن الوجود الذی یستوی وجودہ وعدمہ فی مقام المقصود فبہذا الاعتبار اطلاق لفظ الشیئ علیہ
سبحانہ احق من اطلاقہ علی غیرہ انتہی ان دونون عبارتون سے واضح ہی کہ آیت ان الله علی
کل شیئی قدیر مین شی سے مراد اسم مفعول ہے جو موجود فی الحال یا آیندہ کو ہووے اور وہ چیز ہی جسکے وجود کو
خدای تعالی نے چاہا ہووے اور اوسکا ارادہ کیا ہووے اور اوس پر مشیت خداوندی واقع ہوئی ہووے
پس اس سے معلوم ہوا کہ جسکے وجود کا خدای تعالی نے ارادہ نہین کیا ہی اور اوس پر مشیت ایزدی واقع نہین ہوئی ہے

تو وہ ایسے شیئی نہین کہ جو تحت قدرت خدای تعالی کی ہے اور خاتم دوسرے کے وجود پر مشیت خداوندی اور
ارادہ خداوندی کا واقع ہونا جامع براہین نے کسی دلیل عقلی و نقلی سے ثابت نہین کیا ہو پس اوسکا شیئی ہوتا
ثابت نہوا پس جبتک نظیر خاتم النبیین کا شی ہونا بالمعنے المذکور ثابت نہوگا اوسپر قدرت خداوندی واقع
ہونیکا دعوی کرنا اور اپنی خصوم کے مقابلہ مین آیت مذکورہ کو پیش کرنا اور اونکو مخالف آیت مذکورہ کے ٹھہرانا
سراسر بے انصافی و خوش فہمی جامع براہین کی ہو اور مشیت و ارادہ کے معنے اوس طلب کے ہین کہ جسمین
اختیار مکلف کا متعلق نہووے اور مشیت و ارادہ کو وجود مطلوب کا لازم ہو اگر باوجود مشیت و ارادہ
کے مطلوب موجود نہووے تو عجز خدای تعالی کا لازم آویگا اور وہ منزہ ہے عجز سے شرح فقہ اکبر مین
تحت لفظ والارادۃ کی موجود ہے فان قیل ان اللہ تعالی طلب الایمان من فرعون وابی جہل و
اشالہما بالامر ولم یوجد منہم الایمان فلو کان الارادۃ والمشیۃ واحدۃ کما زعمتم لوجد ذلک لان
المشیۃ ھی الایجاد قلنا الطلب من اللہ تعالی علی نوعین طلب من المکلف علی وجہ الاختیار وھو المسمی
بالامر ولا یلزم منہ الوجود لتعلقہ باختیار المکلف وطلب لا تعلق لہ باختیار المکلف وھو المسمی بالمشیۃ والارادۃ
والوجود من لوازمہما اذ لو لم یکن یلزم العجز وھو سبحانہ تعالی منزہ عنہ بخلاف العباد انتہی پس جب مشیت جس چیز پر
واقع ہووے اور جس کا ارادہ خدائے تعالی نے کیا ہووے تو وجود اوسکا کسی نہ کسی وقت
مین جو خدائے تعالی کے نزدیک معین ہو لازم و ضرور ہوا اور شی جو مراد ان اللہ علی کل شیئی قدیر مین ہو
وہ وہی ہے جسپر مشیت خدای تعالی واقع ہوچکی ہووے تو اس آیت مین شی سے وہی چیز ہوئی جس کا
وجود و وقوع لازم و ضرور ہووے کسی وقت مین جو خدائے تعالی کے نزدیک معین ہو اور جامع براہین
نے جو آیت ان اللہ علی کل شیئی قدیر پیش کی اور عقیدہ اسکے خلاف ٹھہرانا قائل امتناع نظیر خاتم النبیین کا
لکھا ہے تو اس سے واضح ہو کہ جامع براہین خاتم النبیین کی نظیر کو بھی شی مین داخل جانتے ہین وہی شی ہے
جو اس آیت مین مراد ہے جسکا حال ابھی معلوم ہوا کہ بسبب مشیت و ارادہ کے اوسکا وقوع و وجود لازم
ہے اور ضرور پس اس سے یہ لازم آیا کہ ہان حضرت یعنے جامع براہین کے نزدیک وقوع و وجود نظیر
خاتم النبیین لازم ہے اس زمانہ مین وقوع و وجود یا اس سے پہلے نہوا تو آیندہ ہونا انکے نزدیک ضرور ہوا
اور وقوع اسکا وقوع کذب باری تعالی کو مستلزم ہو بالبداہت پس یہ لازم آیا جامع براہین پر کہ
وقوع کذب باری تعالے کا قائل ہے اگر جامع براہین یا اور کوئی چیلہ چانٹا یہ کہے کہ نظیر خاتم النبیین
ممکن ہے لکن وقوع و وجود اوسکا نہوگا تو اب ھی معلوم ہوچکا ہے کہ وہ شی جو آیت ان اللہ علی کل

کل شی مین مراد ہے اوسکا وقوع و وجود لازم ہے بسبب وقوع مشیت و ارادہ کے اوسپر اور باوجود داخل ہونے کے
تحت مشیت و ارادہ کے وجود اوسکا نہوگا تو عجز باری تعالی لازم آویگا پس واقع و موجود نہونے نظیر خاتم النبیین کی سے
عجز باری تعالی لازم آویگا اب جامع براہین نے اس تقدیر پر نسبت عجز کی طرف باری تعالی کے اور خلاف ان اللہ
علی کل شیئی قدیر کے اپنا عقیدہ ٹھہرانا اور اگر آیت مین جو شی مذکور ہے اوسکے یہہ معنے جامع براہین مراد نہ لیوی کہ جسپر
مشیت واقع ہوئی ہووے اور اوسکا وجود لازم ہووے تو دوسرے معنے عام لینا اس سے معتزلہ کا ساتھی و ہمراہی
ہونا ہے اور پہر بھی مطلب حاصل نہین ہے کیونکہ واجب و ممتنع کو خاصکر کرنا پڑیگا اور پہر ممکن ہی مراد ہونا تسلیم کرنا
پڑیگا ورنہ واجبات و مستحیلات سے قدرت کا متعلق ہونا لازم آویگا اور اوسکا بطلان بسبب لزوم تحصیل حاصل و تخلف حقائق
اوپر معلوم ہوچکا ہے اگر کہو کہ ممتنع بالغیر بسبب امکان ذاتی کے داخل ہے تحت قدرت تو ہم کہتے ہین ممتنع بالغیر بھی
تحت قدرت داخل نہین ہے کما مر ان کوئی نئی معنے دوسری تفسیر بالرای کر کے جامع براہین صاحب گہڑین اور اہل سنت
وجماعت و معتزلہ سبکے خلاف دوسری معنے مراد لیوین جیسے تیرہوین صدی کے بعض لوگون نے خاتم النبیین کے
ایسے معنے گہڑے تہے کہ اوسپر یہہ امر متفرع کیا تہا کہ لاکہون انبیا اس طبقہ زمین یا اور طبقہ زمین پر پیدا ہووین تو
منافی خاتمیت نہوگا اور آنحضرت صلعم کو متصف بوصف نبوت بالذات اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بالعرض
بواسطہ فی العروض لکہا تہا جس سے لازم آتا ہے کہ دوسرے انبیاء کی طرف نسبت نبوت مجازا ہو نہ حقیقۃ اور سلب نبوت دوسرے
انبیاء علیہم السلام سے درست ہو باعتبار حقیقت کے اسلئے کہ جو چیز مجازا منسوب ہوتی ہے اوسکا سلب باعتبار حقیقت
درست ہوتا ہے چنانچہ زید کو مجازا اسد و شیر کہدینا درست ہے اور باعتبار حقیقت کے سلب اسد و شیر کا زید سے جائز ہو
باین طور کہ کہین زید اسد و شیر نہین ہے پس ایسے ہی جب مجازا نسبت نبوت کے جب دوسرے انبیاء علیہم السلام
کیطرف ہوئی اور باعتبار مجاز کے یہہ کہنا درست ہوا کہ مثلاً موسے علیہ السلام نبی ہین باعتبار حقیقت کے سلب نبوت کرنا اور یہ کہنا
بھی درست ہو جاویگا کہ موسی علیہ السلام نبی نہین ہین اس قول کے کفر ہونے مین کیا کلام ہے ایسے حالات ان
لوگون سے ظاہر ہوتے ہین خدای تعالے مسلمانون کو ایسے حالات سے اپنے حفظ و امان مین رکہے اللہم آمین
ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین قبیل قول فقہ اکبر یعلم اللہ تعالی المعدوم فی حال عدمہ معدوما الخ صفحہ ۴۵ مین فرماتے ہین
وقد قیل کل عام یخص کما خص قولہ تعالی واللہ علی کل شیء قدیر بما شاء لیخرج ذاتہ وصفاتہ
وما لیشاء من مخلوقاتہ وما یکون من المحال وقوعہ فی کائناتہ والحاصل ان کل شیء
تعلقت بہ مشیتہ تعلقت بہ قدرتہ والا فلا یقال ھو قادر علی المحال لعدم وقوعہ ولزوم
کذبہ ولا یقال غیر قادر علیہ تعظیما مما لدیہ انتہی اس عبارت سے واضح ہو کہ خدای تعالی کی ذات وصفات

اور وہ چیز مخلوق مین سے جسکو خدا ی تعالی نے نہین چاہا ہے اور وہ جسکا وقوع کائنات مین محال ہے سب اس آیت مین داخل نہین ہین اور جس سے مشیت متعلق نہین اوس سے قدرت بھی متعلق نہین ہے اور وہ محال جسکا وقوع نہوگا اوسپر خدای تعالی قادر نہ کہا جاوے بسبب عدم وقوع اور لزوم کذب کے پس واضح ہوا کہ جو تحت مشیت نہین اوسپر قدرت نہین اگرچہ مخلوقات سے ہووے پس قائلین امتناع کو مخالف آیت بتانا کسیطرح صحیح نہین ہے اور مخالف بتانا ثمرہ اسکا ہے کہ جامع براہین کو آیت کے معنے معلوم نہین ہین **چوبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین اسپر مولف کو افسوس و عبرت نہوئی **اقول** جامع براہین پر واجب و لازم ہے کہ ثبوت اسکا کتب مؤلفہ صاحب انوار سے ظاہر کرے کہ کہان اور کب عجز قادر مطلق جل جلالہ کا اونھون نے اقرار کیا ہے معاذ اللہ معاذ اللہ اونکا عقیدہ یہہ ہے کہ قدرت کو صفات ذاتیہ جناب باری مین شمار کرتے ہین اور عجز ثابت کرنے والے کو کافر لکھتے ہین کما مر من الفتاوی العالمگیریہ اون کے کتب کا مطالعہ کرو ایک شعر صاحب انوار کا یہہ ہے **سو** ارادہ ہے پورا تیرا اے خبیر کہ ہے تو علی کل شیئی قدیر اور مثل خاتم النبیین کے تحت قدرت نہ ماننے سے عجز لازم آتا ہے آنا بھی بخوبی معلوم ہوگیا ہے عجز بتانا بعلمی جامع براہین کی **پچیسوین خطا** آپ فرماتے ہین پس ماجرا قابل دیدہ ہے کہ تمام امت کے خلاف حق تعالی کے عجز پر عقیدہ ٹھہرانا تو مولف کے پیشوایان کا دین ہے اوسپر افسوس نہین کرتا **اقول** صاحب انوار کے پیشواؤنکو جو صفحہ ۲ براہین قاطعہ مین شمار کیا ہے وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے پیشوا ہین اور صفحہ ۱۵ مین جنکو صاحب انوار کا مرشد بیان کیا ہے وہ خود مولوی رشید احمد صاحب کے مرشد ہین پس پیشوا دونون کے ایک ہی ہین علم ظاہر و باطن مین بعض پیشواؤنکو ان الفاظ سے یاد فرمانا اور منجملہ ان پیشواؤنکے ایک مولوی شیخ محمد صاحب فقیہ مرحوم تھانوی بھی ہین چنانچہ اوپر ذکر اونکا بالتفصیل ہوچکا ہے اونھون نے رسالہ قسطاس مین اس مسئلہ کو خوب تحقیق کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظیر ہرگز پیدا نہوگا اور تیرہوین صدی کے آخر علما مثل مولوی امیر احمد وغیرہ نے جو چھہ خاتم النبیین حضرت صلعم کے نظیر بنا کر کھڑے کردیے تھے اوس عقیدہ فاسدہ کو جناب مولوی صاحب مرحوم نے خوب بیخ و بن سے اوکھاڑ دیا ہے اور حق سبحانہ کی شان مین لکھا ہے صفحہ ۲۰ مین کہ خدای تعالی صادق الوعد ہے نہ کہ مخلف الوعد بموجب قولہ تعالی ان اللہ لا یخلف المیعاد وکریمہ لن یخلف اللہ وعدہ رسلہ اب دونون پیر و مرید جامع براہین کو چاہیے کہ اوس رسالہ قسطاس سے اپنی آنکھہ روشن کرین کیونکہ مولف اوس رسالہ کے خود مولوی رشید احمد صاحب کے اوستاد ہین وکفی بہ حجۃ **چھبیسوین خطا** آپ فرماتے ہین امکان کذب کہ خلف وعید کی فرع ہے **اقول** اوپر تحقیق ہوچکا کہ خلف وعید کے معنے عند الاشاعرہ یہ ہین کہ وہ یغفر ما دون ذلک کا ظہور ہے خدا سے تعالی کو خود معلوم تھا کہ ہم فلان فلان

شخص کے گناہون کو بخشین گے پس جس مقام پر خدای تعالے نے گناہونکی سزا کا ذکر فرمایا ہی وہ لوگ علم الٰہی مین اوس سزا سے مستثنی ہین پس معنے وعید کے اوس مقام پر فے الحقیقۃ یہہ ہین کہ اس گناہ کی یہ سزا ہی جسکو ہم سزا دینا چاہینگے اس صورت مین جس جس مسلمان فاسق کو اللہ سزا دینا نچاہیگا اور معاف فرمائیگا تو وہ خود تحت اون آیت مذکورہ یعنی یغفر ما دون ذلک لمن یشاء مین داخل ہین اور وعید سے خارج گویا اونکے حق مین یہ فرما دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے جب یہہ گویا فرما دیا کہ ہم اونکو سزا نہ دینگے اور پھر نہ دیا تو یہہ کذب کہان ہوا کذب تو جب ہوتا کہ جن لوگون مخصوص کو قیامت مین سزا نہ دیگا خدای تعالی نے اونہین مخصوص کے حق مین یہ فرما دیا ہوتا کہ انکو سزا دینگے اور پھر نہ دینا اور اسکا ثبوت نہین ہوا تو کذب چہ معنے دارد کذب کے معنے ہین خبر دینا خلاف واقع کے یہان یہ تعریف کہان صادق آتی ہی تفسیر ابی سعود مین تحت آیت ومن یقتل مومنا متعمدا کی ہے

وقد روی عن ابن عباس جواز المغفرۃ بلا توبۃ ایضا حیث قال فی قولہ تعالی فجزاءہ جہنم الآیۃ ہی جزاءہ فان شاء غفر لہ وروی مرفوعا عن النبی صلعم انہ قال ہو جزاءہ ان جازاہ بہ قال عول بن عبد اللہ و بکر بن عبد اللہ و ابو صالح قالوا قد یقول الانسان لمن یزجرہ عن امر ان فعلتہ فجزاءک القتل والضرب ثم ان لم یجازہ بذلک لم یکن ذلک منہ کذبا قال الواحدی والاصل فی ذلک ان اللہ عز وجل یجوز ان یخلف الوعید وان امتنع ان یخلف الوعد بہذا وردت السنۃ عن رسول اللہ صلعم فی حدیث انس رض اللہ علیہ السلام قال من وعدہ اللہ علی عملہ ثوابا فہو منجز لہ ومن اوعدہ علی عملہ فہو بالخیار والتحقیق انہ لا ضرورۃ الی تفریع ما نحن فیہ علی الاصل المذکور لانہ اخبار منہ تعالی بان جزاءہ ذلک لا بانہ یجزیہ بذلک کیف لا وقد قال اللہ تعالی جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا ولو کان ہذا اخبارا بانہ تعالی یجزی کل سیئۃ بمثلہا لعارضہ قولہ تعالی یعفو عن کثیر انتہی

اس عبارت سے واضح ہی کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وعید جزاء ہے چاہے تو بخش دے اور حضرت صلعم نے فرمایا اگر جزا دیوے تو جزاء ہے یعنے وعید کا جزاء ہونا موقوف جزاء دینے پر ہے اور عول بن عبد اللہ و بکر بن عبد اللہ و ابو صالح کا قول ہے کہ کوئی شخص کسیکو کسی امر سے زجر کے واسطے کہے اگر تو یہہ فعل کریگا تو تیری جزاء قتل و ضرب ہی اوس مزجور سے وہ فعل صادر ہووے اور اوسکو جزاء نہ دے تو یہہ جزاء نہ دینا اوسکا جھوٹ و کذب نہین ہے اور واحدی نے انسؓ کی حدیث نقل کی ہی کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ خدای تعالی نے جو ثواب دینے کا وعدہ کیا ہے اوسکو پورا کریگا اور وعید و سزا مین خیار خدائی تعالے کا ہے انتہی تحقیق یہہ ہی کہ وعید مین اخبار اس امر کی ہے کہ فعل کی یہہ جزاء ہے اور اخبار اس امر کی وعید مین نہین ہین کہ یہہ جزا خدا ے تعالی دیویگا

اوس شخص کو خود خدائے تعالی فرماتا ہے جزاء سیئۃ سیئۃ مثلہا یعنے جزاء سیئہ کی سیئہ ہے اس سے واضح ہے کہ فقط
اخبار اس امر کی ہے کہ وعید فعل کی جزا ہے نہ یہہ کہ اوسکو خدای تعالے دیویگا بھی یہ جزا اگر اس آیت مین مثلاً
اخبار یعنے خبر دینا اس امر کا ہوتا کہ خدائے تعالی جزا دیگا ہر سیئہ گناہ کے مثل اوسکے باین طور کہ کوئی گناہ اور کسی
گنہگار کو بغیر سزا دینے کے نچھوڑیگا تو اس آیت کے معارض و مناقض ہوتی یہ آیت یعفو عن کثیر جس سے واضح
ہے کہ بہت گناہ اور بہت گنہگار سے عفو بھی کردیگا لان نقیض الموجبۃ الکلیۃ سالبۃ جزئیۃ اور معارضہ و مناقضہ کلام
الٰہی مین باطل ہے پس یہ اخبار کہ ہر سیئہ و گناہ کی خدای تعالے جزا دیگا باطل ہے پس جب ہر گناہ پر سزا دینا
ثابت نہوا تو بعض گناہ اور بعض لوگونکو سزا نہ دینے سے کذب کے لازم آنے یا اسپر متفرع ہونیکے کیا معنے ہین پس
ہرگز کذب خلف وعید کی فرع نہین کوئی شخص کہے کہ فلان فعل میرے ارادہ و مشیت پر ہے تو اوسکے یہہ مراد ہوتا ہے
کہ چاہون کرون چاہون نہ کرون تو وہ شخص وہ فعل کریگا تب بھی اوسکو کاذب اہل عقل و عرف نہین کہین گے
اور نہ کریگا تب بھی نہ کہینگے ویسے ہی اگر کہے کہ میرے اختیار مین اس فعل کا کرنا یا نہ کرنا ہے تب بھی کسی طرح
اوسکو کاذب کرنے نہ کرنے مین نہین کہہ سکتے ہین ایسے ہی اگر کہے کہ فلان کام میرے کرنے پر موقوف ہے
تب بھی کرنے نہ کرنے کی دو حالت مین وہ کاذب نہین یہ مطلب بالتفصیل اس عبارت کا ہوا پس خلف وعید کی
فرع کذب کا ممکن ہونا حق جناب باری مین جو جامع براہین نے بیان کیا ہے خلاف عقل و نقل کے ہے افسوس ہے کہ جامع براہین
امکان کذب باری تعالی کو فرع کذب فرماتے ہین یا اولی الالباب ان ھذا لشیء عجاب یہہ بات
بھی ارباب عقول خیال فرماوین کہ اشاعرہ جسکو خلف وعید کہتے اور اوسکا جواز مانتے ہین تو وہ جواز و وقوع مانتے ہین
باین طور کہ بعض عصاۃ کو عذاب خدائے تعالی نہ دیگا اور یہہ ندینا قیامت کے روز واقع ہوگا اشاعرہ یا دوسرے اہل سنت
یہ نہین فرماتے کہ یہہ مغفرت مومنین عصاۃ سے فقط عقلاً جائز ہے اور وقوع اسکا نہوگا بلکہ وقوع اس مغفرت کے قائل ہین
اور بدون عذاب دینے کے بعض گنہگارونکو بخش دینا صراحۃً احادیث سے ثابت ہے اور مغفرت بعض عصاۃ جسکو
اشاعرہ خلف کہکر تعبیر کرتے ہین اوسکا واقع ہونا مسلم الثبوت ہے پس امکان کذب باری کو جامع براہین صاحب
فرع خلف کی فرماتے ہین تو ضرور کذب باری کا وقوع ہونا جامع براہین کے قول سے ثابت ہے اسلئے کہ کذب کو فرع
خلف وعید قرار دینا وقوع و ظہور و ثبوت کذب کا جناب باری مین مان لینا ہے کیونکہ جب کذب فرع خلف وعید بزعم
جامع براہین ہوا تو خلف وعید اصل ہوا اور حکم اصل کا یہان یہ ہے کہ وقوع اوسکا ہوگا تو یہی حکم فرع کا ہونا ضرور ہے
ورنہ فرع ہونیکے کیا معنے ہین پس صفت وقوع کذب کا جناب باری مین ہونا قول جامع براہین سے ثابت ہے
انا للہ وانا الیہ راجعون **ستائیسوین خطا** آپ جو فرماتے ہین جو قدما مین مختلف فیہ ہوچکا ہے

اوسپر طعن کرتا ہے **اقول** تحقیق گذر چکی ہے کہ اشاعرہ غیر محققین و ماتریدیہ مین اختلاف مسئلہ خلف وعید مین
نہین بلکہ خلاف ہو اور مسئلہ کذب باری مین ان سبکا اجماع ہے کہ وہ جناب باری کی ذات مقدس و منزہ مین محال ہے
اور علاوہ انکے باجماع جمیع اہل ملل ونحل وعقل بطلان اور عدم امکان اسکا ثابت ہے پس صاحب انوار کا طعن
اسی امکان کذب باری پر ہے نہ خلف وعید پر انوار ساطعہ کی عبارت پڑہکر دیکھو جب صریح عبارت کو بگاڑ کر اولٹے معنے
اپنی طرف سے نکالنے لگین اور جھوٹا بہتان باندہین ایسے عناد او ربغض سے اللہ سبحانہ پناہ دے **اٹھائیسوین**
خطا آپ فرماتے ہین اس سے حال علم وفہم مولف کا ہر شخص امتحان کر کے دیکھے **اقول اولاً** یہ کہ امتحان
کسی استعداد مخفی کا ہوا کرتا ہو کہ ایک کمال کے جوہر شناس قرائن سے معلوم کیا کرتے ہین کہ فلان امر کی استعداد فلان
شخص مین اس درجہ کی ہے یہان امتحان کی کیا حاجت ہو بقول مشہور **سے** ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ سب صاحب
جانتے ہین کہ صاحب انوار اثبات صدق جناب باری مین کوشش کر رہے ہین اور جامع براہین امکان کذب کے طرفدار
ہین اور سچون کی وہ شان ہے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سچون کے ساتھ رہو کونوا مع الصادقین اور
جھوٹون کی جو صفت ہو وہ سبکو معلوم ہے مین کیا کہون **ثانیاً** یہ کہ حسب درخواست جامع براہین ہم امتحان لیتے
ہین اور ترازوی عدل مین طرفین کا کلام تولتے ہین صاحب انوار نے دعوی کیا کہ اللہ تعالی ایسا سچا ہو کہ کوئی اسکے
برابر سچا نہین اس معنے مین کلام آلہی پڑہ دیا کہ خود حق سبحانہ فرماتا ہے ومن اصدق من اللہ حدیثاً اور جامع براہین نے
اسپر یہہ لکھا کہ اللہ تعالے کے کذب ممکن ہونے مین قدیم سے اختلاف ہو اوسپر دو دلیلین گذرین ایک ظاہر طور پر یعنے
قول اشاعرہ سو اوسمین خلف وعید کا ذکر ہے امکان کذب کا پتا نہین اور یہہ قول اشاعرہ کا کذب باری پر کسی
دلالت دلالات ثلاثہ مطابقت وتضمن والتزام مین سے دال نہین ہو بلکہ اونکا کذب سے تحاشی کرنا اوپر معلوم ہوچکا
ہے اور باتفاق جمیع عقلاء اہل اسلام وغیر اہل اسلام وادلہ عقلیہ قطعیہ کے کذب کا محال ہونا واضح ہوچکا ہو دوسری دلیل
خفی طور پر گذاری ہے یعنے رسول اللہ صلعم کا مثل ممکن الوقوع ہونیکے لئے لکھا ان اللہ علی کل شیئی قدیر اپنے نزدیک دونون
امکان اسمین ثابت کر دیئے امکان نظیر حضرت صلعم وامکان کذب باری تعالے وتقدس شانہ یہہ سمجھکر کے کہ کذب
باری تعالی ونظیر آنحضرت صلعم بھی شئی ہین ان آیت کے تحت مین داخل ہین اور حال آنکہ یہہ غلط ہے اس لئے کہ
اوپر بخوبی معلوم ہوچکا ہو کہ اس آیت مین شیئی سے مراد وہ چیز ہے جسکے وجود کو خدای تعالے نے چاہا ہووے اور
اوسپر اوسکا ارادہ واقع ہوا ہووے کہ وہ فی الجملہ موجود ہے حال مین یا استقبال مین بلکہ اس بناء پر کہ مشیت وارادہ
جسکا خدای تعالے کرے تو اوسکو وجود ووقوع لازم ہے ورنہ عجز باری تعالی لازم آویگا چنانچہ شرح فقہ اکبر سے گذر
چکا ہے کہ اوس چیز کا وقوع ووجود ضرور ہے اور کذب باری ونظیر کا حال یا مآل مین پایا جانا امر یہہ کہ اونکا وجود لازم ہے

بدیہی البطلان ہے نزدیک اہل علم وفہم کی اسلئے کہ کذب باری نقص ہو بنسبت خدای تعالی کے مستقبل ہے اور مستحیل تحت
قدرت نہین ہے ورنہ تحصیل حاصل یا انقلاب حقائق لازم آویگا اور وقوع نظیر خاتم النبیین سے بھی وقوع کذب لازم آویگا
اور اسکا محال ہونا اب بھی معلوم ہوا اور اسکے استحالہ پر اتفاق کل عقلا کا معلوم ہوچکا ہے پس کذب باری و نظیر خاتم النبیین صلعم
بسبب عدم مفعولیت مشیت وارادہ کے شیی جو مراد اس آیت مین ہے نہوئی اور تحت قدرت ہونا اونکا ظاہر نہوا اور امکان
دونون کا بھی اس آیت سے یا دوسری دلیل سے ہرگز معلوم نہین ہوتا ہے ہان جامع براہین تفسیر بالرای کے طور پر تمام
اہل عقل ونقل کے خلاف ہوکر شی سے مراد عام بدون تخصیص بالممکن کی رکھتا ہے تو واجب وممتنع دونون کو ممکن وتحت مقدرت
الٰہی اس آیت کی جہت سے مانکر خدای تعالے کو اپنی ذات کے اہلاک پر اور سلب الوہیت پر اور اپنے شریک پر اور ظلم پر اور اتخاذ ولد
وزوجہ وجماع وکھانا وپینا وتمام حوادثات وعیوب پر قادر جانے پھر تو معاذ اللہ معاذ اللہ خدا خدا ہی کا ہیکو ہوا
جامع براہین کا بھائی ہوگیا اور بشر بن گیا ایسے صورت مین پھر ایمان خدا پر کہان ہوا نظر برین وجوہ لکھا جاتا ہو کہ قول
جامع براہین بالکل غلط اور دعوی وقول صاحب انوار نہایت صحیح ہے لیجئے آپ نے امتحان کرایا تو آپکے فہم وعلم
کا بھی حال معلوم ہوگیا کہ کیسی اوسمین دنائت وقباحت ہو اور صاحب انوار کا دعوی اور منور روشن ہوا کہ کس درجہ کا
صاف وپاک ومتجلی ومتحلی ہے **اونتیسوین خطا** اس عبارت براہین سے عوام کیلئے دو عقیدہ فاسدہ
ایسے پیدا ہوتے ہین کہ نعوذ باللہ منہا ایک دروغ گوئی جناب باری تعالے وتقدس کا ممکن ہونا اسلئے کہ آپ فرماتے
ہین کہ قدما مین اختلاف ہوا ہے تو معلوم ہوا کہ شروع اجرائے دین سے معاذ اللہ یہہ عقیدہ نکلا ہو پھر آپ کا یہ فرمانا
کہ امکان کذب کا مسئلہ تو اب جدید کسی نے نہین نکالا اس سے معلوم ہوا کہ اسوقت تک اختلاف قائم ہو یعنے جو اختلاف اب ہورہا
ہے یہہ جدید نہین ہے بلکہ قدیم سے ابتک جاری ہو پھر آپ نے عبارت لکھی رد مختار کے اور لکھدیا کہ کتب دینیہ جو
اسکے سوا اور ہین اونمین بھی یہی ہو اس سے یہ ثابت ہوا کہ تمام کتب دینیہ اس سے بھری ہوئی ہین معاذ اللہ
پھر آپ نے اس عقیدہ پر طعن کرنے سے سخت منع کیا اور ظاہر ہے کہ عقیدہ ناصواب پر طعن کرنیکو کوئی منع نہین کیا
کرتا ہے بناءً علیہ عوام اس عقیدہ کو ناصواب نہین بلکہ صواب غیر مطعون جانین گے کیونکہ بقول جامع براہین قدیم سے
ابتک یہ عقیدہ اہل اسلام مین موجود ہے اور سب کتابین اوس سے بھری ہوئے ہین اور اوسپر طعن کرنا ناجائز ہے
دوسرا عقیدہ فاسدہ کلام جامع براہین سے یہ پیدا ہوتا ہو کہ اگر اب کوئی نبی پیدا ہوجاوے تو ممکن ہے وجہ اوسکی
یہہ کہ خدا کا قادر نہونا اپنے مخلوق کے مثل پر تیرھوین صدی تک کسی نے نہین کہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی
مخلوق ہین پس خدای تعالے اونکے مانند دوسرا نبی پیدا کرنے پر بالاتفاق جامع براہین کے نزدیک قادر ہے
جب اوسکو قدرت حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اوسکو روکنے والا کون ہے اگر وہ اپنے صدق کلام کی رعایت نہ بناتا تو ممکن تھا

لیکن صدق کلام تو بقول جامع براہین کچھ یقینی مسئلہ نرہا کیونکہ قدیم سے اوسمین اختلاف مان رہے ہین بنا ءً علیہ جب کذب ممکن ہوا تو صدق قطعی نرہا لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بھی کچھ یقینی نہوا اس لئے کہ یقین عبارت ہی تصدیق جازم مطابق للواقع ثابت سے اور تعریف یقین مین جازم ماخوذ ہی جو مشتق جزم سے ہی اور جزم عبارت ہی عدم احتمال نقیض و جانب مخالف سے جس نے چھوٹے چھوٹے رسالہ معقول کے پڑھے ہونگے وہ بھی یہہ جانتا ہی پس جب خدائے تعالے کے صدق کے نقیض کا کہ وہ کذب ہی امکان واحتمال ہوا تو جزم جو عبارت عدم احتمال نقیض سے تہا صدق مین نپایا گیا تو صدق بسبب عدم حصول جزم و بقاء احتمال نقیض کے بالبداہۃ یقینی نہوا جب نعوذ باللہ من ذلک صدق یقینی و قطعی نہوا تو نہ پیدا کرنا نظیر آنحضرت صلعم کا بقاء صدق کے سبب سے تہا اور جب صدق ہی یقینی نہین تو نہ پیدا کرنا یقینی نہوا جب نہ پیدا کرنا یقینی نہوا پیدا کرنا جو اوسکے نقیض ہے وہ ممکن و محتمل رہا اور جب پیدا کرنے نظیر کا امکان عہ احتمال ہی تو ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین کا مضمون قطعی و یقینی نہوا معاذ اللہ علاوہ اسکے جسقدر اخبار قرآن شریف مین اونکا یقینی ہونا تو اوسیوقت ثابت ہووے کہ اونکے جانب مخالف کا امکان واحتمال نہووے اور جب یہہ احتمال باقی ہے کہ شاید خدای تعالے نے نعوذ باللہ من ذلک جھوٹ بولا ہووے کیونکہ جھوٹ بولنا ممکن ہی اوسکا تو کوئی خبر قرآنی یقینی و قطعی نہوئی پھر تو قل ہو اللہ احد سے یقیناً خدائے تعالے کا واحد اور محمد رسول اللہ سے یقیناً آنحضرت صلعم کا رسول ہونا بھی ثابت نہوا اور احتمال وامکان عدم قیام قیامت اور عدم ادخال مشرکین و کافرین کا دوزخ مین باقی ہی اور علی ہذا القیاس اور امور اخرویہ تمام یقینی نہین رہے پس ممکن ہوا کہ موافق اخبار قرآن شریف کے خدائے تعالے کچہ نہ کرے کیونکہ ان اللہ علی کل شیئی قدیر پر ایمان واجب ہی کیا جامع براہین یون کہدینگے کہ خدائے تعالے عاجز ہوگیا کافرون کو جنت مین داخل کرنے سے اور اگر یہہ کہین کہ وہ فرماچکا ہی ان اللہ لا یغفران لیشرک بہ اس سبب سے وہ داخل بہشت نکریگا تو یہ بات جامع براہین امکان کذب کو مسئلہ اختلافی مانکر مشکوک کر چکے ہین اس جواب کے لائق منہہ باقی نہین رکھا یہہ جواب وہ دیگا جو ہماری طرح عقیدہ رکھتا ہوگا کہ کذب کلام باری تعالی مین محال و ممتنع ہی ہر گز ممکن الوجود نہین پس ہم لوگ کہہ سکتے ہین کہ اوسکا وعدہ خلاف ہونا محال و ممتنع ہی بناءً علیہ وہ بعد حضرت صلعم کے کوئی نبی بھی پیدا نہ کریگا لا تبدیل لکلمات اللہ اور اسی طرح ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ کافرونکو جنت مین داخل ہر گز نہ کریگا اونکو ہمیشہ دوزخ مین رکھیگا قال اللہ تعالی ہم فیہا خالدون

تبصرہ مبصران ذی ادراک سمجھ گئے ہونگے کہ جامع براہین قاطعہ کے مضامین خاطئہ کسقدر لغو ہین اول قدم پر جس نے ٹھوکرون پر ٹھوکرین کھائین ہنوز دہلی دور منزل پھر بوہ کیونکر طے کریگا جسکا اول قول سر نوشت پشیانی امکان کذب باقی ہو پھر باقی حال اوسکا کیا پوچھتے ہو بقول مشہور رویش ہین حالش مپرس

خشت اول گر گذارد معمار کج ٭ گر برآرد تا فلک باشد ہمہ دیوار کج ٭

اگرچہ اس قول سے جو اول نتیجہ طبع وقاد جامع براہین ہی خاصی طرح

حال ابتری براہین قاطعہ کا کھل گیا لیکن چونکہ شرع مین دو گواہ معتبر ہین جی چاہتا ہو کہ اب دوسرا قول جامع براہین کا جو اس قول کے آگے اوسی صفحہ مین واقع ہو مع عبارت صاحب انوار نقل کر کے اوسکا بھی کم وکیف ظاہر کیا جاوے اللہ ہو الموفق

قال صاحب الانوار الساطعہ اور حضرت فخر موجودات سرور کائنات جسنے خود اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ایکم مثلی یعنے کون ہے تم مین میرے مانند لست کاحد کہ کوئی تم مین میری طرح نہین اور وہ تو وہی ہین اونکے بیبیونکی یہہ شان ہی کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا نساء النبی لستن کاحد من النساء پھر اس زمانہ مین ایک ادنی سا آدمی ہو کہ وہ کہتا ہو رسول اللہ میرے بھائی ہین واضح ہو کہ بھائی جس قدر ہوتے ہین سب اپنے باپ کے کل ترکہ مین برابر کے شریک ہوتے ہین اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت فخر الانبیاء کے ساتھ ہو معاذ اللہ منہا **قال جامع البراہین القاطعہ** ایکم مثلی مین مماثلت تقرب الی اللہ تعالیٰ کی مراد ہو چنانچہ لفظ ما بعد کا یطعمنی و یسقینی خود ظاہر اسپر دلالت کرتا ہے اور ایسا ہی لستن کاحد من النساء مین نفی مماثلت شرف زوجیت ولوازم زوجیت کے مقصود ہے پس کوئی ادنی مسلم بھی فخر عالم علیہ الصلوٰۃ کے تقرب و شرف کمالات مین کسیکو مماثل آپکا نہین جانتا البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکے جملہ بنی آدم ہین کہ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے قل انما انا بشر مثلکم اور بعد اسکے یوحی الی کی قید سے پھر وہی تشرف تقرب کو بعد اثبات مماثلہ البشریت کی ثابت فرما دیا پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونیکی آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کی کہدیا وہ تو خود نص کے موافق ہی کہتا ہی اور فخر عالم نے بھی فرمایا ودّدت انی قد رأیت اخوانی الحدیث پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن وحدیث کے ہوا اسپر طعن کرنا قرآن وحدیث پر طعن ہے اور اسکے خلاف کہنا نص کے مخالف ہو لہذا چونکہ جسنے آپ کو اخ کہا ہے بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہا ہو اور تقرب کے مماثلت کا وہ ہرگز قائل نہین تو اوسپر طعن سوائے مخالفت نصوص کے اور کیا ہوویگا اور آپ کی ذات کو بشریت سے نکالکر (جو اشرف المخلوقات ہے) کسی دوسرے نوع مین داخل کرنا محض گستاخی اور ہتک شان رفیع آپ کا ہے سو مولف کو ہنوز یہہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہے اور طعن مولف کا خود قرآن وحدیث پر ہوتا ہی مگر اپنے کم فہمی کی کہانی کہنی ضرور ہے علی ہذا احال آیت لستن کاحد من النساء **اقول** وباللہ التوفیق سخن فہمان ثراف نگاہ خیال فرمائین کہ صاحب انوار نے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سی بشریت کو منفی نہین کیا جامع براہین نے کیون اثبات بشریت مین طول بیجا دیکر مغز خراشی فرمائی اور جو دلیل صاحب انوار نے لکھی یعنے لزوم ایہام مساوات جو مانع اطلاق لفظ اخوت ہو اسمین ایک حرف بھی آپکی زبان مبارک سے نہ نکلا **ع** بسوخت عقل زحیرت کہ این چہ بوالعجبی ست + اب اگر اس مقولہ کی تردید مثل قول اول حرفاً حرفاً کیجاوے تو ظاہر ہے کہ مولف نے اسمین طول لاطائل دیکر سلسلہ ژاژخائی دراز کیا ہے پھر حرف حرف کی تفضیح

یا توضیح کرنیسے طول ہین طول پیدا ہوکر موجب ملال طبع ناظرین ایجاز پسند ہوگا بنا رعلیہ عنان اس وادی سے موڑکر بعض
امور ضروریہ پر تنبیہ کیجاتی ہے **قولہ** ایکم مثلی ہین مماثلت تقرب الی اللہ تعالے کی مراد ہے الخ **اقول** وباللہ التوفیق
جامع براہین کی مراد یہہ ہے کہ بشریت مین سب بشر آپکے مماثل ہین تقرب الی اللہ مین کوئی مماثل نہین بر تقدیر تسلیم
مماثلت فی البشریۃ کی ہم کہتے ہین یہہ غلط فہمی ہے تقرب کے معنے ہین نزدیکی طلب کرنا اور یہہ دو طرح ہے ایک بالایمان
دوسرا بالاعمال تقرب بالایمان یعنے توحید و احکام خداوندی مان لینے مین سب مؤمنین و انبیاء ایک ہین آمن الرسول
بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل آمن الآیۃ فرق بایکدیگر ہے تو مدارج کمالات یقین مع مشاہدہ وغیرہ مین ہے نفس تصدیق
مومن بہ مین سب برابر ہین کسی کا ایمان کسی سے زیادہ وکم نہین ہے چنانچہ فقہ اکبر و شرحہ مین ہے ایمان اھل السماء
ای من الملائکۃ واھل الجنۃ والارض من الانبیاء والاولیاء وسائر المؤمنین من الابرار والفجار لایزید ولاینقص
ای من جہۃ المومن بہ نفسہ المؤمنون مستوون ای متساوون فی الایمان ای فی اصل والتوحید ای فی نفسہ انتہی
مختصرا بقدر الحاجۃ اسیطرح بالاعمال شامل ہے جمیع عابدین کو من تقرب الی شبرا تقربت الیہ ذراعا الحدیث
اور مایزال عبدی یتقرب الیّ بالنوافل حتی احببتہ عام ہے جمیع تقرب طلبون کو اور قرآن مین ہے کل لہ قانتون
ابن عباس اور مجاہد اور مقاتل اور سدی اور عطائی اسکے معنے یہ کئے ہین کہ سب اوسکے مطیع ہین اور حضرت صلعم کا ارشاد ہے
صلوا کما رایتمونی اصلی اور قرآن مین وارد ہے لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ نصوص مذکورہ
سے ثابت ہے کہ سبکو خدائے تعالے کی قرب جوئی ایسی چاہئے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے تو نفس تقرب
الی اللہ مین سب شریک ٹھہرے ہان کمالات مدارج قربت مین فرق ہے یہی بات بشریت مین بھی ہے یعنے نفس بشریت
مین سب شریک اور منتہاے کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین حتی کہ جمال صورت و اعتدال خلقت مین بھی
شیخ شہاب الدین قسطلانی کتاب مواہب لدنیہ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۴ جلد اول مین لکھتے ہین اعلم ان من تمام الایمان
بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ تعالی جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلق آدمی مثلہ
اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ کمالات بشریہ مین کوئی آپکا شریک نہین پس تقرب الی اللہ اور بشریت دونونکا ایک حال
ہے یعنے نفس بشریت اور قرب خدا طلب کرنے مین سب شریک ہین اور منتہی کمالات تقرب اور اعلی کمالات بشریہ مین
کوئی آپ کا شریک نہین بنا رعلیہ جامع براہین نے ایک لفظ چھوڑکر دوسرا لفظ اختیار کیا مغز تحقیق کو نہ پہنچا اس مقام پر
یہ کہنا چاہئے تہا کہ آثار محبوبیت خاصہ مراد ہین اسمین کوئی آپ کا شریک نہین اسلئے آپنے ارشاد فرمایا ایکم مثلی پس
مفاد کلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہہ ٹھہرا کہ کوئی تم مین مثل میرے نہین تو بڑا نا سعادت مند وہ آدمی جو مقابل مین کہے
کہ مین مثل ہون آپکا یا رسول اللہ بشریت اور انسانیت مین آپ بڑے بہائی مین چھوٹا بہائی معاذ اللہ معاذ اللہ

نفی مماثلت کے مقابلہ مین اثبات مماثلت کرنا گستاخی و بیبا کی عظیم ہے خواہ کسی نیت سے ہو حق سبحانہ انسانیت و تہذیب
نصیب کرے شرح شفاء قاضی عیاض صفحہ ۴۷۹ جلد ثانی مطبوعہ مصر مین ملا علی قاری لکھتے ہین قد روی فی مجلس
ابی یوسف انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان یحب الدباء فقال رجل انا ما احب الدبا فسل لہ السیف و قال جدد الاسلام
والا قتلتک نظرا الی ظاہر معارضتہ لہ علیہ الصلوۃ والسلام اس سے واضح ہو کہ فقط ظاہر معارضہ آنحضرت
صلعم سے قبیح و نامشروع ہونے و خوف زوال ایمان کے واسطے کافی ہو پس نا سعادت مندی معارض مین کیا کلام
ہے اور شفاء قاضی عیاض مین ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اجسام و ابدان متصف صفات بشریہ کے ساتھ ہین اسلئے
جو عوارض مانند امراض و موت و قوت شہویہ و غضبیہ اونکو عارض ہوتے ہین یعنے دوسرے بشرون کو انبیاء علیہم السلام کو
بھی عارض ہوتے ہین اور بواطن و روحین اونکے متصف ہین ساتھ ایسے صفات کے کہ وہ اوصاف بشریہ سے اعلی
ہین متشابہ ہین ساتھ صفات ملائکہ کے بیچ دوام ذکر و حضور بدون ملالت و فتور کے اور قوت طاعت و عبادت
بغیر ملالت کے کہ وہ سلیم ہین تغیر و آفات سے اس لئے اونکے ارواح کو اکثر عجز بشری و ضعف انسانی لاحق نہین
ہوتا ہے اور یہہ معنے ظاہر اونکے مشابہ بشر سے ہین و باطن و ارواح ملائکہ سے اس واسطے ہین کہ اگر خالص بشر ہوتے
مانند دوسرے بشرون کے تو طاقت اخذ وحی کے ملائکہ سے اونکو نہوتی اور نہ اونکے ساتھ خطاب و مخالطت کر سکتے
اور نہ دیکھ سکتے جیسے کہ دوسرے بشر یہ نہین کر سکتے ہین اگرچہ ولی ہووین وہ دوسرے بشر اور اگر اجسام و
ابدان بھی اونکے مانند ملائکہ کے ہوتے اور اجسام و ابدان مین بھی مشابہ بشر کے نہوتے تو دوسری بشر نہ اونکے
ل سکتی اور نہ اونکو دیکھ سکتی اور نہ اونسے خطاب کر سکتی اور نہ احکام لے سکتی اسلئے اجسام و ابدان مین مشار کت
بشر سے اور ارواح و باطن مین مشارکت ملائکہ سے اونکو ہے یہہ تمام شفا و شرح ملا علی ہین ماتن و شارح نے فرما کر
یہ شرح و متن مین لکھا ہے قال ای فیما رواہ الشیخان عن ابن عمرو ابی هریرۃ وانس وعائشۃ جوابا
لقولہم انک تواصل فکیف تنہانا انی لست کہیئتکم ای علی صفتکم وماهیتکم انی یطعمنی ربی ویسقینی اس سے
واضح و لائح ہو کہ انبیاء علیہم فقط ابدان و اجسام کی جہت سے بشر ہین نہ ارواح و بواطن کی جہت سے اور خالص بشر
نہین ہین کہ ظاہر و باطن دونون مانند دوسرے بشرون کے اونکے ہووین اور خود آنحضرت صلعم کا فرمانا اس
عبارت سے ظاہر کہ مین تمہاری صفت و ماہیت پر نہین ہون جس سے واضح ہوتا ہے کہ ماہیت آنحضرت صلعم کی
دوسرے بشرون صحابہ و غیر ہم سے مخالف ہی فقط ظاہری بشریت ہر آپکی پس آنحضرت صلعم کی بشریت کہ باعتبار
بدن و جسم کی ہے نہ باعتبار باطن و روح کے مخالف صحابہ و غیر ہم کی بشریت سے ہوئی تو مساوات بشریت مین
کہان ہے جلد ثانی تفسیر کبیر مین تحت آیت ان اللہ اصطفی آدم ونوحا وآل ابراهیم وآل عمران علی العالمین

امام رازی صاحب فرماتے ہین واعلم ان تمام الکلام فی ھذا الباب ان النفس القدسیۃ النبویۃ مخالفۃ بماھیتہا لسائر النفوس اور امام رازی صاحب سورہ کہف کی آیت وعلمناہ من لدنا علماً کی تحت مین فرماتے ہین فنقول جواھر النفوس مختلفۃ بالماھیۃ عبارت اول سے واضح ہے کہ نفس قدسیہ نبویہ کی ماہیت مخالف باقے نفوس کی ماہیت کی ہے اور عبارت دوسری سے واضح ہو کہ جواہر نفوس مختلف بالماہیۃ ہین پس آنحضرت صلعم کی ماہیت ہماری ماہیت کے مخالف ہوئی تو نفس بشریت مین مساوات آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہوئی پس مثلیت فی البشریۃ کا قائل ہونا جہالت وحماقت صرف ہو ایک امر مین مشابہت ہونے سے اور اشتراک پائی جانی سے مساوات ثابت نہین ہوتی ہے دیکھو انسان وفرس مین حیوانیت مین اشتراک ہوا تو انسان وفرس مین مساوات کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہے اگرچہ دونون کو حیوان کہہ سکتے ہین اسلئے انسان کو بھائی فرس کا کہنا عرف ولغت مین صحیح نہین اب دیکھو بشریت بھی آنحضرت صلعم کی باقی رہی اور اطلاق اخوت بھی صحیح نہو بسبب عدم مساوات کے اور حضرت امام ربانی مجدد الفثانی رح مکتوبات کے مکتوب صدم جلد ثالث مطبوع نولکشور مین فرماتے ہین

بایدد انست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سائر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فرد از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ است کما قال علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والسلام خلقت من نور اللہ دیگرا نرا این دولت میسر نشدہ است الی ان قال المجدد رح وبکشف صریح معلوم گشتہ است کہ خلقت آن سرور علیہ وعلی آلہ الصلوۃ والتسلیمات ناشی ازین امکان است کہ بصفات اضافیہ تعلق دارد نہ امکانیکہ در سائر ممکنات عالم کائن است ہر چند بدقت نظر صحیفہ ممکنات را مطالعہ نمودہ می آید وجود آن سرور آنجا مشہود نمیگردد بلکہ منشاء خلقت وامکان او علیہ السلام در عالم ممکنات نباشد بلکہ فوق این عالم باشد ناچار اور اسایہ نبود و نیز در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است وچون لطیف تر از وی در عالم نباشد اور اسایہ چہ صورت دارد انتہی پس جب کہ خلقت وپیدائش مین کوئی فرد افراد سے مناسب وموافق آنحضرت صلعم کے نہین ہے اور آپکی پیدائش نور الٰہی سے ہو کہ اوسمین کسیکو شرکت نہین ہے اور کسیکو یہہ دولت حاصل ہی نہین ہے اور آپکا امکان وہ امکان نہین ہے جو عالم کا امکان ہے اور کشف صریح مین وجود آنحضرت صلعم کا کہین ممکنات کے صحیفہ مین معلوم نہین ہوتا ہے موافق فرمانے حضرت مجدد الف ثانی رح کے تو اس سے بخوبی واضح ہوگیا کہ آنحضرت صلعم کے مساوی کوئی فرد بشر نہین ہے خلقت وپیدائش مین سوائے تقرب وتشرف ومحبوبیت کے بھی پس مساوات بشریت مین ہے آنحضرت صلعم کو دوسرون سے نہین ہے اور نص سے مساوات بشریت مین ہرگز معلوم نہین ہوتی ہے اور لفظ مثلکم کا مقتضی یہہ نہین ہے کہ ماہیت بشریت مین مساوات ہے چنانچہ اوسکا حال عنقریب معلوم ہوا جاتا ہے فانتظر

قولہ البتہ نفس بشریت مین مماثل آپکی جملہ بنی آدم ہین **اقول** اس وقت تک اس فرقہ کے آدمی یہہ دلیل پیش کیا کرتے تھے انما المؤمنون اخوۃ حضرت فخر عالم صلعم کو عموماً مومنین مین شامل کرکے بھائی بناتے تھے لیکن اس شخص کی جرائت پر ہزار افسوس کہ اس نے ایمان کے بھی شرط قائم نہ رکھی صرف بنی آدم ہین شریک ہونا واسطے جواز اطلاق اخوت کی علت ٹھہرا دیا اولی الابصار دیکھین کہ بنی آدم ہین کون کون قومین اور اہل حرفہ ہین معلوم نہین کہ آنحضرت صلعم کو یہہ ناعاقبت اندیش کس کسکا بھائی تجویز کرینگے معاذاللہ معاذاللہ لیکن جناب مولوی صاحب کی زبان اسی مسئلہ مین چلتی ہے ہم تو اسوقت جانین کہ کوئی شخص مولوی صاحب کو فرعون کا بھائی کہکر پکارے آپ ذرا آزردہ نہون اور یہہ فرماوین کہ واقعی اسنے بوجہ بنی آدم ہونیکے فرعون کا بھائی کہا ہے تو کیا خلاف نص کے کہدیا اور اسیطرح جس قدر آپ کے ہمشرب ہین اگر اونکے حلال خور اونکو بھائی اپنا کہین یا اونکی جورو اونکو بھائی کہکر پکارے اس دلیل سے کہ تم بوجہ اولاد بنی آدم ہونیکے ہمارے بھائی ہو اور پھر ان صاحبون کو ذرا ناگوار خاطر نہو بلکہ اور زیادہ خوش ہوکر بولین کہ اونہون نے بڑی قدردانی کی جو وقت آدم کا پرانا رشتہ پیار دلانے والا یعنی بھائی کہنے کا نکالا اور اگر یہہ صاحب اس بات سے ناراض ہون کہ ہم فرعون وحلال خور کے بھائی نہین بنتے تو اپنے اس قاعدہ سے ہاتھ اوٹھائین کہ بباعث اشتراک بشریت ہر ذلیل ارذل آدم اعلی سے اعلی درجہ کے فرد بشر کو بھائی کہا کرے **فائدہ** اگر خاوند اپنی جورو کو بہن کہے یا جورو خاوند کو بھائی کہے اوسکو مولوی قاسم ان لوگونکی پیشوا تقریر دلپذیر مطبوعہ مطبع بحر العلوم لکھنؤ صفحہ ۱۳۱ مین نامناسب موجب مضحکہ لکھتے ہین حال آنکہ اونہین اخوت باہمی از روے نص ثابت ہے معلوم نہین یہہ لوگ اوپر کیا فتوی لگاینگے کہ موافق نص کو اونہون نے نامناسب موجب مضحکہ لکھا ہے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے جو اپنی زوجہ مطہرہ کو بسبب خوف ظلم بادشاہ ظالم کے بہن کہدیا تو وہ کذب صورۃً قرار دیا جاتا ہے اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ تین کذب اونسے صادر ہوے ایک اونمین جو آنحضرت صلعم نے فرمائے ہین یہہ ہین یعنے اپنی زوجہ کو بہن کہنا ہے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حشر کو اپنے کذبات صوریہ کے سبب سے کہ ایک اونمین سے یہی زوجہ کو بہن کہنا ہے شفاعت اول دہلہ مین نہ کرین گے اور ان تینون کے خیال سے شفاعت کرتے ہوئے شرماوینگے چونکہ انبیاء علیہ السلام کذب سے معصوم ہین صدور کذب کا اونسے ممتنع ہے علما محققین اونکے اس بہن کہدینے کو توریہ وتعریض فرماتے ہین کہ اونہون نے اخوت دینے کے اور اسلامی کے سبب سے اونکو بہن کہدیا تھا اور اونکے چچا کی بھی بیٹی تھین اگر نفس بشریت مین ابراہیم علیہ السلام سے اونکی حوا مساوات تھین اور یہہ نص کے موافق ہے جیساکہ حضرت جامع براہین فرماتے ہین تو علماء مین سے کسی نے آجتک یہہ وجہ رفع کذب کے کیون نہ گذاری اور عرصہ صدہا برس کا ہوا کہ علماء اس اعتراض کے جواب مین جو لکھتے ہین تو یہی

لکھتے ہین کہ اخوت اسلام کے سبب کہا تھا اور چچا کی بیٹی ہونیکے وجہ سے فرمایا تھا تمام محققین نے اس سے کیون اعراض
کیا جسکو نص کے موافق جامع براہین بتاتے ہین اگر علماء محققین وفضلاء مدققین کے نزدیک یہہ موافق نص ہوتا تو
کوئی تو اونمین سے اسکو بھی ذکر کرتا تمام کا اس وجہ سے غفلت کرنا اور اس جواب کی طرف متوجہ نہونا باوجود جواز اور
موافق نص ہونے اس جواب کے عقل سلیم وفہم مستقیم کے نزدیک بہت مستبعد ہے ہان جامع براہین یہہ کہدے کہ اونکو
یہ جواب سوجہا ہی نہین ہمکو ہی سوجہا ہے تو بات علیحدہ ہی پھر ایسے تو نیچریہ بھی جو قرآن کے معنے اپنی رای سے
مخالف تمام جہان کے گھڑنے لگے ہین وہ بھی یہہ کہہ سکتے ہین اور اونکے معانے بھی صحیح ہوجاوینگے اور اگر
یہہ کہو کہ بعض وجوہ جواب کے کافی ہین دوسرے بعض کے ذکر نکرنے سے یہ لازم نہین آتا ہے کہ صحیح نہووے
تو اسکے جواب مین ہمکو یہہ کہنے کی گنجایش ہے کہ ایسے مقامات مین جو بہ متعدد ہ علماء ادا کرتے ہین او جتنی الامکان جو
جوابات ہو سکتے ہین سب ذکر کرتے ہین اگر ایک محقق کل کو ذکر نہین کرتا ہے تو ہر ایک اپنے پسند کے موافق
بعض بعض جوابات ذکر کردیتے تمام جوابات ممکنہ معلوم ہوجاتے اور جب کہ یہہ جائز تہا کہ مساوات فی البشریۃ
کے سبب سے وہ بہن نہین تو یہ جواب تو بہت ظاہر تہا اسکو کوئی بھی ذکر نہ کرے یہہ کسطرح عقل سلیم قبول کریگی پس
سواے اسکے دوسری وجہ ترک اس جواب کی کوئی معلوم نہین ہوتی کہ یہہ جواب علماء محققین کے نزدیک جائز
عقلاً وشرعاً کسیطرح نہین ہے ۔ **قولہ** خود حق تعالے فرماتا ہی قل انما انا بشر مثلکم الخ **اقول**
نزول اس آیت کا ان صاحبون نے شاید اپنے بہائی بنانے کیواسطے سمجہا ہے چاہئے تہا کہ مفسرین کا کلام دیکھتے
شیخ محی السنہ رحمہ اللہ سورۂ حم السجدہ صفحہ ۷۰۹ مین اس آیت کے تحت مین لکھتے ہین قال الحسن علمہ التواضع
اور روح البیان صفحہ ۳۲۶ مین بھی اس جگہہ لکھا ہے قال الحسن رضی اللہ عنہ علمہ التواضع بقولہ قل انما انا بشر مثلکم اور یہہ
آیت سورۂ کہف مین بھی ہے وہان بھی شیخ محی السنہ لکھتے ہین معالم مین قال ابن عباس رضی اللہ عنہ
علم اللہ رسولہ التواضع الی آخرہ اور تفسیر کبیر سورۂ کہف مین امام رازی فرماتے ہین امر محمدا صلی اللہ
علیہ وسلم ان یسلک طریقۃ التواضع فقال قل انما انا بشر مثلکم الی آخرہ سید التابعین امام حسن بصری
رضی اللہ تعالے عنہ اور سند المفسرین ابن عباس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالے انما انا بشر مثلکم نازل
فرما کر طریق تواضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمایا ہے اب تواضع کے معنے معلوم کرنی چاہئے کہ زبان
عرب مین کسکو کہتے ہین منتخب اللغات مین ہی تواضع فروتنی کردن اور قاموس مین ہے تواضع تذلل وتخاشع
اور غیاث اللغات مین ہے فروتنی نمودن وخود را فرو نہادن اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ نہین ایک آدمی ہون
جیسے تم سب آدمی ہو عجز اور فروتنی اور کسر نفسی کا کلمہ ہے اور کسر نفسی کو سب جانتے ہین کہ اوس کلمہ مین ہوا کرتی ہے

جو متکلم کی شان سے کم درجہ کا ہوتا ہے پس یہہ کلام فرمانا آپ کا بنسبت شان عالی حضور کے کم درجہ ٹہرا اور لفظ کم درجہ کا
قاعدہ یہی ہو کہ اگر کوئی ذیشان خود اپنی نسبت کہے تو وہ بُرا نہین بلکہ اوسکے حق مین محمود و داخل حُسن خلق گنا جاویگا
اور اگر دوسرا آدمی اوس ذیشان کو لفظ کم درجہ سے مخاطب کرے تو قبیح و مذموم شمار کیا جاتا ہو اور وہ آدمی گستاخ
و بے ادب ٹہرتا ہے مثلاً امراء عظیم الشان نے ماتحت کے آدمیون کو از راہ اشفاق فرمایا کہ مین تم سب صاحبون کا
خادم ہون یا مثلاً کسی وزیر اور بادشاہ نے اپنے سائیس کو بہائی کہکر پکارا تو یہہ کہنا اوسکا خوش اخلاقی مین داخل ہے
اور اگر وہ آدمی بھی کہنے لگین ہان بیشک تم ہمارے خادم ہو اور وہ سائیس بہی اوس وزیر و بادشاہ کو بہائی کہکر پکارا
کرے تو یہہ اون سب کی نہایت درجہ کی گستاخی قرار دیجاویگی بناءً علیہ امتیون کا یہہ کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حق مین
کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی اور بشریت و آدمیت مین ہمارے برابر تھے پس ادنی آدمی کے بھی وہ بہائی
ہوئے کلمہ گستاخی کا ہوا اور آپ نے جو خود فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون جیسے تم سب آدمی ہو یہہ اسواسطے کہ آپ کو
حکم ہوا تہا قل انما انا البشر مثلکم اور عاجزی اور فروتنی کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہہ بھی صراحۃً دیا ہے
واخفض جناحک للمؤمنین یعنے پست رکہہ بازو اپنے واسطے مومنین کے پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو مامور تھے
جناب باری تعالےٰ سے ساتھ عجز و فروتنی اور پست کرنے بازو کے تم کہان مامور ہوئے ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
فروتنی کیا کرو اور کہا کرو کہ وہ بھی ایک آدمی تھے جیسے سب آدمی ہین وہ بھی ہمارے بہائی تھے جیسے سب بنی آدم
قولہ پس اگر کسی نے بوجہ بنی آدم ہونے کے آپ کو بہائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہدیا وہ خود نص کے موافق
کہتا ہے **اقول** جامع براہین کو اپنے محدث اور فقیہ اور اصولی ہونے کا اس قدر دعویٰ اور لن ترانی اور مقام
استدلال مین ایسی جو اس نمارد ہوئی کہ لفظ نص کے معنے بھی نہ سمجھے کہ اصول مین کیا لکھا ہے قال فی مسلم الثبوت
و شرحہ بحر العلوم النظم ان ظہر معناہ فان لم یسق لہ بالذات لا یکون مقصوداً اصلیا فہو الظاہر و ان سیق لہ
بالذات فان احتمل مع ذالک السوق التخصیص و التاویل فالنص انتہی اس سے واضح ہو کہ جس لفظ کی مراد ظاہر ہووے
یعنے ہر عارف باللغۃ اوس مراد کو بغیر قرینہ کے فقط لفظ سننے سے پہچان لی اور اوس مراد کیواسطے بالذات وہ لفظ
نہ بولا گیا ہووے اور مقصود اصلی وہ نہووے تو اوسکو ظاہر کہتے ہین اور اگر مراد تو اوس لفظ کی ظاہر ہووے
لکن بالذات بولا گیا بھی اوسی مراد کیواسطے ہووے اور مقصود اصلی متکلم کی وہی مراد ہووے اور احتمال تخصیص
تاویل کا ہی رکھتا ہووے تو وہ نص ہے پس نص ہونے واسطے مراد کا ظاہر ہونا اور اوسی مراد کیواسطے
بولنا متکلم کا ضرور ہے اب جامع براہین دونون پیر و مرید ارشاد فرماوین کہ یہہ آیت کریمہ قل انما انا بشر مثلکم
اللہ تعالےٰ نے کیا اسیواسطے نازل فرمائی تھی کہ تم لوگ رسول اللہ صلعم کو بہائی کہا کرو اور یہہ بھی بیان فرماوین کہ

آیت مین کونسا لفظ ہی جسکی مراد ظاہر یہہ ہے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو بشر کا لفظ یا مثل کا تو ایسا نہین ہے
کہ عارف باللغۃ بدون قرینہ اوس سے بہائی سمجھتا ہووے کسی عربی فارسی اُردو دان سے دریافت کرو ان دونون
لفظ مین سے کسی سے یہہ مراد کوئی جانتا ہووے اور کسی نے لغت مین معنے بشر و مثل کے بہائی کے لکھے
ہووین یا کسی قوم خاص کی اصطلاح جاری ہوئی ہووے کہ ان دونون لفظ مین سے کسی کے معنے بہائی
اون لوگون نے قرار دیئے ہووین یا عرف عام مین بشر و مثل کے معنے بہائی کے لیتے ہووین پس ان لفظون کے
معنے بہائی کسیطرح نہین ہین تو موافق نص کے بہائی کہنا کہان ہوا اگر نص سے مراد یہان تمہاری فقط آیت
قرآنیہ ہی نہ مصطلح اہل اصول تاہم تمہارا مقصود حاصل نہین ہے اس آیت قرآنیہ مین اسپر دلالت ہی کوئی دلالت
ہووے دلالت معتبرہ مین سے کہ آنحضرت صلعم کو بہائی کہو عبارت نص و اشارت نص و دلالت نص و اقتضاء النص
کسی طرح اسکا ثبوت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس آیت مذکورہ کے یہہ معنے بیان کرنا کہ اس سے یہ ثابت ہی کہ آنحضرت
صلعم کو بہائی ادنی آدمی کا کہنا درست ہی تفسیر بالرای ہی جو اوسپر وعید ہے وہ ماہرین خوب جانتے ہین اور بشر کا لفظ
تو عام ہی بہائی و بیٹا و باپ و مرید و پیر و شاگرد و استاد و زوجہ وغیرہم تمام رشتہ دارون و تعلق دارون وغیرہم کو شامل
ہے حاکم و بادشاہ و ہر قوم والے سبھی اسمین شامل ہین بہائی مراد لے لینا بالخصوص اس سے کسطرح صحیح ہوسکتا ہے
دعوی خاص و دلیل عام کی قباحت تو ہر ادنی و اعلی طالب بھی جانتا ہے دلیل عام سے تخلف مدعی جائز و ممکن ہے حیوان
کی تحقق سے انسان کا اور انسان کے تحقق سے خاص زید کا تحقق لازم نہین ہی پھر اس دلیل کو دعوی سے کیونکر مناسبت ہوسکتی
ہے آدمی کچہ سوچکر تو کہے آنحضرت صلعم کو اپنے بہائی بنانے کی خوشی مین سب کچہ پس پشت ڈالا ذرا بھی قواعد کا لحاظ نہ رکھا
اور کچہ ادب کا خیال نہ کیا رعیت و ماتحت لوگ حاکمون کو اپنا ماں باپ وقت عاجزی کے کہتے ہین یہ اونکا کہنا مذموم نہین
قرار دیا جاتا ہی اگر اس فرقہ کے لوگون مین ذرہ بھی ادب ہوتا اور اپنا رشتہ ہی آنحضرت صلعم سے قرار دینے تو یہی کہتے کہ آنحضرت
صلعم ہمارے باپ ہین تاکہ ادب بھی باقی رہتا اور ایہام مساوات کا جو لفظ بہائی مین لازم ہے نہ آتا اور باپ کہنا آنحضرت صلعم کو
شرعاً بھی گنجائش رکھتا ہی اور عرفاً بھی حاکم و سردار و آقا کو باپ کہدینا مذموم نہین گنا جاتا ہے عرفاً مذموم نہونا تو ظاہر ہے
اور شرعاً بھی اہل علم منصفین پر واضح ہے معاندین و جاہلین کے واسطے لکہا جاتا ہے کہ مشکوۃ کے آداب الخلا مین ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے انا لکم مثل الاب لولدہ یعنے مین تمہارے واسطے ایسا ہون
جیسا باپ اپنے بیٹے کیواسطے ہوتا ہے اور نیز قرآن شریف مین ہی وازواجہ امہاتہم یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
بیبیان مومنین کی ماں ہین پس بیبیون کا ماں ہونا مقتضی ہی کہ اونکے خاوند مثل باپ کے ہووین نہ مانند بہائی کے
اور امام رازی تفسیر کبیر مین تحت آیت کریمہ وللآخرۃ خیر لک من الاولی لکھتے ہین وللآخرۃ خیر لک

تجتمع عندلی امتک اذالامۃ کالاولاد قال تعالیٰ وازواجہ امہاتہم وھو اَبٌ لہم الی آخرہ اور صاحب تفسیر
روح البیان نے سورہ احزاب میں لکھا ہو کہ اُبَیؓ کے قرآن شریف میں اور قرأت عبداللہ بن مسعود میں یہ لفظ اسطرح آیا ہی
وھواب لہم وازواجہ امہاتہم اس تقریر پر مثل باپ کے ہونا آپ کا خود قرآن شریف سے ثابت ہوگیا اس فرقہ وہابیہ میں
اگر ادب وتمیز ہوتا اور آنحضرت صلعم سے برابری حاصل کرنا انکی غرض نہوتی گو بشریت میں ہی سہی تو آنحضرت صلعم کو باپ کہتے
نہ بھائی اس لئے کہ ہر نبی اپنی امت کیواسطے باپ ہی اگرچہ حقیقی نہو کیونکہ امت کو اوسنے یعنے اپنے نبی سے حیات ابدی اور تعلم
ادب دینی حاصل ہوا ہے اسیواسطے ابراہیم علیہ السلام کے حق میں خدائے تعالےٰ فرماتا ہے ملۃ ابیکم ابراھیم
اور قرأت شاذہ میں آنحضرت صلعم کے حق میں پڑھا گیا ہی ھو ابٌ لھم اور اسواسطے بھی نبی اپنی امت کے باپ ہیں
کہ تمام مؤمنین اصل واحد کیطرف منسوب ہیں کہ وہ ایمان ہے کہ آنحضرت صلعم سے حاصل ہے پس تمام مومنین آپسمیں
بھائی ہوئے قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون اخوۃ چنانچہ یہ تمام شفا اور شرح شفا ملا علی میں موجود ہے

ازواجہ امہاتہم ای ھن فی الحرمۃ کالامہات حرم نکاحھن علیہم بعدہ تکرمۃ لہم
او خصوصیۃ ولانھن لہ ازواج فی الاخرۃ وقد قرئ ای فی الشواذ قیل وھی قرأۃ مجاھد
ونسبت الی ابی بن کعب ایضاً ھو ابٌ لہم اذ کل نبی اب لامۃ کما قال
اللہ تعالیٰ ملۃ ابیکم ابراھیم من حیث انہ حیاتہم الابدیۃ وتعلم الاداب
الدینیۃ ومن ثم صاروا اخوۃ فی الدین کما قال اللہ تعالیٰ انما المؤمنون
اخوۃ من حیث انتسابہم الی اصل واحد ھو الایمان الناشی عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اس تمام کو چھوڑ کر اس فرقہ نے آنحضرت صلعم کو اپنا بھائی بنانا چاہا اور ماکان محمد ابا احد من رجالکم میں ابوت
حقیقی نسبی کی نفی ہے جسطرح بھائی کہنے والے بھی آنحضرت صلعم سے اخوت حقیقی نسبی کو نفی کرتے ہیں ولکن رسول
اللہ وخاتم النبیین جو متصل اسکے ہی یہ استدراک مفید ثبوت ابوت مجازی و غیر حقیقی کو ہے باین طور کہ جب ابوت کی
نفی کی تو توہم ہوا کہ آنحضرت صلعم کسی اعتبار سے باپ نہیں ہیں تو اس توہم کو جو ناشی کلام سابق سے ہی خدا ی تعالیٰ نے
دفع فرمایا کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں یعنے اس سبب سے اور اس اعتبار سے باپ ہیں پس ابوت کا ثبوت ہوگیا یہ معنے
نہونگے تو استدراک کی صحت نہوگی اور محققین علم حقائق نے تشریح کی ہے کہ آپ کی روح ابو الارواح ہی اور یہ بھی کہ آپ کا
نور اصل وجود ہے باقی جمیع موجودات کی شاخین اوسمین سے پھوٹی ہیں ؎ تو اصل وجود آمدی از نخست +
بنا بریں اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ لوگ مثل باپ کے کہتے تو جمیع اصول و فروع و قرآن و حدیث و اقوال محققین
سے بھی تطبیق ہوجاتی اور نص انما انا بشر مثلکم کی بھی تصدیق ہوجاتی کیونکہ بشر کا باپ بھی مثل بیٹے کے

بشر ہوتا ہے اور گستاخی و ایہام مساوات کا الزام بھی انپر نہ آتا جامع براہین نے بڑے برہان قاطع قرآن شریف سے بہائی بنانے کیواسطے جو پیش کی تھی وہ تو پیش نہ چلی ناچار اب تنزل فرماکر حدیث سے دلیل پکڑ کر اپنا دل خوش کرتے ہیں وہ یہہ ہے

قولہ اور فخر عالم نے بھی فرمایا وددت انی قد رایت اخوانی الحدیث **اقول اولاً** مسلم اور مشکوۃ اور مجمع البحار مین دیکھو صحیح روایت اس حدیث کی یہہ ہے وددت انا قد راینا اخواننا یعنے میرا جی چاہتا ہے کہ کاش مین اور جو لوگ میرے ساتھ ہین ہم سب دیکھتے اپنے بہائیون کو یعنے اون لوگون کو جو آگے کو ہونگے امتی یہہ ترجمہ کیا شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات مین واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث مین آیا ہے کہ آپ اپنی امت کو بلفظ امت یاد فرماتے تھے لا یجتمع امتی علی الضلالۃ اور فرمایا ستفترق امتی اور فرمایا رب ہبلی امتی اور فرمانا آپ کا امتی امتی جمیع امت کو روشن ہے کہان تک نظیرین بیان کیجاوین بناءً علیہ ہم کہتے ہین کہ یہان بھی آپ وددت انی قد رایت خلفاء امتی موافق عادت شریفہ کے فرماتے لیکن چونکہ آنحضرت صلعم کے دل مین فقط یہہ تمنا نہ تھی کہ فقط آپ ہی اونکو ملاحظہ فرماوین بلکہ یہہ چاہتے تھے کہ میرے صحابہ بھی اونکو دیکھتے اس صورت مین اگر آپ فرماتے وددت انا قد راینا امتنا تو صحابہ پر صادق نہ آتا کیونکہ مؤمنین و مومنات صحابہ کی امت نہین ہین بناءً علیہ لفظ اخواننا فرمادیا اس قاعدہ کو عربی مین تغلیب کہتے ہین کہ دو چیز جدا جدا کو اگر ایک جائے بالاختصار ذکر کرنا چاہتے ہین تو ایک ہی لفظ مین اوسکو شامل کر لیتے ہین مثلاً چاند و سورج کہنا منظور رہا تو ایک لفظ کو غلبہ دیکر دوسرے کو اوسکے تابع کر دیا اور کہدیا کہ شمسین یا قمرین اسیطرح حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو عمرین اور ماں و باپ کو ابوین کہتے ہین بناءً علیہ اس مقام پر آنحضرت صلعم کو یہہ فرمانا منظور تہا کہ مین اپنی صلبی امت کو دیکھون اور صحابہ اپنے بہائیون کو دیکھین آپنے بقاعدہ تغلیب بہائیون کا لفظ لیکر امت کو اوسمین مندرج فرمادیا انا قد راینا اخواننا اور اگر کوئی کہے کہ امت کے لفظ کو کیون تغلیب ندی بہائیون کو اوسمین مندرج فرمادیتے جواب یہہ ہے کہ آپ اپنی ذات مبارک سے ایک تھے اور صحابہ بہت تھے پس مستحق لفظ امت ایک تھے اور مستحق لفظ اخوت بہت بناءً علیہ بہت کو ترجیح دیکر لفظ اخواننا فرمادیا اور جامع براہین نے اس غرض سے صیغہ جمع متکلم کی جگہہ واحد متکلم کو یعنے اخواننا بدلہ اخوانی روایت فرمایا تا کہ یہہ احتمال ساقط ہو جاوے یہہ حرکت آپکی اہل دین کو قابل یادگار رہے **ثانیاً** بالغرض تنزلاً اگر روایت لفظ اخوانی مانکر یہہ بھی تسلیم کیا جاوے کہ آپ نے خاص اپنی اخوت ثابت فرمائی ہے تو جواب یہہ ہے کہ شراح حدیث اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین کہ اسمین ان لوگونکی دیکھنے کی تمنا ہے جو ابھی تک پیدا نہین ہوئی اور یہہ بات بہت صاحبونکو معلوم ہے کہ تمنا اوسکے دیدار کی ہوا کرتی ہے جو افراد کاملین دیکھنے قابل ہوتے ہین آپکی امت مین بڑے بڑے مقبول اولیاء غوث قطب ابدال اوتاد اور ائمہ مجتہدین جنکی تعریفین احادیث مین وارد ہین بعد عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا ہوئی جائز ہے کہ آپ نے اصحاب کے سامنے اونکو

بہائی کہکر اور تمنا دیدار بیان فرماکر اصحاب مین اونکا شرف ظاہر کیا ہوا اور جو امتی آپ کے مرتکب اعمال شنیعہ اور صاحب عقاید باطلہ ہین آپ اونکو کسطرح بہائی کہکر اونکے دیدار کی تمنا صحابہ ہین بیان فرماتے اور محبت اور پیار اون بدکارون سے ظاہر فرماتے اونسے خود روح نبی کریم علیہ التسلیم بیزار ہی وہی حدیث جسکا ٹکڑا وددت انا قد رأینا اخواننا ہی صحیح مسلم مین نکالکر دیکہو اوسمین لکہا ہی کہ بہت سے ایسے امتی ہونگے جو حوض کوثر کے پاس سے ذلت وخواری کے ساتھ ہٹا دیئے جاوینگے اور صلی اللہ علیہ وسلم اونکو فرماوینگے سحقًا سحقًا یعنے دوری ہو جیو انکو دوری ہو جیو انکو پہر اونکو بہائی کہنا اور تمنای دیدار ظاہر کرنا سخت بعید ہی اور ظاہر ایہ فرقہ بے ادب گستاخ جو لپس خوردہ چاٹنے والا **عبدالوہاب نجدی** کاہی شامل اونہین لوگون ہین معلوم ہوتا ہی جنکی بابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سحقًا سحقًا فرماوینگے اسلئے کہ انسے بہت فتنے اور تفرق اہل اسلام ہین پڑے ہین مشکوۃ کے باب الیمن والشام ہین بخاری سے روایت کی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی یا اللہ برکت دے ہمارے شام و یمن ہین صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم دعا فرمائے اللہ ہماری نجد ہین بہی برکت دے آپ نے پہر وہی فرمایا کہ یا اللہ برکت دے ہمارے شام و یمن ہین پہر صحابہؓ نے دوبارہ عرض کی کہ نجد کے لئے بہی دعا کیجئے راوی کہتا ہی کہ ہین گمان کرتا ہون کہ پہر تیسرے بار بہی صحابہؓ نے وہی عرض کی تب تیسرے بار ہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہان یعنے نجد ہین زلزلی اور فتنے ہونگے اور نکلے گی وہان سے گروہ شیطان کے پس جب یہہ فریق تابع عبدالوہاب نجدی ہو کر وہابی کہلایا اور وہ نجد کا ہے اور نجد موافق حدیث صحیح کے مقام شیطان کے گروہ کا ہے بہلا ایسے ذات شریف جنکے یہ صفات لطیفہ ہون اونکو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کسطرح محبت اور پیار سے یہہ پیارا نام بہائی کا صحابہ کے سامنے فرماتے اور تماشا یہہ ہے کہ جناب صلی اللہ علیہ وسلم کو بہائی بتانے پر جو لڑتے مرتے ہین وہ یہی فریق نجدیہ ہین اور جو لوگ کہ ائمہ دین اور رہنمائی حق و یقین تہے جنکی تمنای دیدار آپ نے ظاہر فرمائے اون لوگون نے کبہی یہہ مباحثہ نہ کیا بلکہ صحابہؓ نے بہی نہ کیا کہ ہم بہائی ہین رسول اللہ صلعم کو اور کبہی عبداللہ بن عباس و فضل بن عباس علی و عقیل وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آنحضرت صلعم کو لفظ بہائی یعنے اخی سے خطاب نہ کیا اور کبہی روایت احادیث ہین بہی قال اخونا رسول اللہ صلعم کسی نے صحابہؓ ہین سے نہ کہا اور نہ یہہ بہائی کہنا تابعین و تبع تابعین ہین جاری ہوا اور نہ ائمہ مجتہدین اور دیگر علماء صالحین نے ایسے لفظ سے آنحضرت صلعم کو تعبیر کیا اگر اسکا جواز ہوتا اور موافق نص تہا اور کوئی اسمین حرج نہ تہا تو سلف و خلف تمام فرق اس سے کیون اعراض کیا عجب بات ہی کہ موافق نص کے ہووے بر عکس جامع براہین کے اور کوئی بہی اس پر عامل سلف و خلف متقدمین و متاخرین ہین سے نہووے سوائے فرقہ بدعتیہ وہابیہ کہ اہل سنت جماعت کے اعمال صالحہ کو تو فقط اس وجہ سے کہ زمانہ ثلاثہ ہین بحیثیت کذائیہ موجود نتہی بدعت وضلالت کہا جاوے اور اسکا وجود لبعد زمانہ ثلاثہ کے بہی نہوا اب بہی جائز بنایا جاوے اور موافق نص کے اسکو کہا جاوے اسلئے بعض منعقدون اپنی استوار اسکا

ارتکاب ہوگیا ہو وہی دلیل شرعی انکی واسطے کافی وافی ہے نعوذ باللہ من ذالک اور یہہ بھی واضح ہووے کہ جامع براہین نے
اثبات اخوت مین اسلام وایمان کی بھی شرط نہین لگائی آیا انما انا بشر مثلکم سے یہ فائدہ نکال چکے ہین کہ اولاد آدم
ہونا علت اخوت ہی جس نے آپ کو بوجہ بنی آدم ہونے کے بہائی کہا موافق نص کے کہا اس تقریر سے معلوم ہوا
کہ جسقدر قومین شریف ورذیل کافر و مومن دنیا مین ہین معاذ اللہ گویا وہ سب بہائی ہین پس تقریر کے موافق گویا آپنے
اون سب بہائیون کے دیدار کی تمنا اس حدیث مین بیان فرمائی کہ اناقد راینا اخواننا توبہ توبہ استغفر اللہ اور اگر
یہہ لوگ اس حدیث سے کفار و مشرکین وغیرہم کو خارج فرماوینگے تو ہم کہینگے اسیطرح تم بھی اس حدیث سے خارج ہو
کیونکہ اس حدیث مین اونہی لوگون کو بہائی فرمایا ہے جو باعث نور عرفان و تجلی ایمان و ہدایت عام وارشاد تام اس قابل
ہین کہ اونکے دیکھنے کی تمنا کیجائے من الصدیقین والشہداء والصالحین پہر ایسے اُمتی لوگون نے تو آپ کو
بہائی کہا نہین اور آنحضرت صلعم کو آپنے بہائی بنانے مین منازعہ نہ کیا تیرا صدی کے لوگون فرقہ وہابیہ کے کہنے سے
کیا ہوتا ہے اور صاحب انوار نے تو تشنیع اسبات پر کی تہی کہ ذلیل ذلیل آپ صلعم کو اپنا بہائی کہہ رہا ہو چنانچہ عبارت صاحب انوار
ساطعہ صاف یہ مضمون ادا کر رہی ہے بشرطیکہ کوئی نور بصیرت والا اوسکو دیکھے وہ عبارت یہہ ہو (اس زمانہ مین ایک دنی سا
آدمی ہے کہ وہ یہہ کہہ رہا ہے رسول اللہ میرے بہائی ہین) افسوس معاندین کے حال پر کہ مغز کلام صاحب انوار تک
ذرہ بہر نہ پہنچے قلم یا وہ گوئی پر اوٹہا کر جو چاہا لکہنے لگے **ع** چشم بد اندیش کہ برکندہ باد + عیب نماید ہنرش
درنظر + پس جامع براہین پر لازم تہا کہ ایسے دلیل بیان کرتا جس سے یہہ واضح ہو جاتا کہ ذلیل ذلیل آدمی آنحضرت
صلعم کو بہائی کہے تو جائز ہے اور حدیث مذکور مین جس سے آنحضرت صلعم کو بہائی فرمانا ثابت ہی اوسکا شمول ذلیل ذلیل
آدمیون کو نہین ہے چنانچہ معلوم ہوا کہ جو شرعًا ذلیل ہون مانند فرقہ نجدیہ کے اون کے رویت کی تمنا آپ نے
نہین فرمائی پس اونکو بہائی واخوانا بھی نہین فرمایا پس اس حدیث سے مقصود حاصل جامع براہین کا کہ وہ رد قول صاحب
انوار ہے نہوا اور ذلیل آدمی کا بہائی فرمانا ثابت نہوا **ثالثًا** اگر یہ تمہارا مضمون معاذ اللہ انما انا بشر مثلکم کہ سب آدمی
خواہ صالح خواہ فاجر خواہ کافر سب آپکے بہائی ہین اور آپ نے اون سب کے دیکھنے کی آرزو فرمائے ہی معاذ اللہ
بطور تنزل وفرض محال تسلیم بھی کیا جاوے تب بھی تمہاری حجت پوری نہین ہوتی کہ تمکو اپنے مُنہ سے یہ کہنا جائز ہو جائے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے بہائی ہین اسلئے کہ آپ نے اگر امتیونکو بہائی فرمایا تو وہ تواضع و فروتنی اور کسر نفسی سے
فرمایا ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے باب عشرۃ النساء مین ایک حدیث ہی کہ آنحضرت صلعم کو اونٹ نے سجدہ کیا مہاجرین
وانصار صحابہؓ موجود تہے اونہون نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپکو جانور اور درخت سجدہ کرتے ہین پہر ہم تو اونسے
زیادہ مستحق ہین کہ آپ کو سجدہ کرین ارشاد فرمایا اعبدوا ربکم اکرموا اخاکم یعنے عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو

اپنے بہائی کی صاحب مجمع البحار اس حدیث کی شرح مین لکھتے ہین اراد نفسہ صلی اللہ علیہ وسلم ھضماً لنفسہٖ اور شیخ عبد الحق
دہلوی بہی تحت حدیث اکرموا اخاکم کے فرماتے ہین اپنے شرح مشکوٰۃ لمعات میں یرید نفسہ الکریمۃ تواضعاً وتنبیہاً
علی انہم بشر مثلہم فی عدم جواز السجدۃ والعبادۃ لہ انتہی یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
لفظ بہائی سے مراد اپنے ذات مبارک رکھی ہے اور یہہ لفظ اپنی نسبت آپنی واسطے کسر نفسی کے فرمایا ہضم کے معنے
عربی مین توڑنا ہے چنانچہ منتخب اللغات وغیرہ مین موجود ہے پس آپ نے اپنی ذات مبارک کو جو بہائی قرار دیا اوسکا
شارحین حدیث لکھتے ہین کہ آپ نے اپنے نفس کو توڑا جو لفظ کم درجہ بولا اب دانایان اسرار سمجھین کہ آپ نے
اوسوقت اکرموا اخاکم صحابہؓ کو خطاب فرمایا تہا کہ اونمین وہ بہی تہے جو آپ کے نسب شریف مین شریک تہے
باعتبار اشتراک نسب بہی اونکو بہائی کہدینا بجا تہا لیکن اونکے بہائی کہدینے کو تم سُن چکے کہ صاحب مجمع البحار وغیرہ
محدثین محمول تواضع اور کسر نفسی پر کر رہے ہین پہر افسوس ان بے انصافون کے حال پر کہ باوجود اپنی حالت روی
وذلیل ہونیکے آنحضرت صلعم کو بہائی لکہکر اپنے منہ سے کسر شان عالی آنحضرت صلعم کے کرتے ہین اور یہہ ہم اوپر تحقیق
کر چکے کہ کوئی عظیم القدر اگر اپنے منہ سے اپنی نسبت کلمہ کسر نفسی کا کہے تو وہ حسن اخلاق مین داخل ہے دوسرونکو
جائز نہین کہ کسر شان کا کلمہ اوس ذیشان کی نسبت کہا کرے جامع براہین اپنے آپکو احقر الناس بعض جگہہ لکہتا ہے اوسکے
مرید وچیلہ ومعتقد وشاگرد وغیرہم ماتحت اس کلمہ کو اوسکے حق مین کسر نفسی کا کلمہ قرار دیتے ہین اور وہ ماتحت لوگ جامع
براہین کو یہہ کیون نہین کہتے کہ جامع براہین ہمارے پیر واستاد احقر الناس ہین اگر ایسے کلمہ سے کوئی جامع براہین کو تعبیر
کرے اور خطاب کرے یا خط مین لکہے تو جامع براہین ودیگر لوگ تمام اوس شخص کو بے ادب وگستاخ قرار دینگے
اور یہہ کوئی نہ کہیگا کہ جامع براہین نے خود اپنے آپ کو یہہ لکہا ہے پس اسیطرح یہان جان لینا چاہئے کہ گو آنحضرت صلعم
بطور کسر نفسی کے خود کو بہائی فرماوین لیکن دوسرون کو یہہ کلمہ کہنا اور اپنا بہائی بتانا درست وجائز نہین ہے
بلکہ وہ کہنے والا بے ادب وگستاخ ہے ہان جسکے دلمین آنحضرت صلعم کی عظمت نہین ہے اور رسول مقبول صلعم کے
توقیر سے وہ خالی ہے تو وہ ایسے کلمات جس سے کسر شان آنحضرت صلعم ہو کہنا درست قرار دیگا اور تاویلات
بعیدہ سے اوسکو جائز بنادیگا اور منصفین اذکیا تو جانتے ہین کہ یہہ تاویلات پیش نہین چل سکتے ہین شفاء قاضی
عیاض وشرحہ للملا علی قاری مین ہے کہ ابن حاتم منفقہ نے آنحضرت صلعم کو یتیم وختن حیدرہ مناظرہ کے درمیان
کہدیا تہا اور آنحضرت صلعم کا زہد قصداً نہ تہا طیبات پر قدرت ہوتی تو آپ کہاتے فقہائی اندلس رح نے ابن حاتم
مذکور کے قتل کا فتوی دیا اسواسطے کہ یہہ احتقار آنحضرت صلعم کا اوسنے کیا تہا چنانچہ بعض عبارت شرح ومتن کی
لکہی جاتی ہے وافتی فقہاء الاندلس بقتل ابن حاتم المنفقہ الطلیطلی وصلبہ بما شہد علیہ بہ من استخفاف

بحق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولعل تفسیرہ قولہ وتسمیتہ ایاہ اثناء مناظرتہ بالیتیم وختن حیدرہ وزعمہ ان
زھد علیہ الصلوٰۃ والسلام لم یکن قصدا ولو قدر علی الطیبات اکلھا انتہی مختصرا اور اوسی کتاب مین یہی
ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ کے حق مین کلام قبیح کہا جب کسے دیندار نے اوسکو جھڑکا کہدیا کہ رسول اللہ سے
مراد مین نے عقرب یعنے بچھو لی ہے کہ وہ بچھو بھی خدائے تعالے کے پاس سے بھیجا گیا ہے اور مخلوق پر مسلط کیا گیا ہی
یعنے اوسنے رسالت عرفیہ کی تاویل ساتھہ رسالت لغویہ کے کی تو یہہ تاویل اوسکی مقبول نہو ئی اسلئے کہ صریح لفظ
مین ادعاء تاویل مقبول نہین ہے اسلئے کہ یہہ حقارت کرنا و استخفاف ہی اور قائل اسکا غیر معزز و مبجل و غیر معظم شان نبی کا ہی
پس اباحت اوسکے دم کی واجب ہے عبارت بقدر حاجت شفاء و شرح شفا یہہ ہے (وقال) ای ابن ابی سلیمٰن (فی
رجل قیل لہ) ای ردا لما قالہ لا وحق رسول اللہ قال فعل اللہ برسول اللہ کذا وکذا وذکر کلاما قبیحا) ای لا
ینبغی ان یذکر صریحا (فقیل لہ) انکارا علیہ (ما تقول یا عدو اللہ فی حق رسول اللہ فقال
اشد) ای کلاما اقبح (من کلامہ الاول ثم قال انما اردت برسول اللہ العقرب) فانہ ارسل من
عند الحق وسلط علی الخلق تاویلا للرسالۃ العرفیۃ بالارادۃ اللغویۃ وھو مردود بعند القواعد الشرعیۃ
(فقال ابن ابی سلیمٰن للذی سالہ یرید فی قتلہ وثواب ذلک قال حبیب بن الربیع لان ادعاء التاویل
فی لفظ صراح) معناہ خالص لا لبس فیہ ولا قرینۃ تنافیہ فیکون دعوی مجردۃ خالیۃ عن علامۃ
(لا یقبل) ای ادعاوہ لانہ امتہان) ای احتقار لہ صلی اللہ علیہ وسلم (وھو) ای والحال ان صاحب
ھذا المقال (غیر معزز) ای غیر مبجل (لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ولا موقر لہ) ای ولا معظم بشانہ حیث غیر وصفہ
الخالص بہ واراد بہ حیوانا اسمّو مھانتہ (فوجب اباحۃ دمہ لتقصیرہ فی توقیرہ وقد قال تعالے لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ
انتہی مختصرا اس سے واضح ہے کہ معنے عرفی کے خلاف بلا قرینہ و علامت کے معنے لغوی مراد بطور تاویل لینا
مقبول نہین اور تعظیم و توقیر مین تقصیر کرنیکے سبب سے اباحۃ دم واجب ہی اسمین کوئی شبہ نہین ہی کہ آنحضرت صلعم کو
ادنی کا بھائی بنانا آپ کی حقارت ہے اور تقصیر ظاہر ہے آپکی تعظیم و توقیر مین اب منصفین انصاف کرین کہ جامع براہین کا
یہ کلام کس درجہ کا قبیح و نامناسب ہی رابعًا یہ کہ یہہ کیا ضرور ہے جو الفاظ نص کتاب و حدیث مین ہون اون کا
تلفظ علی العموم سبکو جائز ہو حضرت آدم علیہ السلام نے خود کہا ربنا ظلمنا لکن دوسرا آدمی اونکو کہے کہ اونھون نے
ظلم کیا تھا تو جائز نہین ہے اللہ تعالی نے اونکو فرمایا ہے عصی ادم ربہ فغوی ہر آدمی مجاز نہین کہ آدم علیہ السلام کو
نافرمان غاوی بہکا ہوا نعوذ باللہ من ذلک کہے اسیطرح حضرت یونس علیہ السلام نے کہا انی کنت من الظالمین
ہر آدمی اونکو کہنے لگے وہ ظالمین مین سے تھے جائز نہین بناء علیہ اگر آپ نے اپنی زبان مبارک سے براہ اشفاق

اپنے مرتبہ تنزل عالی فرماکر لفظ اخوت فرمادیا تو اُمتیون کو کب لازم ہے بلکہ کب درست ہی کہ یہہ بھی وہی کلمہ تنزل اپنے
مُنہ سے جاری کرین کہ ہم تو موافق نص کے کہتے ہین اور طرفہ ماجرا یہہ ہی کہ یہہ نص کہان وارد ہے کہ اے اُمتیو
تم بھی بہائی کہا کیجو صیغہ امر موجود نہین پھر موافق نص کہان ہوا نص ہین تو فقط اسیقدر ہی کہ آنحضرت صلعم نے
ہمارے بہائی فرمایا ہے اور اوپر معلوم ہوچکا ہی کہ یہہ بطور کسر نفسی و براہ اشفاق فرمایا ہے پس موافق نص کے
یہ ہوتا ہے کہ اسطرح کہا جاوے کہ آنحضرت صلعم نے بطور کسر نفسی و براہ اشفاق بہائی فرمایا ہی موافق نص کے
ہرگز نہین ہے کہ ادنی ادنی آنحضرت صلعم کو بہائی کہے تو درست ہی این ہذا من ذلک ع ببین تفاوت رہ از کجا
است تا بکجا ٭ خدائے تعالی انکو راہ راست دکھاوے کہ ایسے اولٹے معنے حدیث و قرآن کے کرکے ضلال
و اضلال کے مرتکب نہووین **خامسًا** یہہ کہ صاحب انوار کے کلام مین نہ نفی بشریت کا ذکر ہے نہ نفی اخوت کا
البتہ ممنوع ہونا اطلاق لفظ اخوت کا بباعث نقص ایہام موجود ہے اور یہہ بات اولی الالباب سے مخفی نہین ہے
کہ بہت سے ایسے لفظ ہوتے ہین جو فی نفسہ کسی وجہ سے صحیح ہوتے ہین لیکن ایک وجہ ایہام اونہین ایسی لگجاتی ہی
کہ بُرے معنے بھی اونمین نکلنے لگتے ہین اوس وجہ سے بولنا اون الفاظ کا قطعًا منع ہوجاتا ہے شرعًا جیسا کہ صحابہؓ
آنحضرت صلی اللہ کی خدمت مین یہ کلمہ عرض کیا کرتے تھے (راعنا) یعنے آپ متوجہ ہوجیئے ہمارے طرف لیکن چونکہ
یہود بھی یہ کلمہ کہا کرتے تھے اور وہ اپنی شرارت و خبث نفس کے باعث اس لفظ کے احمق کے معنے لیتے تھے معاذ اللہ
بناءً علیہ صحابہؓ کو روک دیا گیا کہ (لاتقولوا راعنا وقولوا انظرنا) یعنے مت کہو تم راعنا و قولوا انظرنا ہر چند صحابہ جو معنے
سمجھکر کہتے تھے وہ صحیح تھے لیکن ایہام یعنے وہ معنے یہودانی نکل سکتے تھے اور یہود کیواسطے یہہ ذریعہ بُرا کہنے کا تھا
بناءً علیہ جناب رسالت مآب کے حضور مین اوس کلمہ کا بولنا حق سبحانہ نے پسند نفرمایا اور آیت ممانعت نازل فرماوی
جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے چنانچہ تفسیر عزیزی مین یہ قصہ مذکور ہے اور تفسیر کبیر مین سات وجہ اسکے عدم جواز کے دیگئے
ہین چوتھی وجہ یہہ لکہی ہے کہ یہ لفظ موہم مساوات درمیان مخاطبین کی ہے اسلئے خدای تعالی نے منع فرمایا اور بیان کیا
کہ تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطاب مین کرنا ضرور ہے لقولہ تعالی لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم الایہ عبارت
یہہ ہے والرابع ان قولہ راعنا مفاعلۃ من الرعی بین اثنین فکان ھذا اللفظ موھما للمساواۃ بین
المتخاطبین کانھم قالوا ارعنا سمعک لنرعیک اسماعنا فنہاھم اللہ تعالی عنہ وبین ان لابد من تعظیم
الرسول فی المخاطبۃ علی ماقالوا لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضًا انتہی اس سے واضح ہی کہ ایہام
امر ناجائز سے بھی عدم جواز آجاتا ہے بلکہ تفسیر کبیر سے لائح ہے خطاب مین ایہام مساوات کے سبب سے اس قول سے
منع فرمایا یہی بعینہ صاحب انوار ساطعہ نے کہا کہ ایہام مساوات کے سبب سے بہائی آنحضرت صلعم کو ادنی ادنی کا

بتانا منع ہوا اور اسکو خود مولوی رشید احمد صاحب بھی لطائف رشیدیہ مطبوعہ مطبع گلزار احمدی مراد آبادی صفحہ ۲۹ مکتوب دہم مین دیکھو لکھتے ہین اور اسی صفحہ مین ایک مضمون دوسرا آپ لکھے لکھہ رہے ہین وہ یہہ ہے (صحابہ کا پکار کر بولنا مجلس شریف آنحضرت صلعم مین ہرگز بوجہ اذیت وگستاخی معاذاللہ نہ تہا بلکہ حسب عادت وطبع تہا لیکن چونکہ اذیت وبے اعتنائی شان والا کا اوسمین ایہام تہا یہہ حکم ہوا یا ایہا الذین امنوا لاترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی ولاتجہروا لہ بالقول کجہر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لاتشعرون کیا صاف حکم ہے کہ اگرچہ تمہارا مقصد گستاخی نہین مگر اس فعل سے حبط اعمال تمہارے ہوجاوین گے اور تمکو خبر بھی نہوگی انتہی کلامہ اور جامع براہین اپنے براہین قاطعہ صفحہ ۲۱۲ مین مجرد ایہام منع کو دلیل منع بیان کرتے ہین اور اسپر دو عبارتین درمختار اور ردالمحتار سے نقل کی ہین ردمجرد ایہام اللفظ مالایجوز کاف فی المنع کما قدمناہ انتہی دوسری عبارت یہہ ہے ران مجرد ایہام اللفظ المعنی المحال کاف فی المنع من التلفظ بہذا الکلام وان احتمل معنے صحیحا ولذا علل المشائخ بقولھم لانہ یوھم ونظیرہ ما قال فی انا مومن انشاءاللہ تعالی فانہم کرھوا ذلک وان قصد التبرک دون التعلیق لما فیہ من الایہام کما قررہ التفتازانی وابن الہمام انتہی پہر صاحب انوار ساطعہ ایہام منع و مانع محال کے سبب سے لفظ بہائی کا آنحضرت صلعم کی شان مین بولنا اور یہہ کہنا ادنی ادنی کا کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین ناجائز کہتے ہین بڑے افسوس کی بات ہے کہ خود جامع براہین ایہام منع و معنے محال کو وجہ عدم جواز بتاتے ہین اور یہی وجہ صاحب انوار بیان کذارتے ہین اور فی الواقع یہ وجہ یہان بھی موجود ہے اور جامع براہین یہان عدم جواز اس قول ادنی ادنی کو کہ (رسول اللہ میرے بہائی ہین) قبول نہین کرتے اور اپنے لکھے ہوئے کو یاد نہین رکھتے مثل مشہور ہے (دروغ گورا حافظہ نباشد) بلکہ قول مذکور مین (کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین) او عاء رسالت کا وہم بمقتضائے اس قاعدہ کے کہ اوسکو جامع براہین نے براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۶ مین لکھا ہے کہ (مشتق مین مشتق منہ علت حکم کے ہوتا ہے) ہونا ضرور ہے کیونکہ لفظ رسول مشتق ہے رسالت سے اور رسول اللہ پر جو حکم قائل مذکور کرتا ہے کہ میرے بہائی ہین بسبب قاعدہ مذکورہ مسلمہ جامع براہین اسکے علت رسالت ہوگی پس قائل نے شرکت فی الرسالۃ کے سبب سے یہہ حکم کیا اگرچہ اوسکی نیت نہووے لکن لفظ تو اسکا موہم ہے پس ایہام ادعاء رسالت ثابت ہوا اور یہہ لفظ قائل کا موہم معنے محال کو ہوا پس عدم جواز اسکا واضح ہوا اور اسمین یہ تاویل کہ وہ بسبب مساوات فی البشریۃ کے بہائی کہتا ہے مع ان المساواۃ فی البشریۃ غیر مسلم رافع اس ایہام کی نہین ہے اور ایہام کیواسطے نیت قائل وارادہ قلبی اوسکا ضرور نہین ہے اور اگر رسالت سے قطع نظر کرے وہ قائل تب بھی اوسکو مفید نہین اور قطع نظر کرنا ایہام لفظ کا دافع نہین ہے اور نیز مساوی سمجہنا آنحضرت صلعم کو گھٹانا شان عالی رسالت ومحبوبیت وخاتمیت کا ہے اور سخت گستاخی ہے اگرچہ بہائی کہنے والا ارادہ گستاخی کا نہ کرے لیکن ایہام گستاخی موجود ہے مبادا اوسکے اعمال حبط ہوجاوین اور اوسکو

خیر نہووے جیسا کہ مسئلہ رفع اصوات میں حکم تسلیم کیا ہوا مولوی رشید احمد صاحب کا گذر چکا ہو پس یہ تاویل کہ وہ شرف و تقرب میں مساوات نہیں جانتا جو جامع براہین کی ہے اوس سے صاحب انوار کو کچہ ضرر و صاحب براہین کو کچہہ فائدہ نہیں ہوا اور مساوات ثابت کرنا بشریت میں وہ بھی لغو ہا ساعۃ فساعۃ یہ کہ بعض احکام شرعیہ بہ تبدل زمانہ بدل جاتے ہیں چنانچہ یہ مضمون خود جامع براہین کا تسلیم کیا ہوا ہے صـ۱۳ براہین میں موجود ہے پس جائز ہو کہ بھائی کا لفظ اول زمانہ میں ایسا نہووے جیسا اب ہے اس زمانہ میں یہ لفظ اکابر کی نسبت بولنا اونکی سخت گستاخی و بے توقیری میں شامل ہے مثلاً پیر یا استاد یا آقا عالی رتبہ جیسا بادشاہ کو مرید و شاگرد و نوکر و رعیت بھائی کہے تو عرفا اوس قائل کو غیر مہذب و گستاخ و بیباک تمام لوگ کہیں گے اور اوسکا یہ عذر کہ میں بسبب اولاد آدم ہونیکے بھائی کہتا ہوں کوئی قبول نہ کریگا اور جنکو یہ کلمہ کہا ہے کہ وہ پیر اوستاد و بادشاہ ہیں اونکو بھی یہ کہنا نہایت درجہ کا ناگوار خاطر ہوگا اور در مختار کے باب وصیت الاقارب وغیرہ میں ہے قیل من قال للوالد قریب نہو عاق انتہی جو شخص اپنے باپ کو قریب کہے تو عاق ہے اسکے تحت میں رد المحتار میں ہے قال فی المعراج لان الخبر من سمی والدہ قریبا عق وقد عطف الاقربین علی الوالدین فی قولہ تعالیٰ الوصیۃ للوالدین والاقربین والعطف یقتضی علی غیرہ حقیقۃ وعرف ان القریب فی لسان الناس من یتقرب الی غیرہ بواسطۃ کذا فی المبسوط والوالدان والولد یتقربان بلا واسطۃ انتہی اسمیں اوسنے اصح و لائح ہو کہ قریب لوگوں کی زبان میں اوسکو کہتے ہیں جو بواسطہ قریب ہووے اور باپ سے قرابت بیٹی کی بواسطہ نہیں ہے بلکہ بلا واسطہ قرابت ہو اسلئے کہ باپ کو قریب کہنے سے عاق ہو جاتا ہو اور بھائی کو قرابت بھائی سے بواسطہ ماں و باپ کے ہو پس بھائی ہی قریب ہوا اور لفظ بھائی کا ہو دلالت واضحہ کرتا ہو اسپر کہ بواسطہ قرابت ہو نہ بلا واسطہ اور قریب جو بواسطہ قرابت رکھتا ہو اوسکے کہنے سے باپ کے حق میں عاق ہو جاتا ہے تو باپ کو بھائی کہنے سے بھی عاق و نافرمان ہوگا پس جب استاذ و پیر و بادشاہ کو بھائی کہدینا شاگرد و پیر و نوکر و رعیت کا گستاخی و بے ادبی ہے عرفاً اور باپ کو قریب و بھائی کہدینا عاق ہوتا ہے شرعاً تو بہ نسبت اوس ذات عالی شان کے جنکا رتبہ بعد خدای تعالیٰ کے ہو ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر + بھائی کہدینا بطریق اولیٰ گستاخی و بے ادبی و بے باکی و خلاف شرع کے ہو اس تحقیق سے سیری نہیں ہوئی تو لیجئے خدای تعالیٰ نے قرآن شریف میں بہت جگہہ پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو تعلیم فرمایا ہو قولہ تعالیٰ علم آدم الاسماء وقولہ تعالیٰ علم الانسان مالم یعلم وقولہ تعالیٰ وعلمک مالم تکن تعلم اور بہت سے آیات اس طرح کے ہیں ان تمام آیات سے واضح و لائح ہوتا ہے کہ موافق نص خدائی تعالیٰ کو معلم کہنا جائز ہووے کیونکہ مادہ تعلیم خدای تعالیٰ میں موجود ہوا تو اوسکا مشتق جو معلم ہو ضرور اوسپر صادق ہونا چاہئے جیسے کلام و ترزیق و تخلیق و احیاء وغیرہ کے قیام کے سبب سے متکلم و رازق و خالق و محی وغیرہا اوسکو کہنا جائز ہے اور حالانکہ علماء ربانی نے خدای تعالیٰ کو

معلم کہنے سے منع فرمایا ہے چنانچہ تفسیر بیضاوی میں ہے لم یصح اطلاق المعلم علیہ لاختصاصہ
بمن یحترف انتہی یعنے خدا تعالی کو معلم کہنا درست نہیں کیونکہ لفظ معلم خاص ہوگیا ہے پیشہ وروں کے
ساتھہ جو کہ بچونکو پڑہاتے ہیں پس مبتذل ہوگیا یہ لفظ عرف عام میں بنا بر علیہ بولنا اس کا جناب باری تعالی پر
سوء ادب ٹھہرا اسیطرح فتاوی عالمگیریہ میں ہے کہ کسی شخص نے کہا کہ جب آدم زمین پر آئے تب
اونہوں نے کپڑا بنا تہا پس ہم سب جولاہے کے بچے ٹھہرے یہ کلمہ کہنا اوس شخص کا کفر ہے انتہی مترجمہ
ملخصاً اب دیکھیئے آدم علیہ السلام نے کپڑا بنا تہا اور جولاہے کا کام بھی کپڑا بننا ہوتا ہے اور جولاہہ آدمی ہی
ہوتا ہے کوئی کلب و خنزیر نہیں ہوتا نعوذ باللہ من ذالک بنا بر علیہ بولنا اس لفظ کا آدم علیہ السلام پر ہرگز
عقل کے خلاف نہ تہا لیکن چونکہ عرف عام میں جولاہہ نظروں میں ایک گرا ہوا اور کم وقعت ہے صرف اس بات سے اطلاق
لفظ جولاہہ کا آدم علیہ السلام پر درست نہوا ان نظیروں سے ثابت ہوگیا کہ جو لفظ عرف عام میں ایسا ہوجاوے کہ ہرگز
شرف و منزلت پر دلالت نکرے بولنا اوسکا صاحب شرف و منزلت پر درست نہیں ہے فَانْتَبِهُوْا
یٰاَیُّهَا الْغٰفِلُوْنَ **سابعًا** واجب و لازم فرمائے اللہ تعالی نے ہمپر تعظیم و توقیر نبی کریم صلی
علیہ وسلم کی چند آیات قرآنی سے انہیں سے ایک آیت ہے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ کلمہ اولی کی تفسیر
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما ذیہ فرماتے ہیں ای تُجِلُّوْهُ مشتق اجلال سے ہے یعنے جلال حضرت صلعم کا
ثابت ظاہر کرو اور کہا مبرد نے اسکی تفسیر میں ای تبالغوا فی تعظیمہ یعنی مبالغہ کرو آنحضرت صلعم کی
تعظیم میں اور ایک قرائت اس لفظ کی زا معجمہ کے ساتھہ بھی ہے مشتق عز سے ای تعززوہ یعنی عزیز رکھو تم
انکو یہ بیان شفاء قاضی عیاض میں موجود ہے اسکی شرح میں ملا علی قاری صاحب فرماتے ہیں کہ لفظ تعززوہا
دو زا کے ساتہہ مجرد اس کا عز بمعنے شدت و قوت کے ہے جیسا کہ خدا تعالی اسی معنی میں فرماتا ہے
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ تخفیف و تشدید کے ساتہہ اور اس جگہہ یعنی تعززوہ میں تعزیز کیطرف منقول ہوا ہے
جو باب تفعیل سے مبالغہ و تکثیر کیواسطے اس بیان ملا علی قاری صاحب سے واضح ہے کہ معنی تعززوہ کے یہ ہوئے
کہ بہت عزیز رکھو آنحضرت صلعم کو اور آیت کریمہ کا کلمۂ ثانیہ یعنے توقروہ خود ظاہر ہے کہ مشتق
توقیر سے ہے یعنے ادب رکھو آنحضرت کا اور تعظیم کرو اور یہ وجوہ مذکورۃ الصدر میں معلوم ہوچکا
ہو کہ بہائی کا لفظ موافق عرف عام کے ایک کلمہ مساوات ہے اور مساوات کو تعظیم سے منافات ہے بنا بر علیہ
بہائی کہنا مخالف اوس نص کے ہوگیا جو تعظیم کیلئے وارد ہوئی ہے پس جامع براہین
کو چاہیئے کہ خواب خرگوش سے بیدار ہو کر اوس عقیدہ سے ہاتھ اوٹہاوے کہ ادنی ادنی آدمی جو رسول مقبول

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھائی لکھتے پھرتے ہیں کبھی انکو موافق نص نہ کہیے اس سے خود بھی توبہ کرے اوسکو بھی توبہ کرائے اور آیندہ کو ہمیشہ کہا کرے کہ بھائی کہنا مخالف نص تعظیمی کے ہے **قولہ** پس اخوت بوجہ اولاد آدم ہونیکے کہنا اور یہی وجہ قائل کی ہے موافق قرآن و حدیث کی ہوا **قول** جامع براہین نے قرآن شریف کی آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ لکھے اور حدیث وَدِدْتُ اِنِّي قَدْ رَاَيْتُ اِخْوَانِي لکھی بھائی کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ آیت سے ثابت نہ حدیث سے آیت میں لفظ بشر ہے اخ نہیں اور بشر کو یہ ضرور نہیں کہ بھائی ہوا کرے جایز ہے کہ بادشاہ و حاکم و پیر و استاد و باپ ہو جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ باعتبار جسم و ظاہر کے انبیا علیہ السلام بشر ہیں نہ حسب باطن کے اور یہہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے میں نہیں ہوں مانند صفت و ماہیت تمہاری کے چنانچہ بھی تفسیر لست کھیئتکم کی ملا علی قاری سے گذر چکی ہے اور یہ بھی معلوم ہو چکا کہ یہ بطور کسر نفسی کے حکم ہوا تھا اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ اوس سے یہ ہرگز معلوم نہیں ہوتا کہ دوسرا کوئی آنحضرت صلعم کو کہے کہ میرے بھائی ہیں تو جایز ہے پس لفظ بشر منصوص فی القران سے مقصود جامع براہین ہرگز حاصل نہیں ہوا اور لفظ مثلکم سے اگر جامع براہین ثابت کرنا چاہیے تو لفظ مثل سے بھی اخوت کا ثبوت ہرگز نہیں ہو سکتا ہے مماثلت بین الشیئین مستلزم اخوت کو نہیں ہے مماثلت فقط اشتراک ہے کہ کسی امر خارجی میں بھی ہووے تو ثابت ہو جاتی ہے دیکھو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے مَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا طَائِرٍ يَطِيرُ بِجَنَاحَيْهِ اِلَّا اُمَمٌ اَمْثَالُكُمْ اس آیت میں خدا تعالیٰ نے تمام جانوروں اور پرندوں کو مثل تمہارے فرمایا ہے اسمیں خنزیر وغیرہ سبھی ہیں پس جو شخص مماثلت کو مستلزم اخوت کا جانے تو خود کو بھائی خنزیر کا ہونا بھی قبول کرے اور علما تو اس آیت میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت جانتے ہیں اور آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں بھی امور خارجیہ میں مماثلت فرماتے ہیں چنانچہ تفسیر کبیر آیت وَمَا مِنْ دَابَّةٍ کی تحت میں مماثلت کے باب میں سات قول نقل کیے اول قول منقول ابن عباس رضی اللہ سے ہے کہ جانور مماثل تمہارے یعنی انسان اور بشر کے اس امر میں ہیں کہ معرفت و توحید و تسبیح و تحمید مانند انسان و بشر کے ان سے بھی صادر ہوتی ہے اس قول کی طرف طایفہ عظیمہ مفسرین کا گیا ہے عبارت تفسیر یہہ ہے الاول نقل الواحدی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انہ قال یرید یعرفوننی ویوحدوننی ویسبحوننی ویحمدوننی والی هذا القول ذهب طائفة عظيمة من المفسرين الخ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ جانور مثل تمہارے امت و جماعت و مخلوق ہوتے ہیں کہ بعض بعض کے مشابہ ہے بعض بعض سے انس پکڑتا ہے اور بعض بعض سے جدا ہوتا ہے مانند انسان کے عبارت یہہ ہے والقول الثانی المراد الامم امثالکم کونہا امما وجماعات وفی

کونہا مخلوقة بحیث یشبه بعضہا بعض ویانس بعضہا ببعض فیتوالد بعضہا من بعد کالانسان الخ
اور **تیسرا** قول یہ ہے کہ اس امر مین مماثلت ہے کہ مانند انسان کے انکو بھی خدا تعالی نے پیدا کیا اور انکی تدبیر کی
اور انکے رزق کا کفیل ہوا عبارت یہ ہے القول الثالث المراد انہا امثالنا فی ان دبرہا وخلقہا وتکفل برزقہا
الخ **چوتھا** قول یہ ہے کہ جسطرح خدا تعالی نے کتاب یعنی لوح محفوظ مین بشر کے حالات عمر و رزق و اجل و سعادت
و شقاوت کا احصا کیا ہے ایسے ہی یہ تمام حالات حیوانات کی احصا رکہے ہین **پانچوان** قول یہ ہے کہ
مماثلت اسمین ہے کہ مانند انسان کے حشر حیوانات کا اور ان کے حقوق کا پہونچانا ہوگا عبارت یہ ہے القول الخامس
اراد تعالے انہا امثالنا فی انہا تحشر یوم القیمة یوصل الیہا حقوقہا الخ **چھٹا** قول یہ ہے کہ کفار نے
آنحضرت صلعم سے معجزات طلب کئے تہے اسکے جواب مین خدا تعالی نے بیان فرمایا کہ خدا تعالی کی عنایت
عام حیوانات پر ایسے ہی ہے جیسے انسان پر پس جس ذات کا رحم و فضل ایسا ہے کہ بخل حیوانات کے ساتھ بھی رحمت
و فضل کرنے مین اوسکو نہین ہے تو وہ رحمت و فضل کرنے مین انسان کے ساتھ بطریق اولی بخل نکریگا
پس معجزہ مطلوبہ ظاہر نکرنا نہین طلب کرنے والون کے واسطے مصلحت ہے اور اسکے اظہار مین اونکا ضرر
ہے عبارت یہ ہے القول السادس ما اخترناہ فی نظم الآیہ وھو ان الکفار طلبوا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الاتیان بالمعجزات القاہرة الظاہرة فبین تعالی ان عنایتہ وصلت الی جمیع الحیوانات کما وصلت
الی الانسان ومن بلغت رحمتہ وفضلہ الی حیث لایبخل بہ علی البہائم ثم کان بان لایبخل بہ علی الانسان
اولی فدل منع اللہ من اظہار تلک المعجزات القاہرة علی انہ لا مصلحة لاولئک السائلین فی اظہارہا
وان اظہارہا علی وفق سواء ہم واقتراحہم یوجب عود الضرر العظیم الیہم اور قول **ساتوان** سفیان
بن عیینہ سے منقول ہے کہ اونہون نے بیان کیا کہ ہر آدمی کو مشابہت بعض حیوان سے ہے بعضے پیش قدمی مانند شیر کے
کرتے ہین بعض مانند بھیڑئے کے دوڑتے ہین بعضے مانند کتے کے آواز و نوحہ کرتے ہین بعض فعل مانند طاوس کے
کرتے ہین بعض مشابہ خنزیر کے ہین کہ وہ جسطرح طعام طیب نہین کہاتا ہے گندگی انسانکی کہاتا ہے
ایسے ہی اس کے مشابہ جو انسان ہے وہ پچاس باتین حکمت و علم کی نہین محفوظ رکہتا ہے اور کلمہ خطا اور برے کو
محفوظ رکہتا ہے ایک بار سنکر اور جسجگہ بیٹھتا ہے اوس بد کلمہ کو ذکر کرتا ہے عبارت یہ ہے القول
السادس ما رواہ ابو سلیمن الخطابی عن سفیان بن عیینة انہ لما قرأ ہذہ الآیة قال ما فی الارض آدمی الا وفیہ
شبہ من بعض البہائم فمنہم من یقدم اقدام الاسد ومنہم من یعدو عدو الذئب ومنہم من ینبح نباح الکلب
ومنہم من یتطوس کفعل الطاوس ومنہم من یشبہ الخنزیر فانہ لو القی الیہ الطعام الطیب ترکہ واذا

قام الرجل عن رجيعه ولغ فيه فكذلك نجد في الآدميين من لو سمع خمسين حكمة لم يحفظ
واحدة منها فان اخطئت مرة واحدة حفظها ولم يجلس مجلسا الا رواه عنه ثم قال فاعلم يا اخي انك انما
تعاشر البهائم والسباع فبالغ في الحذار ولا احتراز فهذا جملة ما قيل في هذا الموضع انتہی یہ تمام
ساتت **قول** علماء کا اس مماثلت کی بارہ میں ہیں درمیان انسان وحیوانات کی کسی سے یہ مفہوم نہیں کہ مماثلت
کو اخوت لازم ہووے اور یہ تمام امر خارج میں مماثلت کے ندا کرتے ہیں جس سے اخوت کو کچھ علاقہ نہیں ہے
اسیطرح آیت قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ہی کہ اسمین مماثلت سے مراد یہ ہی کہ جسطرح دوسرے لوگ کلمات
بے نہایت خدا تعالی کو احاطہ نہیں کر سکتے مین اسیطرح آنحضرت کو حکم ہوا کہ کہدو کہ مین اس امر مین مثل تمہارے
ہوں کلمات بے انتہا خدا تعالی کا احاطہ نہیں کر سکتا ہوں اور اس احاطہ مین مدعی نہیں ہوں چنانچہ
تفسیر بیضاوی میں ہے وسبب نزولها ان اليهود قالوا في كتابكم ومن يؤت الحكمة فقد اوتي خيرا
كثيرا وتقرؤن وما اوتيتم من العلم الا قليلا (قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ) لا ادعي الاحاطة على كلماته
يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ انما تميزت عنكم بذلك انتہی پس اس سے یہ ثابت ہوا کہ آنحضرت
صلعم کو کلمات بے غایات خدا تعالی کے احاطے کا دعوی نہیں ہے پس معنے نص کے تو یہی ہوئے اور یہی
موافق نص کے ہے اس پر دلالت کہاں ہے کہ آنحضرت صلعم کو یہ کہدینا درست ہے کہ آنحضرت صلعم سے بہائی
ہیں پس یہ ادعاء جامع براہین کا یہ کہ موافق قران کے ہے سراسر باطل ہے اور تفسیر بالرائے ایسی ہے حدیث
مین بھی جسکو جامع براہین نے پیش کیا ہی یہہ لفظ موجود نہیں جسکے معنی یہ ہوویں کہ آپنے امر فرمایا کہ تم
مجکو بہائی کہا کیجیو پھر موافق حدیث کے کہاں ہوا اور آپنے لفظ اخوان فرمایا وہ کسر نفسی سے تھا
جیساکہ مفصلاً اوپر مکرر ذکر کیا گیا ہی پھر اس کہنی کو کہ رسول اللہ میرے بہائی ہین موافق قرآن وحدیث کے
سمجھنا بڑی کمفہمی کی بات ہی بلکہ سراسر قرآن وحدیث پر افترای ہی **قولہ** اس پر طعن کرنا
قران وحدیث پر طعن ہے **اقول** چہ خوش اے حضرت یہ طعن سب آپکے جہل مرکب پر ہین
قرآن وحدیث کا نام لیکر ایسے موقع مین کیون دین کی اہانت کرتے ہو اپنی شرمندگی قران وحدیث
پر اتارتے ہو معاذ اللہ معاذ اللہ یاد رکھو قرآن ہمارا نور ایمان ہی اور حدیث حیات بخش روح وروان ہے
اس پر طعن کرنا کار اہل کفر وطغیان ہے **قولہ** آپکی ذات کو بشریت سے نکالکر جو اشرف المخلوقات
ہے کسی دوسرے نوع میں داخل کرنا محض گستاخی ہے اور ہتک شان رفیع آپکا ہے **اقول** یہ بات
تو ایسی ہے جیسے کوئی آدمی بخار کی ہذیان مین باتین کیا کرتا ہے جسکا کوئی سر ہوتا ہے نہ پاؤن اسلئے

کہ کلام صاحب انوار موجود ہی دیکہو آمین کب بشریت سے نکالکر معاذ اللہ معاذ اللہ دوسری نوع مین
داخل کیا ہے **قولہ** سو مولف کو ہنوز یہ بھی خبر نہین کہ قائل کی کیا مراد ہی **اقول** مولف یعنی صاحب
انوار بخوبی مراد قائل کی سمجھی ہوئی ہین لیکن چونکہ موقع ایہام ہین محققین قایل کی مراد سے قطع نظر
کرکے بباعث ایہام حکم عدم جواز دیتی ہین جیسا کہ اوپر لفظ راعنا و انظرنا اور دوسری تحقیقات گذر
چکی ہین بنا بر علیہ صاحب انوار نے قائل کی مراد کو حسب قوانین شرعیہ ساقط الاعتبار کرکے اطلاق
اخوت کو باعث ایہام منع کیا چنانچہ عبارت انکی بعینہ یہ ہے اس لفظ مین ایہام دعوی برابری حضرت
فخر الانبیاء کی ساتھ ہی معاذ اللہ انتہی کلامہ اب سخن فہمان ژرف نگاہ انصاف کی نظر سے ملاحظہ فرماوین
کہ مطلب کون نہین سمجہا صاحب انوار نے دریائے عمیق کے تہ مین پہونچکر گوہر حکم شرعی نکالکر اہل اسلام
کو ہدیہ کیا اور جامع براہین نے صرف سطحی نظر سے اوپر اوپر نصوص کو دیکہکر بلا تعمق نظر اہل اسلام
کو مغالطہ مین ڈالدیا پھر تماشہ یہہ ہے کہ اولٹا الزام کم فہمی کا صاحب انوار کو دیا جہل مرکب اسی کا نام ہے
کما قال ؎ آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند در جہل مرکب ابد الدہر بماند **قال** صاحب الانوار الساطعۃ
اب کس کس اختلاف کو بیان کیجئی ایک کہتا ہے وتر ایک پڑہو تین رکعت ضرور نہین **قال** جامع
البراھین القاطعۃ وتر کا ایک رکعت احادیث صحابہ مین موجود ہے اور عبد اللہ بن عمر اور
عباس رضی اللہ وغیرہ ہر صحابہ اوسکے مقر اور مالک و شافعی و احمد کا وہ مذہب پھر اس پر طعن کرنا مولف کا
ان سب پر طعن ہے کہو اب ایمان مولف کا کیا ٹھکانا جب آنکہہ بند کرکے ائمہ مجتہدین پر اور صحابہ
اور احادیث پر تشنیع کی پس یہ تحریر بجز جہل مرکب کے اور کیا وجہ رکہتی ہے معاذ اللہ **اقول**
سخن فہمان بالغ نظر براہین کا کلام جلا بھنا ہوا سنکر اسکے غیظ و عناد قلبی کو سمجھ گئے ہونگے کہ یہ شخص
عدل و انصاف کا ایک شمہ بھی نہین رکہتا ہے کلام صاحب انوار مین کونسا لفظ طعن کا ایسا ہے کہ جس سے
ایمان جاتا ہے معاذ اللہ واضح ہو کہ رسالہ انوار ساطعہ مین مناظرہ اپنی ہم عصرون سے ہے نہ امام شافعی
و مالک وغیرہما سے رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور یہ سبکو معلوم ہے کہ ہمارے ان قرب و جوار مین کل بنی آدم
قدیم الایام سے حنفی مذہب تھے اب غیر مقلدون نے یہ رائج کر دیا کہ ایک رکعت وتر پڑہا کرو حالانکہ
یہہ ان کی زیادتی قابل رد ہے اسلئے کہ اگر کوئی ایک رکعت پڑہیگا تو بعضون کے نزدیک جائز اور بعضون کے
نزدیک ناجائز ہوگا اور اگر تین پڑہیگا تو بالاتفاق جائز ہوگا جو علما وتر کو کم و بیش کرتے ہین ان کے نزدیک
بھی تین رکعت وتر کی پڑہنی ناجائز ہونا ثابت نہین ہے پھر بڑا نادان وہ آدمی کہ ایسی بات مین خواہ مخواہ

سینکڑوں برس کا باہمی اتفاق ہندوستان کا توڑکر اختلاف و فساد اہل اسلام مین پیدا کرے بنائے علیہ
صاحب انوار نے لکہا (کس کس اختلافکو بیان کیجیئے ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت پڑہو) جامع براہین کے
چشم انصافکو شدت غیظ نے ایسا اندہا کیا کہ یہ بہی نہ دیکہا کہ صاحب انوار نے اپنے ہمعصرونکو لکہا ہے
کیونکہ لفظ ایک کہتا ہے صیغہ مضارع کا ہے صیغہ ماضی نہین جو صحابہ یا دیگر مجتہدین سلف مراد ہوتی خیر اگر اس
مین کچہ صاف طور پر صراحۃً بیان سلف و خلف کا نہ تہا تو اس مقام سے ذرا آگے چلکر خود دیباچہ
انوار ساطعہ مین یہ عبارت موجود ہے (تیرہوین صدی مین لوگون کا حال کیا غضب تہا اب چودہوین شروع
ہوئی دیکہیئے کیا قیامت ہو) یہ صریح دلیل ہے کہ اپنے ہمعصر اختلاف اندازون سے یہ کلام ہے اور اگر انسے بہی یہ کلام ہے
تو کچہ تشنیع الفاظ سے نہین فقط یہ لفظ (ایک کہتا ہے کہ وتر ایک رکعت پڑہو) اسمین کونسا لفظ
سلب ایمان کا ہے خود غیر مقلدین نے اس لفظ سے برا نہین مانا اور ایسا نہ لکہا جیسا جامع براہین نے
ہان جامع براہین کے زخم قلبی مین مرچین خواہ مخواہ لگ گئین کہ آپ ہم سلب کرنیکو تیار ہوگئے ہم کہتے ہین
کہ بالفرض اگر کوئی حنفی المذہب مذہب شافعیہ و مالکیہ پر بہی اعتراض کرے تو اسکو بہی یہ کہنا درست نہین
کہ اسکے ایمان کا کیا ٹہکانا ہے اسلیئے کہ برابر سب حنفی علماء رد کرتے ہین ایک رکعت کو وتر مین دیکہو کتاب ہدایہ جو
مذہب حنفی مین بڑی مستند درسی کتاب ہے اسمین لکہا ہے حکی الحسن رحمہ اللہ
اجماع المسلمین علی الثلث علامہ عینی نے اس قولکی شرح مین لکہا ہے کہ یہ
حسن حضرت حسن بصری ہین انہون نے حکایت کیا اجماع مسلمانونکا تین رکعت پر اور اسی ہدایہ
کے باب سجود السہو مین ہے لان الرکعۃ الواحدۃ لا تجزیہ لنہیہ علیہ السلام
عن البتیراء تبیراء کے معنے حنفیہ نے رکعت واحدہ کے کئے ہین اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اوس سے منع فرمایا ہے پس رکعت واحدہ حنفیہ کے نزدیک ازروئے حدیث ممنوع
اور منہیہ عنہ ہوئی اور اجماع مسلمین کے خلاف ٹہری اب جامع براہین بیان کردے کے مخالف
اجماع اور مخالف حدیث کو اگر انسان رد نکرے تو کیا کرے خود صاحب ہدایہ امام شافعی اور مالک کو الزام
دیتے ہین اسطرح والحجۃ علیہما ما رویناہ جامع براہین نے نہ فقط صاحب انوار کو بلکہ تمام علماء و مشائخ کو
حنفیہ و امام حسن بصری و مجمعین علی الرکعات الثلث کو مطعون کیا اور انکے ایمانکا ٹہکانا نہ ہونا
بتایا ہے کیونکہ جو وجہ طعن کی صاحب انوار مین ہے کہ وہ انکار رد ایک رکعت وتر کا ہے وہی وجہ ان اکابر مین موجود
ہے کہ یہہ سب تین رکعت کو ثابت اور ایک رکعت کو رد کرتے ہین اور جامع براہین ان سب کے

مقابلہ میں زور لگا کر فرماتے ہیں کہ احادیث صحاح اور صحابہ اور شافعی اور مالک اور احمد سے ایک رکعت ثابت ہے
تو گویا جامع براہین نے ان تمام اکابر وامام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو جو کہ مثبت رکعات ثلاثہ ہیں مخالف احادیث
صحاح و مخالف صحابہ ٹھہرایا اور میدان مناظرہ میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ و دیگر اکابرین مذکورین کو
ایسا کورا چھوڑ دیا کہ انکی ایک دلیل بھی درج کتاب نکی ناظرین رسالہ کو یہ ثابت کرا دیا کہ وہ بالکل بے
دلیل ہیں اب ہمارا جی چاہتا ہے کہ مقلدان حنفی کی پختگی عقاید کیلئے کچھ دلایل تین رکعت وتر کی نقل کریں
اور مذہب حنفی کی نصرت کریں واضح ہو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے
تین رکعت وتر کا پڑھنا ثابت ہوا ہے اس اسناد سے روی ابو حنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ عن زبید عن ذر عن
عبد الرحمن بن ابزی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات
اور دوسری اسناد سے یوں پہونچا روی ابو حنیفۃ رح عن حماد عن ابراھیم عن الاسود عن عائشہ
رضی اللہ تعالی عنہا قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوتر بثلث یقرأ فی الاولی بسبح
اسم ربک الاعلی وفی الثانیۃ قُلْ يَا أَيُّهَا الْكٰفِرُونَ وفی الثالث قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ اور تیسری اسناد
سے روی ابو حنیفہ عن مخول بن راشد الہندی عن مسلم البطین عن سعید بن جبیر عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یقرأ فی الاولی بسبح اسم ربک الحدیث اور امام محمد
نے موطا میں روایت کی ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یسلم
فی رکعتی الوتر اور عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت لکھی ہے کہ فرمایا انہوں نے ما اجزأت رکعۃ واحدۃ
قط اور یہ بھی روایت انہوں نے فرمائی الوتر ثلث کثلث المغرب اور ابن عباس رضی اللہ نے فرمایا
الوتر کصلوٰۃ المغرب اور امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ما
احب انی ترکت الوتر بثلث وان لی حمر النعم اور عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ روایت کی ہے ابن
ابی شیبہ نے حدثنا حفص حدثنا عمرو عن الحسن قال اجمع المسلمون علی ان الوتر ثلث
لا یسلم الا فی آخرھن اور سعد بن ابی وقاص نے جب ایک رکعت پڑھی تو انکار کیا ان پر عبد اللہ بن
مسعود رض نے ماھذہ البتیراء التی لا نعرفہا علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسیطرح انکار
کیا حضرت عمر رضی اللہ نے اور فتح القدیر وغیرہ میں مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ سے روایت ان الوتر ثلث لا یسلم الا فی آخرھن
ہمنے یہ چند روایتیں بنظر اختصار لکھی ہیں ورنہ بہت روایتیں تین رکعت وتر کی بابت آئی ہیں اور وہ روایتیں
جو مخالفین بمقابلہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے لائے ہیں ان سب کی جوابات علماء حنفیہ کی کتابوں میں مندرج ہیں

امام طحاوی فی شرح معانی الآثار میں مذہب تین رکعت کا ثابت اور ایک رکعت کا مخدوش کر کے
آخر میں یہ لکھا فہذا عندنا مما لا ینبغی خلافہ لما قد شہد لہ من حدیث رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثم فعل اصحابہ واقوال اکثرہم من بعدہ ثم اتفق علیہ تابعوہم یعنی اس کا خلاف
نہیں چاہئے کیونکہ اس پر شاہد ہے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور فعل صحابہ اور اُنکے
مابعد اکثروں کے اقوال پھر متفق ہو گئے ان کے اتباع کرنیوالے انتہی دیکھئے یہ قول بھی اسی معنے
میں ہے جو حضرت حسن بصری سے اجماع اہل اسلام تین رکعت پر منقول ہو چکا ہے پس معلوم ہوا کہ
اب جو کوئی اختلاف ڈالتا ہے وہ اس اجماع کے خلاف ہے افسوس جامع براہین ظاہر میں حنفی
مشہور ہو کر پس حنفیوں کا دشمن نکل آیا کہ جن دلیلوں کا جواب کتب علماء حنفیہ میں دیا گیا ہے وہ دلیلیں
مخدوش لوگوں کو مغالطہ دینے کیواسطے لکھدیں اور منجملہ دلائل راسخہ ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک بھی
دلیل نہ لکھی اور یہ جو لکھا کہ مولف کے ایمان کا کیا ٹھکانا یہ صاحب انوار کے ساتھ خاص نہیں ہے در پردہ کل
حنفیوں پر راجع ہو گیا چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا اور پھر کچھ سنو کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے کہ ایک رکعت کو حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اجماع کے خلاف ہے کہ ایک رکعت سنت نہیں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ
علیہ سے لیکر آج تک کل حنفیہ کا یہی ایک قول ہے اس لئے صاحب انوار نے لکھا کہ پس اختلافکو بیان
کیجئے تو ایک کہتا ہے کہ وتر کی ایک رکعت پڑہو تین رکعت ضرور نہیں اسپر جامع براہین نے لکھا کہ مولف کے ایمان کا کیا ٹھکانا تو گویا اسکے
نزدیک تمام علماء حنفیہ کے ایمان کا ٹھکانا نہیں معاذ اللہ معاذ اللہ یہاں حال آپکی زبانی جمع خرچ دعوی تقلید کا
کھل گیا بہت اچھی طرح غیر مقلدیکی واہ واہ کی آفرین ہے اور جامع براہین صاحب صفحہ ۱۳۲ میں فرماتے ہیں (اور
مختلف فیہ مسئلہ تو یوں بھی بلا ضرورت جائز ہو جاتا ہے) اور صفحہ ۹۹ میں کہتے ہیں عوام کا مذہب معین نہیں
ہوتا یہ دونوں مسئلہ خوب ظاہر طور پر جامع براہین کی لامذہبی ظاہر کر رہے ہیں اکثر عوام لوگ
ہوتے ہیں وہ تو یوں ہی لامذہب بنے جو ایک دو مرد خاص کسی شہر میں ہونگے وہ دعوی کرینگے کہ ہم خود
مبصر ہیں پس لامذہبی کو خوب مدد ملی اور مختلف فیہ مسئلہ میں الشافعیہ والحنفیہ لامذہب لوگ بے
ضرورت استعمال کرتے ہیں تو وہ مولوی رشید احمد کے نزدیک جائز عمل کر رہے ہیں لا
حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ پھر صفحہ ۲۹ میں جو ثبوت تقلید کیا تو وہ منافی و مناقض و مخالف اسکے ہوا
ایسے اقوال متناقضہ کوئی [illegible] کرے تو عجب نہیں ہے اہل عقل و عالم مستدین کا یہ کام نہیں عوام جہال
کیواسطے آزادی ہے اور تقلید شخصی کی عدم وجوب پر دونوں مسئلوں کی حجت خوب ہاتھ لگی اور ان کیواسطے

دروازہ ضلالت کا کہولدیا اور راستہ فسق کا فراخ کشادہ کردیا کہ بلا ضرورت جس کے مسئلہ پر چاہیں عمل کرلیا
کریں جو امر قلبی تہا وہ کتنا ہی چہپایا آخر کہلہی گیا اور زبانی مقلدی جو صفحہ ۲۹ مین ظاہر کی تہی اُسنے کچھ
پردہ پوشی نکی الاناء یترشح بما فیہ ؎ میتراود بیرون انچہ در اندرون است ؛ **قال**
صاحب انوار الساطعہ اور تراویح بیس رکعت بدعت ہین آٹھ سنت ہین **قال** جامع البراہین القاطعہ تراویح
آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہنا قول کسی عالم کا نہین ہے بلکہ قول سفہا کا ہے ایسے اقوال ساقطہ کا ذکر یہان مُہمل
ہے البتہ بعض علمائے جیسے ابن ہمام آٹھ کو سنت اور زائد کو مستحب لکہا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین **اقول**
الحمد للہ اب تو آپنے بھی ان لوگونکو جو کہ آٹھ رکعت سے زیادہ یعنے پورے بیس رکعت تراویح
پڑھنے کو بدعت کہتے ہین لفظ سفہا، رقم فرمادیا لیکن اگر صاحب انوار کے قلم سے یہہ لفظ نکلتا تو معلوم
نہین کیا قیامت برپا ہوجاتی کاش جامع براہین کو حق سبحانہ تعالی اتنا سلیقہ عنایت فرماوے کہ وہ
عبارت انوار ساطعہ سمجہہ جاوے واضح ہو کہ صاحب انوار نے ایک رکعت وتر مین بہی ایسی ہی لوگون پر اعتراض
کیا کہ جنکو آپ سفہا فرماتے ہین اسلئے کہ اس ملک مین جو لوگ فقط آٹھ رکعت تراویح کو سنت کہتے ہین
وہی وتر کو ایک رکعت کہتے ہین اسواسطے صاحب انوار ساطعہ نے ان دونون مسئلونکو ایک کا مقولہ بیان
کیا ہے نہ دو فریق کا دیکھو آنکھین کہولکر عبارت انوار ساطعہ یہ ہے (کس اختلاف کو بیان کیجے ایک
کہتا ہے کہ ایک رکعت وتر پڑہو تین ضرور نہین اور تراویح بیس پڑہنی بدعت ہین آٹھ سنت ہین)
پس جب کہ صاحب انوار کے مخاطبین بہ نسبت ایک رکعت وتر کے بہی وہی لوگ ہین جو کہ بیس رکعت کو بدعت
کہتے ہین تو بڑی سفاہت جامع براہین کی ظاہر ہوگئی کہ اوس نے ایک رکعت وتر مین تو سمجہا ہوجہے امام شافعی
اور امام مالک وصحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مخاطب عبارت انوار کا بنا دیا اور ایسی مقبولین کا نام خواہی نخواہی بر محل
للکہکر گستاخ بنا معاذ اللہ منہا اور مجتہد سے خطا واقع ہووے تب بہی وہ لائق سرزنش و
مذمت لوگونکی شرعاً نہین ہے اور غیر مجتہد اگر اخراج واستنباط مسایل کرے گو مصیب ہووے تو
بہی اُسکا یہ صنع ناجائز ہے اُسکو اس پر سرزنش کرنا شرع سے ممنوع ثابت نہین ہے پس صاحب انوار نے
جو کچہ کہا ہے وتر ایک رکعت کے بارہ مین تو انہین لوگونکو کہا ہے جو بدون لیاقت کے استخراج کر کے
مجتہدین و محققین کو خلاف حدیث و مرتکب بدعت بتاتے ہین اُنکو ایسا کہنا شرعاً ممنوع ثابت نہین ہوا
جیسا کہ صاحب انوار نے کہا ہے اور اسکو مجتہدین کے حق مین جامع براہین کا جانلینا عدم انفہام قول
صاحب انوار پر دلالت واضح کرتا ہے پس بے سمجہے مطلب عبارت انوار کی مخاجت و مخاصمت کرنا مصنف

آیت فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ کا بنا ہے **قولہ** ایسے اقوال ساقط کا ذکر یہان بے محل ہے **اقول**
صاحب انوار نے جو قول اُن سفہا کا نقل کیا وہ تو بے محل جامع براہین کے زعم مین ہو گیا اور انہین سفہا کا
قول مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے رسالہ مصباح التراویح مطبوعہ میرٹھ کے صفحہ ۱۴ سطر ۶ مین لکھا
ہے اسطرح (این تماشہ دیدنی است منکران بست رکعت یازدہ را سنت می شمارند و بست را
بدعت می انگارند) مولوی صاحب موصوف کا لکھنا بے محل نہوا کہ انھون نے کیون سفہا کا قول نقل کیا
نہ اُسکو ذکر کیا ہوتا نہ اُس پر طعن کیا ہوتا کیونکہ وہ خود قول ساقط تہا منصف لوگ خوب ترازو سے
عدل مین تول رہے ہونگے کہ ایک قول کو دو شخصون نے نقل کیا کہ ایک کا لکھنا آمنا وصدقنا ہوا اور دوسرے کا
لکھنا مورد طعن وتشنیع ٹھیرا یہ کیا سبب ہے یہہ بغض وعناد کی مار ہے اللہ بچائی معاندین الد الخصام سے آمین
قولہ البتہ بعض علما نے جیسے ابن ہمام آٹھ کو سنت اور زاید کو مستحب لکہا ہے سو یہ قول قابل طعن کے نہین ہے
اقول اولاً یہہ کہ صاحب انوار نے اون لوگون کا ذکر کیا ہے جو آٹھ سے زیادہ کو بدعت کہتے ہین قول ابن ہمام کا
ذکر ہی نہین کیا پھر کیون جامع براہین نے بے محل اسکو نقل کیا تماشہ یہہ ہے کہ اورون کی عبارت بر محل کو بے محل
قرار دیتے ہین اور اپنی بے محل عبارتکی میاںکو خبر نہین ابھی آپنے بے محل اعتراض کیا تہا ابھی بے محل منہ کی کہا گئے
کیا خوب سود النقد ہے اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے ثانیاً یہ کہ ہم کہتے ہین یہ قول ابن ہمام بھی بیشک قابل طعن ہے
کیونکہ مستحب کام کی تارک پر عذاب تو کیا ملامت وعتاب تک بھی نہین ہے کتب فقہ واصول مین مصرح ہے
پھر اگر یہہ حکم دیا جائی کہ سنت مؤکدہ آٹھ رکعت ہین باقی بارہ مستحب یعنی نفل ہین تو تم ایک عالم کو دیکھو گے
کہ چھوڑ کر بیٹھ رہا کرینگے اور آٹھ رکعت پڑھکر جلد بھاگا کرینگے بس وہی مذہب اس نواح مین جاری ہو جائیگا
جو غیر مقلدین نے جاری کر رکہا ہے جامع براہین نے اس مذہب کو لکہا کہ قابل طعن نہین یہ بھی تائید
لامذہبی کی کرتا ہے جامع براہین مرید وپیر چھپ چھپکر کیون باتین کرتے ہین کھل کھیلین گنگوہ اور انبیٹھ
مین بھی ظاہر لامذہبی کا ڈنکا بجاوین اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ انھون نے براہین مین کہا ہے کہ عوام کا مذہب معین نہین
ہوتا اسکو اب اجرا کرنا ان پیر ومرید کی طرف سے باقی ہے یہ لامذہبی نہین ہے تو اور کیا ہے کیسا ہی کوئی اپنے
مذہب وعقیدہ کو پوشیدہ کرے لیکن خدا تعالی کبہی نہ کبہی اُس کے اقوال یا افعال سے اسکا تشریح کرا دیتا ہے اور
ثالثاً ہم کہتے ہین کہ ابن الہمام رحمہ کے قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکا یہی مذہب ہے کہ تراویح بیس رکعت سنت
نہین ہے آٹھ رکعت ہی سنت ہے اُن کے قول سے فقط اسیقدر ثابت ہے کہ دلیل جو انہون نے اوپر ذکر کی ہے اوسکا مقتضے
بھی ہے کہ آٹھ سنت باقی مستحب اور یہہ اس امر کو چاہتا ہے کہ کوئی دوسری دلیل جہان مین موجود نہین ہے یا ایسے

دلیل کا خلل ابن الہمام رحمہ کو نہیں جس سے واضح ہو جاوے کہ تراویح بیس رکعت سنت ہو کیوں نہیں جائز ہے
کہ دوسری دلیل کے جہت سے ابن الہمام سنیت بیس رکعت کے قائل ہووین اور یہی گمان ہمارا اونکے حقمین
ہے کہ وہ بہی بیس رکعت کے قائل ہین کیونکہ اس صورت مین کہ وہ اسکے قائل نہووین بہلا لازم آتا ہے کہ
جم غفیر و جماعت کثیر مذاہب مختلفہ علماء کے مخالف ہووینگے اور تمام جہان سے انکا مذہب نیا قرار دیا جاویگا
تراویح کے باب مین اور انکو اسکی کب گنجایش ہے کہ لیس سے بچا لیوے کے واسطے وہی گمان وظن نیک اونکی حقمین
کرنا اولی ہے جو ہمنے اوپر ذکر کیا ہے اور یہہ کہدینا انکا کہ مقتضی دلیل سنیت آٹھ رکعت تراویح کا ہے
جائز ہے کہ بطور ایراد سوال و ابداء احتمال ہووے اور ایسی عادت متقدمین کی تہی کہ بطور اظہار اشکال کے
فرما دیا کرتے تھے اگرچہ انکا مذہب نہین ہوتا تہا شاہ ولی اللہ صاحب تفسیر فوز کبیر مین ابن عباس رضی اللہ
کا یہہ قول کہ قرآن شریف سے تو پاؤن پر مسح ہی ثابت ہوتا ہے مگر لوگ دہوتے ہین اسیے یہ محمول کرتے ہین کہ
اظہار اشکال کے طور ونہون نے یہہ فرمایا ہے اس سے یہہ نہین معلوم ہوتا ہے کہ انکا یہی مذہب ہے اور انکے نزدیک
آیہ مذکورہ مسح کے رکن ہونے پر ہی محمول ہے چنانچہ عبارت انکی یہ ہے انما ھو تفتیش علمی یعنی
بعض المجتہدین علی بعض و الفقیر علی ھذا المحمل یحمل قول ابن عباس رضی فی آیۃ فامسحوا
برؤسکم و ارجلکم الی الکعبین لا اجد فی کتاب اللہ الا المسح لکنھم ابوا الا الغسل
فالذی یفہم الفقیر انہ لیس بذھاب الی وجوب المسح ولیس فیہ جزم بحمل الآیۃ
علی رکنیۃ المسح فالذی تقرر عند ابن عباس الغسل و لکنھم یقررون ھنالک اشکالا و یظہرون
احتمالا لا یعلم بای وجہ یذکر علماء العصر التطبیق فی ھذا التعارض و ای مسلک یسلکون فی
من لم یطلع علی حقیقۃ محاورۃ السلف یظنہ قول ابن عباس و یعدہ مذہبا لہ حاشا
حاشاہ انتہی لیس کسی منصف ذکی کو گنجایش نہین ابن الہمام رحمہ کے قول کو یہ سمجھہ جانے کہ فقط آٹھہ
تراویح کی سنت ہونیکا اونکا مذہب ہے اور بالفرض انکا یہ مذہب بہی ہو وے تو اس سے یہ کہان لازم آیا کہ بمقابلہ
جمہور کے ان کے قول کو رد نکیا جاوے اور قابل طعن نہووے اور اوس پر طعن بسبب مخالفت جمہور کے جائز نہووے
اور اوس پر اعتراض واسطے طرفداری مذہب جمہور کے صحیح نہووے دیکھو حضرت مجدد الف ثانی امام ربانی شیخ
احمد سرہندی صاحب قدس سرہ مکتوبات کے مکتوب دو سو بارہویں ۲۱۲ مین عدم رفع سبابہ ثابت کرکے اور احادیث
اشارہ مین اضطراب ثابت کرکے اور عدم اشارہ کا ظاہر مذہب امام ہونا بیان فرماکے فرماتے ہین شیخ ابن الہمام
نے کیون ایسا کیا کہ عدم اشارہ کو مشائخ کثیر سے منقول ہونا بیان کرکے خلاف روایت و درایت کہدیا اور سطر

علما مجتہدین کیطرف نسبت تجہیل کی جو قدرت و مانت قیاس ہے رکہتی ہیں کرنا اصل بانع شرع کی ہے اور حال آنکہ
وہ عدم اشارہ ظاہر مذہب و ظاہر روایت امام ابی حنیفہ رح سے ہے اور خود اس شیخ فی سبب اضطراب کے جو کثرت
اختلاف رواۃ سے حاصل ہے حدیث ثلثین کو ضعیف بتایا ہے یعنے یہی وجہ ضعف کی اشارہ سباب کے
احادیث میں بھی موجود ہے اب دیکھو امام ربانی ہمارے مولوی رشید احمد و خلیل احمد کی انکو اپنے پیران کبار
میں سے جانتے ہیں ابن الہمام کو محققین میں نسبت خلاف مشائخ کثیر و ظاہر الروایۃ کے ایسا فرماتے ہیں اس مسئلہ
تراویح میں ایسے امر کا خلاف ابن الہمام کریں کہ مجتہدین متقدمین و متاخرین اسپر متفق ہیں تو کیونکر انکا
قول قابل رد و طعن نہوگا اور کسطرح طرفداری انکی عفیر نکیجاویگی جامع براہین کو خدا تعالی انصاف و فہم
عطا کرے کہ ایسی زور بیجی کی باتین زبان قلم سے نکالی اب کچھہ روایتین بیس رکعت تراویح کے سنت ہونیکے بارہ مین
مذاہب اربعہ کے پیش کیجاتی ہین امام غزالی رح احیاء العلوم مین فرماتے ہین التراويح وهي عشرون
ركعة وكيفيتها مشهورة وهي سنة موكدة یہ امام غزالی رح مذہب شافعی کے رہنما کامل بیس تراویح کو سنت موکدہ
فرماتے ہین اور حضرت سید عبد القادر جیلانی صاحب قدس سرہ غنیۃ الطالبین مین فرماتے ويكون فعلها
بعد صلوة الفرض بعد ركعتين سنة لان النبي صلى الله عليه وسلم هكذا صلاها وهي
عشرون ركعة وينوي في كل ركعتين اصلي ركعتي التراويح المسنونة یہ حضرت شریعت و طریقت
کے پیشوا غوث اعظم مذہب حنبلی کے محدث و فقیہ بیس رکعت سنت ہونا فرماتے ہین پس بخوبی ظاہر ہوا کہ امام احمد رح
کی روایت بیس کی انکے مقلدین کے درمیان مین مفتی بہا و معمول بہا ہے نہ آٹھہ کی اگرچہ روایت آٹھہ کی
بھی ان سے یعنی امام احمد رح سے ہووے لیکن مفتی بہا اور معمول بہا نہین ہے اور عینی شرح ہدایہ مین ہے وعند
مالك تسع ترويحات ستة وثلثين ركعة غير الوتر واحتج على ذلك بعمل اهل المدينة اس سے
امام مالک صاحب کے نزدیک ۳۶ ثابت ہوتے ہین اور ایک روایت ان سے چالیس کی بھی ہے الغرض انکے
مذہب مین بھی آٹھہ نہین ہیں تو ہین بلکہ بیس یا سولہ اور زیادہ ہین اونکے یہان اب مذہب حنفی جاننا چاہیئے
غنیۃ المصلی و کنز الدقائق و شرح وقایہ اور قہستانی اور ابو المکارم اور ہدایہ و غرر الافکار و شرح وقایہ
و ملتقی الابحر اور متن تنویر الابصار و سراجیہ وغیرہا کتب مین بیس رکعت کو سنت لکھا ہے اور در مختار مین ہے
التراويح سنة موكدة وهو عشرون ركعة انتهى علامہ شامی فرماتے ہین هو قول الجمهور وعليه
عمل الناس شرقا وغربا اور عینی شرح ہدایہ مین ہے احتج الشافعية بمذهبهم بما رواه البيهقي
باسناد صحيح عن سائب بن يزيد الصحابي قال كانوا يقومون على عهد عمر رضي الله عنه

بعشرین رکعة وعلی عہد عثمان وعلی رضی اللہ عنہما مثلہ وفی المغنی عن علی رضی اللہ
عنہ انہ امر رجلاً ان یصلی بھم فی رمضان بعشرین رکعة قال ھذا کالاجماع اس سے
ظاہر ہو کہ اسناد صحیح سے ثابت ہو کہ خلفاء ثلاثہ حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین بیس رکعت
پڑھتے تھے اور حضرت علیؓ نے امر بیس رکعت کا فرمایا اور یہ مانند اجماع کے ہو اس لیے کہ انکا بیس کا کسی نے نہیں کیا
اور اسی مغنی میں چند سطور کے بعد ہو قیل من اراد ان یعمل بقول مالک ینبغی لہ ان یفعل
کما قال ابو حنیفة رضی اللہ عنہ یصلی عشرین رکعت کما ھو السنة ویصلی الباقی فرادی
کانہ لیس من التراویح بل ھو نفل مبتداء اذا لجماعة فیہ مکروھة انتھی اس سے واضح
ہو کہ بیس سنت ہیں امام ابی حنیفہ رح کے نزدیک اور زیادہ اس سے جیسا کہ مذہب امام مالک کا ہو نفل ہیں اس لیے اون
زیادہ کو جماعت سے نہیں پڑھنا چاہیے ہمارے نزدیک اور آنحضرت صلعم کا بیس رکعت پڑھنا بھی حدیث میں
وارد ہی تخریج احادیث ہدایہ للذیلعی میں ہو روی ابن ابی شیبة فی مصنفہ والطبرانی
والبیقہی من حدیث ابراھیم بن عثمان ابی شیبة عن الحکم عن مقسم عن ابن عباس
ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یصلی فی رمضان عشرین رکعة سوی الوتر
زاد الفقیہ ابو الفتح سلیم بن ایوب الرازی فی کتاب الترغیب فقال ویوتر بثلث
وھو معلول بابی شیبة ابراھیم بن عثمان جد الامام ابی بکر بن ابی شیبة وھو متفق
علی ضعفہ انتھی لکن یہ ضعف جو سند کی جہت سے ہو اس حدیث مرفوع میں ہو ہمارے مدعا کو کہ وہ ثبوت بیس
رکعت تراویح پڑھنا آنحضرت کا ہو مضر نہیں ہو اس لیے کہ حدیث کی صحت اس سے بھی ثابت ہو جاتی ہو کہ علماء اسکے
موافق عمل کریں اور اسلیے کہ صحت ثابت ہو جاوے ترمذی وغیرہ بعد روایت حدیث غریب کے کہتے ہیں کہ
یہ معمول بہ ہی نزدیک علماء کے اور اس پر عمل مسلمانوں کا ہو اور امام مالک رح جو نجم الحدیث ہیں وہ فرماتے ہیں کہ
شہرت حدیث کے مدینہ منورہ میں صحت سند سے بے پرواکر دیتی ہو چنانچہ شیخ امام ابن الہمامؒ فتح القدیر جلد
ثانی کے صفحہ ۱۶۰ میں فرماتے ہیں ومما یصح الحدیث ایضا عمل العلماء علی وفقہ قال الترمذی
عقیب روایتہ حدیث غریب العمل علیہ عند اھل العلم من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرھم وفی الدارقطنی قال القاسم وسالم عمل بہ المسلمون وقال امام مالک
شہرة الحدیث بالمدینة یغنی عن صحتہ سندہ انتھی اور شیخ ابن الہمام جلد ثانی کتاب
مذکور صفحہ ۱۹۹ میں فرماتے ہیں وقولہ فی اسانیدھا مقال لا یضر بعد تلقی الامة بالقبول

انتہی اس سے واضح ولائح ہے کہ جب علماء صحابہ وغیرہم کسی حدیث ضعیف الاسناد کے موافق عمل کریں اور امت محمدیہ
تلقی بالقبول کرے تو وہ حدیث صحیح ہو جاتی ہے اور اسکے سند کا متکلم فیہ ہونا مضر نہیں ہوتا ہے پس اسطرح
حدیث بیس رکعت تراویح پڑھنی آنحضرت صلعم کی ہے کہ جب حضرات عمر و عثمان و علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے عہد میں
بیس رکعت تراویح بدون انکار و اختلاف کے عمل ہوا اور اجماع سکوتی صحابہ کا اس پر قرار پایا اور بعد کو بھی ائمہ
مجتہدین مذاہب کے اسی کے عامل ہوئے شرقا و غربا اسی پر عمل ہوا تو بلا شبہ یہ عمل موافق حدیث مذکور کے ہے
اس کے صحیح ہونا اور ضعف سند مضر نہ ہونا واضح ہو گیا پس حدیث مرفوع و عمل خلفاء راشدین و من بعدہم سے
سنت بیس رکعت ثابت ہوئی اور حدیث نبوی علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین میں کلمہ
علیکم بمعنے الزموا کے ہے چنانچہ نحو میر پڑھنے والا بھی جانتا ہے جس سے یہ مفہوم ہوا کہ میری سنت لازم پکڑو اور سنت
الخلفاء الراشدین کا عطف آنحضرت صلعم کے سنتی پر کیا اور معطوف و معطوف علیہ کا ایک حکم ہونا واضح ولائح ہے پس
سنت خلفاء راشدین کے حق میں بھی حکم صادر ہوا کہ انکی سنت کو بھی لازم پکڑو اس سے سنت نبوی و سنت خلفاء
دونوں کا ایک حکم معلوم ہوا جسطرح آنحضرت صلعم کی سنت کی تاکید اکید مفہوم ہے ایسی ہی سنت خلفاء راشدین رض کے
تاکید اس حدیث نبوی سے معلوم ہے کیونکہ کلمہ الزام کا دونوں کے حق میں وارد فرمایا ہے اور یہ تراویح بیس رکعت سنت
خلفاء راشدین ہونا حدیث صحیح سے اوپر معلوم ہو لیا پس اسکے لازم پکڑنیکا حکم بھی واضح ہو گیا پس تراویح کے بیس رکعت
سنت مؤکدہ ہونا اس دلیل سے معلوم و مفہوم باحسن وجہ ہے **اب** اگر امام ابن الہمام استحباب سنت خلفاء رض
فرماتے ہیں تو گویا تو کلمہ علیکم کو الزموا کے معنی میں نہیں لیتے ہیں جو معنی حقیقی اسکے ہیں اور بلا تعذر حقیقت کی اور بلا وجود
قرینہ صارفہ کے معنی حقیقی کے سے طرف معنی مجازی کے انصراف فرماتے ہیں تو یہ انصراف انکا جائز نہیں ہے بسبب قاعدہ
کیونکہ علم اصولیین میں مبرہن ہو لیا ہے کہ بدون تعذر حقیقت کے بلا قرینہ صارفہ رجوع حقیقت سے مجاز کے طرف درست
نہیں اور علم کلام سے واضح ہو چکا ہے کہ صرف نصوص کا ظاہر سے بدون معارض کے جائز نہیں ہے پس بطلان امر نا جائز
لازم آتا ہے اور یہ بھی لازم آتا ہے کہ جب لفظ علیکم حدیث مذکور میں اپنے معنی حقیقی پر نہیں ہوا اور الزام اس سے
مراد نہیں ہے اور یہی ایک کلمہ سنت نبوی و سنت خلفاء راشدین دونوں کے حق میں وارد ہے تو دونوں سنت کا الزام
ثابت نہیں دونوں عمل مندوب و مستحب ہے پس کوئی سنت نبوی بھی لازم ہمیشہ نہوئی جیسے کہ سنت خلفاء راشدین لازم
نہیں اور آٹھ رکعت بھی سنت مؤکدہ نہوئی کیونکہ جب سنت نبوی کا لزوم ثابت نہیں ندب ثابت ہوا تو مؤکدہ
ہونیکے کیا معنی ہیں پس انکا آٹھ سنت کو مؤکدہ فرمانا بھی باطل ہوا جاتا ہے اور اگر اسی ایک لفظ علیکم سے جو حدیث
شریف میں وارد ہے آنحضرت صلعم کی سنت کا الزام اور خلفاء راشدین کی سنت کا ندب و استحباب مراد لیتے ہیں

تو جمع درمیان حقیقی و مجاز لازم آتا ہے وہ ہی ہمارے نزدیک ناجائز ہے اور عموم مجاز کا قایل ہونا وہ بھی مجاز کا ہی قایل ہونا ہے
کیونکہ عموم مجاز بھی قسم مجاز کی ہے پہر وہی اعتراض اول کے انصراف معنی حقیقی سے طرف مجازی کی بدون قرینہ صارفہ و دفع
و بلا تعذر حقیقت و صرف نص کا ظاہر سے بدون معارض کے لازم آتا ہے پس تو کہنا انکا کہ مقتضی الدلیل ما قلنا کسطرح
درست و صحیح ہے اور کیونکر اقوال صریحہ جم غفیر سے جو سنیت بیس تراویح کی حقیقی واقع ہین انحراف فقط
ایسا قول دیکہکر کیا جاوے اور بمقابلہ جمہور کے انکے اس قول کو کوئی غیر مقبول و مطعون نکہے اور صحابہ یعنی خلفاء راشدین رضی نے
جو بیس رکعت تراویح مقرر فرمائی ہین تو وہ بھی اپنی طرف سے نہین مقرر فرمائی کیونکہ جب حدیث سے جسکی صحت ابھی معلوم ہوگی
اور عدم اضرار ضعف سند جانا گیا بیس رکعت تراویح آنحضرت صلعم سے ثابت ہے تو ظاہر ہے کہ وہی بیس رکعت تراویح
آنحضرت صلعم کو صحابہ کرام یعنی خلفاء راشدین رضوان علیہم اجمعین نے اجرا اور احیاء فرمایا ہے جسکو بخوف افتراض
آنحضرت صلعم نے ترک کیا تہا فتح المنان بمذہب النعمان مین شیخ عبد الحق دہلوی فرماتے ہین فالظاهر انه
قد ثبت عندهم صلواة النبي صلى الله عليه وآله وسلم عشرين ركعة كما جاء في حديث ابن
عباس واختاره عمر رض انتہی اور کیونکر ہو سکے کہ تعیین بیس رکعت تراویح کی آنحضرت صلعم سے ثابت
نہووے اور حضرت عمر رض اسکو اجراء فرماوین اور تعیین بیس رکعت کی کرین اور جم غفیر صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین مین سے کوئی بھی انکار نہ کرے جو چیز آنحضرت صلعم کی زمانہ مین نہ کیل ہوئی ہوتی تہی اگر وہ چیز
ہوتی تہی تب بھی ایک نئی بات دیکہکر بعض صحابہ اوس پر جرأت نہین کرتے تہے اور اس سے انکار کا اظہار کرتے تہے
چنانچہ جمع کرنا قران شریف کا خیر و احسن تہا لیکن اول مرتبہ مین صحابہ نے انکار کیا کہ جو چیز آنحضرت صلعم نے نہین کی
ہے ہم کسطرح کرین اگرچہ آخر مین اتفاق ہوگیا اور اس بارہ مین کسی صحابی کی گفتگو ثابت نہین ہے پس اگر
آنحضرت سے کسیطرح ثبوت بیس تراویح نہوتا تو صحابہ رضہ کا گفتگو نکرنا اور سب کا چپ رہنا شان صحابہ رض سے
بعید بلکہ البعد ہے اور نعمت البدعة هذه فرمانا حضرت عمر رض کا اس امر کا مقتضی نہین کہ بیس رکعت کو ہی محققین نے
کیون نہین جائز ہے کہ دوسرے بعض حیثیات کے سبب ہووے مثلا اول شب مین پڑہنا اور کوئی دوسری حیثیت
سے ہونا پس جب یہ بیس رکعات سنت آنحضرت صلعم کی ہوئی اور اسکو حضرت عمر و دیگر صحابہ رض نے اختیار کیا اور
اجراء فرمایا تو سنت نبوی جسطرح آٹھ رکعت کو قرار دیکر امام ابن الہمام سنت موکدہ کہتے ہین ایسے ہی یہ بیس رکعت
بھی جب سنت نبوی ہوئی تو یہ بھی تمام سنت موکدہ ہوئین نہ فقط آٹھ بہر صورت فقط آٹھ رکعات سنت موکدہ
کہنا اور باقی کو مستحب کہنا نہ مقتضی دلیل کا ہے اور نہ یہ مذہب منصور جمہور کا ہے بلکہ یہ قول ساقط و غیر مقبول و قابل رد و
طعن کے ہے اور حضرت عایشہ رض سے جو آٹھ سے زیادہ کا انکار مروی ہے تو اس سے حدیث ابن عباس رض منقضت بیس کل ہونا

لازم نہیں آتا اسلیئے کہ حضرت عائشہ رضہ تو فقط وہ حال آنحضرت کا جانتی تہین جو حضرت عائشہ کے موجودگی
مین تہا اور ہوا ہی آنحضرت صلعم سے باہر یا مسجد مین یا سفر مین یا ہر بی بی صاحبہ ام المومنین کے حجرہ مین جو آنحضرت
صلعم نے عبادت وغیرہ کی ہی حضرت عائشہ رضہ کے موجود نہونیکے سبب سے انکو حال معلوم نہوا اور اس حال کی نفی انکی
قول سے ہرگز نہین ہوتی ہی ایسے کسی صحابی سے جو روایت آٹھ کی ہی تو وہ بہی محمول بعض اوقات و احیانا پر ہوسکتے ہین
پس روایت آٹھ سے رفع بیس رکعات کا ہرگز مقصود نہین اور جو شخص اکتفا فقط آٹھ تراویح پر کرتا ہی تو وہ حدیث بیس
رکعات والے و سنت خلفاء راشدین کا کہ ان کے سنت بیس تراویح ہین جسکا لازم و موکد ہونا حدیث قولی علیکم سے
ثابت ہی مخالف ہی پس سنت بیس تراویح کی ثابت ہی اور قول ابن الہمام ساقط ہی و قابل رد و طعن کے ہی جامع براہین
جو قابل طعن نہ ہونا کہتا ہی صرف بی علمی و نادانی سے کہتا ہی خدا تعالی اسکو ہدایت نصیب کرے اب جامع براہین
کا ایمان ساتھ خدا تعالی کے اور آنحضرت کو اور اعتقاد و حسن ظن مجتہدین امام ابی حنیفہ و دیگر حنفیہ کے
ساتھ معلوم ہوا کہ خدا تعالی کو کاذب بالامکان بتایا ہی اور آنحضرت صلعم کو ادنی آدمی کا بہائی کہہ دینا درست
رکہا ہی اور وتر کی ایک رکعت کے منکر کو ایمانکا ٹھکانا نہونا لکہتا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ نعوذ باللہ من ذالک
امام ابی حنیفہ و بعض صحابہ کرام رضہ جو منکر ایک رکعت وتر کے ہین و امام حسن البصری و تمام حنفیہ علماء وغیرہم کے
کی ایمانکا ٹھکانا اسکے نزدیک نہین ہی کیونکہ یہی انکار ایک رکعت وتر علیت اس حکم کی یہان بہی موجود ہی
پس ایسے شخص کے ایمان و اسلام و دعوی تقلید کا کیا ٹھکانا ہی اور یہ **قول** جامع براہین کا صفحہ ۱۳۱
مین اور پہر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہ ہی کہ شافعی اسکو جائز فرماتے ہین کہ اسکی اصل شرع سے
انکے نزدیک ثابت ہی تو اوسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یون بہی بلا ضرورت
جائز ہو جاتا ہی کسقدر بی علمی سے استغفر اللہ انتہی جامع براہین کی لامذہبی خالص پر باحسن وجہ
دال ہی اہل سنت مقلدین و اہل بدعت و لامذہب لہم کا اسہی امر مین اختلاف ہی کہ مقلدین اہل سنت
محققین بلا ضرورت کے مثلا مسئلہ امام شافعی کا مقلدین امام ابی حنیفہ کو حقین استعمال کرنا جائز نہین کہتے ہین
اور لامذہب لہم جائز کہتے ہین یہی جامع براہین کہتا ہے اور اس قول جامع براہین سے واضح ہی کہ اسکے
نزدیک کوئی حنفی فاتحہ خلف الامام پڑہے اور رفع یدین کرے اور آمین بالجہر کرے اور منی لگی ہوئی
کپڑا لیسے نماز پڑہ لے اور قلتین سے وضو کرکے نماز پڑہے اور ضب کو کہالے اور پیر بان پر مسح کرکے نماز پڑہ لے اور دوسرے مسائل مختلف
فیہا عمل مین لاوے بلا ضرورت کے تو درست ہی پس یہ خالص لامذہبی ہے اور تقلید شخصی کے عدم
وجوب کا اظہار کامل ہی اور یہ مناقض ہے اوس قول کے جو صفحہ ۲۹ مین آیت فاسئلوا اہل الذکر

اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ الآیہ کو دلیل وجوب تقلید شخصی کے قرار دی ہے اور تصریح کی ہے کہ اسمین وجوب تقلید کا حکم ہے اور باطلاقہ شخصی و غیر شخصی دونونکو محتوی ہے الخ اور یہ تناقض متدافع بین القولین دلیل جہالت و بی علمی جامع براہین کی ہے اب بتائی بی علمی تمہاری ہے یا صاحب انوار ساطعہ کی پس آپ یہ بھی گائی مصرع

مین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا اپس بے علمی ولا مذہبی جامع براہین کے واضح ہے اور صاحب انوار اسکی بہتان سے بری ہے اور ایمانکا حال بہی معلوم ہے اور آیت فَاسۡئَلُوۡا اَهۡلَ الذِّكۡرِ سے تقلید مطلق کا ثبوت بلاریب ہے لکن تقلید شخصی کے وجوب کے دلیل اُسکو قرار دینا خوش فہمی جامع براہین کی ہے اگر تقلید شخصی کی مفہوم سے یہ شخص واقف ہوتا تو ایسا نکہتا علماء محققین نے اسہی سبب کے کہ یہ دلیل تقلید شخصی نہین ہوسکتی ہین ادلہ تقلید شخصی کے دوسری قرار دی ہین اور یہ واضح ہے کہ تقلید شخصی مقید ہے قید تعین اور سمین مطلق پر زائد ہے اور یہ قائل یعنے جامع براہین دلیل مطلق کا شمول تقلید شخصی کو مانتا ہے پس دلیل مطلق شامل مقید کو ہوئی اور دلیل مطلق سے بحسب قول اسکیلئے اسکے نزدیک امر مقید مخصوص کا ثبوت ہوجاتا ہے اسہی واسطے یہ تقلید شخصی کی ثبوت کی یہ دلیل قرار دیتا ہے پس بنا ء علیہ ہم کہتے ہین کہ مجلس میلاد و فاتحہ وسوم وغیرہم کو جو بدون قید کے یہ جائز جانتا ہے اور قید تعین کے سبب سے ناجائز جانتا ہے چنانچہ اسکے اقوال متقدمہ و متاخرہ با علی صوت اسکی ندا کرتی ہین تو چاہیے کہ جس دلیل شرعی سے ان امور کو حالت اطلاق مین بدون قید کے جائز جانتا ہے اسہی دلیل سے مقید کو بہی جائز جانے کیونکہ وہی تقریر اُسکی ان امور مقید مین جاری ہے کہ وہ دلیل باطلاقہ شامل مقید و غیر مقید دونونکو ہے الیس پس اُسکے قول سے امور مذکور مقید کا ثبوت ہوگیا اور اسلئے یہ رسالہ براہین قاطعہ بالکل مردود ہوگیا دوسری یہ کہ اگر تسلیم کیا جاوے کہ یہ امور متنازع فیہا میلاد شریف و قیام و طعام سوم وغیرہا مختلف فیہا ہین چنانچہ محفل میلاد کو ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی رح و ابن جزری و ابن جوزی و سخاوی و دیگر علماء محققین جائز جانتے ہین اور فاکہانی و چند وہابیہ ناجائز جانتے ہین اور طعام سوم وغیرہ کا جواز قول مرقاۃ ملا علی رح سے جو تحت حدیث عاصم کی کلیب کی ہے واضح ہے اور حدیث جریر اگی المحامل متعددہ نکالکر طعام سوم وغیرہ کا جواز باقی رہنا ملا علی رح نے بیان فرمایا ہے اور قیام میلاد کا ائمہ ذوی درایہ و روایہ نے مستحسن جانا ہے چنانچہ علامہ برزنجی اپنی میلاد شریف مین تحریر فرماتے ہین اور بعض وہابیہ نے انکار کیا ہے پس غایت للامر کہ مختلف فیہا ہونا ان امور کا ثابت ہوا اور امور مختلف فیہا کا بلاضرورت یون بہی جائز ہونا یہ قایل بتاتا ہے پس یہ امور بہی بلاضرورت یون بہی جائز ہوئی پس اول سے آخر تک جو قائل نے ان امور کے رد مین جانفشانی اور ہٹ دہرمی کی تہی تمام اپنی تقریر اِس سے یہ مسئلہ بیان

کرکے رائیگان ولغو کردی اور اپنے رسالہ کو مردود ولچر اسنے کردیا عاقلین پر واضح ولائح ہے کہ یہ تقریر اسکی
اسکے حق مین مفید ہوئی یا ہمارے حق مین الحق یعلو ولا یعلی کا مضمون یہان سے مفہوم ہے کہ ہمارا مقصود
ہمارے حسود کے منہ سے ہی ثابت ہوگیا ان حضرت کو یہہ بھی خبر نہین کہ مین خود کیا دعوی کرتا ہون اور
کیا دلیل لاتا ہون اور کون مقصود پر ظفریاب ہوا جاتا ہے اس قسم کی امور بہت سے اس شخص غافل کے
ہین کہ اسکے اقوال کے مناقض ہین اور اسکو مضر اور ہمکو مفید ہین اور بہی علمی قواعد و مسائل شرعیہ سے اسکی
ظاہر ہے چنانچہ اسکے چند اقوال اور بیان کیجاتے ہین **قال** صاحب انوار ساطعہ اسکی اصل یون ہے کہ
کیوقت مین جب ہوم ہی محفل میلاد شریف ہونیلگی ایک مولوی نے اسمین یہ عذر کیا کہ یہ تخصیص کہ خاص
ربیع الاول بارہوین تاریخ ہی کو ہوا کرے فرض واجب یا سنت ہو کہ وہ تو کسی کے نزدیک نہین باقی رہی یہہ کہ
مستحب یا مباح ہووے سو یہ بھی نہین اسلئے کہ بدعت دین مین درست نہین پس لابد اسکو یا مکروہ کہئے
یا حرام اور سوائے اس عالم کے جسقدر علماء تھے سب نے اسکے قول کو رد کیا اور فتوی دیا کہ یہ مستحسن و مستحب ہے اور بدعت
وہ ممنوع ہے جو سیئہ ہو یہ حسنہ ہے پس انہی فتوے پر عمل ہوگیا اور تمام اسوقت بڑے بڑے علما اور مشائخ صوفیہ
مولود شریف مین حاضر ہوتے چنانچہ سبط ابن جوزی نے لکہا ہے وکان یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ
اور رائج ہوگیا یہ تمام شہرون و ملکون مین چنانچہ ملا علیقاری اور علامہ حلبی و قسطلانی وغیرہ نے لکہا ہے الخ **قال** جامع برہان
فی صفحہ ۱۶۶ اقول تسلیم کیا کہ ایک علامہ عالم نے ہی انکار کیا مگر اسکے انکار کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا
اور فقط اوسکے انکار نے اجماع علکو جو مزعوم مولف ہے باطل کردیا اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہان کام
کا نہین قرآن وحدیث سے کچھ ثبوت نہین پس سب آپکے علماء کا فتوے لا یعباء بہا ہوگیا اور بدعت
ہونا مقرر ہوگیا اور حاضر ہونے مشائخ و علماء کی کچھ حجت جواز کی نہوئی اگر کروڑون علماء بھی فتوی دیوین
بمقابلہ نص کے ہرگز قابل اعتبار کے نہین اگر کچھہ بھی علم وعقل ہو تو ظاہر ہے پس قول سبط ابن جوزی کا کہ یحضر
عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص کے ملتفت نہین اور تمام بلاد مین اشتہار اسکا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البرأۃ اور رغایب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہی پس اشتہار امر غیر
مشروع کا موجب جواز کا نہین ہوتا ہے پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت نہین اور علی قاری کا لکہنا کہ
تمام ملکون مین رائج ہے **اقول** وباللہ التوفیق یہ قولہ تسلیم کیا کہ ایک علامہ نے ہی انکار کیا اور اسکی انکار
کا آجتک کسی سے جواب نہین دیا گیا انتہی سراسر خلاف واقع ہے اور جھوٹ ہے بلکہ انکار فاکہانیکا جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
نے وہ دندان شکن جواب دیا ہے کہ آجتک کسی منکر کو کلام کرنیکی گنجایش نہوے چنانچہ انکی رسالہ حسن المقصد مین حرف

حرف فاکہانی کا جواب موجود ہے اور سیرت شامی و زرقانی میں بھی انکی جواب کو نقل کیا ہے اور تسلیم رکھا ہے اور طرف
داری فاکہانی اور عدم تمامیت جواب جلال الدین رح ذکر نہیں کی اور ایسے ویسے تو انکے کلام سمجھنے کی لیاقت بھی نہیں رکھتے
رد وانکار تو کیا اور فی الواقع جواب جلال الدین سیوطی رح کا تام وکامل ہے اور قول فاکہانی باطل و عاطل ہے اقوال
فاکہانی و جلال الدین کا مطلب ہم اردو میں ذکر کرتے ہیں تاکہ متانت کلام جلال الدین سیوطی رح کی اور حقیقت انکی رد کی اور سچی
و مردودیت قول فاکہانی کی ظاہر ہو جاوے **قال** الفاکہانی نہیں جانتا ہوں میں کوئی اصل اس مولد کی کتاب
و سنت میں **قال** جلال الدین رح نفی علم سے نفی وجود و ثبوت کی نہیں لازم آتی ہے حافظ ابو الفضل بن
حجر نے اس کے اصل حدیث سے نکالی ہے اور میں نے بھی ایک اصل تخراج کی ہے اور دونوں اصل کا ذکر آگے آویگا
مراد جلال الدین کی یہ ہے کہ فاکہانی کے علم میں اصل نہو پہنچی اور فاکہانی کا علم اصل مولد تک نہ پہونچے اور
فاکہانی کو تنبیہ اصل پر نہو تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقع میں اسکی اصل موجود نہیں ہے اور دوسرے علماء و فضلا
کے علم میں بھی اسکی اصل ثابت و موجود نہیں ہے یہ کلام جلال الدین سیوطی رح کا بہت متین و قوی ہے ہمارے
حنفیہ وغیرہم نے بھی اسکی تصریح کی ہے کہ عدم علم کسیکا دین الہی میں صلاحیت و لیاقت دلیل ہونیکی نہیں
رکھتا ہے چنانچہ امام شافعی و سفیان بن عیینہ نے احادیث زکوٰۃ کا نہ معلوم ہونا ذکر کیا تو امام ابن الہمام جسکو
در مختار میں لکھا ہے کہ رتبہ اجتہاد کو پہونچ گئے تھے (ردالمختار) اسکے جواب میں فرماتے ہیں فدفع بان عدم علمہما لا یصلح
دلیلاً فی دین اللہ انتہی اور حدیث معقل بن سنان فی حق زوجہ ہلال بن مرۃ کا انکار حضرت
علی رضہ نے کیا چنانچہ توضیح میں موجود ہے لحدیث معقل بن سنان فی بروع مات عنہا ہلال
بن مرۃ وما سمی لہا مہرا وما دخل بہا فقضی علیہ السلام لہا بمہر مثل نسائہا فقبلہ ابن
مسعود و ردہ علی رضی اللہ اور بہت سے اسکے نظائر احادیث و دیگر اقوال علماء و فضلا میں موجود ہیں
کہ بعض نے اسکا انکار کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور منکرین کی انکار کو دلیل شرعی کسی نے قرار دیکر اسکو
یعنی اس چیز کو جسکا منکر انکار کرتا ہے رد و منکر نہیں جانا ہے پس جب امام شافعی و سفیان و حضرت علی رضہ کے
انکار و عدم علم سے اور انکی نزدیک ثابت نہو نیسے عدم وجود و عدم ثبوت واضح نہیں ہوا اور انکا انکار اور عدم علم
قابل اعتبار نہیں ہوا اور دلیل شرعی نہیں قرار دیا گیا تو فاکہانی کی انکار و عدم علم سے کسطرح عدم ثبوت
و عدم وجود فی الواقع لازم آویگا اور قول فاکہانی دلیل شرعی قرار پا ویگا پس یہ انکار فاکہانی بلا دلیل ہوا
اور یہ انکار کسطرح سے مضر نہیں ہے متبتین و مخرجین اصل مولد کو **قال** الفاکہانی محفل مولد شریف
بدعت ہے دعوت کہانیوالوں اور بطال لوگوں نے اسکو نکالا ہے اور اسکی بدعت ہونیکی دلیل یہ ہے کہ جب

ہم اُسکو احکام خمسہ شرعیہ پر پیش کرتے ہین تو یا وہ واجب ہے یا مندوب یا مکروہ یا مباح پس اجماعًا وہ واجب نہین ہے
اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہی جو مطلوب شرع کا ہووے بدون علامت کے اسکے ترک پر اور اسکی اجازت شرع مین
نہین ہی اور صحابہ و تابعین و علماء متدینین سے اسکا ثبوت نہین ہے میرے علم مین **قال** جلال الدین سیوطی رحمہ اول
معلوم ہو چکا ہی کہ اس محفل کو بادشاہ عادل و عالم نے نکالا ہی اور قصد اسنے تقرب الی اللہ کا اس محفل سے کیا ہے
اور اُسکے پاس اس محفل مین علماء و صلحاء بلا انکار کے حاضر ہوتے تھے اور پسند کیا اور راضی ہوا اس محفل کے ساتھ
ابن وحیہ اور اس محفل کے بارہ مین ابن وحیہ نے اُس بادشاہ عادل و عالم کیواسطے ایک کتاب تصنیف کی
پس علماء دیندار دن نے اسکو پسند کیا ہی اور اُسکو ثابت و مقرر رکھا ہی اور انکار نہین کیا ہی یہ قول علامہ
جلال الدین سیوطی کا بہی بہت درست ہی اور کتب تواریخ سے ایسا ہی ثابت ہی پس نسبت کرنا فاکہانی کا کہ بطال
اور دعوت کہانیوالون نے اسکو نکالا ہی غلط محض ہی یہ دلیل کسیطرح نہین ہوسکتا ہی اور اپنے علم کے موافق
جو فاکہانی نے اس محفل کے مندوبیت کی نفی کی ہے تو یہ وہی عدم علم ہی جسکا دین الہی مین دلیل ہونا اُوپر
معلوم ہو چکا ہی پس یہ قول بہی فاکہانیکا کوئی دلیل شرعی و عقلی نہین ہے **قال** الفاکہانی یہ محفل مندوب بہی
نہین ہے کیونکہ حقیقت مندوب کے یہ ہی کہ شرع اسکو طلب کرے **قال** جلال الدین سیوطی مندوب و مستحب
کبہی نص سے ثابت ہوتا ہی اور کبہی قیاس سے اگرچہ اسکے بارہ مین نص وارد نہوئی ہووے تب بہی اس کا استحباب
و مندوبیت دو اصلون آیندہ آنیوالیو پر قیاس کرکے ثابت ہی اس قول جلال الدین سے واضح ہی کہ شرعًا
استحباب و مندوبیت اسکی بدلیل قیاس ثابت ہی اور ثبوت استحباب و مندوبیت نص صریح پر موقوف نہین ہے
پس رد قول فاکہانیکا قول جلال الدین رحمہ سے واضح ہے **قال** الفاکہانی یہ مباح بہی نہین ہے کیونکہ
ابتداع دین مین باجماع مسلمین جائز نہین ہے **قال** جلال الدین رحمہ یہ کلام مستقیم و راست نہین
اور یہ مسلم نہین کیونکہ بدعت کا انحصار حرام و مکروہ مین نہین بلکہ بدعت کبہی مباح ہوتی ہی اور کبہی مندوب
و کبہی واجب امام نووی نے تہذیب الاسماء و اللغات مین فرماتے ہین کہ بدعت شرع مین وہ چیز ہی جو بعد عہد
آنحضرت صلعم کی احداث کی گئی ہووے اور اسکی دو قسم ہین حسنہ و قبیحہ شیخ عزالدین بن سلام نے فرمایا ہے
قواعد مین کہ بدعت کی پانچ قسمین ہین واجب حرام مندوب مکروہ مباح اور طریقہ اسکے معلوم کرنیکا یہ ہی کہ قواعد
پر بدعت پیش کیجاوے قاعدہ ایجاب کے تحت مین داخل ہووے تو واجب ہے قاعدہ تحریم کی تحت مین داخل
ہو تو حرام ہی قاعدہ ندب کے تحت مین داخل ہووے تو مندوب ہی قاعدہ مکروہ کے تحت مین داخل ہو تو مکروہ ہے
قاعدہ مباح کے تحت مین داخل ہو تو مباح ہے اور ہر قسم کو ان پانچ اقسام مین مثالین درج کرکے بیان کیا ہے

فرمایا کہ بدعت مندوبہ کے چند مثالیں ہیں اسمیں سے حداثت مرابط و مدارس و کل احسان جو عصر اول میں نہ تھا
اور اسی بدعت مندوبہ میں سے تراویح باین ہیئت مخصوصہ و کلام دقایق التصوف و جدل میں سے اور
اور اسی میں سے جمع ہونا محافل کا واسطے استدلال فی المسائل کے بشرط قصد لوجہ اللہ ہووے اور امام بیہقی نے
اپنے اسناد کے ساتھ مناقب شافعی میں امام شافعی رح سے روایت کی کہ فرماتے ہیں یعنے امام شافعی امور محدثہ
کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو مخالف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اثر و اجماع کے ہو اور یہ بدعت
ضلالت ہے اور **دوسری** وہ جو ان چاروں میں سے کسیکے مخالف نہووے اور یہ بدعت غیر مذمومہ ہے
حضرت عمر رض نے قیام شہر رمضان کے حق میں فرمایا ہے نعمت البدعة ہذہ یعنے اچھی بدعت ہے یہ اسلئے کہ اول نہ
تھی اور اسمیں کسی دلیل قرآن و سنت و اثر و اجماع کا خلاف نہیں ہے یعنے اچھی ہونیکی وجہ خلاف دلیل سے
نہونا ہے یہ آخر کلام شافعی کا ہے اس سے سمجھا جاتا ہے ممنوع و مردود ہونا کلام فاکہانی کا جو یہ ہے کہ مباح جائز
نہیں اس قول تک کہ فاکہانی نے کہا ہے کہ یہ بدعت مکروہ ہے او ممنوع اور مردود ہونا کلام فاکہانیکا
اس سے اس دلیل سے سمجھا جاتا ہے کہ یہ محفل مولد شریف کی ایسی بدعت میں سے نہیں ہے جو مخالف قرآن
و حدیث و اثر اجماع کے ہووے پس بدعت غیر مذمومہ ہے جیسا کہ عبارت امام شافعی رح سے ظاہر ہے اور یہ
ایسی نیکی و احسان میں سے ہے کہ عصر اول میں معہود و معروف نہ تھا اسلئے کہ کہانا کہلانا بدون اقتران
گناہ کے احسان ہے پس وہ بدعت مندوبہ میں سے ہوئی جیسا کہ عبارت ابن سلام میں ہے یہ تمام کلام جلال الدین
سیوطی کا مطلب ہے اس سے ظاہر ہے کہ فاکہانی نے بدون تدبر و فکر دینی خیال کرنے اقسام بدعت کی کہ واجب
و مندوب مباح بہی ہوتی ہے بدعت کو منحصر مکروہ و حرام میں ہے کر کے کراہت و بدعت ہونا محفل مولد کا منہ
سے لگادیا اس سبب سے کلام فاکہانی غیر مستقیم و ممنوع و مردود قرار پایا اور یہ فاکہانی نے نہیں جانا کہ بدعت مکروہ
و حرام جب ہوتی ہے کہ قرآن یا حدیث یا اثر یا اجماع کے مخالف ہووے یعنے جس سے کسی حکم کا رفع جو آیت و حدیث
و اثر اجماع سے ثابت ہووے لازم آوے اور اسمیں کوئی حکم جو ان ادلہ سے ثابت ہووے مرتفع نہیں ہوتا ہے پس قول
فاکہانی باطل و مخالف قواعد شرعیہ کے ہوا پس ایسا قول مخالف قواعد شرعیہ کی کہ بدون فرق کرنیکے درمیان بدعت
مکروہہ و مندوبہ و مباحہ و واجبہ کے ہے جو فاکہانی سے صادر ہوا ہے کیونکر معقول عند الشرع ہو سکتا ہے پس قول فاکہانیکا
بہی کوئی دلیل شرعی و عقلی نہیں ہے اسواسطے علماء فحول و فضلاء اطول محققین و مدققین کے نزدیک قابل التفات
نہوا وہابیہ کے نزدیک سو واسطے مقبول ہوا کہ اونکے مذہب فاسد کے موافق ہوا تو اس سے اسکا دلیل شرعی ہونا
لازم نہیں آتا ہے **قال** الفاکہانی ثانی وجہ یہ ہے کہ اوس محفل مولد میں خرچ کرنا اور دنیا خوشی سے ہووے

اور دینے والیکو افسوس وحسرت اوس خرچ کرنے اور دینے کے ہووے اور اس دینے کے سبب سے دینے والیکا دل درد و رنج
مین آوے تو یہ مثل غصب کرنیکے ہے ساتھ تلوار کی خصوصاً جب اوسکے ساتھہ گانا و طبل و دیگر آلات لہو باطلہ دف
وغیرہ کے ہووے اور مرد و عورتین مجتمع ہووین اور عورتین گانے والے اور رقص و انعطاف و استغراق لہو وغیرہ مین
پس اوسکی حرمت مین اختلاف نہین ہے **قال** جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ یہ کلام فی نفسہ صحیح ہے مگر یہ تحریم ان امور محرمہ کے
سبب سے آئی ہے اجتماع لاظہار شعار المولد کی حیثیت سے یہ تحریم نہین ہے اگر یہ امور محرمہ اجتماع نماز جمعہ مین بھی مثلاً
پائی جاوین تو قبیح و شنیع ہو جاوینگے لیکن اس سے اصل اجتماع نماز جمعہ کا مذموم و قبیح نہو جاویگا جیسا کہ یہ ظاہر ہے اور ہم نے بعضے
ایسے امور رمضان مین تراویح کے اجتماع مین بھی دیکھے ہین ان امور کے سبب سے تراویح کے واسطے مجتمع ہونا منع نکیا جاویگا بلکہ یہ ہم کہینگے کہ
اصل اجتماع واسطے نماز تراویح کے سنت وقربت ہے اور یہ امور غیر مشروعہ جو مضموم ہین اسکی طرف ہین وہ قبیح و شنیع ہین اسیطرح ہم کہینگے کہ اصل اجتماع واسطے
شعار مولد کے مندوب ہے اور قربت اور امور مذمومہ اوسکی طرف جو مضموم ہین وہ مذموم و ممنوع ہین یہ کلام
علامہ جلال الدین رح کا بھی بہت قوی و متین ہے اور فاکہانی نے جو بیان کیا ہے مذموم ہونا امور غیر مشروعہ
کا کہ خرچ کرنیوالا ناراضی قلبی کے ساتھہ خرچ کرے اور طبل و دیگر آلات لہو و رقص و انعطاف مردوں و عورتوں
ملا ہوا ہونا تو ان امور کا وجود اس ہمارے محفل مین جو متنازع فیہ ہے ہرگز نہین ہے فاکہانی کے زمانہ مین ہوتی ہوگی
اور اسکا رد فاکہانی نے کیا ہے اس ہمارے محفل متنازع فیہ کا رد اس سے نہین ہوتا ہے یا فرضی ٹھہرائی ہوگی یا کسی
جاہلی پیر ہوتی ہوگی ایسے محفل کے ان امور کو یعنی ناچنے اور باجے بجانے اور عورتین ناچنی اور گانیوالیون
اور گویا بزور شمشیر مال و زر لے لینے کو منع ہم بھی کرینگے اور ناجائز قرار دینگے لیکن اصل اجتماع کے
منع ہونے پر کوئی دلیل فاکہانی نے قائم نہین کی اور کسی دلیل شرعی و عقلی سے یہ ثابت نہین کیا کہ
اجتماع لاظہار شعار مولد سے بھی منع کرنا چاہئے اور ان امور ممنوعہ کا انضمام مستلزم اس اصل اجتماع
کی ممنوعیت کو نہین ہے **قال** الفاکہانی جس مہینہ مین آنحضرت صلعم پیدا ہوئے ہین گو وہ مہینہ
ربیع الاول کا ہے اسیہی مہینہ مین آنحضرت صلعم نے وفات پائی ہے پس خوشی و سرور اس مہینہ مین اوسکے
غم و حزن سے زیادہ نہین ہے **قال** جلال الدین سیوطی رح علیہ جواب اس قول فاکہانی کا یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی
ولادت ہم پر بہت بڑا احسان ہے اور وفات آپکی ہمارے واسطے بہت بڑی مصیبت ہے شریعت نے حث و ترغیب
شکر نعمت پر ثابت ہے اور شارع علیہ السلام نے وقت ولادت کے کہ نعمت الہی ہے واسطے اظہار فرح و سرور
مولد کے اور واسطے اداء شکر کے عقیقہ کرنا فرمایا ہے اور وقت نزول مصیبت کے صبر و سکون کا امر فرمایا ہے
اور نوحہ و اظہار جزع سے منع فرمایا ہے اور وقت موت کے ذبح کے کرنے وغیرہ کا امر نہین فرمایا

پس قواعد شرعیت دال ہین کہ اس مہینہ مین اظہار فرح وسرور بسبب ولادت آنحضرت صلعم کے حسن و نیک
ہی اور اظہار غم وحزن بسبب وفات آنحضرت صلعم کے حسن و نیک نہین ہی یہ قول بہی جلال الدین سیوطی ح
کا بہت متین ہی اور موافق قواعد شرعیہ کی ہے اور فاکہانی نے بدون تدبر و بلا لحاظ قواعد شرعیہ اظہار
فرح وسرور کو اولی اظہار غم وحزن سے نہونا بتادیا ہی پس تمام اقوال فاکہانی کے مردود و باطل ہوگئے اور
مخالف قواعد شرعیہ کی بلا دلیل ہونا واضح ہوگئے ساتھ بیان جلال الدین سیوطی رح کے پس باطل و دروغ ہوگیا
قول جامع براہین کا جو کہتا ہی کہ فاکہانی کے انکار کا جواب آجتک کسی سے نہین دیا گیا ایسی دروغگوئی
اہل علم کی شان سے بہت بعید ہی اس فرقہ وہابیہ کو جہوٹ بولتے بہی کچہ شرم نہین آتی ہی جہلاء
وسفہاء کو ایسی ہی حرہ دروغگوئیون سے فی الواقع بازیون سے گمراہی مین ڈالتے ہین خدا تعالی انکی اضلال سے مسلمانون
کو اپنے حفظ وامان مین رکہی اور یہ جو کہا کہ فقط اسکے انکار نے یعنے فاکہانی کے انکار نے اجماع کو جو مزعوم
مولف ہے باطل کر دیا کلام بی معنی ہے کیونکہ اب ہی معلوم ہو چکا ہی اوپر کہ فاکہانی کا انکار یعنی دلیل
شرعی پر نہین ہے فاکہانی کے اقوال سے واضح اوپر ہو چکا ہی کہ وہ اپنے علم مین دلیل جواز نہونا بیان
کرتا ہی اور عدم علم کسیکا دین الہی مین صلاحیت دلیل شرعی ہو سکی نہین رکہتا ہے اور امر واقعی کسیکے
بی علمی سے مرتفع نہین ہو سکتا ہی اور بدعت کو منحصر مکروہ وحرام مین کرنا مخالف نص من سن سنۃ
حسنۃ کی اور اقوال آئمہ کی ہوکر ساقط وباطل ہوا پس اس مجیب نے جو بیان کیا تہا کراہت وحرمت محفل کو
اوسکا بطلان اظہر من الشمس ہوا اور ایسے انکار بلا دلیل کو تمام علماء غیر معتبر جانتے ہین اور اسکو
خلاف کہتے ہین نہ اختلاف اور معتبر بعد اختلاف ہوتا ہی نہ خلاف قال فی الدر المختار والاصل ان
القضاء یصح فی موضع الاختلاف لا الخلاف والفرق ان للاول دلیلا لا الثانی
انتہی چونکہ انکار فاکہانی خلاف ہی نہ اختلاف اسواسطے یہ انکار صحیح القضاء و معتبر نہین پس اجماع
واتفاق کو ہرگز مضر نہین ہی اور مخالفت فاکہانی دلیل اجتہادی کے سبب سے نہین تہے چنانچہ
اسکے اقوال جو اوپر گذرے اونکا حال معلوم ہی کہ ایسے اقوالکو کوئی دلیل اجتہادی نہین کہہ سکتا ہے
کوئی معاند و متعصب کہے تو منصفین کے نزدیک اسکا کیا اعتبار ہی اور جب دلیل اجتہادی کے سبب سے
مخالفت نہ ہوئی تو اجماع کو مضر نہین دیکہو تمام مہاجرین اور تمام انصار خزرج واوس نے بیعت
حضرت ابی بکر صدیق رض سے کی اور صدیق رض کا خلیفہ ہونا قبول کیا حضرت سعد بن عبادہ رض نے بیعت
کرنے مین مخالفت کی چونکہ انکی مخالفت اجتہادی نہتی اور دلیل اجتہادی قابل قبول پیش انہون نے نکی

تو علماء حنفیہ نے تصریح کی ہی کہ ان کے مخالفت مضر اجماعکو نہیں شرح مسلم الثبوت بحر العلوم کی بحث اجماع میں ہی فبایع الانصار کلہم من الخزرج والاوس ولم یبایع سعد لما کان لہ حب السیادۃ واذا لم یکن مخالفتہ عن الاجتہاد فلا یضر الاجماع انتہی مختصراً ایسے صحابی انصاری بدری جنتی کی مخالفت جو دلیل اجتہادی کے سبب سے نتہی مضر اجماعکو نہوئی تو فاکہانی کی مخالفت خلاف فکر نا وانکار کیونکر مضر اجماع کو ہوجائیگا اگر فقط انکار کسی کا خواہ وہ مبنی دلیل اجتہادی پر ہووے یا نہووے موجب بطلان جامع براہین کے نزدیک ہی تو لازم آتا ہی کہ خلافت حضرت صدیق اکبر رضہ کی اجماعی نہووے اور حالانکہ تمام اہل سنت وجماعت قائل ہین کہ خلافت حضرت صدیق رضہ کی اجماعی ہی باوجودیکہ سعد بن عبادہ رضہ نے بیعت سے تخلف اختیار کیا اور آخر تک ونسے رجوع محقق نہیں ہے اور کوئی روایت قابل قبول اس کے مدال نہیں ہی من ادعا فعلیہ اقامۃ البرہان پس سیصو تعین کہ خلافت ابی بکر صدیق باجود خلاف سعد بن عبادہ رضہ کے اجماعی نکہیگا جامع البراہین تو عقیدہ اہل سنت وجماعت کے مخالف عقیدہ رکہنا خود کا قبول کریگا اور اپنے منہ سے بدعتی بنیگا اور اگر اجماعی ہونا قبول کریگا باوجود خلاف ایک صحابی رضہ کے تو اسیطرح فاکہانی کے خلاف ہوتی ہوئی محفل مولد کا اجماعی ہونا ماننا پڑیگا بڑی تعجب کی بات ہی کہ خلاف سعد بن عبادہ رضہ صحابی بدری کے تو اجماعکا بطلان نہ قبول کرے اور فاکہانی کے خلاف سے اجماعکا بطلان قبول کرے باوجودیکہ خلاف اجتہادی دونوں نہیں ہے اس سے لازم آویگا کہ فاکہانی جامع براہین کے نزدیک صحابی رسول اللہ صلعم سے بہی معتبر ومعتمد زیادہ ہی پس فاسد العقیدہ ہونا ظاہر ہوگا جامع براہین کے عقلکو معلوم نہیں کیا ہوا کہ فاکہانی کے انکار سے اجماع محققین کا بطلان گمان کرتا ہی اور یہ نہیں جانتا کہ جسطرح فاکہانی نے انکار جمہور کا کیا ہی اسیطرح جمہور نے انکار قول فاکہانیکا کیا ہے اور کسی نے ان جمہور میں سے اسکے قولکو معتبر وقابل التفات نہیں جانا پس انکار موجب بطلان قول جمہور ہو تو انکار جمہور موجب بطلان قول فاکہانی کیون نہیں ہوسکتا ہی اور یہ کسطرح عقل سلیم وفہم مستقیم مین آسکتا ہی کہ جمہور کے انکار کا تو یہ اثر نہووے کہ قول فاکہانی باطل ہوجاوے اور فاکہانی کے انکار کا یہ اثر ہووے کہ جمہور کا قول باطل وغیر معتبر قرار پاوے اور فاکہانیکا قول معتبر مانا جاوے اور اسکو دین قویم وصراط مستقیم بنایا جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین نے کیا ہے شعر راستی اسعد وہ کج ادا بیگانہ اسکے ابرو کی کمانکو تیر کی حاجت نہیں .... کہ قول فاکہانی غیر معتبر عند الجمہور کو ایسا معتبر قرار دیا ہی کہ قول جمہور کو بدعت ضلالت جانتا ہی ایسی ضلالت ونادانیکا کیا ٹھکانا ہی (ببرین عقل ودانش بباید گریست

علماء محققین معتبرین تو اپنی تصانیف میں تصریح فرماتے ہیں کہ بمقابلہ جمہور کے قول اقل قلیل بدعت قرار دیا جاتا ہے
اور مخالفین کی ایک جماعت معتد بھا بھی بمقابلہ جمہور ہو وے تب بھی ملامت سے خالی نہیں ہے اور عاقبت محمود
ہونیکا خیال ہے منجملہ ان کے الاعابت چنانچہ صاحب مجمع البحار محمد بن طاہر پٹنی مجمع البحار میں فرماتے ہیں وانکار
ذلك البعض من اهل السنة فللتانی وجه اذ مخالف الجمهور خصوصًا اذا کان المخالف اقل
قلیل مبدع کمن یخالف العمل بخبر الواحد یبدع ولو سلم ان المخالف فیه جمع معتد به فلا
یخلو عن الملامة فان مخالفة الجمهور رکن لیس له رای لا یحسن وای فائدة ولعله
یترتب علیه مالا یحمد عواقبه انتہی نخعی وشعبی رحمہما اللہ تعالی کا قول کراہت زیارت قبور کے بارہ میں
جو انسے صادر ہوا تو انکا قول بسبب اجماع غیر کے شاذ و غیر معتبر قرار دیا ہے اور ابن تیمیہ نے تحریم زیارت نبی صلعم کا
قول کیا تھا اسکی تکفیر بعض نے کی ہے اجماع وغیرہ کے سبب سے چنانچہ شرح شفاء قاضی عیاض کی
بحث زیارت قبور میں ملا علی قاری رح فرماتے ہیں وما وقع للشعبی والنخعی مما یقتضی کراهة زیارة
القبور شاذ لا یعول علیه المخالفة اجماع غیرهما وقد فرط ابن تیمیة من الحنابلة حیث حرم السفر
لزیارة النبی صلعم کما افرط غیره حیث قال لکون الزیارة قربة معلوم من الدین بالضرورة وجاحده
محکوم علیه بالکفر دلیل الثانی اقرب الی الصواب لان تحریم ما اجمع العلماء فیه بالاستحباب
یکون کفرًا لانه فوق تحریم المباح المتفق علیه فی هذا الباب انتہی بقدر الحاجت اور
فتوی حمادیہ کی کتاب الوقف احکام المسجد میں ہی بیچ صفحہ ۳۴ ذکر فی التجنیس فی موضعین فی الوقف والبیوع
ونحن لا ناخذ بقول محمد رح ولا نفتی بجواز بیعه وان خرب ما حوله تعظیمًا للمسجد و
احترامًا له من السغناقی ولما اجتمع فقهاء الامصار علی شیئ فقول واحد یخالف
قولهم یکون خلافًا ولا یکون اختلافًا انتہی ان عبارت علماء سے واضح ہے کہ بمقابلہ جمہور کے قول شاذ و نادر
کا اور اقل قلیل کا اعتبار نکیا جاوے تاکہ قول جمہور باطل ہو جاوے اور غیر معتبر قرار نہ پاوے اگر علم و فہم جامع
براہین کو ہوتا تو ایسا انکا خطرہ اسمیں ہے یہ کہ اپنی بے علمی و بے فہمی سے صاحب انوار پر قصور علم کا بہتان لگاتا ہے
یہ وہی مضمون ہے کلام شاعر کا **رباعی** ایک روز وقت پاکے کہا میں نے انسے یوں :: آرزوے خاطر و نکستا نیست فائدہ
بولی وہ واقعی بڑی بیدادگر ہیں ہم ہمسے کسی کو دل لگے لگانیسے فائدہ کسی سے آپنے سن لیا ہے کہ کتب
اصول میں لکھا ہے کہ ایک کا انکار بھی مانع اجماع ہے اوسکا مطلب بے علمی کے سبب سے کچھ کا کچھ سمجھ گیا
اور یہ نہ سمجھا کہ وہ انکار بدلیل اجتہاد ہو وے تو معتبر ہے نہ یہ کہ کیفما کان معتبر ہو جاوے کہ فاکہا ینگا انکا

بھی معتبر قرار دیا جاوے اور اسکے معتبر ہونیکی یہ معنی نہیں کہ اُس ایک قول کا اعتبار کیا جاوے اور اُس ایک قول کے موافق جو
مسئلہ ہووے وہی حق ہووے باقی تمام علماء اہل اجتہاد و تحقیق کا قول باطل ہو جاوے جیسا کہ یہ جامع براہین جانتا ہے اور اُنہی
پر عمل درآمد اُسکا اسی رسالہ براہین میں ہے کہ موافق قول فاکہانی کے محفل کو بدعت ضلالت بتاتا ہے یہ تو کوئی
احمق سے احمق بھی گمان کریگا بلکہ اُس کے معتبر ہونیکی یہ معنی ہیں کہ تحقق اجماع کا نہوگا اور تحقق اجماع نہونے سے یہ
لازم نہیں آتا کہ جمہور کا قول کسیطرح معتبر ہرگز نہووے اور اسکو ضلالت و جمہور کو ضالین اعتقاد کیا جاوے یہ تو اہلسنت
صرف ہی بلکہ وہ قول جمہور قوی و عمدہ قرار دیا جاویگا اور اُس بعض کا قول غیر قوی و غیر عمدہ بلکہ شاذ و غیر معمول قرار دیا
جاویگا چنانچہ ان عبارات مذکورہ بالا سے یہی مفہوم ہے اہل فہم پر روشن ہے کم فہم کیا سمجھے مسائل و قاعدہ کو اور
یہی جامع براہین صفحہ ۱۳۱ میں یہ قول کہچکا ہے (اور پھر اجرت علی التعلیم مسئلہ مجتہد فیہا ہے کہ شافعی اسکو جائز فرماتے
ہیں کہ اُسکی اصل شرع سے اونکے نزدیک ثابت ہے تو اُسکی کراہت ہی مختلف فیہ ہوئی اور مختلف فیہ مسئلہ تو یوں
بھی بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے کسقدر بے علمی ہے استغفر اللہ) انتہی دیکھو اُس قول سے اسکی واضح ہے
کہ مختلف فیہ مسئلہ بلا ضرورت جائز ہے اور جسکی کراہت مختلف فیہ ہوئی تو وہ بلا ضرورت جائز ہوجاتا ہے
یعنی مکروہ بھی نہیں ہوتا پس اسیطرح محفل مولد کے بارہ میں یہ قول اپنا جاری اسنے کیوں نہیں کیا کہ محفل
مولد کی کراہت جو قول فاکہانی سے مفہوم ہے اوسمیں اختلاف جمہور علماء کا ہے اور مختلف فیہ مسئلہ
کہ یہاں محفل مولد ہے یوں بھی بلا ضرورت جائز ہے پس اسیہی جامع براہین کے قول سے جواز محفل مولد لازم آنا
ظاہر ہے اب بھی تقریر اُسکی یہاں جاری ہے یہاں اُسکا اعتبار نہیں کرتا ہے اور معتبر نہیں جانتا ہے اور اجرت
علی التعلیم کے بارہ میں کچھ جو مفید مطلب تھے کہ اہل دیوبند کی روزی حرام و مکروہ ہوتی تھی مکروہ نہ ہونے کے سبب
اس تقریر کو جاری کرنا اور معتبر ماننا کسقدر بے علمی ہے اور امام شافعی جو کہ مخالف مذہب ہمارے ہیں اُنکے
نزدیک اصل ثابت ہونا اگرچہ اپنے نزدیک اصل شرعًا ثابت ہووے اسنے معتبر قرار دیا ہے جس سے واضح ولائح ہے
کہ مخالف کے نزدیک اصل ثابت ہونا جواز مسئلہ کیلئے کافی ہوتا ہے پس اسیطرح یہاں بھی جاننا چاہئے تھا کہ جمہور
کے نزدیک اصل ثابت ہونا محفل مولد کے جواز کے واسطے کافی ہے اس بیچارے کو اپنے اقوال اگلے پچھلے کی بھی خبر نہیں اور اسقدر
تمیز بھی نہیں کہ اسکے اقوال باہم متناقض ہیں اور سبھی کے اقوال اسکے مدعی کی بیخ کنی کرتے ہیں اور اپنے
بے علمی دوسروں پر ڈالتا ہے اپنی شرمندگی مٹانیکو اسواسطے مضمون کلام مومن خان دہلوی کا اس محل پر
خوب راست آیا **رباعی** جب کہا میں نے کہ تم ہو بد او گرنا آشنا ٭ بیمروت بیوفا بیگانہ احباب ہو
ہنس کے فرمایا کہ میں تو خیر جو کچھ ہوں سو ہوں ٭ تم بھی تو بیصبر ہو بیچین ہو بیتاب ہو اگر کسی عالم کی صحبت بھی ہوئی

ہوتی تو

ہوتی تو اوس عالم کی سنی سنائی بات اسکو یاد ہوتی کہ رسم مفتی میں ثابت ہو چکا ہے کہ آئمہ مذاہب سے کسی حادثہ
میں کوئی جواب ظاہر نہ پایا جاوے اور مشایخ متاخرین کا جواب ایکہی ہووے اوس مسئلہ میں تمام متفق ہو جاویں تو
اسکو اخذ کرنا اور قبول کرنا چاہئے اور اگر مشایخ متاخرین کے درمیان اختلاف ہووے تو اکثر کا قول اخذ کرنا
اور قبول کرنا چاہئے رد المحتار حاشیہ درمختار میں یہ مصرح ہے واذا لم یوجد فی الحادثۃ عن واحد
منہم جواب ظاہر و تکلم فیہ المشایخ المتاخرون قولاً واحداً یوخذ بہ فان اختلفوا یوخذ
بقول الاکثرین انتہی پس محفل میلاد میں آئمہ مذاہب اربعہ سے جواب منقول نہیں ہے اور غایت
یہ قرار دیجاوے کہ بالفرض یہ مسئلہ مختلف فیہا درمیان علماء و مشایخ کی ہے کہ ایک جانب میں فقط فاکہانی اور
دوسرے جانب میں تمام علماء دین تو اون تمام علماء کے قول کو قبول کرنا موافق رسم مفتی مصرح رد المحتار کے چاہئے لیکن
یہ کیسے جامع براہین نے کیا کہ کچھ خوف و خشیت خدا تعالیٰ سے نہیں کیا صدق قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا لم تستحی فاصنع ماشئت الخ کچھ جو منہ میں آیا کہنا شروع کر دیا ایسی جرأت سوائے جاہل
شقی کے کوئی دوسرا مسلمان نہیں کر سکتا ہے ایسے مواقع میں مفتی کو نظر تامل چاہئے اور لیاقت
ہو تو نظر تدبر و اجتہاد کرے اور بدون لیاقت کے زبان پر لانا کیونکر اسطرح درست ہے فقہاء نے
ایسی جرأت کو منع فرمایا ہے وان لم یوجد منہم جواب البتۃ نصاً ینظر المفتی فیہا نظر
تامل و تدبر و اجتہاد لیجد فیہا ما یقرب الی الخروج عن العہدۃ ولا یتکلم فیہا جزافاً
و یخشی اللہ تعالیٰ و یراقبہ فانہ امر عظیم لا یتجاسر علیہ الا کل جاہل شقی انتہی ایسے شخص کو
جیسا کہ جامع براہین ہے لیاقت نظر اجتہاد کرنیکی کہاں ہے اور خصوصاً بمقابلہ جماعت کثیرہ و جم غفیر علماء
نحاریر اسکی یا اسکے فاکہانی کی کب چلسکتی ہے مثلاً مشہور نقار خانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے
خیر فاکہانی تو بہر صاحب علم ہیں گو اس مسئلہ میں خاطی سخت ہیں لیکن یہ جامع براہین بیچارہ کس شمار میں ہے
اسنے خود کو کیا خیال کرکے دست اندازی اسمیں کی طرفداری جمہور علماء کی کرتا تو اسمیں سرزنش نہ تھی
اور ملا علی قاری اپنے مورد الروی فی مولد النبوی میں بادشاہان عادلین قاسمین بدعت ملک مصر
و ملک اندلس و ملک مغرب و ملک ہند و حرمین شریفین و ملک روم و ملک شام و دیگر بلاد اسلام میں
اس محفل کا جاری ہونا اور علماء اعیان و صوفیہ ذیشان کا بلا انکار و منع کے شامل ہونا بیان کرتے ہیں
اور علامہ سخاوی و ابن حجر و ابن جزری و دیگر متبحرین و محققین کا اس محفل کو جائز کہنا بتاتے ہیں
قدرے عبارت بقدر حاجت نقل کیجاتی ہے انکے رسالہ کی تاکہ یہ امر ظاہر ہو جاوے وقال الاصل

عمل المولد الشريف لم ينقل من احد من السلف الصالح في القرون الثلاثة الفاضلة وانما احدث بعدها بالمقاصد الحسنة والنية للاخلاص الشاملة ثم لا زال اهل الاسلام في سائر الاقطار والمدن العظام يحتفلون في شهر مولده صلى الله عليه وسلم وقال الامام شمس الدين الجزري المقري والمجرب من خواصه انه امان تام في ذلك العام وبشرى تعجيل بنيل ما ينبغي ويرام قال واكثرهم بذلك عناية اهل المصر والشام وللسلطان مصر في تلك الليلة من العلم اعظم مقام قال ولقد حضرت في سنة خمس وثمانين وسبعمائة ليلة المولد عند الملك الظاهر برقوق رحمه الله بقلعة الجليل العلية فرأيت ما هالني وسرني ولا ساءني وحررت ما انفق في تلك الليلة على القراء والحاضرين من الوعاظ والمنشدين وغيرهم من الاتباع والغلمان والخدام المترددين بنحو عشرة آلاف مثقال من الذهب العين ما بين خلع ومطعوم ومشروب ومشموم وشموع وغيرها مما يستقيم به الضلوع قال السخاوي قلت ولم يزل ملوك مصر خدام الحرمين الشريفين من وفقهم الله لهدم كثير من المناكير والشين ونظرهم في امر الرعية كالوالد لولده وشهروا انفسهم بالعدل فاسعفهم بمجده ومدده واما ملوك الاندلس والغرب فلهم فيه ليلة تسير بها الركبان يجتمع فيها ائمة العلماء الاعيان فمن يليهم من كل مكان وتعلو بين اهل الكفر كلمة الايمان واظن اهل الروم لا يتخلفون عن ذلك اقتفاء بغيرهم من الملوك فيما هنالك وبلاد الهند تزيد على غيرها بكثير كما اعلمنيه بعض اولي النقل والتحرير قلت واما العجم فمن حيث دخل هذا الشهر المعظم والزمان المكرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام للقراء الكرام والعلماء العظام وللفقراء من الخاص والعام وقرأت الختمات والتلاوات المتواليات والانشادات المتعاليات واجناس المبرات والخيرات وانواع السرور واصناف الحبور حتى بعض العجائز من غزلهن ونسجهن يجمعن ما يقمن لجمعهن الاكابر والاعيان وضيافتهن ما يقدرن عليه في ذلك الزمان ومن تعظيم مشائخهم وعلمائهم هذا المولد المعظم والمجلس المكرم انه لا يأباه احد في حضوره رجاء ادراك نوره وسروره وقال السخاوي واما اهل مكة معدن الخير فيتوجهون الى المكان المتواتر بين الناس انه محل مولده رجاء بلوغ كل منهم بذلك المقصد ويزيد اهتمامهم

به على يوم العيد حتى قل ان يتخلف عنه احد من صالح وطالح ومقل وسعيد سيما الشريف صاحب
اللواء والحجاز ولاهل المدينة كرمهما الله احتفال به على فعله واقبال انتهى اس عبارت سے ان تمام بلاد اسلام
مشہورہ معروفہ میں محفل میلاد شریف کا ہونا اور بلا انکار علماء متبحرین کا شامل ہونا ثابت ہے اگر بالفرض فاکہانی کا انکار
بدلیل اجتہادی ہوتا اور مسئلہ مختلف فیہا قرار دیا جاتا تب بھی بعد زمانہ فاکہانی کی بلا نکیر جاری ہونا مثبت اجماع ہے
اگرچہ زمانہ لاحق میں اجماع ہوا ہے اور اصولیوں پر واضح ہے کہ ایک زمانہ کے علماء مختلف ہو ویں اور دوسرے زمانہ کے علماء
جو بعد زمانہ اختلاف کے ہے کہ وہ زمانہ دوسرا ہے ایک طرف پر اتفاق کر لیں تو اجماع ہو جاتا ہے اور اختلاف زمانہ سابق
مانع اجماع لاحق کو نہیں ہوتا ہے اور اختلاف کرنیوالے کی دلیل اگرچہ موافق شرائط تھی وہ دلیل باقی نہیں رہتی ہے اسلئے
کہ وقت اجماع کے اس دلیل سے قوی تر دلیل پیدا ہو گئی کہ وہ اجماع ہے اور اختلاف والے کی دلیل اس وقت میں سے
اب وہ نہیں رہی فی التوضیح اذا اختلفوا واقام کل واحد منہم الدلیل مفرقا بشرائط لا یکون
احد منہم ضالا ولا مخطیا بالنظر الی الدلیل ثم اذا انعقد الاجماع بعدہم علی احد الطرفین
فدلیل المخالف لم یبق الآن دلیلا لانہ حدث دلیل اقوی وهو الاجماع انتہی وقال بعید
ذلک لان علیا ہم کان دلیلا فی ذلک الزمان لکنہ لم یبق دلیلا فی زمان حدوث الاجماع
انتہی وفی مسلم الثبوت اتفاق العصر الثانی بعد استقرار الخلاف فی العصر الاول ممتنع عند
الاشعری والمختار انہ واقع حجۃ وعلیہ اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ لنا علی الوقوع اجماع التا
بعین علی جواز متعۃ العمرۃ وقد کان امیر المؤمنین عمر وامیر المؤمنین عثمان ینہی عنہ ولا
یلزم تضلیل بعض الصحابۃ لان رأیہ کان حجۃ قبل حدوث الاجماع وانما یلزم خطاءہ وہو لا
فی کل اختلاف لان الحق واحد انتہی مختصرا پس جب بعد زمانہ فاکہانی کے اتفاق تمام متبحرین علماء و فضلاء
صالحین کا اسکے جواز پر ہو گیا جیسا کہ بیان ملا علی قاری سے واضح ہے اگر زمانہ ملا علی قاری میں مثلا مخالف کوئی
اسکا ہوتا تو منقول ہوتا اور بدون نقل صحیح معتبر فقط احتمال سے مخالفت ثابت نہیں ہوتی ہے پس زمانہ اتفاقیین
اجماع متحقق ہو گیا اور اختلاف زمانہ فاکہانی کا مرتفع ہو گیا اور دلیل فاکہانی بعد تسلیم موافق شرائط ہونیکے باقی
نہ رہی اگرچہ اسکے زمانہ میں وہ دلیل بالفرض والتقدیر تھی اگر اجماع کو تحقق کیواسطے مجتہدین کا ہونا
شرط مانو اور اتفاق کرنیوالوں کو مجتہد نہیں مانتے ہو تو بعد تسلیم کے ہم کہتے ہیں کہ اتفاق محققین علماء
علی ممر الاعصار اس محفل پر ہونا واضح ہے اور انکار اسکا مکابرہ ہے اور ابھی عبارت ملا علی قاری سے واضح ہو چکا
ہے اور اتفاق علماء محققین علی ممر الاعصار حجت ہے بھی مثل اجماع کے کتب اصول میں لکھا ہے قال فی المسلم وشرحہ

لبحر العلوم (ان اتفاق العلماء المحققین علی مر الاعصار) وان کانوا غیر مجتہدین (حجۃ کالاجماع)
فانہ یابی العقل من اجتماعھم من غیر ان یکون واضحًا الدیہم وانکان باستماع عن مجتہدین لہم انتہی
اگر بالفرض اتفاق نہوتا تب بھی اکثر اس محفل کو جو ایجاد ہوئی ہین اور اختلافکی حالت مین اکثر کے قولکو اخذ کرنا ردمحتار
سے اوپر گذر چکا ہو پس مدعی ہمارا بہرحال ثابت ہو الغرض قول فاکہانی یا اسواسطے دلیل شرعی نہین ہو کہ بلا دلیل شرعی
ہو وہ اپنے عدم علم کا اس امر مین اظہار کرتے ہین اور عدم علم کسی کا دین الٰہی مین دلیل نہین ہوسکتا ہو اور باوجود اسکے
فاکہانی نے جو اس محفل کو کراہت یا حرمت مین داخل کیا تو بدعت کو حرمت وکراہت مین منحصر جانکر کیا اور یہ بھی دلیل شرعی
نہین بدعتکا حسنہ ہونا بھی حدیث من سن سنۃ حسنۃ سے واضح ہو اور واجب ومستحب ومباح ہونا بھی اقوال علماء سے
اوپر گذر چکا ہو پس بدعت کو منحصر کرنا حرمت وکراہت مین کوئی دلیل شرعی نہوئی تو اس پر متفرع کرکے حرمت وکراہت
محفلکو بلا دلیل شرعی ہوا لیس خلاف فاکہانی مضر اجماع محققین اسکے ابن زمانہ کو نہین ہو یا یہ قول فاکہانی اکثر
کے مخالف ہو اسواسطے مقبول نہین ہو یا یہ کہ قول فاکہانی اگرچہ دلیل شرعی اسکے زمانہ مین تہا بعد کو جب
اختلاف نرہا اور اتفاق محققین واقع ہوا تو دلیل فاکہانیکی دلیل شرعی نرہی بسبب حدوث اتفاق و اجماع
لاحق کی پس اب قول فاکہانی پر حکم کرنا اور فتوی اسکے موافق دینا بسبب اسکی کہ غایت یہ ہو کہ قول فاکہانیکو باطل
نکہا جاوے فقط ضعیف کہا جاوے تب بھی جہالت وخرق اجماع سے خالی نہین ہو کیونکہ قول ضعیف پر حکم فتوی دینا علمانے
نے جہل وخرق اجماع قرار دیا ہو قال فی الدر المختار وان الحکم والفتیا بالقول المرجوح جھل وخرق للاجماع انتہی
اب خوب ظاہر ہوگئی بد علمی وبنا دانی حزب شیخ نجدی کی جو فاکہانی وامثال کے اقوال ضعیفہ ومرجوحہ وغیر مدلّلہ ومردودہ
سے حجت اوپر عدم جواز محفل میلاد شریف کی لاتے ہین اور واضح ولائح ہوگیا جواز محفل میلاد شریف کا اور
سالم رہنا اجماع کا بھی بطلان سے جو زعم فاسد جامع براہین نے کیا تہا کملگیا اور جامع براہین کا یہ قول فی الواقع
باطل ہونا معلوم ہوگیا اور صفحہ ۱۹۹ مین جو لکہا ہو کہ ظاہر حال وہی ہے جو علامہ فاکہانی نے فرمایا الخ اور جس
محل مین اول وآخر اس سے فاکہانی کے قولکو پیش کیا ہو سب کا جواب شافی بیان ہوگیا ہر جگہہ علیحدہ علیحدہ تحریر
کی ضرورت نرہی **قولہ** اور قیاس کی کیفیت معلوم ہوچکی کہ یہان کا مکا نہین اور قران وحدیث سے
کچہہ ثبوت نہین ۱ قول باللہ التوفیق فاکہانیکی قول کا بطلان وبلا دلیل وغیر معتبر ہونا وضعیف ومرجوح ومقابل
جمہور ساقط ہونا یا بالفرض اول سکے پاس دلیل کا وجود ہووے مع انہ باطل بعد کو زمانہ اتفاق کل علماء مین
بعد فوت فاکہانی کی اوس دلیل کا باقی نرہنا بخوبی ابہی معلوم ہوگیا ہو اور اس محفلکی اصل جو علماء نے نکالی ہو اور دوسرے
متبحرین ومحققین نے اوسکو تسلیم کیا ہے اسکو یہ جامع براہین کہتا ہو کہ تیر قیاس کرنا کام انہین کے ہے امام جلال الدین

سیوطی و ابن حجر و علامہ ملا علی قاری وغیرہم متبحرین فضلا و علما تو اوس قیاس کو جائز و پسند کریں اور یہ
گنگوہی کہ بمقابلہ ان علما کے طفل مکتب ہونگے بھی لیاقت نہیں رکھتا ہے اور ان کی کلام کی فہم کی بھی اسکو
تمیز نہیں چنانچہ آگے معلوم ہوگا یہ اس قیاس کو کام کا نہ بتاوے بلکہ اوسکو بےفہمی و بےعلمی سے رد کرنے
مولوی احمد علی سہارنپوری جو ہمارے معاصر تھے اور ہم انسے اچھی طرح واقف ہیں کہ جمیع علوم کما حقہ
کے وہ فاضل بھی تھے مشکوٰۃ و بخاری پر حواشی مختلفہ شروح علما سے دیکھکر اونھون نے لکھدئے تھے اور بعض
لوگونکو اونہون نے آخر عمر میں احادیث پڑھائی ہے یہ بہت بڑی علم و فضل کی کوئی بات نہیں ان کے قول کو جو مخالف فقہ
جمہور بلکہ خلاف علم و اصول کے تھا کہ ادنی طالب علم بھی انکی غلطی پر واقف ہوسکتا ہے چنانچہ معلوم ہو جائیگا
صاحب انوار ساطعہ نے رد کیا تھا تو براہین کے صفحہ ۱۵ و دیگر صفحوں میں جامع براہین نے یہ کہا کہ دگر بیان بیساختہ
طبع نے یہ شعر لکھا ہے ؎ ظہور جشن ہو کیونکہ کلچڑی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی سبحان اللہ مولانا
احمد علی صاحب مرحوم محدث کی حدیث نقل کردہ اور اسکے تنقید میں عبد السمیع کلام کرے قیامت آئی صدق رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر الساعة رواہ البخاری انتہی دیکھو آسمان
کا تھوکا منہ کو آیا اور اسکو لگا ہدف خود مولوی رشید احمد گنگوہی اور چیلہ اونکا ہوا اب ہم کہتے ہیں کہ بیساختہ
یہ شعر مولوی رشید احمد و چیلہ پر صادق آیا اور خدا تعالی نے اندونو نکو مصداق اسکا بنایا ؎ ظہور جشن ہو
کیونکہ کلچڑی گنجی :: حضور بلبل بستان کرے نوا سنجی مولوی رشید احمد و اونکا چیلہ ابن حجر و جلال الدین و دیگر
علما محققین مقبولین معروفین کا رد کریں اور انکی اصل نکالی ہوئے پر کلام کریں اور انکے قیاس کو کہیں کہ
کام کا نہیں قیام قیامت کیون نہ ہو وے صدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وسد الامر الی غیر اهله فانتظر
الساعة رواہ البخاری سچ ہے کہ جو کوئی بھائی کیواسطے کنواں کھودتا ہے خود گرتا ہے اور جامع براہین نے حدیث
غریب کے بارہ میں صفحہ ۱۵۱ میں تقریر بالکل لچر کی ہے اور کلام صاحب انوار کو ہرگز نہیں خیال کیا ہے بھلا صاحب
انوار کے قول سے یہ کب مفہوم ہے کہ غریب حدیث منحصر ضعیف میں ہے اور شیخ کے مقدمہ میں حدیث صحیح ایک
راوی والیکو ذکر کیا ہے اوسکا صاحب انوار نے کب انکار کیا ہے جو حوالہ مقدمہ شیخ و علل ترمذی جامع براہین
دیتا ہے اسکی غرض تو یہ ہے کہ بعض محل میں غریب بمعنی ضعیف و مطعون بھی آتی ہے اور عادت ترمذی
کی ہے کہ غریب کیساتھ حسن و صحیح کو ذکر کردیتا ہے اور ظاہر و متبادر یہی ہے کہ جسجگہ ترمذی نے غریب فقط لکھا ہے
تو اسکے نزدیک اس حدیث کا حسن یا صحیح ہونا ثابت نہیں ہوا ہے ورنہ ہر غریب ترمذی کے نزدیک
صحیح ہے یا حسن ہے مثلاً تو کہیں لفظ صحیح و حسن ذکر کرنا اور کہیں ذکر نکرنا لغو و بیفائدہ ہوگا اور کلام عاقل کو لغو سے

حتی الامکان بچانا ضرور ہو اور اسکی یہی سبیل ہے کہ غریب ترمذی کے نزدیک بھی دو قسم ہو ایک مطعون
وضعیف و دوسری غیر مطعون و غیر ضعیف پس جگہہ مطعون نہین ہوتی تو اوسکو حسن یا صحیح کہدیتا ہے
اور جسجگہہ مطعون وضعیف ہوتی ہو وہان فقط غریب کہکر چپ ہو جاتا ہے اس احتمال قریب سے ہمارے مین
قول ترمذی مین لغو بیفائدہ ہونا لازم نہین آتا ہو شیخ کے مقدمہ کی عبارت خود جامع براہین سنین جہان
شیخ کی عبارت سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ سولئے صاحب مصابیح کے دوسرے کسی سے حدیث غریب سے یہ مراد
نہین ہوتی ہے بلکہ شیخ کی عبارت هذا هو المراد من قول صاحب المصابیح من قوله هذا حدیث غریب
کما قال بطریق الطعن کا یہ ظاہر مطلب کہ صاحب مصابیح کے قول مین غریب سے مراد پہلے مطعون حدیث غریب
مراد ہوتی ہے اس سے یہ مفہوم ہوا کہ کسی دوسرے محدث کی یہ مراد ہوتی ہی نہین ہے مثلاً کوئی شخص کہے
زید جب لفظ عالم کا اطلاق کرتا ہی تو اس سے عمر ہی مراد لیتا ہو اب اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ کوئی دوسرا
اطلاق لفظ عالم کا کرتا ہے تو اوس سے عمر ہرگز نہین لیتا ہے اور ترمذی کی اصطلاح جدید فقط حسن حدیث
مین ہی باقی اقسام مین ترمذی مانند دیگر محدثین کی ہے جس معنے مین جس لفظ کو مانند غریب صحیح کی دوسرے
محدثین استعمال کرتے ہین ترمذی بھی کرتا ہو قال فی شرح النخبة فعرف بهذا انه انما عرف الذی یقول فیه
حسن فقط اما ما یقول فیه حسن صحیح او حسن غریب او حسن صحیح غریب فلم یعرج علی تعریفه کما لم یعرج علی
تعریف ما یقول فیه صحیح فقط او غریب فقط فکانه ترک ذلك استغناء لشهرته عند اهل الفن واقتصر
علی تعریف ما یقول فی کتابه حسن فقط اما لغموضه واما لانه اصطلاح جدید ولذلك قیده بقوله عندنا ولم
ینسبه الی اهل الحدیث انتهی پس غریب وصحیح کے بارہ مین جب ترمذی کی کوئی اصطلاح جدید نہین ہے تو اوسکو
غریب کہدینا بھی مانند دوسرون کے ہوا پس جسطرح صاحب مصابیح غریب سے مراد مطعون لیتا ہو اسطرح ترمذی
بھی لیتا ہو بعض مواقع مین چنانچہ مشکوۃ کے کتاب العلم مین ایک حدیث ابی ہریرہ رض کی ہے قال قال رسول الله
صلی الله علیه وسلم الكلمة الحكمة ضالة الحكیم فحیث وجدها فهو احق بها رواه الترمذی وابن ماجة
وقال الترمذی هذا حدیث غریب ابراهیم بن الفضل الراوی یضعف فی الحدیث اس سے ظاہر ہو کہ ترمذی کے
نزدیک غریب ضعیف کیساتھہ جمع ہو جاتی ہی اور ہر غریب اوسکے نزدیک صحیح نہین یہ فی الواقع بی فہمی جامع براہین
کی ہو اور صاحب انوار پر اتہام بیفہمی و نادانی کا صفحہ ۱۵۲ مین لگاتا ہے اور حدیث غریب کو بدون اسباب بحسب قواعد
واصول حدیث کے صحیح بتاتا ہو اور یہ شعر ع گر نبیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمہ آفتاب را چہ گناہ پیش
کرتا ہو اب ہمارے طرف سے بھی شعر جامع براہین کو وارد ہو اور جہل مرکب کا تحقق اوسکے حق مین ہی یہ دوسرا ادعا یہ ہمارے طرف سے

ہے **بیت** آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند ؛ در جہل مرکب ابد الدہر بماند ؛ اب صاحب انوار اس سے بری ہے اور حدیث
سالم بن عبید جو جامع براہین گنگوہی صاحب اپنی خوش فہمی سے صفحہ مذکور بالا میں ذکر کرتے ہیں اُس سے یہ کہاں ثابت
ہوا کہ وقت عطسہ کے زیادت والسلام علی رسول اللہ پر طعن ابن عمر رضہ کا نہی کے سبب سے نہیں تہا اس حدیث سے یہ مفہوم
ہوا کہ عاطس نے جو ترک وظیفہ کیا تہا اوس پر تنبیہ آنحضرت صلعم نے اوسکو کی یہ صاحب انوار کے مخالف نہیں ہے بلکہ
موافق ہے کیونکہ نہی صریح اور ترک سنت معنیہ دونون کا ایک حکم ہے اور ایک حکم کا مستلزم ہی نہی ضد اسکی کو جیسا کہ اہل فن
پر روشن ہے اور یہ حدیث مفید منع زیادت کی نہیں ہے بلکہ یہ مفید منع ترک وظیفہ کی ہے اور دعوی تمہارا
کراہت اثبات زیادت کا تہا اور نہی زیادت کے تم مدعی تھے اور تم نے ترک کسی سنت کا ادعا کیا ہوتا اور ترک سنت
کی کراہت و ممنوعیت پر اس سے حجت لاتے تو درست ہوتا اس حجت کو دعوے سے کچہہ علاقہ نہیں ہے پس اسکا
ذکر تمہاری نافہمی صرف ہے اب آپ ہی فرمائیں فہمید خوب آپکی ہے یا صاحب انوار کی ٭ بنور طفلی واز نوش نیش بیخبرے
زعشق ما چہ کہ از حسن خویش بیخبرے ؛ اور کیا ضرور تہا کہ تمہا قال ان نصلی فی ھذہ المواطن صراحۃً ابن عمر کہدیتے ایک مقصود
چند عبارات سے ادا ہوسکتا ہے جو مفید وقت ہوتا جانا وہ فرمادیا مقصود حاصل ہوگیا الغرض اسی قسم کے بہت سے
ہذیانات و وساوس ہی غایات جامع براہین کے جس سے سراسر بیعلمی ظاہر ہوتی ہے اور بعد تسلیم اس امر کی کہ یہ حدیث مفید
منع زیادت کی ہے ہم کہتے ہیں کہ جامع براہین کو یہ خبر نہیں کہ بعض امور شرعیہ محدود و مقدر ہیں اور بعض غیر محدود
و غیر مقدر محدود و مقدر میں زیادت نقصان جائز نہیں اور غیر محدود و غیر مقدر میں زیادت کا جواز ہے چنانچہ تلبیہ میں
اسی واسطے ہمارے علماء زیادت کے جواز کے قائل ہوئے ہیں اور امام شافعی رح اذان والتحیات پر قیاس کرتے ہیں
کہ جسطرح اذان و تشہد میں زیادت درست نہیں ہے تلبیہ میں بھی درست نہیں ہے فی الھدایۃ ولو زاد فیہا جاز خلافاً
للشافعی رح فی روایۃ الربیع رح وھو اعتبرہ بالاذان والتشہد من حیث انہ ذکر منظوم انتہی اور ہمارے علماء حنفیہ
یہی جواب دیتے ہیں کہ تشہد حرمت وعزت نماز میں ہے اور نماز میں وہی جائز ہے جو وارد ہے اور وارد کے ساتھ ہی
مقید ہے غیر وارد اوسمیں جائز نہیں ہے فی فتح القدیر بخلاف التشہد لانہ فی حرمۃ الصلوۃ والصلوۃ
یتقید فیما بالوارد لانہا لم یجعل شرعاً کالۃ عند ہما ولذا قلنا یکرہ تکرارہ بعینہ حتی اذا کان التشہد الثانی
قلنا لا تکرہ الزیادۃ بالماثور لانہ اطلق فیہ من قبل الشارع نظراً الی فراغ اعمالہا انتہی اس سے واضح ہے کہ امور
نماز کے اور اذان و تشہد کے اسی قسم کے ہیں کہ انمیں زیادت و کمی جائز نہیں ہے اور تلبیہ میں زیادت جائز ہے وہ
اس قسم میں نہیں ہے کہ زیادت جائز نہووے رد المحتار میں بھی ہے کہ امور صلوۃ کے امام صاحب کے نزدیک محصور و محدود
ہیں لہذا قال فی السراج ویکرہ ان یزید فی التشہد حرفاً و یبتدی بحرف قبل حرف قال ابو حنیفہ رح ولو نقص من

تشہد او زاد فیہ کان مکروہا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا انتہی پس امور شرعیہ کا دو قسم ہونا واضح
ہوگیا اور ذکر عطسہ کہ الحمد للہ واسطے عاطس کے محدود و محصور ہے وہ بھی مانند اذان وغیرہ کے ہے کہ زیادت و انتقاص کا
محتمل نہیں ہے قال الشیخ فی اللمعات شرح المشکوۃ تحت الحدیث المعہود انما علمنا فیہا ان نقول
الحمد للہ علی کل حال فقط من غیر زیادۃ سلام فیہ علی انہ ینبغی فی الذکر والدعاء الاقتصار علی الماثور
من غیر ان یزاد و ینقص فالزیادۃ فی مثلہ نقصان فی الحقیقۃ کما الایراد فی الاذان بعد الاذان بعد التہلیل
محمد رسول اللہ وامثال ذلک کثیر انتہی پس جب امور شرعیہ دو قسم کے ہوئے کہ ایک میں زیادت درست اور
دوسری قسم میں زیادت درست نہیں جو ذکر مخصوص و معین وارد ہوا ہے وہی درست ہے اور مقام عطسہ بھی انہیں امور
محدود و محصور میں سے ہے تو اس حدیث عطسہ سے استدلال کراہت محفل پر پکڑنا نہایت درجہ کی بے علمی و نافہمی ہے
کیونکہ محفل میلاد میں کسی امر محدود و محصور شرعی کا ثبوت اول ہو لیا ہوتا اور اوس پر کوئی امر زیادہ کیا جاتا تو
اس سے استدلال ممکن تھا اور محفل میلاد میں تو کوئی امر محصور و محدود موجود ہی نہیں ہے کہ اوس میں زیادت ممنوع
ہووے اگر کسی وہابیکو ادعا ہے کہ فلان امر اس موقع محفل میلاد شریف میں بفرمان شارع علیہ السلام محصور و محدود
معین ہے کہ زیادت اوس پر جائز نہیں تو ثابت کرے فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودہا الناس
والحجارۃ کا مصداق یہ فرقہ وہابیہ ہے اور اس محفل میلاد شریف میں تقیید ہرگز نہیں ہے فقط اپنی جہالت و عدم
اطلاع سے اوپر معنے و ماہیت تقیید کے کوئی تقیید مطلق بتاوے تو اوسکو اپنی جہل مرکب پر رونا چاہیے
انشاء اللہ اقوال آئندہ میں حال تقیید مطلق کا بھی آتا ہے جس سے بے علمی جامع براہین کی واضح ہوجاویگی کہ اوس بھلے
آدمی کو معنی تقیید مطلق سے بالکل خبر نہیں ہے اور کسی اہل علم سے تقیید مطلق کے معنے اوس نے سنے بھی نہیں ہیں
فقط لفظ سن بھاگا ہے الغرض پس جامع براہین نے قبل بیان اُنکی کے قیاس جلال الدین وابن حجر کا دونوں
اصلوں پر باطل ہے اس قسم کی ہذیانات فاسدہ لکھکر اپنے نامۂ اعمال سیاہ کئے ہیں اور اپنی بے علمی و نافہمی کا اظہار
اوسکا رہبر بخوبی کر دیا ہے اور دیکھو اپنے مطلب فاسد کی ثابت کرنیکو عبارت حسن المقصد جلال الدین سیوطی کے
جو یہ ہے وان لم یرد فیہ نص ففیہ القیاس علی الاصلین جامع براہین نے بدل دیا ہے باین طور کہ ولیس فیہ نص
ولکن فیہ قیاس علی الاصلین اور اس سے یہ ثابت کیا کہ نص و اجماع بلکہ ہر سہ حجت کا سیوطی نے صاف انکار کیا اور
اور جامع براہین صاف فرماتے ہیں کہ اجماع کے ہوتے ہوئے قیاس کی کیا ضرورت جامع براہین کو یہ خیال نہیں کہ
قطع بحث کیواسطے سند اجماع کے اظہار کا قصد سیوطی نے کیا ہو اسواسطے قیاس کی ضرورت جانی ہو فلا بد لرفع
ہذا الاحتمال من دلیل اس سے انکار اجماع جاننا جامع براہین کی فہم بیہودہ کا ہے باہر جو عبارت انوار الانوار ساطعہ میں پیش کی

کہ اجماع کیواسطے اتفاق مجتہدین صالحین چاہیئے اور منار کی عبارت لکھی کہ شرط اجماع کل کا ہے اور خلاف واحد مانند
خلاف اکثر کے ہے تو یہ بھی عدم علمی پر دال ہے اسواسطے کہ عبارت نورالانوار و منار سے یہ واضح نہیں ہے کہ بلا دلیل
والے لوگ و با دلیل والے سب کا اتفاق ہووے تو اجماع ہے ورنہ نہیں اور خلاف دلیل اجتہادی و بلا دلیل فقط عدم علم کے
سبب سے اور توہمات کے باعث سے کوئی کوئی خلاف کرے تو اجماع کا تحقق نہیں ہو سکتا ہے یہ اوپر علم اصول سے
معلوم ہو چکا ہے کہ خلاف جو مضر اجماع ہے وہ وہی ہے جو دلیل اجتہادی سے ہووے اور عدم علم و انحصار بدعت کو اباحت
و حرمت میں شرعاً و عقلاً کوئی دلیل نہیں ہے اور فاکہانی کا انکار ایسا ہی بلا دلیل ہے پس وہ ہرگز مضر اجماع کو
نہیں مگر یہ بات پڑھا ہوا آدمی و صحبت یافتہ علما جانے جامع براہین جیسے کیا جانے اور گنگوہی ہر قرن میں علما کا خلاف کرنا
بیان کرتا ہے اگر یہ دعوے سچا ہے تو زمانہ فاکہانی سے آجتک ہر قرن میں خلاف کرنیوالوں کا نام اور انکے ادلہ شرعیہ جنکے سبب سے
انہوں نے خلاف کیا ہے بیان کرے اور انکا لائق خلاف کرنیکی ہونا ثابت کرے ورنہ جسطرح جامع براہین نے بیچ صفحہ ۱۴۱
صاحب انوار ساطعہ کے حق میں لعنۃ اللہ علی الکاذبین لکھا ہے اوسکا مرجع اپنے کو جانے اور جسطرح نذیر حسین غیر مقلد
دہلوی نے معیار میں لکھا ہے کہ اجماع کی سند معلوم ہونا چاہیئے ورنہ اجماع باطل ہے ویسی ہی یہ گنگوہی صاحب بھی فرماتے
ہیں اور عبارت تلویح و توضیح دونوں میں خیانت کر کے آخر سے اوڑا کر لکھتے ہیں (اور پھر سند اجماع کی بھی
ضروری ہے علی المختار قال فی التوضیح وسند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا والجمہور علی انہ
لا یجوز الاجماع الا عن سند من دلیل او امارۃ لان عدم السند یستلزم الخطاء اذ الحکم فی الدین بلا دلیل
خطاء انتہی من تلویح) یہ عبارت جامع براہین صاحب کی ہے اس سے انکی اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماع کی ہمکو معلوم
ہونا ضرور ہے ورنہ اجماع باطل ہے پس توقف داوسکا اظہر من الشمس ہے کہ اسواسطے ہر کس و ناکس کو سند اجماع کی
معلوم ہونا ضرور نہیں فقط مجمعین کو معلوم ہونا چاہیئے اور اگر یہ غرض ہے کہ سند اجماع واقع میں ضرور ہوتی ہے تو
یہ آپکو اس محل میں مفید نہیں اور نہ کسی کو مضر ہے پس ذکر اوس کا لغو بیفائدہ ہے اور سند موقوف علیہ اجماع کے
باینطور کہ سند نہووے تو اجماع لذاتہ حجت نہووے ہرگز نہیں ہے بلکہ اجماع لذاتہ حجت ہے توضیح و تلویح میں اسہی عبارت
کے ساتھ یہ موجود ہے جامع براہین نے وہ عبارت نقل نہیں کی ہے اور خیانت ظاہر کی ہے پوری عبارت توضیح کی
یہ ہے واما الخامس ففی السند والناقل یجوز ان یکون سند الاجماع خبر الواحد والقیاس عندنا وعند البعض
لا بد من قطعی ثم لا یکون الاجماع لغوا ویکون حجۃ لیس من قبل دلیلہ بل بعینہ کرامۃ لہذہ الامۃ انتہی اس عبارت توضیح میں لفظ یجوز
ان یکون کے لفظ کو اول ہی جامع براہین نے اوڑا دیا کہ اسکی مرضی کے خلاف تھا اسی سند کی ضروری ہونیکا دعوے کیا اور لفظ مذکور جواز پر دال ہے کیونکہ
لفظ عندنا سے لیکر آخر تک تمام عبارت کو اوڑا دیا جس سے ثابت ہے کہ اجماع حجت دلیل و سند کے سبب سے نہیں بلکہ بعینہ واسطے کرامت کے حجت ہے بلکل جامع براہین نے سمجھتا

قاطع ہے اسمین یہ عبارت جامع براہین نے کی اور تلویح کی بہت سی عبارت آخر سے کاٹ ڈالی چونکہ قطعاً و قاطبۃً اوسکی حق مین
سم قاتل تھی اور آخر تلویح کی عبارت یہ ہے وجوابہ ان کون الاجماع حجۃ لیس مبنیا علی دلیل ای سندہ بل ھو حجۃ
لذاتہ کرامۃ لھذہ الامۃ واسند منہ لاحکام الشرع انتہی اس عبارت تلویح سے بھی واضح ہے کہ اجماع لذاتہ حجت ہے
یعنی سند پر نہین ہے صاحب فوائد ساطعہ نے فقط اس سبب سے کہ جامع براہین کے زعم مین ترجمہ بعض عبارت شیخ کا نہین لکھا تھا
اردو مین اور پوری عبارت نقل کر دی تھی صفحہ ۱۱ براہین مین یہ **مصرع** "چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد"
لکھدیا اب منصفین انصاف کرین کہ دزدی و خیانت یہ ہے کہ گنگوہی جامع براہین نے عبارت توضیح و تلویح مخالف
اپنے مقصود کو اوڑا دیا ہے یا وہ جو صاحب فوائد نے کیا ہے شاید جامع براہین کے نزدیک عبارت مین قدرے درست ہے،
اور خیانت عبارت کی جائز ہو اور ترجمہ نکرنا درست نہین ہے یہ بھی کسی شرع جدید وہابیہ مین لکھا ہوگا نعوذ باللہ
من ھذہ الخداعۃ والضلالۃ بعد ان واھیات و خرافات کے اس ورطۂ ظلمات سوء ادبی و جہل مرکب مین جامع براہین
آنکر گرا کہ وہ اصلین کہ وہ دو حدیثین ہین جو ابن حجر و جلال الدین سیوطی نے استحباب محفل میلاد شریف کی نکالی ہین
صفحہ ۱۶۱ براہین گنگوہی و جیلہ نے کہا کہ (وہ دونون اصل فاسد بھی ہین) اور کہا کہ (مگر حق یہ ہے کہ یہان قیاس بھی
صحیح نہین ہے اسواسطے کہ منجملہ شرائط صحت قیاس کے یہ بھی شرط ہے کہ فرع مین کوئی نص مخالف حکم قیاس کے موجود نہو اگر ایسی
نص موجود ہوگی تو قیاس باطل ہو جاویگا اور یہ بھی شرط ہے کہ قیاس فرع مین حکم نص کو متغیر نکرے اعنی مطلق
مقید مثلاً **قال فی التوضیح** ولا یصح القیاس ان کان فی الفرع نص لانہ ان کان موافقا للنص فلا حاجۃ الیہ
وان کان مخالفا یبطل وان لا یغیر القیاس حکم النص فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ قیاسا علی الکسوۃ
لانہا تغیر حکم قولہ تعالی فکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین وکذا شرط الایمان فی کفارۃ الیمین قیاسا علی کفارۃ
القتل مخالف اطلاق النص انتہی ما تفوہ گنگوہی اب منصفین کو غور کرنا چاہیے کہ چھوٹا منہ بڑی بات جامع براہین
جس کا علم و امانت کا حال اوپر کچھ معلوم ہو گیا اور فہم کا حال کھلگیا وہ متبحرین و محققین کے قیاس کو باطل کرے
اور اصل انکی فاسد بتاوے یہان وہ جو اوپر ہمنے لکھا ہے اور اوسکا لکھا ہوا ابھی پر منقلب کیا ہے یعنی **ع**
ظہور حشر نہو کیونکہ کلچڑے ٹھنجے :: حضور بلبل بستان کرے نواسنجے :: اس سے کیونکر صادق نہووے اب گنگوہی کے
فہم کو اور علم کو یہان بھی معلوم کرنا چاہیے توضیح کی عبارت تو نقل کر دی لیکن اس سے کچھ بحث نہین کہ یہ اس محل مین
منطبق ہے یا نہین پس جاننا چاہیے کہ توضیح کی عبارت کا جو مطلب ہے وہ تو درست و بجا ہے لیکن وہ مطلب قیاس
جلال الدین سیوطی و ابن حجر پر مستقیم نہین ہے جس سے بطلان قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر لازم آوے
اس لئے کہ صاحب توضیح اوس قیاس کو باطل فرماتے ہین جو مخالف نص ہووے یا حکم نص کو متغیر کر دے جیسکہ نص اطلا

اصول نے لکہا ہے اور یہی مراد صاحب توضیح کی اس محل میں ہے کہ وہ نص اس محل میں موجود نہیں ہے کہ قیاس جلال الدین
و ابن حجر اس سے مخالف ہوکر اور اُسکے حکم کا مغیر ہوکر باطل ہوجاوے اور اہل اصول صاحب توضیح وغیرہ تمام اہل اصول
اوس لفظ کو نص کہتے ہیں کہ اوسکی مراد نفس صیغہ سے ظاہر ہووے اور اوسکے ہی واسطے اوس لفظ کا سوق بھی ہو
قال فی الحسامی الظاهر هو ما ظهر المراد منه بنفس الصيغة والنص هو ما ازداد وضوحا على الظاهر بمعنى
فی المتکلم نحو قوله تعالى فانكحوا ما طاب لكم من النساء الآية فانه ظاهر فی الاطلاق نص فی بيان العدد لانه
سيق الكلام لاجله انتهى وقال فی التوضيح اللفظ اذا ظهر منه المراد يسمى ظاهرا بالنسبة اليه ثم زاد الوضوح
بان سيق الكلام له يسمى نصا انتهى اور یہ ظہور مراد کا نفس صیغہ سے بہ نسبت عارف باللسان ہے کہ جب وقت
عارف باللسان لفظ سنے تو مراد جان لیوے یہ مخصوص مجتہد کی یا عالم محقق کے ساتھ نہیں ہے چنانچہ کتب
فن سے ماہر پر واضح ہے اور باوجود ایسے ظہور مراد کے متکلم نے اوسیہی مراد ظاہر کیواسطے اونکا سوق بھی کیا ہوا
ہووے اور یہ امر بدیہی ہے کہ ایسی کوئی آیت حدیث موجود نہیں کہ جس سے کہ محفل میلاد کی ممانعت ثابت ہووے
کہ قیاس جلال الدین سیوطی و ابن حجر جو مثبت جواز ہے اوس نص صریح الدلالہ وسوق لاجل ممانعت محفل
میلاد کے مخالف و مضاد ہو اور باطل قرار پاوے اور کوئی نص مثبت وجوب اطلاق ہووے اور قیاس مقید
مطلق ٹھہرا کر مغیر نص جانکر فاسد قرار دیا جاوے اور جسکو یہ جامع براہین نص بتاتا ہے اپنے زعم فاسد سے اوسپر تعریف
نص کی ہرگز صادق نہیں ہے اور جسقدر امثلہ نصوص کے علماء نے ذکر کیے ہیں اونکے موافق نص قرار دادہ جامع براہین
ہرگز نہیں ہے وہ تمام امثلہ ایسی ہی ہیں کہ صراحۃ اونسے مقصود واضح اور مراد لائح وسوق لاجلہ ہیں ہر عارف باللسان
انکی مراد ظاہر سے جانتا ہے توضیح کی عبارت منقولہ جامع براہین میں قولہ تعالى فكفارته اطعام عشرة کی مراد عارف باللسان جانتا ہے
کہ کھانا کھلانا دس مساکین کو مراد ہے صراحۃ لفظ سے ثابت ہے اسی غرض کیواسطے اوسکو خدا تعالی نے بیان فرمایا ہے
اور تحریر رقبہ سے مراد آزادی غلام کی ہے ایمان والا ہو یا نہو اور قولہ مثنى وثلاث ورباع سے مراد اعداد ہیں اور
اور احل الله البيع وحرم الربو جواب میں کفار کے ہے جو انما البيع مثل الربو کہتے ہیں جس سے مراد ظاہر ہے اور
سوق لاجلہ واضح ہے کہ واسطے فرق کے درمیان حکم بیع و ربو کے یہ قول باریتعالی نے فرمایا ہے وعلی ہذا القیاس
تمام نصوص عند العلماء ایسے ہی ہیں کہ ایسی دلالت ظاہری بہ نسبت عارف باللسان اونمیں موجود ہے اور سوق
متکلم نے اوسیہی مراد ظاہری کیواسطے کیا ہے اب منصفین غور کریں اول و آخر جو کچہ یہ گنگوہی پیش کرتا ہے اور انکو نصوص
بتاتا ہے وہ ایسے کہاں ہیں پس کوئی عاقل و عالم انکو نصوص منکر حق محفل میلاد شریف میں نہیں کہہ سکتا ہے
گنگوہی اور اتباع اوسکے نصوص اونکو محفل میلاد کے حق میں بتاویں اپنی بیعلمی سے تو کوئی عالم تو کیا ادنی طالب

علم جس نے تماشی بڑی ہوگی وہ بھی ہرگز انکو نصوص فی حق محفل المولد نہیں تسلیم کریگا اور کا نہ کہیگا اور ثبوت خلق ذکر قرآن
حضرت صلعم کا بطور کلیت کے کسی آیت سے مستلزم اس امر کا نہیں کہ وہ آیت نص مصطلح اہل اصول ہو جاوے جو کہ
مراد عبارت توضیح وغیرہ ہے کہ جس سے مخالفت و تغییر حکم سے قیاس کا باطل و غیر مقبول ہونا پایا ہے صاحب توضیح وغیرہ نے
پس جب کسی نص کے مخالفت اور نص مطلق کی تغییر قیاس سے بسبب عدم وجود نص ثابت نہیں ہو تو موافق عبارت توضیح بطلان
قیاس کا بھی ہرگز ثابت نہیں ہوا اور اس عبارت توضیح کے بعد جو جامع براہین کا یہ ہذیان ہے (پس اب سنو کہ سابقاً
محقق ہو چکا کہ احادیث سے ثابت ہو لیا کہ مطلق کو مقید کرنا ممنوع ہے کہ تغییر حکم شرع کا ہے اور اوس پر اجماع
تمام امت کا ہے اور شرح منیہ سے بھی اوسکو خوب واضح اسیواسطے لکھا تھا اور ذکر فخر عالم اور شکر آپ کے وجود کا
نصوص میں مطلق وارد ہوا ہے مثلاً قولہ تعالی واما بنعمۃ ربک فحدث الآیۃ والشکر و انعمۃ اللہ الآیۃ پس
مطلق النصوص ندب ذکر فخر عالم کو قیاس سے مقید کسی ہیئت میں کرنا کسطرح درست ہوگا کہ یہ قیاس خلاف حکم نص کے
ہے اور مغیر حکم نص کو پس یہ قیاس ہرگز صحیح نہیں ہو سکتا ہے اور جب قاعدہ اصول شرع کے یہ قیاس باطل ہے
کہ مغیر اور مخالف حکم نص کے ہے کہتا ہوں میں کہ یہہ سراسر سودائی خام و اثر سرسام بد انجام ہے یہ مسلم ہی کہ مطلق
کو مقید کرنا ممنوع لیکن یہہ کلیۃ مسلم نہیں ہے کہ تقیید بدون واجب جاننے کی بھی اور اوسکی تاثیر ماننے کی بھی جائز ہو
چنانچہ اقوال آیندہ میں انشاء اللہ تعالی معلوم ہو جائیگا اور عدم تقیید مطلق پر اجماع بتانا بھی سراسر جہالت ہے بعض
مواضع میں تقیید مطلق و حمل مطلق بر مقید امام شافعی صاحب کا مذہب ہے چنانچہ عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالی پھر اجماع
کہاں ہے آپکو یہ بھی نہیں خبر کہ اجماع کس چیز کا نام ہے پس یہ کلام ناشی ہے فرط جہالت یا قلت تدبر سے اور جو
کچھ شرح منیہ سے لکھا ہے اوسکا بھی حال معلوم ہو جاویگا اور انشاء اللہ تعالی حق و باطل کھلی دیگا اور آیت اما بنعمۃ
اور آیت واشکروا سے ابہاماً و اجمالاً و عموماً نہ تنقیصاً و تصریحاً تحقیقاً ذکر فخر عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور شکر آپکے
وجود با جود کا ثبوت مفہوم ہے ایسی آیات کو نصوص کہنا اہل اصول کے نزدیک مستقیم نہیں عارف باللسان ذکر
میلاد کا ظہور و سوق لاجلہ یعنے بطور نص اس قسم کے آیات سے خیال ہرگز نہیں کر سکتا ہے اور انکو نصوص مصطلحہ
بتانا صرف جہل مرکب ہے اور یہ ابہام و اجمال مانع و غیر مجوز اظہار سرور مخصوص بایام معہودہ جو قیاس سے جلال الدین
سیوطی و ابن حجر و دیگر علما ثابت کرتے ہیں ہرگز نہیں ہے اور یہ بھی جہالت محض ہے کہ ان آیات کو نصوص نہ کہا
جس سے واضح ہے کہ شکر نعمت واجب نہیں ہے ندب ہے اور اس صفحہ سے دوسرے صفحہ ۱۶۲ میں آیت لقد من اللہ
علی المومنین و قولہ تعالی واشکروا نعمۃ اللہ کو ذکر کیا اور شکر کو واجب کہا یہ تناقض صرف ہے جو دال جہالت
پر ہے ایسے خرافات جہالت و حماقت سے قیاس علما کو باطل بتانا ہے شرم و حیا اوسکو نہیں جو منہ میں آتا ہے وہ کہتا

اتی ہے

اتنی تمیز و فہم بیچارونکو کہاں ہی جو سمجھے کہ یہان قیاس سے کوئی مطلق مقید نہیں ہوا ہے اول یہان نصوص بالمعنی المذکور
نہیں ہیں کہ انکی اطلاق کا مقید ہونا جو یہ بتاتا ہی وہ ثابت ہو۔ دوسرے بعد تسلیم وجود نصوص کے قیاس جلال الدین سیوطی
وابن حجر و دیگر علماء سے تقیید مطلق جو ممنوع ہے لازم نہیں آتی کیونکہ تقیید من حیث ہو ہو مقتضی ہوتی ہی ایجاب شیئی زائد کو
مطلق پر قال مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم ان التقیید من حیث ھو ھو یقتضی ایجاب زائد علی المطلق
انتہی وقال قبل ورقۃ فی ذلک الکتاب ان کانا مثبتین فان وردا معا والسبب واحد حمل المطلق
علیہ ای یراد بالمطلق المقید ضرورۃ ان السبب الواحد لا یوجب المتنافیین من الاطلاق والتقیید فی وقت واحد
ولو لم یحمل یلزم ذلک والمعینۃ قرینۃ البیان کما فی التخصیص وفیہ اشارۃ الی ان الحمل انما ھو اذا کان الحکم
الایجاب دون الندب والاباحۃ اذ لا تمانع فی اباحۃ المطلق والمقید بخلاف الایجاب فان الایجاب المقید
یقتضی ثبوت المواخذۃ بترک القید وایجاب المطلق اجزاءہ مطلقا انتہی وقال فی التلویح اذ لو حمل المطلق علی المقید
یلزم ابطال المطلق لانہ یدل علی اجزاء المقید وغیر المقید وفی الحمل علی المقید ابطال للامر الثانی انتہی
اول عبارت سے واضح ہی کہ تقیید مطلق کی ایجاب زائد کو مقتضی ہے دوسری عبارت سے لائح ہی کہ مطلق مقید دونون
مثبت ومعًا وارد ہون اور سبب بھی واحد ہو تو مطلق سے مراد مقید ہے کیونکہ سبب واحد متنافیین یعنے اطلاق وتقیید دونون
کو ایکوقت مین واجب نہیں کرتا ہی اور اس قول مین کہ متنافیین کو سبب واحد ایکوقت مین واجب نہیں کرتا ہی اشارہ اسطرف
ہی کہ حکم ایجاب ہو تو مطلق سے مراد مقید حالت مذکورہ مین ہوگا اور ندب واباحت مین یہ نہیں ہی کہ مطلق سے مقید مراد ہو
اور حمل مطلق کا مقید پر ہو کیونکہ ممانعت وتمانع اباحت مقید مطلق مین نہیں ہی یعنے مطلق اور مقید دونون مباح ہون تو
اسمین تمانع نہین اور دونونکی اباحت کی حالت مین مطلق کو مقید پر حمل کرنا نہیں ہی اور عبارت تلویح سے ظاہر ہی کہ حمل
مطلق کا مقید پر کرنے سے بطلان مطلق کا لازم آتا ہی کیونکہ مطلق دال ہے اسپر کہ مقید وغیر مقید دونون کافی ہوتے ہین
اور مطلق کو مقید کرنا غیر مقید کے کافی ہونیکو باطل کرتا ہی پس قیاس جلال الدین سیوطی وابن حجر کسی صفت وہیئت کا واجب
ہونا ثابت نہیں کرتے ہین جو مقتضی تقیید کہ وہ ایجاب زائد علی المطلق ہے اوسپر صادق آوے اور قیاس تقیید مطلق کہا جاوے
جب اقتضاء تقیید یہان موجود نہیں تو یہ قیاس مقید مطلق کا ہرگز نہیں ہی اور یہ قیاس واسطے اثبات اباحت وندب محفل کے
ہی نہ واسطے اثبات ایجاب کسی صفت وہیئت محفل کی تا پس تقیید مطلق ممنوع کہ جس سے ایجاب قید لازم آوے وہ یہان نہیں ہے
اور دوسری عبارت مسلم الثبوت وشرحہ بحر العلوم سے مفہوم ہی کہ اباحت مطلق ومقید کو درمیان تمانع نہیں ہی یعنے
مطلق ومقید دونون جائز ہون تو نہین کچھ تنافی وتمانع نہیں ہے پس قیاس سے جو جواز واباحت وندب ثابت ہوا تو رافع
ومانع ومخالف مطلق کے نہوا پس بطلان قیاس ہرگز نہیں ہے اور عبارت تلویح سے یہ واضح ہو چکا ہی کہ مطلق کو مقید

کہ جس سے ابطال غیر مقید کا ہوتا ہے اور مطلق سے مقید و غیر مقید دونوں کا کافی ہونا ثابت ہوتا ہے اور قیاس جلال الدین سیوطی
و ابن حجر سے یہ امر ثابت ہوا کہ مقید جائز ہے اور قیاس مذکور سے ابطال غیر مقید ہرگز مفہوم نہیں ہے پس تقیید مطلق
جو مقتضی ابطال غیر مقید کو ہے قیاس سے لازم نہیں آتی ہے پس قیاس مذکور سے تقیید مطلق کا گمان کرنا سراسر نافہمی ہے
الغرض تقیید مطلق و تغیر حکم نص اُسوقت ہوتا ہے کہ قید شرط جواز قرار دیجاوے اور موقوف علیہ جواز کا مانی جاوے کہ قید پائی
جاویگی تو جواز پایا جاویگا اور قید نہوگی تو جواز نہوگا جامع براہین نے جو عبارت توضیح کی نقل کی ہے اُس سے بھی واضح
ہے کہ قید کا موقوف علیہ و شرط قرار دینا مطلق میں صحیح نہیں ہے چنانچہ یہ الفاظ توضیح کے ہیں و ان لا یغیر القیاس
حکم نص فلا یصح شرطیۃ التملیک فی طعام الکفارۃ الخ یعنے تغیر دینا قیاس کا حکم نص کو نا جائز ہے اس کی
یہ متفرع ہے کہ تملیک طعام کفارہ میں شرط کرنا کپڑے پر قیاس کر کے صحیح نہیں ہے اور اسی طرح کفارہ میں جو غلام
آزاد کیا جاوے اوسکے مؤمن ہونیکو شرط کرنا صحیح نہیں ہے دیکھو توضیح میں شرط کرنا تملیک طعام و ایمان کا غیر
صحیح لکھا ہے اور شرط موقوف علیہ ہوتی ہے کہ بدون اوسکے مشروط جائز نہیں ہوتا ہے یہ تقیید مطلق و معیر حکم
نص ہے اگر قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے یہ ثابت کیا ہوتا کہ جواز ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے واسطے
ہیہات مخصوصہ شرط ہیں اور بدون ہیہات مخصوصہ کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے مشروط اُس تقدیر پر نہونا
ہی جائز نہیں ہے تو تقیید مطلق و تغیر حکم نص مطلق ہوتا اور جب قیاس سے شرط و موقوف علیہ ہونا ثابت نکیا تو
تقیید مطلق و تغیر حکم جو توضیح کی عبارت سے واضح ہے ہرگز نہیں ہے اور قیاس سے استحباب کا ثابت کرنا مبطل مطلق کا نہیں
اور یہ تقیید مطلق نہیں ہے کیونکہ یہ عبارت تلویح سے واضح ہی ہو گیا کہ مقید مبطل مطلق ہوتا ہے پس واضح ہو کہ جو مقید مبطل
غیر مقید کا نہیں ہے وہ مقید ہی نہیں ہے اور استحباب کے ثبوت سے مطلق مرتفع و باطل نہیں ہوتا ہے پس اثبات استحباب
سے تقیید مطلق لازم نہیں آتی ہے بلکہ افادہ استحباب قید و فضل قید کرے تو مقید عزیمت ہے اور مطلق رخصت ہی تلویح
میں بیچ بحث مطلق کے ہے فان قیل حکم المقید یفہم من المطلق لو لم یحمل علیہ یلزم الغاء المقید اجیب بانہ
یفید استحباب القید و فضلہ و انہ عزیمۃ و المطلق رخصۃ و نحو ذلک و بالجملۃ ھو اولی من ابطال حکم
الاطلاق انتھی اسیقدر بیان سے خوب واضح ہے کہ قیاس امام جلال الدین سیوطی و ابن حجر بطلان فساد سے سالم
ہے اور عبارت توضیح سے ہرگز اوسکا رد نہیں ہوتا ہے اگر جامع براہین کے فہم میں عبارت توضیح آئی ہوتی تو ہرگز اس عبارت کو
جو با علی صورت ہذا کرنی ہے کہ تغیر و تقیید مطلق جو مبطل قیاس سے ہو وہ ہے جس سے قید کا شرط ہونا ثابت ہووے اور
وہ یہاں مفقود ہے پیش نکرتا اور عار جاہلیت کی ظہور کو اپنے اوپر نہ لیتا جس مقام پر اس کتاب میں جامع
براہین نے قیاس مذکور کو باطل و خلاف یا کسی امر کو امور متنازع فیہا سے مقید مطلق قرار دیا تمام کا جواب بیان ہو گیا ہے

اور مولوی احمد علی سہارنپوری کی عبارت میں جو کچھ تقریر واقع ہوئی ہے اور مجلس میلاد شریف کو اسی تقیید مطلق کی زعم
سے مکروہ و ناجائز و بدعت قرار دیا ہے اوسکا بطلان بھی ظاہر ہو گیا ان حضرات کو علم اصول سے کچھ خبر نہیں ہے تقیید مطلق کی حقیقت
سے بالکل واقف نہیں انکی غرض یہ ہے کہ ہیئت مذکورہ مجلس میلاد کا عدم ضروری ہے جواز کیواسطے اور ہمکو ایسا خیال نہیں کہ عدم
ہیئت کا ضروری جانا جواز مجلس کیواسطے اور بدون اس ہیئت مروجہ کے جائز کہنا اور ساتھ ہیئت کے نکہنا یہی تقیید مطلق
ہے یہاں عدم ہیئت مذکور کو یہہ لوگ شرط جواز زعم کرتے ہیں یہاں انکی قول پر تقیید مطلق صادق آتی ہے اور یہ تقیید مطلق
ایسی ہے کہ سوائی زعم فاسد اپنی کے کوئی دلیل یقینی و ظنی و قوی و ضعیف اسپر موجود نہیں ہے جامع براہین و ہم مشرب
گنگوہی کو مطلق و مقید کے معانی سے خبر ہوتی تو ایسے کلمات نکرتے خود کی تقیید مطلق کو فراموش نکرتے اور علمائے پر بہتان
تقیید مطلق کا نہ لگاتے اور ایسے انگہڑ باتیں نکرتے کفارہ یمین میں رقبہ مومنہ کافرہ دونوں کی آزادی کو علمائے حنفیہ جائز فرماتی ہیں
اور اسکو تقیید مطلق نہیں جانتے اسیواسطے کہ اسمیں ابطال جواز رقبہ کافرہ کا نہیں ہے ہاں اسکو تقیید مطلق جانتے ہیں کہ فقط
رقبہ مومنہ کافی جانا جاوے اور کافرہ کو کافی نجانا جاوے یعنے ان دونوں فردوں مومنہ و کافرہ میں سے ایک فرد
یعنی مومنہ میں کفایت کو منحصر کرنا جسطرح شافعیہ کرتے ہیں ممنوع جانتے ہیں پس جو شخص مطلق کو ایک فرد میں منحصر کرے اور دیگر
افراد کو غیر جائز جانے تو اوسنے تقیید مطلق کی اور جو تمام افراد کو جائز جانتا ہے وہ مطلق کو مقید کرنیوالا علما کے ہرگز نزدیک نہیں ہے
ہم اہل سنت وجماعت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کو منحصر کسی فرد میں نہیں کرتے اور آجتک کسی نے ہم میں سے یہ نہیں کہا
ہیئت مخصوصہ مروجہ ہووے تو ذکر ولادت آنحضرت صلعم جائز ہے اور بدون ہیئت مذکور کے درست نہیں ہے اور ہیئت کو
مستحب کہنے سے ہرگز عدم جواز لازم نہیں آتا ہے اور وہابیہ لوگ بدون ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل ہیں اور ساتھ
ہیئت مخصوصہ کے جواز کے قائل نہیں ہیں بلکہ غیر جائز کہتے ہیں اور حال انکہ مع ہیئت بھی فرد مطلق کا ہے پس وہابیہ نے
ایک فرد میں انحصار جواز کیا اور ایک سے نفی کی جواز کی تو یہی تقیید مطلق کی ہوتی اسکو ادنی فہم والا بھی جانتا ہے اور یہ
بزرگ تو فقط تقیید مطلق کا نام سن بیٹھے ہیں مگر جانتے نہیں کہ یہ نام کس جانور کا ہے اور اس جہل مرکب پر تمام اہل سنت سے لڑنے مرنیکو مستعد
ہیں تحریر دیکھو تو ایک مجذوبکی بڑ ہے جس صفحہ قرطاس کو نقش بست کر دیا ہے پھر اوسمیں سرقات گوناگوں اور تلبیسات بوقلموں بہت بڑی کمال انکی
بزرگی کی ہے پس مولوی احمد علی سہارنپوری و گنگوہی و دیگر منکرین جو ہمپر حجت لاتے ہیں وہ انھیں بیہودہ سمجھیں اہل فہم خوب
جانتے ہیں نادان مجبور و معذور ہیں امام جلال الدین و ابن حجر کی قیاس کے بطلان و فساد کی ثبوت میں جو کچھ اپنی
نافہمی و بیعلمی جامع براہین نے ظاہر کی اوسکا تو حال معلوم ہو چکا اب جو کچھ ہذیان جامع براہین ان دونوں اماموں کی دو اصل کی
رد کرنے میں صادر ہوا ہے اوسکو معلوم کرنا چاہیے اور اوسکی فہم فراست پر تفریں کرنا چاہیے جلال الدین سیوطی رحمہ نے
اصل مولد کے حدیث انس مروی بیہقی کی فرمائیے اوس حدیث کا مضمون یہہ ہے کہ آنحضرت

بعد نبوت کے عقیقہ اپنا کیا تہا باوجودیکہ وارد ہوا ہی کہ آنحضرت صلعم کا عقیقہ عبد المطلب نے ساتوین دن
پیدائش سے کر دیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہین کیا جاتا ہی پس یہ عقیقہ کرنا آنحضرت صلعم کا واسطے شکر اوس امر کے تہا
کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو رحمۃ للعلمین پیدا کیا ہی اور یہ تشریع واسطے امت کے ہی جسطرح درود اپنے نفس پر آنحضرت
صلعم پڑہتے تھے پس ہمکو اظہار شکر پیدائش باجتماع اخوان و اطعام طعام و نحو ذلک من القربات و اظہار مسرات مستحب ہی
جلال الدین کے کلام کا یہ مضمون ہی جامع براہین گنگوہی کا جہوٹا منہ بڑی بات و ہذیانات و مزخرفات اوسکے اوسکے جو اس مین مصنفہ
مین کلام و سمین زبیج کا ذکر ہی تاریخ و اجتماع و اطعام کا اسمین ذکر نہین ہی پس باقی قیود سب کے سبب اونکی نزدیک بہی یعنے
جلال الدین کے اصل بدعت و کراہت و حرمت و انکار پر باقی ہین انتہی گنگوہی کی خوب عقل ہے اتنی فہم نہین کہ جب عقیقہ کا
نبوت ہوا تو عقیقہ مین اجتماع اخوان و اطعام ہوتا ہی سب ذکر کی کیا ضرورت تہی اور تاریخ کے سبب کسی نے انکار کیا ہوتا تو
جلال الدین اوسکا جواب بہی دیتے انکو وہابیہ طاغیہ ناقہم کی خبر نہین تہی کہ وہ تاریخ معین مین کرنا بہی موجب کراہت و حرمت گمان
کرینگے پھر اوسکے بعد جامع براہین گنگوہی نے وہی رونا رویا کہ یہ تقیید مطلق ہی جسکا بطلان اب ہی معلوم ہوگیا حاجت اعادہ نہین
اور تشبیہ کفار کا اور مذاہب فسقہ کا اتہام مومنین پر لگایا اور روشنی کا اسراف بتاتا ہی یہ اقوال بلا دلیل موجب بدظنی باوجود
امکان حمل نیک کے کہنا قائل کو مخالف قرآن بتاتی ہین اور فسق مین ڈالتی ہین اپنی بلا دوسرون پر گنگوہی کیون ڈالتا ہی
یہ کہنا کہ بہرحال حدیث ضعیف موجب عمل کے نہین ہوتی ہی پس قیاس اس سے کرنا بہی لائق اعتماد کے نہو گا یہ سراسر بےعلمی ہے کیونکہ
جلال الدین سیوطی محدث مشہور و امام و شیخ فن ہے اوسکا حجت حدیث سے پکڑنا اوسکے نزدیک صحت حدیث پر دال ہے جلال الدین
سیوطی کی کتاب موضوعات دیکہو بہت سی احادیث جو دوسرون کے نزدیک موضوع و ضعیف ہین اونکا ثبوت دیگر طرق غیر
محدوشہ سے دیکر قابل حجت ہونا ثابت کر دیا ہی اور یہ کیونکر ممکن ہی کہ جلال الدین کے نزدیک حدیث قابل حجت نہووے اور جلال الدین
اوس سے حجت پکڑے پس دوسرونکا ضعیف کہدینا جلال الدین پر حجت نہین ہی اور اجماع سے صحت حدیث واضح ہی پس حدیث کا ضعف مسلم نہین ہے
اور جلال الدین کی تصانیف غیر عدیدہ ہین کسی نہ کسی مین ہوسکتا ہی کہ اس حدیث کو قابل حجت ہونا بیان کیا ہووے اور اگر حدیث
ضعیف کے موجب عمل نہونیسے یہ مراد ہی کہ واجب ہونا عمل کا اوس سے ثابت نہین ہوتا ہی تو مسلم ہی لیکن جلال الدین نے استحباب
حدیث سے ثابت کیا ہی وجوب ثابت نہین کیا ہی اور اگر یہ مراد ہی کہ کوئی عمل کسیطرح یعنے اباحت و استحباب کے طور پر بہی ثابت نہین
ہوتا ہی تو یہ غلط ہی اور ناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی قول بدیع کتاب علامہ سخاوی مین ہی و عن احمد انہ یعمل بہ
اذا لم یوجد غیرہ و فی روایۃ عنہ ضعیف الحدیث عندنا احب من رای الرجال و ذکر ابن حزم الاجماع علی ان
مذہب ابی حنیفۃ ان ضعیف الحدیث اولی عندہ من الرای و القیاس اذا لم یجد فی الباب غیرہ انتہی و فی خاتمہ مجمع البحار
قیل کان مذہب النسائی ان یخرج عن کل من لم یجمع علی ترکہ و کذا ابو داؤد و کان یخرج الضعیف اذا لم یجد

فی اللباب وغیرہ وموجبۃ علی الراجی انتہی ان عبارات سے حدیث ضعیف کا قابل عمل ہونا ثابت ہو جامع براہین گنگوہی کا ثبت
عمل لکھنا سراسر غلط ہے اس شخص کو کچھ خوف خدا تعالیٰ کا نہیں اس نے اپنے زبان کو ہی حکم الٰہی گمان کر لیا ہے جو زبان پر آجاتا ہے
وہی مسئلہ شرعیہ قرار دے دیتا ہے نعوذ باللہ من ذالک اور حالانکہ عبارات کتب متداولہ کے سمجھنے کی لیاقت و استعداد نہیں اب
جامع براہین کو دیکھو اور یہ اعتراض جلال الدین سیوطی پر دیکھو کہ عقیقہ کے معنی لغوی و شرعی دونوں کو سیوطی نے ترک کر کے ایک معنے
مجازی لیکے کردم شکر یہ کا ہے سو بلا دلیل قوی محض احتمال سے ثبوت حکم مذہب کا اس سے نہیں ہو سکتا ہے اب وہی شعر گنگوہی
گنگوہی کا بیان صادق ہے بلکہ حق یہ ہے **بیت** شیران حق کے سامنے روباہ ثبات ۔ میدان معرکہ میں کہو کیا لیکے پاؤں
اور بعد تسلیم معنی مجازی لینے عقیقہ کے ہم کہتے ہیں معنے مجازی لینے میں درصورت تعذر حقیقت کے کوئی محذور عقلی و شرعی
وغیرہ نہیں ہے اور سیوطی نے تعذر معنے حقیقی کی ثبوت کیواسطے یہ کہا ہے کہ اعادہ عقیقہ کا نہیں ہوتا ہے یعنے اعادہ عقیقہ منع
شرعی ہوا تو یہ معنی مجازی متعین ہوئی اور ایسی حالت تعذر معنے حقیقی میں مجازی معنے مراد ہونا قرآن و حدیث و کلام
فصحا میں شائع و ذائع ہے گنگوہی معنی مجازی لینے کو قبیح جانتا ہے تو قرآن و حدیث کے معنے مجازیکو بھی قبیح جانکر اپنی
ہمدانی و نادانی لوگوں میں بخوبی ظاہر کر دی اور جلال الدین سیوطی رحمہ نے جب تعذر معنی حقیقی کی وجہ لکہدی تو بلا دلیل معنی مجازی
محض احتمال سے نہیں لئے پس اعتراض گنگوہی کا بھی جلال الدین سیوطی پر بسبب اسکی ہے کہ کلام جلال الدین کو ہرگز گنگوہی
نہیں سمجھا ہے **چوتھا** اعتراض گنگوہی کا جلال الدین سیوطی پر وہی صدا برانی ترنگی ہے کہ مطلق کا مقید کرتا ہے
جسکا ابطال ہم اول بیان کر چکے ہیں کہ بدون ابطال غیر مقید کی تقیید مطلق نہیں ہے پس یہ چوتھا اعتراض جہلکا
بھی ساقط ہو گیا **پانچواں** اعتراض نا فہمی کا یہ ہے کہ حدیث عقیقہ سے تاریخ و ماہ و اطعام و سرور و اجتماع ثابت نہیں
اور صحابہ اور تابعین نے یہ عمل کیوں نہیں کیا اور ان قرون میں کیوں متروک ہوا اور ان قرون میں متروک ہونا دلیل
اسکی ہے کہ اسکی کچھ اصل بھی نہیں ہے اور فاکہانیکا اعتراض کہ اطلاق حکم شکر کو زمانہ و ہیئت سے مقید کرنا بدعت ہے فرع محلا
اور کوئی امر قیاس سے ثابت نہوا اس اثبات سیوطی سے تعجب ہے فاکہانیکا اعتراض قائم و سیوطی کا قیاس باطل یہ تمام
خرافات جامع براہین کے منہ سے نکلے ہیں اونکو لکھکر اپنا نامہ سیاہ جامع براہین نے کیا ہے ہم عنقریب بیان کر چکے ہیں کہ ادنی
فہم والا بھی جانتا ہے کہ جانور آنحضرت صلعم نے ذبح کیا تو موافق سمجھ مرضیہ کے اپنے اصحاب کو ضرور جمع کیا ہوگا اور شکر
وقت کے سرور کے ہوتا ہے اور اصحاب کو کہانا کہلانیکی آپکو عادت تھی اپنے ضرور کہلایا ہوگا پس اجتماع و سرور و اطعام
ثابت ہے یہ گنگوہی کا گمان صرف کہ ایسے مواقع میں آنحضرت صلعم کے اصحاب کا اجتماع و اطعام آنحضرت کے پاس نہیں
ہوتا تہا یہ نہ ہونا محال عادی ہے اس عدم کا قائل کوئی عاقل نہیں ہو سکتا ہے جامع براہین ہو دے تو ہووے اوسکا
کیا اعتبار ہے اور تشریح کے طور میں مقتضی اعادہ کا ہے غور چاہئے اور فہم سلیم ضروری تاریخ معین کا انکار کسی دلیل سے

مفہوم ہوتا یا فاکہانی نے انکار کیا ہوتا تو اوسکا جواب بھی جلال الدین رح دیدیتے فاکہانی نے اصل مولد کا انکار کیا ہے کہ کتاب
وسنت میں موجود نہیں تو اوسکا ثبوت جلال الدین رح نے دیا اور فاکہانی کے قول سے تاریخ کا انکار بھی خیال کرنا فہم
جامع براہین کے ہے ورنہ فاکہانی کے قول میں اسپر دلالت ہرگز نہیں ہے فاکہانی کے رسالہ میں سوال وجواب مولد کا ہے
ذکر تاریخ معین کا نہیں ہے اجتماع ماہ ربیع الاول میں ہوتا ہے یہ سوال ہے اور اسکا جواب فاکہانی نے یہ دیا ہے کہ کتاب وسنت وغیرہ
کہیں ہما میں اسکی اصل ہونا مجھکو معلوم نہیں ہے چنانچہ عبارت رسالہ فاکہانی کی یہ ہے اما بعد فانہ تکرر سوال جماعۃ من المبارکین
عن الاجتماع الذی یعملہ بعض الناس فی شہر ربیع الاول ویسمونہ المولد ہل لہ اصل فی الشرع او ہو بدعۃ وحدث
فی الدین وقصدوا الجواب عن ذلک مبینا والایضاح عنہ معینا فقلت باللہ التوفیق لا اعلم لہذا المولد اصلا فی
کتاب اللہ ولا سنۃ رسول اللہ الخ تاریخ معین کو وجہ بدعت قرار دینا خاصہ وہابیہ کا ہے وخاصۃ الشیء لا یوجد فی غیرہ
اور تاریخ کی وجہ ظاہر تھی صوم اثنین واسطے شکر ولادت یوم معین اثنین میں ہی رکہتے تھے اور اوسکی وجہ بھی آنحضرت
صلعم نے ولادت گذاری صحیح مسلم میں ہے سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن صوم الاثنین قال فیہ ولدت
وفیہ انزل علی شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں **ف** صوم اثنین ہر بہر تقدیر بسبب آن شکر آن نعمت
وجود آنحضرت صلعم و وجود دین وشریعت اوست انتہی اس سے دن معین نزول میں ہے اعادہ شکر کرنا ثابت ہے اور خاص
اعادہ شکر ولادت کا ہی ثابت ہے اور اس روز دوشنبہ کے روزہ جو واسطے شکر نعمت ولادت وشریعت کے آنحضرت صلعم
رکہتے تھے اس سے خصوصیت شہر ربیع الاول کی بھی مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج رح فرماتے ہیں اشاد علیہ السلام بفضل
ہذا الشہر العظیم بقولہ للسائل الذی سئلہ عن صوم الاثنین ذلک یوم ولدت فیہ فتشریف ہذا الیوم متضمن
لتشریف الشہر الذی ولد فیہ الخ اور عاقلین اس سے ہی تاریخ معین بھی جانسکتے ہیں لیس تاریخ وماہ ودن سب واضح
تھا اسواسطے کسی عالم نے اس سے تعرض نہیں کیا منکر بداہتہ وہابیہ کا کیا اعتبار ہے اور صحابہ تابعین کا یہ عمل نکرنا استحباب کے منافی
نہیں ہے خلاصہ کیدانی ہے کو گنگوہی نے اٹھا کر دیکھلیا ہوتا تو جان لیتا کہ ایک یا دو بارہ آنحضرت صلعم کا ایک امر کو کرنا بھی
مثبت استحباب ہے والمستحب ما فعلہ النبی صلعم مرۃ او مرتین وترکہ اخری شاید گنگوہی یہ کہدے کہ اس عبارت
کے بعد وما احبہ السلف بھی موجود ہے جس سے یہ ثابت کرے کہ مستحب وہ ہے کہ فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ محبوب جاننا سلف کا
بھی جمع ہو دے اور عمل مذکورہ میں یہ دونوں امر موجود نہیں ہیں یہ قول بھی قابل مضحکہ اطفال ہوگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم کا
اعتبار اسکے نزدیک اوسوقت میں ہے کہ احباب سلف فعل آنحضرت صلعم کے ساتھ مجتمع ہو تو معلوم ہوا اثبات کیواسطے فعل
آنحضرت صلعم کافی نہیں ہے بلکہ احباب سلف کی ضرورت ہے یہ عقیدہ تو کسی منکر صریح کا ہوگا مگر ان ذات بزرگ سے یہ
بھی کچھ اچنبا کچھ بعید نہیں اسیطرح مخالفت آنحضرت صلعم کو موجب دخول نار گنگوہی کہیں تو اوسوقت یہ جانیں کہ

مخالفت سبیل مومنین آنحضرت صلعم کی مخالفت کے ساتھ جسوقت مضموم مجتمع ہووے اور دلیل ومن یشاقق الرسول
ویتبع غیر سبیل المومنین الآیتہ کو لاوے جسطرح عبارت خلاصہ مین وما احبہ السلف کے عطف سے جمع ہونا ہر دو امر کا حاکم
مجموع پر حکم استحباب کا کرین نہ ہر واحد پر اسیطرح آیت مین بھی کرین اور شاید کوئی طالب العلم سمجھا ہو کہ عبارت خلاصہ کا
مطلب یہ ہے کہ ہر واحد سے استحباب ثابت ہوجاتا ہے جسطرح ہر مخالفت سے دخول نار کا استحقاق ہوجاتا ہے تو مانلو تب
بھی ہمارا یہ اعتراض باقی رہیگا کہ جب فعل آنحضرت صلعم تنہا حجت ہے اور عمل صحابہ وتابعین پر استحباب کا ثبوت موقوف نہین ہے
تو تمہارا یہ کہنا کہ یہ عمل صحابہ وتابعین نے کیون نہین کیا اور ان قرونمین کیون متروک ہوا لغو ہے کیونکہ دلیل فعل آنحضرت
صلعم اس عمل کے ثبوت کیواسطے کافی ہے اور کیون نہین جائز ہے کہ عمل اسکا سلف مین ہوا ہووے اگرچہ ایسا مشہور نہ ہوا ہو
کہ منقول ہووے اور عدم نقل نقل عدم پر دال نہین پھر عدم عمل سلف تمنے کسطرح جانلیا کیا عدم نقل عدم عمل ہے
اور ممکن ہے عمل مذکور کلی متعدد الافراد ہو نیکے سبب سے سلف مین دوسرے فرد پر عمل درآمد ہوا ہو اسلئے مقصود بالذات
عمل مین لانا اوس کلی کا ہے کسی فرد کے ضمن عمل مین آجاوے ہر ہر فرد کا علیحدہ ثبوت ضروری نہین ہے پس عمل سلف ہوا ہو
لیکن گنگوہی غیریت فرد کے سبب سے نہ سمجھا ہو اور قرون صحابہ وتابعین مین نہونا کسی امر کا اگر مقتضی اسکا ہے کہ اسکی
کچھ اصل نہین ہے جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے تو شرط احادیث بخاری ومسلم ونسائی وغیرہم کی بھی زمانہ تابعین مین
نہ تھین اور دیوبند کا جلسہ امتحان و دستاربندی کا بھی اون قرونمین نہ تھا اور تقویت الایمان کے اقوال متنازع فیہا و دیگر امور جو
نجدیہ و وہابیہ بھی اوسکو کرتے ہین ان کل کی اصل کچھ نہونیکے سبب سے بدعت ہونا چاہئے اور یہ تمام ضلالات ماننا چاہئے
اور فاکہانی کا اعتراض جو یہ گنگوہی بتاتا ہے کہ اوسنے یہ اعتراض کیا کہ حکم شکر کو زمانہ و ہیئت سے مقید کرنا بدعت ہے غلط
محض ہے فاکہانی کے اقوال کا ترجمہ مع جوابات جلال الدین سیوطی رح کے اوپر گذر چکا ہے اون اقوال فاکہانی مین یہ اعتراض
ہرگز نہین یہ سفاہت کا اعتراض تو گنگوہی وہم مشرب اوسکے ہی کو مبارک ہو اور یہ اعتراض اختراع وابتداع کیا ہوا تو فرقہ
بدعیہ وہابیہ کا ہے اوسکا جواب بھی بفضل خدا تعالی بخوبی ہوگیا کہ تقیید مطلق اسمحل مین ہرگز صادق نہین ہے سفہا
سفاہت سے زعم کرین تو اونکی کون سنتا ہے اور فاکہانی نے جو اپنے عدم علم اصل مولد کے بارہ مین ظاہر کی تھی سو اصل اسکا الکتاب جلال الدین
وابن حجر نے پیش کردی اور بغفلت و عدم تدبر کے جو بدعت کا منحصر ہونا کراہت وحرمت مین فاکہانی نے گمان کرلیا تھا اور اوسپر
کراہت وبدعت ہونا مولد کا مبنی کیا تھا اوسکا بنا بر فاسد علی الفاسد ہونا اور بعدم انحصار بدعت کا کراہت وحرمت مین اور واجب
ومستحب ومباح ہونا بھی بوجہ احسن ثابت کردیا پس بطلان زعم فاکہانی ابین من الشمس ہے کوئی بے علم و نافہم ہو دیوے کسی دوسرے کا
اوسمین کیا قصور ہے قیاس جلال الدین سیوطی رح سے تو بخوبی ثبوت ہوگیا گنگوہی اپنے عدم انفہام کے باعث مانند اقوام سابق
کے جو اہل حق کے کلام پر تعجب کرتے تھے اور مجنون کہدیا کرتے تھے و حشر کا بیان بھی انکو حشر معلوم ہوتا تھا ایسے گنگوہی بھی خیال کرتا ہے

جلال الدین سیوطی رحمہ پر تعجب ہوتا ہے اور اعتراض باطل فاکہانی کو حق بتاتا ہے اور قیاس حق کو باطل اہل باطل کی تزئین بتانا چاہتا ہے
اتنی خبر نہیں کہ بھلا کوئی آفتاب پر بھی خاک ڈال سکتا ہے ؎ کیوں ڈراتا ہے خاک اٹھا کر زمین سے تو ، پڑتی کہیں ہے خاک بھلا آفتاب پر
جلال الدین سیوطی رحمہ کی اصل کے بارہ میں تو مصداق شعر ظہور حشر نہ ہو کیونکر کلی چڑھے گنجے ، حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے
گنگوہی ہو چکا ہے اور جلال الدین رحمہ کی جلال کی تاب نہ لا کر زک فاش اٹھا چکا ہے اور علامہ ابن حجر بلبل بستان علم و فضل کے
طوطی ہزار داستان گلستان عقل و نقل کے مقابلہ میں کلچڑے گنجے کے مانند کچھ آواز نکالنا چاہتا ہے مگر کوے کے غاغان
نغمہ عندلیب خوش الحان کے مقابلہ پر کون سنتا ہے شاید بامزاری و متانت علمی اور جہل فہم و فضل سے واقف نہیں زبان
حال اوس علامہ کے یہ واضح ہے انا صخرۃ الوادی اذا ما ازدحمت واذا نطقت فانی الجوزاء ع گنگوہی بیچارہ اوس جبل علم و فضل
کو نکر لیسے کب اٹھا سکتا ہے یہ سنگین طبع بڑا پتھر ہے اوسکے ٹھوکر کہاں اٹھا سکتا ہے بقول نظامی ؎ نہ شاید زدن تیغ با آفتاب
نہ البرز را کرد شاید خراب ، جب جلال الدین رحمہ کے مقابلہ زک پا چکا اور میدان مقابلہ میں اوندھے منہ گرا ہے کہ اٹھنے تک کی تاب نہ رہی
اور ملامت بی ادبی کی اپنے اوپر لی اور مخالفت جمہور کے موافقت دوسرے فرقوں باطلہ کے کی قولہ (دوسری اصل شیخ
ابن حجر کی سنو کہ صحیحین میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو یوم عاشورہ روزہ رکھتے دیکھکر پوچھا کہ تم کیوں
اسدن روزہ رکھتے ہو یہود نے کہا کہ اس روز میں فرعون غرق ہوا اور حضرت موسی کو نجات ہوئی تو حضرت موسی نے
شکرانہ روزہ رکھا تھا تو ہم بھی رکھتے ہیں تو آپنے فرمایا کہ ہم حق ہیں ساتھ موسی علیہ السلام کے تمسے پس آپنے روزہ رکھا اوس سے
معلوم ہوا کہ روز منت و احسان کے اعادہ سرور اور شکر کرنا درست ہے اب سنو یہ قیاس بھی درست نہیں ہے اول تو وہی تقریر
سابق یہاں بھی ہے کہ شکر وجود ہر جود پر آپکا نص مطلق سے ثابت ہوا ہے پس قیاس لغو ہے اور سبب تغیر حکم نص کے اطلاق سے
تقیید کیطرف یہ قیاس باطل ہے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق وہی شعر گنگوہی پر منقلب ہے ظہور حشر نہ ہو کیونکر کلی چڑھے گنجے
حضور بلبل بستان کرے نوا سنجے ، ابن حجر و مولوی رشید احمد گنگوہی کا اعتراض اور قیاس کو باطل بتانا باوجودیکہ اس
اس قیاس کو جلال الدین سیوطی و ملا علی قاری وغیرہما علماء محققین تسلیم کر چکے ہیں عاقلین کیواسطے اسیقدر کافی ہے
کہ اس قیاس میں بطلان و فساد کی بو بھی ہوتی تو محققین کسطرح قبول کرتے ہاں جامع براہین مانند سفہاء لا علم
لہم کے یہ کہدیگا کہ یہ محققین متعصبین میں تھے اور بدعتی تھے اور ادلہ شرعیہ سے اعتراض کرتے تھے اور قیاسات فاسدہ
پر انکا مدار تھا اور انمیں سے کسیکو فہم فساد و بطلان قیاس کے جاننے کی لیاقت نہ تھی ایسا بیہودہ کلام سوائے چند جہلا و
سفہاء وہابیہ عندہ ذکر خیر حضرت خیر البریہ صلعم کے دوسرا کوئی عاقل نہیں کہہ سکتا ہے اگر گنگوہی یا اوسکا کوئی چیلہ جانتا ہے
مجتہد سے خطا ہوتی ہے یہ قیاس خطا ہے تو عاقلین جانتے ہیں کہ مجتہد کی خطا غیر مجتہد جو کہ درجہ اجتہاد نہ رکھتا ہو جیسا گنگوہی ہے بلکہ اقوال فاضحہ و آثار شنیعہ کے
ظاہر ہے کہ جامع براہین کو اسقدر فہم بھی نہیں کہ عبارات علماء و فضلاء کا مطلب سمجھے وہ کیونکر مجتہد کے قیاس کی خطا جان سکتا ہے

اگر ایسے ہی کہ غیر مجتہد مانند جامع براہین کی تقریر پر تزویر کے مقابلہ میں اہل ترجیح کا اعتبار نہ ہووے تو تمام لامذہب اپنے قیاسات حقہ
کو باطل بتاتے ہیں اور جامع براہین کو بھی لوعاء ظاہر ہے ولسانی تقلید کا ہے اگرچہ اوسکے اقوال سابقہ سے لامذہبیت ظاہر ہے پس تمام قیاسات
حقہ موافق لامذہب اپنے کے باطل بتاوے اور کہلا ہوا لامذہب ہو جاوے تقیۃً مقلد بننا چھوڑے اور اگر کہو کہ انکے بعض لامذہب اپنے تقریرات
کے ہم جوابات دیتے ہیں تو اسیطرح جامع براہین گنگوہیکی تقریر پر تزویر ہذیانات کے بھی ہم جوابات دیتے ہیں الغرض یہ تقریر جامع براہین کی کوئی علمی
نہیں ہے ایک تمثیل ہے کہ بمقابلہ صاحب انوار ساطعہ کچھ نہ ہو سکا تو ہمیشہ ایسی بولکر ہر کسی کو واسطے گمراہ راست پر نہ آجاوے یہ تمثیل ہر شخص کو کردے تاکہ مشہور ہو ان نبرا ہو نہیں
ہم بھی ہیں پانچویں سوار وہ نہیں۔ دیکھو اس قول میں بھی وہی ہو نار وبا کہ مطلق مقید ہو جاتا ہے جسکو ہم اوپر کتب اصول سے تحریر کی
کر چکے ہیں کہ تقیید مطلق اوسوقت ہوتی ہے کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا بطلان وعدم جواز مفہوم قیاس سے ہوتا ہے جسطرح امام شافعی جواز
رقبہ مومنہ کا جواز وعدم جواز رقبہ کافرہ کا ثابت کرتے ہیں قیاس سے اور مقید وغیر مقید دونوں کا جواز یہ عین مقتضی مطلق کا ہے لوگ
جامع براہین وہ دوسرے وہابیہ کی غرض یہ ہے کہ ان قیودات کے ساتھہ یہ محفل جائز نہیں ہے تو اونہوں نے تقیید مطلق کی کہ غیر مقید کے
ساتھہ جواز کو خاص کیا اور مقید کو جواز سے خارج کیا یہی تقیید مطلق کی کہ ایک فرد کو خارج کردیا اتنی فہم وانصاف ہوتا جامع
براہین وغیرہ تو راہ مستقیم پر آجاتے ایسے واہیات اقوال باطلہ سے قیاس محققین کا بطلان ثابت کرنا ایسے ہی باطل دوستوں کا کام
ہے نہ کسی مسلمانکا قول اور اس اصل سے فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے کہ اوسکی حقیقت بھی اب
معلوم ہوئی جاتی ہے اور سوائے اُسکے کوئی قید قیود مولود مروجہ کے اس سے ثابت نہیں ہوتی پس مؤلف کو کیا نافع ہوا اور
خود مثبت اجماع جو فقہا نے کہا انکا اعتراض ہی قائم ہے **اقول** وباللہ التوفیق ابن حجر کا مقصود سمجھنے سے بمنازل جامع
براہین بعید ہے یہ جو کہتا ہے کہ فقط جواز اعادہ شکر یوم ورود نعمت میں ابن حجر نے ثابت کیا ہے اس سے واضح ہے کوئی دوسرا امر ابن
حجر نے ثابت نہیں کیا جامع براہین کے زعم میں اتنی خبر نہیں کہ یہ اصل ہے اور باقی امور اُسکے فروع ہیں اور اصل کی ثبوت سے
فروع کا ثبوت ہو جاتا ہے اور حکم کلی ہیں جمیع مندرج ہوتے ہیں یوم ورود نعمت کو سرور لازم ہے جس دن میں نزول نعمت ہوتا ہے
سرور ضرور ہوتا ہے کوئی نعمت بدون سرور کے نہیں ہوتی ہے خواہ دینی خواہ دنیاوی اور شکر لازم کیا گیا ہے نعمت پر اور شکر
کا حکم بدون نعمت کے نہیں ہے جب اعادہ شکر کا بروز ورود نعمت کی ہوا تو ملزوم اوسکا کہ نعمت ہے جو ملازم سرور کا ہے کہ سرور
اس سے منفک نہیں ہوتا ہے اُس روز اعادہ شکر ضروریادہ ہوگا اور اعادہ سرور کا ہوگا پس شکر کے اعادہ سے بروز ورود نعمت
ضرور سرور کا اعادہ ثابت ہوگا پس شکر کے ثبوت سے سرور کا ثبوت عاقلین ضرور خیال کرتے ہیں اور یہی مراد ابن حجر کی ہے
جامع براہین کو فہم حاصل نہیں تو اسمیں ابن حجر یا کسی دوسرے کا کیا قصور ہے باقی رہے قیود اجماع لوگوں کا واطعام طعام
فیروش وروشنی وشیرینی یہ تمام مناسبات ومرافقات سرور ہیں اور کل معین سرور کے ہیں اور لواحق وملاحق سرور کے
ساتھہ ہیں جب سرور ثابت ہوا تو مناسبات بھی اُسکے ثابت ہو گئے اور ان میں کوئی امر ممنوع شرعی نہیں سمجھا جامع براہین اپنی

نا فہمی سے انکو ممنوعات شرعیہ میں سے قرار دیں تو عاقلین اہل علم خوش عقیدہ کب سنتے ہیں اور علامہ ابن حجر نے تصریح کی ہے
کہ جس چیز سے شکر مفہوم ہووے وہ مانند تلاوت قرآن اور امور محرک للقلوب الی فعل الخیر والعمل للاٰخرۃ کے ہیں اور
جو امر مباح ہووے اور یوم ولادت کے سرور کی اعانت کرے تو وہ بھی اوس مذکور بالا کے ساتھ یعنی جس سے شکر مفہوم ہو لاحق
ہے پس ابن حجر نے تو تمام امور متعلقہ محفل میلاد شریف کو ثابت کر دیا ساتھ اس تقریر کے جامع براہین نہ سمجھے تو ابن حجر
پر کیا ملامت ہے شیخ سعدی نے اول ہی ایسے لوگوں کے حق میں فرما گئے ہیں ع گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
پس قول جامع براہین کا کہ کوئی قید قیود مروجہ اس سے ثابت نہیں ہوتی اور فاکہانی کا اعتراض ہیئت اجتماع پر قائم ہے ساقط ہوا
فاکہانی کا اعتراض بناء فاسد علی الفاسد کو اول ہی جلال الدین سیوطی رحمہ نے ہباءً منثورا کر دیا اور اوسکا خاکہ اوڑا دیا
اور یہ ظاہر ہو چکا کہ بدون تدبر و بغیر خیال صحیح کے فاکہانی نے بدعت کو حرام و مکروہ میں منحصر کر کے یہ اعتراض لغو کیا تھا
جب حصر باطل مقرر و منقح فاکہانی کا بے اصل ہونا محقق ہو گیا اور بدعت کا واجب و مستحب و مباح ہونا بھی ثابت ہو گیا اور بدعت
کی حقیقت بھی معلوم ہو گئی کہ وہ ہے جو مخالف کتاب و سنت و اجماع کے ہووے اور اس اجتماع کے مخالفت کتاب سنت اجماع
سے ثابت نہیں ہے اور بہ نیت خیر یہ اجتماع ہوتا ہے کہ ذکر ولادت نبی صلعم کا ہو کہ موجب سرور مومنین مخزن شیاطین ہے اور
بلاشبہ مستحب ہے تو قول فاکہانی کا باطل و زاہق ہو گیا جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا **قولہ** اب تحقیق اس
کی سنو کہ بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلعم اس روزہ کو قبل ہجرت کے مکہ میں رکھتے تھے عن عائشۃ قالت کان یوم عاشوراء
تصومہ قریش فی الجاھلیۃ وکان رسول اللہ صلعم یصومہ فلما قدم المدینۃ صامہ (علی عادتہ قسطلانی) وامر الناس بصیامہ
فلما فرض رمضان (فی السنۃ قسطلانی) ترک یوم عاشوراء فمن شاء صامہ ومن شاء ترکہ انتہی اس حدیث سے معلوم
ہوا کہ یوم عاشوراء کا روزہ اول اس میں آپ نے حسب عادت رکھا تھا کہ قسطلانی خود علی عادتہ لکھ رہے ہیں اور خود ابن حجر عسقلانی
بھی شرح بخاری میں یہی اقرار کرتے ہیں اور لوگوں کو امر فرمانا بھی بامر اللہ تعالیٰ تھا کیونکہ افتراض صوم کا بدون امر حق تعالیٰ کے
نہیں ہو سکتا پس روزہ علی عادت رکھا مگر فرض کا حکم اب زائد ہو گیا پھر دوسرے سال فرضیت منسوخ ہو گئی تو صاف ظاہر ہے کہ
شکر نجات حضرت موسیٰ کی وجہ سے یہ روزہ نہ ہوا تھا بلکہ بعادت وافتراض اللہ تعالیٰ تھا **اقول** باللہ التوفیق حدیث حضرت
عائشہ سے جو مفہوم ہے اور قسطلانی و ابن حجر کی تفسیر سے جو واضح ہے کہ اول اس میں آنحضرت صلعم نے روزہ عاشوراء کا
بحسب عادت رکھا تھا اسمیں دلالت اس پر کہاں ہے کہ واسطے ادائے شکر اوس نعمت کے جو زمانہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
مسلمانوں پر وارد ہوئی تھی کہ عدو اللہ فرعون کو خدا تعالیٰ نے غرق کیا تھا اور اسکے رنج والم تکلیف سے رہائی ہو نجات ملی
موسیٰ علیہ السلام و دیگر مسلمانوں کو کبھی آنحضرت صلعم نے یہ روزہ نہیں رکھا اور اسمیں کونسا استحالہ عقلی ہے کہ بعد بیان یہود کے
اور تحقیق اس امر کے کہ موسیٰ علیہ السلام نے یہ روزہ رکھا تھا بطور ادائے شکر کے خواہ یہ تحقیق ساتھ وحی کے ہوا ہووے یا بنقل

متواتر یہود کی کہ تواتر میں ایمان و عدالت شرط نہیں ہے یا ساتھ بیان اُن علماء یہود کے جو اسلام کے ساتھ مشرف ہو چکے تھے
آنحضرت صلعم نے بہ نیت شکریہ روزہ رکھا ہووے اور محض عادتہ رکھنے سے یہ زعم فاسد کر لینا کہ کسی وقت میں سواے نیت
ہو جانا نہیں ہو سکتا ہے کور مغزی ہے جامع براہین کی اگر محض عادتہ ایکوقت میں ہونا منافی دوسری نیت کی ہے تو دوسرے وقت میں بطور فرضیت
رکھنا بھی دوسرے وقت منافی ہونا چاہئے اور فرضیت کے نیت سے رکھنا خود جامع براہین بھی قبول کرتا ہے اور پھر منسوخ ہونا بھی مانتا
ہے پس یہ نیت اداے شکر بعد بیان یہود کے روزہ رکھنا بھی ویسی طرح جاننا چاہئے کہ قبل بیان یہود کے فقط محض عادتہ تھا
اور بعد بیان بہ نیت اداے شکر کے ہو گئی اور بعد منسوخیت فرضیت کی بھی نیت ہونا جائز ہے پس محض عادتہ پر مرتب کرنا جامع
براہین کا کہ یہ روزہ شکر نجات موسیٰ علیہ السلام کے واسطے نہ تھا بناء فاسد علی الفاسد ہے وہ قول سفاہت و تقریر کا ہے
اس جامع براہین کو صحبت بھی علماء کی ہوتی تو جان لیتا کہ احکام شریعت انبیاء علیہ السلام کی جو سابق گذر چکے ہیں اور وہ منسوخ
نہیں ہوئے ہیں اگر ثبوت کو وہ احکام پہونچ جاویں کہ یہ احکام شریعت ما تقدم کے ہیں تو ہمکو یعنے امت محمدیہ صلعم کو کرنا اونکا
اور ماننا اونکا لازم و ضرور ہے بلکہ آنحضرت صلعم بھی اوس حکم میں شامل ہیں اور یہ مذہب جمہور حنفیہ و مالکیہ و شافعیہ کا ہے طریق ثبوت
کا علماء محققین بیان فرماتے ہیں قصہ کرنا اللہ تعالیٰ و رسول اللہ کا اون احکام شریعت ما تقدم کو ہمپر بدون انکار کے اور
اور دلیل یہ کہ شرع انبیاء سابقین علیہم السلام کی حکم الٰہی ہے زمان خطاب کے مکلفین کو اور بعد زمانہ خطاب والوں کو جبتک ناسخ
ظاہر نہووے تسلیم و عمل اوس پر کرنا لازم ہے دوسرے اجماع امت کا ہے او ہمارا استدلال کے ساتھ **قولہ تعالیٰ** کے وکتبنا
علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن وجوب قصاص
پر ہماری شریعت میں بھی روزہ عاشورا کہ آنحضرت صلعم کو جب خبر ہوئی کہ یہود لوگ واسطے اقامت سنت موسیٰ علیہ السلام
کے رکھتے ہیں تو فرمایا کہ میں احق ہوں ساتھ اوسکے چنانچہ کتب اصول میں یہ موجود ہے مسلم الثبوت و شرح بحر العلوم میں بھی
یہ موجود ہے بطور اختصار کے یہ عبارت متن و شرح کی نقل کیجاتی ہے المختار انہ علیہ و علی آلہ وسلم بعد البعث و نحن معشر الامۃ
متعبدون بشرع من قبلنا و یجب علینا العمل بہ ما لم یظہر ناسخ لکن علی انہ شرع نبینا لا علی انہ شرع نبی آخر و علیہ
جمہور الحنفیۃ والمالکیۃ والشافعیۃ و طریق ثبوتہ عند الحنفیۃ قصص اللہ و رسولہ بانہ شرع نبی قبلنا بلا انکار
و من ثم ای لاجل طریق معرفۃ اخبار اللہ تعالیٰ او رسولہ لم یکن شرع من قبلنا اصلا خامسا بل صار داخلا فی الکتاب و السنۃ
لنا اولا ان شرع من قبلنا حکم اللہ تعالیٰ فیلزم المکلفین الذین وجدوا زمن الخطاب و بعدہ ما لم یظہر ناسخ یرفعہ
ولنا ثانیا الاجماع علی الاستدلال بقولہ تعالیٰ وکتبنا علیہم فیہا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف
والاذن بالاذن والسن بالسن علی وجوب القصاص فی شرعنا ولنا ثالثا ما صح عن النبی صلعم صوم یوم عاشورا
حین اخبر ان الیہود یصومونہ اقامۃ لسنۃ موسیٰ علیہ السلام قال انا احق بموسیٰ انتہی اس سے واضح و لائح ہے کہ

آنحضرت صلعم وامت آنکی متعبد شریعت سابقہ کے نہیں اور غیر منسوخ پر انکو عمل کرنا واجب ہو حدیث سے کہ شریعت ہمارے
نبی صلعم کی بہ نسبت اسکے کہ شریعت نبی دوسرے کی ہو اور اسکے چند ادیان ہیں اور دین ہو گیا یہ کبھی ہو کہ آنحضرت صلعم نے روزہ عاشورا
کی بارہ میں فرمایا کہ ہم موسیٰ کے ساتھ موافقت کرنے میں احق ہوں تمسے اس سے واضح ہو کہ جو سابق انبیا نے جس پر عمل کیا ہو اور وہ
ثابت ہووے اور غیر منسوخ ہووے تو اوس پر عملکرنا ہمارے نبی صلعم کو اور ہمکو جائز ہی یہ روزہ عاشورا کا روزہ بخیال ادائے شکر
الٰہی کے بدلیل موافقت موسیٰ علیہ السلام کے جو انا احق بسنت واضح ہو و بعد اسکے یہ کہنا کسی دلیل شرعی سے بلکہ عقل
معتبر سے ثابت نہیں پس بلاشبہ بناءً علیہ آنحضرت صلعم نے ادائے شکر کیواسطے وہ روزہ رکھا تھا اور ہم بھی ادائے شکر کیلئے
رکھتے ہیں بمتابعت آنحضرت صلعم کے جسطرح موسیٰ علیہ السلام نے ادائے حکم الٰہی جانکر رکھا تھا اور یہی طرح آنحضرت
صلعم نے رکھا تھا یعنی فی اتباع موسیٰ علیہ السلام کے مجھے ہم اپنے نبی صلعم کی اتباع کرتے ہیں جسطرح اوس روزہ کی ادائے شکر
موسیٰ علیہ السلام سے ہوئی آنحضرت سے بھی ہوئی پس انکار روزہ بطور شکر رکھنیکا کرنا سراسر بے علمی و نافہمی ہے **قولہ**
دوسری حدیث ابن حجر کی اصل یہ ہے کہ عن ابن عباس قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قدم المدینۃ فوجد الیہود
صیاما یوم عاشوراء فقال لھم رسول اللہ صلی اللہ علیہ ما ھذا الیوم تصومونہ فقالوا ھذا یوم عظیم انجی اللہ فیہ موسیٰ
وقومہ وغرق فرعون وقومہ فصامہ موسیٰ شکرا فنحن نصومہ فقال رسول اللہ علیہ السلام فنحن احق بموسیٰ منکم
فصامہ وامر الناس بصیامہ الحدیث پس اس حدیث میں اول کلام تو یہ ہے کہ یہود کا کہنا کہ فنحن نصومہ یعنی اتباعا لموسیٰ تو وہ
روزہ باتباع سنت موسیٰ علیہ السلام کے تھا نہ بوجہ شکر کے کیونکہ شکر روز نجات کا تھا اور پھر شکر نعمت کا شامل سب نعما کی ہر دم
رہتا ہے اس سے بحث نہیں پس فخر عالم صلعم کا روزہ بھی شکر کا نہوا بلکہ اتباع حضرت موسیٰ کے سنت کا ہوا **اقول** وباللہ التوفیق
تقریر و تزویر جامع براہین کی دیکھو اپنی طرف سے فنحن نصومہ کی تفسیر مخالف حدیث کی کی اور اتباعا لموسیٰ مفعول لہ اوسکا نکالا
تاکہ آنحضرت صلعم کو تابع موسیٰ علیہ السلام کا بناوے اور خود صحیح مسلم میں موجود ہے فقالوا ھذا الیوم الذی اظہر اللہ فیہ
موسیٰ و بنی اسرائیل علی فرعون فنحن نصومہ تعظیما لہ فقال النبی صلعم نحن اولی بموسیٰ منکم فامر بصومہ دیکھو
خود حدیث مسلم میں موجود ہے نصومہ تعظیما اسکو چھوڑ کے گنگوہی نے اپنی طرف سے اتباعا لموسیٰ نکالا اور اسواسطے ترک
کر دیا جو دوسری حدیث میں وارد ہے کہ اس تقدیر پر آنحضرت صلعم کا تابع ہونا موسیٰ علیہ السلام کا ثابت نہیں ہوگا اور جامع
براہین کو تابع بنانا منظور ہے اور یہ قصور فساد و عناد خناس نظر ہے کہ روزہ بطور ادائے شکر خدا تعالیٰ کے کہنا آنحضرت
صلعم کا ثابت نہووے تاکہ محفل میلاد آنحضرت صلعم کا ثبوت نہو اور عاشقی ہوئیکا کرتا ہے اور خود امت آنحضرت صلعم کو بنانا
ہے اور حتی المقدور تحقیر جہانتک اوس سے ہوسکتی ہے آنحضرت کی کرتا ہے اور ایسی تحقیر میں اول سے آخر تک سرگرم ہے اور
انحطاط رتبہ آنحضرت صلعم کے کوشش و سعی میں اتم ہے اور واقعی امر یہ ہے کہ مدار اس فرقہ نجدیہ کا دغابازی و جعلسازی

اور تحقیر شان سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کچھ بے حمیتوں کو خوف خدا نہیں آنکھیں بند کر لیں منہ پھاڑ لیا جو جا بکھا یا
دین و ایمان سے تو کچھ علاقہ نہیں شرم و حیا کا کام ہی کیا الغرض کچھ ہی ہو خواہ ایمان رہے یا نہ رہے خدا پر بہتان ہو
رسول اللہ پر طعن ہو مگر انوار ساطعہ کے رد کے نام سے جیتے ہیں اور انوار کی عداوت تمکو اوس ظلمت میں ڈالیگی
کہ قریب ہی جو دیکھو گے تم انشاء اللہ تعالی اب ہم آواز بلند منکرین کی جانب خطاب کرتے ہیں کہ خواب جہالت سے بیدار ہو
اور نشہ شراب سفاہت سے ہوشیار ہوں اور شیران بیشہ تحقیق کے مناظرہ او مقابلہ کو تیار ہوں اس عدیم الادب کو
اتنی خبر بھی نہیں ہے کہ علماء محققین کتب اصولیین تصریح کر چکے ہیں کہ آنحضرت صلعم متعبد بشرع سابق تہے قبل بعثت کو گا
بھی لیکن چونکہ آنحضرت صلعم وقت خمیر آدم علیہ السلام کے یعنی اس زمانہ میں کہ آدم علیہ السلام درمیان روح و جسد کی تہے
آنحضرت صلعم نبی تہے اور دیگر انبیاء و رسل علیہ السلام گویا کہ خلفاء آنحضرت صلعم کے ہیں اسواسطے آنحضرت صلعم
تعبد بشرع قبل البعث کی حالت میں تابع کسی رسول کے نہ تہے اور تعبد آپکا اس جہت سے تھا کہ وہ حکم الہی ہے نہ کسی وجہ سے
جیسا کہ فی مسلم الثبوت وشرح المختار انہ صلی اللہ علیہ وسلم متعبد بشرع قبل بعثہ قیل بشرع آدم وقیل بشرع
نوح وقیل بشرع ابراھیم وقیل بشرع موسی وقیل بشرع عیسی والاشبہ ما بلغ ای تعبد بشرع بلغہ
من الشرائع لا بل الاشبہ بشرع لم ینسخ لکن علی انہ حکم اللہ تعالی لا حکم ذلک النبی لان العمل بشرع منسوخ
حرام یفعل المنسوخ واجب علیہ وھو علیہ وآلہ واصحابہ الصلوۃ والسلام معصوم من ارتکاب الحرام وترک
الواجب ثم انہ کان نبیاً وآدم بین الروح والجسد فلا یتبع احداً من الرسل الذین ھم کالخلفاء لہ فلا متعبد
الا من جہۃ انہ حکم اللہ تعالی لا لغیر انتہی اس سے واضح ہے کہ جناب رسالت مآب صلعم تابع کسی نبی و رسول کے قبل بعثت
بھی نہ تہے اور شرائع غیر منسوخہ رسل پر عمل احکام الہی ہونیکے سبب سے کرتے تھے و حدیث نبوی لوکان موسی حیا
لما وسعہ الا اتباعی سے ظاہر ہے کہ موسی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے حیات ظاہری میں اگر زندہ ہوتے تو بجز اتباع آنحضرت
صلعم کے اونکو چارہ و گنجایش نہوتی اور جامع براہین اس حدیث کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے اور آنحضرت صلعم کو اس روزہ
عاشورا کے رکھنے میں تابع موسی علیہ السلام کا ٹھہراتا ہے پس یہ مخالف قول مختار علماء فقہاء و اصولیین کے اور برعکس حدیث
مذکور کے ہے پس بے علمی و بے انصافی و مخالف قول مختار و حدیث کی ہو کر اونکا یہ قول بدعت ہوا اور اسکی آنحضرت صلعم کے تحقیر
کوشش منقصت شان کرنا اور اہلیہ فریبوں سے آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کے بنانا ناجائز بمقصود انہو تھا
ثابت ہوا یہی مقتضی محبت و ایمان ہے کہ باوجود قول مختار حدیث نبوی کے موجود ہونیکی جو دال اسپر ہیں کہ آنحضرت صلعم تابع
کسی نبی کی اور خصوصاً موسی علیہ السلام کے نہیں تھے اور یہ تابع ہونا ثابت کرے اور قول مختار و حدیث سے اعراض کرے
لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور یہ قول جامع براہین کا کہ کیونکہ شکر روز نجات تہا جس سے واضح ہے کہ بعد روز نجات کے

بروز ورود نعمت اعادہ شکر ثابت نہیں ہے پس سراسر غلطی و بےعلمی ہے اول تو اسی حدیث روزہ عاشورا سے واضح ہے
کہ یہ روزہ آنحضرت صلعم نے واسطے شکر کے ہی رکھا تھا اور دوسرے حدیث مسلم سئل رسول اللہ صلی اللہ عن صوم الاثنین
قال ولدت فیہ وفیہ انزل علی جو مع ترجمہ شیخ عبدالحق اوپر گذر چکی ہے وہ باعلی صوت ندا کرتی ہے کہ اعادہ شکر کا بروز ورود
نعمت کی ثابت ہے اور آنحضرت صلعم خود اپنی پیدائش کی شکر کی اعادہ کیواسطے دوشنبہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور یہی
ولادت کو آنحضرت صلعم نے وجہ اس روزہ کی فرمائی پس اعادہ شکر ولادت و شکروں کا بروز ورود نعمت ثابت ہوا اور زعم
جامع براہین کا باطل و مخالف احدیث و اقوال علماء کے ہوا **قولہ** صفحہ ۱۴۸ اور اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ
رکھا تھا سو یہود دو کام کرتے تھے ایک صوم کہ وہ سنت حضرت موسیٰ کی تھی رکھا اور پھر فرض ہوگیا تھا تو مفروض من اللہ
تھا دوسری سرور و عید یوم النجاۃ سو اوسکو خود فخر عالم نے رد کر دیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہے تو اس صورت
میں اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ اس میں اعادہ شکر ہرگز نہیں اور جس فعل میں اعادہ شکر و سرور کا ہے وہ شارع نے بوجہ
مخالفت یہود کے چھوڑ ہی دیا تھا **اقول** وباللہ التوفیق یہ کہنا اونکا کہ اگر تسلیم کریں اسکو کہ یہود کے کہنے پر روزہ رکھا
تھا دلالت واضحہ کرتا ہے کہ یہود کا قول اسکے نزدیک مسلم نہیں ہے اور ظاہر و متبادر یہی ہے کہ علی الاطلاق قول یہود کا خواہ
متصف بالتواتر ہووے خواہ نہو خواہ ان یہود کا قول ہو جو ایمان آنحضرت صلعم پر لائے تھے اور وہ علماء میں تھے یا اون کے
غیر کا کہ ایمان نہ لائے تھے خواہ یہود کے قول کے موافق وحی نازل ہوئی ہووے واسطے تصدیق قول یہود کے یا ایسا نہو
اس جامع براہین کے نزدیک مقبول نہیں ہے اور یہ مطلقاً غیر مقبول ہونا اور تسلیم کی نفی مطلق کرنا جہالت صرف ہے
بلکہ علماء محققین نے تصریح کی ہے اسی روزہ عاشورا کے بارہ میں کہ خبر یہود و تصدیق کو وحی یا تواتر کے سبب یا خبر علماء یہود
کی جو ایمان لے آئے تھے مقبول ہے نہ مجرد خبر احاد یہود کفار کی غیر مقبول ہے قال النووی فی شرح مسلم فصامہ النبی
صلعم وامر بصیامہ قال نحن احق بموسی منہم قال المازری خبر الیہود غیر مقبول فیحتمل ان النبی صلی اللہ
علیہ وسلم اوحی الیہ بصدقہم فیما قالوہ او تواتر عندہ النقل بذلک حتی حصل لہ العلم بہ قال القاضی عیاض
ردا علی المازری قد روی مسلم ان قریشا کانت تصومہ فلما قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ
صامہ فلم یحدث لہ بقول الیہود حکم یحتاج الی الکلام علیہ وانما ہی صفۃ حال وجواب سوال فقولہ صامہ
لیس فیہ انہ ابتداء صومہ حینئذ بقولہم ولو کان ہذا لحملناہ انہ اخبرہ من اسلم من علمائہم کابن سلام وغیرہ وقال
القاضی وقد قال بعضہم یحتمل انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یصومہ بمکۃ ثم ترک صیامہ حتی علم ما عند اہل الکتاب
فیہ فصامہ قال القاضی وما ذکرناہ اولی بلفظ الحدیث قلت المختار قول المازری ومختصر ذلک انہ صلی اللہ
علیہ وسلم کان یصومہ کما یصومہ قریش فی مکۃ ثم قدم المدینۃ فوجد الیہود یصومونہ فصامہ ایضا بوحی

اوتوافراوا جنبها دلا بمجرد اخبار احادھم واللہ اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ صور مخصوصہ میں یعنے جب خبر یہود متواتر ہو گئے تھی یا خبر یہود کی تصدیق وحی سے ہو گئی تھی یا اونکے علماء نے خبر دی تھی جو ایمان لائے تھے ان صور تو میں خبر یہود مقبول ہو گئے اور اسی خبر کے موافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا پس روزہ شکریہ کا ہوا اگر کہو کہ یہود کے کہنے پر روزہ نہ رکھا تھا اور مجرد وحی والہام من اللہ کے سبب سے روزہ رکھا تھا تو ہم کہینگے اس سے یہ کب مفہوم ہوا کہ بطور شکریہ کے روزہ نہ تھا ظاہر و متبادر یہی ہے کہ بطور شکریہ تھا کوئی قرینہ و علامت صارفہ ظاہر و متبادر بھی اس محل میں موجود نہیں ہے جسکے سبب سے روزہ شکریہ ہونیکا انکار کیا جاوے خواہ یہود کے کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا ہو یا دوسرے طریق سے ثبوت ہو جاتا کہ بعد آنحضرت صلعم نے رکھا ہووے بمقصود حاصل کہ روزہ شکریہ کا رکھا تھا یہود کے کہنے پر یا نہ کہنے سے جامع براہین کو مفید اور ہمکو مضر نہیں ہے پس اسمیں کلام کرنا بھی جامع براہین کا لغو ہے خدا آباد رکھے اوس گلی کو جہاں سے پیدا کرا اوٹھتا ہے یا فتنہ جھانسے ؛؛ اور یہ جو کہا کہ (یہود دو کام کرتے تھے ایک روزہ دوسرے سرور و عید بیوم النجاۃ سوا وسکو فخر عالم نے رد کر دیا تھا چنانچہ حدیث مسلم میں مصرح ہے اسصورت میں اس سے استدلال صحیح نہیں کیونکہ اسمیں اعادہ شکر کا ہرگز نہیں اور جسمیں اعادہ شکر و سرور کا ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا) سراسر بے علمی و نافہمی و بے انصافی و کجروی پر دال ہے آنحضرت صلعم کا صراحۃً رد کرنا اور یہود مدینہ منورہ کی موافقت نکرنا حدیث مسلم میں ہرگز مصرح نہیں ہے روزہ کے بارہ میں چنانچہ قول آتی ہے میں اسکا حال معلوم ہوگا بالفرض اگر رد کر دیا ہوتا تو رد کرنے اتخاذ عید و اظہار سرور کے رد کر دینا اور روزہ عاشورا کا بطور شکر کے ہرگز لازم نہیں آتا ہے اور اعادہ شکر کا ادا روزہ عاشورا میں نہ جاننا اور بنا فاسد بر فاسد جتنا کہ استدلال صحیح نہیں ہے یہ ایک ہذیان ہے جو قابل اصغا اہل ایمان نہیں ہے اعادہ شکر کا ساتھ روزہ رکھنے کے یوم ورود نعمت میں بتصریح آنحضرت صلعم مع بیان شیخ عبد الحق دربارہ صوم اثنین کے اوپر واضح ہو چکا ہے اور یہی روزہ عاشورا بطور ادا شکر رکھنا معلوم ہو لیا ہے پس اعادہ شکر روزہ عاشورا سے واضح ہے اور جو یہ اس نے کہا کہ (جسمیں اعادہ شکر و سرور ہے اوسکو شارع نے بوجہ مخالفت یہود چھوڑ دیا تھا) اس سے ظاہر ہے کہ اعادہ شکر و سرور کا اسکے نزدیک اتخاذ عید میں تھا جسکو چھوڑ دینا بتاتا ہے اور عبادت محضہ روزہ میں جسکا اعادہ شکر کیواسطے ہونا مانند صوم اثنین کے واضح ہے اعادہ شکر نہیں ہے یہ کسقدر جہالت صرف ہے کہ لباس زینت وغیرہ عورتوں کو پہنانا جیساکہ یہود ۔۔۔ کرتے تھے جو **قول** آیندہ میں آتا ہے اوسمیں اعادہ شکر بتاتا ہے روزہ شکر نہیں مانتا ہے اور اسپر کوئی حجت عقلی نقلی قابل التفات نہیں قائم کرتا ہے ایسے ہذیانات اور خرافات کو کون سنتا ہے **قولہ** ۱۶۵ دوسری یہ کہ قصہ میں کوئی نص نہیں کہ یہود کے کہنے سے آپنے روزہ رکھا تھا اور بوجہ نجات حضرت موسیٰ کے رکھا تھا بلکہ اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے آپنے روزہ رکھا سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بغرض اللہ تعالیٰ و علی حادثھا پس یہ احتمال رفع ہو گیا اور احق بموسیٰ منکم ای اتباعًا لا سیما و اداء شکرًا کیونکہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا علی الموسے

قال کان یوم عاشوراء یوما یعظمہ الیہود وتتخذہ عیدا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم دوسری
روایت میں خالفوا الیہود پس آپ یہود کے عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہے اور یہ قول احق بموسیٰ
منکم بطریق الزام کے تھا کہ تم کس امر میں متبع موسیٰ کے ہو تم تو ہر ہر امر میں اپنے نبی کی تابع ہو اور مخالف شرع و حکم سے
کرو پھر دعوی اتباع تمہارا بے محل ہے ہاں ہم متبع موسیٰ کے ہیں پس یہ الزام تھا نہ وجہ صوم کی پس بہر حال یہ صوم اغاظہ
شکر و سرور کا نہ تھا اور نہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا پھر قیاس کس چیز پر کیا جاتا ہے عجب ہے کہ ابن حجر جیسا ایسے فرماوے انتہی

اقول باللہ التوفیق یہ جو کہا کہ مضارع میں کوئی نص نہیں کہ یہود کے کہنے سے آپ نے روزہ رکھا تھا اور بوجہ نجات حضرت
موسیٰ کے رکھا تھا بلکہ اسقدر معلوم ہوتا ہے کہ بعد سوال و جواب یہود کے رکھا تھا کلام بے معنی ہے اسلئے کہ لفظ فا لفظ
صاموہ پر داخل ہے اور فا واسطے تعقیب کے ہے کہ جزاء و معلول پر داخل ہوتی ہے فی المسلم وشرحہ الفاء للترتیب
علی سبیل التعقیب ولو فی الذکر ومنہ عطف المفصل علی المجمل نحو قولہ تعالی فازلہما الشیطن عنہا فاخرجہما
مما کان فیہ وھو ای التعقیب فی کل شیء بحسبہ کتزوج فولد فیصح اعتبار التعقیب وان طالت المدۃ بینہما فوق
من السنۃ لانہ لا یمکن القرب فیہ عرفا من ھذا فلا یعد ھذا التراخی تراخیا عرفا واذا کانت للتعقیب تدخلت
فی الاجزیۃ والمعلولات فانما یکون عقیب الشرط والعلۃ وکثیرا ما یدخل العلل ومنہ نحو ادّ فانت حر ای لانک وانت
فانت آمن ای لانک آمن انتہی مختصر **وقال** العلامۃ الچلپی فی حاشیۃ علی شرح الوقایۃ لان الفاء تدخل
علی الحکم لما انہ یعقب العلۃ کما فی قولک ضرب فاوجع واطعم فاشبع انتہی ان عبارات سے جزاء و معلول پر دخول
فا معلوم ہوا اور اس محل میں کوئی صارف جو مانع ہووے دخول فا سے مانند معلول پر موجود نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ یہود
کے کہنے سے آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا تھا اور مازری اور نووی کے قول سے جو اوپر گذرا ہے یہی مفہوم ہے عدم تعقیب
خبر یہود کے اعتراض کو ساتھ تصدیق وحی یا تواتر وغیرہما کے مرتفع کر دیا ہے پس جب ظاہر لفظ فا و بیان نووی و مازری
سے بھی مفہوم ہوا کہ یہود کے کہنے سے روزہ رکھا تھا اگرچہ مع تصدیق وحی کے یا تواتر کے سبب سے ہو و شکر نجات
مومنین و موسیٰ علیہ السلام و امتہ کے باعث سے ہونا اقوال سابقہ سے واضح ہو چکا ہے تو اس محل میں جو جامع براہین انکار کرتا
ہے اور ظاہر حدیث کے الفاظ سے اعتراض کرتا ہے اور تحریف معنوی کر کے یہود کے کہنے پر روزہ نہ رکھنا اور بوجہ نجات کے
رکھنا بتاتا ہے خالف حدیث و اقوال کے ہو کر یہ بدعت ضلالت موجب ہلاکت ہے اور بعد سوال و جواب یہود کے رکھنا
جامع براہین تسلیم کرتا ہے یہ بھی بظاہر اسی پر دلالت کرتا ہے او متبادر اس سے یہی ہے کہ ان کے کہنے سے رکھا تھا اگرچہ مع
تصدیق وحی ہوتے یا تواتر کے سبب سے ہووے بہر صورت خبر یہودی پر روزہ رکھنا مبنی ہوا انکار اوسکا مکابرہ صرف ہے
جسکا مرتکب جامع براہین ہے اور یہ جو اس جامع براہین نے کہا کہ ((سو پہلے حدیث خود صاف کہہ رہی ہے کہ بغرض اعلام

عادتہ تہا اوس احتمال دفع ہوگیا) سراسر روباہ بازی وفتنہ اندازی ہے کیونکہ اس سے اس جامع براہین کی غرض فاسد
ومراد کاسد ہے کہ یہ روزہ بطور سرور وشکر کے نہ تہا اور یہ معلوم ہو چکا ہے کہ علی عادتہ ہونا اس امر کو نہین چاہتا کہ بعد سوال
وجواب یہود کے اور تصدیق اونکی خبر کی خواہ بوحی یا بہ تواتر یا دوسرے طریق سے آپنے نیت ادا شکر کے نہین کی ہو
اور بفرض اللہ ایک وقت مین ہوگیا تو بعد نسخ فرضیت کے بھی تو آنحضرت صلعم نے رکہا ہے اور حکم رکہنے کا دیا ہے اوس وقت
مین بھی یہ نیت ادا شکر ہونیکو کوئی دلیل عقلی ونقلی مانع نہین ہے صرف وہم جامع براہین اور اوسکے ہم مشربونکا اس
بارہ مین کیونکر حجت شرعیہ ہو کر ادا شکر کے طور پر رکہنے کو مانع ہو سکتا ہے اور ہمنے اوپر یہ تحقیق تمام ثابت کر دیا ہے کہ بطور ادا
شکر کے ہے یہ روزہ عاشورا کا آنحضرت صلعم نے رکہا تہا اور حکم دیا تہا پس زعم جامع براہین باطل ہوا اور یہ جو کہا ہے کہ
(اور احق بموسی منکم اتباعًا للامر وبراوتشکرًا کیونکہ سرور کا حکم تو آپنے ترک ہی کر دیا تہا عن ابی موسی قال کان
یوم عاشوراء یعظمہ الحدیث) جامع براہین نے یہ صراحتہً تحریف معنوی حدیث کے کی ہے اور آپنے نادانی
وبعلمی سے باوجود فقدان لیاقت وقمات حدیث دانی کے شرح حدیث کو اپنے مذہب فاسد کے موافق گہسنی کی ہے
اور حدیث کی غیر واقعی مراد لیکر آنحضرت صلعم کو تابع موسی علیہ السلام کا بتاتا ہے اس بے انصافی ومخالفت دینیہ کا کیا
ٹھکانا ہے اور یہ بخوبی معلوم ہو چکا ہے حدیث صحیح واقوال اصول سے کہ آنحضرت صلعم موسی علیہ السلام یا کسی دوسرے
نبی کے تابع نہ تھے کسی کے شریعت پر جو قبل بعثت ہی آنحضرت صلعم نے عمل کیا ہے تو بحکم الہی ہونیکی حیثیت سے عمل
کیا ہے نہ اس حیثیت سے کہ وہ شریعت نبی دوسرے کی ہے پس جب ثبوت اوسکا بخوبی ہوگیا کہ آنحضرت صلعم متبع موسی
علیہ السلام کے ہرگز نہین ہین اور حدیث صریح بھی اس بارہ مین آچکی ہے تو ضرور لازم ہوا معنی قول آنحضرت صلعم
انا احق بموسی منکم کے یہ قرار دے جاوینگے کہ مین احق والیق ہوں ساتھ موافقت موسی علیہ السلام کے بہ نسبت
تمہارے جسکے الفاظ عربیہ یہ ہو سکتے ہین انا احق بموسی منکم ای موافقۃ اور یہ ظاہر ہے کہ موافقت موسی علیہ السلام
کی اوسوقت مین ہوگی کہ شکرًا وسرورًا روزہ آنحضرت صلعم کا قرار دیا جاوے جیسا کہ موسی علیہ السلام نے شکرًا وسرورًا
رکہا تہا دیکہو اس حدیث مین دلالت واضحہ ہے اہل علم کے نزدیک اور یہ حصول مقصود علامہ ابن حجر کے اور ایام [illegible]
کی امثال مین سرور وشکر کرنے پر بطور قیاس واستنباط کو استخراج ثبوت اس حدیث سے بخوبی ہے جامع براہین جیسا
کوئی حاسد ومعاند نہ مانے تو اوسکا کیا اعتبار ہے **بیت** آنکہین اگر ہین بند تو پھر دن بھی رات ہے ۔ اسمین قصور کیا ہے بھلا آفتاب کا
اور آنحضرت صلعم کی نسبت جامع براہین نے یہ جو کہا کہ سرور کا امر تو آپنے ترک ہی کر دیا تہا اور اسکے واسطے حدیث
ابی موسی مسلم کی روایت کی ہے پیش کی جسکے معنے یہ ہین کہ یہود یوم عاشورا کی تعظیم کرتے تھے اور اوسکو عید ٹہراتے
تہے تو آنحضرت صلعم نے صحابہ کو حکم دیا کہ تم روزہ رکہو انتہے خلاصہ ترجمہ اس حدیث سے ثبوت دعوے جامع براہین کا ہرگز

نہین ہوتا ہی کہ سرور کا امر ترک کر دیا تہا کیونکہ اس حدیث مین کوئی لفظ موجود نہین ہی کہ وہ دلالت ترک سرور پر کرتا ہو
اسمین تو روزہ رکہنیکا حکم جو آنحضرت صلعم نے دیا ہی اوسکا ذکر ہی فعل و ترک سرور سے اس محلمین سکوت ہی ان حدیث ما
تقدم سے سرور کا ثبوت معلوم ہوگیا ہی جسکا سفاہت یا تعصب سے جامع براہین انکار کرتا ہی مسلم مین دوسری حدیث بروایت
ابی موسی کے موجود ہے عن ابی موسی قال کان اھل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونہ عیدا ویلبسون
نساءھم فیہ حلیھم وشارتھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صوموہ انتم یعنے یہود خیبر روزہ رکہتے تہے عاشوراء کے
دن اور اوسکو عید ٹہراتے تہے یا بین طور کے اپنی عورتونکو زیور و لباس زینت پہناتے تہے پس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم روزہ
رکہو اس سے بہی انکار سرور ہرگز مفہوم نہین ہی اگر اس فرمانے سے کہ تم روزہ رکہو کوئی انکار دوسرے امر کا خیال کرے تو بطور مفہوم مخالف
کے خیال کریگا اور تخصیص بالذکر مستلزم نفی ماعدا زعم کرکے یہ مدعی حدیث نبوی سے حاصل کریگا اور مفہوم مخالف معتبر
حنفیہ کے نزدیک لینا جائز نہین ہے چنانچہ کتب اصول اس سے مملو ہین اور بعض کتب فقہ مین بہی موجود ہی قال فی رد المحتار
فی صفحہ ۲۱۱ والمفاھیم جمع مفھوم وھو دلالۃ اللفظ علی شیئ مسکوت عنہ وھو قسمان مفھوم الموافقۃ وھو ان یکون
المسکوت عنہ ای غیر المذکور موافقا للمنطوق ای المذکور فی الحکم کدلالۃ النھی عن التافیف علی حرمۃ الضرب
وھذا یسمی عندنا دلالۃ النص وھو معتبر اتفاقا ومفھوم المخالفۃ بخلافہ وھو اقسام مفھوم الصفۃ والشرط
والغایۃ والعدد واللقب وھو معتبر عند الشافعی الا مفھوم اللقب قال فی التحریر والحنفیۃ ینفون مفھوم المخالفۃ
باقسامہ فی کلام الشارع فقط اھ فافاد انہ فی الروایات ونحوھا معتبر باقسامہ حتی مفھوم اللقب وھو تعلیق الحکم
بجامد کقولک صلوۃ الجمعۃ علی الرجال الاحرار فیفھم منہ عدم وجوبھا علی النساء والعبید وفی شرح التحریر عن شمس
الائمۃ الکردری ان تخصیص الشیئ بالذکر لا یدل علی نفی الحکم علی ما عداہ فی خطابات الشارع انتہی اس عبارت سے
ہویدا و بیدا ہی کہ کلام شارع مین مفہوم مخالف لینا درست نہین حنفیہ کے نزدیک اور خطابات شارع مین تخصیص ذکر شیئی
دلالت نفی حکم ما عدا پر نہین کرتا ہی پس اس حدیث سے ثبوت ترک و نفی سرور بطور مفہوم مخالف کرنا اور تخصیص ذکر صوم کو دال
اوپر ترک و نفی سرور کے ماننا ہم حنفیہ کے نزدیک درست نہین ہی اور کیونکہ تخصیص ذکر صوم نفی سرور پر دال ہوگی اگر یہ صحیح
و درست ہو جاوے تو لازم آویگا کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ مین جو تخصیص ذکر محمد رسول اللہ کی ہے یہ دال ہووے
حضرت موسی و عیسی علیہما السلام پر اور آیت لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفۃ مین ربوا وچند حرام ہو اور دو چند سے
کم حرام نہو اور اسکا قائل بجز زندیق ہی ہوگا پس خوب واضح ہوگیا کہ حدیث مذکور مین دلالت اوپر ثبوت مطلوب جامع براہین معترض
پر ہرگز نہین ہے اگر یہ حدیث ابی موسی کی موہم انکار سرور و عید بالعرض مانی جاوے تو انکار عورتونکو زیور و لباس پہنانیکا جیسا کہ
یہود خیبر کرتے پہناتے تہے متوہم ہوگا نہ انکار ہر قسم کے سرور کا اور یہ ہمکو مضر و جامع براہین اور اوسکے ہم مشربون معاندین کو مفید

نہین ہی اور حدیث ابی موسی رضی سے اگر مخالفت یہود کے مفہوم ہی تو یہود خیبر کے مفہوم ہی چنانچہ حدیث ابی موسیٰ رض جو مسلم سے نقلکی ہے اس سے اہل خیبر کی انسبت اس حدیث کا ورود ظاہر ہی اور گنگوہی نے جو حدیث نقلکی ہے وہ حدیث مختصر اسی حدیث کا ہی جو مسلم نے نقلکی ہے اوسکے حدیث مین مراد یہی یہود خیبر ہین پس حدیث مذکور مین مخالفت یہود کے مفہوم ہی بالفرض تو اہل خیبر کی مفہوم ہی نہ اہل مدینہ کی چنانچہ قول آئنده عبارت مجمع البحار سے یہ واضح ہو جائیگا فانتظر یہ جو کہا اس نے کہ دوسری روایت مین ہی خالفوا الیہود پس آپ یہود کی عید کی مخالفت کا حکم فرما چکے کہ صوم عید کے خلاف ہوتا ہی) سراسر ابلہ فریبی وناشی عدم اطلاع علی الکتب سے ہی اور آنحضرت صلعم پر افترا محض ہے آنحضرت صلعم نے اتخاذ عید و سرور کے رد مین خالفوا الیہود ہرگز نہین فرمایا ہی اور یہ جامع براہین اسیکی براہین قاطعہ کے صفحہ دو سو ستہتر مین کہتا ہے (کہ عید عاشوراء کو بخاری ومسلم کی حدیث صریح ہی کہ فخر عالم علیہ السلام نے رد کر دیا ہی اور خالفوا الیہود اسمین ارشاد فرمایا) دیکھو یہ جامع براہین نے آنحضرت صلعم پر افترا کیا کہ عید عاشوراء کے رد مین یہ حدیث آنحضرت صلعم نے فرمائی ہے اور بخاری ومسلم کا حوالہ دیدیا حال آنکہ بخاری ومسلم مین رد عید عاشوراء کے بارہ مین یہ صراحتہً آنحضرت صلعم کا فرمانا ہرگز موجود نہین ہی محض افترا جامع براہین کا ہی منصفین علماء کو چاہئے کہ بخاری ومسلم کی بحث صوم عاشوراء مین اسکو دیکھین ہرگز یہ الفاظ صریحۃ اونمین موجود نہین ہین پس یہ کذب ہوا آنحضرت صلعم پر اور جامع براہین ایک مدت سے بخاری ومسلم اپنے ہم مشربونکو پڑہاتا بہی ہی اور بکثرت یہ مواقع اس جامع براہین گنگوہی کی نظر سے گذرے ہین یہ دلیل محکم ہی اس امر کی کہ بخاری ومسلم مین خالفوا الیہود عید عاشوراء کے بارہ مین نہونا اس جامع براہین کو معلوم ہی اور باوجود معلوم ہونے کے کہ یہ آنحضرت صلعم نے اس بارہ مین نہین فرمایا ہی اور یہ گنگوہی اس بارہ مین یعنے عید عاشوراء کے رد کے بارہ مین ارشاد فرمانا بتاتا ہی پس اس سے تعمداً یہ کذب آنحضرت پر باندہتا ہی پس مصداق حدیث نبوی مروی صحاح کا ہی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من تعمد علی کذب فلیتبوأ مقعدہ من النار یعنے جو شخص قصداً جھوٹ مجھپر بولے تو چاہئے جگہ اپنی آگ سے بناوے اور آنحضرت صلعم پر جھوٹ متعمداً بولنا اگر حلال جانکر ہے تو کل علماء کے نزدیک کفر ہی اور اگر حلال جانکر نہین ہی تو شیخ ابو محمد جوینی والامام الحرمین ابی المعالی کے نزدیک بدون حلال جاننے کے بہی کفر ہے قال النووی فی شرح صحیح مسلم والثانیۃ تعظیم تحریم الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ فاحشۃ عظیمۃ وموبقۃ کبیرۃ ولکن لا یکفر بھذا الکذب الا ان یستحلہ ھذا ھو المشھور من مذاھب العلماء من الطوائف وقال الشیخ ابو محمد الجوینی والامام الحرمین ابی المعالی من ائمۃ اصحابنا یکفر بتعمد الکذب علیہ صلی اللہ علیہ وسلم انتہی وھکذا فی شرح نخبۃ الفکر یہود کی عید کے مخالفت کا حکم فرما چکنا اور عید کو مخالف صوم ہونا جو یہ گنگوہی بتاتا ہی اپنے فہم فاسد وزعم کاسد سے بتاتا ہی آنحضرت صلعم کے قول سی عید بمعنے سرور کلہو منازع فیہ ہی ممنوع ہونا اور بایں معنی مخالفت کرنا کہ سرور کسی قسم کا اہل اسلام نکرین ہرگز مفہوم نہین اور تمام یہود کی مخالفت کر اونمین مدینہ منورہ کی یہود بہی ہون

جنگی کہنے کیموافق آنحضرت صلعم نے روزہ رکھا تھا اور رکھوایا تھا آنحضرت صلعم کی فرمان سے معلوم ہونا ہرگز مسلم نہیں ہے ہاں بعض یہود کی مخالفت کہ غیر مدینہ کے ہیں ایک قسم خاص کی سرور ہیں جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور ہمکو مضر نہیں ہے اور صوم مخالفت عید کہ ہونا بھی مسلم نہیں ہے اور عید عاشورا ہے مراد عید حقیقی نہیں ہے جو منافی و مخالف صوم ہووے فقط سرور و خوشی نعمت الہی یاد کرنے کہ روزہ صوم کے ساتھ جمع ہو سکتی ہیں کوئی مخالفت عقلی و شرعی نہیں ہے اور ایسے عید جائز الصوم ہو سکتی ہے قال فی مجمع البحار قوله صامه ظاهره یشعر بان هذا کان ابتداء صومه بعاشوراء فیاول بانه ثبت علی صیامه ان علم من الحدیث لا ولانه کان یصومه قبل قدوم المدینة وقیل لعله کان یصومه بمکة ثم ترکه ثم لما علم ما عند اهل الکتاب صامه قوله عیدا فان قیل لتخاذهم عیدا ینافی صومه قلنا ایضا فصوموا اشعر بان الصوم کان لمخالفتهم قلت لعل عیدهم کان جائز الصوم اذ هولاء الیهود غیر یهود المدینة فوافق المدنیون فخالفوا غیرهم انتهی اس عبارت سے عدم مخالفت عید کی ساتھ صوم اور مخالفت غیر یہود مدینہ اور موافقت یہود مدینہ کے ثابت ہوئی اور یہ قسطلانی نے روزہ عاشورا کا علی عادۃ رکھنا جامع براہین نے نقل اسواسطے کیا کہ یہ ثابت ہو جاوے یہ روزہ شکر نہ تھا اسکی بے انصافی دیکھو کہ خود قسطلانی میں ہی موجود ہے کہ ابن عباس کی حدیث سے ثابت ہے کہ باعث روزہ رکھنے کا موافقت یہود مدینہ کے ہے سبب روزہ میں کہ وہ واسطے ادائے شکر خدا تعالی کے نجات موسیٰ علیہ السلام کے ہے سو موافقت عادۃ کے یا وحی کے چنانچہ عبارت صفحہ ۱۳۲ قسطلانی کے یہ ہے فالباعث علی الصیام فی غیر الباعث فی حدیث ابن عباس السابق اذ هو باعث علی موافقة یهود المدینة علی السبب هو شکر الله تعالی علی نجاة موسی معه موافقة عادة او الوحی کما هو تقریره ویحتمل ان یکون من العظمة عند یهود خیبر فی شئ علیهم صومه وقد وقع التصریح بذلك عند مسلم من وجه آخر عن قیس بن مسلم قال کان اهل خیبر یصومون یوم عاشوراء یتخذونه عیدا انتهی دیکھو اس عبارت سے واضح ہے کہ روزہ موافقت یہود مدینہ کے باعث سے سبب روزہ میں کہ وہ شکر الہی ہی تھا اور موافقت عادت یا وحی بھی اور اسکے ساتھ مفہوم تھی پس موافق عادت ہونا منافی شکر اللہ کہاں ہے خود قسطلانی کی عبارات سے شکر و عادت دونوں کا جمع ہونا ثابت ہے اور یہ بے انصافی علی عادۃ کی لفظ سے جو قسطلانی نے کہا ہے اور جس سے منافات شکر اللہ و عادت میں ثابت کرتا ہے اور اس عبارت قسطلانی کو پوشیدہ کرتا ہے ایسے خیانت فی الدین کرنا اہل ایمان کا کام نہیں ہے گنگوہی کی عقل و فہم تو خوب معلوم ہو چکی ہے شاید کہنے لگے کہ عبارت مجمع البحار سے عید کا جائز الصوم یہود کے یہاں مفہوم ہے نہ اہل اسلام کے یہاں تو گنگوہی کی جو کم فہم ہوئی ہے اسواسطے جواب بھی بہت ظاہر و بدیہی ہم دیتے ہیں وہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس نے جمعہ و عرفہ پر اطلاق عید کا کیا ہے فی الترمذی عن عمار بن ابی عمار قال قرأ ابن عباس الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا وعنده یهودی فقال لو انزلت هذه الآیة علینا لاتخذنا یومها عیدا فقال ابن عباس فانها نزلت فی یوم عیدین فی یوم الجمعة ویوم

عرفة هذا حديث حسن غريب یہ حدیث ابن عباس کا انتہی اور حضرت عمر رض کے قول سے بھی ارشاد اسی طرف ہو کہ یوم عرفہ
عید ہو فی الترمذی فقال عمر انی لا علم ای یوم نزلت هذه الآیة انزلت یوم عرفة فی یوم الجمعة هذا حدیث حسن صحیح انتہی
قال البغوی اشار الی ذلك الیوم کان عیدا لنا انتہی حضرت عمر رض کے قول سے ساتھ بیان بغوی رح کے واضح ہے
کہ یوم عرفہ کو عید فرمایا ہو پس جب عرفہ و جمعہ دونو نکا عید ہونا ساتھ اقوال صحابہ رض کے ثابت ہوا اور روزہ عرفہ کا
مستحب و موجب ثواب ہونا احادیث سے ثابت ہو اور جمعہ کا روزہ ایک اول یا آخر دن ملا کر رکھے تو ثابت ہو پس عید جائز الصوم
ہوئی دیکھو عید کے ساتھ کہ وہ جمعہ و عرفہ ہی روزہ کا اجتماع شرعا جائز ہوا اور روزہ مخالف عید شرعا نہوا اگر مخالفت ہی روزہ
عید سے تو عید الفطر و عید الاضحی کو ہے نہ دیگر اعیاد کو پس روز عاشورا و جو کہ عیدین مذکورین سے خارج ہو اگرچہ مانند جمعہ و
عرفہ کی عید ہو اوس میں یعنے روز عاشورا میں روزہ کا حکم دینا مخالف و منافی عید ہونے کے اور اظہار سرور کے نہوا اور
آنحضرت صلعم کی فرمانے سے صوموا انتم سے روز عید و اظہار سرور کسیطرح معلوم و مفہوم نہوا گنگوہی کو علم و صحبت نہیں
اگرچہ درس حدیث اپنے یہاں جاری کیا ہو تحت لفظی ترجمہ غلط سلط کرا دینا عالم ہونے پر دلالت نہیں کرتا ہو اور ایسا
آدمی علماء میں شمار نہیں ہوتا ہو اس بے علمی و نافہمی سے جامع براہین خیال کر گئے کہ یہ عید منافی روزہ کی ہے اور یہ وہم کر لیا
کہ عید عاشورا عید ہے اور ہر روز عید منافی و مخالف روزہ کو ہے پس عید عاشورا بھی منافی و مخالف روزہ کی ہے
اور جب منافی روزہ کے ہوئی تو حکم روزہ کا اوسمیں فرمانا عید کا دافع و رافع ہو اور یہ خیال نکیا کہ احادیث صحاح سے سوائے
عیدین معروفین کے دیگر اعیاد میں روزہ دافع و رافع عید کا نہیں ہو اور کلیت کبری جو شرط انتاج شکل اول ہو اوسکی فقدان
کے سبب سے دلیل مستقیم نہیں ہو سکتی ہو اور قول احق یہود سے منکلم کو بطور الزام کے جو یہ جامع براہین قرار دیتا ہے
اور یہ وجہ صوم یہودیونکو منعکس کرتا ہو اوس پر متفرع کرتا ہو کہ یہ صوم آنحضرت صلعم کا بطور اعادہ کے شکر و سرور کے نہ تھا سراسر جہالت
و سفاہت ہو بلکہ بدعت ضلالت ہو کہ معنی حدیث کی خلاف ظاہر و مقتدا اور تمام علماء کے خلاف یہ جامع براہین بیان کر کہ ہے
کسی نے یہ معنی خلاف ظاہر نہیں کئی ہیں اور کوئی دلیل مساوی یا قوی معارض معنی اس ظاہری کی کہ یہ وجہ صوم کی آنحضرت صلعم نے
بیان فرمائی موجود نہیں ہو اور کسی حدیث سے معارض ہونا ان معنی ظاہر کا اس جامع براہین نے بیان کیا ہو پس صرف نص
حدیث کا جو ظاہر ہے بدون معارض کے جو دلیل قطعی ہو وے اور یہ مخالف مسئلہ عقائد کے ہو کہ نص کتاب و سنت محمول اپنی
ظاہر پر جبتک کوئی صارف قطعی موجود نہو وے فی شرح العقائد و النصوص من الکتاب و السنة تحمل علی ظواهرها
مالم یصرف عنها دلیل قطعی کما فی الآیات التی تشعر ظواهرها بالجهة و الجسمیة و نحو ذلك انتہی کوئی دلیل
قطعی صارف معنی ظاہر سے یہاں حدیث کی بارہ میں موجود نہیں ہو اور باوجود اسکی معنے ظاہر ہو پھر جامع براہین محمول نہیں
کرتا ہو پس مخالف عقائد اہل سنت کی اوسکا عقیدہ ہوا اور بطور الزام کے یہ فرمانا آنحضرت صلعم کا جو بتاتا ہو تو اوسکو یہ خبر

نہیں ہی کہ الزام کونسا محل و موقع ہوتا ہی اور کسوقت دلیل الزامی بیان کیجاتی ہے اور کس چیز کے ساتھ الزام دیا جاتا ہی امام
ابن الہمام فتح القدیر کی جلد ثانی صفحہ ۱۵۱ میں فرماتے ہیں کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلیئے کہ حقیقت اوسکی یہ ہے
الزام کی نقض مذہب خصم کا ہی ایسی چیز کے ساتھ جسکی صحت کا ملزم معتقد نہیں ہوتا ہی اور نقض مذہب خصم سے مذہب ملزم کی
صحت ضروری و واجب نہیں ہوتی مگر بطریق عدم قائل بالفصل کے اور یہ اوسی وقت میں ہی کہ جس چیز کے ساتھ نقض کرتا ہی
وہ اوسکے نزدیک بھی صحیح ہووے والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقتہ نقض مذہب الخصم بما لا یعتقد
الملزم صحیحا ولا یکون نقض مذہب خصم فقط یوجب صحۃ مذہب نفسہ الا بطریق عدم القائل بالفصل و ھذا
لا یکون الا اذا کان ما نقض بہ مما یعتقدہ صحیحا انتہی بقدر الحاجۃ پس جب الزام کا حال معلوم ہو چکا تو جاننا چاہیئے کہ
یہ محل تنازع و مناظرہ کا یہود سے ہونا حدیث سے ثابت نہیں کہ آنحضرت صلعم یہود سے مناظرہ کیا ہووے اور اپنی مدعی حق پر اول استدلال
لا چکے ہوویں بعدہ الزام آنحضرت صلعم انکو ایسے چیز سے دیتے ہوویں کہ آنحضرت صلعم اوسکی صحت کے معتقد نہوویں اگر گنگوہی یا کوئی اسکا چیلہ چانٹا بھی
اور صحبت کسی عالم سے فیض یابی حاصل کرتے تو ثابت کرتے کہ جو جواہر الزام کیواسطے ہونا ہم نے بنقل امام ابن الہمام بیان کئے ہیں محلین موجود ہیں مگر اونکے
جہالات و سفاہت و بعدم اطلاع علم مناظرہ سے ثابت ہی پس جب الزام ہونا باطل ہے تو بیان وجہ صوم کی بطور پر ہونا اوسکا واضح ہے اور بطور بنا فاسد علی الفاسد ہے
جو کہا تہا کہ یہ صوم بطور اعادہ شکر کے مسرور نہ تہا باطل ہوا اگرچہ اول بھی بطلان اسکا معلوم ہو چکا ہے اسکے آگے یہ جو گنگوہی نے کہا ہی کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ
قیاس کا ہر چیز پر کیا جاتا ہی عجب ہی کہ ابن حجر جب ایسا فرماوے یہ تمام جہالات و سفاہات سابقہ پر اوسنے مبنی کیا ہی جسکا بطلان اظہر
من الشمس ہے اسلیئے کہ جب امور ما تقدم کا فساد ظاہر ہو گیا یہ مبنیات خود عاطل و باطل ہو گئی اور قیاس ابن حجر پر یہ تعجب کرنا بھی جہالت
و سفاہت کی سبب سے ہی صدہا برس کا عرصہ ہوا فضلاء بڑے بڑے گذرے کسی نے قیاس ابن حجر کو باطل و غلط نہ بتایا اور اوسپر
تعجب نکیا اور کیونکر تعجب کرتے و باطل بتاتے جب کہ وجود صحت و فقدان وجوہ بطلان سے جب یہ قیاس موصوف ہے چنانچہ ہمارے اقوال گذشتہ
سے معلوم ہو گیا ہی اور جامع براہین کے علم و انصاف کا حال کہلگیا ہی اور جامع براہین کو قیاس ابن حجر سے اسواسطے تعجب ہوا کہ
اسمیں علم و انصاف نہیں جو صحت قیاس سے واقف ہووے اور عقیدہ باطلہ سے تائب ہووے اور کیونکر اقرار صحت قیاس کر کے
اور تعجب ظاہر نکرے اسکے پیشوایان مولوی اسمعیل وغیرہ کے یہ خلاف ہی اور گنگوہی کو ترک اتباع اپنے اباء و پیشوایونکا نہایت
دشوار ہے جسطرح پہلے لوگ توحید سے تعجب کرتے تھے جنکا مقولہ خدا تعالی فرماتا ہی اجعل الالھۃ الھا واحدا ان ھذا
لشیئ عجاب یعنی کیا کر ڈالدیا اور کردیا نبی صلعم نے الوہیت کو جو تمام معبودوں کے واسطے ہی فقط ایک ہی معبود کیلئے یہ تو
بڑی عجب بات ہی اسلیئے کہ یہ ہماری متبعین کے خلاف ہی اور جسطرح تعجب کیا تھا اس سے کہ رسول منذر اونکی جنس سے اونکے
پاس آئے تھے بل عجبوا ان جاءھم منذر منھم فقال الکافرون ھذا شیئ عجیب ایسے تعجبات کچھ نئے نہیں ہیں
ہمیشہ سے اہل باطل اہل حق کے اقوال سے تعجب کرتے چلے آئے جامع براہین نے تعجب ابن حجر کے قول و قیاس سے کیا تو کیا ہوا اور

اس تعجب سے کسی مسلمان کو نقصان جامع براہین کو کچھ فائدہ نہیں ہو اب جامع براہین اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھے کہ صاحب انوار ساطعہ کا تعجب امکان کذب باریتعالی پر محض لاعلمی ہے جو یہ بتاتا ہے اول کتاب میں باوجودیکہ امکان کذب باریتعالی محال تمام اہل اسلام بلکہ تمام عقلا، حکما، وغیرہم ہیں تو اب اوسکا پر خوب واضح ہوگیا کہ صاحب انوار کی لاعلمی ہے یا ابن حجر کی قول پر نعجب کرتے ہیں اس گنگوہی کی لاعلمی ہے **قال** جامع براہین فی صفحہ ۱۶۵ اگر کوئی تسلیم بھی کرتا تو اعادہ نفس شکر یوم معین نکلنے فاکہانی کی دو اعتراض تھے سو ہیئت اجماعی کا بدعت ہونا تو اب بھی رفع نہ ہوتا بہرحال اول اس حدیث کی اصل ہو تمہیں ہی کلام ہے کہ ہرگز اس سے اعادہ شکر و سرور کا یوم معین میں نہیں نکلتا اگر معلوم ہووے تاہم قیاس کے بطلان کی وجہ معلوم ہو چکی اور مولود مروجہ کو تو کسی وجہ سے مفید نہیں لیس محقق ہوگیا کہ جواز قیود میں حجت قیاس سے بھی کچھ ثبوت نہیں لہذا حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس مروج کا محقق ہوگیا فسد الحمد اب مؤلف کے اقوال بے معنی کو دیکھنا چاہئے **اقول** وباللہ التوفیق جسقدر روپاہ بازیاں واہلہ فریبیاں جامع براہین نے کیں سبکا بطلان واضح ہوگیا اور اعادہ شکر روز معین میں ثابت ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ قول فاکہانی کے کوئی دلیل شرعی نہیں اوسنے جو انکار کیا تو اسکا دین الہی میں دلیل نہیں ہے اور بدعت جو قرار دیا اجتماع کو تو اوسکو بھی اس غلطی فاحش ہوگیا کہ بدعت کو منحصر حرام و مکروہ میں کیا اور اس انحصار پر کوئی دلیل نہ اوسنے پیش کی ہے اور نہ فی الواقع کوئی دلیل اس انحصار پر موجود ہے بلکہ باقوال مجتہدین محققین جو مذکور ہوئے اونسے بطلان انحصار بدعت کراہت و حرمت میں معلوم ہوگیا اور ظاہر ہوگیا کہ بدعت واجب و مستحب و مباح بھی ہوتی ہے پس اعتراض فاکہانیکا ہرگز وارد ہی نہیں ہے اسیواسطے جمہور نے قول فاکہانی اوسکی ہی زمانہ میں اور بعد زمانہ اوسکی کے لغو جانکر اور اوسکیطرف التفات اور اوسکی خلاف بلادلیل کا اعتبار نکیا بلکہ اوسکو محققین نے بڑے زور شور کے ساتھ رد کردیا کما بیّنا سابقًا اور اون کے زمانے کے بعد کسی محقق و منصف و ناصح نے انکار نکیا اور تمام ملکوں اہل اسلام میں اس محفل مبارک کا شیوع ہوا اور اکابر علماء و فضلاء نے اسکو جائز کہا جنکا استحسان دلیل شرعی و مانند اجماع اصطلاحی کے حجت ہے اگر بالفرض انکار فاکہانی پر کوئی دلیل بھی قائم ہوتی تب بھی بعد صدوث اتفاق محققین و استحسان مسلمین صالحین کے جو ملحق بالاجماع ہے قال فی نور الانوار فی صفحہ ۲۵۸ والتعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی دلیل فاکہانیکا باقی نہ رہنا و بمقابلہ اتفاق و استحسان ساقط ہونا ظاہر ہے چنانچہ توضیح سے اوپر گذر چکا ہے اور اوپر فتاوی سے ما قلامن السنا فی گذر چکا ہے لما اجتمع فقہاء الامصار علی شیئ فقول واحد بخلاف قولہم یکون خلافا لا اختلافا انتہی جس سے واضح ہے بمقابلہ فقہاء امصار قول مخالف کا اختلاف نہیں ہے خلاف ہے اور خلاف کے معنی بھی در مختار سے اوپر واضح ہو چکے ہیں کہ بے دلیل ہوتا ہے اور معتبر نہیں ہوتا ہے اور اس محفل میں حاضر ہونا علماء و فضلاء کا اور انکار نکرنا کسی کا بھی قول علی قاری سے اوپر گذر چکا ہے اور بمقابلہ جمہور قول بعض مرجوح ہونا اور فتوی قول جمہور پر دینا چاہئے اور مخالفت جمہور سے عاقبت و انجام بخیر ہونا بھی اوپر معلوم ہو چکا ہے پس قول فاکہانیکو معتبر و قابل التفات بمقابلہ جمہور جاننا اور لوگوں

اعتراض کا لحاظ کرنا جامع براہین جیسے آدمی کا کام ہے جسکی فہم وعقل مختل کا حال جابجا ظاہر ہوتا جاتا ہے اور عقیدہ ایمان کہلاتا جاتا
ہے حدیث مذکور کا اصل ہونا اور اعادہ شکر وسرور کا ثبوت بھی بخوبی معلوم ہوگیا پس حدیث کی اصل ہونیمیں کلام ہونا جو
جامع براہین کہتا ہے اور یوم تعین اعادہ شکر وسرور کا اوس سے نہ نکلتا جو بتاتا ہے سب کا بطلان واضح ہے اور قیاس کا بطلان کہ جسکے واسطے جو
اس گنگوہی نے پیش کی تھی اوسکا باطل ہونا اور عدم فہم معانی عبارات علماء وخصوصاً عبارت توضیح وتلویح اوپر کیا اور بخوبی
ظاہر ہوگیا پس قیاس محفوظ مصئون بطلان سے رہا اور مولود مروجہ کو مفید ہونا قیاس کا باحسن وجہ ظاہر ہے کوئی اپنی جہالت سے
مفید نجانے تو اوسکو اپنی عقل فہم پر رونا چاہیے اسمیں ابن حجر وجلال الدین سیوطی یا دوسرے کسی مسلمان کا کیا قصور معاندین
تو بدیہیات وقطعیات وضروریات دین سے بھی انکار کرتے ہیں اور ادلہ قطعیہ کا مفید نہونا بتاتے ہیں جامع براہین اور اوسکے ہم مشرب
قیاس ابن حجر وجلال الدین سیوطی رحم کا مفید نہونا مولود مروجہ کے حقمیں نہیں مانتے تو کیا بڑی بات ہے انسے کوئی مسلمان منصف ایسا کہتا
تو اوس سے تعجب تھا وہابیہ سے کچھ تعجب نہیں اور جواز قیود کا ثبوت حجت قیاس سے بخوبی ثابت ہے اور جو کچھ وساوس جامع براہین
نے قیاس میں پیش کئے تھے اون تمام کا بطلان اوپر معلوم ہوچکا ہے اعادہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے اور یہ جو جامع براہین نے کہا کہ لہذا
حجج اربعہ سے بدعت ہونا اس مروجہ کا محقق ہوگیا فللہ الحمد اب مؤلف کے اقوال بیمعنی کو دیکھنا چاہیے ان سے معلوم ہوا کہ اس جامع براہین
کی بیعلمی کی انتہا نہیں ہے اب ہی جلال الدین سیوطی وابن حجر رحمہ کے قیاس مع وساوس پیش کرتا تھا اور ساتھ ہی رہ رہ کر بازیان اور
البلہ فریبیاں کیں کچھ پیش نچلی الزام فاش اٹھایا اور زک سخت کھائی اور مکبوب علیٰ وجہہ ہوا اور قیاس کی سلامتی وساوس سے ثابت ہوئی
اور کوئی وسوسہ اوسکا کارگر نہوا ابن حجر کے مقابل ہوکر اور پچھاڑیں سر مارکر سیجوج ومرضوض ہوئے اپنا سر پھوڑا اور کچھ نہ
ہوسکا روتے روتے یہ نالہ وفریاد نئی شروع کردی کہ حجج اربعہ سے بدعت ہونا محقق ہوگیا اتنی فہم نہیں اور اسقدر ہوش وحواس
نہیں کہ آپنی کونسی آیت وکونسی حدیث وکونسا اجماع اور کونسا قیاس پیش کیا ہے بدعت محقق ہونیکے واسطے جو حجج اربعہ سے
بدعت ہونا بتاتا ہے ہر ادنی طالب علم بھی جانتا ہے کہ حجج اربعہ قرآن حدیث واجماع وقیاس ہے ان چاروں سے ثبوت کسی چیز کا ہو
جب یہ کہنا سمجھ ہوتا ہے کہ حجج اربعہ سے محقق ہے اور جب چاروں سے ثبوت نہیں تو حجج اربعہ سے ثبوت محقق ہونا کوئی کہے تو وہ سراسر
جھوٹا ہے گنگوہی تو بدعت ہونا تو ایک سے بھی ثابت نہیں کیا چہ جائی کہ چاروں سے ثابت کیا ہووے اگر جامع براہین یا اوسکا کوئی
چیلہ یہ کہے کہ چاروں حجتوں سے جب فعل میلاد ثابت نہوئی تو چاروں سے ثبوت بدعت کا ہوگیا ہے یہ مراد قول مذکور سے ہے تو اوسکو جواب
بھی کہا جاویگا کہ یہ بھی سراسر سفاہت وبیعلمی ہے کہ کسی دلیل سے کسی چیز کا مثلاً ثابت نہیں ہوا تو اوس سے عدم جواز ثابت ہوگیا ہے دیکھو
یہ قضیہ مقررہ کہ عدم ثبوت الشیئ لا یستلزم ثبوت عدمہ محدثین کے نزدیک بھی مسلم ہے کہ عدم ثبوت حدیث سے ثبوت عدم
حدیث لازم نہیں آتا ہے اور اسقدر سے موضوعیت حدیث کا حکم نہیں دیا جاتا ہے چنانچہ قول زرکشی سے یہ مفہوم ہے جامع براہین بیچارے
کو اسقدر علم وفہم کہاں ہے کہ یہ سمجھے اور اہل سنت وجماعت کا تو ادنی طالب علم بھی یہ سمجھتا ہے طرفہ تریہ ہے کہ اس بیعلمی پر اور جھوٹ

ہر الحمد للہ بھی آپ فرماتے ہیں اور اعجوبہ یہ ہے کہ آپکی فہم و علم کا یہ حال اور مؤلف انوار کے اقوال کو جس کے انوار ساطعہ کی چمک
و دمک آسمان تک پہونچی ہوئی ہے اور اوسکے لمعات کی جھلک قلوب صافیہ از کدورات نفاق و عناد میں سمائی ہوئی ہے
بےمعنی ہونا قرار دیتے ہیں ہاں جامع براہین صاحب کے فہم عناد و تعصب سے خالی نہیں ہے اسواسطے مؤلف انوار کے اقوال کے معنی اونکے
فہم میں نہیں آتے اسلئے بےمعنی ہونا کہدیا ہے جامع براہین اور جب مرض عناد و تعصب دور ہوگا اور دیدہ حقبین حاصل ہوگا اوسوقت
جامع براہین و دیگر وہابیہ کو معنے اقوال انوار ساطعہ کے معلوم ہو جاوینگے اور نور علی نور ہو کر نظر آجائینگے اوسوقت جامع براہین و دیگر
وہابیہ کے حق میں مؤلف انوار ساطعہ کیطرف سے یہ شعر کافی ہے ؎ ولو خفیت علی الغبی فعاذر : ان لاتراني مقلة عمیاء
پھر اب ہم طرف نقل عبارت براہین صفحہ ۱۲۶ کی رجوع کرتے ہیں چونکہ صفحہ مذکورہ میں اس گنگوہی نے کہا تھا کہ قیاس کا حال معلوم ہو چکا اگرچہ بعض اقوال
جامع براہین کے تردید کر کے اوسکے فہم علم پر اور بے انصافی و تعصب اتم پر واقف کر دینا منظور ہے اسواسطے صفحہ مذکورہ سے ماتقدم کے
بعض اقوال ہمنے نہیں لئے تھے لیکن اس ضرورت سے کہ شاید بعض لوگ دھوکا کہاویں کہ قیاس جلال الدین و ابن حجر جس سے استحباب
اس محفل میلاد شریف کا ثابت ہے فی الواقع جیسا کہ جامع براہین کہتا ہے کام کا نہیں ہے اسواسطے اون ماتقدم کو جنمیں قیاس کے
ابطال کیواسطے جامع براہین نے سر پٹکا ہے اور کچھ نہو سکا ہے اور بعض اقوال قوال قیاس والوں کے ابطال کی بھی ذکر کر دیتے تاکہ بخوبی
حال قیاس کا معلوم ہو جاوے کہ وساوس جامع براہین سے کچھ اوس قیاس میں نقصان نہیں آیا اور یہ تمام وساوس مرفوع
ہیں اور بعض بعض اہل اسلام لا الہ الا اللہ و اعوذ باللہ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ مردود و مطرود ہیں اور قیاس جلال الدین کے واسطے
و ابن حجر کو کام کا نہونا ان وسوسوں کے سبب سے گنگوہی کہتا ہے پس جب تمام وساوس اوسکی مرفوع ہوئے اور کوئی وجہ خرابی قیاس
میں ہونا ثابت نہوئی تو بلا شبہ قیاس کام کا ہے اور جامع براہین کے حق میں خسران ثابت ہے صفحہ ۱۲۶ میں جامع براہین نے بعد قول
خود کے (اور قیاس کی کیفیت معلوم ہو چکی کہ یہاں کام کا نہیں یہ قول کہا ہے (اور قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں پس سبکے علما
کا فتوی لا یعبا بہا ہو گیا اور بدعت ہونا مقرر ہو گیا جامع براہین کا کام عناد و انکار بدیہیات ہے خدا تعالی کا خوف نہیں اور بندوں سے
شرم نہیں مؤلف انوار ساطعہ نے اثبات محفل میلاد شریف کیواسطے و رفعنا لک ذکرک اور اوسکی تحت کی عبارت تفسیر کبیر کے
کان اللہ تعالی یقول املأ العالم من اتباعک کلہم یثنون علیک و یصلون علیک لکھی اور بیان کیا کہ آیت مذکورہ میں یہ محفل
داخل ہے اسلئے کہ اسی محفلین کثرت درود شریف کی اسقدر ہوتی ہے کہ اور مجالس وعظ و تدریس میں نہیں ہوتی اور معجزات و کرامات
و حلیہ شریف کا ذکر ہوتا ہے پس یثنون علیک و یصلون علیک اس محفل پر صادق ہے اور منبر پر جو کہ بر آواز بلند پڑھنے نعت
و رفعنا لک ذکرک کے ظاہر ہے اور وہ روایتیں مذکور ہوتی ہیں جو صحابہ نے تابعین میں اور تابعین نے مجالس تبع تابعین میں اونکو بیان
فرمایا ہے اور طبقہ بعد طبقہ ہم تک وہ ذکر پہونچا اگر یہ ممنوع ہوتا تو نہ صحابہ ذکر کرتے نہ ہم تک پہونچتے مدائح و مناقب آنحضرت صلعم کے مجالس میں
بمقتضائی و رفعنا لک ذکرک کے آفاق میں منتشر کرتے یہ بیان مؤلف انوار کا بہت عمدہ ہے جامع براہین اس تقریر کے انوار دیکھکر

متحیر و پریشان ہو کچھ جواب نہیں بڑا عاجز ہو کر جھنجھلا کر صفحہ ۱۳۶ میں مؤلف انوار ساطعہ کے حق میں زبان درازی کرنے لگا کہ
مؤلف کو بالکل ہوش نہیں کہ سمجھے اور گنگوہی کہنے لگا کہ یقیناً و قطعاً یہ محفل آیت سے خارج ہے بسبب قیود و غیر مشروعہ کے اگر اوس میں
حیرات و میرات بہی ہوں ہاں اگر یہ تمام قیود و امور غیر مشروعہ رفع ہو جاویں تو بیشک آیت میں یہ محفل داخل ہے او سنبہ وجوہ کے
بلکہ مینار پر چڑہ جاوے جب بہی رفعت نہیں ہے یہ قول جامع براہین کی کہکر عبارت رد المحتار کی ذکر کی واقبح منہ الذی
بقرائۃ المولد فی المنائر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب وایہاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم اہ
بعد کہا کہ منارہ پر پڑہنے میں رفعت نہیں بلکہ اشتمال لعب و غناء کے سبب سے اقبح ہو گیا یعنے منارہ پر پڑہنا مؤلف کا مولود کیونکر
رفعت میں داخل ہے کہ مبتدعین و فجار کی توقیر ہوتی ہے اور قنادیل و تبذیر سے وہ محفل منظلم ہوتی ہے اور ان لوگوں کی مذمت نصوص
میں موجود ہے اور آیات معجزات کی جواب میں جامع براہین فرماتے ہیں کہ ہیئت کذائیہ صحابہ سے ثابت نہیں ہے پس ہیئت بے
ممنوع و بدعت ہونا ہمکو صحابہ سے منقول ہو کر معلوم ہوا پھر مؤلف انوار کو کہا کہ مؤلف کی عقل ناتمام کو دیکہنا ہے کہ جواز و بس
ذکر فخر عالم کو یہاں ثابت کرتا ہے تابعین کے مراد سے بیخبر ہے کہ وہ اوسکے مانع ہیں جسکا ممنوع ہونا منصوص ہے اور ثابت الاصل
ہونا جو مؤلف انوار نے ذکر کیا ہے سو جامع براہین فرماتے ہیں کہ ذکر و کثرت ذکر کا کسیکو انکار نہیں مؤلف کی فقط کمفہمی ہے
ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طبقہ عاشق فخر عالم کا تہا بار بار ذکر آپکا کرتے تہے جو کچہ اونکا ذکر تہا وہ عین محبت تہی جسکو
اس ذکر میں غلط نکیا بلکہ ذم اوسکی فرمائی وہ ممنوع کہا پس اوس طبقہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئے سو قیود مروجہ
مجلس ہمارے وقت کی مذموم ہوئی مگر مؤلف کو کچہ فہم نہیں) یہ جواب جامع براہین نے مؤلف انوار کے قول کا دیا جس سے عالم و فہم جامع
براہین کا ظاہر ہے منصفین خود جانتے ہیں کہ یہ جواب نہ موافق عقل کے نہ موافق نقل کے بلکہ ایک ہذیان ہے جمعاً بدآیت قرآنی
و عبارت تفسیر و غیرہا کے جامع براہین سے صادر ہوا ہے اور مقدار علم اپنا اذکیا پر ظاہر کیا ہے کہ تابکجا رسیدہ است بار بار جل
جلکر مؤلف انوار پر تبرا کا اظہار ہے تو یہ طریقہ روافض و خوارج کا ہے یہ جامع براہین بسبب قیود و غیر مشروعہ کے اس محفلکو آیت
مذکورہ سے خارج یقیناً و قطعاً (اقسم المحمد ف) کہتا ہے کہ جہل مرکب کے سبب سے خارج ہونا جامع براہین بتادے اور ایسی جہل
مرکب ہی کو یقین و قطع خیال کرے تو یہ خیال پر اختلال جامع براہین کا دوسروں پر حجت نہیں ہے جسکے منہ کا مزا بسبب مرض صفراوی
کے تلخ ہو گئے وہ ماکولات و مشروبات کو تلخ کہے تو دوسروں کے نزدیک جو مریض نہیں وہ ماکولات و مشروبات تلخ کیونکر ہو جاوینگی
اور دوسروں کے نزدیک وہ یقیناً و قطعاً کیوں تلخ قرار پاوینگی محفلیں قیود اجتماع و تاریخ معین و غیرہا جنمیں کلام ہے
غیر مشروع ہرگز نہیں ہیں یہ ابہی اوپر گذر چکا ہے اور قیاس سے جلال الدین سیوطی و ابن حجر نے ثابت کر دیا ہے اور اوس قیاس
کا سالم ہونا بطلان سے سقوط سے واضح ہو چکا ہے پس قیود محفلکو غیر مشروع قرار دینا اپنی طرف سے شرع بنانا ہے اور ادعاء
شارع ہونیکا کرنا ہے جامع براہین کو خود فہم نہیں شرع و حکم کو غیر مشروع بدون اقامت دلیل غیر مشروعیت کی صرف اپنے

قول سے جو مؤلف انوار پر حجت نہین ہی بلکہ کسی مسلمان پر حجت نہین ہی بناتا ہی اور اُس سے خارج ہونا محفل کا آیت سے
بنا کرتا ہی اور مؤلف انوار پر طعن کرتا ہی الغرض قیود کا غیر مشروعہ ہونا مولف انوار کے مسلمات سے بھی نہین اور نہ کسی دلیل
قابل قبول علمائے فحول سے اون قیود کا غیر مشروعہ ہونا جامع براہین نے ثابت کیا ہی اور نہ اقوال علمائے معتبرین محققین اُسنے
پیش کئے ہین جن سے غیر مشروع ہونا قیود مذکورہ ثابت ہوجاوے اور فاکہانیکا قول جو اُس نے پیش کیا تہا اوس
قول کا بمقابلہ جمہور محققین ساقط الاعتبار ہونا اور جمہور کے مقابلہ مین اوس کے فتوی دینے سے جاہل و خارق اجماع ہونا
اور اوسکے قول فی نفسہ کا دلیل شرعی نہ ہونا اوپر مذکور ہوچکا ہی پہر قیود محفل کا غیر مشروع ہونا کسطرح مولف انوار
و دوسرے اہل حق کے نزدیک مسلم ہووے اور اُس سے مبنی خروج محفل آیت مذکورہ سے ہووے پس بلا شبہ آیت مذکورہ مین
محفل داخل ہی اور فہم جامع براہین پر آفرین ہی کہ بلا دلیل اپنے مدعی کا ثبوت کرتا ہی اور الزام مالا یلزم دیا جاتا ہی یہ فہم و
الزام کسی وہابی پر حجت ہوگا جو جامع براہین کے فہم و قولکو حجت شرعیہ جانیگا اور اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰهِ کا منکر ہوگا کوئی
مسلمان تو جامع براہین کے قول و فہم کو قبول ہرگز نہین کریگا بلکہ بر صاحب قول مولف انوار کو ہی نہین سمجھے مین
مولف انوار دخول محفل میلاد کا آیت مذکورہ مین بسبب کثرت درود و ثنائی مانند ذکر معجزات و کرامات وغیرہا کے لکھتے
ہین اور اس حیثیت سے دخول کو جامع براہین بھی مانتا ہی چنانچہ خود لکھتا ہی کہ قیود غیر مشروعہ رفع ہوجاوین تو بے شک
آیت مین یہ محفل داخل ہے اور درود و ثنا مین فی حد ذاتہا کوئی غیر مشروعیت نہین ہی اور یہ امر بدیہی ہی قطع نظر دوسرے قیود کے
کہ وہ مشروع ہین یا نہین یہ اپنی جگہہ پر ہی اور مولف انوار نے اسکی تصریح نہین کی کہ بحیثیت قیود متنازع فیہا یہ محفل داخل
آیت مین ہے جو جامع براہین انکار کرنے لگا اور محفلکو خارج آیت سے کہنے لگا الغرض جس حیثیت سے مولف انوار
کے قول سے دخول محفل آیت مین مفہوم ہی اوس کا رد قول جامع براہین سے نہوا اور جسکو گنگوہی رد کرنے لگا ہی اوس سے
قول مؤلف انوار ساکت ہی اگرچہ اپنی جگہہ پر یہ ثابت ہی کہ جب قیود اجتماع و تاریخ کا مثلا غیر مشروع ہونا ثابت نہوا اور
استحسان جمہور علمائے محققین علی ممر الاعصار سے اون قیود کا ثبوت ہی تو اونکی ایسے قیود کے مشروعیت بلا شبہ ثابت ہے
پس اس حیثیت سے بھی یہ محفل خارج آیت سے نہین ہی پس جامع براہین کے قول سے نہ اوس حیثیت کا رد ثابت ہوا
جس حیثیت سے دخول محفل مؤلف انوار کے قول سے مفہوم ہی اور نہ اوس حیثیت کا رد ہوا جس سے قول مؤلف انوار
ساکت ہی اس محفلین کیونکہ وہ حیثیت قیود کی غیر مشروع نہین ہی پس یونہی لچر و پوچ ہی یہ قول جامع براہین کا اگر بالفرض
والتقدیر کوئی قید کراہت بہی اس محفلین موجود ہوتی اور خیرات و مبرات جسکے سبب سے محفل آیت کے تحت مین داخل ہے
فی الواقع موجود ہین تب بہی یہ مسلم نہین کہ وہ قید کراہت محفل کی دخول تحت آیت کو منافی ہووے اور کسطرح سے مصداق
آیت نہ قرار دیجاوے اور سے قید کراہت اوا کرنی سے یہ کہا جاوے کہ مقتضی آیت کا اس محفل مین مفقود ہی اور مقتضی آیت کا

وجود ہرگز کسیطرح نہین ہوا ہی دیکھو آیت اقیموا الصلوٰۃ آیت فرائیہ ہی مقتضی اسکا طلب ادا نماز ہی اگر کوئی شخص نماز مع
قید کراہت ادا کرے تو اوس نماز مع قید کراہت کو یہ کوئی عاقل نہین کہہ سکتا ہی کہ یہ مقتضی آیت اقیموا الصلوٰۃ کا نہین ہے
اور مقتضی اوسکا موجود نہین ہوا ہی اور یہ قید کراہت اداکی منافی ہی اور یہ فرد ادا نماز کا نہین ہی اور ذمہ اوس مصلی کا فرض
وقت سے بری نہین ہوا ہی ہان جامع براہین سا کوئی سمجھدار آدمی ہووے یہ کہدے تو کچھ تعجب نہین ہی کیونکہ جامع براہین کا
فہم و مذہب تمام جہان سے نرالا ہے قیام کراہت کو برابر قیام فساد کے خیال کرنا اور مقتضی ادا سے خارج کردینا انہین کا کام
ہی علما محققین تو مثبت بالنص کو اگرچہ مستلزم کراہت کی ہو اوسکو بھی مامور مطلوب شارع میں داخل ہونا فرماتے ہین
اور کراہت کا مفقود ہونا اظہار کرتے ہین یہ نہین کہتے کہ امر مثبت بالنص کو کراہت کی لزوم کے سبب سے ترک کردو بلکہ بعض
محققین قائل ہین کہ امر مطلق سے انتفا کراہت نہین ہوتی ہی اسلئے وقت غروب کے اوسہی روز کی عصر کی نماز و طواف
محدث باوجود مکروہ ہونے کے مامور بہ مانتے ہین اور جو محققین امر مطلق سے انتفا کراہت کے قائل ہین وہ بھی ان دونو
کو مامور بہ مانتے ہین اور کراہت نفس مامور بہ مین نہونیکے سبب سے امر خارج مین کراہت کا ہونا مامور بہ کو حقمین غیر مضر
فرماتے ہین نور الانوار مطبع مصطفائی کے صفحہ ۳۱ مین ہے والصحیح عند الفقہاء انہ تثبت بہ صفۃ الجواز للمامور
بہ والانتفاء الکراہۃ ای المذہب الصحیح عندنا انہ تثبت بمجرد ایجاد الفعل صفۃ الجواز للمامور بہ وھو
حصول الامتثال علی ما کلف بہ والا یلزم تکلیف ما لا یطاق ثم اذا ظہر الفساد بدلیل مستقل بعدہ یعید
واما الحج فقد اداہ بہذا الاحرام وفرغ عنہ والامر بحج صحیح فی العام القابل بامر مبتدأ وعند ابی بکر الرازی
لا یثبت بمطلق الامر انتفاء الکراہۃ لان عصر یومہ مامور بالاداء مع انہ مکروہ شرعا والطواف محدثا مامور بہ مع انہ مکروہ شرعا
قلنا ذلک الکراہۃ لیس نفس المامور بہ بل بمعنی خارج وھو التشبیہ لعبدۃ الشمس کون الطائف محدثا ومثل ھذا معفو
انتہی اور کبھی کراہت بجانب اقبال علی العزیمۃ نہین ہو سکتی تو کراہت معفو عنہا ہوتی ہی نور الانوار فی صفحہ ۳۰ لا یقال ان من شرع صلوۃ العصر فی اول الوقت
ثم مدھا بالتعدیل التطویل الی ان غربت الشمس فاذن ھذہ الصلوۃ قد تمت ناقصۃ وکان شروعہا فی الوقت الکامل لانا نقول لما یلزم
ھذا ضرورۃ ابتنائہ علی العزیمۃ فی کل صلوۃ ان یودی فی تمام الوقت فالاحتراز عن الکراہۃ مع
الاقبال علی العزیمۃ مما لا یجتمع قط فجعل ھذا القدر من الکراہۃ عفوا انتہی پس جب ذکر صلوٰۃ و ثنا مین کراہت
کچھ نہین اور کسی امر خارج مین کراہت پائی جاوے یا عزیمت ذکر و صلوۃ و ثنا اوکو لازم ہو جاوے تو یہ مقتضی آیت کی پائے
جانیکو غیر مضر ہی اور اس کراہت کے سبب سے آیت سے خارج ہونا محفل میلاد کا لازم نہین آتا ہی بہر تقدیر قول جامع براہین
کا بیفہمی و بیعلمی سے صادر ہوا ہی ایسے محلین کراہت کا وہم ہووے تب بھی عفو قرار دینا چاہئے جیسا کہ صلوٰۃ عصر مذکور کے کراہت
عفو علماء نے قرار دی ہی یہ تو وہ کرے جسکو علم و فہم و انصاف کی نعمت ملی ہوئی ہووے جو اس سے بے بہرہ ہی وہ اسکا عامل کسطرح

ہو سکتا ہی نعوذ باللہ من ذلک لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور رد المحتار کی جو عبارت جامع براہین نے نقل کی اسواسطے
کہ منبر و چوکی پر پڑھنے سے رفعت مولود کو نہین ہوتی ہی یہ بھی سراسر جہل ہے کیونکہ عبارت شامی کا تو یہ مطلب ہی کہ نذر کرنا ایسے
مولود خوانیکا جو لہو و غناء یعنے راگ و باجے کے ساتھ ہو اور منارہ پر قبیح تر ہی قباحت کیوجہ ظاہر ہی کہ راگ و باجہ حرام ہونا آیات
قرآنیہ و احادیث نبویہ سے صراحتاً ثابت ہی اور اسپر اتفاق جمہور محققین بلکہ مجتہدین فقہاء کا ہی چنانچہ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث
و بعثت لمحق المعازف والمزامیر و دیگر احادیث نبویہ اسی سوال مین اور صاحب تفسیر احمدی مطلق غنا کی حرام جانی ہی بروئے اجماع
مجتہدین کا متفق ہونا تفسیر احمدیہ مین فرماتے ہین اور علامہ تفتازانی و میر سید شریف شرح خلاصہ کیدانی مین حرام متفق علیہ کی
مثال سماع زنانہ کو فرماتے ہین جسکا استحلال کفر ہی اور قرآن محقق ہو گیا کہ نذر معصیت حرام ہی یہ وہ محفل میلاد جو متنازع فیہ ہمارے
بھی کہان ہی یہ اور چیز ہی اور وہ اور چیز ہے لفظ مولد جامع براہین نے اوس عبارت مین دیکھ لیا ہی اتنی خبر نہین کہ ایک لفظ
کو حقائق متضادہ مین بھی استعمال کیا کرتے ہین اوسکی حقیقت اوسکی سے بالکل مغائر ہی وہان ورد و ثنا و ذکر معجزات
و کرامت کا ذکر کہان ہی اور اس ہماری محفلین یہ تمام ہوتا ہی اور مولف انوار نے یہ کب کہا ہی کہ غنا و لہو کو بھی کوئی منارہ و چوکی پر
پڑھے تو اوسمین بھی رفعت شان ہی جو جامع براہین اس غنا و لہو کی محفلکو لے دوڑے اور منارہ سے رفعت نہونا اور قبیح
ہونا عبارت شامی سے ثابت کرنے لگے اب کہئے آپکو ہوش نہین یا مولف انوار کو اور آپکی فہم پر آفرین ہی یا مولف انوار کے مولف
انوار کے کلام کو جامع براہین صاحب سمجھتے ہی نہین ہین اور رد کرنیکو موجود ہو گئے مولف انوار کا حضرت سلامت
مولف انوار نے اس محفل میلاد شریف کو چوکی و منبر پر پڑھنا رفعت شان بتایا ہی اور یہ وہ محفل ہے کہ اوسکا انکار
کسی عالم و فاضل سے صادر نہونا اور تمام بلاد اہل اسلام مین اسکا جاری ہونا ملا علی قاری و دیگر علماء و فضلاء بتا رہے ہین
اور بڑے بڑے فضلاء اسکا جواز ثابت کر رہے ہین اور شامی نے جو رد المحتار مین ذکر کی ہے اوسکے جواز کا تو آجتک ایک
بھی قائل نہین ہوا ہی اوسکا ذکر اس محل مین سراسر نادانی ہی اگر کہو اسواسطے وہ عبارت رد المحتار پیش کی ہے کہ معلوم ہو جاوے
کہ منارہ پر امر نامشروع کا کرنا موجب رفعت نہین ہوتا ہی جواب یہ ہی کہ کس نے دعوی کیا ہی کہ امر نامشروع منارہ پر کرنے سے
موجب رفعت ہو جاتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ وہم بھی نہین ہوتا ہی اور جن امور کے کرنیکو مولف انوار کہہ رہے ہے
اونکی عدم مشروعیت ہرگز ثابت نہین ہے اور اول سے آخر تک اسہی پر الزام کہاتے اور رک فاش اٹھاتے چلے آتے ہو کہ تم ان
امور کو غیر مشروع بتاتے ہو تمہارے پاس کوئی دلیل شرعی و عقلی اسپر موجود نہین ہی بطور اپنی عادت قدیمہ کے کہتے ہو
کہ یہ امور محفل نامشروع ہین اس امر مین کوئی احمق تمہارے قولکو تسلیم کریگا اور مشروعیت انکی بار بار باقوال علماء ثابت
ہو گئی اقوال سابقہ دیکھو مولف انوار کے قول مین غور کرو کسی عالم سے سمجھلو پس یہ امر غیر مشروع کا منبر و چوکی و منارہ پر کرنا
کہان ہی پس یہ عبارت تمکو ہرگز مفید اور ہمکو مضر نہین ہے اور اگر یہ مراد ہی کہ منبر و چوکی و منارہ پر ثنا آنحضرت صلعم اور درود

پڑہنا مطلقاً درست نہیں ہی خواہ امور غیر مشروعہ اوسمین شامل ہون یا نہون اور یہ بہی مراد رد المحتار کے عبارت کی قرار دو تو بدیہی
البطلان ہی آنحضرت صلعم کی ثنا منبر پر حسان بن ثابت نے پڑہی اور آنحضرت صلعم نے خود پڑہوائی اور آنحضرت صلعم
وصحابہ وکرام رضوان نے سنی بخاری و مسلم سے یہ واضح ہے منکرانسکا معاند و منکر صرف ہی اگر تم پہر عود کروگے کہ وہ ثنا مشروع تہی
اور یہ محفل غیر مشروع ہی تو پہر ہم بہی عود کرینگے اور کہینگے کہ غیر مشروع کہدینا تمہارا قول باطل ہے جو قابل التفات نہین ہے
اور تمہاری وساوس جو کچہہ اس بارہ مین ہین سب کا بطلان ظاہر ہو چکا ہی ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کرو
اور اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر دیکہو تو تمہارا کیا حال ہے اور پہر تم وہی قول باطل زبان پر لاتے ہو اور عبارت رد المحتار
سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہی کہ منارہ پر پڑہنا اُن امور کا بہی جسکو مولف انوار بیان کرتا ہی موجب رفعت شان نہین ہے اوس سے تو
یہ تنذر معصیت کہ راگ مع باجہ ہی جو حرام عند العلماء ہے گو اُسکے ساتہہ اوس راگ مین کوئی نعت بہی ہو مراد ہی اُسکو اقبح کہا ہے
چونکہ وہ منارہ پر لوگ کرتے تہے اسواسطے منارہ کو ذکر کیا جامع براہین کو فہم معانی عبارات سمجہنے کی کہان ہے جو یہ سمجہے اور محفل مولود مین
مبتدعین وفساق کی توقیر ہونا اور قنادیل و تبذیر سے مظلم ہونا جو یہ جامع براہین بتاتا ہی یہ بہی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اگر
مجوزین محفلکو مبتدعین و فساق قرار دیا ہی اور قنادیل سے منور و روشن ہونے محفلکو بسبب عناد و سواد و تاریکی باطنی اپنی کی
سے مظلم کہتا ہی اور جبکہ اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ اوس محفل کا ثبوت قیاس شرعی و تعامل الناس سے ہی کہ وہ بہی ملحق بالاجماع ہی تو مجوزین
کو بدعتی کہنا سوا ضلالت کے اور کیا ہی ایسے شخص کے قول کا کیا اعتبار ہی اور اگر مراد یہ ہی کہ دوسرے مبتدعین و فساق مانند روافض و خوارج کی توقیر
محفلمین کیجاتی ہے تو یہ سراسر دروغ ہی کوئی اہل سنت اپنی محافل میلاد شریف میں روافض و خوارج کو نہین بلاتا ہی اور نہ توقیر کرتا ہی بلکہ اہل سنت
وہابیکی توقیر اہل سنت کوئی نہین کرتا ہی اور قنادیل واسطے روشنی کے مشروع ہین انکو تبذیر مین داخلکرنا تلبیس و تزویر ہی ایسے موقع پر جاجت
ضرورت ہی کسیقدر زیادہ بہی ہون تو جواز اُسکا کتب شرعیہ سے مفہوم ہی اسلئے کہ اسمین عظمت و شوکت شان ذکر ولادت آنحضرت
صلعم کی متصور و متخیل ہے اور امر شرعی ہی اور امر شرعی کہ جس سے عظمت متصور ہووے وہ جائز ہی چنانچہ قران شریف پر سونا
اور چاندی چڑہانا اور مسجد کے دیوارونکا منقش چاندی و سونے وگچ سے کردینا اگرچہ ضروری نہین ہے اور اسکی حاجت
نہین ہی لیکن چونکہ عظمت متصور ہے اسلئے درست لکہا ہی فی الدر المختار وجاز تحلیۃ المصحف لما فیہ من تعظیمہ کما فی نقش
المسجد انتہی وفی رد المحتار قولہ جاز تحلیۃ المصحف ای بالذہب والفضۃ خلافا لابی یوسف کما قدمنا
وقولہ کما فی نقش المسجد ای ماخلا محرابہ ای بالجص وماء الذہب لا من مال الوقف انتہی مختصراً اور بعض علما اسکے
استحباب کے بہی قائل ہوئے ہین چنانچہ ہدایہ مین ہے قیل ہو قربۃ انتہی بطور دلالت کے نہ بطریق عبارت و اشارت کے
اس عبارت سے مفہوم ہی کہ قنادیل تعظیم کیواسطے زیادہ حاجت سے بہی محفل میلاد مین درست ہین اور ایسے محل مین تبذیر
نہین قرار دیجاتی ہے اگر تبذیر فقہاء ایسے محلین قرار دیتے تو سونا و چاندی و گچ کا صرف کرنا مصحف و مسجد مین بہی تبذیر قرار

دینے جسطرح وہان تبذیر نہین یہان بھی نہین ہو اور دوسری دلیل تعامل الناس خصوصًا علما کا ہو جو قیاس معتبر پر بھی حاکم ہے پس جواز قنادیل کا بھی ثابت ہوا جامع براہین نے صفحہ ۱۳۲ مین کہا ہی کہ زینت مساجد کے بارے مین کہ زینت مساجد بوجہ اعزاز شعائر اسلام کے ہو اور رفع شین اسلام کا فرض ہو انتہی اس قول جامع براہین سے فرضیت زینت مساجد کی ثابت ہوتی ہے یہ بھی بحلی ہے زینت مساجد کو فرض کسی نے نہین کہا ہو پس یہ قول گنگوہی باطل ہے تب بھی ہمارا مدعی حاصل ہو کہ ہم کہدینگے کہ روشنی مین بھی رفع شین مجلس ذکر ولادت آنحضرت کا ہو پس تمہارے مسلک کے موافق یہ روشنی بھی ضرور ہوئی اگر اسکو منع کروگے تم تو ہم تمہارے قول کو منع کرینگے جسطرح تم جوابدوگے اوسیطرح اسطرف سے جواب ہوگا باقی رہی یہ بات کہ فساق لوگ بعض ریش بریدہ و خلاف شرع لباس والے آجاوین اس ذکر پاک کے سننے کو تو محفل مین کراہت نہین آجاتی ہو جسطرح عید کی نماز و جمعہ کی نماز و مجلس نکاح و مجلس وعظ و ہر روز کی نماز جماعت مین آجاتے ہین مجالس مذکورہ و نماز جماعت ہر روزہ و عیدین و جمعہ مکروہ نہین ہو جاتی ہین اور ان امور مذکورہ کا مکروہ ہوجانا ایسے لوگونکی حضور سے کتاب شرع مین مصرح نہین ہو راقم کی نظر مین جو مدعی ہووے ثابت کرے اشکل یہ جو باتین بنانے سے کچھہ نہین ہوتا ہو اور کراہت و حرمت ثابت کرنیکو واسطے فقط جامع براہین یا کسی دوسرے کا کہدینا کافی نہین ہو اگر کسی فاسق کو اس محفل مین بلایا تب بھی کچھہ خرابی نہین ہو اسمین نیت خیر ہو تو بلانیوالا مستحق ثواب کا ہو کیونکہ مقتضا

شعر نہ تنہا عشق از دیدار خیزد :: بسا کین دولت از گفتار خیزد :: جب آنحضرت کی اوصاف پسندیدہ و حالات حمیدہ وہ فاسق سنیگا تو محبت آنحضرت صلعم سے پیدا ہوگی اور مقتضی محبت کا اطاعت و اتباع محبوب کے ہی ان المحب لمن یحب مطیع تو فسق و فجور چھوڑ کر متبع آنحضرت صلعم کا ہوگا یہ مصلحت فساق کے بلانیمین بہت بڑی متصور ہو اور اوسمین گویا بلانا سبیل رب کیطرف ساتھہ حکمت و موعظت حسنہ کے پایا جاتا ہو جو مامور بہ قران شریف کا ہو لقوله ادع الی سبیل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة اور یہ محفل سناتا ہو اون فساق کو نصیحت کرتا ہو اور ضمنًا اتباع آنحضرت صلعم کا اس پیرایہ مین حکم کرتا ہو

مصرعہ خوشتر آن باشد کہ سر دلبران :: گفتہ آید در حدیث دیگران :: بلکہ اس محفل میلاد سے غرض بھی ترغیب اتباع آنحضرت صلعم کی ہے باینطور کہ خود بخود اوصاف جمیلہ و کمالات جزیلہ سنکر سامعین کو محبت پیدا ہو جوش اتباع کا پیدا ہووے اور یہ اوقع فی النفس ہے بہ نسبت زبانی کہدینے کہ اتباع کرو اور اس محفلمین بلانا اونہین لوگونکا مفید ہے جو اتباع آنحضرت صلعم مین قصور بہت کرتے ہین مثل فساق کے مصرعہ تحقیق کرامت گنہگاران داد اور آیت قرآن احد من المشركين استجارك فاجره حتى يسمع كلام الله ثم ابلغه مامنه ذلك بانهم قوم لا يعلمون سے ثابت ہو کہ کوئی مشرک امن طلب کرے تو اوسکو تم محمد صلعم امن دو تاکہ وہ قران سنکر تدبر کرے اور حقیقت امر پر مطلع ہوجاوے اگر ایمان نہ لاوے تو موضع امن مین اوسکو تو پہنچا دو اور یہ امر اسواسطے ہی کہ وہ ایسے قوم ہین کہ حقیقت ایمان کو نہین جانتے ہین امن دینا سننے اور تدبر کرنیکے واسطے ضرور ہے پس اس آیت سے واضح ہو کہ کافر کو بھی ذکر قران سنانا چاہیے تاکہ باعث ایمان پر ہووے پس بطور دلالت النص اس سے یہ بھی ثابت ہو کہ اسطرح

ذکر اوصاف آنحضرت صلعم فساق کو جو مقر ایمان کی ہین بطریق اولی سنانا چاہئے کہ فسق و فجور چھوڑ دینا اونکو بہ نسبت مشرک
مشرکین کے سے آسان ہی اور یہ سنانا موقوف بلانے پر اور مجلس مین آنے دینے پر ہی پس فساق کا آجانا اور اونکو طلب کرنا
غرض مذکور حاصل ہونیکی نیت محمود شرعی ہی نہ مذموم شرعی جامع براہین کو فہم کہان ہی مسائل شرعیہ جان لینے کی
اور اپنے کجروی سے ہنر کو بھی عیب جانتا ہی ؎ چشم بداندیش کہ برکندہ باد ٭ عیب نماید ہنرش در نظر ٭ جس جس مقام
پر براہین قاطعہ مین حضور و طلب فساق کو اس جامع براہین نے وجہ کراہت محفل میلاد قرار دی ہے سب کا جواب یہان ہو گیا
منصفین انصاف کرین اور تمام مواضع کی مردودیت اس مجلس مین خیال فرمائینگے اور روایات معجزہ صحابہ رضہ کے جواب مین جو گنگوہی
نے ہیئت کذائیہ سے نہونا اور یہ موجب بدعت قرار دیا ہی اور اس ہیئت سے نہونا منقول صحابہ رضہ سے اپنی تنگ ٹھہرایا ہی یہ بھی سراسر
بیعلمی ہے اس ہیئت کا ممنوع ہونا اس سے ثابت نہین ہوتا ہی کہ صحابہ رضہ نے یہ نہین کیا ہی بعد تسلیم اس امر کی کہ اس ہیئت
سے صحابہ رضہ نے نہین کیا ہی تو یہ مسلم نہین کہ تمام ہیئات مشروعہ فعل صحابہ رضہ مین منحصر ہین اور جس ہیئت پر فعل صحابہ رضہ وارد
نہین ہین بدعت ہی اور ہم تک وہ بدعت منقول ہے صحابہ رضہ سے اس ادعا باطل پر کوئی دلیل جامع براہین یا کسی دوسرے
وہابی نے نہین قائم کی ہے پس دعوی بلا بینہ غیر مسموع ہی اور لازم آتا ہی کہ مدرسہ دیوبند جس ہیئت سے جاری ہے اور
جابجا سے چندہ جمع کیا جاتا ہی اور جلسہ امتحان ہر سال مین اور جلسہ دستاربندی کا ہوتا ہی اور منازل کے لوگ طلب کئے جاتے ہین
اور کتب حدیث مانند بخاری و مسلم کی جمع کرنا اور یہ ہیئت رکھنا جو بخاری و مسلم کی ہے اور باقی ہیئات کا صحابہ رضہ سے صدور
نہین ہوا ہی پس یہ تمام بدعت ضلالت و ممنوع ہونا چاہئے پس تمام وہابیہ کا مرتکب بدعت و ضلالت ہونا لازم آیا اور ہم معشر
اہل سنت و جماعت کے نزدیک تو جبتک کسی ہیئت و حالت کا ممنوع ہونا ایسے دلیل شرعی سے ثابت نہو جاوے کہ اوسکو
محققین نے قبول کیا ہووے تو ہم اہل سنت و جماعت اوس ہیئت و حالت کو ممنوع و بدعت نہین کہسکتے ہین ہمارے نزدیک جیسے
ہیئت بخاری و مسلم و مدرسہ ممنوع نہین یہ محفل میلاد کی ہیئت بھی ممنوع نہین ہے مولف انوار ساطعہ نے مدرسہ کے ہیئت
کذائیہ قرون ثلاثہ مین نہ پایا جانا اور اس ہیئت کذائیہ کے نہ پائے جانیکی سبب سے اصل تعلیم دین باطل ہونا اور بدعت
ضلالت ہونا بسبب وجود ہیئت کذائیہ کے بیان کیا تھا اسیطرح ہیئت کذائیہ سے محفل میلاد کا بھی بدعت نہونا ثابت
کیا تھا جامع براہین گنگوہی کا ہذیان صفحہ ۱۶۵ مین اس کے جواب مین یہ ہی کہ حال مدارس خلاف زمان آنحضرت صلعم کے
نہین ہی اور تعمیر مکان مدرسہ اسکو خلاف کہنا بھی محض کمفہمی گنگوہی بتاتا ہی صفہ اصحاب صفہ کو مدرسہ قرار دیتا ہی فقط
نام کا فرق ہونا بتاتا ہی اور حال مدارس و مکان کی تعمیر مین سنت کہتا ہی اور تغیر صورت باطلاق نص ثابت ہونا کہتا ہی اور بسبب
عناد کے ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے امور لاحقہ محفلکو مغائر و منافی و موجب بدعت کہتا ہی یہ ہٹ دہرمی دیکھو کہ مدارس
کے بارے مین یکشوب بال مارتے ہین دیوبند والے مثلاً تو ہیئت کذائیہ جو صحابہ رضہ کے زمانہ مین موجود نہ تھی وہ بھی درست ہو گئی اور

میں سنت ہی اور اطلاق نص کی تحت میں داخل ہو اور یہ مکان مدرسہ کا صفہ اصحاب صفہ میں بھی داخل رہا اور محفل میلاد
جس سے عناد ہو کہ فی الواقع اوس سے عناد صاحب ذکر سے عناد ہی جو علامت نفاق کی واضح ہی اوس کے ہیئت کذائیہ فقط
اسی وجہ سے کہ صحابہ رض سے ثابت نہیں بدعت ہو گئی اور اس محفل میں مشابہ کفار سے بنا ہی اور دیوبند کے مدرسہ کو مشابہ
مدرسہ کفار کے نہیں بتاتا ہی باوجودیکہ جسطرح امتحان سال بسال انگریزی مدارس میں تحریری ہوتا ہی دیوبند میں
بھی ہوتا ہی اور جسطرح وہان انعام تقسیم ہوتا ہی یہان بھی ہوتا ہی اور جسطرح انگریزی مدرسہ کا مکان پختہ بنایا جاتا ہے
دیوبند میں بھی یہ تمام امور ثابت ہو سکے موجود ہیں اون مدرسہ دیوبند سے اسلئے بدعت نہیں ہی کہ وہان لوگ ہمشرب اسکے ہیں
اب حال اس جامع براہین کا اسکے ایمان پر دلالت کرتا ہی یا مولف انوار کا الغرض ہیئت کذائیہ سے نہ پڑھنا صحابہ رض کا معجزات
آنحضرت صلعم کو موجب بدعت ضلالت جو جامع براہین بتاتا ہی سراسر بے انصافی و بے علمی و عناد محض ہے خدا تعالی ایسے
عناد و بے انصافی سے مسلمان کو بچاوے کہ اپنی مدعی کی ثبوت کیوقت ہیئت غیر منقولہ از صحابہ رض کو موجب بدعت نہ بتاوے اور
ذکر میلاد شریف کی انکار کرنے کیواسطے باوجودیکہ اوس میں تعامل علماء و فضلاء و صوفیہ کا جاری ہی اوسکو موجب بدعت بتاوے سوائے
اوسکے کیا کہا جاوے کہ من الناس من یقول آمنا باللہ وبالیوم الآخر الآیۃ کا ایسا شخص مصداق ہی اور یہ جو کہا کہ اوس طبقہ
یعنی صحابہ کے متروکات و مذمومات جملہ شنیع ہوئی قیود مروجہ مجلس میلاد ہمارے وقت کے مذموم ہوئے مولف کو فہم نہیں
ہذیان صرف ہی قیود مجلس میلاد کو طبقہ صحابہ کے مذمومات میں کہاں ہی جگہ اوس کا مذموم ہونا قیود مروجہ میلاد کو مذموم بتانے کیلیے
جامع براہین اور کوئی اوسکا چیلہ سچا ہے تو ثابت کرے کہ فلان قید مجلس میلاد کو صحابہ رض نے مذموم بتایا ہی ورنہ یہ بہتان صرف
صحابہ رضی پر ہے جو جامع براہین کو مستحق دخول نار کرتا ہی اب مسلمان اہل انصاف غور کریں کہ ہذیانات جامع براہین کے
آیت ورفعنا لک ذکرک و عبارت تفسیر کبیر و ذکر معجزات وغیرہ کے بارہ میں ہیں جو جواب مولف انوار ساطعہ میں پیش کئے تھے
بھلا کوئی مسلمان منصف یہ کہہ سکتا ہی کہ مولف انوار کا جواب جامع براہین کیطرف سے ان ہذیانات بیان کرنے سے ہو گیا ہرگز
کوئی مسلمان منصف یہ نہیں کہیگا بلکہ مولف انوار کا قول و راقم الحروف کی یہ تحریر لاظہار تغیر پر جامع براہین اہل تمیز
دیکھکر تمام اقوال جامع براہین کو ہر منصف ہی علم ہذیانات محض جانیگا پس انوار ساطعہ کا قول غبار انگیزی جامع
براہین سے ہرگز مکدر و متغیر نہوا اوسکا افاضہ انوار ویسی ہی باقی رہا غبار انگیزی سے جامع براہین کو ہی نقصان
و خسران نصیب ہوا و مکبوب ملنے وجہ رہا پس صفحہ ۱۶۶ کا قول جو اوپر گذرا کہ قرآن و حدیث سے کچھ ثبوت نہیں ہا باطل ہوا
کیونکہ آیت قرآن و رفعنا لک ذکرک سے ثبوت باقی رہا محفل میلاد شریف کا اور احادیث بہی ثبوت محفل کا اوپر معلوم
ہو چکا ہی ایک حدیث عقیقہ بعد نبوت جسکو جلال الدین سیوطی نے پیش کیا ہی دوسری حدیث صوم عاشورا کی جسکو ابن
حجر نے اصل قیاس قرار دیا ہی تیسری حدیث صوم اثنین کے جس سے اعادہ شکر ولادت آنحضرت صلعم ثابت ہی جو کہ

حدیث حضرت عمرؓ و حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی کہ روز نزول آیت الیوم اکملت لکم دینکم کو اتخاذ عید موافق قول یہودی کے
اوس سے مفہوم ہی جس سے ظاہر ہی کہ یوم ورود نعمت کو عید بنانا درست ہی اور یہودی نے جو کہا تھا ہم پر ایسی آیت نازل ہوتی
تو ہم عید بنا لیتے ایسے دنکو تو حضرت عمرؓ نے اوسکے قول کو رد نکیا بلکہ اوسدنکی عید بنانیکی طرف اشارہ کیا چنانچہ اوپر گزر
چکا ہی تو اوس سے واضح ہی کہ موافقت دوسرے فرقہ کفار سے کسی امر میں ہمارے امر کی ہو جاوے تو مذموم نہین ہی پس یوم
ولادت آنحضرت صلعم بھی یوم ورود بہت بڑی نعمت کا ہی اسکا عید بنانا اور سرور و جمہور ظاہر کرنا حدیث مذکور سے معلوم
ہوا اور بالفرض یہ تشابہ بہی کسی سے ہو جاوے تو مقبوح و مذموم نہین ہی پس یہ قرآن و حدیث سے ثبوت اس محفل میلاد
شریف کا ہی پس جامع براہین کا قول کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہین سفاہت و بے علمی یا کتمان حق و تعصب صرف سے
ناشی ہی اور یہی صفحہ ۱۶ اکے قول مین جو جامع براہین نے کہا کہ سب تمہارے علما کا فتوی لایعبأ بہا ہو گیا اور بدعت ہونا
مقرر ہو گیا از فرط جہالت و سواد بے شد بد سے یہ قول صادر ہوا ہی کیونکہ یہ قول مبنی ہی انکار فاکہانی پر و زعم فاسد جامع
براہین پر کہ قرآن و حدیث سے کچھہ ثبوت نہین اور فاکہانی کے انکار کا حال بخوبی معلوم ہوا اور اوسکا قول بلا دلیل و ساقط
ہونا اور مردود و غیر مقبول فضلا و علما ہونا ظاہر ہو گیا اور بمقابلہ جمہور کے لایعبأ بہ ہونا واضح ہو گیا اوسپر مبنی کرنا
اس قول مذکور کو جہالت و سفاہت یا حق پوشی دیدہ و دانستہ و تعصب صرف نہین ہی تو اور کیا ہی اور آیت قرآنی جو لطف
و نوازش کی اوسکا جواب باوجودیکہ جامع براہین سے نہو سکا اور احادیث مذکورہ مثبتہ اس باب کے مین موجود ہین باین ہمہ قرآن
و حدیث سے ثبوت کا انکار کرتا ہی جسطرح شفاعت اہل کبائر کا انکار معتزلہ کرتے ہین باوجودیکہ قرآن و احادیث سے ثبوت ہی تو
یہ جہالت و سفاہت صرف یا عناد خالص نہین ہے تو اور کیا ہی اور یہ کہنا سب تمہارے علما کا فتوی لایعبأ بہا ہو گیا اس قول سے
واضح ہی کہ جن علمائے فتوی اس محفل کے جواز کا دیا ہی کہ اونمین ملا علی قاری و ابن حجر و سیوطی و سخاوی و ابن جزری و ابن جوزی
و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر و ابن وحیہ وغیرہم علماء اعیان و فضلاء زمان یہ سب ہمارے یعنے اہل سنت و جماعت کے
علما ہین اور اس جامع براہین کے یہ علما نہین ہین یہ بطور مفہوم مخالف کی جو متفاہم عرف مین معتبر ہی ثابت ہوا اور ان
فتوے کو غیر معتبر کہنا بہت بڑی بے ادبی ہے کہ ایسے معتبرین علما کی فتوی کو غیر معتبر قرار دیتا ہی اپنی گستاخی و انحراف سے
جب ایسے معتبرین کے فتوے کا اعتبار نہین ہے آجکل چند وہابیہ گستاخ اور انکا شیخ جو مولوی اسمعیل مقتول جنکو طفل
مکتب ہونیکی نسبت بھی اون علما سے حاصل نہین ہے اور بمقابلہ اونکی جاہل صرف ہین اور ان کے اقوال سے اونکی دین و
ادب کا حال معلوم ہی کیونکر جامع براہین معتبر ہونا بمقابلہ اہل سنت و جماعت کے ثابت کر سکتا ہی جامع براہین گستاخ کو
یہ خیال نہ آیا کہ یہ قول جس سے صراحتاً گستاخی ساتھہ علماء متبحرین کے ثابت ہی کوئی اہل عقل کیونکر تسلیم کریگا اور کسطرح
جامع براہین کو بے ادب نجانیگا اور اس قول باطل پر یہ متفرع کیا کہ بدعت ہونا مقرر ہو گیا جسکا بطلان واضح و لائح

ہرگز انہی اقوال باطلہ سے کسطرح امر مستحسن علماء متبحرین و مثبت ساتھ قرآن و احادیث کے بدعت ہوجاویگا لاحول ولاقوۃ
الا باللہ العلی العظیم صفحہ ۲٦۱ کی قول میں جو یہ جامع براہین نے کہا ہے کہ (جاء ہو فرے مشائخ و علماء کے کچھ حجت جواز
کی نہوئی اگر کروڑون علما بھی فتوی دیوین بمقابلہ نصوص کی ہرگز قابل اعتبار کے نہین) سراسر جہالت و سفاہت ہے کہ
حضور مشائخ و علماء کو حجت جواز ہونا و فتوی کروڑون علماء کو غیر ملتفت ہونا زعم کرتا ہی خدا کا خوف اسکو کچھ نہین ہے اور
شرم و حیاسے کچھ کام نہین اتنی خبر اوسکو نہین کہ جس امر پر کروڑون علما فتوی دینگے تو سبیل مومنین قرار پاویگا اور کروڑون
علماء کا فتوے ہوجاویگا تو کوئی خایف من اللہ متخلف اوس سے نہین ہوسکتا ہے اور کوئی معتبر و لائق اعتماد انکار اوسکا نہین
کرسکتا ہے پس وہ اجماع امت کا ہوگا اور اجماع امت کو غیر قابل اعتبار کہنا انکار مضمون آیت قرآن و من یتبع غیر
سبیل المومنین نولہ ما تولی و نصلہ جہنم کا ہے اور جامع براہین نے غیر معتبر ہونا فتوی اسقدر علما کو لکھا جن سے
اجماع امت متصور و متخیل ہے تو گنگوہی پر لازم آیا کہ اجماع امت کا غیر حق و صلاحیت پر ہونا ہے جامع براہین کے نزدیک
اور یہ عقیدہ بھی خلاف حدیث لا تجمع امتی علی الضلالۃ کے ہوا اور جب اس قدر علماء یعنے کروڑون نے ایک امر پر فتوی دیا تو
اونھون نے اوس امر کو مستحسن جانا اور جو مسلمانون کے نزدیک مستحسن ہے وہ خدا تعالی کے نزدیک بھی مستحسن ہے بحدیث ما راٰہ المسلمون
حسنا فھو عند اللہ حسن اور اس مستحسن کو غیر معتبر جامع براہین بتاتا ہے تو جو خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے وہ اوسکو اوس نے
غیر معتبر بتایا ہے پس اوسکے عقیدہ کا کیا ٹھکانا ہے جامع براہین یا اوسکے ہمشربون کے فہم سے بعید نہین کہ کہین کہ کروڑون کا فتوے
بمقابلہ نصوص غیر معتبر ہونا ہمنے کہا ہے اور بمقابلہ نصوص کروڑون کا فتوی ایسا ہی ہے یعنے غیر معتبر ہے جواب اسکا
یہ ہے کہ کروڑون کا فتوے بمقابل و مخالف نصوص ہونا ممکن نہین ہے کیونکہ اجتماع امت کا ضلالت پر بمقولہ علیہ السلام لا تجتمع علی الضلالۃ
ممکن نہین ہے بلکہ اجماع اکثر کا بھی ضلالت و غیر حق پر ہونا مسلم نہین ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم اتباع اکثر
کا مامور بہ ہے اگر ضلالت و غیر حق پر اکثر کا اجماع ہوگا تو لازم آویگا کہ شارع علیہ السلام نے ضلالت و غیر حق کے اتباع کا
حکم دیا ہے اور لازم باطل ہے اسیطرح ملزوم بھی باطل ہے اور محفل میلاد شریف کے جواز کا فتوے کسی نص کے مقابل و مخالف
ہونا ہرگز مسلم نہین ہے اور کوئی نص قرآن و حدیث موجود نہین ہے جو عدم جواز محفل میلاد پر دال ہو صرف قول باطل جامع
براہین کا ہے جو نص کے مقابل و مخالف زعم کرتا ہے مسلمانونکو معلوم ہووے کہ فرقون بدعیہ جو خارج دائرہ اہل سنت و جماعت ہیں انکی
یہ ہمیشہ کی عادت ہے کہ اہل سنت و جماعت کے علما جس مسئلہ پر ہوگئے ہین اور اوس مسئلہ پر فتوی دیتے ہین اور جم غفیر علماء اہل
سنت و جماعت اوس مسئلہ کو جائز بتاتے ہے تو وہ یعنے فرقہ بدعیہ بے محل آیت و حدیث پیش کرکے جم غفیر کے مسئلہ کو اٹھانا
چاہتے ہین دیکھو اہل سنت و جماعت کے نزدیک چار عورتون سے زیادہ نکاح میں لانا درست نہین بعض فرقہ بدعیہ خارج اہل سنت
سے چار سے زیادہ کا نکاح بتاتا ہے اور اہل سنت و جماعت کے خلاف چلتا ہے اور آیت فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی

وثلث ورباع کو پیش کرتا ہی کہ ما طاب لکم مطلق ہے جمیع کیواسطے بدلیل صحت استثنا ہر عدد سے اور قول مثنیٰ وثلث ورباع سے
آیت کی تخصیص نہیں قبول کرتا ہی اور کہتا کہ تخصیص بالذکر بعض عداد کے مستلزم نفی حکم کو باقی اعداد میں نہیں ہے بلکہ یہ عدد
ذکر کرنا دلالت کرتا ہی اوپر رفع حرج وتحجیر کے مطلقاً اسلیئے کہ کوئی شخص اپنے بیٹے کو کہے جو جاے تو وہ کہ بازار میں جا یا شہر میں
یا باغوں میں تو یہ تصریح ہی کہ امر کی اوسکے ہاتھ میں تمام اختیار کی مطلقاً تفویض اسنے کردی اور حرج وحجر اوس سے مطلقاً
رفع کردیا اور یہ مراد نہیں اس سے ہوتی ہی کہ اذن مخصوص ان ہی امور مذکورہ کے ساتھ ہے بلکہ یہ اجازت مذکور وغیر مذکور
دونوں کو ہوتی ہی اسی طرح یہاں اعداد زوجات سے مراد ہی کہ مذکور وغیر مذکور سبکو شامل ہے آیت سے اسطرح مخالف مذہب اہل سنت وجماعت
کے وہ فرقہ مسئلہ ثابت کرتا ہی اور حدیث کو اسطرح ثابت کرتا ہی کہ بالتواتر ثابت ہی کہ آنحضرت صلعم کے نو زوجات امہات مومنین رضی اللہ عنہن تہیں اور اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کے
اتباع کا ہمکو حکم فرمایا ہی بقولہ فاتبعوہ اور ادنی مراتب امر کا اباحت ہی پس نو ہمارے واسطے بہی درست ہوئیں دوسری
یہ کہ سنت نام طریقہ کا ہی اور آنحضرت صلعم کا چار سے زیادہ نکاح کرنا ہی پس چار سے زیادہ نکاح کرنا سنت ہی آنحضرت صلعم نے
فرمایا ہی فمن رغب عن سنتی فلیس منی ظاہر حدیث سے ثابت ہی کہ جو شخص چار سے زیادہ نکاح کرنا ترک کرے تو اوس پر
ملامت لوم متوجہ ہی پس اولی یہ ہی کہ اصل جواز ثابت ہی دیکھو اسیطرح فرقہ بدعیہ مسئلہ اہل سنت وجماعت کی مخالفت قرآن
وحدیث پیش کر کے کہتا ہی اور مسئلہ اہل سنت جماعت کو مخالف قرآن وحدیث کی بتاتا ہی اور اتفاق واجماع اہل سنت کا غیر ملتفت جانتا ہی اور
اہل سنت وجماعت اثبات حصر کیواسطے یہ جواب دیتے ہیں کہ غیلان رضی اللہ عنہ ایمان لائے تھے اونکے نکاح میں دس عورتیں تہیں آنحضرت صلعم نے انکو فرمایا کہ چار رہنے دو اور
باقیکو چھوڑ دو اور مروی ہے کہ نوفل بن معاویہ اسلام لائے تھے انکے نکاح میں پانچ عورتیں تہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ چار رہنے دو اور باقی چھوڑ دو اور دونوکا یہ جواب فرقہ
بدعیہ دیتا ہی کہ جب قرآن شریف سے عدم حصر چار میں مفہوم ہوا اور اس حدیث سے حصر مفہوم ہوگا تو نسخ ہوگا عدم حصر کا حدیث سے جو خبر واحد
ہی اور یہ غیر جائز ہی دوسرا جواب یہ ہی کہ حدیث واقعہ ایک حال کا ہی کہ اسمیں چند احتمال ہیں محتمل ہے کہ چار رکہنے اور باقی کی ترک
کرنیکو آنحضرت صلعم نے اسواسطے فرمایا ہو کہ ان چار اور باقی کے درمیان میں جمع کرنا بسبب نسب کے جائز نہووے یا بسبب رضاع
جائز نہووے یہ اقوال قائم ہیں ایسے حدیث سے نسخ قرآن جائز نہیں ہے اب اوس فرقہ بدعیہ کو جواب ہم معشر اہل سنت وجماعت
کیطرف بہت بڑا معتمد ومحکم یہ ہی کہ اجماع فقہاء امصار کا ہی کہ چار پر زیادت درست نہیں ہے اس امر پر بھی دو شبہ وارد ہیں اول یہ کہ
اجماع ناسخ ومنسوخ نہیں ہوتا ہی پھر کسطرح اجماع کو ناسخ آیت مذکورہ کا کہینگے دوسرا شبہ یہ ہی کہ امت محمدیہ میں قید
دو تین چار سے زیادہ کی حرمت کی قائل نہیں ہے اور اجماع مع مخالفت واحد واثنین کے منعقد نہیں ہوتا ہی جواب اول شبہ کا
یہ ہی کہ اجماع ناسخ نہیں ہے لیکن اجماع کاشف ہی حصول اوس ناسخ کا زمانہ آنحضرت صلعم کے میں تہا جب اجماع ہوا تو معلوم ہوا کہ عدم حصر
وزیادت چار عورتوں کی آنحضرت صلعم کے زمانہ میں منسوخ ہو چکا ہے ورنہ اجماع نہوتا اور جواب دوسرے شبہ کا یہ ہی کہ مخالف اس
اجماع کے اہل بدعت میں اونکی مخالفت کا اعتبار نہیں ہے دیکھو جسطرح یہ فرقہ بدعیہ اہل سنت وجماعت کی مسئلہ کو مخالف قرآن وحدیث کے

بناتا ہی اور جمِ غفیر اہل سنت وجماعت کے فتوے کا اعتبار نہین کرتا ہی اسیطرح یہ جامع براہین فتوی کروڑون علما کو مخالف
نصوص قرار دیکر غیر ملتفت الیہا قرار دیتا ہی مانند فرقہ بدعیہ کے مسئلہ نکاح چار عورتون سے زیادہ کے بارہ مین اور مسئلہ مذکورہ
کا جسطرح بہت بڑا محکم جواب اجماع فقہاء امصار کا ہی اور کوئی جواب قرآن وحدیث سے اُسکے موافق نہین ہے چنانچہ اوپر ابھی
معلوم ہوا پس جامع براہین کے قول کے موافق کہ بمقابلہ نصوص کروڑون کا فتوے غیر معتبر ہے تو چاہئی کہ بمقابلہ آیت فانکحوا
ما طاب لکم و بمقابلہ حدیث نو زوجات ہونے آنحضرت صلعم کے و بمقابلہ فمن رغب عن سنتی فلیس منی کی کہ یہ تمام نصوص ہین فتوے
اہل سنت وجماعت یعنے فقہاء امصار کا عدم زیادت چار کے بارہ مین غیر معتبر ہونا چاہئی اور جامع براہین کو لازم ہی کہ اُس فرقہ
بدعیہ کے موافق ان نصوص کو حجت لاکر بمقابلہ انکی فتوے فقہائے امصار کا اعتبار نکرکے چار سے زیادہ عورتونکی نکاح کا قائل ہو
جاوی اور فرقہ روافض وغیرہ مین سے ہونا خود کا ظاہر قبول کرے اور اگر یہی جواب اُنکے نزدیک مسلم ہی کہ فقہاء امصار کا اجماع
کاشف ناسخ ہی تو اول کوئی نص آیت وحدیث جن سے مسئلہ نکاح عورتونکی بارہ مین ہی میلاد شریف کے بارہ مین موجود ہی ہرگز
نہین ہی اگر اونکے زعم فاسد مین ایسے نص کا وجود ہی تو اوس نص کا جواب بھی اسی قسم کا جاننا چاہئی اور میلاد کی محفل کا جواز
ماننا چاہئی اگر اوسپہی اپنی ہٹ پر باقی رہیگا تو مانند اوسہی فرقہ کے جو فقہاء امصار کا مسئلہ مذکورہ مین اعتبار کرکے اور انکا اجماع
واتفاق کو کاشف ناسخ جانکر موافقت اہل سنت کے نہین کرتا ہی اُسکو یعنے جامع براہین کو بھی جاننا جاویگا الغرض مخالفت نصوص کے
فتوی کروڑون علما کا ہرگز نہین ہوسکتا ہی جن نصوص سے مخالفت کوئی ناواقف گمان کرے تو اوسکی زعم فاسد کی خرابی ہے
مخالفت ہرگز نہین ہے کسی اہل سنت وجماعت کا یہ قول نہین ہے کہ کروڑون علما کا مخالف نصوص کے فتوے دینا ممکن ہے
جہان مخالفت معلوم ہوتی ہی تو وہان ایسی قسم کی تاویل اہل سنت وجماعت کرتے ہین جس سے وہ مسئلہ جمہور علما کا باقی رہے
اور مخالفت اوٹھجاوے جیساکہ ابھی مسئلہ نکاح عورات معلوم ہوا پس قول جامع براہین سراسر باطل و پوچ و مجر بدعت
ضلالت موجب استحقاق عذاب نار ہی اور استحسان جمہور علما و مشائخ و فضلاء کا محفل میلاد شریف مین بلاشبہ حجت جواز ہی کوئی
وہابی بیعلم نمانے تو نمانے اور یہ قول جامع براہین کا اوسہی صفحہ ۱۶۶ مین کا اگر کچھ بھی علم وعقل ہو تو پس قول سبط ابن جوزی کا
کہ یحضر عندہ فی المولد اعیان العلماء والصوفیۃ بمقابلہ نصوص ہرگز ملتفت الیہ نہین ہی اور تمام بلاد مین اشتہار اوس کا
دلیل شرعی نہین صلوۃ لیلۃ البراۃ اور رغائب تمام دنیا مین شائع ہوئی اور بدعت ہی رہی پس اشتہار امر غیر مشروع کا
موجب جواز نہین پس سخاوی کے اس قول مین کوئی حجت نہین اور علی ہذا علی قاری کا کہنا کہ تمام ملکون مین رائج
ہی اوسہی نقول باطل پر مبنی ہے کہ بمقابلہ نصوص کروڑونکا فتوے غیر معتبر ہی جسکا بطلان بخوبی معلوم ہوچکا ہے
اور اسیسے وہی اہل بدعت کا قول کی تائید ہی کہ فقہاء امصار کے فتوی واجماع کو نہ ماننا چاہئے اور جنکو آپنے زعم فاسد مین
نصوص قرار دیا ہین اون ہی پر عمل کرنا چاہئی پس چار سے زیادہ عورتونکی جواز کے جو نصوص ہین اونپر ہی عمل کرنا چاہئے

اور فقہاء امصار کے اجماع کا معتبر ہونا اور تمام ملکوں میں اہل سنت وجماعت کے نزدیک چار سے زیادہ نکاح کا ناجائز ہونا یہ کوئی
حجت شرعیہ جامع براہین کے نزدیک نہیں ہے تو پس چار سے زیادہ عورتوں کے نکاح کا جواز ثابت ہونا قول جامع براہین سے
لازم آیا اس بدعقیدہ کا کیا ٹھکانا ہے اگر کچھ بھی علم وفہم جامع براہین کو ہوتا تو ایسا نہ کہتا ایسا کلمہ مؤلف انوار کے
حق میں کہا تہا یہ خود جامع براہین پر عائد ہوا اپنے فہم پر جامع براہین کو رونا چاہیے حضور صوفیہ اور اعیان علما کا مولد
شریف کی محفل میں اور اشتہار تمام بلاد میں اور تمام ملکوں میں رائج ہونا جو قول سبط ابن جوزی و سخاوی و ملا علی قاری سے
ثابت ہے بلاشبہ دلیل شرعی ہے کیونکہ یہ تعارف واستحسان علما کا ہے اور تعامل واستحسان علما بلاشبہ دلیل شرعی ہے اور ملحق اجماع کے
ساتھ ہے چنانچہ اوپر نور الانوار سے گذر چکا ہے اور یہ بھی گذر چکا ہے مسلم الثبوت وشرح سے کہ اتفاق علمائے محققین علمائے امصار
حجت ہے مانند اجماع کے اور اس محفل میلاد شریف پر تعامل واقع ہونا علما کا علمائے امصار اور اتفاق کرنا محققین کا اس پر واضح
ہے پس یہ تعامل واتفاق دلیل شرعی ہے منکر اوس کا معاند ومکابر ہے اور کتب اصول پر نظر اسکو ہرگز نہیں ہے بلکہ کتب فقہ میں
بہی عرف تعامل کا دلیل شرعی ہونا اور استحسان کا حجت ہونا لکہا ہے چنانچہ فتح القدیر میں ہے لان العرف انما صار حجة بالنص
وهو قوله عليه السلام ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وما لم ينص فهو محمول على عادة الناس في الاسواق لانها اى
العادة دالة على الجواز فيما وقعت عليه لقوله ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن وفي ذلك دخول الحمام وشرب
ماء السقاء لان العرف بمنزلة الاجماع عند عدم النص انتهى مختصرا رومال ناک منہہ کی صفائی کیواسطے رکہنا جائز
اسواسطے لکہا ہے کہ عامہ مسلمین عامہ بلاد میں استعمال کرتے ہیں قال في العناية قوله هو الصحيح لان عامة المسلمين
استعملوا هذا في عامة البلدان لدفع الاذى ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن انتهى یہ محفل بہی تمام
مسلمین عامہ بلاد میں کرتے ہیں فرقہ بدعیہ وہابیہ مبحث سے خارج ہیں اونکا تخلف مضر اتفاق کو نہیں ہے پس حق بہی یعنے محفل
میلاد شریف بہی جائز وداخل تحت حدیث ما راه المسلمون کی ہوئی اور عرف اسپر جاری ہے اور نص ممانعت
یہاں مفقود ہے مزعومات فاسدہ جامع براہین سے نص ہونا ثابت نہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور عرف بمنزل اجماع ہونا وقت
عدم نص کی عبارت فتح القدیر سے ثابت ہے پس یہ عرف واقع محفل بہ منزل اجماع ہوا جسکا دلیل شرعی ہونا واضح ہے
اور نتائج الافکار میں ہے کتاب الاجارہ میں لان التعامل اذا وقع من غير نكير منكر فقد حل محل الاجماع فيما اختلف فيه وقع
كذلك على ما صرح به من قال بجواز العقد في كل الشهور والاجماع دليل قطعي والدليل الذي خالفه التعامل
ههنا انما هو كون جهالة المدة مفسدة للعقد وهو موجب القياس والقياس دليل ظني لا يصلح المعارضة للدليل القطعي
اصلا فضلا ان لا يعتبر القطعي في مقابلة انتهى وفي الدر المختار انتهى في كتاب الوقف لان التعامل يترك به القياس لحديث
ما راه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن بخلاف ما لا تعامل فيه كثياب ومتاع وهذا قول محمد وعليه الفتوى

انتهى وقال العلامة الشامى عليه لان التعامل يترك به القياس فان القياس عدم صحة وقف المنقول لان من شرط الوقف
على التابيد والمنقول لايدوم والتعامل كما فى البحر عن التحرير وهو الاكثر استعمالا وفى شرح البيرى عن المبسوط ان الثابت
بالعرف كالثابت بالنص وتمام تحقيق ذلك فى رسالتنا المسماة نشر العرف فى بناء بعض الاحكام على العرف وظاهر ما مر فى مسئلة
البقرة اعتبار العرف الحادث فلا يلزم كونه من عهد الصحابة وكذا هو ظاهر ما قدمناه انفا من زيادة بعض المشائخ اشياء
جرى التعامل فيها وعلى هذا فى الظاهر اعتبار العرف فى الموضع والزمان الذى اشتهر فيه دون غيره انتهى بقدر
الحاجة وقال الشامى فى موضع آخر من ذلك الكتاب اعنى رد المحتار والعرف فى الشرع له اعتبار لذا عليه الحكم قد يدار
انتهى يہ تمام عبارات کتب معتبرہ فقہ کی باعلی صوت ندا کرتی ہین کہ تعامل بمنزل اجماع کی ہے اور تعامل کے مقابلہ مین دلیل
قیاسی ساقط ہے کیونکہ یہ یعنے تعامل دلیل قطعی ہے اور قیاس دلیل ظنی ہے اور شرع مین عرف کا اعتبار ہے اور عرف سے جو مسئلہ
ثابت ہو وہ ایسا ہے جیسا کہ نص سے ثابت ہے اور عرف و تعامل زمانہ صحابہ رض سے ہونا ضرور نہین ہے عرف حادث کا بھی اعتبار ہے پس بخوبی
واضح ہے کتب فقہ و اصول سے کہ عرف و تعامل دلیل شرعی ہے اور تعامل یہ ہے کہ اکثر الاستعمال ہو چنانچہ عبارت شامی مین ناقلا عن التحریر
موجود ہے اور اس محفل پر یہ تعریف تعامل و تعارف و عرف پر صادق ہے اور تمام ملکونمین رائج ہونا اور مشائخ و صوفیہ و اعیان کا
اس محفلمین حاضر ہونا یہی تعامل ہے پس اسکا یعنے تعامل کا دلیل شرعی قطعی ہونا ظاہر ہے جامع براہین نے اسکی حجت ہونیکا انکار
بسبب جہالت کے کیا ہے کہ علم فقہ و اصول سے بے بہرہ ہے اور نہ کسی عالم کامل سے صحبت ہے کہ سنکر بھی اوسکو معلوم ہو جاتا ایسے شخص کے
قول کا کیا اعتبار ہے کہ جسکو علم فقہ و اصول کی خبر نہ اوسکو فقیہ و اصولی کامل کی صحبت حاصل اور صلوۃ رغائب پر اس محفل کے بلاد
ملکونمین مروج ہونیکو قیاس کرنا اور مانند صلوۃ رغائب کے بدعت و مکروہ قرار دینا جہالت صرف ہے اسلئے کہ صلوۃ رغائب
پر تعامل علماء و فضلاء و مشائخ صوفیہ کا کہان واقع ہوا ہے اور اوسکے اثبات مین کتب و رسائل علماء نے کہان لکھے ہین اور
جسطرح اس محفل کے منکر کو رد کیا ہے صلوۃ رغائب کے منکر کو کہان رد کیا ہے بلکہ صلوۃ رغائب کے موضوع ہونیکی علماء نے تصریح کی ہے اور
اوسکو یعنے صلوۃ رغائب کے علماء ہر مذہب نے اپنے مذہب اربعہ مین سے سخت تردید کی ہے اسکے یہانتک کہ بہت سے بلاد مین
اس صلوۃ کا نام و نشان اون علماء کے تردید کے باعث نرہا چنانچہ صاحب مجمع البحار خاتمہ مین فرماتے ہین وقد جعلها جهلة
ائمة المساجد مع نحو صلواة الرغائب شبكة لجمع العوام وطلبا للرياسة التقدم وملاء بذكرهما القصاص مجالسهم
ثم الله تعالى قام ائمة الهدى فى سعى ابطال الصلوة وامثال هذه المنكرات فلا شئ مرها وتكامل ابطالها فى البلاد
المصرية والشامية فى اوائل المائة التاسعة انتهى اس عبارت سے واضح ہے کہ صلوۃ رغائب کو ائمہ مشہورین نے مصر و شام سے بالکل
مٹا دیا اوسکے ابطال مین کوشش کرکے اور یہی خاتمہ مین صاحب مجمع البحار فرماتے ہین وصلوة الرغائب موضوع بالاتفاق
انتهى اس نماز کو یعنے صلوۃ الرغائب کو تو بالاتفاق علماء محققین معتبرین محدثین و غیرہم موضوع قرار دیتے ہین اور اس نماز کے بارہ مین

جو احادیث بتائی ہیں وہ تمام موضوع ہیں اور حدیث موضوع پر عمل بالاجماع حرام ہے قول صاحب در المختار وفی حشیۃ
بخط ثقۃ وکذا صلوۃ الرغائب انتہی کے تحت میں علامہ شامی فرماتے ہیں ثم ان ما نقلہ قال الرحمتی ھو من الحواشی الموحشۃ
ویمنع التوثیق بذلک الخط اجماعہم علی حرمۃ العمل بالحدیث الموضوع وقد نصوا علی وضع حدیث ہذہ الصلوات
والفقہ لا ینقل من الحواشی المجہولۃ سیما ما کان فسادہ ظاہرا انتہی وقال فی شرح المنیۃ قال ابو الفرج بن الجوزی
وابو بکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب موضوعۃ علی رسول اللہ صلعم وکذب علیہ انتہی قال العلامۃ الشامی
فی موضع آخر قال فی بحر ومن ھنا یعلم کراہۃ الاجتماع علی صلوۃ الرغائب التی تفعل فی رجب فی اول جمعۃ
منہ وانہا بدعۃ وما یحتالہ اہل الروم من نذرہا لتخرج عن النفل والکراہۃ فباطل انتہی قلت وصرح بذلک
فی البزازیۃ کما سیذکرہ الشارح آخر الباب وقد بسط الکلام علیہا شارح المنیۃ مصرحا بان ما روی فیہا باطل
موضوع وبسط الکلام فیہا خصوصا فی الحلیۃ وللعلامۃ نور الدین المقدسی تصنیف حسن سماہ ردع الراغب
عن صلوۃ الرغائب احاط فیہ بغالب کلام المتقدمین والمتاخرین من علماء المذاہب الاربعۃ انتہی قال النووی
فی شرح مسلم واحتج العلماء علی کراہۃ ہذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا
فانہا بدعۃ منکرۃ من البدع التی ہی ضلالۃ وجہالۃ وفیہا منکرات ظاہرۃ وقد صنف جماعۃ من الائمۃ مصنفات
نفیسۃ علی تضلیل مصلیہا ومبتدعہا ودلائل قبحہا وبطلانہا وتضلیل فاعلہا اکثر من ان تحصر واللہ اعلم انتہی
الغرض صلوۃ الرغائب کو علماء محققین نے مستحسن نہیں جانا ہے اور اسکا رواج علماء وصوفیہ مشائخ میں نہیں ہوا اور علماء اعیان
تعامل اس پر واقع نہیں ہوا بلکہ جہال میں اس نماز نے شیوع پایا تھا اور اسکے ابطال میں علماء وفضلاء نے بہت بڑی کوشش
کر کے نیست و نابود کر دیا اور چاروں مذاہب کے علماء متقدمین و متاخرین سے اوسکی تردید ثابت ہوئی اور اسکو بالاتفاق
موضوع و کذب آنحضرت صلعم پر بتایا اور موضوع پر عمل بالاجماع حرام فرماتے ہیں جسکا حاصل یہ ہوا کہ یہ صلوۃ بالاجماع
ناجائز ہے پس جسکو بالاجماع حرام و موضوع علماء فرما دیں اور چاروں مذہب کے فضلاء اوسکو رد کریں اوس پر قیاس
محفل میلاد کو کرنا کہ اوسمیں کسی حدیث موضوع پر عمل نہیں ہے اور اس محفل کو کسی نے موضوع ہی نہیں فرمایا ہے اور اس پر
تعامل فضلاء و صوفیہ و مشائخ واقع ہے اور اس محفل کے وہ علماء بھی قائل ہیں جو صلوۃ رغائب کو ناجائز و موضوع بتاتے
ہیں چنانچہ صاحب مجمع البحار صلوۃ مذکور کو موضوع بتاتے ہیں بالاتفاق اور اس محفل کو جائز فرماتے ہیں اور ابن جوزی
اس صلوۃ رغائب کو موضوع فرماتے ہیں اور محفل میلاد شریف کی تعریف کرتے ہیں اور امام نووی کے استاد ابو شامہ اس
محفل کے مجوز ہیں اور امام نووی اور انکے استاد صلوۃ رغائب کو مردود ہونا فرماتے ہیں اور اوسکی رد کو بارہ میں ائمہ دین کی غیر محصور
تصانیف ہونا فرماتے ہیں پس اس محفل کا مروج ہونا مانند مروج ہونے صلوۃ رغائب کی ہرگز نہیں ہے جامع براہین کو فہم علوم تھا

تو جو چیز مردود علماء کے نزدیک ہے اور اوسکے بارہ مین بڑی نہایت تصانیف موجود ہین اوسکو اور اس محفل میلاد شریف کو جسکے
اثبات کے بارہ مین بکثرت تصانیف موجود ہین علماء فضلاء کی ایکسان قرار دینا یہ کمفہمی کا ثمرہ اور عدم علمی و بے انصافی کا
باعث ہے کہ نور ظلمت مین فرق کرنا اسکو حاصل نہین اوسکو حق و باطل کی تمیز نہین اور اسکو اسقدر خیال نہین کہ جب
ابن حجر و جلال الدین سیوطی و سخاوی و ابن حزری و ملا علی قاری و صاحب مجمع البحار و ابن جوزی وغیرہم فقہاء و
محدثین کا کچھہ اعتبار یہہ نہین کرتا ہے اور ایسے متبحرین کے اقوال فتاوی کو غیر معتبر کہتا ہے اور قابل اعتبار نہین جانتا ہے بلکہ
کہتا ہے کہ کروڑون فتوی دین تو تب بھی اعتبار نہین تو تحقیقات احادیث و دیگر مسائل کے بارہ مین پھر کسکا اعتبار کریگا
اور ایسا جھوٹا حیلہ اپنی طرف سے فرض کرکے اقوال فقہاء و محدثین محققین معتبرین جم غفیر و جماعت کثیر کو نہ مانا جاوے
اور تاویلات رکیکہ سے اونکے اقوال کو رد کر دیا جاوے اور جو حجت اونکی ہو اونکو اسیطرح سے واہی تباہی باتین کہکے
جیسی کے اس جامع براہین نے کہی ہین اٹھا دیا جاوے تو احکام شرعیہ تمام برہم و درہم ہو جاوین اور ایمان سے ہاتھہ دہو
بیٹھین دیکھو ایک فرقہ اہل کتاب کا ہے وہ نبوت آنحضرت صلعم کا اور قرآن کی حقیقت کا مقر ہے لیکن باوجود اسکے وہ کافر
اسلیے ہے کہ نبوت آنحضرت صلعم کو مخصوص ساتھہ حجاز کے قرار دیتا ہے اور دلیل فاسد اپنے مدعی کا سند یہ لاتا ہے کہ خدا تعالی
قرآن شریف مین فرماتا ہے وکذلک اوحینا الیک قرانا عربیا لتنذر ام القری ومن حولہا فی البضاوی لتنذر ام القری اہل
ام القری وھی مکۃ ومن حولہا من العرب انتہی اس آیت مین آنحضرت صلعم کو حکم ہے کہ ام القری یعنی مکہ شریف والے
لوگونکو اور اسکے گرد اگرد کے لوگونکو کہ فقط حجازی ہین انذار کا حکم ہے پس اس آیت سے نعوذ باللہ من ذلک وہ فرقہ نبوت
آنحضرت صلعم کو مخصوص حجاز کے ساتھہ ہی کرتا ہے اگر ارسلناک الی الناس کافۃ ونحوہا و احادیث پیش کیجاوے ہماری طرف سے تو انکو
بھی ایسے تاویلات رکیکہ سے مخصوص حجاز کے ساتھہ کر دیگا جسطرح تاویلات و توہمات کاسدہ سے جامع براہین محفل میلاد کا
انکار کرتا ہے اور اتفاق و اجماع امت پیش کیا جاوے تو مانند جامع براہین کے کہدیگا کہ اجماع و اتفاق بمقابلہ نصوص کے مقبول
نہین اور بمقابلہ نصوص کے کروڑون کا فتوی بھی غیر معتبر ہے اور قابل التفات کے نہین ہے اب دیکھو اسی تقریر جامع براہین سے
کفر تک بھی ثابت ہو سکتا ہے اور ایسے گفتگو مزخرفات سے ایمان بھی کہو سکتا ہے کوئی ایسا آدمی ہے جیسا جامع براہین ہے
اور تحریف معنوی آیت قرانی مین کر دینا بھی جامع براہین کے نزدیک جائز ہے چنانچہ والعاملین علیہا جو نص ہے
صدقات کے بارہ مین اور شروع وصدر اس آیت انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیۃ ہی اس سے اجرت مدرسین
کا جواز ثابت کرتا ہے اور کہتا ہے صفحہ ۱۸ مین کہ زمان فخر عالم مین عمال کو عمالہ ملتا تھا قرآن مین فرمایا ہے والعاملین علیہا
سو وہی امر دینی پر لینا اب بھی کوئی امر زائد نہین ہے ہان تغیر وصف ہوا ہے کہ اوس وقت بطور رزق و کفلیہ کے تھا اور
قضاۃ و ولاۃ و غزاۃ وغیرہ سب یہی قسم ہین اب بطور اجرت ٹھہر گیا ہے انتہی) جامع براہین اجرت خود کہتا ہے اور پھر صدقہ کی آیت

سے اسکا اثبات کرتا ہی اجرت وصدقہ کو ایک قرار دیتا ہی تحریف معنوی آیت کی ہی ایسے تحریفات یہود کیا کرتے تھے کسی مسلمان کا
کام نہیں ہے بلا شبہ صدقہ وزکوۃ اور چیز ہے اور اجرت اور چیز ہی صدقہ وزکوۃ تملیک بلا عوض کی ہی اور اجرت بمقابلہ عوض کے
ہوتی ہی یعنے جو اجرت من کل الوجوہ ہی وہ بلا عوض نہیں ہوتی اور زکات سے جو عامل ہوتا ہی اوسکو بقدر عمل دیا جاتا ہے اور
و من وجہ صدقہ اور من وجہ اجرت ہے بلاشبہ اجرت وصدقہ دونو نکا اوسمین ہے اسیواسطے ہاشمی عامل ہو اوسکو دینا درست نہین
ہی اور نصف سے زیادہ دینا درست نہین ہے اور اگر مال زکوۃ جمع کیا ہوا ہلاک ہو جاوے تو کچھہ ندیا جاویگا چنانچہ درمختار
وشامی مین یہ بیان موجود ہی اور یہ جو عامل کو دیا جاتا ہی جو ذی شبہ ہے اجارہ کے طور پر نہین ہوتا ہی اسلیئے کہ اجارہ بدون
مدت معلوم وعمل معلوم واجرت معلوم کی نہین ہوتا ہی چنانچہ شرح ہدایہ مین ہے اور مدرسین کو جو دیا جاتا ہی وہ اجرت کے ہی
طور پر ہوتا ہی اجرت معلوم ومدت معلوم اوسمین ہوتی ہے تعین عشا یا تمیس یا چالیس للعہ روپیہ مثلاً یہ اجرت معلوم ہوتی اور
ایکماہ مین اسقدر مدرسہ کا وقت معلوم ہوتا ہی علوم معروفہ مروجہ معلوم ہوتی ہین ایسی بطور اجارہ کے ہے اور من کل الوجوہ
اجرت ہوتی ہے یہ بلا شبہ آیت سے ہر طرح سے خارج ہی داخل قرار دینا آیت مین تحریف معنوی ہی جو ہمیشہ یہود سے اور
سارق فساق وغزاۃ وغیرہ کو بہی قسم کہنا مثبت اس امر کا ہی کہ صدقات مین سے ہی اونکو دیا جاتا ہی اور عاملین جسکی مصرف ہین
اوسکی ہی مصرف قضاۃ وغزاۃ وغیرہما بہی ہین یا یہ کہ بطور اجرت کی جسطرح مدرسین کو دیا جاتا ہی اسیطرح انکو بہی دیا جاتا
تو بہی سراسر غلطی ہے کیونکہ قضاۃ وغیرہ کا مصرف اور چیز ہی مین کہ جسکی مصرف عاملین علی الصدقات ہین اوسکی مصرف
قضاۃ وغزاۃ وغیرہا ہرگز نہین ہین اور یہ بطور اجرت بہی ہرگز نہین دیا جاتا ہی بلکہ علما ومعلمین بلا اجرت کو یعنے جو بلا اجرت
ایسے بطور تعلیم وتدریس کرتے ہین اوسکو بطور کفایہ دینے کا حکم قال فی در المختار مصرف الجزیۃ والخراج ومال التغلی وہدیۃ
للامام وما اخذ منہم بلا حرب ومن ترکۃ ذمی وما اخذ عاشر منہم (مصالحنا) ضبی مصرف کسد ثغور وبناء قنطرۃ وجسر
وکفایۃ العلماء) والمتعلمین وبہ یدخل طلبۃ العلم (والقضاۃ والعمال) ککتبۃ قضاۃ وشہود وقسمۃ ورقباء سواحل
ورزق المقاتلۃ وثغورا وذراریہم ای ذراری من ذکر مسکین فہذا مصرف جزیۃ وخراج ومصرف زکاۃ وعشر مر فی الزکاۃ
ومصرف خمس مر کاز مر فی السیر وبقی رابع وہو لقطۃ وترکۃ بلا وارث ودیۃ مقتول بلا ولی ومصرفہما العاجز
الفقیر وفقیر بلا ولی وعلی الامام ان یجعل لکل نوع بیتا یخصہ ولہ ان یستقرض من احدہا یصرف للاخر ویعطی
بقدر الحاجۃ والفقہ ان الفضل فان قصر کان اللہ علیہ حسیبا انتہی اس عبارت سے واضح ہی کہ مال چار قسم کا
ہی ہر ایک قسم کی مصارف جدا جدا ہین امام پر واجب ہی کہ ہر ایک مال کو علیحدہ علیحدہ مکانین رکہے اور جدا جدا مستحق کو دیوے
علما وقضاۃ وغزاۃ کو جزیہ وخراج ومال تغلبی وہدیۃ تغلبی وماخوذ من الکفار بلا حرب وماخوذ عاشر از کفار مین سے
دیا جاوے یہ لوگ مصرف اس مال کی ہین اور مصرف زکوۃ وعشر دوسرے ہین جو مصرف زکوۃ وعشر مین مذکور ہین اور

مصرف خمس ورکاز کو دوسرے ہین کتاب الجہاد مین گذری ہین اور مصرف ترکہ بلا وارث ولقطہ ودیۃ مقتول بلا ولی ولقیط فقیر
وفقیر بلا ولی ہی دیکھو یہ تمام اقوال جدا جدا اقسام مین ہر ایک کے مصارف جدا جدا ہین جامع براہین سبکو ایک قسم اپنی
بیعلمی سے زعم کرتا ہی اور علما رجب علم مصرف زکوۃ کہتے ہین اور یہ والعاملین علیہا مین شامل کرتا ہی جو مصرف زکوۃ کی ہین اور
جزیہ وخراج وغیرہما مذکور کی مصرف معلمین بہی ہین لکن وہ معلمین جو بلا اجر کی تعلیم کرتے ہووین چنانچہ شامی مین مصرح
ہی اور عمال سے مراد درمختار مین کاتب قضاۃ وگواہ قسمت مین المورثہ والشرکا کیوقت جو حاضر ہوتی ہین اور نگہبان کنارہ ولت
دریا کی ہین چنانچہ یہ عبارت درمختار مین ہی موجود ہی اور عمال مین مذکر وواعظ بحق علم ووالی وطالب علم ومحتسب وقاضی ومفتی
ومعلم بلا اجر بہی داخل ہین فی رد المحتار قولہ والعمال من عطف العام علی الخاص لما فی القہستانی انہ بالضم والتشدید
جمع عامل وھو الذی یتولی امور رجل فی مالہ وعملہ کما قال ابن الاثیر فیدخل فیہ المذکر والواعظ
بحق علم کما فی المنیۃ وکذا الوالی وطالب العلم والمحتسب والقاضی والمفتی والمعلم بلا اجر کما فی المضمرات انتہی
عاملین مین وہ معلم داخل ہے جو بلا اجر تعلیم کرے اور عاملین وہ ہین جو مصرف زکوۃ کی ہین یہ وہ ہین جو مصرف جزیہ وخراج
وغیرہما مذکورہ بالا کی ہین الغرض والعاملین علیہا شامل کسیطرح مدرسین ومعلمین بالاجر نہین ہے اور ہر ایک قسم مال کے
علیحدہ ہی اور ہر ایک کا مصرف علیحدہ جامع براہین کا بسبب بے علمی کے تحریف معنوی آیت قرآن مین کرنا ثابت ہی اور جامع براہین
مفسر بالرای بنتا ہی اور تمام امت کی خلاف مدرسین ومعلمین بالاجر کو آیت قرآنیہ مین داخل مانکر جواز اجرت تدریس قرآن
سی ثابت کرتا ہی اسقدر خبر نہین کہ اگر قرآن سی اجرت علم دین وتعلیم قرآن پر ثابت ہوتی جیسا کہ یہ زعم فاسد ووہم کاسد جامع
براہین کا ہی تو آنحضرت صلعم یہ کیون فرماتی اقرؤا القرآن ولا تاکلوا بہ امر وین ہی لینی کے یہی معنی ہین کہ اجرت لینا درست
ہی اور آیت کا بہی مطلب یہی ہے تو فرمانا آنحضرت صلعم وان اتخذت موذنا فلا تاخذ علی الاذان اجرا مخالف قرآن کے
ہوگا اگر یہ کہو کہ قرآن سے تو جواز مفہوم ہی لکن حدیث ناسخ ہے تو باوجودیکہ خبر واحد سے نسخ ثابت نہین ہو سکتا ہی تب بہی
مطلب ہمارا حاصل ہے کہ جواز منسوخ ہوا حدیث سے تو عمل وقول جواز کیواسطے منسوخ سے حجت جامع براہین نے پکڑی
ومرتکب حرام کا ہوا یا یہ کہیئی جامع براہین کہ حدیث احاد بمقابلہ قرآن شریف کے متروک تو جامع براہین سے یہ کہنا چاہیے
کہ جامع براہین صاحب آپ مصداق اس قول کی ہین خشکہ باگندہ بہر وزہ اگرچہ گندہ ولکن ایجاد بندہ امام ابوحنیفہ و
صاحبین ومشائخ نے تو آجتک یہ جواب بنایا اور امام صاحب وصاحبین الی آخر العمر عدم جواز کی قائل ہی اور اوباوجود
مجتہد ہونے کے یہ حکم قرآن مجید مین موجود تہا اور امام اعظم لقب تہا اونکو نہ معلوم ہوا اور تمام متقدمین کو بہی وقوف
اس جواب پر نہوا بلکہ مشائخ متاخرین مین سے بہی جو جواز اجرت کی قائل ہوئی اون پر بہی یہ جواب پوشیدہ رہا اور جواز
کی علت بالاتفاق کل نے ضرورت قرار دی اور فقہاء ابتک مصرح ہین کہ بعضون نے حکم جواز دینے مین مخالفت امام صاحب

وصاحبین کی کی ہے اور اصل مذہب عدم جواز ہی قال فی رد المحتار فہذہ مجموع ما افتی بہ المتاخرون من مشائخنا وہم البلخیون علی خلاف فی بعضہ مخالفین ما ذہب الیہ الامام وصاحباہ وقد اتفقت کلمتہم جمیعًا فی الشروح والفتاوی علی التعلیل بالضرورۃ وہی خشیۃ ضیاع القرآن کما فی الہدایۃ وقد نقلت لک ما فی مشاہیر متون المذہب الموضوعۃ للفتوی فلا حاجۃ الی نقل ما فی الشروح والفتاوی وقد اتفقت کلمتہم جمیعًا علی التصریح باصل المذہب من عدم الجواز انتہی اب اس فتنہ وفساد کی اور انتشار جہل وفساد عقائد کو زمانہ مین جامع براہین سے بعلم آدمی وناقہم کی کو یہ معانی قرآن کے معلوم ہوئے جو حدیث وفقہا وکو بالکل مخالف ہین ہان جامع براہین وحی کا ادعا کرے کہ وحی سے یہ معنی جدید معلوم ہوئی ہین اور یہ معنی اب بہی قرار دیگئی ہین اس آیت کی بحکم وحی جدید نعوذ باللہ من ذلک تو یہ امر دوسرا ہے ایسے خرافات سے اسکو شرم وحیا نہین آتی ہے کہ کوئی دیکہیگا تو کیا کہیگا باین ہمہ مولف انوار کو کم فہم وبیعلم بتاتا ہے ان حضرت پر اپنی ذات کا ہر تو پڑتا ہے اور اپنے اوصاف معلوم ہوگئے وہ دوسرے پر قرار دیتے ہین اپنے پر قیاس مولف انوار کو بہی کرتے ہین الغرض جامع براہین کی مسلک سے تمام جہان کے بدعات وکفریات کا ثبوت ہو سکتا ہے اور اسکی تقریر سید احمد خان کی تقریر سے جسنے تفسیر احمدی اردو لکہی ہے اور قرآن شریف کی معنے بدل دئیے اور اپنے نفس کے موافق کئے ہین کم نہین ہے بلکہ بڑہکر ہے پس ایسے شخص کا کیا اعتبار ہے اب منصفین کو خوب واضح ولائح ہوگیا ہوگا کہ قول فاکہانی کا ذکر کرنا سراسر سفاہت ہے اور بمقابلہ جمہور قول فاکہانی بالکل مردود ہے اور قیاس جلال الدین وابن حجر صحیح ودرست ہے وسواے اس جامع براہین اوسکی بارہ مین جسقدر ہین سب باطل ہین اور فتوی علماء کا اس بارہ مین معتبر ہے اور اس محفل پر تعامل وتعارف علماء کا واقع ہے وہ ملحق ساتھ اجماع کے جو دلیل قیاس سے بڑہکر ہے اور تقاریر جامع براہین مانند فرقون بدعیہ کی ہین جو قابل التفات نہین اور ایسے تقاریر سے بدعات کا ثبوت وسنن واحکام شرعیہ کا رفع لازم آتا ہے پس ثبوت محفل میلاد شریف کا جو مولف انوار نے دیا ہے حق ہے اور اہل سنت وجماعت کو فتح نصیب ہے وہابیہ کو ہاتہ مین سوائی نقصان وخسران شکست وزک فاش کے کچہہ نہین ہے اور ذکر ولادت آنحضرت صلعم کا وہ چیز ہے کہ بڑے بڑے فضلا وعلماء نے اور مشائخ وصوفیہ نے اسکو قبول کیا ہے جامع براہین یا کوئی دوسرا حیلہ سازی وروباہ بازی سے کسیطرح اسکو نہین اوٹہا سکتا ہے انکے ایسے مزخرفات سے کیا ہوتا ہے اہل سنت وجماعت کا اس سے کچہہ نہین کر سکتے ہین اپنا سر پیٹتے رہین

شعر ناقصی گر کند این طائفہ را طعن قصور ؛ حاشا للہ کہ برآرم بزبان این گلہ را ؛ ہمہ شیران جہان بستہ این سلسلہ اند روبہ از حیلہ چسان بگسلد این سلسلہ را ؛ قال صاحب انوار ساطعہ اسسے ظاہر ہوا کہ وہ جو کوئی ایک دو آدمی ادہر اودہر انکار کرتا رہا وہ مخالف ہزارون بلکہ لاکہون کے اور خلاف سواد اعظم کے سمجہکر ہر دورہ مین اور ہر عہد مین وہ منکر اپنے علماء ومعاصرین کی نزدیک غیر مقبول ومتروک العمل رہا **قال** جامع البراہین القاطعۃ صفحہ ۶۶ اور وایک عالم موافق نصوص شرعیہ کے فرماوے

اور اوسکے تمام دنیا مخالف ہوکر کوئی بات خلاف نصوص اختیار کریگے تو وہ ایک دو ہی عالم مظفر و منصور اور عند اللہ مقبول ہونگے
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی علی الحق منصورین لا یضرہم من خالفہم حتی یاتی
امر اللہ۔ طائفہ خود قطعہ شی کا ہوتا ہی اور قلت پر دلالت کرتا ہی پس ارشاد مخبر عالم ہی کہ جو موافق کتاب و سنت کے کہے وہ
طائفہ قلیلہ اگرچہ رجل واحد ہی ہو وہ علی الحق ہے اور اوسکے مخالف تمام دنیا ہی ہو تو مردود ہے اور یہاں خود مبرہن ہو چکا
ہی کہ یہ مجلس مروج اولہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہی اولہ اربعہ سے بدعت ہونا اسکا ثابت ہی فماذا بعد الحق الا الضلال
اب مؤلف ممالک کے شمار کرکے اپنی کرم کہانی لکھی جاوے بندہ احقر پہلے عرض کر چکا کہ مولف کی پاس کوئی دلیل سوائے
اسکے نہیں کہ تمام علما کر رہے اور یہ بشرط ثبوت و تسلیم کوئی حجت شرعیہ نہیں حجت وہ ہی کہ ادلہ اربعہ سے پیدا ہووے
اب مؤلف کا مایہ علم اور دلیل اثبات اوسکے مدعی کی یہانتک نوبت پہونچی کہ ہمایون وغیرہ بادشاہانکی حکایت سے استشہاد
کرنے لگا اور کفار فرنگ کے تعطیل کو بھی حجت جواز بنالیا کل کو رام لیلہ کے تعطیل کو حجت جواز رام لیلہ کے نہ لکھدی
استغفر اللہ استغفر اللہ مؤلف کی حواس مین بے شک فتور اور اوسکو ضعف دماغ سے مالنخولیا ہو گیا ہے افسوس ہی انتہی
اقول وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق جامع براہین صاحب قول صاحب انوار کو تو سمجھتے نہین ہین اٹکل پچو جو
چاہتے ہین احادیث رسول اللہ صلعم کے مراد خلاف لیکر موافق اپنے مطلب کی گھڑ لیتے ہین اتنی خبر نہین کہ یہ تحریف کرنا
بھی افترا علی رسول اللہ صلعم مین داخل ہے اور غیر مراد شارع کو مراد ٹہرانا ضلالت ہی چنانچہ عجالہ شاہ عبد العزیز صاحب
مین موجود ہے صاحب انوار ساطعہ کے الفاظ مذکور بالا سے واضح ہی کہ ایک آدمی کا انکار بمقابلہ ہزارون و لاکھون علما
کی غیر مقبول اور متروک ہی جامع براہین صاحب فرماتے ہین کہ دو ایک عالم کے مخالف تمام دنیا ہو تو وہ ایک دو ہی عالم
مظفر و مقبول عند اللہ ہونگے اگر مراد تمام دنیا سے جہال تمام دنیا کی ہین تو وہی بات ہوئی کہ من چہ میگویم و طنبورہ
من چہ میسراید صاحب انوار ساطعہ تو جہال تمام دنیا کی مقابلہ مین ایک عالم کا قول غیر مقبول نہین فرماتے معلوم نہین یہ کسکو جامع براہین صاحب جواب
دیتے ہین نشہ شراب غفلت سے بیدار ہو کر جامع براہین صاحب کو بات کرنا چاہئے ورنہ قابل مناظرہ و خطاب نہین ہے اور اگر ایک دو عالم کے مقابلہ مین تمام
دنیا کے علما کا قول جو ہزارون و لاکھون ہوویں جامع براہین غیر مقبول زعم کرتے ہین تو یہ وہی بدعت سخت و ضلالت کرخت ہی اور لاکھون علما اور تمام فضلا کی حقیقین کی نسبت
فاسد عقیدہ مرکبنا کہ یہ نصوص کے مخالف ہین اور دو ایک مخالف نہین ہین کسی اہل سنت و جماعت کا یہ عقیدہ نہین ہے اور کوئی
دلیل شرعی و عقلی اسکی مثبت نہین ہے اگر لاکھون علما امت محمدیہ صلعم اور تمام دنیا کے فضلا مخالف نصوص
ہوویں تو وہ نصوص ایسے ہونگی جیسے اہل بدعت و اہل کفر پیش کرتے ہین مانند فانکحوا ما طاب لکم کے جس سے چار
عورتون سے زیادہ کا نکاح جائز ہوتا اہل بدعت ضلالت مانند روافض وغیرہ کی ثابت کرتے ہین اور مانند لتنذر
ام القری و من حولہا کی کہ اوس سے اہل کفر و طغیان مخصوص ہونا نبوت آنحضرت صلعم کا ساتھ ملک عرب کے ثابت

کرتے ہیں جنکا ذکر اوپر گذرا ہے اور مانند آیت وامسحوا برؤسکم وارجلکم کے جس سے روافض بلکہ بعض اہل سنت بھی
جواز مسح رجل ثابت کرتے ہیں چنانچہ محمد بن جریر طبری سنی وہ بھی تخییر کا درمیان غسل و مسح کے
قائل ہوا ہے تکملہ مجمع البحار میں ہے تحت لفظ عرقوب کے فیہ جواز التعذیب بالنار من الصغائر لان ترک
بعض عضو الوضوء لیس کبیرۃ لاختلاف الامۃ فی فرض الرجلین فان محمد بن جریر الطبری
وھو سنی یقول بالتخییر بین المسح والغسل انتہی بلکہ عینی شرح ہدایہ میں ہے کہ امام حسن بصری بھی تخییر کے
قائل ہیں جامع براہین کو اگر غرہ ہووے کہ نص حدیث ویل للعراقیب من النار وھل للاعقاب من النار
موجود ہے پس قول مجوزین و مخیرین بین الغسل والمسح کا خلاف نص حدیث ہے تو کہا جاویگا کہ محمل حدیث یہ ہونا ممکن
ہے کہ یہ اوس وقت میں فرمایا ہے کہ اعقاب و عراقیب پر مسح و غسل کچھ بھی نکیا ہووے پس حدیث میں دلالت
انحصار غسل پر نہوئے اتفاق جمہور علما جو جامع براہین پیش کریگا تو وہی جواب جامع براہین کا جامع براہین کے سر پر
مارا جاویگا کہ قبولی و فتوی لاکھوں و کروڑوں کا بمقابلہ نص غیر مقبول ہے اور یہاں وارجلکم موجود ہے اگر دوسرے
قراۃ وارجلکم سے جو ساتھ نصب کی ہے غسل کا ثبوت بایں طور کریگا کہ عطف وجوھکم پر ہے تو کہا جاویگا کہ غسل کے جواز
کا کسکو انکار ہے اس سے جو آپ غسل کا اثبات کرنے لگے ہیں وہ دو قرائتیں بمنزل دو آیتوں کے ہیں ایک کا مقتضی غسل ہے دوسری کا
مقتضی مسح ہے دونوں میں سے جو چاہو کرلو تخییر کی ممانعت نص قرآن سے مفہوم نہیں ہے اور تخییر میں دونوں
پر عمل بحسب تبدل اوقات ممکن ہے پس تخییر متعین ہے پس جسطرح یہ نصوص ہیں جو جمہور کے مقابلہ میں پیش
کیجاتی ہیں اور انکو بایں معانی کہ مخالفین قرار دیکر پیش کرتی ہیں ہم معشر اہل سنت و جماعت نہیں ملتے اور اونکی ایسے
معانی بیان کرتے ہیں اور ایسے وجوہ ذکر کرتے ہیں جن سے موافق جمہور کے یہ نصوص ہو جاتی ہیں پس ایسے ہی جن نصوص
کو جامع براہین تمسک ایک دو عالم کا بناتا ہے اور جمہور کو اوسکا مخالف قرار دیکر سبکو ناحق پر زعم کرتا ہے اونکی معانی
بھی ہم معشر اہل سنت کی نزدیک ایسے ہی ہیں کہ وہ موافق جمہور کے ہی ہو جاتی ہیں اور ایک دو عالم کے ہاتھ میں کچھ
بھی نہیں رہتا ہے ابتک جامع براہین نصوص نصوص کہتا چلا آتا ہے لیکن کوئی ایسی نص پیش ابتک نہ کی جو اسوافق جمہور کے
نہ ہوسکتی ہو پس ایک دو عالم جنکو یہ جامع براہین حق زعم کرتا ہے وہی خطاء و باطل پر ہیں نہ جمہور اور حدیث
لا یزال امتی الخ سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے ایکطرف تمام دنیا کے عالم ہووین اور ایکطرف دو ایک عالم ہووین تو دو ایک
ہی مقبول ہیں اور تمام دنیا کے عالم جو بیشمار ہیں اور اوسکو حق جانتے ہیں وہ امر مردود ہے یہ معنی تو اس حدیث کی کسی
لفظ اور کسی قید و کسی حالت سے کسیطرح مفہوم نہیں ہیں اور یہ افحش ہے اس حدیث میں لفظ طائفہ سے مراد
ایک ہی رجل لے لیا ہے اور ایک کا قول بمقابلہ تمام دنیا کے مسلمان علماء کے مقبول ہو اور تمام دنیا کے علما کا قول مردود

ہوبہ غیر مراد شارع کو مراد شارع دینا ہی جو بقول شاہ عبد العزیز صاحب ضلالت و گمراہی ہے اور حدیث مذکور چند الفاظ
سے ہے اور بعض روایت مین کچھ زیادہ ہی بعض مین کچھ ہے اور بعضے روایت مین اونکا مقام بھی آنحضرت صلعم نے
بیان بیان فرمایا ہی اور مراد اس طائفہ سے علماء محققین نے وہ گروہ لی ہے جو اظہار علم و افشا شعار دین اور شغل
باب جہاد مین ساتھ کفار و ملحدین کے کرین قال فی شفاء القاضی عیاض قوله ای کما رواه مسلم عن سعد بن
ابی وقاص مرفوعاً (لا یزال اهل الغرب ظاهرین علی الحق) ای علی طریق الحق و نهج الصدق و سبیل الغزاة
من الجهاد و تعلیم العلوم للعباد (حتی تقوم الساعة) ای الی قرب القیامة ذهب ابن المدینی الی
انهم ای اهل الغرب (العرب لانهم المختصون بالسقی بالغرب وهی الدلو) و غیره ای غیر المدینی
بذهب الی انهم اهل المغرب وقد ورد المغرب کذا فی الحدیث بمعناه و فی حدیث آخر من روایة ابی امامة
کما رواه الطبرانی عنه مرفوعاً (لا تزال طائفة من امتی ای امة الاجابة ظاهرین علی الحق ای مستعلین
علیه غیر محققین لدیه (قاهرین لعدوهم) ای غالبین علیهم من غلبوا اللام للتقویة (حتی یاتیهم
امر الله) ای بفنائهم و خفائهم (وهم کذلک) ای لا بثون علی ما هنالك (قیل یا رسول الله این هم قال
بیت المقدس) و لعل مثل هذا الحدیث حمل ابن المدینی علی تاویل ما تقدم و قال غیره المراد
باهل الغرب اهل الشام لانه غرب الحجاز بدلالة روایة هم بالشام لکن لا منع من الجمع بان یوجد فی کل
منهما جمع یقومون بامر الحق من اظهار العلم و افشاء شعار الدین و الاجتهاد فی باب الجهاد مع الکفار و الملحدین و تؤیده
ما رواه مسلم عن جابر بن سمرة مرفوعاً لن یبرح هذا الدین قائماً یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتی تقوم
الساعة انتهی اس عبارت سے واضح ہو کہ وہ طائفہ یا اہل عرب ہین یا اہل بیت المقدس سے یا دونون جا کے ہین
اور وہ اپنے اعدا پر ہمیشہ جہاد وغیرہ مین غالب رہتی ہین چنانچہ یہ غلبہ و قہر اعدا پر اون جانب لوگونکو اس زمانہ مین بھی
حاصل ہے اور وہ ایک جماعت ہین نہ ایک رجل جیسا کہ زعم فاسد جامع براہین کا ہی اور اس حدیث مین حجیت اجماع ہونا اور
مراد اس سے بہادران مجاہدین نبرد آزما و فقہا محدثین و زہاد و آمرین بالمعروف جو متفرق اطراف و اقطار زمین مین ہین
مراد ہونا اور اہل حدیث مراد ہونا اور اہل سنت و جماعت مراد ہونا اور جو لوگ انکی اعتقاد مین شامل ہے مراد ہونا بھی علما نے
ارقام فرمایا ہی قال فی مجمع البحار تحت لفظ طرف لا یزال طائفة من امتی متظاهرین علی الحق هم اهل العلم ای معاونین
علیه و یحتمل ان یکون علی الحق خبراً ثانیاً فیه حجیة الاجماع و امتناع خلو العصر عن المجتهد و لا یعارضه
لا تقوم الساعة الا علی اشرار الناس اذ المراد ان اغلبهم اشرار و دلیل انهم اهل العلم انه انما یتم الاستقامة
بالفقه و یحتمل ان هذه الطائفة مفرقة فی اقطار الارض من شجعان مقاتلین و فقهاء محدثین

وزهاد والامرين بالمعروف ولايلزم كونهم مجتمعين قوله حتى ياتى امر الله وهو الريح الآخذة روح مؤمن قال
احمد هم اهل الحديث قال القاضى اراد اهل السنة ومن يعتقد مذهب اهل الحديث انتهى وشيخ عبد الحق دہلوی
محدث در ترجمہ مشکوۃ میفرمایند بعضی مراد باین گروہ اصحاب حدیث داشتہ اند کہ ترویج سنت وتجدید دین می
نمایند واکثر برآنند کہ مراد غزاۃ اند کہ بجہاد با کفار تقویت وتائید دین میکنند ودر آخر زمان بسر حدہائی اسلام مرابطت
دارند ودر بعضی روایات آمدہ کہ ہم باشام ایشان ودر شام اند ودر بعضی آمدہ حتی تقاتل آخرهم المسیح الدجال واین روایات ناظر درادہ غزاۃ اند
وظاہر عبارت حدیث در عموم است واللہ اعلم انتہی یہ تمام عبارت علمائی باعلی صوت منادی کر رہی ہیں کہ مراد طائفہ سے حدیث میں جماعت ہے جو کفار وملحدین پر غالب
رہتی ہیں اور وہ ملک شام میں یا عرب یا دونوں جگہ ہیں یا تمام عالم میں متفرق ہیں اس حدیث میں طائفہ سے ایک دو عالم مراد نہیں ہیں کیس زعم جامع
براہین کا کہ ایک دو عالم کے حق ہونے اور باقی تمام دنیا کے علماء کے ناحق پر ہونیکی بارہ میں جو پیش کرتا ہے اس حدیث
سے سراسر باطل ہے اور اگرچہ طائفہ کا اطلاق ایک پر بھی آتا ہے لیکن یہ مستلزم اس امر کو نہیں کہ اس حدیث میں بھی مراد
ایک ہی ہووے جماعت مراد نہووے یہ جامع براہین کی بڑی نادانی ہے کہ تمام شراح ومحشین تصریح جماعت کی کرتے ہیں
اور یہ ایک جاہل اس سے مراد لیتا ہے اب بتائی دماغ میں خلل وفتور وضعف مرض ومالیخولیا جامع براہین کی ہے کہ التی معانی
حدیث کی کرتا ہے یا صاحب انوار ساطعہ کے موافق قواعد شرعیہ گفتگو کرتا ہے بلکہ راقم الحروف کہتا ہے کہ یہ حدیث آنحضرت
صلعم نے واسطے تسلی مسلمانوں کی فرمائی ہے کہ کثرت اہل کفر وباطل کی اونکو دیکھنے مسلمانونکو تعجب میں نڈالیگی اہل باطل
اونکے کثرت کو سبب سے مسلمان مغلوب نہونگے بلکہ غالب رہینگے اگرچہ اونسے عدد میں کم ہونگے اور وہ یعنے اہل کفر وباطل
زیادہ ہونگے فی مجمع البحار تحت لفظ طیف وفیہ لایزال طائفة من امتی علی الحق الطائفة الجماعة من الناس
ویقع علی الواحد کانہ اراد نفسا طائفة ابن راهویه یجی دون الالف وسیبلغ وهذا الامر الی ان یکون
عدد المتمسکین بما کان علیه النبی صلعم واصحابه الفا یسلی بذلك ان لا یعجبهم کثرة اهل الباطل انتہی اور
قول اکثر علماء کا کہ مراد اس سے غزاۃ ومجاہدین ہیں دلالت واضح اس پر کرتا ہے کہ یہ طائفہ بمقابلہ کفار واہل الحاد کے ہوگا
کیونکہ جہاد وغزا بدون کفار کے نہیں ہوتا ہے اور کوئی لفظ ایسا عام اسمیں نہیں کہ بمقابلہ علمائے تمام دنیا کی بقول
جامع براہین اس حدیث کا ہونا ممکن ہووے پس یہ حدیث اس تقریر سے بھی بمقابلہ مجوزین مجلس میلاد شریف پیش کرنا
جہالت صرف وسفاہت خالص ہے اور آنحضرت صلعم پر یہ محض افترا ہے کہ اس حدیث سے مراد آنحضرت کی یہ تھی کہ ایک
شخص بمقابلہ علماء تمام دنیا کی حق پر ہے یہ کوئی مسلمان ہرگز یقین وظن معتبر نہیں کر سکتا ہے یہ ایسے ہی لوگوں کا کام ہے
جیسے کہ جامع براہین صاحب ہیں اور یہ جو کہا کہ یہاں خود مبرہن ہو لیا کہ یہ مجلس مروج اولہ اربعہ شرعیہ کے خلاف ہے اور اولہ اربعہ سے
بدعت ہونا اسکا ثابت ہے انتہی یہ وہی ہذیان سفاہت توامان قدیمی ہے جو اثر مرض دماغی کا ہے برہانکی تمام مقدمات یقینیہ ہوتے ہیں

ورنہ برہان نہین جامع براہین کا کوئی مقدمہ ظنیہ بھی نہین ہے تمام وہمیات بلکہ مغالطات ہین پھر برہان کہان و مبرہن ہونیکی کیا معنے اور مجلس مروج کا قیاس و استحسان سے ثبوت استحباب ہوگیا دعوی خلاف ہونے ادلہ اربعہ کا کرنا اور ادلہ اربعہ سے بدعت بتانا نادانی ظاہر ہے فماذا بعد الحق الا الضلال کا مصداق خود جامع براہین ہے نہ مؤلف انوار اور مؤلف انوار کا مالک شمار کرنا اور اس امر کا ثبوت دینا کہ تمام علماء کر رہے ہے اثبات استحسان علماء کا ہے اس مجلس کے بارہ مین اور استحسان ملحق ساتھ اجماع کے ہونا عبارات کتب فقہ واصول سے بخوبی اوپر معلوم ہوچکا ہے اوسکی حجت شرعیہ ہونیکا انکار کرنا اجماع کے حجیت کا انکار کرنا ہے اور اہل بدعت ضلالت کی دائرہ مین شامل ہوتا ہے اور استحسان علماء کو ادلہ اربعہ مین سے نجاننا دلیل واضح اس امر کی کہ جامع براہین کو بالکل علم وفقہ واصول سے بھی خبر نہین ہے جسطرح حدیث سے خبر نہین ہے مایہ علم ودلیل اثبات مؤلف انوار پر تو جامع براہین کیا بیجا طعن کرتا ہے اوسکی ہی مایہ علم ودلیل اثبات کا یہ حال ہے کتب فقہ واصول سے کچھ خبر نہین اور استحسان علماء کو حجت نہین جانتا ہے باوجودیکہ کتب مین موجود ہے کہ حجت شرعیہ ہے اور ہمایون بادشاہ وغیرہ بادشاہون عادلین وقنادمین جنکی مجالس مین فضلاء وعلماء استدمین حاضر ہوتے تھے اور وہ اولوالامر تھے جنکی اتباع واطاعت قرآن سے ثابت ہے قال اللہ تعالی أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ اونکی حالات ومعمولات اس محفل کے بارہ مین واسطے تائید اثبات کو ذکر کرنا طریقہ علماء وفضلاء کا ہے چنانچہ ملا علی قاری وسخاوی وجلال الدین سیوطی وغیرہم علماء ذکر کرتے چلے آئے ہین جامع براہین کی رائے فاسد مین یہ خوب نہین ہے تو اوسکو علاج اپنے مرض قلبی کا کرنا چاہئے اور کفار فرنگ کی تعطیل بہ نیت اہل اسلام یوم ولادت آنحضرت صلعم ہوئی تو اس سے یہ مفہوم ہوا کہ باوجود عداوت مذہبی کے ایسے لوگ بھی لحاظ یوم ولادت کا کرین اور عظمت سمجھین تو اہل اسلام اگرچہ نام ہی کے مسلمان ہون اونکو بطریق اولی اسکی عظمت واوس محفلکی رعایت کرنا چاہئے اور باوجود ادعاء ایمان کے پھر کوئی نہ کرے مانند وہابیہ کے اوسکو حال پر افسوس کرنا چاہئے یہ مراد مؤلف انوار ساطعہ کے ہے اسکو جامع براہین سمجھا نہین اور رام لیلی کو پیش کرنیگا اتنی فہم جامع براہین صاحب کو نہین کہ محفل میلاد کی رعایت سے تعطیل فرنگ مین رعایت ذکر نبی صلعم کی جو اہل اسلام کا ایمان ہی مفہوم ہے رام لیلہ مین یہ رعایت کہان ہے فکیف القیاس اسکی ایسی مثال ہوئی کہ کوئی شخص باوجود اسلام کے قرآن شریف کو پیٹھ کرکے بیٹھے باوجود جاننے اور امکان احتراز کے اور کوئی ہندو اس سبب سے پیٹھ نکرے کہ یہ کتاب بزرگ عظمت والی اہل اسلام کی ہے تو اوس مسلمان بے ادب کو ہر کوئی کہیگا کہ ہندو مخالف مذہب وعقیدہ نے جب یہ ادب کیا قرآن کا کہ پیٹھ اوسکو بسبب عظمت بزرگی کے نکی تو تجھکو بطریق اولی پیٹھ نکرنا چاہئے تھا تو اوسکے جواب مین وہ مدعی اسلام کہے کہ ہندو کا قرآن کو پیٹھ نکرنا تو محبت عدم جواز پیٹھ کرنیکی لاتا ہے ہندو کہ بت کو پیٹھ

نکرنے سے کل تو کہین دلیل نہ بکڑنے لگے تو اوس مدعی اسلام کو عاقلین کیا کہینگے سوا اسکے کہ بیوقوف یہ اور وہ
معلون قوم نے برابر سمجھہ لیا وہان بیٹہ نکرنا برعایت اہل اسلام کی ہے اور یہان برعایت اہل کفر کی ہے دونون
کسطرح برابر ہوسکتے ہین لیس یہی جواب جامع براہین کا ہے کہ رام لیلا و محفل میلاد دونونکی تعطیل کا تو ایک ساحال
جانتا ہے امر متعلق اسلام و امر متعلق کفر دونونکو ایک ہی گنکر خارج از اہل اسلام بنتا ہے ایسے نا انصاف نام کے
مسلمانونکا یہی حال ہے کہ بے ادبی سخت کے سبب سے ساتھ محفل میلاد شریف کے ایسی ہی کفر بات سے مشابہت
دیتے ہین اور ایمان سے ہاتھ دہوتے ہین وہابیہ کو ایمان سے کیا کام ہے زبانی ایمان اونکو چاہیے استغفر اللہ استغفر اللہ
سچے دل سے جامع براہین کو پڑہنا چاہیے اور انکار محفل میلاد شریف سے باز رہنا چاہئے اور ایسے مشابہت دینے
سے بلاشبہ استغفار کرنا واجب ہے جامع براہین کو نہ معلوم یہان کس نیت سے یہ استغفر اللہ استغفر اللہ کہہ رہا ہے یا فقط
استغفار کے ساتھ بہی اسکو استہزا کرنا ہی منظور ہے اب منصفین غور کرین کہ اسکے دماغ مین مرض سالب عقل ہے
یا نہین جو ایسے کلمات ناشائستہ و بیمحل کہہ رہا ہے اسکی حال پر افسوس کرنا چاہئے یا نہین **قال** صاحب انوار
ساطعہ ہم اسوقت تک کا ثبوت کامل دیچکے کہ مشرق سے مغرب تک کل ممالک اسلامیہ مین اہل اسلام اس عمل پاک کو
محمود اور مستحسن جانتے ہین لیس کافی ہے ہمکو حدیث ابن مسعودؓ کی کہ فرماتے ہین ماراٰہ المسلمون حسنًا فہو عند اللہ
حسن یعنے جس چیز کو مسلمان لوگ اچہا جانین وہ اللہ کے نزدیک بہی اچھے ہین اور ہندوستان کے کسی نواح
یا ضلع مین اگر دس پانچ مولوی اس آخری دورہ مین کہ یہ فتنہ فساد کا وقت ہے اپنا ایک جرگہ باندہکر کچہہ اس عملکو
برا کہنے لگین تو کب عند اللہ مقبول ہوسکتا ہے اسکا تصفیہ بہی رسول اللہ فرماچکے آپ نے ارشاد فرمایا ہے اتبعوا
السواد الاعظم اس حدیث کے معنے مین لاکہہ یہ لوگ سر پٹکا کرین اور کسی کسی کے اقوال شاذہ نقل کیا کرین
جو معنی اس حدیث کے جمہور محدثین کے نزدیک ہین وہ یہی ہین جسکو مولوی احمد علی صاحب محدث سہارنپوری نے
اپنے مطبع کے مشکوۃ مین ملا علی قاری سے نقل کیے ہین سواد اعظم کو لکہا ہے یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ اکثر
المسلمین اور اسیطرح مولوی محمد اسحاق صاحب نے مشکوۃ کے ترجمہ مین اس حدیث کے یہ معنی لکہے ہین کہ جو اعتقاد
اور قول و فعل اکثر علماء کے ہوں انکی پیروی کرو چونکہ یہ دونون عالم اس فرقہ کے نزدیک کمال مستند ہین
اسلئے انکے قول پر بس کرتا ہون نقل اقوال اور محدثین کی کچہہ حاجت نہین انتہی **قال** جامع براہین مولف نے
الفاظ یاد کرلئے ہین معنی تو کسی سے پڑہے ہی نہین یہ سمجہہ لیا کہ جس کام مین بہت سے مسلمان جمع ہوگئے تو وہ
امر جائز ہوگیا اور حال انکہ مبتدعین فسقہ متبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہوگئی
اور حدیث لایزال طائفۃ من امتی کو جوا بہی لکہی گئی اور حدیث بدا الاسلام غریبًا و سیعود غریبًا فطوبے

للغربا الحدیث اور مثل اسکے سبکو پس پشت ڈالدیا ہے کہ ان احادیث میں طائفہ اور غربا کی مدح ہو رہی ہے اب جب بدعت میں انکو رو کردی تو اوس سے عجب نہیں **اقول** وباللہ التوفیق مؤلف انوار ساطعہ نے گویا اسطرح دلیل استحسان محفل میلاد شریف بیان کی کہ اوس محفلکو مسلمانونکے تمام ملکونمین علما نے مستحسن جانا ہے اور جسکو تمام ملکونکے علما مستحسن جانین وہ خدا تعالی کے نزدیک بھی مستحسن ہے پس یہ محفل خدا تعالی کے نزدیک مستحسن ہے ثبوت جملہ اولی کہ صغری دلیل کا ہی مؤلف انوار نے اسطرح دیا کہ تمام ملکوں اسلام مین اس محفل کا بطور استحسان ہونا اور علما و فضلا کا اسمین شامل ہونا اور اس محفلکی مدح و تعریف کرنا کتب سے ثابت کردیا چنانچہ انوار ساطعہ مین عبارات علما کی منقول ہین اور ثبوت جملہ ثانیہ کا جو کبری دلیل کا ہے ساتھ حدیث ابن مسعود ما راٰہ المسلمون الحدیث کے دیا اور بعضے لوگ جو بہ نسبت مجوزین کے اقل ہین انکی برا کہنے سے کچھ ضرر نہوتا ساتھ حدیث اتبعوا السواد الاعظم کے ثابت کیا جسکے معنی اکثر مسلمان و اکثر علما کو نقل مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین کی بیان کی اور اس بیان سے دوسری دلیل کا بیان ہوگیا باینطور کہ بعد تسلیم کے کہ ایک گروہ جو بمقابلہ مجوزین کی اقل اس محفل کے منکر بھی علما ہین تب بھی ہمارا مدعی حاصل باینطور کہ اس محفل کے مجوزین اکثر علما ہین چنانچہ کتب سے منقول ہوا اور جس چیز کے مجوزین اکثر علما ہون وہ مامور بہ شارع کا ہے بقولہ علیہ السلام اتبعوا السواد الاعظم اور سواد اعظم سے اکثر علما ہونا تمہارے دو مستند عالمون کے قول سے ثابت ہی دیکھو اس دلیل مین کوئی خدشہ نہین ہے مگر کسی کی سفاہت ہی نہ سمجھے یا مصداق یکتمون الحق وھم یعلمون کا بنے تو اوسکا علاج نہین ہے خدا تعالی اوسکو کافی ہے اور مؤلف انوار کیطرف نسبت ہر دو معنی کے کرنا بدیہی البطلان ہے ہان جامع براہین نے معنے اپنی طرف سے گھڑ رکھے ہین جو تمام دنیا کے خلاف ہین اور وہ نہ مراد شارع ہے جیسا کہ حدیث لایزال طائفہ کے معنی قرار دئیے ہین کہ ایک جماعت بمقابلہ تمام دنیا کے علما کے جو کروڑون ہون حق پر ہے اور تمام دنیا کے کروڑون علما باطل پر ہین کسی نے آجتک یہ معنی حدیث کے نکی اور نہ کسی نے مراد شارع علیہ السلام یہ بیان کی جامع براہین دہاتی نے یہ مراد گھڑی ایسی معنے تو بیشک مؤلف انوار کیا صحابہ رسول اللہ صلعم بلکہ رسول اللہ صلعم سے لیکر آجتک کسیکو نہین آتی ہین اور نہ ایسی معنے کسی نے کسیکو پڑہائے ہین ہان شیخ نجدی کو آتے ہونگے اوسکو جسکو اوستاد بنالیا ہے یا جس نے بتایا ہو وہ جانتا ہی مؤلف انوار و دیگر اہل اسلام تو اوسکی شاگردی سے پناہ ہی مانگتے ہین اور یہ جو کہا کہ یہ سمجھ لیا ہے کہ جس کام مین بہت سی مسلمان جمع ہوئے تو وہ امر جائز ہوگیا) بیشک جو مسلمان ہے اور آنحضرت صلعم کو اس قول مین سچے اتبعوا السواد الاعظم اپنا مقتدی جانتا ہی اور اسپر اعتقاد رکھتا ہے اور اسپر عامل بھی ہے تو ایسا ہی جانیگا کہ جسپر اکثر علما ہون اوسکی پیروی کرنا چاہئے تمہارے مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین نے ان معنی کو کیون قبول کیا اگر یہ معنی حق نہین ہین تو کیا زمانہ مولوی احمد علی و مولوی قطب الدین تک تو ان معنی کی حقیقت تھی اب جامع براہین پر وحی آئی سے نعوذ باللہ من ذلک یہ معنی منسوخ ہوگئی یہ تو وہی قبول کریگا جو جامع براہین پر وحی آنیکا معتقد ہو کر اپنا ایمان کہو دیگا وہابیہ کو ایمان کی کیا پروا ہے

شیخ نجدی و مولوی اسمٰعیل مقتول کا قول غلط نہ ہوجانیکا خوف ہی اسواسطے یہ مزخرفات جامع براہین وغیرہ وہابیہ کو
اختیار کرنا پڑا ہی اور یہ جو کہا کہ (حالانکہ مبتدعین فسقہ مستبعین سنت سے زائد ہین اس زمانہ مین ہزار گونہ کی نسبت ہوگئی) یہ قول
جامع براہین کا اس معنی پر ہے کہ آنحضرت صلعم نے جو معیار انکو واسطے دریافت حق و باطل کے بتا دیا ہی اوسکو یہ جامع براہین
نہیں مانتا ہی اسواسطے کہ اوس معیار پر رکہنے سے وہابیہ کا اہل باطل ہونا بخوبی معلوم ہوجاتا ہی مسلمانونکو چاہئے کہ اوس معیار کو خوب
محکم پکڑ لین تاکہ درمیان اہل بدعت و اہل باطل اور اہل حق و اہل سنت کے درمیان تمیز حاصل رہی اہل حق و اہل
باطل کے تمیز اوسی معیار سے ہی ہوتی ہے اور اس دعوی مین کہ حق وہ ہی جسپر آنحضرت صلعم و اصحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلعم کے
ہین اور وہ ہم مین ہی پایا جاتا ہی تمام فرقہ مدعی اسلام شامل ہین اور ہر ایک فرقہ اپنے اعتقاد و فعل کو آنحضرت صلعم
و صحابہ کیطرف منسوب کرتا ہی اور اس معیار مین کوئی کچہہ نہین کر سکتا ہے وہ معیار وہی حدیث ہی جو مولف انوار سے
بیان کی ہے اتبعوا السواد الاعظم محققین التصریح فرماتے ہین مراد اس حدیث کی یہ ہی کہ اتباع اکثر علما مسلمین کرو
اسواسطے کہ جس اعتقاد و فعل و قول پر وہ ہین حق ہے اور ما عداہ اوسکا باطل ہے چنانچہ صاحب مجمع البحار فرماتے ہیں سید
اتبعوا السواد الاعظم عبر یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ فظ ای انظروا الی ما علیہ اکثر علماء المسلمین من
الاعتقاد و القول و الفعل فاتبعوہم فیہ فانہ ہو الحق و ما عداہ الباطل فی اصول الدین واما الفروع فیجوز
فیہا اتباع کل من المجتہدین انتہی اس سے صاف ظاہر ہی کہ جسپر اکثر علما مسلمانونکے ہووین وہ ہی حق ہین اور ما عدا
اوسکا باطل ہے پس اہل بدعت وہی علما ہین جو مخالف اکثر علما مسلمین کے ہین اور اس زمانہ مین بھی اہل بدعت روافض و خوارج
وغیرہم تہتر فرقونکے علما تمام ملکون کے جمع کئے جاوین کہ اونمین وہابیہ کو بھی ملے لیا جاوے تب بھی تمام ملکونمین جو علما
اہل سنت و جماعت ہین انکے ربع بلکہ ثمن کو بھی نہ پہونچیگی چہ جائیکہ ہزار گونہ کی نسبت اون علما اہل بدعت کو ہووے
علما اہل سنت و جماعت سے جامع براہین جو نسبت درمیان اہل سنت و اہل بدعت کے بتاتا ہے اگر اوس سے یعنے دونون فریق
سے مراد لیتا ہی تو کذب و دروغ ظاہر ہی اور اگر جہال مراد لیتا ہی قطع نظر اوس سے کہ جہال اہل سنت کو وہ برابر بھی نہین چہ
جائیکہ زیادہ ہووین ہم کہتے ہین کہ اعتبار مسائل مین علما کا ہی نہ جہال کا اختلاف مسائل مین کرنا علما کا کام نہ جہلا کا
پس جہلا کا اعتبار ہونا ہرگز مسلم نہین ہے جامع براہین کو بے علمی کے باعث سے اتنی خبر نہین کہ معیار تمیز حق مین کہ حدیث
اتبعوا ہی مراد علما ہین بدوان سمجھے وسوچے مبتدعین زیادہ بتانے لگا اور ادعا باطل کرنے لگا ہی اگر جامع براہین
سچا ہی تو تمام ملکون کے علما اہل بدعت تہتر فرقونکے مع وہابیہ کے شمار کرکے اور اہل سنت کے بھی تمام ملکونکے علما شمار کرکے
زیادتی انکی ثابت کرے ورنہ جھوٹ صرف کا مرتکب ہی اور اگر جہال بھی اس شمار مین معتبر ہونا جانتا ہی تو کسی محقق
کی کتاب سے ثابت کرے کہ اونکا بھی اعتبار ہی الغرض علما فریقین حدیث اتبعوا السواد الاعظم مین مراد ہین

اور جس میں اکثر علماء ہوں اوسکی حقیقت اور اوسکی مخالف کا بطلان ثابت ہو اور ہرگز علماء اہل بدعت نہ اول کبھی زیادہ
ہوئے علماء اہل سنت وجماعت سے اور نہ اس زمانہ میں زیادہ ہیں اور نہ آیندہ انشاء اللہ زیادہ ہونگے جامع براہین
دو چار یا دس بیس وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت میں شمار کرتا ہے اور باقی تمام امت کو اہل بدعت بتاتا ہے
اس زعم فاسد پر مبنی کرتا ہی کہ اہل سنت سے اہل بدعت زیادہ ہیں اور یہ خیال خام جامع براہین کا ہی بلکہ اہل سنت وجماعت
وہی علماء ہیں جو اکثر ہیں موافق حدیث آنحضرت صلعم کے جسکا بیان ہو چکا ہی اور اب بھی وہی زیادہ ہیں علماء اہل بدعت
سی اور وہابیہ ہرگز اہل سنت وجماعت میں نہیں ہیں اور یہ عقیدہ جامع براہین کا ہی خلاف حدیث نبوی کے ہی کہ جماعت
قلیلہ علماء کے حق پر اور جماعت کثیرہ علماء کے حق پر نہیں ہے اور حال آنکہ حدیث نبوی سے یہی جماعت کثیرہ کا حق پر ہونا
ثابت ہی پس اس سے بھی اہل بدعت میں سے ہونا جامع براہین کا معلوم ہوا اور حدیث لا یزال طائفۃ من امتی کا حال بھی
بخوبی واضح ہوگیا کہ وہ طائفہ اہل اسلام کا مراد ہی بمقابلہ کفار وملحدین کے نزدیک اکثر کی اور یہ مراد ہرگز نہیں ہی کہ طائفہ
قلیلہ علماء کا بمقابلہ طائفہ کثیرہ وجماعت کثیرہ علماء کے حق پر ہوتا ہی اور بدا الاسلام غریبا وسیعود کما بدا فطوبی للغرباء
الحدیث کا بھی یہ مطلب ومراد ہرگز نہیں ہے کہ جماعت قلیلہ علماء کی بمقابلہ جماعت کثیرہ حق پر ہووے اسکی یہ مراد لینا بھی غیر مراد
شارع کو مراد شارع زعم کرنا ہی جو ضلالت وگمراہی ہی بلکہ اس حدیث کی مراد شارحین حدیث نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اسلام غریب
ہو کر شروع ہوا یعنے اول میں اسلام پر چلنے والے قلیل تھے تہوڑے لوگ اسلام لائے تھے اور کفار بہت کثرت سے تھے اور آخر میں
بھی مسلمان لوگ کم ہونگے اور کفار بہت ہونگے پس طوبی ہی یعنے جنت ہی غربا کیواسطے یعنے مسلمانونکے واسطے اول اسلام
وآخر اسلام میں بسبب صبر کرنے انکی کے اوپر ایذا رسانی کفار پر چنانچہ مجمع البحار میں ہے فہ ان الاسلام بدا غریبا ای کان فی
اول امرہ کوحید لا اھل عندہ لقلۃ المسلمین وسیعود ای یقلون فی آخر الزمان فطوبی ای الجنۃ للغربا
ای المسلمین فی اولہ وآخرہ لصبرھم علی اذی الکفار ولزومھم الاسلام انتہی دیکھو حدیث نبوی کی کیا مراد ہی اور
جامع براہین اپنے بدعت ضلالت کی ثبوت کیواسطے اور اپنی وہابیہ کو ہی اہل سنت وجماعت میں منحصر کرنے کیلئے اور
اہل سنت وجماعت کو دائرہ اہل سنت وجماعت سے خارج کرنیکے سبب سے ارتکاب ان مزخرفات وتحاریف معنویہ
احادیث نبویہ کا کرتا ہی نعوذ باللہ من ذلک خدا تعالی کا خوف اوسی شخص کو ہوتا ہی جو ایمان والا ہوتا ہی وہابیہ کو
اس سے کیا علاقہ ہی پس حدیث لا یزال طائفۃ وحدیث بدا الاسلام غریبا وامثالہما کا پس پشت ڈالدینا جو جامع
براہین ہی مولف انوار ساطعہ کیطرف نسبت کرتا ہی یہ بھی بناء فاسد علی الفاسد ہی کہ اسنے اوپر اسکو مبنی کیا ہی کہ ان
دونوں حدیثوں وامثالہما کی مراد اس نے یہ قرار دی تھی کہ بمقابلہ جماعت کثیرہ علماء کی جماعت قلیلہ علماء کے حق پر ہوتی ہیں
اور جماعت کثیرہ علماء کے باطل پر ہوتی ہیں جب اسکا بطلان بخوبی واضح ہوگیا وفساد لائح ہوگیا تو پس پشت ڈالنے کی نسبت کرنا

بہی فاسد و باطل ہوئی اور بمقابلہ جماعت کثیرہ علمار مسلمین کی مدح طائفہ کے کہ جامع براہین کے نزدیک ایک مردود
اور غربا ہی کہ جامع براہین کے نزدیک فرقہ وہابیہ ہی نہونا واضح ہوگیا اور جامع براہین کی بے علمی و تعصب و سفاہت کو بہی
منصفین نے جانلیا اور یہ جو کہا کہ جب بدعت مین انکو رد کرو ہی تو اوس سے عجب نہین الخ اس سے مفہوم ہوتا ہی کہ جامع
براہین اپنی تقریر پر تزویر کو مجرد لغو اول سے ہی جانتا ہی اور اوسکو خیال ہی کہ اسکے اہل سنت و جماعت ٹکڑے
اوڑا دینگے اور ہباءً منثورا کر دینگے اور بفضلہ تعالی ایسا ہی ہوا کہ اوسکی تقاریر کا ہم سنت جماعت نے خاکہ اوڑا دیا
اور اسکے عقیدہ فاسدہ و بغض قلبی پر جو اسکو ذکر ولادت و فضائل با تعظیم سے ہے مسلمانونکو آگاہ و خبردار کر دیا
یہ ہمارے حق مین حب بدعت کا قول کرتا ہی تو مرض قلبی کے سبب سے اسکو حب سنت حب بدعت معلوم ہوتی ہی کرتا ہی ایسے
لوگ آنحضرت صلعم کے زمانہ مین بہی تھے زبانی مسلمان تھے اور ایسے ایسے طعن اہل حق کے بارہ مین کرتے اور اونکی افعال
محمودہ کو قبیحہ بتاتے تھے اس زمانہ مین ہونا کیا عجب ہے **قال** جامع براہین سو سنو کہ ان احادیث سے تو مراد یہ ہی کہ
جسوقت مین کہ تمام دنیا مین حب دنیا و جاہ و اتباع ہوئی ہوجائیگا اوسوقت مین وہی دو چار متبع سنت مقبول ہوونگے
انکو طوبیٰ ہو انتہی **اقول** و باللہ التوفیق ان احادیث کے معنے ہم بنقل از شراح احادیث معتبرین بیان کر چکے اور جو انکے
معانی ہین وہ خوب واضح ہو چکے کہ کوئی سفیہ کودن ہوگا جو شراح حدیث کے معانی بیان کئے ہوئے کو نہ مانیگا اور جامع
براہین کی مزخرفات کیطرف جو کسی شرح وغیرہ کا حوالہ نہین دیتا ہے اور آنحضرت صلعم کے احادیث کے معانی جو جانتا ہے
اپنی خواہش کیموافق بنا لیتا ہی التفات کریگا اور ایسے معانی دو چار وہابیہ ہی سنینگے اہل سنت و جماعت کیواسطے
جو شراح سابقین نے مراد احادیث نبویہ بیانکی ہے کافی ہے یہ مزخرفات جامع براہین کی سننے کی حاجت نہین ہے
مصرع ما چشم گوش خویش بمہر خرے نمیکنم کیا یہ گنگوہی ملا علی قاری و جلال الدین سیوطی و ابن حجر و ابن حزری و ابن
جوزی و سخاوی و ابو شامہ و قسطلانی و محمد بن صاحب مجمع البحار و شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر محدثین اور
فقہا کو جو مجوزین محفل مذکور کے ہین اون تمام کو متبع سنت نہین جانتا ہی اگر انکو متبع سنت یہ نہین جانتا ہی جنکی
کتابون پر آجکل سمجھنا و سمجہانا احادیث کا موقوف ہی تو دوسرے کو نسے علمار کو متبع سنت جانیگا اور کونسے علما کے
اقوال پر عمل کریگا اگر متبع سنت جانتا ہی تو یہ تمام محفل میلاد شریف کے قائل ہین یہ تو دو چار سے بہی زیادہ ہین
بطریق اولی اونکا قول مقبول جامع براہین کو جاننا چاہئے اب یہ عذر شاید جامع براہین پیش کریگا کہ دو چار جو تھے
وہ مراد مین جو فرقہ وہابیہ مین سے ہون اور یہ علمار فرقہ وہابیہ مین سے نہ تھے پہر تو خوب حال جامع براہین کا کھلجائیگا
کہ اسکے نزدیک امت محمدیہ صالحہ جبہی سے سمجھی گئی کہ جب سے محمد بن عبد الوہاب نجدی پیدا ہوا لکن اہل سنت و جماعت کا پہر بہی
وہی اعتراض باقی رہیگا کہ دو چار کو بمقابلہ جم غفیر و جماعت کثیرہ علمار کے متبع سنت مقبول کہتا اور جم غفیر و جماعت

کثیرہ علماء کو متبع ہو ہی وناحق پر بتانا عقیدہ خلاف حدیث کے اور بدعت ضلالت ہی اور وہابیہ کا متبع سنت ہونا
ہرگز ہمکو مسلم نہیں ہے مخزن و معدن بدعت وہابیہ ہی ہیں لانہ نہیں ونجدیت و آخر مین عیسائی ہو جانا ہم نے انہیں
مین دیکھا ہے نا واقف یا متعصب انکار کرے تو ہمارا علم کسی کے انکار سے مرتفع نہیں ہوا جاتا ہے پس مبتعین بدعت کو
اہل سنت قرار دینا استہزا سنت کی ساتھ کرنا ہے اور اپنا ایمان بگاڑنا ہے بر حیلہ وبہانا و دغابازی وابلہ فریبی ہے جامع براہین
بھی چاہتا ہے کہ وہابیہ نے جو بدعت نکالی ہے اوسکا رواج ہو جاوے اور اہل سنت وجماعت اونکی گمراہی کی حقیقت قائل ہو
جاوین لیکن کچھ نہیں چلتی جامع براہین کی للہ در القائل ؎ ما کل ما یتمنی المرء یدرکہ * تجری الریاح بما لا تشتہی السفن

قال جامع براہین اور حدیث ما راٰہ المسلمون اسکے یہی معنی ہین کہ اگر کسی امر مین نص صریح قرآن و حدیث و
اجماع امت سابقہ سے نہو اور آئمہ باشارہ نص و دلالت نص تمام علماء جمع ہو جاوین کیونکہ لام استغراق کا المسلمون
مین موجود ہے اور اسلام مطلق سے فرد کامل اہل اسلام کی مراد ہے تو کمل مسلمین علماء مجتہدین ہی ہوتے ہین پس تمام
علماء کملاء اوسکو دلالۃ النص سے بوجہ اسلام کامل کے حسن اعتقاد کرین اور جانین کیونکہ مشتق مشتق منہ حکم کرتا ہے
پس ایسا امر عند اللہ بھی حسن ہوگا اور اسکے معنی بعینہ وہی ہین کہ فرمایا لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اور یہ اور وہ
دونون حدیث اجماع قطعی کو ارشاد فرماتی ہین انتہی **اقول** وباللہ التوفیق یہ معنی بھی حدیث ما راٰہ المسلمون کے
جامع براہین کے اختراع صرف ہین جو کسی نے آجتک بیان نہیں کی ہین اشارہ نص و دلالت نص کے ساتھ جمع ہونیکی
قید لگانا اور بدون اوسکے اجتماع علماء کو حجت نجاننا باوجودیکہ یہ کسی عالم محققین نے نہیں فرمایا ہے اور کسی مجتہد سے
یہ منقول نہیں ہے اگرچہ کسی درجہ کا مجتہد ہو وے یہ حدیث ما راٰہ المسلمون مین قید اپنی طرف سے لگا کر نص حدیث
کو مقید کرنا رہا ہے ہے یہ جامع براہین اول سے آخر تک براہین قاطع مین یہی گاتا ہے کہ تقلید مطلق جائز نہیں اور ہر
کا مقید کرنا نا جائز ہے یہان غشاوہ تعصب کے سبب سے سب کچھ بہول گیا اور اپنی رائے ناقص و فاسد و باطل سے یہ قید
حدیث مین بڑہائی جو کسی لفظ حدیث مین کسیطرح مفہوم نہیں ہے اور المطلق یجری علی الاطلاق کو جو جابجا لکہتا
چلا آتا ہے سبکو یہان ہضم کر گیا عجب آدمیت ہے کہ قیاس جلال الدین سیوطی رح و قیاس ابن حجر رح و اقوال دیگر علماء محققین
کو اس قاعدہ سے رد کرتا چلا آتا ہے باوجودیکہ وہان ہرگز تقلید مطلق کی موجود نہیں ہے چنانچہ اوپر گذرا ہے اور یہان
بلا شبہ تقلید مطلق کی ہونا واضح ہے اوسکا کچھہ خیال نہیں منصفین ان جامع براہین کی تعصب و بیعقلی کو خیال کرین
اور اوسکی بیعقلی کی داد دین سند اجماع قیاس ہونا بھی تو جائز ہے اور دلالت نص و اشارت نص کو کوئی قیاس
نہیں قرار دیتا ہے اور کسی نے ہمارے علماء محققین مین سے اشارت نص و دلالت نص کو قیاس ہونیکی تصریح نہین
فرمائی ہے اور سند اجماع کا قیاس بھی ہونا تمام کتب اصول مین لکھا ہے اور اوپر عبارت توضیح تلویح کی گذر بھی چکا ہے

اور اس قول جامع براہین سے مفہوم ہوتا ہے کہ اجماع و استحسان تمام علماء کی سند قیاس ہووے تو وہ اجماع و استحسان جائز
نہیں ہے اس امر کا ثبوت جامع براہین کے قول ساتھ مفہوم مخالف کے ہے جو متفاہم عرف میں معتبر ہے اور یہ بھی عبارات
شامی سے گذر چکا ہے اور اعتبار قیاس کا نکرنا واسطے اجماع و استحسان کے مخالف ہے اقوال فقہاء کے پس مردود
ہونا اس قول جامع براہین کا ظاہر و باہر ہے بلکہ تلویح و توضیح سے اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ اجماع امت لذاتہ حجت شرعیہ
ہے موقوف و مبنی سند پر نہیں ہے اور یہ اعتبار و حجت شرعیہ ہونا اجماع کا بسبب کرامت امت کے ہے چنانچہ عبارات
عبارت توضیح و تلویح میں مصرح ہے جو اوپر گذری پس بطلان شرط جامع براہین کا ظاہر ہوا اور جامع براہین نے تمام علماء کا
جمع ہونا بھی شرط کیا ہے اور قید ایک زمانہ کے علماء کی نہیں لگائی ہے جس سے مفہوم ہو کہ ایک زمانہ کے علماء کا جمع ہونا
ثبوت اجماع و استحسان کیواسطے کافی نہیں ہے یہ خلاف تمام جہان کے ہے کہ تمام محققین کتب اصول میں قید عصر واحد کے
لگاتے ہیں اور یہ جامع براہین اپنی نادانی سے نہیں لگاتا ہے اگر جامع براہین یا کوئی اوسکا چیلہ یہ جواب دیوے کہ ایک زمانہ
کے تمام علماء مراد ہیں تصریح اسکی اسواسطے نکی کہ کتب میں موجود تھی تو جواب اوسکو دیا جاویگا کہ تم کتابوں کے موافق
کہاں چلتے ہو اگر کتاب کے موافق تمہاری مراد ہوتی تو بھلا بتاؤ کون سی کتاب میں یہ شرط دلالت نص و اشارت نص
کی جو تمنے شرط ثانی ہے لکھی ہے کیا افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض کی مصداق اور بہت سے اقوال تمہارے
اوپر گذر چکے ہیں کہ کتب سے بالکل خلاف ہیں پھر یہ کسطرح تمہارے حق میں مان لیا جاوے کہ تم کتاب کے موافق کہتے ہو
اور ما راٰہ المسلمون میں لام استغراق کا جو یہ کہتا ہے جس سے تمام علماء کا جمع ہونا شرط اجماع و استحسان کی ثابت
کرنا چاہتا ہے تو استغراق کی دو قسم ہیں ایک حقیقی و دوسری عرفی قال فی المطول (وہو) ای الاستغراق (ضربان
حقیقی) وھو ان یراد کل فرد مما یتناولہ اللفظ بحسب اللغۃ (نحو عالم الغیب والشہادۃ) ای کل غیب و
شہادۃ (وعرفی) وھو ان یراد کل فرد مما یتناولہ اللفظ بحسب متفاھم العرف (کقولنا جمع الامیر الصاغۃ)
ای صاغۃ بلدہ (او مملکتہ) لانہ المفہوم عرفاً لا صاغۃ الدنیا انتہی اگر استغراق حقیقی لیا جاوے تو تمام مسلمان
اولین و آخرین حاضرین و غائبین کو لفظ المسلمون شامل ہے خواہ کسی زمانہ اور کسی مکان کے ہوں اس تقریر سے
تو کوئی اجماع متحقق نہیں ہو سکتا ہے اور لازم آتا ہے کہ آجتک کسی امر پر اجماع تحقق نہیں ہوا کیونکہ اس اعتبار سے
قیامت تک جو مسلمان پیدا ہونگے جب تک اونکا بھی اتفاق نہووے تو اجماع کا تحقق نہیں ہے اور بطلان اسکا بدیہی ہے
تو پس واضح و لائح ہے کہ استغراق حقیقی مراد ہرگز نہیں ہے استغراق عرفی حدیث ما راٰہ المسلمون میں لیا جاوے
تو استغراق عرفی کا تحقق اسطرح بھی ہو سکتا ہے کہ ایک زمانہ اور ایک مکان خاص کے تمام مسلمان اہل علم کو شامل ہووے
اور مسلمون سے مراد فرد کامل ہیں جنکے ایمان و اسلام میں شک و شبہ نہیں وہ سوائے اہل سنت و جماعت دوسرا

کہ ..

کوئی بعقیدۂ روافض و خوارج و معتزلہ و جبریہ و قدریہ و مرجیہ و وہابیہ وغیرہ نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ سبب وقوع و شک و شبہ
کے اونکے ایمان میں وہ فرد کامل نہیں ہیں اسیواسطے اجماع میں اونکا اعتبار نہیں ہے امام رازی تفسیر میں تحت
آیت کے یا ایها الذین آمنوا اطیعوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم یہی فرماتے ہیں اور عامی کو بھی
اسی سبب سے خارج کرتے ہیں کہ اطاعت اولوالامر کا حکم آیت میں ہے اور عامی آمر و ناہی فی الشرع نہیں ہے اور
علماء غیر مستنبطین کو بھی اسی سبب سے خارج کرتے ہیں کہ اونکے امر و نہی کا شرعًا اعتبار نہیں ہے اور لکھتے ہیں اونکے
یعنی علماء مستنبطین کی مجرد قول سے اجماع منعقد ہو جاتا ہے اور بعد خلاف کی بھی اجماع حاصل ہو جاتا فرماتے ہیں
اور انقراض عصر شرط نہیں ہے چنانچہ عبارت انکی جسمیں تمام امور مذکور ہیں یہ ہے المسئلة الحادیة عشر
قد دللنا علی ان قوله واولی الامر منکم یدل علی ان الاجماع حجة فنقول کما انه دل علی هذا الاصل فکذلک یدل علی
مسائل کثیرة من فروع القول بالاجماع ونحن نذکر بعضها الفرع الاول مذهبنا ان الاجماع لا ینعقد
الا بقول العلماء الذین یمکنهم استنباط احکام الله من نصوص الکتاب والسنة وهؤلاء هم المسمون
باهل الحل والعقد فی کتب اصول الفقه فنقول الآیة دالة علیه لانه تعالی اوجب طاعة اولی الامر
والذین لهم الامر والنهی فی الشرع لیس الا هذا الصنف من العلماء لان المتکلم الذی لا معرفة له بکیفیة
استنباط الاحکام من القرآن والحدیث فقد علی ما ذکرناه فلما دلت الآیة علی ان اجماع اولی الامر حجة علمنا
دلالة الآیة علی انه ینعقد الاجماع بمجرد قول هذه الطائفة من العلماء واما دلالة الآیة علی ان العامی غیر
داخل فیه فظاهر لانه من الظاهر انهم لیسوا من اولی الامر الفرع الثانی اختلفوا فی ان الاجماع الحاصل
عقیب الخلاف هل هو حجة والاصح انه حجة والدلیل علیه هذه الآیة وذلک لانا بینا ان قوله اطیعوا الرسول
واولی الامر منکم یقتضی وجوب طاعة جملة اهل الحل والعقد من الامة وهذا یدخل فیه ما حصل بعد الخلاف
وما لم یکن کذلک فوجب ان یکون الکل حجة الفرع الثالث اختلفوا فی ان انقراض اهل العصر هل هو شرط
والاصح انه لیس بشرط والدلیل علیه هذه الآیة وذلک لانها تدل علی وجوب طاعة المجمعین وذلک یدخل
فیه ما اذا انقرض العصر وما اذا لم ینقرض الفرع الرابع دلت الآیة علی ان العبرة باجماع المؤمنین لانه تعالی
قال فی اول الآیة یا ایها الذین آمنوا ثم قال واولی الامر منکم فدل هذا علی ان العبرة باجماع المؤمنین فاما سائر
الفرق الذین یشک فی ایمانهم فلا عبرة بهم انتهی الغرض استغراق عرفی کی تقدیر بمعنے حدیث کے یہ ہوئی ہیں کہ جب کسی زمان کسی
مکان کے علماء اہل سنت و جماعت کسی قول و فعل کو حسن و نیک جانیں تو وہ اللہ کے نزدیک بھی حسن و نیک ہے اور تمام
علماء بہیئت زمانوں کی بہیئت تمام مکانوں کی حسن جانیں تو اوس کا بطریق اولی حسن و نیک ہونا ثابت ہوگا خدا تعالی کے نزدیک

پس اشارۃ النص و دلالت النص و تمام علماء جہان و تمام زمانوں بہت زمانوں کا اتفاق استحسان کے تحقیق کیواسطے ضرور نہیں ہے
اور کسیطرح اس مراد کی حدیث مین دلالت نہین ہے لام استغراق کیواسطے ہونا ہرگز اس محل مین اسکو نہین چاہتا ہے اور ہمارے فقہا
عرف و تعامل ایک موضع و ایک زمانہ کا ہو شرعاً معتبر ہونا فرماتے ہین اوس زمانہ اور اوس مکانین بدلیل اسیہی حدیث کی در مختار
کی کتاب الوقف مین ہے لان التعامل یترک بہ القیاس لحدیث ما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن انتہی
اسکی تحت مین رد المحتار مین ہے وعلی ھذا فالظاہر اعتبار العرف فی الموضع والزمان الذی اشتہر فیہ دون
غیرہ فوقف الدراہم متعارف فی بلاد الروم دون بلادنا و وقف الفاس والقدوم کان متعارفاً فی زمن
المتقدمین ولم نسمع فی زماننا فالظاہر انہ لا یصح الآن وان وجد نادراً لا یعتبر لما علمت من ان التعامل ھو
الاکثر استعمالاً فتامل انتہی یہہ عبارت اوپر بہی گذر چکی ہے یاددہانی کو پہر ذکر کر دے اس سے صاف معلوم ہو کہ جس موضع
و مکانین عرف پایا جاتا ہو وہان معتبر ہو اور اسکے سوا مین معتبر نہین اور دلیل یہی حدیث ہو اگر ایک زمانہ کی تمام مکانین کے
علماء کا نیک جاننا عرف و تعامل کے اعتبار کیواسطے ضرور ہوتا اور حدیث کی بہی یہی مراد فقہاء کے نزدیک ہوتی تو فقط ایک
موضع کا عرف تعامل معتبر کیونکر فرماتے اور ہمارے علماء نے جو اس حدیث کو اجماع کی دلیل قرار دیا ہو تو وہ اسطرح مستقیم ہو کہ جب
ایک موضع کے مسلمانونکا کسی چیز کو حسن جاننا موجب اوسکے حسن عند اللہ ہونیکو ہے تو تمام مواضع کے علماء مجتہدین
کسی چیز کو حسن جانین تو وہ چیز بطریق اولی عند اللہ حسن ہے پس استدلال علماء کا اس حدیث سے بطور دلالت نص
اولی کی ہے جسطرح ولا تقل لہما اف سے استدلال حرمت ضرب پیر کوئی کرے پس دلیل اجماع ہونا مانع ہمارے مقصود
کو نہوا اور عبارات فقہاء عرف و تعامل کے بارہ مین جو کتب فقہیہ مین ہین چنانچہ بعض کتب کی عبارات اوپر گذر بہی چکی ہین
اور اب یہ دوبارہ بہی در مختار و رد محتار سے نقل کی گئی ہین ان عبارات فقہاء سے عرف و تعامل کے ثبوت کیواسطے جسکی دلیل
حدیث ما راہ المسلمون ہے یہ معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہے کہ وہ اہل عرف و تعامل مجتہدین ہووین اور غیر مجتہدین کا
عرف تعامل معتبر نہین ہے اور اوپر مسلم الثبوت و شرح بحر العلوم سے گذر چکا ہے کہ اتفاق علماء محققین علے امر الاعصار
حجت مانند اجماع کی ہے اگرچہ وہ اتفاق کرنیوالے مجتہدین نہوں پس اس سے خوب واضح ہے کہ تعامل و تعارف کی معتبر
ہونیکے واسطے اجتہاد ضروری نہین ہے ہان اجماع اصطلاحی کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضروری ہو اور استحسان
و تعارف ملحق بالاجماع ہے چنانچہ اوپر مکرر نور الانوار سے گذر چکا ہے و تعامل الناس ملحق بالاجماع انتہی اگر استحسان
و تعامل و تعارف کے واسطے مجتہدین کا اتفاق ضرور ہوتا اور بدون مجتہدین کے غیر مجتہدین سے استحسان و تعامل کا
تحقق نہوتا تو تعامل و استحسان عین اجماع ہوتا نہ ملحق بالاجماع اور نتائج الافکار سے بہی اوپر گذر چکا ہے کہ تعامل
بمنزل اجماع کی ہے جب اتفاق مجتہدین اسکی ثبوت کیواسطے شرط ہوتا نزدیک فقہاء کرام کے تو بمنزل اجماع کیون

فرماتے ہیں اجماع فرماتے اور اجماع میں اتفاق ایک زمانہ کے تمام مجتہدین کا شرط ہے فقط ایک موضع کے علماء کا اتفاق کافی
نہیں ہے اور استحسان میں ایک موضع کے علماء و مسلمین کا اتفاق ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے واضح ہو گیا
ہے پس اتفاق تمام مجتہدین کو استحسان کے تحقق کے واسطے شرط کہنا اور بدون اسکے ثبوت استحسان نہ ماننا دلالت
واضحہ عدم علم جامع براہین پر کرتا ہے اور مسلمون کے فرد کامل مجتہدین کاملین کو ہی بتانا بھی سفاہت صرف ہے آجتک اسکا
بھی کوئی قائل نہیں ہوا ہے فمن ادعی فعلیہ البیان اولی الامر و اھل الذکر سے مراد تو مجتہدین ہونا لکھا ہی ہے
مومنین مسلمین سے مراد مجتہدین ہونا یہ ایجاد بندہ ہے شاید تو چال و روش سید احمد خان تفسیر احمدی اردو والے کی
سیکھی ہے ہر ایک حدیث کے معانی تمام جہان سے علیحدہ ہی اختراع کئے جاتے ہیں قرآن شریف و احادیث میں مومنین
و مسلمین کے واسطے دخول جنت کی خبر دی ہے سب جگہ مجتہدین ہی مراد لیکر دخول جنت کو بھی مجتہدین کے ہی واسطے خاص
کرے یہ جامع براہین کا یعنی وہابیہ جہلاء کا حرمان دخول جنت سے قبول کرے بلکہ فرد کامل اسلام صحابہ کرام ہیں بہ نسبت
مجتہدین تابعین کے اور بہ نسبت صحابہؓ کے انبیاء علیہم السلام فرد کامل اہل اسلام کے ہیں پس تمام امور استحسان و دخول
جنت وغیرہا مخصوص انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کرنا چاہئے باقی تمام کو خارج ماننا چاہئے ایسے جہالت کا کیا ٹھکانا ہے کہ
جس سے تمام احکام شرعیہ درہم برہم ہو جاویں اور مشتق میں لمبدا علت حکم ہوتا ہے یہ مسلم ہے لیکن یہاں مبدا اسلام ہے اجتہاد
نہیں ہے اسلام سے مراد اجتہاد لینا یہ اجتہاد فاسد و استنباط کاسد جامع براہین کا ہے یہ وہابیہ کے حق میں حجت ہو گا
جنکو واسطے جامع براہین احکام جدیدہ گھڑنے کو مجتہد بنا ہے اہل سنت و جماعت میں کوئی ایسے اجتہاد جامع براہین یا کسی
دوسرے وہابی کو تسلیم نہیں کرتا ہے اور اس حدیث یعنی ما راٰہ المسلمون اور لا تجمع امتی علی الضلالۃ کے
معنی ایک ہی بعینہ بتانا بھی غلط محض ہے حدیث اول مفید استحسان کو ہے جو ملحق بالاجماع و بمنزلہ اجماع ہے حکم میں
اور حدیث لا تجمع امتی مثبت عین اجماع ہے و بینہما بون لبعید اور اجماع قطعی کا ارشاد ہونا بھی ان دونوں میں متکلم
فیہ و منظور فیہ اب منصفین غور فرماویں کہ جامع براہین نے فقط الفاظ کسی سے سن سنا کر یاد کر لئے اور معنی انکو کسی سے
نہیں پڑھے یا صاحب انوار ساطعہ نے اتنی اس جامع براہین کو خبر نہیں کہ جو صاحب انوار کو یہ کہتا ہے وہ انجام کار اسی میں
نکلتا ہے سچ ہے آسمان کا تھوکا منہ پر آتا ہے **قال** جامع البراہین پس مولف انکو لکھ دیکھے کہ اجماع کسکا معتبر ہوتا ہے
اور اجماع کس وقت اور کس شرائط سے قابل اعتماد ہوتا ہے اور یہاں قیود مروجہ مولود میں وہ شرائط ہیں یا نہیں یہ بھی
بحث ادلہ اربعہ میں کہا گیا ہے اگر مولف کو کچھ علم ہے تو دیکھ لیوے تو شاید سمجھ جاوے کہ یہ بھی جبر گردش انکا طائفہ
من امتی اور طوبی للغرباء کا مورد ہے اور یہ مجلس مروجہ خارج از ادلہ اربعہ ہے زیادہ تطویل کرنا اور بار بار اعادہ کرنا
مضامین کا کچھ ضرور نہیں **اقول** و باللہ التوفیق اب ہی ہم تمکو بتا چکے ہیں کہ اجماع منعقد ہوتا ہے ساتھ قول مسلمین

اہل سنت وجماعت اور مجبر وقول اونکی سے انعقاد اوسکا ہوجاتا ہے اور کوئی وقت خاص اجماع کا نہین ہے جسوقت اتفاق علماء مستنبطین ہوگا اجماع ہوجاویگا اور بدعتی وفاسق نہونا شرط ہے یہان قیود مروجہ مین اتفاق علماء مستنبطین مانند جلال الدین وابن حجر وابن جزری وسخاوی وملا علی واعیان علماء امصار علی ممر الاعصار پایا گیا ہے یہ علماء اگرچہ مجتہد مطلق نتھے لکن اہل استنباط ہونے سے خالی نتھے اسیواسطے جلال الدین سیوطی وابن حجر نے استنباط وقیاس حدیث عقیقہ وعاشورہ پر کرکے محفلکو ثابت کیا اہل استنباط مین سے یہ لوگ نہوتے تو استنباط انکو کرنا ہرگز درست نہوتا یہ قیاس انکا سند اجماع جاننا چاہئے اور مستنبطین انکی زمانہ اور زمانہ لاحق کے اس محفل کی جواز واستحباب پر متفق ہوئے تمام ملکوں مین بلکہ ان سے قبل ہی متفق تھے اور کسی اقل قلیل کا انکار مانند فاکہانی کے بلا دلیل اوسکا انکار ہی مضر اجماع واتفاق کو نہوا چنانچہ اوپر گذر چکا ہے اور بالفرض اگر اس اتفاق کو اجماع نکہو تو اتفاق محققین فی الامصار علی ممر الاعصار ہونیمین شک نہین ہے منصفین کے نزدیک اور ایسا اتفاق مانند اجماع حجت شرعیہ ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے اور استحسان علماء امصار علی ممر الاعصار کو ہی جو ملحق بالاجماع ہے اب جامع براہین آنکہہ کھولکر دیکھے کہ یہ ادلہ شرعیہ جواز قیود کے موجود ہین یا نہین اگر جامع براہین کو کچہہ بھی علم ہے تو دیکھنیکے بعد سمجہہ جاویگا کہ مذہب اہل سنت وجماعت اس محفل کے بارہ مین حق ہے اور مذہب وہابیہ باطل ہے اور یہ دستی انکا جبر کہ وہابیہ کا اہل سنت وجماعت سے مطلقاً چنانچہ علماء نے اسکی تصریح کی ہے انکا عقیدہ یہی ہے کہ سوائے اپنے جبر کہ ذی پانچ کے باقیکو مشرک جانتے ہین ایسا عقیدہ خوارج کا تھا جس پر خروج کرنا جانتے ہین تو اوسکے کفر کے معتقد ہوتے ہین اور عبد الوہاب نجدی کے اتباع کا یہی حال ہے اوسیی سبب سے اہل حرمین شریفین اہل سنت وجماعت اور اونکے علماء کے قتل کو مباح جانتا تہا خدا تعالیٰ نے لشکر اسلام کو مظفر ومنصور اونپر کیا اور انکی شوکت کو توڑ دیا چنانچہ یہ واقعہ حرمین شریفین مین ۱۲۳۳ھ مین ہوچکا ہے قال فی رد المحتار علمت ان ہذا غیر شرط فی مسمی الخوارج بل ہو بیان لما خرجوا علی سیدنا علی رضی اللہ عنہ والا فیکفی فیہم اعتقادہم کفر من خرجوا علیہ کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوہاب الذین خرجوا من نجد وتغلبوا علی الحرمین وکانوا ینتحلون مذہب الحنابلۃ لکنہم اعتقدوا انہم ہم المسلمون وان من خالف اعتقادہم مشرکون واستباحوا بذلک قتل اہل السنۃ وقتل علمائہم حتی کسر اللہ شوکتہم وخرب بلادہم وظفر بہم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین ومائتین والف انتہی اور یہ جامع براہین بھی مذمت اہل حرمین شریفین بیان کرچکا ہے اور اونکو فساق واہل بدعت بنا چکا ہے اور دیوبند کو اون پر ترجیح دیچکا ہے مگر اسکے قبضہ قدرت مین اہل حرمین واونکے علماء کا قتل کرنا نہین ہے اسواسطے فقط زبانی اہانت انکی کرتا ہے اور فرقہ نجدیہ کی مذمت احادیث نبویہ سے بھی مفہوم ومعلوم ہوتی ہے اور آنحضرت صلعم نے نجد کے حق مین دعاء خیر نفرمائی باوجودیکہ

استدعا بالتکرار صحابہ رضی اللہ عنہم نے کی اور وہان زلازل وفتن کا ہونا اور وہان سے طلوع کرنا قرن شیطان کا فرمایا چنانچہ
بخاری مین روایت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ہے قال ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم بارک لنا فی شامنا اللہم بارک لنا فی یمننا
قالوا یا رسول اللہ وفی نجدنا فاظنہ قال فی الثالثۃ ہناک الزلازل والفتن وبہا یطلع قرن الشیطن
بہت سے فتنہ وفساد نجد کیطرف سے برآمد ہوچکے ہین اور ہونگے جیسے چنانچہ یاجوج ماجوج اوسی طرف سے ہوکر
آوینگے اور واقعہ جمل وصفین وخروج خوارج وفتنہ مفتاح کبرے قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اوسی جانب سے نکلا ہے
قال العینی شارح البخاری فاخبر ان الفتنۃ تکون من تلک الناحیۃ وکذلک کانت وہی واقعۃ صفین ثم ظہور
الخوارج فی ارض نجد والعراق وما وراءہا من المشرق وکانت الفتنۃ الکبری التی وہی کانت مفتاح
فساد ذات المبین قتل عثمان رضی اللہ تعالی عنہ وکان علیہ السلام یحب من ذلک ویعلم بہ قبل وقوعہ
وذلک من دلالات نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم وقال الکرمانی فاخبر ان الفتنۃ تکون من ناحیتہم کما ان وقعۃ
الجمل وصفین وظہور الخوارج فی ارض نجد والعراق وما وراءہا کانت من المشرق وکذلک یکون خروج
الدجال ویاجوج وماجوج انتہی بقدر الحاجۃ واخرج البخاری عن ابی سعید الخدری عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
قال یخرج ناس من قبل المشرق یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من
الرمیۃ ثم لا یعودون فیہ حتی یعود السہم الی فوقہ قیل ما سیماہم قال سیماہم التحلیق او قال التسبید
اور مراد مشرق سے اس حدیث مین مشرق مدینہ طیبہ ہے کہ وہ نجد وما بعد نجد کا ہے قال الکرمانی مشرق المدینۃ
الطیبۃ علی صاحبہا افضل الصلوۃ والتسلیم مثل نجد وما بعدہ انتہی کوئی یہ گمان نکرے کہ خوارج اس حدیث سے
مراد ہین اتباع محمد بن عبد الوہاب جو وہابیہ ہین مراد نہین اور اسکے ثبوت کیواسطے کہ خوارج مراد ہین عبارات علماء پیش
کرے کیونکہ ہم جواب مین کہینگے کہ جن علماء نے لکھا ہی کہ خوارج مراد ہین اونکی زمانہ تک اتباع عبد الوہاب کا خروج وفتنہ
نہوا تہا اونکے زمانہ مین ہوچکا ہوتا تو ان وہابیہ کو بھی لوگ نہین وہ شمار کرتے اور علت بددینی وبدعت ضلالت جو
خوارج مین ہے کہ سوائی اپنے جرگہ کے باقی کے کافر ہونیکا اعتقاد کرتے ہین اور اہل سنت وجماعت کے قتل کو حلال ومباح
جانتے ہین یہی اس فرقہ وہابیہ مین موجود ہی کہ اہل سنت وجماعت کو مشرک بتاتے ہین اور قتل بھی علماء حرمین شریفین
اہل سنت وجماعت کو یہ کرچکے ہین اور خاص حرم محترم مین خون ریزی انہون نے کی اور ایسے امور کی اباحت کے
یہ قائل ہین اور اتباع عبد الوہاب کا یہ فعل بد کوئی وہابی نہین کہتا ہی پس یہ اور خوارج دونون برابر ہین اور عادت
خوارج کی یہ ہے کہ جو جو آیات کفار کے حق مین نازل ہین وہ مومنین کے حق مین قرار دیتے ہین اسلیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اونکو
بدترین خلائق جانتے تھے مجمع البحار مین تحت لفظ حدیث کی جلد اول مین موجود ہی یقولون لقول خیر البریۃ انتہی

صلی اللہ وھو القرآن بکان ابن عمر یری الخوارج شرار الخلق لانہم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار
فجعلوھا علی المؤمنین انتہی یہی حال وہابیہ کا ہی اتخذوا احبارھم ورھبانہم اربابا من دون اللہ او
آیت ما الفینا علیہ اباءنا وغیرہما منزل فی الکفار کو حق مومنین مین پڑہتے ہین چنانچہ مولوی اسمٰعیل مقتول اس
فرقہ کے سرگروہ جسنے امکان کذب باریتعالی کا مسئلہ اختراع اور کفریات مین دوسرے جہال وہابیہ کو ڈالا ہے
اپنے بعض تصانیف مین ان آیات کو حق مقلدین ائمہ مین پڑہا ہی پس صفات خوارج ان وہابیہ مین موجود ہین اور بعض
صفات دوسرے فرقون بدعیہ کے بہی انمین ہین کہ تفصیل اوسکی مقتضی تطویل ہے اور امکان کذب باریتعالی اور نفی کا
کہنا کہ رسول اللہ صلعم میرے بہائی ہین یہ جامع براہین صاحب گہڑ رہے ہین اور منکر ایک رکعت وتر کے ایمان کا ٹہکانا نہین
بتاتے ہین جس سے لازم آتا ہی کہ امام ابی حنیفہ و حسن بصری و متبعین اونکے و بعض صحابہ رض کے ایمان کا ٹہکانا نہین ہی اور بہت سے
مزخرفات اوسکے اوپر گذر چکی ہین اسیطرح تمہارے مقتدای مولوی اسمٰعیل نے اپنے رسالہ ایضاح الحق مین آب
دہ دردہ کو جو تمام حنفیہ کے نزدیک معمول و معتبر ہے بدعت حقیقیہ لکہا ہی اور طریق اولیاء امت محمدیہ در باب اذکار
و ضربات و جلسات کو بہی اوسی رسالہ مین بدعت کہا ہے ذرا آنکہین کہولکر دیکہو اور شرم کرو کہ اولا تمہاری لامذہبی کے
تمہارے زمین دلمین وہی بزرگ کر گئی ہین اگر تمنے ایک رکعت وتر کے انکار کرنیوالے کے ایمان مین شک کیا تو کیا تعجب ہی
یہ مرض تو تمہارا موروثی ہو چکا ہی کچہہ آجہی کو یہ تنئی ہڑک نہین اوٹہی ہے منصفین کے نزدیک بلاشبہ یہ احادیث
جو اوپر گذری ہین اونکی حق مین صادق ہین لیس اہل بدعت ضلالت ہونا اس فرقہ کا واضح ہی اور امکان کذب باریتعالی کا
قائل ہونا تو موجب کفر ہی ہی اور مولوی عبدالحلیم صاحب لکہنوی حاشیہ نور الانوار مین * اور مضل کالروافض
والخوارج والمعتزلۃ ونحوھم کی فرماتے ہین قولہ ونحوھم کالوھابی المنکر للشفاعۃ انتہی تقویۃ الایمان
مین انکار بعض اقسام شفاعت کا حق مؤمنین مین کیا ہی اور اقسام اپنی طرف سے گہڑ کر مین انکار کرنے کیواسطے پس
اس جرگہ وہابیہ کا تو یہ حال ہے کوئی مسلمان باوجود اطلاع کے اس جرگہ وہابیہ کی ضلالت پر اوسکو مورد طائفہ من امتی
وطوبی للغربا کیونکر تصور کر سکتا ہے جامع براہین گنگوہی اپنے منہ سے مورد بنتا ہی بلا دلیل کے تو کون سنتا ہی ایسے
تو تمام فرقون باطلہ کی عادت ہی کہ اپنے کو ایسا ہی بتاتے ہین حق یہ ہی کہ وہی سواد اعظم مؤمنین علماء کا ہی جو اہل سنت ہین
نہ وہابیہ جو سواد اعظم سے جدا ہو کر مصداق و مورد من شذ شذ فی النار کی ہین اور طائفۃ من امتی وطوبی للغربا
کا حال اوپر بخوبی معلوم ہو چکا ہے دوبارہ ذکر کی ضرورت نہین ہے اب جامع براہین آنکہہ کہولکر دیکہے کہ جرگہ من شذ
من شذ فی النار کا مصداق ہی یا نہین خوب اسمین فکر کرے اور خوب سوچے سمجہہ مین نہ آوے تو بمقتضائی فاسئلوا اھل
الذکر ان کنتم لا تعلمون علماء اہل سنت و جماعت سے جو سواد اعظم ہین دریافت کرے اور مجلس مروج کی حقیقت کا قائل

* تعریف قول مولوی صاحب در نور الانوار

ہووے اور انکار سے توبہ کرے **قال** جامع البراہین مگر اسقدر ہر عاقل سمجھ لیوے کہ ماراٰہ المسلمون اوسوقت ہی کہ
اولۂ ثلثہ شرعیہ سے کچھ اوسکا ثبوت ہو ورنہ جب ان اولہ سے قبح کسی شئی کا ثابت ہے تو شئی عنداللہ قبیح ہو چکی اب تمام دنیا کی
حسن جاننے سے بھی وہ حسن نہیں ہوسکتی مگر ہاں جب اولۂ ثلثہ میں صریح نہیں تو ضرور خفی طور پر کچھ ہوگا اوسوقت جب
سب علما اوس پر متفق ہوجاویں اور کسی خفی امر سے استنباط کرکے مجتمع ہوجاویں کہ ایک بھی اوس سے منفرد نہو تو وہ
عنداللہ حسن ہوگیا اجماع اسکا مظہر اوس حکم کا ہوگیا تامل درکار ہے لیس یہاں تو اولہ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہولیا اب
مولف کی مسلمون کے جاننے سے قبح اوسکا رفع نہیں ہوسکتا مولف زرا ہوش کرے کلمہ پڑہکر سمجھے **اقول** وباللہ التوفیق
جامع براہین اپنی ناعاقل وہابیہ کو یہ مزخرفات اپنی سمجھادے اہل سنت وجماعت تو ایسے واہیات پر کبھی کبھی کان بھی نہ لگاویں
قبول کرنا تو چہ معنی دارد مطلقاً یہ حکم کرنا کہ جب اولہ شرعیہ سے کچھ ثبوت نہو اور قبح کسی شئے کا اون اولہ سے ثابت ہے تو تمام دنیا کی
حسن جاننے سے وہ حسن نہیں ہوسکتی ہے سراسر جہالت وسفاہت ہے دیکھو اجرت قرآن وفقہ واذان پر مثلاً لینا بدلیل حدیث
واقوال امام ابی حنیفہ وقول صاحبین قبیح ہے اور غیر جائز ہے اور باوجودیکہ متاخرین نے اوسکو حسن جانا ہے اور وہابیہ بھی بلکہ خود
گنگوہی بھی اوسکو جائز کہتا ہے اور دیوبند والے جنکو اہل حرمین شریفین پر ترجیح دیتا ہے وہ تمام تعلیم علم دین تفسیر
وحدیث وفقہ پر اجرت لیتے ہین اب گنگوہی کا انکار اس حدیث اور قول امام وصاحبین کا جنسے عدم جواز اجرت کا ثبوت ہے ان
امور پر کرجاوے یا کہدیوے کہ اجرت ان امور پر کسیطرح اور کسی حیثیت سے قبیح نہ تھے لکن آنحضرت صلعم نے اور امام صاحب
وصاحبین نے غیر جائز کہدیا ہے تو آنحضرت صلعم اور امام وصاحبین کیطرف گنگوہی جھوٹا مسئلہ بتانیکی نسبت
کرکے اپنے ایمانکا حال ظاہر کردیگا اور اگر انہیں حکم بسبب انتشار علت کو حجت قرار دیگا اور وجہ گذاریگا تو اپنے منہہ سے
اپنے قولکو اس نے ردکر دیا کہ ہان جس شئے کا اولہ شرعیہ سے قبح ثابت ہووے وہ بھی حسن جانے مسلمونکی سے حسن ہو جاتی ہے
اور قبیح اوسوقت ہے کہ مسلمون نے اوسکو حسن نہیں جانا ہے پس یہ نہیں کہ کسی چیز کا اولہ سے قبح ثابت ہو جاوے تو کسی وقت
اوسکا قبح مرتفع نہیں ہوتا ہے اور حسن جاننے سے وہ حسن نہیں ہوتی ہے اسہی کا قائل گنگوہی ہوا ہے پس اوسکا بطلان
اظہر من الشمس ہے اور سفاہت گنگوہی کی ظاہر ہے اور جہالت ثابت ہے اور یہ قول کہ (سب علما متفق ہوجاویں اور
کسی امر خفی سے استنباط کرکے مجتمع ہوجاویں کہ ایک بھی اوس سے منفرد نہو وہ عنداللہ حسن ہوگیا) اس سے بھی عدم علم
گنگوہی ظاہر ہے کیونکہ کسی امر خفی سے جب استنباط ہوا تو استنباط خود مستقل دلیل شرعی ہے اور قبل اس سے بھی گنگوہی
کہہ چکا ہے کہ اوس پر باشارۃ النص ودلالۃ النص تمام علما جمع ہوجاویں الخ اسیطرح دلالۃ النص واشارۃ النص بھی دلیل شرعی
مستقل ہے اگر اشارۃ النص قرآن ہے تو قرآن مین داخل ہے اور اشارۃ النص حدیث ہے تو حدیث مین داخل ہے علی ہذا القیاس
دلالۃ النص قرآن ودلالۃ النص حدیث بھی قرآن وحدیث مین داخل ہے پس جو امر استنباط سے ثابت ہو وہ قیاس سے ثابت ہے

اور جو اشارہ نص و دلالت نص سے ثابت ہی قرآن وحدیث سے ثابت ہے پس جو استنباط و قرآن وحدیث سے ثابت
ہووے اوسکے حسن ہونے کیواسطے نزدیک اللہ تعالی کے تمام علما جمع ہونیکی قید لگانا باعلی صوت ندا کرتا ہے کہ بدون اجماع
تمام علمار کے اگرچہ اکثر علمار کا اتفاق ہی اور بعض دو چار کا اتفاق نہووے تو وہ امر یعنے وہ امر جو استنباط و اشارہ نص
قرآن وحدیث و دلالت نص قرآن وحدیث سے ثابت ہے خدا تعالی کے نزدیک حسن نہین ہے جسکا حاصل ہوا کہ فقط استنباط
و اشارہ نص و دلالت نص سے جسکا ثبوت ہو تو وہ خدا تعالی کے نزدیک حسن نہین ہے اور حسن اوسوقت ہوگا کہ تمام علما کا
اجماع بھی ہو جاوے اسطرح سے ہو کہ ایک بھی منفرد نہووے حالانکہ نہ کوئی آجتک اوسکا قائل ہوا ہی کہ فقط اشارہ
نص و دلالت جو قرآن وحدیث مین ہی داخل ہے کسی امر کے جواز پر دال ہووے تو وہ حسن عند اللہ نہین ہے اجماع
تمام علمار کا بھی اوسکے ساتھ منضم ہووے اوسوقت حسن عند اللہ ہووے اور نہ یہ عقل سلیم و فہم مستقیم مین آسکتا ہی اور کوئی
ادنی طالب علم بھی نہین مانسکتا ہی بلکہ کسی جاہل نے بھی صحبت کسی عالم کی اٹھائی ہوگی وہ قبول نہ کریگا کہ استنباط
و اشارہ نص و دلالت سے جو ادلہ شرعیہ مین کوئی امر ثابت ہووے اور استحباب اوسکا ان ادلہ سے معلوم ہو جاوے
اور اجماع کامل ہو تو وہ عند اللہ حسن نہین ہے یہ امر بدیہی ہے کہ ادلہ شرعیہ سے جسکا استحباب ثابت ہی اوسکا حسن
ہونا ضرور ہے ورنہ لازم آویگا کہ استحباب ایسا بھی ہوتا ہی اوسکا ثبوت قرآن وحدیث و قیاس سے ہوتا ہی اور وہ عند اللہ
حسن نہین ہوتا ہی جسکا امتناع و استحالہ ظاہر ہے ایسے اقوال باطلہ کہنے کی جرات ان حضرت گنگوہی کو ہی کہ خلاف عقل
و نقل کے ایسے اقوال باطلہ کہتے ہین انکو کہتے ہوئے شرم بھی نہین آتی کہ یہ اقوال لائق مضحکہ اطفال ہین اپنے منہ سے
کسطرح نکالون اب تامل درکار ہونا جو گنگوہی مولف انوار کے حقمین کہتا تہا منصفین غور کرین کہ خود گنگوہی کے حقمین
ہی یا مولف انوار کے حقمین اور یہ اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ استحسان کی ثبوت کیواسطے اور عرف تعامل کے تحقق کیلئے تمام علمار کا
حسن جاننا ضرور نہین ہے بعض زمانہ و بعض مواضع کے علما کا حسن جاننا ہی کافی ہے چنانچہ اوپر عبارت رد المحتار سے
واضح ہو چکا ہی اور اگر یہی ہو کہ تمام علمار کا اجماع و تمام کا اتفاق ہووے کہ کوئی بھی منفرد ہووے اوسوقت استحسان ثابت
ہوتا ہی اور خدا تعالی کے نزدیک اوسوقت مستحسن ہوتا ہی تو قبیح ہونے کیواسطے بھی اتفاق کل علما کا کہ کوئی بھی منفرد
نہووے ضرور ہونا چاہئے اور ایک بھی منفرد ہووے تو قبیح ہونا نزدیک خدا تعالی کے ثابت نہووے اسلئے کہ پوری حدیث
یہ ہی عن ابن مسعود قال ان اللہ نظر فی قلوب العباد فاختار محمدا صلی اللہ علیہ وسلم فبعثہ برسالتہ ثم نظر فی
قلوب العباد فاختار لہ اصحابا فجعلہم انصار دینہ ووزراء نبیہ فما راہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
وما راہ المسلمون قبیحا فہو عند اللہ قبیح ذکرہ ابن جوزی رواہ احمد و بزار طیالسی و طبرانی اس حدیث ابو یعلی جسطرح لفظ مسلمون معرف
باللام حسن ہونیکے بارہ مین وارد ہی اسیطرح لفظ مسلمون معرف باللام قبیح ہونیکے بارہ مین نازل جیسے وہان یعنے حسن ہونیکے بارہ مین لام

واسطے ضرور جاننا ہر پس لازم ہی گنگوہی پر کہ یہان بہی یعنے قبیح ہونے کیواسطے بہی لام استغراق لیکر تمام علمائکا اتفاق
قبیح ہونے پر بدون انفراد کسی ایک کے بہی ضرور جانے اور اگر ایک بہی علمائمین سے قباحت کا انکار کرے تو اوسکی
قباحت کا ثابت ہونا نہ مانے پس اس تقدیر پر قباحت محفل میلاد شریف فاتحہ کہانی اور عرس شریف کی چند جہال وہابیکی
قبیح جاننے سے باوجود اسکی کہ اسکی قباحت کی ایک جماعت کثیر وجم غفیر منکر ہے ہرگز ثابت نہ ہوگی اور لازم آویگا کہ قباحت
کسی چیز کی قیاس سے اور دلالت نص حدیث و قرآن و اشارت نص قرآن و حدیث سے جبتک اجماع کل علمائکا نہو
ہرگز ثابت نہووے اور اوسکو گنگوہی بہی ہرگز قبول نہ کریگا پس یہ زعم گنگوہی بخوبی باطل ہے یہ جہالت صرف ہے
جامع براہین کی کہ کہتا ہے کہ دلیس بیان تو ادلہ اربعہ سے قبح ان قیود کا ثابت ہولیا خیال کرنا چاہیئے کہ ادلہ اربعہ
قبح تو اوسوقت ثابت ہوتا کہ قرآن کی آیت سے اسکا قبح ثابت ہوا ہوتا ایک آیت بہی گنگوہی نے مقتبدا اسکی نقل نکی
اور ایک حدیث بہی مثبت قباحت اسکی موجود نہین ہے اور اجماع سے اسکی قباحت ہونا تو کوئی بچہ بہی جسکو تعریف
اجماع معلوم ہے تسلیم نکریگا اور جامع براہین کو جہوٹا جانیگا کہ ابہی تمام مجتہدین کا اتفاق بدون اسکی کہ ایک بہی
منفرد ہووے اور جدا ہووے اوس اتفاق سے استحسان کیواسطے اور اجماع کیواسطے ضرور کہتا تہا اسی مقام مین اور
اوپر فقط فاتحہ کہانی کے انکار ہی سے اتفاق تمام علمائے محققین کو باطل بتا چکا ہے اور یہان سب کچہہ بہولگیا اور مدہوش
ہوکر قبح قیود کا ادلہ اربعہ سے کہ اونمین اجماع بہی ہونا ضرور ہی زعم کرنے لگا دروغ گو را حافظہ نباشد کونسے زمانہ کے
تمام مجتہدین نے قیود محفل میلاد کو قبیح کہا ہے سچا ہی تو ثابت کرے ورنہ کذب صریح اسکا واضح ہے اور کونسے مجتہد کا
قیاس صحیح اوسکے قبیح ہونے مین موجود ہے پس جامع براہین کا کذب ومدہوشی واضح ہے اپنی بلا دوسرے پر ڈالنے
کو مولف انوار کو مدہوش کرنا سکہاتا ہے اور یہ جو گنگوہی نے کہا ہی کہ (مولف کو مسلمون کے حسن جاننے سے قبح اسکا
رفع نہین ہوسکتا ہے) بیشک مسلمون تو مولف کو ہین اور اخوت اسلامی مسلمون و مولف کو درمیان مین ثابت ہے
اور تمام مسلمانونکا یہی حال ہے کہ باہم اخوت اونکی ہو لیکن وہابیہ نہ مسلمانونکے ہین اور مسلمان وہابیہ کے ہین کیونکہ
وہابیہ مین اسلام نہین تو وہ کسطرح مسلمانونکے برادران اسلام ہوسکتے ہین باین معنی گنگوہی کا کہنا بلیس یہ قول جامع
براہین راست و مستقیم ہوسکتا ہے اور مولف انوار و دیگر تمام اہل سنت ہم مشرب مولف انوار ساطعہ کے کلمہ ایمان
و اسلام پڑہتے ہین اور نور الایمان اونکے دلونمین حاصل ہے وہ کلمہ جسکی نسبت جامع براہین لکہتا ہی کہ (کلمہ پڑہکر جو
معلوم نہین جامع براہین کا کونسا کلمہ اپنا ٹہرایا ہے جسکو پڑہنا چاہتا ہے شاید شیخ نجدی کا وہ کلمہ ہوگا جو وہابیہ نے
ٹہرایا ہوگا سو وہ بجای کلمہ طیبہ و کلمہ شہادت کے اہل اسلام ہرگز نہین پڑہینگے اور ایمان و اسلام وہابیت کے عوض
مین ہرگز فروخت نکرینگے اس سے گنگوہی خاطر جمع رکہے اور اگر یہ مراد جامع براہین کی ہی کہ مولف انوار بہی کلمہ طیبہ و کلمہ

شہادت پڑہکر مسلمان ہوکر سوچے تو جامع براہین کو یہ بھی شریعت جدیدہی کہ مولف انوار پر جو حدیث مارآہ المسلمون
سے استحسان کا اثبات کرتا ہی جسکی حقیقت اوپر معلوم ہو چکی ہے اس سے سلب ایمانکا حکم کرتا ہی ایسے حکم کا جواز
شریعت جدیدہ دہابیہ میں ہی ہوگا جو مخالف شریعت محمدیہ کی ہے ورنہ کوئی اہل عقل ایسا حکم نہیں کر سکتا ہی ایسے حکم
سے لازم آتا ہی کہ فقہاء جو ثبوت استحسان کی دلیل اس حدیث کو گردانتے ہین اور اسی حدیث سے ایک موضع کا تعامل و تعارف کا
معتبر ہونا فرماتے ہین چنانچہ اوپر گذر چکا ہی بلکہ بعضے فقہاء قائل ہین کہ نص کی تخصیص بھی تعامل و تعارف سے ہوجاتی ہے اگرچہ
ایک ہی شہر کا تعامل ہو اور بعض فرماتے ہین کہ تعامل کل شہرون کی سے قیاس متروک ہوتا ہو اور اثر و حدیث کی تخصیص
ہوجاتی ہے ایک شہر کے تعامل سے نہین ہوتی ہے قال فی رد المحتار قال فی العینین و مشائخ بلخ والنسفی یجوزون
حمل الطعام ببعض المحمول و نسج الثوب ببعض المنسوج لتعامل اہل بلادہم بذلک و من لم یجوزہ
قاسہ علی قفیز الطحان والقیاس یترک بالتعارف ولئن قلنا انہ لیس بطریق القیاس بل النص
یتناولہ دلالۃ فالنص یخص بالتعارف الاتری ان الاستصناع ترک القیاس فیہ و خص من القواعد
الشرعیۃ بالتعامل و مشائخنا رحمہم اللہ لم یجوزوا ہذا التخصیص لان ذلک تعامل اہل بلدۃ واحدۃ
وبہ لا یخص الاثر بخلاف الاستصناع فان التعامل جری فی کل البلاد و بمثلہ یترک القیاس و یخص الاثر
انتہی پس جو جو فقہاء اس حدیث سے استحسان و تعامل ایک شہر یا کل شہرونکو معتبر فرماتے ہین سب پر حکم سلب
ایمان کرنیکا لازم آتا ہی اس سے پس جامع براہین اپنے ایمان کے خبر لے کہ کچھ باقی رہا یا نہین اور اتنی خبر نہین کہ
آنحضرت صلعم مسلمان سے ایمان سلب کرنیوالے کے حق مین کیا فرماتے ہین کہ یہ سلب کرنے والے پر رجوع کرتا ہے
قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من دعا رجلا بالکفر او قال عدو اللہ و لیس کذالک الا حار علیہ متفق علیہ اب
جامع براہین مستحق اسکا ہوا یا نہین کہ جامع براہین ذرا ہوش کرے اور کلمہ پڑہکر سوچے منصفین غور کرین کہ جو حق مین
مولف انوار کے زعم کیا تہا وہ جامع براہین کی ہی حق مین راست ہوا اور مولف اس سے بری ہے **قال** جامع البراہین
صفحہ ۱۶۹ علی ہذا قولہ علیہ السلام علیکم بالسواد الاعظم کو مولف یہ سمجہا کہ اختلاف مسائل مین جسطرف بہت آدمی ہون
اوسکو لیوے اور بظاہر یہی وجہ ہوئی کہ مولف نے طریقہ سنت کا چھوڑکر اگرچہ ظاہر و باہر موافق حدیث و فقہ کے تہا طریقہ
بدعت کو اختیار کیا اور تاویلات رکیکہ بعیدہ کو گہڑکر اس طریقہ کا اثبات چاہا کیونکہ اہل سنت اس دورہ مین کم ہین جیسا
خود فخر عالم نے فرمایا سیعود غریبا اوسکا ظہور ہے اور اہل طغیان کے کثرت ہی مولف نے اسکو سواد اعظم جانکر عمل
کیا ہو حالانکہ یہ معنی نہین ہرگز ہرگز قال فی التوضیح السواد الاعظم عامۃ المسلمین ممن ہو امۃ مطلقۃ والمراد
بالامۃ المطلقۃ اہل السنۃ والجماعۃ وہم الذین طریقہم طریق الرسول علیہ السلام والصحابۃ دون

× جامع براہین کی تکفیری

اهل البدع انتہی اس سے معلوم ہوا کہ سواد اعظم اہل سنت ہیں بمقابلہ اہل البدع والاہوا کے نہ مطلق کثرۃ الرجال
جیسا کہ مولف نے سمجھ لیا **اقول** وباللہ التوفیق الانیق وعلیہ الاعتماد فی احقاق الحق الحقیق جامع براہین بے سمجھے
وسوچے کلام مولف انوار کو انگل پچو رد کرتا ہے اور نفسانیت کر کے اپنے نامۂ اعمال سیاہ کرتا ہے اور احکام شرعیہ کی تبدیل
کرنا چاہتا ہے مولف انوار کا قول پورا اوپر گذر چکا ہے ناظرین ملاحظہ فرماویں اوسمیں یہ کہاں ہے کہ اختلاف مسائل میں جسطرف
بہت سے آدمی ہوں اوسکو لیوے (جسکی یہ مراد کوئی قرار دیوے کہ بہت آدمی خواہ کافر ہوں خواہ مسلمان خواہ جاہل ہوں
خواہ عالم کسی قسم کے ہوں جسطرف ہوویں اوسکو لینا چاہئے مولف انوار نے تصریح کر دی ہے کہ جو معنی جمہور محدثین
کے نزدیک ہیں وہ یہی ہیں جنکو مولوی احمد علی و ملا علی قاری سے نقل کر چکے ہیں سواد اعظم کے معنی تعبیر عن الجماعۃ
والمراد ما علیہ اکثر المسلمین ہیں اور مولف انوار نے نواب قطب الدین خان کے حوالہ سے لکھا کہ جو اعتقاد و قول
و فعل اکثر علماء کے ہوں اونکی پیروی کرو چنانچہ پوری عبارت مولف انوار کی اوپر گذر چکی ہے اس سے واضح ہے
کہ مولف انوار حدیث مذکور سے اکثر علماء جسطرف ہوں انکی پیروی کرنا مراد لیتا ہے نہ مطلق کثرۃ الرجال جیسا کہ
جامع براہین سمجھا ہے اگر کثرت علماء مراد ہونا ہی گنگوہی کو پسند نہیں ہے تو مولوی احمد علی و ملا علی قاری و قطب الدین
خان و شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے ساتھ گنگوہی نفسانیت کرے اور اونکو کہے کہ اونہوں نے طریقہ سنت کو چھوڑ
کر بدعت کو اختیار کیا ہے نہ مولف انوار ساطعہ کو کیونکہ مولف نے یہ اپنی طرف سے نہیں کہا ہے بلکہ تمہارے متقدا مولوی
احمد علی و قطب الدین خان بھی اسکے قائل ہیں اور صاحب مجمع بحار کا قول بھی والا یہی ہے کہ اکثر علمائے مسلمین مراد
ہیں اوپر گذر چکا ہے اور علماء نے بھی یہی معنے لکھے ہیں گنگوہی کسی پڑھے ہوئے سے دریافت کر لے پس مولف انوار پر یہ
افترا محض ہے کہ وہ مطلق کثرۃ الرجال سمجھا ہے اور یہ افترا کرنا یا جاننا کہ یہی مولف کی مراد گویا ہی جانے و نہ سمجھے دونوں کی قباحت
ظاہر ہے اور مولف انوار کی طرف نسبت ترک سنت و اختیار بدعت کرنے کے بھی بے اصل و باطل ہے اور جو معنی اوسکا بھی بے
سمجھے بوجھے افترا کرتا ہے اور یہ بھی سراسر نادانی ہے کہ اس دورہ میں اہل سنت کم ہیں اور حدیث سیعود غریبا سے اول تو یہ معلوم
ہی نہیں ہوتا ہے کہ قلت اہل سنت کی مراد ہے بلکہ قلت اہل اسلام بہ نسبت کفار کے مراد ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے دوسرے
کہ اگر یہ مراد بھی ہوتی تو اس حدیث سے یہ کہاں معلوم ہوتا ہے کہ اس دورہ میں کم ہیں اور کمی کا دورہ یہی ہے اور فرقہ اہل
سنت و جماعت کا فرقہ وہابیہ کا ہی ہے جو امکان کذب باریتعالی کا قائل ہے اور آنحضرت صلعم کو بھائی اپنا اور کبھی
تو یہ جائز کہتا ہے اور آنحضرت صلعم کی محفل میلاد کا دشمن سخت ہے اور دیگر خرافات و مزخرفات اوسکے عقیدہ و اعمال میں
موجود ہیں جب تک ان تمام کا ثبوت انکا مقصود جامع براہین و دیگر وہابیہ کا ہرگز حاصل نہوگا اور قول لیس [illegible] جسکے
قبول کرنیکا حکم دیا ہے تو وہ یہی قول ہے جسپر اکثر علماء ہوں بہ نسبت علماء دوسرے فرقوں مخالفہ کے اور سواد اعظم سے یہی

مراد ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے ساتھ نقول علماء کی کہ اونمین بعضے مقتدائی وہابیہ کے بھی ہین اور یہی معنی سواد اعظم کی مولف
انوار نے مراد لئے ہین اور اس محفل میلاد مین یہی معنی ثابت کرکے اوسکا قائل ہوا ہے جامع براہین انکار ان قولونکا
تعصب سے کرتا ہے اور اپنے بیعلمی کا اظہار بر ادنی واعلی پر کرتا ہے اور عبارت توضیح کی ان جامع براہین کو ہرگز مفید
نہین بلکہ مضر ہے اور اہل سنت وجماعت مجوزین محفلکو مفید ہے اسلئے کہ اس سے واضح ہے کہ سواد اعظم عامہ مسلمین
ہین جو بمعنی اکثر کے ہین اور وہ عامہ مسلمین بعض اکثر مسلمان اہل سنت وجماعت ہین جنکا طریقہ وہی ہے جو طریقہ رسول اللہ صلعم کا تہا اور صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم کا نہ اہل بدعت پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اہل سنت وجماعت وہی ہین جو اکثر مسلمین ہین اور جو اہل بدعت ہین
وہ اکثر نہین ہین یہی ہم معشر اہل سنت وجماعت مجوزین محفل کہتے ہین جامع براہین اولٹے معانی سواد اعظم کے جانکیا
کہ مخالف سواد اعظم واکثر مسلمین جو فرقہ ہے کہ بہ نسبت سواد اعظم کے قلیل ہے اوسکو سواد اعظم بتلانے لگا اور عبارت توضیح
پیش کردی اتنی خبر نہین کہ عبارت توضیح تو موافق مدعی خصم جامع براہین کے ہے اور جامع براہین کے مدعا کے قاطع ہے بعلم ایسے
لوگ ہوتے ہین کہ خود عبارت نقل کردیتے ہین اور معانی ومطلب سے کچہ انکو بحث نہین ہوتی ہے اور ایسے جہالت وسفاہت کو
علم جان لیتے ہین اور اہل علم پر طعن وتشنیع کرتے ہین بقول کسے خود فراموشی کمند اسناد را تہمت دہد منصفین انصاف
فرماوین کہ یہ لغو ولچر وخرافات تقریر بے تمیز جامع براہین کے مطالب انوار ساطعہ کو کب حضرت رسان ہوسکتی ہین اور تحریر
انوار ساطعہ کے مقصود کو کہان ضرر کرتی ہے اب اسکو سوائی تسوید اوراق کے اور کیا کہا جاوے بلکہ اسکو نامہ اعمال
سیاہ کرنا کہا جاوے تو بجا ودرست ہے **قال** جامع البراہین اور اسکی شرح دوسری حدیث کرتی ہے قال علیہ السلام
من یعش فانہ منکم فسیری اختلافا کثیرا فعلیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین تمسکوا بہا وعضوا
علیہا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار پس اپنے ایسے وقت
اختلاف مین طریق اہل سنت کی التزام کو تاکید فرمایا تہا کہ وہ سواد اعظم ہے اور بدعات کی اجتناب کی تاکید کی تہی نہ یہ
کہ مبتدعین کو کثیر دیکہکر اونکے ساتھ ہوجانا سو تصفیہ فخر عالم کا تو یہ سنت کا راہ بتانا تہا ورنہ حدیث غربا کی کیا معنے
ہووینگے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق جامع براہین کی فہم پر افسوس ہے کہ حدیث سواد اعظم کی شرح اس حدیث کو
قرار دیتا ہے اس حدیث مین اختلاف کثیر ہونیکا ذکر ہے اور سنت نبویہ وسنت خلفاء راشدین کی تمسک کرنے کا اور محدثات
امور سے بچنیکا حکم ہے اسکو شرح حدیث سواد اعظم سے کیا علاقہ ہے کوئی عاقل اسکو شرح حدیث کی ہرگز نہین کہہ
سکتا ہے سواد اعظم کسے مناقشہ دفع ہوجاتا ہے اور حدیث من یعش منکم ہر فرقہ یہ کہہ سکتا ہے کہ سنت آنحضرت صلعم
وخلفاء راشدین کی ساتھ ہم ہین تمسک کرتے ہین اور ہم ہی موافق اونکے ہین اور جب حدیث سواد اعظم کے معنی مین غور
کیا جاوے اور جو معنی واقعی ہین کہ مراد اس سے اکثر علماء مین امت محمدیہ صلعم کے تو فیصلہ ہوجاتا ہے کہ جسپر اکثر علماء

امت محمدیہ صلعم کی ہوں وہ حق وماسور بہ شارع قرار پاتا ہے اب اسمین فرقہ قلیلہ کو گنجائش ہی نہیں رہی کہ کہہ سکیں کہ ہم
ہی حق پر ہیں کیونکہ اونکا اکثر نہونا اور اقل ہونا اس کہنے سے مانع آتا ہے پس جس سے حقیقت خوب ظاہر ہوجاوے اور مناقشہ
بدیہی اوسکی شرح وہ حدیث جسمین مناقشہ باقی رہے اور حقیقت اس سے خوب ظاہر نہووے کیونکر ہوسکتی ہے یہ خوش
فہمی گنگوہی جامع براہین کی ہے کہ معانی احادیث نبویہ سے اسکو بالکل مس تک نہیں ہے اور شرح حدیث مذکور دوسرے
حدیث کو جامع براہین اپنے زعم فاسد سے بتاتا ہے اور اہل سنت وجماعت کا اس دورہ میں کم ہونا اوپر بتا چکا ہے باعث اسکا
بیعلمی ہے کہ معانی احادیث سواد اعظم کی جو علماء نے لکھے ہیں اور اسکو معیار حق خبر باطل کا قرار دیا ہے اوس سے واقف نہیں ہے
علماء مصرح ہیں اسکی کہ اہل بدعت کل تہتر فرقہ ہیں تمام ملکر بھی دسوین حصہ اہل سنت وجماعت کی اعداد کو نہیں پہونچینگے اور
نہ پہونچے ہیں سماح حاشیہ ابن ماجہ میں ہے فعلیکم بالسواد الاعظم ای جملۃ الناس ومعظمہم الذین
یجتمعون علی طاعۃ السلطان وسلوک النہج المستقیم کذا فی المجمع ہذا الحدیث معیار عظیم لاہل السنۃ
شکر اللہ سعیہم فانہم ہم السواد الاعظم وذلک لا یحتاج الی برہان فانک لو نظرت الی اہل الاہواء
باجمعہم مع انہم شتان وسبعون فرقۃ لا یبلغ عددہم عشر اہل السنۃ واما اختلاف المجتہدین فیما
بینہم وکذلک اختلاف الصوفیۃ الکرام والمحدثین العظام والقراء الاعلام فہو لا یضلل احدہم الاخر لم
اس سے واضح ہوا کہ اہل بدعت واہل حق کے شناخت کی معیار یہی حدیث ہے جسمیں اکثر ہوں وہ اہل سنت کا طریقہ ہے اور مخالف
اوسکے اہل بدعت ہیں اور اہل بدعت دسوین حصہ کو بھی نہیں پہونچ سکتے ہیں جیسا جانی زمانہ پس زعم گنگوہی باطل ہے بلا شک
وقت اختلاف میں طریق سنت کے التزام کی تاکید کی کہ سواد اعظم ہیں جو اکثر علماء ہیں اور بدعات سے اجتناب کا حکم
ہوا یہی مقصود ومطلب مولف انوار کا ہے اسکو رد میں مولف انوار کے ذکر کرنا کمال نادانی ہے جس سے ثابت ہوا کہ جامع براہین
ہرگز مطلب انوار ساطعہ کا نہیں سمجھتا ہے اور فخر عالم صلعم تو بلا شبہ تصفیہ فرما گئے اور اتباع سواد اعظم کا حکم دے گئے
اور اپنے طریقہ سنت بتایا ہے اور معیار حقیقت وبطلان کی پہچاننے کا یہی عنایت فرمایا ہے کہ جو مسلک اکثر علماء کا ہووے
وہ حق ہے وفرقہ اقل علماء کا اہل بدعت ہے جو مخالف اکثر علماء کے ہے لیکن یہ اختلاف باعث تضلیل ایک دوسرے کا ہووے
اور ایک دوسرے کو اہل بدعت وضال قرار دیتا ہووے پس یہ تمام موافق ہم اہل سنت وجماعت مجوزین محفل میلاد شریف
کو ہو جامع براہین البتہ فریب سے اسکو منع کرنا چاہتا ہے اور آنحضرت کی معیار سے انکار کرتا ہے اور سواد اعظم کے معنے مقتضاء
اہل سنت کی لیتا ہے اگرچہ دوسرے فرقہ کے علماء سے وہ کم ہوویں اور اہل سنت کو منحصر اپنے فرقہ وہابیہ میں ہی جانتا ہے
دغابازی وتحریف معنوی احادیث کی کرکے کسی کا کیا نقصان کرتا ہے اپنے مذہب باطل کے بطلان کا اظہار اہل انصاف
کے نزدیک کرتا ہے اور اکثر علماء مراد سواد اعظم کے ہونا مخالف حدیث سیوم خبر بتا کر زعم کرتا ہے اسی واسطے ہذیان اوسکا ہے

(ورنہ حدیث غربا کی کیا معنی ہونگے) حدیث غربا کو صفحہ ہم اوپر علما شارح حدیث سے نقل کر چکے ہین کہ غربا سے
مراد مسلمان لوگ ہین جو بمقابلہ کفار اول اسلام مین کہ بہت سے مسلمان نہین ہوئی تھے کم تھے بہ نسبت کفار
اور کفار کے ایذارسانی پر صبر کرتے تھے اسیطرح آخر زمانہ مین جو مسلمان بہت کم بمقابلہ کفار ہو وینگے اگرچہ عزت وقوت
انکو ہوگی اور انکو ایذا دینگے کفار اور وہ صبر کرینگے اور غربا سے یہ مراد نہین کہ کوئی فرقہ قلیلہ مدعیہ اسلام ہو بمقابلہ دوسرے
فرقہ اہل اسلام کے جو جم غفیر وجماعت کثیر ہے تاکہ جامع براہین اپنے وہابیہ معتقدین شیخ نجدی کو مصداق حدیث بناوے
قال جامع البراہین پس اب سوچکر مولف اور سب اوسکے مقتدی اس طریقہ مروجہ مولود کو خبثہ سو کا ایجاد
کہتے ہین پھر لو ہمین اختلاف ہوا تو مانعین تو طریقہ معمولہ مروجہ صحابہ کے ہدایت کر رہے ہین اور اس بدعت مروجہ کو خلاف
اوس طریقے کے ثابت کر رہے ہین اور اس بدعت مروجہ کو خلاف ائمہ اربعہ کے ثابت کر کے منع کر رہے ہین اور مجوزین اسکے ہونیکا اقرار
کر کے حسن کو بدلائل رکیکہ اثبات کر رہے ہین پس سواد اعظم مانعین ہوئے ہر عاقل جان سکتا ہے اگر کوئی جاہل قواعد شرعیہ
اتنا سمجھ لیوے کہ اس فعل کے بدعت سیئہ وحسنہ ہونے مین اختلاف ہوا تو ترک ہے مناسب اور احوط ہے کیونکہ یہ
فعل مندوب ہی ہے واجب تو نہین تو یہی کافی ہے متدین کو مگر جسکے دل مین بدعت کا شراب ہوا اوسکا کیا علاج
چہ جائیکہ یہان ادلہ اربعہ سے اس امر مروجہ کی ضلالت ثابت ہو چکی ہو **اقول** وباللہ التوفیق چھ سو برس سے
ایک امر مندوب کا اجرا بحسب اقتضار وقت واضح ہو رہا ہے تو اسمین کوئی محذور شرعی نہین ہے اور یہ سراسر دروغ
ہے کہ مانعین اس بارہ مین طریقہ صحابہ کے ہدایت کر رہے ہین صحابہ کا طریقہ انکار محفل میلاد اور بدعت سیئہ کہنا محفل میلاد
کہان تھا صحابہ کی طرف اسکی نسبت افترا محض کرنا ہے صحابہ پر اور محفل میلاد شریف جسکو شیخ نجدی کی اتباع سے
جامع براہین بدعت سیئہ بتاتا ہے خلاف طریقہ صحابہ کے اس شیخ یا کسی دوسرے وہابی نے آجتک ثابت نہین کیا ہے
اور کوئی دلیل عقلی و نقلی اسپر کسی نے قائم نہین کی ہے جو کچھ کسی نے اسکے بارہ مین کہا ہے وہ لیاقت دلیل
ہونیکی نہین رکھتا ہے پس منع مانعین بلادلیل شرعی ہوکر باطل ہے اور مجوزین مصنفین نے اسکے استحسانکو بدلائل
قویہ ثابت کر دیا ہے اوسکی ادلہ کی قوت کسی جاہل کو نہ معلوم ہو وے تو اوسمین مجوزین محققین کا کیا قصور ہے اور
وہابیہ مملوءہ جہالت کو لیاقت وعلم اسقدر کہان کہ قوت وضعف ادلہ محققین مجوزین معلوم کر سکین یہ شعر بیان
خوب چسپان ہے ؎ مانکی جا وکشف رموز سخن کجا ٭ کورا بہر شناختن لعل است ٭ جامع براہین ادلہ مجوزین محققین
مانند ملا علی قاری وجلال الدین سیوطی و سخاوی وابن جزری وابن جوزی وسبط ابن جوزی وابن حجر وشیخ عبد الحق
دہلوی ومحمد بن طاہر وقسطلانی وزرقانی ومحمد شامی صاحب سیرت شامیہ وغیرہم علما کو کیسے بتاوے مولف انوار
کی مراد کو سمجھ ہی نہین سکتا ہے ایسے محققین علما کے ادلہ کی رکاکت کو جان سکیگا چھوٹا منہ بڑی بات اور سواد اعظم

کو مانا

کو مانعین بنانا بھی سراسر افترا محض ہے جس زمانہ مین یہ محفل میلاد شروع ہوئی اوس زمانہ سے لیکر
آجتک کسی زمانہ مین سواد اعظم مانع محفل میلاد شریف نہین ہوئے ہین بلکہ سواد اعظم مجوزین اسکے اوس زمانہ
سے اس زمانہ تک رہے ہین اوسکا بیان اوپر گذر چکا ہے اور اس سے تعامل علما و اہل اسلام مین ہونا جو ملحق بالاجماع
ہی ثابت ہو چکا ہے چنانچہ عبارات ملا علی قاری وغیرہ سے ظاہر ہے پس سواد اعظم کو مانعین بنانا سراسر
جھوٹ اور ابلہ فریبی ہے اگر کسیکو ادعا ہے کہ سواد اعظم مانعین ہین تو بنقول علماء متبحرین محققین کے ثابت کرے
ورنہ اپنے کذب پر نادم ہو کر چپ رہے اور خدا تعالی کا خوف ہے تو توبہ کرے اور فعل کو یعنے محفل میلاد شریف
کو جس کسی نے بدعت سیئہ کہا ہے تو اسکا قول بلا دلیل شرعی کے ہونا اور بدعت سیئہ کے مولف کہ رافع حکم قران شریف
یا حدیث یا اجماع ہووے اوس پر صادق نہ آنا اوپر چند مرتبہ واضح ہو چکا ہے اور مستحسن ہونا اوسکا بدلیل ادلہ
معلوم ہو چکا ہے اور جمہور علماء نے اسکا استحسان تسلیم کیا ہے پس مخالفین کا خلاف اس محل مین بسبب بلا دلیل ہونے
کے اور مخالف استحسان جمہور علماء کے ہونیکی غیر معتبر ہے ایسا خلاف یعنے جو بلا دلیل ہو اور مخالف استحسان ہووے
موجب اسکا ہرگز نہین ہے کہ ترک اس فعل کا مناسب و احوط قرار دیا جاوے ترک اوس محل مین مناسب و احوط ہے کہ دلیل
منع و دلیل اباحت دونون پائی جاوین تو تغلیبا للحرمۃ بمقتضائی اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام
اوس فعل کا ترک مناسب و احوط ہوگا اور یہ بھی مطلقا نہین بلکہ اوسی جگہ ہے کہ دلیل حرمت و کراہت قوی
ہووے دلیل اباحت کے یا برابر ہووے دلیل اباحت کے اور اگر دلیل اباحت قوی ہووے تو حرمت و کراہت
کو ترجیح نہین ہے اور وہ فعل ترک کرنا مناسب نہین ہے چنانچہ کتاب الربوٰ فتح القدیر کے صفحہ ۱۴۰ مین ہے
فان قیل بالنظر الی اتحاد الاصل فی الصوف والشعر لا یجوز بیعہما متفاضلا وزنا وبالنظر الی الحال
اختلف فیجوز متفاضلا فینبغی ان لا یجوز متفاضلا تغلیبا للحرمۃ فالجواب ان ذلک عند تعادل
دلیلہما وتساویہما فیہ ترجیح المحرم وھنا لیس کذلک فانہ لا یقاوم الصورۃ المعنی انتہی بقدر الحاجۃ
اس سے واضح ہے کہ دلیل حرمت اگرچہ موجود ہووے لیکن بسبب ضعف معارض و مقاوم نہو سکے تو حرمت کو ترجیح
نہین ہوتی ہے پس جب محفل میلاد مین دلیل حرمت و بدعت موجود نہین ہے اور خلاف مخالفین کا مدار فقط توہم
ہے نہ دلیل شرعی پر تو یہ قاعدہ اس محفل مین جاری کر کے ترک مناسب کہنا بالاتفاق خطا ہے اور بالفرض اگر کوئی
دلیل ہوتی بھی تو ایسی ہی دلیل ہوتی جیسے فاکہانی نے پیش کی ہے کہ جسکا بطلان اوپر معلوم ہو چکا کہ وہ کوئی آیت قرآنی و حدیث نبوی و اجماع
و قیاس صحیح نہین ہے فقط ذاتی صرف ہے اور توہم بحت ہوتا ہے اور اس محفل کے جواز پر دلیل استحسان و تعامل علماء و بلاد موجود اور بطریق
اکثر علما کا ہونا ظاہر ہے اور استحسان و طریقہ اکثر علماء کے مقابلہ سقوط بطلان قیاس صحیح ہو اظہر من الشمس ہے چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا تو ایسی قیاس کو

کسی حدیث کی دلالت سے بھی کراہت اسکی مفہوم ہوتی تو اوپر معلوم ہو چکا ہی رد المحتار سے کہ تعامل بلاد مخصص اثر
و حدیث کا ہو جاتا ہی پس کسی وجہ سے ترک کو مناسب و احوط کہنا درست نہیں ہے اور کوئی دلیل اسپر قائم نہیں
ہی فقط تقول باطل و تشریع من عند نفسہ ہے جو شان اہل اسلام سے بعید ہے جسکے دل مین نور الفت و محبت آنحضرت
صلعم موجود ہو اوس پر یہ خوب واضح ہے اور جسکا دل بظلمت سیئہ وہابیت سے مظلم ہے اوسکا کیا علاج ہی اور ادلہ اربعہ
سے ثابت ہوتا جو یہ جامع براہین گنگوہی بتاتا ہی افترا محض قرآن و حدیث و اجماع و قیاس مجتہدین یہ ہے کوئی آیت
قرآنی اور کوئی حدیث و اجماع علماء محققین معتبرین و قیاس کسی مجتہد معتبر کا اس جامع براہین نے پیش نہین کیا ہے
اور ضلالت کا ثبوت ادلہ اربعہ سے زعم کرتا ہی اوپر بھی فقط فاکہانی اور اوسکے ہم مشربونکا انکار اسکے قول
سے یعنے جامع براہین کے قول سے واضح ہے اور اس محل مین بھی خلاف کا قائل ہے اور اوپر قول ملا علی
قاری وغیرہ سے معلوم ہو چکا ہی کہ اسکے اباحت پر استحسان علما کا واقع ہے اور مشاہدہ بھی موجود ہی کہ علما و فضلا
کی جماعت کثیرہ ملکون اہل اسلام مین اوسکے جواز کے قائل موجود ہین اور یہ جامع براہین تمام سے چشم پوشی کرکے
ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت زعم کرتا ہی اسکو اسقدر بھی خیال نہین کہ ادلہ اربعہ مین تو اجماع بھی ہی اور اجماع اسکی
ضلالت پر نہونا امور مذکورہ بالا سے واضح ہے پھر کیونکر ادلہ اربعہ سے ضلالت کا ثبوت بتاتا ہی پس جیسے دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد
ایسا کذب صریح یہ وہابیہ کرہی بیان جائز ہوگا کسی مسلمان کے یہان تو درست نہین ہی **قال** جامع البراہین صفحہ ۱۶
الحاصل مثل آفتاب نصف النہار کے واضح ہو گیا کہ اکثر المسلمین اور جماعت کثیرہ اور سواد اعظم اہل سنت و جماعت ہین
اور انکا طریقہ موجب نجات اور سنت ہی اور اوسکی ہی التزام کا حکم ہے پس جو اوسکے موافق ہے اگرچہ ایک ہی عالم ہو وہ سواد اعظم
اور حق ہے اور جو اوسکے خلاف کہے اگرچہ تمام عالم ہو باطل ہے اور اس مسئلہ مین تو ادلہ اربعہ سے عدم جواز ان قیود کا ثابت
ہو گیا پس ذکر ولادت وغیرہ فخر عالم کا مستحق اور جملہ امور عارضہ بدعت ضلالت ہین اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہین
موافقت سنت و طریقہ صحابہ واجب التمسک ہے والحمد للہ الہادی **اقول** وباللہ التوفیق سواد اعظم و اکثر المسلمین جماعت کثیرہ
بلا شبہ اہل سنت ہین اور انکا طریقہ موجب نجات ہی اور اوسکی ہی التزام کا حکم ہے اس قول مین جامع براہین سچا ہی لیکن سواد
اعظم ایک عالم کو کہتا باوجودیکہ عامۃ المسلمین ہونا توضیح سے ہی نقل کر چکا ہی اور اوسکو مان چکا ہی جہالت و سفاہت
صرف ہے اور تنافی و تخالف بین الکلامین ہے جو ثمرہ جہالت ہی اور ایک عالم بمقابلہ مین تمام عالم کے علما کو باطل پر بتانا
بدعت بحت ہی کسی نے اہل سنت و جماعت مین یہ نہین فرمایا ہی کہ ایک ہی عالم سواد اعظم ہے اور اوسکی مقابلہ مین تمام عالم کے
علماء مسلمین باطل پر ہین یہ مذہب جدید حضرت گنگوہی صاحب کا ہی ہے ایسا قول کوئی صبی و ابلہ بھی نکالیگا چہ جائی کہ کوئی
عاقل کہ جماعت کثیرہ اور اکثر المسلمین ایکسے آدمی ہین ایک آدمی کو اکثر آدمی و جماعت کثیرہ کہنا یہ عقل و فہم جامع براہین

کو ہے اس پر اسکو رد نا مناسب ہے اور ادلہ اربعہ سے عدم جواز قیود بتانا وہی ہمیشہ کی جہالت و نادانی صرف ہے بھلا کس زمانہ
مین اسپر اجماع واقع ہوگیا ہے اور وہابیہ سچے ہین تو ثابت کرین کہ فلان زمانہ مین قیود کی ضلالت پر اجماع واقع ہو چکا ہے
ورنہ افترا خدا و رسول و اہل اجماع و اہل قیاس پر واضح ہے اور کثرت و قلت جماعت کا اعتبار نہونا مخالف حدیث سواد
اعظم کو ہے کہ اوپر شراح حدیث سے معلوم ہو چکا کہ حالت اختلاف مین کثرت کا معتبر ہونا اس حدیث سے واضح ہے
اور موافق سنت طریقہ جماعت کثیرہ مین ہی ہے اور یہی معیار بدعت و سنت کی شناخت کو ہے پس قول جامع براہین
بدعت ضلالت ہے جو مخالف حدیث و اقوال اہل سنت و جماعت کو ہے یہ تمام بے حیائیان و بے شرمیان و بے دینیان
وکذب و افترا بر خدا و رسول ہے اور اپنی طرف سے شریعت جدید نکالنا جامع براہین سے صادر ہوا ہے اور ایسے امور بے شمار
اس کتاب براہین مین موجود ہین کوئی جواب مؤلف انوار سے نہو سکا الزام سخت پایا و رنگ فاش اٹھائی اپنی شرمندگی
مٹانے اور اپنے معتقدین حمقاء کو خوش کرنے کو مولف انوار پر تبرا کرتا ہے چنانچہ صفحہ ٤ مین کہتا ہے (کہ مولف کو غیرت
و شرم کا تو نام و نشان نہین) اور اسی صفحہ مین کہا کہ (کچھ تو شرم کرکے آدمی بولے) اور پھر صفحہ ١١ مین کہا کہ (مولف
کی ابلہ فریبی ہے سے دو ورق کہانیکے سیاہ کرکے دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہے) اور صفحہ ٦٠ و کہا (مولف کی کیا فہم غوی ہے
ایک بھی دلیل مدعی پر نہین لایا اور دعوی ثبوت کامل کا کرتا ہے) اب منصفین غور کرین کہ یہ بے شرمی جامع براہین اور
معلوم ہوئی ہے اور ابلہ فریبی جامع براہین اور فہم غوی جامع براہین کی ظاہر ہوئی ہے یا مولف انوار ساطعہ کے مولف
انوار نے جو آیت و رفعنا لک ذکرک پیش کیے اسکا جواب جامع براہین سے ہرگز نہوا اور محفل میلاد پر استحسان علماء کا اتمام
قول ملا علی وغیرہ کے ثابت کیا جو صغرے دلیل مؤلف کا ہے اوسکا جامع براہین نکر سکا اور مستحسن مسلمین کا مستحسن ہونا
عند اللہ حدیث ما راٰہ المسلمون سے ثابت کیا اوسمین جو کچھ دغابازیان اور ابلہ فریبیان جامع براہین کی ظاہر ہوئین اوسکا
حال معلوم ہو چکا اور کبرے دلیل مولف کا صحیح و سالم شبہات سے رہا بعض کے خلاف سے نقصان جواز محفل میلاد
مین نہونا حدیث اتبعوا السواد الاعظم سے ثابت کیا اور گنگوہی نے بہت کچھ ہاتھ پاؤن اسمین مارے اور طرح طرح سے
تحریف معنوی کی اور چالاکی کو اور دہوکہ بازی کو کام فرمایا کچھ پیش نچلی منہ کے بل گرا چنانچہ اوپر حال معلوم ہوا ابلہ فریبی
مولف نے محفل متنازع فیہ کا ثبوت کامل دیا جامع براہین دعوی پر دلیل لانیکا انکار تعصب اور نہ پہنچنے حقیقت کے
سبب سے کرتا ہے اور جھوٹے کہانیان یہ خود پیش کرتا ہے اور افسانہا معرض بیان مانند دیگر فرقون باطلہ در میان
مین لاتا ہے ایسے ہی اہل باطل کے حق مین اول ہی حافظ شیرازی فرما گئے ہین ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ
چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند ؛ اس دلیل استحسان سے جسطرح محفل میلاد شریف کا مع قیود متنازع فیہا استحسان ثابت
ہوا ہے اسی طرح قیام میلاد شریف کا بھی اس سے ثبوت ہو گیا کیونکہ قیام میلاد پر بھی استحسان علماء و ائمہ و مسلمین واقع

اور تعامل عامہ بلاد دین علی ممر الاعصار جاری ہے اور صدہا برس گذر گئے کہ علما محققین اسکے استحسان کی تصریح
فرما گئے ہیں اور عادت محبین آنحضرت صلعم کا جاری ہونا بتا گئے ہیں چنانچہ خود مولف انوار بھی نقل کر چکا ہے چنانچہ سیرت
حلبی نقل کیا ہے قام الامام السبکی وجمیع من فی المجلس فحصل انس کبیر اور روح البیان سے نقل کیا ہے جرت
عادۃ کثیرۃ من المحبین اذا سمعوا بذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقوموا تعظیماً لہ اور عقد الجوہر
فی مولد النبی الازہر امام برزنجی سے نقل کیا قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ ائمۃ ذوو روایۃ ورویۃ
پس جب عادت محبین جاری ہونا اس میں ثابت ہے جو بدلیل قاعدہ اشباہ العادۃ محکمۃ دلیل شرعی ہے اور آئمہ دین کا
اسکو مستحسن جاننا معلوم ہے جو ایسے دلیل شرعی ہے کہ جسکے مقابلہ میں قیاس متروک ہو جاتا ہے اور اثر و حدیث
کی تخصیص ہو جاتی ہے چنانچہ یہ بالتفصیل مع نقول عبارات فقہا اوپر گذر چکا ہے تو قیام میلاد کے جواز میں کلام کرنا
سوا جہالت و بیعلمی و عدم تدبر و تفکر اور عدم اطلاع مضامین کتب دینیہ و قواعد شرعیہ کے اور کیا متخیل و متصور ہو سکتا ہے
اگر کوئی مجتہد بھی قیاس صحیح کر کے عدم جواز قیام کا ثابت کر دیتا تو مقابلہ استحسان ساقط و متروک ہوتا اور اگر دلالت نص سے
بھی کوئی عدم جواز کا اظہار کرتا تو اوس نص کو مخصوص ماننا جاتا چہ جائی کہ کوئی مجتہد قیاس سے ثابت نکرے اور
کسی نص سے دلالۃً ثبوت بھی نہووے تو کیونکر فقط لیس ہذیانات جامع براہین گنگوہی کی یا دوسرے کسی وہابی احمق
کی نقول باطل سے اہل اسلام محبین آنحضرت صلعم قیام کو بدعت ضلالت جانینگے اور بعض کا انکار بلا دلیل معتبر استحسان
کو نہیں ہے اور خلاف ستائین غیر معتبر ہے اگر بالفرض خلاف منکرین معتبر ہووے تب بھی بمقابلہ مجوزین سواد اعظم کے
مرجوح و غیر معتبر ہے اور حدیث اتبعوا السواد الاعظم اس پر دال ہے جامع براہین سے جسطرح مجلس میلاد کا
رد نہو سکا مفت اپنے نامہ اعمال کو اوسنے سیاہ کیا اور مولف انوار کے دلیل کا کوئی مقدمہ اوس سے نہ اوٹھ سکا نہ صغرے
کو باطل کر سکا اور نہ کبرے میں اظہار البطلان و النقصان کیا پھر و لغو تقریر کے اسیطرح قیام کے بارہ میں جو تقریر مولف
انوار کے ہے اوس کا رد بھی کسیطرح نہ ہوا نہ اسکا اثبات اوس سے کہ ہوا کہ استحسان علما کا قیام کے بارہ میں جو صغرے سے
مرتفع ہو جاتا اور استحسان کا دلیل شرعی ہونا بھی اوسنے نقول علما سے ثابت نہ کیا اور مولف انوار اپنے دونوں
مقدموں کا ثبوت دیچکا جس نے صغرے و کبرے رسالہ معقول پڑھا ہوگا اور اوسکو کچھ شعور ہوگا تو جانلیگا کہ گفتگو جامع
براہین کو مولف کی تقریر سے علاقہ ہی نہیں ہے معلوم نہیں کسکا رد کر رہا ہے اور کیا ہذیان اوس سے ظاہر ہو رہا ہے منصفین
غور کریں کہ وہاں سے یہانتک سقدر اوراق جامع براہین نے سیاہ کر ڈالے اور کوئی مقدمہ بھی اس سے مرتفع
اور ادلہ شرعیہ و عقلیہ انوار ساطعہ کا مطلب اوسکے فہم میں نہیں آیا تہا تو مولف انوار زندہ موجود ہے اوس سے
پڑھ ہی لیتا تو کچھ تو فہم میں آتا قیام میلاد کے بارہ میں جو کچھ ہذیانات و مزخرفات جامع براہین سے صادر ہوئے ہیں اون میں

۱۵ برہی ۱

کچھ ظاہر کیو جاتی ہین **مولف** انوار ساطعہ سے آیت فاذکروا اللہ قیاما و قعودا و علی جنوبکم تمسک کروا نکر یہ
کہا تہا کہ ذکر کے تین شکلین ہوسکتی ہین ایک یہ کہ بالکل ذکر قیام مین ہووے دوسری بالکل قعود مین تیسرے کچھہ قیام مین
اور کچھہ قعود مین یہ تینون شکلین مضمون قرآن مین داخل ہین ایک شکل یہان منطبق بالکل ہے حلبیہ و روایات معراج مثلاً
بیٹھکر پڑہی جاتی ہین اور درود سلام قیام میلاد مین مثلاً یہ مضمون داخل قرآن مین ہے پس سند اس قدر کری کہ
قیام و قعود مین ہوتا ہے قرآن سے ثابت ہوئے تو اطلاق بدعت اس پر درست نہوا اسلیئے کہ بدعت وہ ہے جو کتاب
و سنت سے نہ لفظاً نہ اشارۃً کسی طرح ثابت نہووے ہان اسوجہ سے کہ میلاد شریف کا ہی ذکر کرتے وقت قیام کرتے ہین
قبل و بعد کو نہین کرتے و دائمی یہ قیام کیا جاتا ہے لفظ بدعت کا اطلاق صحیح ہے لکن یہ بدعت سیئہ نہین ہے کیونکہ
سیئہ وہ ہے جو مخالف قرآن یا حدیث یا اجماع ہو اور یہان کوئی آیت و حدیث و اجماع موجود نہین جس سے یہ ثابت ہووے
کہ سلام درود و قیام وقت ذکر ولادت مین منع ہے پس بدعت سیئہ ہرگز نہین ہے یہ قیام اور چونکہ اکثر حنفیہ و شافعیہ کے
نزدیک اباحت اصل ہے تو قیام مباح ہوا اور جب اس مباح مین بہت تعظیم شان آنحضرت صلعم کی ہوئی تو مستحب و مستحسن ہوا
چنانچہ مولد کبیر ابن حجر سیرت حلبی اور تفسیر روح البیان و عقدۃ الجواہر وغیرہ مین استحبابی تصریح موجود ہے اور عمل اس پر
حرمین شریفین و جمیع بلاد اہل اسلام جن ملکونکا ذکر اس رسالہ مین ملا علی قاری وغیرہ کے کلام سے نقل کیا گیا ہے
جو عمل باتفاق سواد اعظم مستحب مستحسن ہو اوسکو بدعت ضلالت کہنا انصاف و تدین کے خلاف و کفر کہنا جنون ہے شرح
عقائد مین شرک وہ ہے کہ غیر اللہ کو واجب الوجود یا لائق عبادت کہ جانے اور قیام مولود مین یہ موجود نہین) یہ خلاصہ کلام مولف
الانوار کا ہے اس پر ہذیانات و خرافات جامع براہین کے جنکو کچھہ علاقہ اسکے جواب سے نہین ہے سنو آپ فرماتے (معترض
کہ مرد خاص قیام کے تعظیم غیر اللہ مین کہ جسمین شرک و بدعت لازم آجاوے اوسکو منع کرتا ہے علی ہذا ذکر فخر عالم پر
بحث اور نہ اوسکے قیام و قعود سے استفسار مگر ایک فرد خاص مین کلام ہے پس سب تقریر مولف کی فضول ہے جواب سے
کسیکو تعلق نہین لہذا اسکو ترک کرتا ہون مگر مطلق کسی فرد کو خاص کرنا بدعت ہے ذکر اللہ مین یا ذکر رسول اللہ صلعم مین
خاص ذکر ولادت پر ہے قیام کرنا معترض اسکو کہتا ہے اور مولف بہی مقر ہے کہ فرد مطلق مخصوص کرنا بدعت ہے اب
مولف کے قولکو کہ ایک شکل قیام مولد پر منطبق ہے یہ کلام بے معنی ہے کلام خصوصیت معلومہ مین ہے ایک حالت اور ایک
وضع مین اختیار کرنیکا اعتراض ہے اوسکا جواب درکار ہے مگر فہم خداداد مولف کو نہین کہ سمجھکر جواب دیوے کہ امورات کے
بدعت ہونیکو قبول کرتا ہے سیئہ ہو یا نہین مانتا) **اقول** و باللہ التوفیق منصفین غور کرین یہ صاحب انوار کے اقوال
مذکورہ کا کچھ جواب ہوسکتا ہے اور اس سے اقوال صاحب انوار کب مرتفع ہوسکتے ہین مولف انوار بدعت سیئہ ہونا اس قیام کا
سب نہ صادق ہوسکے اس پر تعریف و تفسیر بدعت سیئہ کے جو مخالف قرآن و حدیث و اجماع کے ہووے باطل کر چکا ہے

اصل اشیاء مین اباحت ہونے کے ہونے سبب سے اباحت قیام وبہ نیت تعظیم شان آنحضرت اسکا استحباب و استحسان
اور عمل اس پر ہونا بلاد اسلام کا پتا چکا ہی اور شرک نہونا بحوالہ شرح عقائد رفع کر چکا ہی یہ اوسہی فرد خاص وقت
ذکر ولادت کے قیام کا ذکر ہے کسی اور کا یہ اوسہی قیام کے جواز و استحباب کا ثبوت ہی نہ مطلق قیام کا معلوم نہین جامع
براہین کو اسی فرد خاص قیام کے جواب کا طالب ہے اور اسکا معترض کو نسے قیام میلاد مین گفتگو کرتا ہی جو اس
قیام خاص وقت ولادت کے ثبوت سے اوسکا ثبوت قبول نہین کرتا ہو اور وہ کونسا قیام ہے جس مین شرک و بدعت
لازم آجاتا ہی جو قیام میلاد شریف کا ہو اوسمین شرک و بدعت ضلالت لازم نہ آتا تو مولف انوار نے بتا دیا ہی مولف
انوار کے کلام کا رد یہ جامع براہین کرتا تو قیام مذکور بدعت و مشرک ہونا جن ادلہ سے رفع کر دیا ہے اون ادلہ کا جواب
دیا ہوتا یہ گفتگو مجنونانہ شروع کر دیتا کبھی مولف کی تقریر کو فضول بتا کر اوسکو ترک کر دینا لکھتا ہی اور کبھی لوسہی مین
گفتگو لایعنی شروع کرتا ہی اور طرفہ تر یہ ہی کہ مولف کو فہم نہونا بتاتا ہی منصفین سے انصاف طلب ہے کہ جامع براہین
خود بے فہم ہے یا مولف انوار کو فہم خداداد نہین ہے جواب سے جامع براہین عاجز آگر واہی تباہی شروع کر دیتا
ہو ایسے لاغی کی گفتگو سے بہی پناہ مانگنا چاہئے جواب مولف انوار کا حضرت جامع براہین کے فہم شریف مین آیا نہین
اور اسکے جواب مین جواب درکار ہونا منہ سے نکال دیا اور بدعت کے سئیہ ہونیکو مولف نے دلیل سے رفع کر دیا تو کیونکر
سئیہ ہونا مولف تسلیم کرے بلا دلیل سئیہ ہونا کیونکر مان لے جامع براہین کے نزدیک سئیہ ہونا بدلیل شرعی
ثابت ہی تو وہ دلیل کیون نہین ذکر کرتا ہی اور مخالف قرآن حدیث و اجماع ہونا اوسمین آیت قرآنیہ یا حدیث یا
اجماع مانع جواز قیام وقت ولادت کیون نہین بیان کرتا ہو اور قیام شرک ہی تو اشراک فی الالوہیۃ استحقاق العبادۃ
لغیر اللہ ہونا کیون نہین ثابت کرتا ہو پس بلا دلیل بدعت سئیہ و شرک کہتا ہی قیام کو دوسرا ہذیان جامع براہین کا
صفحہ ۱۹۹ مین تخصیص دائمی قیام کر کے ممانعت ادلہ اربعہ سے نہین یہ محض غلط ہے کیونکہ اطلاق کا مقید کرنا کسی
فرد مین جب عموماً منع ثابت ہوگیا تو جملہ افراد کلیات مین ظاہر ہوگیا الخ بلا خبہ تخصیص دائمی قیام کی ممانعت قیام مین
ادلہ اربعہ سے ثابت نہین ہے اوسکو غلط کہنا حماقت ہی غلط اوسوقت ہوتا کہ کوئی دلیل پیش کر دیتے ہوتی اور تقیید
اس محل مین بنا نا سراسر ہذیان ہے اس بارہ مین کوئی نص وارد نہین ہے جسطرح رقیہ وغیرہ کے بارہ مین
وارد ہی کہ اوسکی اطلاق کی تقیید ہے اول تو نص ہونا اس بارہ مین ضرور ہے اور جسکو نص گنگوہی قرار دیتا
ہی بعض جائی تو وہ بے فہمی سے نص قرار دیتا ہی امثلہ لنصوص جنکی اطلاق کے تقیید ممنوع ہی اوپر تو تسبیح وغیرہ سے
گذر چکی مین اور سطر مکی بیان مثال چاہئے اگر عموم آیات و احادیث سے جو نفس تعظیم و توقیر آنحضرت صلعم پر دال
ہین قیام مطلق کا اثبات یہ گنگوہی یا دوسرا کوئی تسلیم کریگا جن سے فرضیت و وجوب مفہوم ہوگا قیام کا تب ہی اس

محفل میلاد شریف کو امور کو کوئی موقوف علیہا جواز ذکر ولادت نہیں جانتا ہے کہ امور متنازع فیہا ہونگے تو ذکر ولادت
جائز ہوگا اور قیام کو بھی کوئی موقوف علیہ ذکر ولادت کا نہیں جانتا ہے پس ذکر ولادت کے اورادِ مطلقہ کا ہی یہ قیام
وغیرہ منافی و رفع نہیں ہے اور تقیید مطلق بدون اسکے نہیں ہوتی ہے کہ غیر مقید کو جائز نہ جانا جاوے بلکہ
ضرور ہے تقیید مطلق ممنوع کے تحقیق کیواسطے کہ مقید کا جواز اور غیر مقید کا عدم جواز جانا جاوے چنانچہ یہ تلویح
وغیرہ سے اوپر گذر چکا ہے اور یہاں قیام مذکور کے باب میں یہ موجود نہیں ہے پس تقیید یہاں بتانا سراسر بیعلمی و ہذیان
گنگوہی کا ہی کسی نے نام تقیید مطلق نہ سنا لیا ہے اوسکی حقیقت سے بالکل آگاہ ہی نہیں پس الحمد تقریر گنگوہی کی
مدفوع ہے اور بیعلمی سراسر ہذیان ہونا واضح ہے اور مسلم و شرح مسلم العلوم سے اوپر واضح ہو چکا ہے کہ تقیید کا مقتضی ایجاب
شئی زائد علی المطلق ہے حیث قال التقیید من حیث ھو ھو یقتضی ایجاب شئی زائد علی المطلق انتہی یہ
بھی گذر چکا ہے تقیید و حمل المقید مطلق پر ایجاب میں ہوتا ہے نہ ندب و اباحت میں حیث قال فی شرح المسلم فیہ
اشارۃ الی ان الحمل انما ھو اذا کان الحکم الایجاب دون الندب او الاباحۃ او لا تمانع فی اباحۃ المطلق
والمقید انتہی پس یہ قول گنگوہی کا (جب یہ حکم ہوا کہ کسی ہمارے حکم مطلق کو مقید مت کرو تو یہ بھی حکم ہوگیا کہ
حکم ندب قیام کو مقید مت کرو تو ثابت ہوگیا کہ ندب قیام مقید بذکر ولادت مت کرو) سراسر بیفہمی ہے کیونکہ اہل
اصول سے معلوم ہوا کہ ندب و اباحت میں تقیید نہیں ہوتی اور یہ گنگوہی ندب و اباحت میں تقیید مانتا ہے اور یہ شارع
پر افترا کرتا ہے کہ شارع کا حکم ہوگیا کہ ندب قیام کو مقید مت کرو اپنی کمفہمی سمجھا ہے ورنہ علماء فقہاء و اصولیین سے
معلوم ہوا کہ ندب و اباحت میں یہ حکم نہیں ہے ایسے افترا و دروغ کا کیا ٹھکانا ہے خواہ مخواہ حکم شارع بتائی دیتا ہے
اور اپنے رائی سے غلط سلط احکام شرع گہڑتا ہے کوئی مسلمان تو ایسے بے باکی نہیں کر سکتا ہے یہ خاصہ وہابیہ کا ہی ہے
اگر بالفرض و التقدیر یہاں تقیید بھی ہووے تو یہ تقیید حدیث سے ثابت ہے اور احادیث عامہ کی تقیید مصداق
ہے حدیث مارآہ المسلمون و اتبعوا السواد الاعظم دونوں کی مصداق یہ تقیید قیام وقت ذکر ولادت کی ہے
کیونکہ استحسان اس پر واقع ہونا اور سواد اعظم کا اسکو مستحسن جاننا ثابت ہے کما لا یخفیٰ اور استحسان مسلمین و سواد اعظم کا دلیل
شرعی حدیثیں مذکور سے ثابت ہے پس یہ تقیید حدیث سے ثابت ہوئی اور ما قیل قال مصنفین کا مسدود ہوا
اور قول گنگوہی کا مردود و مطرود ہوا اسکے بعد جو تیرے مولف انوار کے ہے اور وہی تباہی کلمات فتنہ سے نکالے
اون سب کا جواب اس قول ہمارے سے ہوا اور یہ قول گنگوہی کا ہے صفحہ ۲۰ (میں قیام مباح تو تہا مطلقاً اور تعظیم
شان ذکر فخر عالم علیہ السلام کے واسطے مستحب بہی تہا مگر جہلا کی تقیید و تخصیص و عوام کے سنت و وجوب سمجھنے سے
بدعت و مکروہ ہوا انتہا ارے مولف کہیں تو سمجھ کیا تجہ پر بلادت ختم ہوگئی پس اصل اباحت و ندب معارض اس بدعت عارضی

نہین اور مولد کبیر وغیرہ مین جو مستحسن کہا ہی تو اصل مطلق ہے دو کے وجہ سے کہا ہی بظن غالب وہان عروض اس قید
وتاکد کا نہوا تہا) ایک ہی بیان ہے ندب واباحت کو قبول کرتا جاتا ہے اور مولد کبیر وغیرہ مین خاص بوقت ذکر ولادت کے
قیام کرنیکو مستحسن لکہا ہے اوسکو بہی تسلیم کرتا ہی پس گنگوہی نے بہی زبان اپنی سے بیان واباحت واستحباب قیام وقت ذکر ولادت
خدا تعالی نے نکلوا دیا لکن عار و شرم حکم شرعی قبول سے گنگوہی آتی ہے اور عار کیواسطے نا قبول کرتا ہی اور فقط
اپنی منہ بدعت و مکروہ بلا دلیل کہتا ہے بیچارے مسلمانون پر افترا و بہتان سنت و وجوب وتاکد کا کرتا ہی حال آنکہ
یہ بدظنی قرآن وحدیث واقوال فقہا و علما سے حرام ہے گنگوہی حرمت بدگمانی ساتھ اہل اسلام قرآن وحدیث و
اقوال فقہا سے معلوم ہووے کسی پڑہے ہوئے سے دریافت کرے لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات خیرا
کو تفاسیر کو دیکہو اور آیت مین غور و فکر کرے و ظنوا المؤمنین خیرا مضمون حدیث تو زبان اوپر خاص و عام کا ہو رہا
و شرح وقایہ دیکہو قول و فعل عاقل کو حتی الامکان صلاحیت پر فقہا حمل کرتے ہین اور باوجود احتمال حرام کے اوس سے
بچاتے ہین ان تمام امور کو پس پشت ڈالدیا و قرآن وحدیث واقوال فقہا سب سے اعراض کیا اور نفس کے اتباع کرکے
بدگمانی اہل اسلام کے ساتھ کرنے لگا ابہی کراہت قیام کی ثابت کی کہ خود مرتکب حرام قطعی کا ہوا مثل مشہور ہے کہ
دوسرے کی بدشگونی کیواسطے اپنی ناک کٹانا کونسے عقل کی بات ہے الغرض ثبوت کراہت اس گنگوہی کے نزدیک تقیید
وتخصیص اور عوام کے سنت و وجوب کے جاننے کے سبب سے ہے تقیید وتخصیص کا جواب تو بخوبی ہوگیا اور جہالت
وسفاہت و بعلمی گنگوہی کی ظاہر ہوگئی و وجوب وسنت کو اعتقاد کرنیکی نسبت طرف عوام کے کرنا بہتان وافترا ہے
اور نیز جو حرام ہے پس یہ نسبت کرنا جائز نہین بلکہ حرام ہے اور کسی نے آجتک مجوزین مین سے اوسکو واجب وسنت
موکدہ نہین کہا ہے اگرچہ وہابیہ بدعت حسنہ کو بہی سنت کہتے ہین جو اون کے نفس کے موافق ہوتی ہے اور ہمنے
باوجودیکہ محافل میلاد شریف مین ہم جاتے محفل مین کہ سوائے اسکے کبہی کسی عام وخاص کے زبان سنت وواجب
کہتے نہ سنا گنگوہی کسی ذکر ولادت آنحضرت صلعم جنم کنہیا کہتا اور مانند فعل ہنود کے بناتا ہی اور قیام کو شرک
شرک کہچکا ہے اوس نے عوام مجوزین سے کسطرح بدون اختلاط کے سن لیا کہ وہ سنت و واجب ہونیکا اعتقاد کرتے
ہین گنگوہی ہے تو کسی عام و تحریر یا درس مین پیندرہ عوام سے بہلا تو دے کہ وہ اپنی اعتقاد قیام مذکور کو سنت
وواجب کہتے ہین یہ حشر تک اوس سے نہو سکیگا پس افترا محض و بہتان صرف ہے گنگوہی یہ ایسا بہتان جیسے
بعض ہنود سے راقم نے بگوش خود سنا ہی کہ وہ کہتے ہین کہ مسلمان لوگ محراب مسجد ہی کو سجدہ کرتے ہین جسطرح سے ہنود
بت کو کرتے ہین وقت گفتگو کے بعض ہنود نے بت پرستی کی مساوات نماز سے ثابت کرنیکو کہدیا تہا اسیطرح یہ
گنگوہی اپنی افترا و بہتان و بدگمانی سے قیام کی کراہت و بدعت ثابت کرتا ہی اگر کوئی وہابی کہوے ہمیشہ قیام وقت

ذکر ولادت کرنا سو وہم اسکا یہی ہے کہ عوام کو وجوب وسنت مؤکدہ کا اعتقاد ہو جاوے اور اسقدر کراہت کیواسطے کافی ہے
تو جواب اسکا ظاہر ہے کہ استحباب قیام مشہور و معروف ہے باوجود شہرت استحباب کے یہ وہم وجوب سنت مؤکدہ
کسی کو ہونا امید ہے عند العقل اگر بالفرض ہزاروں ایک دو کو یہ وہم ہو وے تو نادر پر حکم شرعی نہین لگا
کرتا ہے النادر کالمعدوم شائع و ذائع ہے دوسرے یہ احتمال کراہت مستحبات نماز مین بھی قائم ہے مثلاً نماز مین حالت
قیام مین ناموضع سجود کو دیکھنا اور حالت رکوع مین ظہر قدمین کو دیکھنا و حالت سجدہ مین طرف ناک دیکھنا یہ تمام
مستحبات ہین ہمیشہ کرنے میں یہ احتمال کہ اسکو عوام سنت و واجب نہ اعتقاد کر جاوین مکروہ و بدعت کہدینا چاہئے اور
اسیطرح واجبات کو فرض قطعی و سنت کو واجب اعتقاد جاننے کے احتمال اور ایہام سے سبکو بدعت و کراہت
کہدینا چاہئے یہ حماقت تو سوائے وہابیہ کے دوسرے کسی سے نہو گی اور تیسری یہ کہ غایت یہ ہے کہ دلیل قیاسی ہو گی اور یہ قیاس
بمقابلہ استحسان متروک ہوتا ہے چنانچہ بالتفصیل اوپر گذر چکا ہے اور قیام پر استحسان واقع ہے پس اسمٰعلین یہ دلیل
معمول ہرگز نہین ہو سکتی ہے پس یہ اقوال گنگوہی کا صفحہ ہی بیعلمی و تعصب ہونا ظاہر ہوا اور یہ قول گنگوہی کا صفحہ ۲۰۰
پس قیام دستہ بستہ بخشوع چونکہ ایک رکن نماز کا ہے کہ حق کے روبرو دست بستہ کہڑے ہوتے ہین تو اگر اسیطرح
فخر عالم کو حاضر بعالم استقلالی محفل مولود مین جانکر دست بستہ کہڑا ہو گا جیسا جہلا کا عقیدہ ہے تو لاریب شرک ہو وے گا
پس معترض کا یہ کلام جہلا کے عقیدہ پر ہے اگرچہ فہمیدہ کی نسبت شرک حقیقی نہین مگر بدعت سے خالی نہین کیونکہ
بدون اس عقیدہ تخصیص مطلق تو حاصل ہی ہے پس وقت ولادت دست بستہ بدین عقیدہ شرک ہوا کہ صفت
علم خاصہ حق تعالیٰ کے فخر عالم مین ثابت کی) سراسر بیعلمی و بہتان اہل اسلام پر ہے قیام دست بستہ بخشوع مجموع
کو رکن کہنا سراسر بیعلمی ہے فقط قیام رکن نماز کا ہے وہ بھی اندرون نماز کے ہے نہ باہر نماز کے دست بستہ ہونیکو بھی رکن
مین داخل کرنا سراسر جہالت ہے دست بستن تو رکن مین اوسوقت داخل ہوتا کہ فرض ہوتا آجتک کوئی بہتر تیئر
فرقو نمین دست بستن کی فرضیت کوئی قائل نہین ایسے بیعلمی کو کیا کہا جاوے اتنی خبر بھی نہین کہ دست بستن نماز کے
رکن مین داخل نہین ہے اور موقوف قیام نہین ہے اور مفہوم قیام سے جو رکن اندرون نماز ہے شرعاً و عقلاً خارج
ہے معلوم نہین کہ بلاوت گنگوہی مین اور بیعلمی اسقدر کہان سے آگئی ہے اور کوئی اہل عقل و اہل اسلام آجتک
خواہ جاہل خواہ اوس کا قائل نہین ہوا کہ آنحضرت صلعم کو علم استقلالی ہے ازل سے یہ جانتا ہے کہ تمام اوصاف آنحضرت
صلعم کو اللہ تعالیٰ کیطرف سے ملے ہوئے ہین علم بھی آنحضرت صلعم کو جس چیز کا حاصل ہوا ہے تو خدا تعالیٰ کی ہی
طرف سے حاصل ہوا ہے اور ہوتا ہے ہان کوئی فرقہ وہابیہ مین سے ایسا جاہل ہو وے کہ علم استقلالی کا کسی اپنے
مقتدی مانند مولوی اسمٰعیل مقتول و شیخ نجدی کے حق مین قائل ہو وے تو اوسکو بدون قیام کے بھی کافر ہم

کہدینگے کوئی اہل اسلام مین ایسا نہین ہے کہ علم استقلالی کا غیر خدا تعالی کے حق مین قائل ہو گنگوہی اپنی ہی فرقہ وہابیہ
سے صحبت وملاقات رکہتی ہے اہل اسلام واہل سنت سے تو گنگوہی فرمن القسورہ کا مصداق ہے اہل سنت کے
جہلاء وعلماء سے وہ ایسے خبردار کہان ہے جیسا کہ اپنے جہلاء وعلماء سے خبردار ہے بس یہ اعتقاد علم استقلالی کا
اسکو معلوم ہوا ہے تو وہابیہ کے ہی جہلاء کا حال معلوم ہے نہ اہل سنت کا اور اہل سنت کے حق مین یہ کہنا اگر سچ ہے
ہی سچا ہے تو ثابت کرے ورنہ کذب واضح ہے اور فہمیدہ سکے حق مین بدعت سے خالی ہونا جو کہتا تو یہ وہی خرافات
اسکی قدیمی ودائمی ہے کہ بلا دلیل شرعی وعقلی مسائل گہڑ کر شارع بنتا ہے اور آنحضرت پر باوجود کرتا ہے ہم ہی لغو تقریر جسکا
بطلان اوپر بالتفصیل ہوچکا ہے کہ تخصیص مطلق ہی یہان بہی پیش کی ہے اثبات بدعت واسطے اسکا بطلان کسی یاد نہ ہو
تو ہمارے اقوال سابقہ کیطرف رجوع کرکے معلوم کرلے اور بعلی گنگوہی پر بہی واقف ہوجاوے کہ یہ تخصیص مطلق
جو ممنوع ہے ہرگز نہین ہے گنگوہی سے تقریر مولف انوار دیکہکر متحیر ہوگیا اور قیام کے رد مین کچہ نہوسکا تو
اوسمین قید علم استقلالی خاصہ خدا تعالی زیادہ کرکے اوسکا رد کرنا شروع کیا جسطرح ہمپر اعتراض بوسہ
حجر اسود کا کرتے ہین اور بت پرستی بتاتے ہین یہ قید زیادہ کرکے کہ بطور عبادت پتہر کے اوسکا بوسہ تم لیتے ہو یا تمہارے
جہال لیتے ہین بس اسیطرح یہ قید زیادہ کرکے قیام میلاد کا شرک ہونا گنگوہی بتاتا ہے شاید معترضین بوسہ
حجر اسود سے یہ ڈہنگ سب کا سونا ادعار اسلام اور یہ حال کہ خواہ مخواہ اہل اسلام کو کافر مشرک بتاتا ہے مضمون حدیث
مذکور پر اعتقاد واعتبار اسکو نہین کہ کفر وشرک کہنے والے کیطرف رجوع کرتا ہے **مولف** انوار ساطعہ نے عبارت
تفسیر عزیزی کی (قیام اختصاص بہ نماز بلکہ بعبادت ہم ندارد) وعبارت شرح منیہ کبیری کی (والقیام لم یشرع عبادة وحدہ)
اس امر کی ثبوت کیواسطے پیش کی تہی کہ قیام فی نفسہ عبادت نہین ہے اور نماز عبادت کے ساتہ اسکو خصوصیت
نہین ہے **گنگوہی** کی تقریر لغو اسپر دیکہو لکہتا ہے قیام ہی صلوۃ کا رکن فرض ہے اور طاعت اور عبادت ہے
قوموا للہ قانتین پس نفس قیام اگرچہ عام ہے عبادت وغیر عبادت سے مگر قیام دست بستہ بخشوع وقنوت عبادت
ہے اور تفسیر عزیزی مین جو فرماتے ہین کہ قیام اختصاص بعبادت نہین رکہتا ہے یعنے قیام بغیر عبادت کو بہی ہوتا
ہے مگر قیام دستہ بستہ بخشوع کو نہین فرماتے ہین کیونکہ وہ عبادت ہے اور شرح منیہ مین قیام کو عبادت مقصودہ
سے نکالا ہے بقولہ لم یشرع عبادة وحدہ نہ عبادت ہونے سے اسواسطے یہ نفس قیام غیر کیواسطے جائز ہے خلاف
قیام موصوف کے پس قیام موصوف کی عبادت غیر مقصودہ ہوتے یہ لازم نہین کہ غیر کیواسطے جائز ہے پس قیام
موصوف غیر کیواسطے اگرچہ شرک حقیقی نہو مگر تشابہ تو ہے لقول علیہ السلام ان کدتم آنفا تفعلون فعل فارس
والروم یقومون علی ملوکہم وہم قعود فلا تفعلوا امتی قال النووی فیہ النہی عن قیام الغلمان التباع

علی راس متبوعهم الجالس بغیر حاجة) منصفین غور کرین کہ کیا لچر ولغو تقریر گنگوہی کے ہے قیام کو رکن اور عبادت وطاعت بتاتا ہی اور قرآن کی آیت پیش کرتا ہی اتنی فہم وسمجھ اسمین نہین کہ مولف انوار نے نفی خصوصیت کی کی ہے کہ قیام ساتھ عبادت کے خاص نہین ہے اور یہ کب مولف نے کہا ہی کہ نماز کے اندر کا قیام فرض ورکن نہین آیت کو بے محل پیش کرتا ہی اوس سے یہ کہان مفہوم ہی کہ باہر نماز کے بہی قیام خاص ہے خداتعالی کے عبادت کے ساتھ اوس سے یعنے آیت سے نماز کے قیام کا ثبوت ہے اسمین اثبات خصوصیت قیام ساتھ عبادت کی کہان ہے اور غیر نماز کے قیام سے اوسکو کیا علاقہ ہے اور اس آیت مین کونسا کلمہ حصر کا موجود ہی کہ قیام خاص خداتعالی کیواسطے ہی ہے جو خصوصیت ثابت ہوکر منافی مقصود مولف کی ہووے اور نماز مین قیام مع امور دیگر کے عبادت ہوگیا تو اس سے یہ کہان مفہوم ہوا کہ بدون نماز بدون وضو بدون رو بقبلہ و بدون وسیلہ الی السجود کے بہی عبادت ہے نہایت درجہ کا کوئی احمق ہوگا وہ بہی اس آیت سے یہ خیال نکریگا کہ بدون نماز و بدون ان امور کے بہی قیام عبادت ہی اول کلام مولف انوار کو سمجھ لیتا اوسوقت کچھ کہتا بے سمجھے سوچے واہی تباہی کہنا شروع کردیا یہ اہل عقل کا کام نہین ہے یہ تمام گنگوہی کی لغو ولچر ہے اسکو مولف انوار کے قول کے جواب سے کچھ علاقہ نہین ہے اور قیام دست بستہ بخشوع وقنوت کو باہر نماز کے عبادت کہنا بہی بلا دلیل ہے کسی دلیل شرعی سے اسکا ثبوت نہین ہے اور آیت سے جو کچھ ثابت ہے وہ اندرون نماز کے قیام کا جو خاص واسطے خداتعالی کے مع وضوء و رو بقبلہ کیا جاتا ہی ثبوت ہے وہ مقید اسقدر امور کے ساتھ ہے ایک اندرون نماز کے دوسرے مع وضو تیسرے رو بقبلہ چوتھے واسطے اللہ کے پانچوین مع قنوت کے فرمانبرداری کے چھٹی اوسمین قرات قرآن حقیقۃ یا حکماً اور دست بستہ ہونا تو قرآن سے ہرگز ثابت ہی نہین ہے بلکہ بقول علماء محققین کے حدیث صحیح سے تحت سرہ کا ثبوت نہین ہے پس جس قیام پر تمام امور نہووین اوسکو عبادت کہنا اور اس آیت کو اوسکے ثبوت کیواسطے پیش کرنا کمال نادانی ہے قیام میلاد مین قیود اندرون نماز کے ہونا اور خاص واسطے خداتعالی کے ہونا اور باوضوء ہونا اور رو بقبلہ ہونا ہرگز موجود نہین ہین پہر مصداق آیت قرآنیہ قرار دینا سراسر سفاہت وحماقت نہین ہے اور کیا ہے اور ایسے قیام آجتک کسی نے عبادت نہین قرار دیا بلکہ نفی کی ہے چنانچہ قول شارح ہبۃ محمد شاہ عبد العزیز سے مفہوم ہی اور قیام دست بستہ کے عبادت ہونیکا دعوے بلا دلیل ہے زبردستی غیر عبادت کو عبادت بناتا ہے خوف خدا کا کچھ نہین ہے نفس قیام کی عبادت ہونیکی تو یہ گنگوہی بہی مانتا ہی دست بستہ و بخشوع ہونا اوس کے ساتھ ضم کرکے اوسکو عبادت بناتا ہے منصفین کو چاہی کہ اسقدر جواب اسکا کافی جانین کہ عبادت کا ثبوت بلا دلیل شرعی معتبر کے نہین ہوسکتا ہی آجتک کوئی اسکا قائل ہوا نہین ہے اور دلیل کسی معتبر عالم کی اسمین پیش کی نہین گئے

گنگوہی سے مطالبہ اسکا کرنا چاہیے کہ قیام خارج نماز کو بدون قید وضو و رو بقبلہ کے و بدون اسکی کہ خدا تعالی کیواسطے ہووے کسی امام نے ائمہ اربعہ سے یا دوسرے ایسے محققین امام جو معتبر ہووے اسکو عبادت قرار دیا ہو اور ابن حجر و غیرہ نے بھی و غیرہم علما و فضلا نے جو قیام مولد مستحسن جانتے ہین اوسکو بھی کسی دلیل و کسی معتبر کے قول سے یہ معلوم نہوا کہ ایسا قیام عبادت ہے اور موجب شرک ہو اور اس گنگوہی کو جسکے علم کا حال ہر جگہہ معلوم ہوتا جاتا ہے اور اسکی مفہمی ظاہر ہوتی جاتی ہے ایسے قیام کا عبادت ہونا معلوم ہوگیا جب فقط اسقدر سے عبادت ہو تو قیام ثابت ہوگیا اس گنگوہی کے نزدیک دستہ البتہ بخشوع ہووے اور یہ آنحضرت صلعم کیواسطے کیا جاتا ہے تو عبادت لغیر اللہ کی جاتی ہے جو کوئی ایسا قیام کرے وہ مشرک حقیقی ہونا چاہیے پھر اس گنگوہ نادان نے اپنے قول مین جو اس سے پہلے گذرا ہے کہ وہ قول صفحہ ۲۰ براہین مین شرک حقیقی ثابت کرنے کیواسطے قید علم استقلالی کی کیون لگائی اس قید لگانے سے ظاہر ہے کہ بدون اس قید یعنے علم استقلالی شرک حقیقی نہین ہوتا ہے اس گنگوہی کے نزدیک بلکہ اوسہی قول مین تصریح گنگوہی نے کی ہے کہ بدون اس عقیدہ کے بدعت ہے شرک حقیقی نہین اور اس قول مین فقط اسکے قیام دستہ البتہ بخشوع اگرچہ عقیدہ مذکور نہو عبادت ہوگیا جسکے کرنے سے واسطے لغیر اللہ کے شرک حقیقی لازم آیا پس دونون قول گنگوہی کے باہم منافی و مخالف ہوئے اقوال باطلہ ایسے منافی و مخالف باہم ہوئے ہین ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا خدا تعالی فرماتا ہے اب جاننا چاہیے کہ خشوع لغیر اللہ عبادت و کوئی امر غیر جائز نہین ہے بلکہ آنحضرت صلعم کیواسطے حیات مین و بعد ممات کے خشوع کرنا موجب ثواب و اعمال صحابہ مومنین سے ہے اور طریقہ علما تابعین سے ہے بلکہ محققین نے تصریح فرمائی ہے کہ واجب ہے ہر مسلمان پر کہ جب آنحضرت صلعم کا ذکر خود کرے یا کسی سے سنے تو خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین کرے اور تکلف وقار و وزانت اپنی ہیئت مین کرے اور اپنی حرکات کو ساکن کرے اور شرم کرے ہیبت و اجلال مین مقام تعظیم و اکرام مین جسطرح فرضا اگر روبرو آنحضرت صلعم کے ہووے تو ویسے تعظیم و اکرام ہیبت و اجلال کرتا اسہی سبب سے جب مناظرہ کیا ابو جعفر منصور خلیفہ عباس نے امام مالک رحمہ سے اور آواز بلند کیا مسجد آنحضرت صلعم مین تو امام مالک رحمہ نے رفع آواز سے منع فرمایا اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم کی حرمت و عزت حیات و ممات مین ایک سی ہے تو امام مالک کے کہنے پر ابو جعفر نے خضوع و خشوع کیا اور امام مالک رحمہ نے منع فرمایا چنانچہ شفا قاضی و شرح شفا علیقاری کی جلد ثانی مین یہ موجود ہے واعلم ان حرمۃ النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بعد موتہ و توقیرہ و تعظیمہ (بشخصہا ای بعد موتہ فانہ لازم ای علی کل مسلم کما کان) ای ما ذکر واجبا (حال حیاتہ ای لانہ الآن حی یرزق فی علو درجاتہ و رفعۃ حالاتہ (فذلک) ای التعظیم والاکرام (عند ذکرہ علیہ الصلوۃ والسلام و ذکر حدیثہ) ای کلامہ (وسنتہ) ای ذکر طریقتہ (و سماع اسمہ وکذا نعتہ (وسیرتہ) ای فی جمیع ہیئاتہ من حرکاتہ وسکناتہ (ومعاملۃ آلہ) ای اہل بیتہ

(وعترته) ای ذریته وقرابته (وتعظیم اهل بیته) ای ازواجه وخدمه ومواليه (وصحابته) ای اهل صحبته (قال ابو ابراهیم التجیبی واجب علی کل مؤمن متی ذکره) ای بنفسه (او ذکر عنده) ای علی لسان غیره (ان یخضع) ای ظاهرا (او یخشع) ای باطنا (ویتوقر) ای یتکلف الوقار والرزانة فی هیئته (و یسکن من حرکاته ویاخذ) ای یشرع ویبدع (فی هیبته واجلاله) فی مقام تعظیمه واکرامه (بما کان یاخذ به نفسه) ای یطلب منها الوکان (ای فرضا) بین یدیه) ای امام عینیه (ویتادب بما ادبنا الله به) ای من وجوب تعظیمه وتکریمه وخفض الصوت ونحوه (قال القاضی ابو الفضل) یعنی المصنف (وهذه) ای الطریقة المرضية (کانت سیرة سلفنا الصالح) ای المتقدمین من الصحابة والتابعین (وائمتنا الخاضعین) ای العلماء العاملین (ناظر) ای جادل وباحث (ابو جعفر) بذا هو المنصور عبد الله بن محمد علی بن عبد الله بن عباس ثانی خلفاء بنی العباس (ای امیر المومنین مالکا فی مسجد رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال له) ای مالک یا امیر المومنین فقال لا ترفع صوتک فی هذا المسجد فان الله تعالی ادب قوما فقال لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی الآیه ومدح قوما فقال ان الذین یغضون اصواتهم عند رسول الله الآیه وذم قوما فقال ان الذین ینادونک من وراء الحجرات وان حرمته میتا کحرمته حیا واستکان لها ابو جعفر ای خضع وخشع بمقالة مالک رحمة الله انتهی بقدر الحاجة

اس عبارت سے واضح ہو کہ آنحضرت کے ذکر کرنے یا سننے کے وقت مسلمان پر تعظیم و توقیر و خشوع و خضوع واجب ہے مانند حال حیات جیسے کہ روبرو آنحضرت صلعم کے خشوع و خضوع ہیبت و اجلال و تعظیم و اکرام واجب ہو تو وقت قیام کے خشوع و خضوع بسبب ذکر ولادت و سلام و درود و مدح سننے کے خشوع و خضوع کوئی کرے تو شرک و بدعت کس طرح ہو جاویگا اور خشوع قیام کی طرف ضم ہونے عبادت ہو جاوے اور خشوع موجب عبادت کا ہووے تو ممنوع و حرام ہونا چاہئے تہا اور آنحضرت کے واسطے اسکو علما واجب فرماتے ہیں اور ائمہ اسکو جائز رکہتے ہیں اور یہ طریقہ سلف صالح ہے پس واضح ولائح ہے کہ خشوع و خضوع واسطے آنحضرت صلعم کے کرنے عبادت لغیر اللہ لازم ہونا لازم نہیں آتا ہے یہ بیعلمی گنگوہی کی ہے کہ خشوع و خضوع کے سبب سے عبادت لغیر اللہ ہونا خیال کرے اور ہاتھ باندھنا مثلاً ناف کے نیچے وقت تعظیم کے بھی عبادت کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ فقط ایک تعظیم اس سے مفہوم ہوتی ہے گنگوہی نے نماز میں ہاتھ باندھنا دیکھ لیا تو بیعلمی کے سبب سے یہی خیال فاسد کر لیا کہ یہ نماز ہی کا خاصہ ہے ہرگز نماز کا خاصہ نہیں ہے بلکہ نماز ایک امر تعظیمی ہے اور سمیں فقط تعظیم کے واسطے ہاتھ باندھے جاتے ہیں اور ہر جگہ ہاتھ باندہنے میں تعظیم ہونا ہمارے علما حنفیہ سے ہی ثابت کرتے ہیں کہ بادشاہوں و امراء کے روبرو خدام زیر ناف ہاتھ باندھکر تعظیم کیواسطے کہڑے ہیں تو اسواسطے زیر ناف

نماز مین بھی ہاتھ باندھنا چاہئے چنانچہ امام ابن الہمام جنکو در مختار مین مجتہد لکھا ہے زیر ناف ہاتھ باندھنے کے بارہ جو مذہب معشر حنفیہ کا ہے فرماتے ہین کہ احادیث سینہ پر اور زیر ناف باندھنے کے دونون ضعیف ہین موجب عمل نہین ہین اسلیے حوالہ کیا جاتا ہے معتاد و معہود پر کہ عادت ہاتھ باندھنے کی حالت قصد التعظیم فی القیام کہان ہے ایا زیر ناف یا سینہ پر معہود و معتاد شاہد ہین باندھنا ہاتھ کا زیر ناف ہی تو زیر ناف باندھنا چاہئے چنانچہ عبارت اس مضمون کی یہ ہے فتح القدیر شرح ہدایہ مین وکونہ تحت السرۃ او علی الصدر کما قال الشافعی لم یثبت فیہ حدیث یوجب العمل فیحال علی المعہود من وضعہا حال قصد التعظیم فی القیام والمعہود فی الشاھد منہ تحت السرۃ انتہی اور امام ابو محمد محمود بن عینی بھی نہایہ شرح ہدایہ مین نماز مین زیر ناف باندھنے مین تعظیم ہونیکا ثبوت اسی حوالہ سے ثابت کرتے ہین کہ بادشاہون کے روبرو ایسے ہی کیا جاتا ہے یعنے زیر ناف ہی تعظیم کیواسطے اوقت قیام کے ہاتھ باندھے جاتے ہین قلت الوضع تحت السرۃ الی التعظیم وابعد من التشبہ باھل الکتاب واقرب الی ستر العورۃ وحفظ الازار عن السقوط ومقالۃ لماورد نہی ممنوع ووضعہما علی العورۃ لا یضر فوق الثیاب وکذا لوکان بغیر حائل لان العورۃ لیس لہا حکم العورۃ فی حق نفسہ ولھذا یضع المرأۃ یدیہا علی صدرھا وانکان عورۃ وما قلنا اقرب الی التعظیم کما یفعل بین یدی الملوک انتہی ان دونون اماموں معتبرین کے قول سے واضح ہے کہ نماز مین تعظیم قیام کی حالت مین زیر ناف ہاتھ باندھنے اس سے ہی مفہوم ہے کہ بادشاہون کے روبرو ایسا ہی کیا جاتا ہے اس سے واضح ہے کہ دست بستہ قیام کرنا فقط تعظیم کیواسطے ہے اور تعظیم کیواسطے چونکہ خارج مین بھی ہے اسواسطے نماز مین کیا جاتا ہے پس دست بستہ قیام نماز کے ساتھ اور عبادت کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ اصل اسکی یہی ہے کہ فقط تعظیم بدون عبادت کیواسطے ہے گو نماز مین بسبب امور دیگر عبادت مین شمار ہووے تو ہووے لیکن خارج نماز کی وہی فقط تعظیم پر ہی رہیگا عبادت سے اوسکو کچھ علاقہ نہین ہے اور غیر کیواسطے قیام دست بستہ بخشوع کے عدم جواز کیواسطے حدیث و عبارت امام نووی پیش کی یہ اوسکی فہم وعلم کی نقصان کی دلیل واضح ہے اوسکو قیام دست بستہ بخشوع سے کیا علاقہ ہے اُس سے تو مراد ظاہر یہی ہے کہ مشبوع بیٹھا رہے او خدام و تابعین اُسکے بیٹھے رہنے تک بغیر حاجت کھڑے رہین چنانچہ امام نووی رحمہ کی عبارت سے یہ واضح ہے اور یہ کھڑا رہنا اعاظم مال و منصب دنیاوی کے سبب سے ہووے چنانچہ عنقریب عبارت مجمع البحار مین یہ آتا ہے اور یہ قیام بمعنے وقوف ہے جو معنی عنہ بمعنی نہوض کی کہ اہل علم و فضل کیواسطے قیام کیا جاوے وقت تعظیم کر اوسمین خشوع کو دست و بستہ بھی ہووے تو کچھ مضائقہ نہین کیونکہ معنی عنہ یہ نہین ہے معنی تو وقوف کھڑا رہنا یا جلوس متبوع کیواسطے دنیا کی ہے اور حضرت رضہ کے واسطے قیام کرنیکا امر آنحضرت صلعم فرما چکے اور قول سیدکم مشتق ہین

اور مشتق مبدأ علت حکم ہوتا ہے چنانچہ گنگوہی بھی اسکو تسلیم کرچکا ہے پس قیام وجہیہ ان سیادت ہو گئے نہ کوئی دوسرا
امر جیسا کہ بعض نے وہم کیا ہے اور آنحضرت صلعم منع فرمانا قیام کا بطور نہی عن المنکر کے نہ تھا بلکہ بطور شفقت و اتحاد
موجب لرفع الحشمۃ کے تھا اور جمہور علما قیام لاکرام اہل فضل کی جواز کی حجت حدیث قوموا الی سیدکم کو ہی قرار دیتی
ہیں قال فی مجمع البحار وح قوموا الی سیدکم فیہ استحباب القیام عند دخول الافضل وہو غیر القیام المنہی
لان ذالک بمعنی الوقوف وہذا بمعنی النہوض ولیس ہو القیام الذی یتعاہدہ الاعاجم تعظیما
وانما کان سعد وجعا لما امی فی اکحلہ فامرہم بالقیام لیغیبوہ عن النزول من الحمار ولئلا ینفجر عرقہ
بالاضطراب ولو اراد التعظیم لقال قوموا لسیدکم وفیہ نظر فان الی تجئ کاللام کما نقیل قوموا اواذہبوا
الیہ تلقیا وکرامۃ تشعر بہ وصف السیادۃ واحتج بہ الجماہیر لاکرام اہل الفضل بالقیام اذا
اقبلوا القاضی ولیس ہو من القیام المنہی عنہ وانما ہو فیمن یقومون علیہ وہو جالس ویمثلون
طول جلوسہ وح لا یقوموا کالاعاجم یعظم بعضہا بعضا ای لا یعظم لاجل مالہ ومنصبہ ولا یعظم
اصلاحہ وعلمہ وح کانوا اذا راوہ لم یقوموا لہ وذلک للاتحاد الموجب لرفع الحشمۃ ومہما
صفت القلوب استغنی من تکلف اظہار ما فیہا والحاصل ان القیام وترکہ بحسب الازمان و
الاحوال والاشخاص انتہی اور رد المحتار میں مشکل الآثار امام طحاوی سے منقول ہے کہ قیام بعینہ مکروہ نہیں ہے
مکروہ محبت قیام اوسکے واسطے کہ قیام اوسکے لئے کیا جاتا ہے اور ابن وہبان سے منقول ہے کہ ہمارے زمانہ میں یہ
قیام مستحب ہونا چاہئے اسلئے کہ اسکے ترک سے کینہ و بغض عداوت پیدا ہوتی ہے خصوصاً جس جگہ عادت اس قیام کی ہو
اور قیام مذموم منہی عنہ اوس شخص کے حق میں ہے جو اپنے روبرو کھڑا رہنا جلوس تک دوست رکھتا ہو اور عنایہ
وغیرہ میں شیخ حکیم ابی القاسم سے منقول ہے کہ غنی کیواسطے قیام کرتے تھے اور تعظیم اوسکی کرتے تھے اور فقرا
وطلبا کیواسطے نہیں کرتے تھے اس حال سے سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ غنی بھی تعظیم کی توقع رکھتے ہیں
ترک سے ضرر و تکلیف پاتے ہیں اور فقرا و طلبا فقط طمع جواب سلام و کلام ہوتے ہیں فی مشکل الآثار القیام لغیرہ
لیس بمکروہ بعینہ انما المکروہ محبۃ القیام لمن یقام لہ فان قام لمن لا یقام لہ لا یکرہ قال ابن وہبان
اقول وفی عصرنا ینبغی ان یستحب ذلک ای القیام لما یورث ترکہ من الحقد والبغضاء والعداوۃ لا
سیما اذا کان فی مکان اعتید فیہ القیام وما ورد من التوعد علیہ فی حق من یحب القیام بین
یدیہ کما یفعلہ الترک والاعاجم اقول ویؤیدہ ما فی العنایۃ وغیرہا عن الشیخ الحکیم ابی القاسم
کان اذا دخل علیہ غنی یقوم لہ ویعظمہ ولا یقوم للفقراء وطلبۃ العلم فقیل لہ فی ذلک فقال الغنی

یتوقع التعظیم فلو ترکتہ تنضرر والفقراء والطلبۃ انما یطمعون جواب السلام والکلام معہم فی العلم وتمام ذلک فی رسالۃ التثنیۃ الی انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں وہم چنین از محی السنۃ نقل کردہ کہ اجماع کردہ اند جماہیر علما بر این حدیث برای اکرام اہل فضل از علم اصلاح یا شرف بقیام امام محی السنۃ محی الدین نووی رحمۃ اللہ گفتہ کہ این قیام مر اہل فضل را وقت قدوم آوردن ایشان مستحب است احادیث درین باب ورود یافتہ ودر نہی از ان صریحا چیزے صحیح نشدہ ودر مطالب المؤمنین از قنیہ نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس از برائی کسیکہ در آمدہ است بروی بجہت تعظیم وقیام مکروہ لعینہ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام است از کسیکہ قیام کردہ شدہ است برائی وے واگر دوستی محبت قیام نداردو قیام برائی وے مکروہ نبود قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام منہی عنہ در حق کسی ست کہ نشستہ باشد وایستادہ باشند پیش وی مردم تا نشستن وی چنانچہ در حدیث بیاید ودر قیام وتعظیم برائے اہل دنیا بجہت دنیائی ایشان وعید شدید وارد شدہ مکروہ است در نہایت کراہت انتہی ان عبارات فقہا ومحدثین ومحققین معتبرین سے جواز واستحباب قیام واسطے غیر کے ثابت ہوا اور قیام منہی عنہ سبکے نزدیک وہی کہ جسکے واسطے قیام کیا جاوے وہ دوست رکھتا ہووے کہ اوسکے روبرو لوگ کہڑے رہیں اور اوسکے بیٹھے رہنے تک اور حدیث جو گنگوہی نے نقل کی اوسکے یہی معنی علما محققین فقہا ومحدثین نے قرار دی ہین اور منہی قیام کو اسی میں منحصر جانا ہے گنگوہی دست بستہ قیام کرنے کے عدم جواز کیواسطے ان حدیث کو پیش کرتا ہے قیام دست بستہ بخشوع وخضوع کے تحقق کیواسطے یہ لازم نہین کہ جلوس جالس تک ہووے اور قیام کردہ شدہ کی محبت بہی ہووے اور واسطے دنیا دار کی بجہت دنیا کے ہووے جو ممنوعات ہین پس جو حدیث سے ثابت ہے وہ قیام دستہ بخشوع مین لازم نہین اور قیام دست بستہ بخشوع مین اوسکے نفی حدیث مذکور سے ثابت نہین گنگوہی ایسے ہی بے محل احادیث واقوال علما پیش کر دیتا ہے اور ملا علی قاری کا قول جو شرح عین العلم سے نقل کیا بعد تصحیح نقل کی اوسکے بھی وہی معنے ہین کہ تا جلوس جالس قیام کیا جاوے اور اوسکی محبت دنیا کے سبب سے کیا جاوے تا کہ تمام علما کے موافق قول ملا علیقاری ہو جاوے اور امام نووی نے علاموں و تابعین کے کہڑے ہونیوالونکی کہڑے ہونیکی ممنوعیت کو مقید ساتھ غیر حاجت کے اس سے واضح کہ کچھ حاجت ومصلحت ہووے تو جلوس جالس تک بھی کہڑا ہونا درست ہے اور ہمارے فقہا حنفیہ بھی اسکے قائل ہین چنانچہ اعوان قاضی کا کہڑا رہنا قاضی کے روبرو واسطے تحقق ہیبت کے درست فرماتی ہین اور فرماتی ہین کہ قاضی حکم کے واسطے بیٹھے تو ایک شخص واسطے منع کرنے لوگونکی تقدم سے طرف قاضی کے کہڑا رہے اور متخاصمین روبرو قاضی کے کہڑا کرے اور خصومت کیواسطے قیام محدثات میں ہے واسطے حاجت کے ہے ابن عمر بوقت سفر کے

ایک شخص بے ادب ہمراہ لیتے تھے اور فرماتے تھے کہ شر کو ساتھ شر کے دفع کیا جاتا ہے الغرض لوگونکی حالات و آداب
مختلف ہیں اور ان زمانون میں امور و سفہاء پیدا ہو گئے سو موافق مقتضی حال عمل کرنا چاہئے اور ارادہ ایسے امور سے خیر کا ہووے
نہ حشمت نفس جو عجب کی طرف پہونچاوے قال فی فتح القدیر ویقف اعوان القاضی بین یدیہ لیکون
اھیب الی ان قال قیل ینبغی ان یقوم بین یدیہ اذا جلس للحکم رجل یمنع الناس من التقدم الیہ
معہ سوط یقال لہ الجلواز وصاحب المجلس یقیم الخصوم بین یدیہ علی البعد والشہود تقرب
من القاضی واعلم ان القیام بین یدی القاضی للخصومۃ لم یکن معروفا بل ان یجلسہم علی ما ذکرنا فہذا
ایضا من المحدثات بما فیہ من الحاجۃ الیہ وعن ابن عمر رض انہ کان اذا سافر استصحب رجلا سیئ
الادب فقیل لہ فی ذلک فقال اما علمت ان الشر بالشر یدفع والمقصود ان الناس یختلفوا الا
حوال والادب وقد حدث فی ہذہ الازمان امور وسفہا فیعمل بمقتضی الحال یراد الخیر لا حشمۃ النفس
المودی الی الاعجاب انتہی وقال الامام العینی فی شرح الہدایۃ ویقف اعوان القاضی بین یدیہ
لیکون اھیب فی اعین الناظرین انتہے و دوسرے کتب فقہ مانند رد المحتار میں بھی موجود ہے قیام آنحضرت
صلعم کے واسطے کرنا گنگوہی جائز جانتا ہے چنانچہ اوسکے اقوال بر این سے ظاہر ہے خشوع و دست بستہ اوسکے
ساتھ ضم کرکے اوسکو عبادت بنانا بدلیل شرعی کے جانا یہ واضح ہے کہ اگر خشوع بدون عبادت کے نہوتا عین
یا مساوق و ملازم عبادت کا ہوا اور دست بستن بھی ایسا ہی ہوتا تو انکے انضمام سے قیام کو عبادت کہدیا جاتا
او جب معلوم ہو لیا کہ خشوع واسطے آنحضرت صلعم کے وقت ذکر اسم مبارک و مسرت و حالات کے ہر مسلمان
کو کرنا لازم ہے تو یہ عبادت لغیر اللہ نہیں ہے اور خارج نماز کے ہاتھ باندھ کے کھڑے ہونے میں تعظیم معلوم کرکے نماز میں
بھی ہاتھ باندھنے کا جواز علماء ثابت کرتے ہیں اور یہ بھی عبادت لغیر اللہ نہیں ہوا پس ان دونونکے معنی خشوع و دست
بستن کے انضمام سے قیام عبادت نہوا پس عبادت کہنا اوسکا باطل ہوا اور جو قیام کے منع ہونیکے واسطے گنگوہی
نے پیش کیا اوس سے قیام لغیرہ نہیں ہوا فقط ایک قسم خاص قیام کی ہے جو یہان صادق نہیں ہے ممنوع ہے
بلکہ وقت حاجت و مصلحت کے خصوصا اس زمانہ میں جلوس حالس تک بھی قیام کا جواز عبارات علماء سے
معلوم ہوا پس قیام میلاد شریف کے محفل کا حرام و مکروہ ہونا شرک ہونا نہ کسی دلیل قابل قبول سے و نہ کسی
معتبر کے قول سے ثابت ہوا وہی جو مولف انوار کی تقریر کے موافق مباح دیتا و تعظیم آنحضرت صلعم مستحب و بنا بر
استحسان علماء و فضلاء بلاد اسلام کے مستحسن رہا **مولف** انوار نے کہا تھا کہ قیام دست بستہ شرک ہوا تو علماء وقت
آنحضرت صلعم کو کیونکر جائز کہتے اور اس پر عبارت جذب القلوب کی نقل کے در وقت سلام آنحضرت صلعم وقوف در آنجناب با عظمت

دست

دست راست بر دست چپ نہد در حالت نماز کرمانی کہ از علماء حنفیہ است تصریح باین معنی کردہ انتہی اور مولف انوار نے
کہا کہ ملا علیقاری نے یہ دست بستہ قیام کتاب در منضبہ سے نقل کیا اور مولف نے عبارت علامہ محمد بن سلیمان
مکی کی کتاب حاشیہ مناسک خطیب شربینی کی نقل کی فالاولی وضع یمینہ علی یسارہ کالصلوات کما اقتصر
علیہ فی الحاشیۃ واقرہ ابن علان وآخر کلامہ فی الجوہر ینبغی ان یقف الیہ او فتاوی عالمگیریہ سے یہ عبارت نقل کی
باب زیارت قبر شریف سے ویقف کما یقف فی الصلوۃ انتہی ان عبارات سے ظاہر ہے کہ علماء حنفیہ شافعیہ کے
نزدیک نماز کا سا قیام دست بستہ جائز ہے واسطے زیارت آنحضرت صلعم کے پس خوب واضح و لائح ہے کہ دست بستہ
قیام مانند نماز کے عبادت ہوتا اور غیر اللہ کیواسطے ناجائز و شرک ہوتا جیسا کہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے تو علماء متبحرین
کیونکر واسطے زیارت آنحضرت صلعم کی اسکو جائز کہتے گنگوہی کی تمام تقریر لغو و لچر ہو گئی کہ دست بستہ بخشوع قیام کو
عبادت بتاتا تہا **گنگوہی** اوسکے جواب مین حیران و پریشان ہوکر یہ کہنے لگا کہ پہلے قول مین تصریح ہوئی کہ یہ
مسئلہ زیارت کا مختلف ہے اور دونون روایت نقل ہوئین اور کرمانی مجیز اسکا ہے شیخ عبد الحق بہی اوس سے نقل کر دیتے ہین
اور علیقاری نے بہی یہان اسکو اختیار کیا ہے لہذا علی قاری شرح عین العلم مین اسکو حرام لکہتے ہین اب فرق مجوزین
کو نزدیک یہان یہ ہے کہ اسجگہ استقبال قبلہ نہین وہ قبلہ کہ معین اور مشخص ہو رہا ہی پشت پیچہے ہو جاتا ہی تو قطعاً مخالفت
ہیئت صلوۃ کی ہو گئی اور مظان شرک بہی نہین کہ حیوۃ النبی موجود ہین اور یہان مولود مین کوئی جہت مشخص
نہین دوسرے مظان شرک ہے کہ عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہے پس اسمین اور اوسمین فرق ہو گیا پس تعامل حرمین
زیارت مین حسب روایت احادیث کی اگر ہے تو فارق موجود ہے اور یہ خلاف قیاس ہے دیکہو کہ صلوۃ جنازہ مشابہ
بشرک ہے مگر اجازت ہو گئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہین کہتے اور تکرار کو منع کرتے ہین پس
زیارت پر قیاس کر کے اس قیام کی اجازت نہین نکل سکتی **اقول** و باللہ التوفیق مولف انوار کے مطلب و مقصود
کو گنگوہی سمجہا ہی نہین ہے الگ ہی جو واہی تباہی کہنا شروع کر دیتا ہی مولف انوار نے تو اپنی تقریر سے نقول
علماء اس قول سے ڈول وہابیہ کو رفع کیا کہ قیام دست بستہ عبادت ہی اور شرک ہی باین طور کہ قیام دست بستہ
کو عبادت ہونا لازم ہی تو جسجگہہ قیام دست بستہ پایا جاوے تو عبادت ہووے اور جسجگہہ غیر اللہ کیواسطے قیام
کیا جاوے تو شرک لازم آوے اور حال آنکہ زیارت قبر آنحضرت صلعم قیام دست بستہ کو علماء نے جائز کہا ہے
اور کسی نے یہ عبادت غیر اللہ قرار دیکر شرک نہین کہا پس واضح و لائح ہے کہ علماء کے نزدیک قیام دست بستہ
عبادت لازم نہین ہے اور غیر اللہ کے واسطے کرنے سے شرک لازم نہین آتا ہی یہ مطلب صاف عبارت انوار ساطعہ
سے واضح ہے گنگوہی اردو زبان کے مطلب کو بہی نہین سمجہتا ہی اور رد انوار ساطعہ کے واسطے باوجود عدم لیاقت

مناظرہ کی اپنی ٹانگ اڑادی ہے یہ جو گنگوہی نے کہا ہے کہ زیارت کا مسئلہ مختلف ہے بالفرض مختلف ہووے تو قیام دست
بستہ کیواسطے عبادت کا لزوم وغیر اسکے کیواسطے قیام دست بستہ کرنے شرک کا ثبوت اہل خلاف نہیں فرماتے ہیں پھر
مختلف ہونے مولف انوار کو کیا نقصان اور گنگوہی کو کیا فائدہ ہوا اور مسئلہ کے خلافی ہونیکے واسطے درر مضیہ بہی قول انکی
یہ عبارت نقلکی ہے هل يضع يمينه على شماله ام لا مضيہ خلاف انتہى قال الكرمانى يصح وقال غيره الاولى
الارسال لئلا يتشبه بالمصلى انتہى یہ عبارت گنگوہی نے براہین کے صفحہ ٣٠٢ مین نقل کا گنگوہی کی خیانت کرنا عبارات
کتب اوپر معلوم ہوچکا ہے اور کتاب درر مضیہ اسوقت موجود نہین ہے معلوم نہین گنگوہی نے اس عبارت مین بہی
خیانت یا مخالف عادت کے پوری بے زیادت وکمی کے نقلکردی اس سے درگذر کرکے ہم کہتے ہین کہ لفظ انتہى درمیان
عبارت کی موجود ہے اوس سے واضح کہ لفظ انتہى سے قبل کی عبارت کسی دوسرے کے مولف درر مضیہ نے نقلکی ہے اور
اوسمین لفظ مقیسہ خلاف واقع بعد لفظ انتہى کے مولف درر مضیہ اوس خلاف کو بیان کرتے ہین کہ کرمانی نے داہنے ہاتھ کو بائین
پر رکہنا صحیح کہا ہے وغیر کرمانی نے ارسال یعنے ہاتھ چھوڑ رہنے کو اولی کہا ہے تاکہ مشابہ نمازی کی ہووے اس بیان
خلاف سے جو مولف درر مضیہ نے بیان کیا ہے واضح ہے کہ خلاف اولویت مین ہے اور غیر کرمانی نے ہاتھ نہ باندہنا
اولی کہا ہے جس سے ثابت ہے کہ مخالفین ہاتھ باندہنا اولی نہین جانتے ہین اور یہ ظاہر ہے کہ اولی نہونے سے عدم جواز
ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ اولی کے نفی مشعر جواز غیر اولی کی ہے پس خلاف جواز مین نہین ہے اولی وغیر اولی مین
ہاتھ باندہنا جائز دونون فریق کے نزدیک ہے اور ملا علیقاری کا قول شرح عین العلم سے صفحہ ٢٠١ گنگوہی نے یہ
نقل کیا ہے فكما لا يجوز ان يسجد احد لاحد لا يجوز ان يركع وكذا القيام على هيئة الموقوف في الصلوة
لحديث من سره ان تمثيل له الرجال فليتبوأ مقعده فى النار انتہى بعد تصحیح نقل بلا تغیر حرف کے جواب
اسکا یہی ظاہر ہے کہ جب ملا علیقاری نے قیام دست بستہ کو زیارت کیواسطے اصلا کہ لیا ہے جیساکہ خود گنگوہی
اقرار کرچکا ہے تو شرح عین العلم مین اونکا یہ قول ہے اس سے مراد کسی محل خاص کا قیام ہے کہ وہ قیام کسی جالس کے
جلوس تک فقط واسطے حشمت وعجب کے ہووے جسطرح منکرین کیواسطے غلام وتابعین کیا کرتے ہین اور قرینہ
اس پر استدلال حدیث سے ہے جو ملا علیقاری نے کیا ہے اور اس حدیث مین تمام علما محققین معتبرین بہی قیام مذکور مراد لیتے
ہین جو ہم نے ذکر کیا ہے چنانچہ عبارت مجمع البحار وشیخ عبدالحق محدث دہلوی رحہ سے مفہوم ہے پس ملا علیقاری
قیام زیارت وقیام میلاد کو حرام نہین کہتے ہین گنگوہی اپنی خوش فہمی سے اونکی قول سے یہ خیال پر استدلال
کرے تو ملا علیقاری کا اسمین کیا قصور ہے جب گنگوہی اردو عبارت سلیس مولف انوار کا مطلب نہین سمجہتا ہے
تو شرح عین العلم کی عبارت کا مطلب کسطرح سمجہ سکتا ہے پس جب قیام دست بستہ زیارت آنحضرت

صائم کا عدم جواز کسی معتبر کے قول سے ثابت نہوا وفقط اولیت میں خلاف ہوا قطع نظر اس سے جو موافق استحسان
علما حرمین و دیگر بلاد کی ہے وہی اولی نہ غیر اوسکا تو قیام دست بستہ بخشوع و خضوع کا عبادت وغیرہ میں پایا
جانا اسکا شرک نہ ہونا منقوض ہوگیا مقصود اس محل مولف انوار کی تہا وہ برقرار رہا اور گنگوہی نے جو کچھ
بیفہمی سے کہا تہا برباد رہا اور گنگوہی جو قیام زیارت قبر آنحضرت صلعم کے جواز و بطلان شرک ہونیکی یہ جواب
گذرتا ہے کہ استقبال قبلہ یہان نہیں ہوتا ہے اور حیوۃ النبی موجود ہین تو بھی مولف انوار کو مضر نہیں ہے کیونکہ غرض گنگوہی کی
غرض قیام دست بستہ بخشوع کو جو غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے اوسکا عبادت لغیر اللہ ہونیکو اور شرک ہونیکو
جیسا کہ گنگوہی کہتا چلا آتا ہے منقوض کرنا ہے وہ یہان حاصل ہے کیونکہ قیام دست بستہ یہان موجود ہے اور عبادت
لغیر اللہ و شرک نہیں ہے اور گنگوہی فقط اسقدر کو شرک کہتا تہا وہ باطل ہوگیا اور اسوجہ سے جو قیام دست بستہ
زیارت قبر آنحضرت صلعم کو مجوزین کے نزدیک جائز ہوتا ہے تو یہ بھی تاویل لیسئے علما الا یرضی بہ قائلہ ہے اسوجہ سے کہ اسکے سبب
مجوزین کے نزدیک جائز ہوناکو فقط علما مجوزین سے ثابت ہے کیون نہیں جائز کہ عدم استقبال قبلہ و وجود حیوۃ النبی
اونکے نزدیک وجہ جواز قیام مذکور نہووے فقط ادب وجہ ہووے یہی وجہ ادب کے سبب سے قیام میلاد کو علما دستے
اس حیثیت سے مستحسن جانا ہے اور کسی نے عدم استقبال قبلہ کو شرط نہیں کیا ہے گنگوہی اگر سچا ہے کہ استقبال
واستدبار قبلہ و موجودگی حیوۃ النبی و عدم موجودگی وجہ جواز و عدم جواز قیام دست بستہ کی ہے تو علما محققین کی
تصریحات اس بارہ میں دکہاوے ورنہ گنگوہی کی ہذیانات کون تسلیم کرتا ہے اور بلا دلیل شرعی یہ عقلی یہ وجہ جواز و عدم
جواز کسطرح کوئی عاقل مانیگا اور فرق بیفہمی سے جو نکالا ہے یہ کوئی دلیل شرعی نہیں ہے کیونکہ یہ فرق جو مسلم ہووے
اور یہ جو کہا کہ برخلاف قیاس ہے دیکہو صلوۃ جنازہ مشابہ شرک اگر قیام زیارت آنحضرت صلعم کو مانند نماز جنازہ کے
خلاف قیاس رکہنا اور نماز جنازہ کو مشابہ شرک کے ہونیکی وجہ سے امام صاحب کے نزدیک غائبانہ نہونا اور تکرار
ناجائز ہونا سراسر جہالت مسائل فقیہ سے ہے قیام زیارت کو خلاف قیاس جائز یہ گنگوہی کہتے ہو تو جواز اوسکا
ظاہر ہے کہ کسی نص صریح قرآن وحدیث واجماع مجتہدین سلف سے تو ثابت ہوا ہی نہیں ہے ہان استحسان
حرمین و علما سے ثابت ہے پس یہی وجہ قیام میلاد شریف میں موجود ہے بہ معنے خلاف قیاس ہیں تو خبر خلاف قیاس کی
صحیح لیسے سے خلاف قیاس ہے قیام میلاد کا بہی ثبوت یہ فرق کرنا گنگوہی کا باطل ہوا قیام میلاد کے اجازت کو منع
کرنا تہا وہی نکل آئی اس ہے لکن مانند نماز جنازہ کے خلاف قیاس نہوا کیونکہ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے قرآن حدیث
واجماع تینون سے ثبوت اوسکا ہے فرضیت اوسکی آیت قرآن وصل علیہم ان صلوتک سکن لہم سے ثابت ہے
چنانچہ فتح القدیر میں موجود اور احادیث اسبارہ میں بے شمار وارد ہین اور اجماع اس کا ہونا واضح ہے منکر اس کے

کافر ہو پس ثبوت اس کا نص غیر معقول سے ہے اور عقلی اوس کا مقتضی نہین ہے و قیام دست لبستہ کے جواز کو قیاس
و عقل مقتضی ہے اسیواسطے علماء نے نماز مین حالت قیام مین دست زیر ناف لبستن کو اوس سے ثابت کیا کہ بادشاہ
ہون کے ساتھی خدام دست لبستہ زیر ناف کہڑے ہوتے ہین واسطے تعظیم کے یہان نماز مین بہی جو محل تعظیم ہے ایسا ہی
چاہئے پس قیام ہاتھ باندہنا واسطے ادب و تعظیم کے ہوا یہ امر معقول ہے جسطرح زیارت کی قیام مین ادب و تعظیم اسکو
چاہتی ہے قیام میلاد مین اسکو مقتضی ہے پس خلاف قیاس باین معنی نہین ہے ہان اس معنے کے اعتبار سے اگر
گنگوہی خلاف قیاس بتاوے استحسان سے ثبوت ہوا ہے اور یہ امر عقلی و قیاس اوسکے فہم ناقص مین آوے
تو ہمکو مضر نہین ہے لکن گنگوہی مستفید نہین بلکہ ہمکو مفید ہے کہ اوس معنے خلاف قیاس کے اعتبار سے قیام میلاد بہی
ثابت ہو یہ سب حال گنگوہی کا معلوم کرنا چاہئے کہ امام صاحب کے نزدیک نماز جنازہ غائبانہ اور تکرار کا عدم جواز بتانا شرک سے
گنگوہی نے مسائل فقیہ کسی سے سنی بہی ہوتا تو ایسا واہی تباہی نہ بکتا ہدایہ مین موجود ہے واسطے عدم جواز تکرار نماز
جنازہ کی فرض اول نماز کے ساتھ ادا ہو گیا اور نفل نماز جنازہ کے مشروع نہین ہے اور اسلئے کہ آنحضرت صلعم
کی قبر بالکل بطور نفل نماز گذارنا چھوڑ رکہا ہے تمام اہل اسلام نے تکرار جائز و مشروع ہوتی تو کیون چھوڑ دیتے
لان الفرض یتادی بالاولی والنفل بہا غیر مشروع وہذا رأینا الناس ترکوا عن آخرہم الصلوۃ علی قبر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو الیوم کما وضع انتہی اور غائبانہ اسواسطے جائز نہین ہے کہ شروط صحت نماز
جنازہ مین سے یہ بہی ایک شرط ہے کہ میت کے روبرو نماز کی ہووے چنانچہ فتح القدیر مین ہے و شرط صحتہا
اسلام المیت وطہارتہ ووضعہ امام المصلی فلہذا القید لا یجوز علی غائب ولا حاضر محمول انتہی اور
مشابہ بشرک ہونا علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کو کسی نے نہین قرار دیا ہے اور کسی امام سے یہ نقل نہین کیا کہ مشابہت
شرک علت عدم جواز تکرار و غائبانہ کہ یہ سراسر سخن سازی گنگوہی کی ہے جو یہ وجہ قرار دیتا ہے کتب فقہ پڑہی ہوتی
یا صحبت کسی عالم فقیہ کی کی ہوتی تو ایسے مضریات سے امن اسکو ہوتی یہ ثمرہ جہالت ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ
اجازت ہو گئی تو اب امام صاحب غائبانہ صلوۃ جنازہ کو جائز نہین کہتے ہین اور تکرار کو منع کرتے ہین تو عجب معنی کلام
ہر جس سے واضح ہے کہ اجازت سبب جائز نہ کہنے و منع کا ہو غیر غائبانہ و غیر تکرار کے ہماری اجازت غائبانہ و تکرار جائز کہنے کو
کب مقتضی ہے یہان اسطرح کہتا کہ اجازت ہونے غائبانہ و تکرار کے موجب جائز کہنے و منع کا ہے تو درست ہوتا یہ قول
گنگوہی مگر یہ فہم کہان ہے گنگوہی کو **مولف** انوار ساطعہ نے قیام دست لبستہ زیارت قبر آنحضرت صلعم کے علماء
حنفیہ و شافعیہ سے جواز کذب جذب القلوب و فتاوی عالمگیریہ سے ثابت کرکے کہا تہا کہ اس قیام دست لبستہ مین
دو احتمال ہین ایک کہ علماء نے اسکو اسلئے جائز کہا کہ قیام دست لبستہ عبادت نہین ہے اور مخصوص خدا تعالی کے ساتھ

نہین ہی جیسا کہ شاہ عبد العزیز علیہ الرحمہ سے منقول ہوا بس آنحضرت صلعم کے واسطے قیام کرنے مین مضائقہ نہین ہے
اور دوسرا احتمال یہ ہی کہ شاید سمجھے ہون آنحضرت کی تعظیم کیواسطے ایسا قیام کرنا غیر اللہ کے تعظیم نہین ہی اور
اسی سے مولف انوار نے آیات من یطع الرسول فقد اطاع اللہ و ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ و ترجمہ
شاہ عبد القادر صاحب عبارات تفسیر روح البیان نقلکر کے کہا کہ یہ قیام دست لبستہ عبادت ہو جیسا مذہب
علما و فقہا کا لکہا ہے تو محفل مولد قیام شرک و کفر ہرگز نہوا **اوس پر گنگوہی** کا ہذیان ہی صفحہ ۲۰۲ مین دونون
احتمال نہین مولف کی خطاء فہم کا یقین ہے یہ امر خلاف قیاس ہے کہ روضہ مطہرہ پر سلام کرنے مین منقول ہوا ہے
وہ علیقاری کے یہان جائز کہتے ہین وہ ہی اوسکو او مواقع مین حرام لکہتے ہین صلوۃ جنازہ مین مردہ کو آگے
رکہکر نماز پڑہنا درست ہی حالانکہ دوسرے جگہہ درست نہین نور الانوار مین کہتا ہی وکذلک صلوۃ الجنازۃ
فی نفسہا بدعۃ مشابہتہ بعبادۃ الاصنام **اقول** و باللہ التوفیق مولف انوار کے خطاء فہم کا یقین تہا بہ
یہ گنگوہی مولف انوار خطاء فہم کا یقین تو کیا وہم ہی کسی منصفین کو نہو گا گنگوہی کی جہل مرکب کا یقین عاقلین کو
ایسے واہی تباہی اقوال گنگوہی سے ہی خلاف قیاس ہوتا جو ہوا ہے وہ قیاس کسی نص غیر معقول سے تو
ثابت ہی نہین ہے اقوال علما سے ہی اوسکا ثبوت نہین ہوا ہے اور کسی نے اس بارہ مین کوئی نص قرآنی و حدیث
نبوی و اجماع مجتہدین سلف ہی نہین نقل کیا ہی پھر اسکو خلاف قیاس ٹہرانا کہ اسکی کوئی علت و وجہ نہ نکلے
اور احتمال کسی علت و وجہ کا نہووے سراسر جہالت ہے اور بنا فاسد علی الفاسد ہے بچہ بہی جانتا
ہی کہ اسطرح قیام واسطے ادب کے ہوتا ہی شاہد مین اسلئے نماز دست لبستن زیر ناف قیام سبہی شاہد سے حاضر
کا ثابت کرنا اوپر گذر رہے خلاف قیاس لفظ گنگوہی نے سنلیا ہی معنے سے وقوف اوسکو نہین ہے پہر ملا علیقاری
کی حرام کہنے کو ذکر کرتا ہی ملا علیقاری نے قیام دست لبستہ کو آنحضرت صلعم کے کہین حرام نہین کہا یہ خطا فہمی
سخت گنگوہی کی ہے اور جسکو کہا ہی وہ دوسری چیز ہے اور وہان محبت قیام اور اہل دنیا کے واسطے بغیر حاجت
غلط عجیب کے واسطے ہووے مراد ملا علیقاری کی جیسا کہ اسکی تصریح اوپر دوسرے علما کے اقوال سے گذر چکی
حتی الامکان تطابق کلام علما مین انسب ہے اس مراد مین تطابق ہے پس باوجودیکہ یہ ممکن ہے اعتراض ایسے کرنا
داب محصلین کے خلاف ہے اور صلوۃ جنازہ پر قیاس کرنا قیام کو سراسر نادانی ہے کوئی وصف جامع قیام صلوۃ
جنازہ مین موجود نہین ہے جسکے سبب قیاس جائز ہو قیام کا صلوۃ جنازہ پر اول اسیسے گنگوہی عدم جواز اکرام
و عدم جواز غائبانہ نماز جنازہ امام صاحب کے نزدیک سبب مشابہت شرک کہ بیان کر چکا ہے اسکا مبنی بہی عبارت
نور الانوار اسنے زعم کیا ہی یہ بہی سراسر نادانی ہے کیونکہ عبارت نور الانوار مین نماز جنازہ کو جو مشابہ عبادت

اصنام کہا ہو تو اس سبب سے کہا ہو کہ میت حاضر ہوتی ہی روبرو نمازیون کے کہ وہ مانند پتھر کے ہے چنانچہ یہی
وجہ حاشیہ نور الانوار مین لکھی ہی قولہ مشابہۃ الخ لحضور المیت الذی ھو کالحجر بین یدی المصلین انتہی
پس اگر نماز غائبانہ عدم جواز نماز جنازہ کی یہی وجہ مشابہت عبادت اصنام کی ہوتی تو یہ وجہ تو عدم جواز کو مقتضی
نہین ہے کیونکہ غائبانہ کی حالت مین مشابہت عبادت اصنام مفقود ہے بسبب عدم حضور میت کے کہ وہ مانند حجر
کے ہے پس چاہیے تھا کہ جائز ہو جاتے وحال آنکہ جائز نہین ہے اگر گنگوہی کہے ہماری غرض یہی کہ قیاس تو چاہتا ہو کہ
جائز ہو جاوے بسبب فقدان وجہ مشابہت عبادت اصنام کی کہ وہ عبادت شرک ہو لیکن یہ خلاف قیاس ہے اسواسطے
جائز نہین ہے اور باوجود مشابہت اصنام کے قیاس چاہتا ہو کہ جائز نہووے لکن خلاف قیاس ہے بسبب اجازت شارع کے جائز
ہو تو جواب اوسکا توفیق اسمدیہ ہو کہ بالکل الوجوہ نماز جنازہ قیاس نہین ہے باین معنی کہ کوئی وجہ جواز کے قیاس مین آوے بلکہ
فقہا جوازہ جبراً قائم فرماتے ہین چنانچہ گنگوہی کی عبارات منقولہ از نور الانوار کے متصل ہے نور الانوار مین وجہ جواز فرض
ہونیکے موجود ہے کہ یہ نماز جنازہ اسوجہ سے حسن ہونے کہ اسمین قضاء حق مسلم کیا جاتا ہی چنانچہ یہ ہے وانما حسنت
لاجل قضاء حق المسلم وھو یحصل بمجرد صلوۃ الجنازۃ لا یفعل بعدھا ١ انتہی پس جب وجہ جواز
فقہا نے فرمائے اور وجہ معقول ہے پس خلاف قیاس نہوئی پس خلاف ہونیکے سبب جواز عدم و عدم جواز نہوا بلکہ تکرار کے
مشروعیت دلیل شرعی سے ثابت نہین ہے اور نماز جنازہ کے امور مثلاً محصور و محدود ہین بدون توقیف کے ثابت
نہین ہوتی ہین اسلیے تکرار جائز نہین ہے غرض نماز جنازہ واسطے قضاء حق میت مسلمان کے ہے وہ ایکبار سے ادا
ہو لیا پھر تکرار کے کیا معنے الغرض عبارت نور الانوار کا یہان نقلکرنا اور اسکا حوالہ دینا کسوجہ سے راست و مستقیم
نہین ہے گنگوہی نے کسی سے عبارت سنلی ہوگی بے موقع و بے محل اسیجگہہ وسکو لکھدیا اس سے کچھ نہ بحث کہ
مناسب ہے یا نہین الغرض گنگوہی سنے قیام دست بستہ کے عبادت ہونیکا اور غیر اللہ کیواسطے کیا جاوے
تو اس قیام کے شرک ہونیکا دعوی کیا تھا وہ مولف انوار کے تقریر دلپذیر سے باطل اور گنگوہی نے بہت کچھہ
ہاتھ پاؤن اور قیام میلاد کا عدم جواز ثابت کرنا چاہا کچھہ نہو سکا اور سے دلیل شرعی قابل قبول سے عدم جواز
نہ ثابت کر سکا اور مولف انوار سنے مباح ہونا اور بقصد تعظیم جونکہ کیا جاتا ہی اور تعامل و استحسان علماء بلاد اسلام
کا اس قیام پر واقع ہے مستحب و مستحسن ہونا ثابت کر دیا اقوال علماء بھی اس کے استحسان کے بارہ مین نقلکر دی
اور شکوہ شک وشبہ کچھ بھی اوٹھا دیا جو کچھہ مولف کے اقوال روشن دل نور کے آفتاب پر خاک ڈالنا
اس گنگوہی سنے چاہا تھا وہی خاک اسیکے منہہ مین پڑنا ہمارے اقوال سے واضح ہو گیا وہ آفتاب ویسا ہی
شعاع ریز رہا اور قوی البصر لوگونکو فیضرسان رہا اگرچہ خشپر چشمان مانند گنگوہی اس سے محروم رہین تو رہین

آفتاب کا اس مین کیا گناہ ہی اونکی بصارت کا نقصان وقصور ہے ؏ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
حمقاء ، وہابیہ عبارت سیرت شامی جرت عادت کثیر من المحبین اذا سمعوا ذکر وضعہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان یقوموا تعظیما لہ صلی اللہ علیہ وسلم وہذا القیام بدعۃ لا اصل لہا سے قیام میلاد شریف کا بدعت
سیئہ ہونا ثابت کرتے ہین اونکی جواب مین مولف انوار نے کہا کہ یہ قیام بسبب عدم وجود زمانہ آنحضرت صلعم وصحابہ
رضیہ کی بدعت ہونا مسلم ہے لکن یہ ضلالت کو مستلزم نہین ہے مجتہدین ومحدثین کے نزدیک بدعت حسنہ وقسیم ہین
بدعت حسنہ کے مذہب پر اتفاق ہے اور عمل مولد ایسے ہی بدعت حسنہ ہے سیرت حلبی مین ہے وقد قال ابن حجر
الہیتمی الحاصل ان البدعۃ الحسنۃ متفق علی ندبہا وعمل المولد واجتماع الناس کذلک ای بدعۃ
حسنۃ انتہی اور ابن حجر بہی قائل اس قیام مروج مین اونکی مولد کبیر کے عبارت عثمان حسن دمیاطی شافعی نے
نقل کی ہے پس محفل میلاد مع قیام بدعت حسنہ ہوا بالاتفاق اسلئے کہ اشارہ لفظ کذلک کا الی متفق علی ندبہا
کی ہے جسطرح بدعت حسنہ کی طرف ہے پس سیرت سے جو بدعت سیئہ ثابت کرتے ہین ساقط ہوا اور لفظ لا اصل لہا سے
ثابت بدعت سیئہ کرتے ہین تو اوسکا جواب یہ ہے کہ لا اصل لہا کو بدعت سیئہ مراد ہونا لازم نہین ہے مجمع البحار مین پہول
سونگہنے کیوقت درود پڑہنا لا اصل کیونکر کہا ہے کہ باوجود اسکے مکروہ نہین اما الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم عند ذلک ونحوہ ملا اصل لہا دفع ذلک فلا کراہۃ فی ذلک عندنا الخ اور مولوی اسحاق
اربعین کے مسئلہ چہاردہم مین فرماتے ہین کہ نوشہ کو بطریق سلامی کچہہ دینا اور دلہن کو منہ وکہائی دینا شریعت
مین انکی اصل ثابت نہین مگر یہ مباح ہے جواب در شریعت محمدی اصل این چیزہا یافتہ نمیشود مگر ظاہر حال این چیزہا
کہ دادن سلامی ورونمائی است مباح باشد انتہی این عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی چیز کے بدعت ہونے واصل نپائے
جانے سے حرمت وکراہت نہین لازم آتی پس قول سیرت شامی لا اصل لہا سے قیام بدعت سیئہ ضلالت نہوا اس تقریر سے
مولف انوار سے دلیل مانعین تو ٹوٹ گئی چند قرائن اسپر ذکر کئے کہ سیرت شامی کے عبارت سے بدعت حسنہ مراد ہے اول
قرینہ یہ کہ لفظ جرت عادۃ کثیر سے قیام پر اجراء عادت واضح ہے اور یہ ایک حجت شرعیہ حجج شرعیہ مین سے باب الاحرام
ہدایہ مین ہے وذلک جرت العادۃ الفاشیۃ وھی من احدی الحجج اگر یہ عادت صحابہ ہو وے تو بہت
بڑی حجت ہے اگر عادت من بعدہم ہے تب بہی حجت ہی بدلیل ماراہ المسلمون حسنا فہو عند اللہ حسن
مسلمون سے مراد صحابہ ہی لینا مخالف فتاوی وشروح ہدایہ وغیرہ کے ہے اکابرین فقہا رسے من بعد الصحابۃ
اسی سے مراد لئے ہین اور مفتیان دین جابجا علیہ العمل وعلیہ المسلمون وبہ جری التعامل وھو المتوارث لکہتے ہین
اور امام غزالی فرماتے ہین ولکن اذا لم یثبت فیہ نہی عام فلم نری بہ باسا فی البلاد انتہی جرت العادۃ فیہ

باکرام الداخل بالقیام دوسرا قرینہ یہ کہ شامی عادت کثیرکے لکھی اور کثیر کا ایک امر ہونا بھی سند ہے شامی شارح درمختار نے لکھا ہے والاعتماد علی ما علیہ الجم الکثیر اور حدیث میں اتبعوا السواد الاعظم ہے البتہ یہی ولیل شرعی ہوئی تیسرا قرینہ یہ کہ وہ کثیر محبین ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو کہ کامل الایمان وہی ہیں محبین آنحضرت صلعم کے ہیں لایومن احدکم حتی اکون احب الیہ من ولدہ ووالدہ والناس اجمعین کامل الایمان جماعت کثیر کے عادت جس کے اوپر جاری ہو وہ بدعت ضلالت کیونکر ہو چوتھا قرینہ کہ شامی نے اس قیام وجہ بیان کی کہ تعظیم آنحضرت صلعم کے کرتے ہیں نہ واسطے سے دوسری غرض کے اور یہ ظاہر ہو کہ تعظیم آنحضرت صلعم کی مطلوب شرعی ہے پس قیام بالضرور مستحب و مستحسن ہوا پانچواں قرینہ یہ کہ منکرین قیام کی عبادت کا طریقہ جو ہے وہ طریقہ شامی کا نہیں ہے سنکر قیام عاملین قیام جہال کو و عوام کہکر تعبیر کرتے ہیں اور قیام کو مثل شیعہ و مکروہ کہتے ہیں اور عاملین محبین نہیں کہتے ہیں چنانچہ جونپوری کی وگجراتی کی عبارت دیکھو کہ سطرح کے کلمات بولتے ہیں پس تمام قرآن مثبت اسکی ہیں کہ قیام مذکور شامی کے نزدیک بدعت حسنہ ہے اور سیاق سباق عبارت شامی سے بھی یہی مفہوم ہو کہ اہل اسلام کثیر محبین تعظیما قیام کیا کرتے تھے پس شامی کے قول سے تر غیب قیام مفہوم ہوئی نہ انکار اور محدثین نے بھی یہی قول شامی کے شرح بیانکی ہے کہ بدعت حسنہ ہے نورالدین حلبی عبارت شامی نقلکرکے لکھتے ہیں ای لکن ہے بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ مذمومۃ چنانچہ یہ سیرت حلبی مطبوعہ مصر کے صفحہ ۸۰ میں ہے اور علامہ حلبی نے دیباچہ میں لکھا ہے جسجگہ میں نے کوئی عبارت سیرۃ الشمس الشامی کے لاؤنگا ہے اوسکی شروع لفظ ای لایا ہوں اور یہاں بھی حلبی نے لفظ ای ذکر کیا ہے پس معلوم ہوا کہ سیرۃ الشمس سے یہ او سنے لیا ہو پس اس تفسیر پر دونونکا اتفاق ہوا اور یہ شامی ابونصر عبدالوہاب نے بھی اپنے پدر کے کلام کی یہی تفسیر بیان کی ہے وہ یہ عمل مشرقی و غربا بلاد میں ہے بطور استحسان کے اسیواسطے شیخ عبداللہ سراج مفتی عرب نے لکھا ہو اما القیام اذا جاء ذکر ولادتہ عند قرأۃ المولد الشریف تو ربہ الائمۃ الاعلام واقرہ الائمۃ الحکام اور مفتی مکہ شریف عبد الرحمن سراج محفل میلاد مع القیام کے حق میں فرماتے ہیں وعلماء العرب والمصر والشام والروم والاندلس کلہم رأوہ حسنا من زمان السلف الی الآن الخ یہ مضمون عبارت مولف انوار کا ہے گنگوہی کا ہذیان اس پر سنو فرماتے ہیں جب شامی نے لا اصل لہا کہا بدعت ضلالت اسکی نزدیک ہو چکی اور بدعت ضلالت ہونا اسکا اس رسالہ سے بھی محقق ہو لیا اور توجیہات رکیکہ وابیہ مولف کا جواب اثبات قیام میں لکھا گیا پس جب احادیث و اجماع سے ضلالت ہونا ثابت ہو گیا اب ابن حجر ہیثمی یا کسی عالم کا قول معتبر نہیں **اقول** وباللہ التوفیق اس گنگوہی کی عادت قدیمہ دعوے بلا دلیل کے ہو جو قابل اصغا کسی عاقل کے نہیں ہے مولف تو لفظ لا اصل لہا سے لزوم بدعت سیئہ کا

انکار کرتا ہی اور اس سے نظائر اقوال علماء سے پیش کرتا ہی جو طریقہ جواب کا مناظرہ مین ہی کہ دلیل شرعی یا عقلی سے
لزوم ثابت کرنا گنگوہی کو ضرور تہا وہ تو اوس سے ہو نہین سکا مقام دلیل مین وہی دعوی پہر ذکر کر دیا کہ لا اصل لہا سے
بدعت ضلالت ثابت ہو گئی یہ ہذیان نہین اور عدم وقوف علم مناظرہ اسکو نہین ہے اور تو اور کیا ہی اور توجیہات
مولف کا لکہا جانا بتاتا ہی معلوم نہین توجیہات مولف سے کونسے توجیہات مراد لیتا ہی اگر یہی توجیہات مراد لیتا ہی جو اس
محلین واسطے دفع بدعت سیئہ کے اور اثبات بدعت حسنہ کے کلام شامی مین مولف نے ذکر کی ہین تو ظاہر ہی کہ اسکا جواب
اثبات قیام مین اس گنگوہی نے نہین دیا منصفین تمام بحث اثبات قیام دیکہلین وہان ان توجیہات کا جواب
کیا ہی اور اگر دوسرے توجیہات مراد لیتا ہی تو اس محلین اونسے کیا علاقہ ان توجیہات کا جواب جدا ہی اور جو کچہ اس
گنگوہی نے اثبات قیام مین ذکر کیا ہی اوسکا حال منصفین کو خوب معلوم ہو گیا کہ سوائے بدفہمی و بدعلمی و ہذیان کے اور
کچہ بہی جواب نہ دیا اپنے منہ میان مٹھو بننا اچہا نہین ہوتا ہی اور اجماع و احادیث سے ضلالت کا ثبوت جو بتاتا ہے
یہ بہی کذب صریح ہی علماء و فضلاء بلاد اہل اسلام کا مستحسن جاننا محفل مولد و قیام کو اوپر گذر چکا ہی باوجود مخالفت کے
انکار لاکہون علماء کی اجماع ضلالت پر بتانا دروغگوئی واضح ہے اور ایک عالم کے انفراد سے اجماع کا محقق ہونا
بیان کر چکا ہی یہان لاکہون بلکہ کروڑون ضلالت کو منکر ہین اور اجماع ضلالت پر ہوجانا بتاتا ہی اس غبا بازیکا کیا
ٹہکانا ہی ایسے مفتریات صریحہ و مکروہات قبیحہ سے مخلوق کو گمراہ کرنا اہل اسلام کا کام نہین ہے اور ایک حدیث سے
ہی ضلالت محفل و قیام کسی وہابی نے آجتک نہ ثابت کی اور یہ گنگوہی احادیث سے ثبوت ضلالت بتاتا ہی ہان وہ
احادیث نبویہ نہونگی وہ احادیث نجدیہ و اسماعیلیہ ہونگے اور علامہ ابن حجر و دوسرے عالم کے قولکو غیر معتبر بتانا بہی
گستاخی سخت ہی ابن حجر و دیگر معتبرین کا قول معتبر نہووے ایسے خیال ما تہ گنگوہی اور اس کے مقتداؤنکا معتبر
ہو جاوے کونسا عاقل اس بیشرم کے ہذیان کا اعتبار کریگا اسکے آگے گنگوہی صاحب فرماتے ہین صفحہ ۲۲ ہ مولف کی خوش
و فہم کا قصور ہے ہوش کر کے سننے کہ جہان بدعت کے ساتہ لا اصل لہا ہوتا ہی وہان بدعت سیئہ مراد ہوتی ہی اور جو
بغیر لفظ بدعت کے لا اصل لہ بولتے ہین تو وہان دوسرا احتمال بہی ہو سکتا ہی پس یہان بیع شامی مین بدعت
لا اصل لہا کہا ہی پس یہ بالضرور سیئہ ہے **اقول** و باللہ التوفیق یہ جواب گنگوہی نے کیا دیا وہی لغو لچر تقریر ہے
یہ قاعدہ جو اپنی طرف سے گہڑا کہ بدعت کے لا اصل جہان ہوتا ہو وہان بدعت سیئہ مراد ہوتی ہے اس ہی کا تو مولف
منکر ہے اسکے لزوم کا انکار کرتا ہی گنگوہی بار بار وہی وہی گہبرا گہبرا کر پیش کر دیتا ہی متنازع فیہ کو ہی دلیل قرار دینا ہے
اتنی تمیز کر وہی دعوی وہی دلیل مصادرہ ہی ہان کوئی دلیل نقلی اس پر پیش کرنا اقوال فقہاء و محدثین و اصولین
کہ فلان فرقہ علماء نے یہ قاعدہ لکہا ہی تو قابل قبول ہو جب تک کسی نے معتبرین مین اسکی تصریح نکی ہووے تو گنگوہی

کا قول اسمین کیونکر مان لیا جاوے مدعی کا قول بلا بینہ کیونکر مقبول ہووے کوئی دلیل و کوئی شاہد لانا ضرور ہے گنگوہی پر تاکہ ثبوت
اسکا ہووے ورنہ بطلان اسکا واضح ہے گنگوہی کے خود ہوش و فہم مین قصور ہے اور مولف انوار پر لگاتا ہے اسکے آگے گنگوہی
صاحب فرماتے ہین جمیع کے عبارت مین بدعت کا لفظ نہین فقرہ لا اصل لہ اور قرینہ مابعد کا موجود ہو کہ اصل سے مراد حدیث و اثر
صریح ہے نہ مطلق اصل کیونکہ کہتا ہے فلا اکراہة فی ذلک عندنا فقط قال الحلیمی من ائمتنا الشافعیة
ولما الصلوة علی النبی عند التعجب من شیئ کقول الانسان حسنئذ سبحان الله لا اله الا الله
الا انہ یعنی الایانی بالنادر الا الله تعالی فالاکراهة فیه انتہی پس دیکھو کہ اصل صلوٰۃ نے وقت امر تعجب کے حلیمی کے
قول سے ثابت کرتا ہے تو قیاس اور قول فقیہ تو اصل موجود ہے جس پر قیاس ایان کو کیا مگر حدیث و اثر نہین پس
اصل سے مراد یہان حدیث و اثر ہونہ یہ کہ کوئی دلیل صراحةً و دلالةً بھی نہین لہذا لفظ لا اصل لہ کو مطلق قرینہ
سے خصوصاً صاحب بدعت کا بھی ذکر ہو وہان ضلالت ہی مراد ہوتا ہے **اقول** و بالله التوفیق جسطرح عبارت مجمع
البحار مین مراد اصل سے حدیث و اثر صریح ہے نہ مطلق اصل اسی طرح عبارت سیرت شامی مین بھی حدیث
و اثر صریح ہے جسطرح وہان قرینہ مابعد الیسی مراد پر گنگوہی بتاتا ہے اسیطرح عبارت شامی مین قرینہ اجرای عادت
و قرینہ کثیرہ و قرینہ مجبلین و قرینہ تعظیماً و قرینہ تشبیہ الفاظ کا جیسے منکرین قیام ذکر کرتے ہین کہ ساتھ فقط جہال
و عوام لیس بشیئ و مکروہ و قبیحہ و مذموم کے تعبیر کرتے ہین اور قرینہ سیاق و سباق قرینہ ذکر کرنے تفاسیر اسکیکا
ساتھ بدعت حسنہ کے تمام قرائن اس پر دال ہین کہ یہ مراد نہین ہے کہ کسی دلیل کے صراحةً و دلالةً و اشارةً وغیرہا
سے اصل اسکی ثابت نہین اور جسطرح قول فقیہ حلیمی کو اصل بتاتا ہے گنگوہی اسیطرح یہان مقام قیام میلاد مین قول
علامہ حلبی و ابن حجر و سیرت شمس و صاحب سیرت وغیرہم علما کو اصل جاننا چاہئے ورنہ یہ بہت بڑی جہالت
و حماقت ہے کہ ایک جمع غفیر کا قول تو اصل نہ مانا جاوے اور فقط ایک فقیہ کا قول جو حلیمی ہے اصل قرار دیا جاوے پس
تقریر گنگوہی سے تو ہمارا مدعی ثابت ہوا کہ گنگوہی کا یہ طریق بخوبی اسمحل مین جاری ہے اور بدعت سیئہ مراد ہونا عبارت
شامی سے برابر اس تقریر گنگوہی کے مرتفع گنگوہی کو اسقدر نہین کہ یہ تقریر کسکو مفید ہے حق بات الیسی ہی ہوتی کہ مخالفین کے تقریر کی
ثابت ہو جاتی ہے اور انکے منہ سے خدا تعالی اہل حق کو پابند کرا دیتا ہے دینگی اور کبھی فاجر سے ہو جاتی ہے حدیثین وارد الیسا ہی اگر گنگوہی
کہتا اور کیا ثابت ہو گیا اور یہ قول ہمارے ہی موافق ہے (لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن ہو خصوصاً صاحب بدعت
بھی ذکر ہو وہان ضلالت مراد ہوتی) کیونکہ عبارت سیرت شامی لفظ لا اصل لہ مطلق قرائن سے نہین ہے چنانچہ قرائن کا
ذکر ابھی ہو چکا ہے ضلالت موقوف اس پر کرتا ہے گنگوہی کہ قرائن سے مطلق ہووے اس سے ظاہر ہے کہ قرائن سے مطلق
نہونے کسی حالت مین ضلالت ثابت نہین اگرچہ بدعت کا لفظ بھی وہان موجود ہو پس ایک قید گنگوہی کی قرائن سے

مطلق ہونیکے بیان اور زیادہ کر دی جسسے اسکا وہ قول فاسد گرا ہوا مردود ہو گیا کہ لا اصل لہا۔ بدعت کے
ساتھ ہووے سیئہ مراد ہوتی ہے بیان سے ثابت ہوا کہ فقط اسیقدر سیئہ ضلالت کا ثبوت نہیں ہے بلکہ مطلق
قرائن سے بہی ہونا ضروری الغرض یہ تقریر گنگوہی نے ہمارے مدعا کو بہی ثابت ہی اگرچہ گنگوہی کو خبر نہووے اب
دیکہو ہوش و فہم کا قصور کس میں ہے گنگوہی میں یا مولف میں جو مولف نے کہا تہا وہی تقریر گنگوہی کر رہا ہے اتنی خبر
نہین کہ یہ کسکو مفید اور کسکو مضر ہے اب گنگوہی کا چند جا ہے اس تقریر پر متفرع کرنا کہ بدعت سے مرادی
باطل ہو گیا چنانچہ منصفین اوپر کیا ہر واضح ہے اسکے آگے گنگوہی صفحہ ۲۳۹ میں یہ فرماتے ہین علی ہذا اربعین
مسائل میں اصل سے مراد نص صریح ہے ورنہ اصل سکے جملہ روہیہ کے نصوص مین موجود ہے تہادوا و تحابوا
الحدیث وغیرہ **اقول** وباللہ التوفیق یہی جواب ہمارا بعینہ یہ ہے کہ اصل سے مراد نص صریح ہے ورنہ اصل کلی تعظیم
و توقیر و خشوع و خضوع و قیام آنحضرت صلی اللہ موجود ہے اور کلیہ اسکا ثبوت ظاہر جسطرح سلامی و رونمائی اصل کلی
ہدیہ و ہبہ میں داخل یہ قیام و توقیر و تعظیم کلی مین داخل ہے جسطرح اس جزئی خاص سلامی و رونمائی مین نص
صریح نہین ہے اسی طرح اس جزئی خاص قیام نص صریح نہین ہے پس جس معنے کہ اعتبار سلامی و رونمائی مین
اصل ہونا مراد ہی اور باوجود اسکے وہ جائز ہے اور اصل دین کلی مین داخل ہے اسیطرح قیام کی سنت جانتا جائے کہ جزئی
خاص مین حدیث و اثر صریح نہین ہے اور اصل کلی مین داخل پس یہ بہی جائز ہو اور کچہ تفرقہ نہین ایسا کہ جس سے عدم
جواز معلوم ہووے بلکہ بطریق اولی جائز و مستحب ہونا چاہئے کہ اسمین تعظیم آنحضرت صلعم کو ہے اور وہان فقط رواج
باہمی و دنیاوی ہے ہان گستاخوں کی نزدیک یہ تعظیم درست نہین اور رواج درست ہے کیونکہ انکی معتقد نہ کہا اور اس قیام کو تمام
جہان کے علماء صالحین درست سیکڑون برس سے لکہ رہے ہیں تو اس فرقہ بے ادب کے نزدیک درست نہین ہے لاحول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم **مولف** انوار نے جو قرائن بیان فرمائے تہے اون قرائن کی جوابات مین جو گنگوہی صاحب
کی ہذیانات ہیں اوسکا حال لکہنا چاہئے جریان عادت کی جواب مین گنگوہی کا یہ ہذیان ہے کہ جریان عادت فاشیہ کے معنے یہ ہین
کہ کسی قرن میں اوسکا تعامل بلا نکیر ہوا ہو سو قرون ثلثہ میں اگر یہ شیوع ہو تو دلیل شرعی ہے ورنہ نہین بعد
قرون ثلثہ کے شیوع ہو تو شرط اسکی یہ ہے کہ کوئی عالم مین بہی اوسکا خلاف نہ کرے اور کوئی حجت شرعیہ بہی اوسکے
خلاف نہو **اقول** وباللہ التوفیق عادت فاشیہ کے یہ معنی کہ کسی قرن میں اوسکا تعامل بلا نکیر ہوا ہو کسی معتبر
عالم کے قول سے جو لائق قبولیت کی ہو اسکی سند گنگوہی کو ضرور تہا اور کسی کتاب معتبر سے ان معنی کا ثبوت
کرنا لازم تہا بدون اسکے قابل اعتبار ذوی العقول یہ قول گنگوہی کا ہرگز نہین ہے ان معنی نہ لفظ عادت سے لازم
ہے نہ لفظ فاشیہ کا فاشیہ مشتق فشو سے ہے جو بمعنی ظہور کے ہے علامہ عینی نے شرح ہدایہ مین مستمرہ مشہورہ کی معنی لکہے ہیں

چنانچہ عبارت اونکی یہ ہے ای جرت العادۃ المستمرۃ المشہورۃ من الفشو وھو الظھور انتہی اسکے
یہ معنے ہوتے ہین جو گنگوہی نے بیان کئے ہین تو علامہ عینی کیون نہ بیان کرتے اور استمرار وشہرت اس امر کے مقتضی نہین ہے
کہ اسکے یہی معنے ہوں یہ کہ بلا نکیر اوسکا تعامل ہو پس یہ معنے گھڑے ہوئے گنگوہی کے قابل قبول ہرگز نہین ہین
اور اگر کسی مثال مین ایسا ہی ہووے اور اسکو کسی نے عادت فاشیہ کہدیا ہووے تو اسلئے یہ لازم نہین آتا ہے کہ بدون اسکی تحقق
عادت فاشیہ ہوتی جیسے زید کو انسان کہنے پر لازم نہین آتا ہے کہ عوارض مشخصہ زید واسطے تحقق انسان کے ضرور ہین بدون
اس عوارض کے انسان نہ پایا جاوے پس ایکدو مثال پر صادق آنے سے ثبت مدعی گنگوہی مضر ہمکو ہرگز نہین ہے یہ جو کہا کہ قرون ثلثہ کے متاخرین کو شیوع ہوا تو
دلیل شرعی ہووے نہین جہالت صرف ہے قاعدہ العادۃ محکمہ فقہاء کا مخصوص قرون ثلاثہ کے ساتھ ہونا کسی نے نہین بیان کیا ہے
اور اولہ ثبت حجیت تعامل و تعارف و استحسان عامہ ہین اونکی عموم کو مخصوص و مقید قرون ثلاثہ کرنا باطل ہے پس
بعد قرون ثلاثہ کے بھی شیوع ہو تب بھی حجت ہے بزبان گنگوہی کے باطل ہے اور یہ عبارات فقہاء تعارف و تعامل کے
بارہ مین مذکور ہوئین جن سے واضح ہے کہ ایک زمانہ وایک مکان مین فقط تعامل پایا جاوے تب وہ سند حجت ہے کسی نے
ہمارے فقہاء نامدار مین سے قید قرون ثلاثہ کے نہین لگائی اور یہ جو گنگوہی نے کہا کہ (اور جو بعد قرون ثلاثہ کے
شیوع ہو تو شرط اوسکی یہ ہے کہ کوئی عالم بھی اوسکا خلاف نہ کرے اور کوئی حجت شرعیہ بھی اوسکی خلاف نہو ایک
خوش سوداوی ہے قرون ثلاثہ مین شیوع کہتے ہوئے تو اوسکی دلیل شرعی ہونیکو ہی منع کر دیگا ہی اور کہدیا دور نہین
اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کو ہی دلیل بناتا ہے ایسے سوداوی مریض کا کیا ٹھکانا ہے بکرہا ہے جنون مین کیا کیا کچھہ
کچھہ سمجھے خدا کرے کوئی :: ایسے شخص کے حال کے موافق ہے قرون ثلاثہ شیوع کے دلیل ہونیکے واسطے تعامل
بلا نکیر شرط قرار دیا تہا اب بعد قرون ثلاثہ کے شیوع کے دلیل ہونیکے لئے ایک قید اور زیادہ کی کہ کوئی حجت
شرعیہ بھی اوسکے خلاف نہو یہ قید بعد قرون ثلاثہ کے شیوع مین معتبر کی ہے اس گنگوہی اسیواسطے بیان زیادہ
کی ہے اگر وہان بھی معتبر کرتا تو وہان بھی ذکر کرتا جب وہان نہین تو معلوم ہوا کہ وہان یہ قید اسکے نزدیک
معتبر نہین ہے اور وہان بھی معتبر کرتا تو شیوع زمانہ ثلاثہ و بعد قرون ثلاثہ مین فرق کوئی نہ ہوتا اور گنگوہی کے
نزدیک فرق ہے اسواسطے وہان یہ قید یہان یہ قید معتبر اسکے نزدیک نہین ہے اب مسلمانونکو ذرا غور کرنا چاہئے کہ وہان یعنے
قرون ثلاثہ کے شیوع مین یہ قید معتبر نہوئی تو یہ اوس سے حاصل ہوا کہ قرون ثلاثہ کا شیوع خلاف کسی حجت
شرعیہ کے ہووے تو تب بھی وہ دلیل شرعی ہے اور حجت شرعیہ مین قرآن و احادیث مین بھی ہین پس قرآن
کے خلاف اور احادیث صحیحہ محکمہ کے خلاف ہو تب بھی وہ شیوع دلیل شرعی ہے یہ کوئی احمق سن جنون ہوگا وہ بھی نہ کہیگا
پس گنگوہی سفاہت اسحال تقریر کا ٹھکانا ہے ایسے لغو دلچر واہی تقریر سے قرینہ اولی مولف انوار کا جواب دینے

پہنچی ہیں جاتی ۔ دیوثی ہے غیرت والی واسطے ایسے لوگوں کو کیا پرواہ ہے ان تمام امور کے بعد ہم کہتے ہیں کہ صاحب سیرت
شامی حسن عادت کی جو بابت ان کا قیام میلاد کے بارہ میں ذکر کر رہے ہیں کسطرح معلوم ہوا کہ امور عادت کے دلیل شرعی
ہونے کیواسطے فی الواقع ضرور ہیں یا بزعم گنگوہی ضرور ہیں کہ ایک عالم بھی خلاف نکرے اور کوئی حجت شرعیہ
اسکے خلاف صاحب سیرت شامیہ کے نزدیک اونکے زمانہ میں یا اونکے زمانہ سے پہلے کسی زمانہ میں اوس عادت
میں نہیں ہے ان امور کا ان کے زمانہ میں فقدان کا گنگوہی مدعی ہے تو ثابت کرے ان امور کے فقدان کو ورنہ یہ
اللغو ولجہر تقریر مدعی مولف انوار کے لئے مضر نہیں ہے گنگوہی پر ان دو امر کا ثبوت ضرور تھا کہ جو کچھ یہ گنگوہی نے
ذکر کیا ہے اوسکو کتاب کے حوالہ سے ثابت کرتا دوسرے فقدان ان امور کا عادت میں جسکا جریان شامی نے بیان
کیا ثابت کرتا جب یہ نہوا تو کچھ جواب قرینہ اولی مولف انوار کا ہرگز نہیں ہو سکتا ہے پس قرینہ صحیح و سالم رہا اوس سے
اپنی حال پر باقی گنگوہی کو خسران نصیب ہے **گنگوہی** امام غزالی کے قول کا جواب کیا خوب فرماتے ہیں صفحہ ۲۰
میں (اور احیاء العلوم میں خود بعد نفی کے جتنی سے کہتا ہے اور بلاد کا جو بیان تعارف اعتبار کرتا ہے اسواسطے کہ اصل قیام
تو درست ہی ہے شبہ تخصیص کا تعارف بلاد سے رفع کر دیا مگر فہم درکار ہے) **اقول** وباللہ التوفیق یہی فہم
مولف انوار کی ہے کہ جسطرح اصل قیام واسطے خادم کے درست ہے اصل قیام واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے درست ہے
اور شبہ تخصیص کا جسطرح امام غزالی نے تعارف بلاد سے رفع کر دیا ہے اسی طرح یہاں قیام میلاد میں شبہ
تخصیص کا تعارف بلاد سے مرفوع ہے گنگوہی کو فہم درکار ہے فہم ہوتی تو مولف انوار کے تقریر کو سمجھتا اور جواز
قیام کو مانلیتا ہے اگر انصاف ہی ہوتا تو عجب بیفہمی و بے انصافی دونوں کے لشکروں نے محاصرہ کر لیا ہے تو تسلیم
حق امر کو مہربانی کرے کیا معنی ہیں وحدیث ماراہ المسلمون کے معنے اور اسکا حجت ہونا مقام تھا ان ہم اوپر
بیان کر چکے ہیں یہاں دوبارہ قول گنگوہی اس ثانیہ میں نقلکر کے جواب مذکور بالا اعادہ نہیں کرتے ہیں اوس
مقام میں دیکھکر منصف اطمینان کرے اور گنگوہی کے علم و فہم کا حال معلوم کرے **گنگوہی** قرینہ دوسرے مولف
انوار کو بیان کئے کا جواب فرماتے ہیں (واضح ہو چکا کہ خلاف نص کے کثیر کیا تمام دنیا کا بھی تعارف معتبر نہیں ہے اور سواد
اعظم سے مراد اہل سنت ہیں اور جم غفیر کا قول جب معتمد ہوتا ہے کہ فریقین کے پاس کوئی دلیل نہیں لئے ہے تو اکثر کا قول
معتبر جانتے ہیں اور نص ہوتی جو موافق نص کے کہے اگرچہ دو تین ہی ہوں لاکھوں کے مقابلہ میں تو یہ حق ہے جم غفیر
اور سواد اعظم ہوگا) **اقول** وباللہ التوفیق پہلے واضح ہو چکنے کا حوالہ دیتا ہے منصفین کو معلوم ہو چکا ہے کہ پہلے
قول گنگوہی کا بطلان ظاہر ہو گیا ہے تعارف متنازع فیہ تعارف مسلمین علماء کا ہے نہ کفار جہال کا پس تمام دنیا
مسلمین علماء کے تعارف کو غیر معتبر بتانا جہالت و سفاہت ظاہری تمام دنیا کے علماء کو مخالف نص زعم کرنا انکار

مضمون حدیث لا تجمع امتی علی الضلالۃ کا ہو اور مخالف آیت و یتبع غیر سبیل المومنین الآیہ کر ہے جس سے عصمت اہل اجماع کا واضح ہے اور منافی عقل سلیم کر ہے امت صالحہ کے تمام دنیا کے علماء مسلمین مخالفت نص کے کرین کوئی مدعی ایمان ایسا کلمہ منہ مین نہین نکال سکتا ہے اہل بدعت ضلالت ففیہ الی آخرہ کفر سے بعید نہین ہے اس قول مین جو قباحتین ہین منصفین انکو بہ واضح ہے کہ کسی آیت و حدیث کو اپنی زعم فاسد کے موافق کسی حکم کے نفس قرار دیکر مخالفت اجماع کرنا اور یہی بکنا کہ بمقابلہ نص تمام دنیا کے علماء کا قول بھی مقبول نہین ہر فرقہ بدعیہ بک سکتا ہے اور چار سے زیادہ عورتین نکاح مین لانا اور آنحضرت صلعم کے نبوت مخصوص ساتھ عرب کے ہونا ہی اسی قبیل سے ہے چنانچہ اوپر گذر چکا ہے ایسے قول سے ضلالت و کفر مین بڑھ سکتا ہے اور نصوص آیت احادیث سے پیش کئے جاوین اسلئے ایسے واہیات تاویلات رکیکہ جیسے گنگوہی اپنے مذہب فاسد کے اثبات کے واسطے کرتا ہر فرقہ ضالہ و کافرہ بھی کرکے اپنے مذہب کے موافق بنا سکتا ہے پس جو فساد اس قول گنگوہی مین ہے کہ تمام ضلالات و بعض کفریات تک جڑ ہے دوسرے قول کا ایسا فساد نہین ہے ایسے فاسد قول سے جواب قرینہ مولف انوار کون عاقل گمان کر سکتا ہے ہان وہابیہ کر سکینگے نہ کوئی مسلمان اور سواد اعظم سے مراد ہونا مسلم ہے لیکن یہ مسلم نہین کہ ایک دو آدمی کسی حدیث و قرآن کے موافق اپنے مذہب بتاوین اپنے زعم فاسد کے موافق اور اسکے معانی لیکر خود اہل سنت بنکر تمام علماء جہان کے علماء مسلمین خلاف کرین اور ان تمام کے مقابلہ مین وہ تین سواد اعظم ہو جاوین اور یہ دو تین جم غفیر و سواد اعظم ہو وین یہ معنی سواد اعظم کے جو گنگوہی بیان کرتا ہے اور بمقابلہ لاکھون کے دو تین سواد اعظم و جم غفیر قرار دیتا سراسر جہالت و حماقت ہے یہ معانی نہ لغویہ مین نہ شرعیہ نہ عرفیہ فقط جہالت و ہذیان سے گھڑے ہوئی ہین سواد اعظم کے معانی اوپر کتب محققین سے گذر چکی اور جماعت کثیرہ بمقابلہ جماعت قلیلہ جو ہووے اسکو سواد اعظم کہتے ہین اور شارع علیہ السلام کی مراد یہی جماعت اکثر مسلمان کے جو اہل علم ہون جنکے مقابلہ مین جماعت قلیلہ ہو مراد ہے انہین کے اتباع پیرو ہونیکا حکم فرمایا ہے اور جماعت قلیلہ مخالفہ جو لینے ہوانکے حقمین فرمایا ہے کہ وہ جسطرح ان جماعت کثیرہ سے جدا ہو گئے ہین ایسے جدا کر کے نار مین داخل کئے جاوینگے مشکوۃ کے ترجمہ مین تحت حدیث اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار شیخ عبد الحق دہلوی لکھتے ہین سواد در اصل بمعنے سیاہی است و بمعنی جمہور و اکثر از مردم نیز بیاید چنانکہ سیاہی لشکر گویند کثرت و زیادت را و مراد رخصت و ترغیب است بر اتباع آنچہ اکثر علماء در آن جانب اند انتہی اس سے واضح ہے کہ سواد کے معنے سیاہی کی ہی ہین سیاہی سے مراد کثرت دریافت ہوتی ہے سیاہی لشکر ہو ملنے سے ہی کثرت و زیادت مراد ہوتی ہے اور بمعنے جمہور و اکثر از مردم کی ہے سواد کے معنے آتے ہین مراد اس حدیث مین اکثر

علما ہین جب سواد کے معنے جمہور و اکثر مردم کے ہوئے اور لفظ اعظم اسکے اوپر معلوم ہے کہ صیغہ افعل التفضیل
کا ہو جسکے معنے یہ ہوئے ہین کہ بہ نسبت دوسرے چیز کی زیادت و عظمت اور ہمین موجود ہووے جو باعلی زائد اکثر ہے
کہ اپنے مقابل و مخالف سے عدد مین اوسکو زیادت عظمت ہووے اور جب علما مراد ہوئی تو بالضرور یہی مراد ہوگے
وہ جماعت العلماء کے جو دوسری جماعت مخالفین سے زیادت عدد ہووے دوسری حدیث مین بہی وارد ہے قال
رسول اللہ صلی اللہ ان الشیطن ذئب الانسان کذئب الغنم یاخذ الشاذة والقاصیة والناحیة وایاکم والشعاب
وعلیکم بالجماعة والعامة رواہ احمد اس حدیث مین لفظ جماعت کا امور عامہ کا واقع ہے اسمین اشارہ اسکی بہی طرف
ہے کہ معتبر اتباع جمہور و اکثر کے ہے اسلئے اتفاق کل کا جمیع احکام مین واقع نہین ہے بلکہ ممکن نہین ہے عامہ و اکثر کے معنے
یہہ ہی جاتا ہے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ سے عدد زائد ہووے تو وہ عامہ و اکثر ہے اور جماعت کا اطلاق بہ نسبت
دوسری جماعت قلیلہ اس پر اولی و اقدم ہے اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اس حدیث کے تحت مین یہی
یہی وجہ جمہور و اکثر اعتبار ہونا لکہتے ہین در شعاب ذکر لازم گیرید جماعت را و اکثر را اشارت است بانکہ معتبر اتباع
اکثر و جمہور است چہ اتفاق کل در ہمہ احکام واقع نہ بلکہ ممکن نیست انتہی پس دو تین کہ بمقابلہ لاکہون کے سواد و جم
غفیر قرار دینا اور ایسے احادیث سے جنمین لفظ سواد اعظم و جماعت عامہ وارد ہوئے ہین لاکہون کی مخالفت کرنے کا بنا
تحریف معنوی احادیث کی کرنا اور خلاف شارع علیہ السلام کے ایسا ہی جو موجب ضلالت ہے اور مخالف عقل و نقل
و عرف کے ہے کہ جہان ہی اس پر خندہ زن ہین یہ گنگوہی اسیہی واسطے تحریف احادیث کے معنے کرتا ہے
کہ گروہ وہابیہ مخالف جمہور و اکثر علما و سواد اعظم کے ہے اور مانند اوس بکری الناحیہ کے یعنے کنارہ سے دوری ہونے
کو ہے اور مثل بکری خالصہ ایک جانب مین پڑی ہوئی کے ہے اور جو کہ شعاب کہا ٹہون پہاڑ مین جماعت اکثر علما سے دور ہو کر
چلنے والی ہے جو گرگ انسان یعنے شیطان جنگل مین آئی ہوئی ہے موافق اس حدیث کے اوسکو مصداق
ایسے اکاوٹ بنجاوے اور اپنی شرمندگی مٹاوے جہال وہابیہ کے روبرو اور اہل سنت تو گروہ وہابیہ ضلالت
سے خوب واقف ہین وہ اچہی طرح اسی گروہ کو جانتے ہین تو کبہی وہ گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی کے قول سے
نکہا وینگے اور ایسے لائق مضحکہ کے باتین گنگوہی کے دیکہکر کسطرح کوئی وہابیہ کو حق پر سمجہا و بادب جانیگا
اور اکثر کے قولکو معتبر اوسوقت کہنا کہ غیر مقلدین کے پاس کوئی دلیل نہو فقط رلنے ہو سراسر نادانی ہے غیر مقلد
کے پاس دلیل نہونیکے کیا معنے ہین اگر یہ معنے ہین کہ ادلہ اربعہ سے کوئی نہو تو یہ کسطرح ممکن ہے کہ دلیل جناسی
بہی کسیکے پاس نہو اور دونون فریق مسائل شرعیہ مین اختلاف کرین اور بدون کسی دلیل شرعی کے جائز و ناجائز بتاوین
اور اگر یہ معنے ہین کہ اگرچہ دلیل جناسی ہووے لکن ادلہ ثلاثہ آیت صریح و حدیث صریح و اجماع نہووے اسوقت

اکثر کا قول معتبر ہے تو ہی وہابیات ہی جس اختلاف مین ایک دوسرے کی کوئی تضلیل نکرے اور بدعتی ایک
فریق دوسرے فریق کو نکہوے تو غیر اکثر کا قول کا بہی معتبر ہے چنانچہ بحاج حاشیہ ابن ماجہ سے یہ اوپر گذر چکا ہے
اور مجمع البحار کے عبارت مین بہی یہ منقول ہو چکا ہے بلکہ اعتبار اکثر ایسے حالت مین اور اتباع اکثر کی ہے
اوس حالت مین کہ ایک فریق دوسرے کو جہال بدعتی قرار دیوے جیسا کہ یہ منازعہ درمیان ہم اہل سنت
و جماعت و فرقہ وہابیہ کے ہے اور ایسے وقت مین ہی اکثر کا قول معتبر ہونیکے واسطے ادلہ ثلاثہ کا ہونا شرط نہین ہے
یہ زعم فاسد گنگوہی کا ہے اگر دونون فریق ایسے حالت مین آیات قرآن پیش کرین یا احادیث تب ہی اعتبار
اکثر ہی کا ہے اور قول اکثر ہی حق ہے اور دوسرے فریق کا آیت و حدیث کو پیش کرنا موجب اسکی حقیقت کا نہین ہے
اور معانی و مطالب آیات و احادیث جو فریق دے رہا ہے جو خالف قول جمہور کے ہین فی الواقع وہ نہین ہین بہت جگہ
مابین اہل سنت و روافض کے منازع ہے اور دونونکے پاس آیت قرآن موجود ہے وہان اہل سنت و جماعت کے
ہی قول کا جو سواد اعظم و اکثر یہ بنسبت علماء ان فرقونکے ہین چنانچہ اوپر حاشیہ ابن ماجہ سے گذر چکا ہے کہ باوجودیکہ فرقون
بدعیہ کے عدد بہتر ہین تب ہی علماء اہل سنت کے دسوین حصہ کو بہی نہین پہونچتے ہین معتبر و واجب الاتباع ہی پس
ادلہ ثلاثہ کا ہونا اعتبار اکثر کیواسطے کرنا ہی جہالت صریحہ ہے یہ قول ہی گنگوہی کا جہالت پر مبنی ہے اور قطع نظر ان
امور ہم کہتے ہین کہ کسطرح معلوم ہوا کہ صاحب سیرت شامی کے قول مین جو یہ قرینہ دوسرا اکثر کا بدعت حسنہ ہونے قیام کا
موجود ہے تو یہ کثیر صاحب سیرت شامی کے وہ کثیر ہین جنکی جز نا انکا اعتبار صاحب سیرت شامی کے نزدیک موجود نہین تہے
اسیج نہیان قائم کرنا ضرور تہا کہ شامی کے نزدیک ان کثیر کی عادت کا اعتبار نہین ہے جب تک اسیج نہیان قائم
ہوگی یہ قرینہ باقی اسکا اور اس لغو لچر تقریر سے یہ ثابت ہرگز نہوا کہ شامی کے کثیرین غیر معتبر ہین پس جواب مولف
انوار کا گنگوہی کے قول سے ہرگز منقوض و متخیل نہین ہے معلوم نہین بقدر بیفہمی گنگوہی مین کہان سے آگئی ہین اتنا خیال بہی نہین
کہ ان تقریر کو جواب سے کیا تعلق ہے پس اس قول کا بہی ہذیان ہونا ظاہر ہوگیا اور تیسرے قرینہ کے جواب
مین جو کچھ گنگوہی کا ہذیان ہے جاننا چاہئے چنانچہ گنگوہی صاحب فرماتے ہین اگرچہ کسی امر بدعت اور
مذموم کو محبین بہی کرین وہ بہی بدعت ہے اور جب شامی نے بدعت لا اصل لہا کہدیا تو کسطرح جائز ہو گیا
اور فعل محبین کا حجت ٹہرگیا محبین سے خطا کا کوئی امر سرزد ہوتا ہے پس وہ خطا صواب نہین ہو جاتی صحابے
لیکر آجتک یہ تعامل ہے مگر مولف کا یہ عقیدہ کہ محب سے خطا ہی بدعت نہین ہوتی مردود ہے نصوص قطعیہ سے
سیج ہے کہ بدعت اور امر مذموم محبین کے کرنے سے بدعت رہتی ہین لکن اسکو اس محل مین ذکر کرنا لغو و بیفائدہ
کلام تو قیام بدعت مذمومہ کے ہونے مین ہی بدعت و مذموم ہونا اہل سنت و جماعت مولف انوار وغیرہ قیام

کا کب تسلیم کرتے ہیں اور کونسی دلیل قابل قبول سے گنگوہی یا کسی دوسرے وہابی نے ثابت کر دیا ہے کہ قیام مذکور بدعت
مذموم ہونا بس جو چیز مسلمات خصم گنگوہی سے ہی اور نہ خصم پر دلیل قابل قبول ہے اوس چیز کو لازم کر دیا ہے اور
خصم اوسکا منکر ہے اوسکو معرض استدلال میں خصم کے لانا اور اوس سے قرینہ تعیینہ یکو اوٹھانا سراسر سفاہت و نادانی
صرف ہے اور علی ہذا القیاس قول شامی لا اصل لہا کہ خصم اوس سے بدعت سیئہ کا لازم آنا تسلیم نہیں کرتا ہے اور گنگوہی
اور نہ یہ مراد شامی کی ہونا مانتا ہے اور گنگوہی نے نہ کسی معتبر کے قول سے یہ ثابت کر دیا کہ مراد شامی کی اس سے بدعت
سیئہ ہے اور نہ کوئی دلیل قابل قبول اس پر لایا اور نہ بدعت لا اصل لہا کو سیئہ کا لازم ہونا کسی محقق کے قول سے
ثابت کیا خود اور عام محض کہا کہ بدعت کے ساتھ لا اصل لہا بھی ہووے بدعت سیئہ ہی مراد ہوتی ہے اسلئے اعادہ مولف انوار
.. مراد لکی مسلمان کیونکہ بدون نقل معتبر کے قبول کر لیگا ولا اصل لہا قول شامی سے ثبوت بدعت سیئہ اپنی زعم
میں سمجھکے بمقابلہ منکر و خصم اپنے کے پیش کرنا مخالف آداب مناظرہ کے ہے مناظرہ کا کوئی رسالہ اردو ہی میں دیکھا ہے
تو ہنین پر کبھی اور نہ ایسے اقوال و افعال اوس سے صادر ہوتے کیا تعجب گنگوہی سے ہے کہ آداب مناظرہ کو محفوظ رکھنا بدعت
سیئہ اور شرک خیال کرتا ہو و اسی لئے محفوظ نہیں رکھتا ہے جب سے خطا نکو کوئی امر نیا بغیر بدعت وغیرہ صادر ہوتا ہے تو
اوسکا انکار کب مولف انوار نے کیا ہے اور یہ عقیدہ مولف کا کونسے الفاظ مولف انوار کے سے ثابت ہوتا ہے کہ جب سے خطا بھی بدعت
نہیں ہوتی ہے کوئی لفظ مولف انوار کا اس پر دال نہیں ہے ان اپنی دین میں گنگوہی مانند اثبات اقوال کے اور
اختراع کرکے اوس سے یہ ثابت کیا اور مولف پر بہتان لگایا مولف انوار نے تو قرینہ تعیینہ یہی ان محبین کا ذکر کیا ہے
جنکے جریان عادت کا قیام میلاد شریف کے واسطے تعظیم آنحضرت صلعم کے محمد شامی رح نے بیان کی ہے اور ایسے
محبین کثیر و جم غفیر اہل دین کے ہے ارتکاب بدعت سیئہ کا مولف انوار و دیگر منصفین تسلیم نہیں کرتے ہیں اور ایسے جماعت
کثیرہ کا افعال و عادت کا حجت اور جمہور و سواد اعظم کا ہی اعتبار ہونا اور یہ شیخ عبد الحق دہلوی وغیرہ سے بیچ بیان
معنے حدیث کے ثابت ہوگیا مولف انوار کیا کہتا ہے اور گنگوہی کیا بہتان لگاتا ہے مولف محبین سے جو کثیر ہیں بدعت
سیئہ کا ارتکاب ہونا لکھا ہے اور گنگوہی نے فقط ایک مفرد محب لیکر مولف پر بہتان لگایا معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی
کو ابھی تک اتنی خبر نہیں کہ مفرد کا اور حکم ہے اور جماعت کا اور حکم ہے بچہ بھی جانتا ہے کہ ایک بال سے ایک لوٹا بھی
نہیں کھنچ سکتا ہے اور ایک جماعت بالوں کے مجتمع ہو جاوے تو اوس سے ایک منکا بھی کھنچ سکتا ہے اور گھوڑا و ہاتی اس سے
بندھ سکتا ہے خود محدث مشہور کیا تہا آپ نے نہ جانا کہ حدیث احاد اور متواتر کا حکم ایک قوت میں نہیں ہے اور ید اللہ
فوق الجماعۃ حدیث آنحضرت صلعم کی اب تو عقیدہ مولف کا فصوص قطعیہ سے مردود ہے یا گنگوہی کا حکم مفرد
و جماعت کا ایک ہی جانتا ہے اگر ایک ہی ہے اسکا انکار ہے تو کیوں مولف کے قول میں تبدیل و تغیر کی مولف نے

محبین وکثیر لکہا تہا گنگوہی نے محب کا لفظ جو مفرد ہے لیا گیا ایسے تغیر وتبدیل کردینا اور کسی نے کچھ کہا ہو وکے
اور کچھ اوس پر لگا دینا گنگوہی کے عقیدہ مین درست ہے اور یہ عقیدہ کیا نصوص قطعیہ سے مردود نہین ہے عقیدہ
مخالف نصوص قطعیہ سے مردود گنگوہی کا ہے اور یہ بہتان مولف پر لگاتا ہے پہر ہم کہتے ہین کہ شامی کے قولین جو ہین
واقع ہین یہ کسطرح معلوم ہوا کہ شامی کے نزدیک ایسے محبین ہین کہ اونکا فعل حجت نہین ہے جبتک یہ
ثابت نہ ہوئے تو قرینہ تیسرا کہ ارتفاع جو علامت بدعت حسنہ ہونیکی ہے نہین ہوسکتا ہے اور بدعت سیئہ
مراد شامی کے ہونا جو لفظ بدعت لا اصل لہا گنگوہی مدعی سے حمقا ثابت کرتے ہین باوجود احتمال عدم
اس مراد کے بنابر قرینہ مذکورہ کے ثابت ہوسکتا ہے جائز ہے کہ شامی نے جو ایسے الفاظ بولے ہین تو اسیواسطے
بولے ہون کہ انکے نزدیک یہی مراد ہووے جو مولف انوار کا بیان ہے کہ مانع ہوجاوین بدعت سیئہ مراد لینے سے کس
جواز کے رفع پر برہان وہابیہ قائم کرین پہر مراد شامی کے بدعت لا اصل لہا سیئہ ہونی تمام لیوین اور بدون
اسکی جہالت صرف ہے و ہذیان محض ہے چوتھے قرینہ مین جو ہذیان گنگوہی کا ہے اوسکو سننا چاہئے تعظیم وہی
تعظیم قابل اعتبار کے وہ ہے کہ موافق قاعدہ شرعیہ کے ورنہ مردود ہووے گی اگرچہ حب فخر عالم مین کرین غرض تعظیم
وحب فخر عالم کا ہونا اور غرض نفسانی مرتفع ہونا حضرت معاذ صحابی نے محض حب تعظیم فخر عالم کی وجہ سے
سجدہ آپکو کرنیکے اجازت چاہی آپنے رد کردیا اور بہت دلائل اسکے احادیث مین موجود ہین پس یہ قرینہ محض
خطا و اضلال ہے بلاشبہ تعظیم موافق قواعد شرعیہ جو ہووے جائز ہے لیکن اس محل مین مخالفت کہان ہے اور
کونسا قاعدہ شرعیہ اس قیام میلاد کے عدم جواز پر دال ہے جو کچھ گنگوہی نے اوپر ہذیانات بیان کئے ہین سب کا
ان تمام بطلان ظاہر ہوگیا اور ہذیان ہونا کہلگیا اور قیام میلاد بقاعدہ شرعیہ العادۃ محکمۃ واستحسان
تعامل علما ثبوت ہوگیا اور محققین کے عبارات صریحہ اس قیام میلاد کے بارہ مین کہ مستحسن علما وفضلا و
ائمہ کا ہے اوپر گذر چکین ہین یہ تمام قواعد شرعیہ مثبت جواز قیام میلاد ہین تمام امور سے قطع نظر کر کے اونکمین
چھپاکے یہ لغو تقریر کرنا شروع کردی اور سجدہ حضرت معاذ صحابی نے کرنا چاہا تھا آنحضرت صلعم نے منع کردیا
اور منع ہے اور اس قیام سے کچھ علاقہ نہین ہے سجدہ تعظیم منسوخیت پر حدیث صحیح وارد ہے اور اجماع تمام امت کا
اسکی منسوخیت پر واقع ہے اور یہ قیام میلاد کے استحسان پر ائمہ مسلمین وعلماء معتبرین کا ہونا واضح ہوچکا ہے
عبارات مذکورہ بالا سے اوس پر اسکو قیاس کرنا محض جہالت والیسا قیاس ہے جیسا کہ سجدہ مامور بہا آدم
علیہ السلام کی سے عزازیل قیاس کر کے انکار کیا تہا ایسے تقریر سے قیام میلاد شریف رد ہوجاوے
تو ہر تعظیم آنحضرت صلعم کی یہ تقریر گنگوہی کی کر کے اور امور مجوزہ اس تعظیم سے اعراض واغماض کر کے باطل

ہو جاویگا اور کہدیا جاویگا کہ تعظیم وہ جائز ہے جو موافق قواعد شرعیہ ہووے اور وہی مثال اسلوہ سجدہ معاذ اللہ کو پیش
کردیجاویگی سب تمام تعظیمات آنحضرت صلعم باطل ہو جاوینگی اس سے بڑھکر فساد کی بات کونسی ہے اگر گنگوہی اُن
تعظیمات کے دلائل مجوزہ پیش کرے اور کہے یہ تقریر جو یہاں قیام میں ہمنے جاری کی ہے وہاں جاری نہیں ہے یہ
اولہ جواز کے موجود ہیں اور یہ تقریر وہاں جاری ہوتی ہے جہاں اولہ جواز کے موجود نہوں تو یہی جواب ہماری طرف
سے ہے قیام میلاد شریف کے جواز اولہ بھی موجود ہیں استحسان و تعامل و عادت کثیر محبین کا اسپر جاری ہونا اور سواد
اعظم علما اسکو مستحسن جاننا اور تمام بلاد اسلام میں مشرق سے مغرب ہونا یہ تمام اولہ جواز کے ہیں اور اسکا ہمنے تعامل
اور اتباع اکثر معتبر ہونا اور سب عبارات علما و فضلا معلوم ہوچکا ہے ان امور کے اولہ شرعیہ ہونیکا مکابرہ صرف
وعناد محض ہے پس تعظیم بھی مانند دیگر تعظیمات اور سے ثابت ہوئی اور اس تقریر گنگوہی کا بیان نہونا واضح ہوا
اور اسیطرح قول گنگوہی کا ہذیان ہونا بھی معلوم ہوگیا اور کلام تو اسمین ہے کہ محتمل ہے کہ شامی نے اس لفظ تعظیما لاسمہ کو اسی
واسطے ذکر کیا ہووے کہ دلیل جواز مباح اوسکی رائے میں ہووے اور بدعت لا اصل لہا سے کوئی احمق عدم [illegible]
نجاوے اس احتمال کے رفع پر برہان قاطع و دلیل ساطع کوئی گنگوہی نے بیان کی ہوتی او سوقت بدعت لا
اصل لہا سے بدعت سیئہ مراد ہونا منہ سے نکالا ہوتا اور یہ جو گنگوہی نے یہ کسی دوسرے وہابی نے کہا نہیں پھر کیونکر
مرسو سیہ ہونا زبان سے نکالدیا اور اس تقریر گنگوہی سے اس امر کو کہاں ثابت کیا ہے پس رفع قرینہ ہرگز نہوا اور قرینہ کو
محض اضلال قرار دینا خود گمراہ و خاطی ہونا کیونکہ قرینہ مذکورہ یہاں تعظیم آنحضرت صلعم کی ہے اور تعظیم آنحضرت صلعم
کی یہ ایسی ہے جسکو محققین مستحسن فرماتے ہیں اور تمام بلاد اہل اسلام میں اسکو نیک جانتے ہیں اور کرتے ہیں پس اس تعظیم کو
خطا و اضلال بتانا تمام جہان کے علماء صالحین کو مضل و خاطی کہنا خود ضال و مضل و خاطی بننا ہے اور پھر ان
حضرت کی تعظیم کو ایسا کہنا بے ادبی ساتھ آنحضرت صلعم کی ہے فحال القائل کما ترے مولف انوار نے کہا تھا او
یہ بات سب اہل اسلام جانتے ہونگے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرع میں مطلوب ہے یا نہیں اور یہ کہ یہ
ہئیت ادب کھڑا ہونا مقید تعظیم ہے یا نہیں پھر جبکہ قیام اوسکا مبنی ہوا تعظیم پر تو بالضرور مستحب اور مستحسن ہوگیا انکو
صاحب فرماتے ہیں اسکے جواب میں کہ تو کلمہ محض عجیب اندر دیکھتا ہے کہ تمام عالم کی طرف سے اس علم میں مولف کو [illegible]
ہے خود آپ ہی عالم ہے آپ ہی مجیب ہے اور جواب قیام تعظیم کے جواز اور اوس قیام خاص کے عدم جواز کا خوب محقق [illegible]
سو یہ قیاس مولف کا فاسد ہے کیا حاجت اعادہ جواب کے انتہی **اقول** وباللہ التوفیق عجب جہالت ہے کہ اس کلام کو
کلمہ عجیب اندر دیکھتا ہے گنگوہی لکھا ادنی عقل والا بھی اسکو کلمہ عجیب کا نہیں کہسکتا ہے کہ علما و فضلا کامل عقل والے یہ گنگوہی
تخواہ مخواہ نفسانیت و حسد سے مولف انوار پر بیجا بہتان لگاتا ہے اسکو خدا کا خوف کچھ بھی نہیں حیا و شرم بھی نہیں ہے

جو ایسے واہیات باتین کرنا ہی یہ نہین جانتا کہ کوئی اردو دان بھی اسکا ایسے اقوال دیکھیگا تو بے ساختہ گنگوہی
کو نادان و حاسد و باغض کہہ اٹھیگا کون سے زبان کے محاورہ مین اس کلام مولف انوار سے تمام عالم کی
علم مین شک معلوم تردد ہوتا ہی اس عبارت مین تو کوئی کلمہ دال تردد و عدم قطع پر نہین ہے رجانتے ہونگے کا لفظ مستلزم ہوا تردد
کو یہ مسلم نہین ہے کبھی قطعی و یقینی امر مین بھی یہ لفظ بولدیا جاتا ہی چنانچہ اہل لسان واقف ہین اگر بالفرض
والتقدیر علم مین تردد ہونے پر بھی دلالت یہ لفظ کرے اور عدم جزم کا موجب ہووے بظاہر تب بھی ایسا کلمہ جو
عدم جزم اوسکی اصل ہے مقطوع یقینی پر واسطے اغراض متعددہ کے کہدیا جاتا ہی چنانچہ اصل لفظ ان شرطیہ
کی عدم جزم ہے ساتھ وقوع شرط کے فی تلخیص المفتاح فان واذا للشرط فی الاستقبال لکن اصل ان عدم
الجزم لوجود الشرط انتہی لکن کبھی واسطے تجاہل یا واسطے عدم جزم مخاطب کے یا واسطے تنزیل مخاطب کے
بمنزل جاہل تحقق علم کے وغیرہ من الاغراض جزم و یقین کے محلین بھی مستعمل ہوتا ہی و فی ذلک الکتاب وقد یستعمل
ان فی الجزم تجاهلا او لعدم جزم المخاطب کقولک لمن یکذبک ان صدقت فماذا تفعل او تنزیله
منزلة الجاهل مقتضی العلم او التوبیخ وتصویر ان المقام لاشتماله علی ما یقلع الشرط عن اصله لا
یصلح الا لفرضه کما یفرض المحال نحو افنضرب عنکم الذکر صفحا ان کنتم قوما مسرفین او تغلیب غیر المتصف
به علی المتصف وقوله تعالی وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا یحتملهما والتغلیب باب واسع یجری
فی فنون کقوله تعالی وکانت من القانتین وقوله تعالی بل انتم قوم تجهلون و لابویه ونحوه انتهی ان وجوہ
مذکورہ مین سے بعض وجوہ اس محل مین مستقیم ہو سکتی ہین پس اگر مولف انوار نے بالفرض والتقدیر لفظ تردد و عدم
جزم کو بہی کہا ہی تو ممکن ہے کہ سب اہل اسلام مین وہابیہ کو بہی داخل کیا ہووے اور کلام تعظیم قیام میلاد شریف
مین ہی اور وہابیہ قیام تعظیم میلاد شریف کے تو منکر ہی ہین پس وہابیہ کا تعظیم کو مطلوب شرع مین جاننا چونکہ یقینی
نہین ہے متردد ہے تغلیبا دوسرونکو بہی وہابیہ کے حکم مین داخل کر کے کلمہ تردد کا داخل کر دیا یا یہ کہ وہابیہ موقف
انوار کو باوجودیکہ قیام کی تعظیم کی مطلوب شرعی ہونے مین مولف سچا ہی سچا نہین جانتے ہین اور وہابیہ کو اس بارہ مین جزم
نہین ہے اور مخاطب مولف انوار کے وہابیہ ہی ہین پس بنابر عدم جزم وہابیہ اس امر مین کلمہ تردد مولف نے داخل کیا
کہ جب ایسا ہوگا کہ سب اہل اسلام جانتے ہونگے الخ تو پھر تم وہابیہ کیا کروگے اور یہ حجت ہماری تم پر قائم ہوگی تو
تمہارا کیا جواب ہوگا چند وجوہ درستی کلام مولف کے موجود ہین واقف پر ظاہر ہے گنگوہی تعصب و حسد و بغض
یا بیعلمی سے کہ اردو عبارت کے فہم بہی اوسکو نہین ایسا مولف انوار کہتا ہی اب پانچوین قرینہ کے بارہ مین جو بندہ ان
گنگوہی کا ہی جاننا چاہیے کہ گنگوہی صاحب فرماتے ہین لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑھکر کونسا کلمہ ہیچ کا ہوگا

کہ خود فخر عالم فرماتے ہیں کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام کو بلفظ محبین
یا بوجہ دعوے انکی کے بے باوافعی یا حسن ظن سے انکو محب جانتا ہے اور خطاء سے مبتلا اس فعل کا سمجھنا ہو وہ
قرینہ محض سوفہم ہے **اقول** وباللہ التوفیق لفظ بدعت لا اصل لہا کو کلمہ ہجو اسیہی بنا پر گنگوہی قرار دیتا ہے کہ انکو
مستلزم بدعت سیئہ کا ہے زعم کرتا ہے اپنے زعم فاسد مین اور یہ اول ہی مرحلہ ہے کہ اسکو یہ گنگوہی طے نکر سکا ہے اور استلزام
مذکور نہ کسی دلیل سے ثابت کیا ہے اور نہ کسی کے قول سے بیان کیا ہے ایسی دعوی بلا دلیل ہے یہ زعم استلزام مذکور کا
کرتا ہے اور اس استلزام کے رفع پر بلند با جلی صوت ندا کرتا ہے کہ نور الدین حلبی صاحب سیرت شمس وعبد اللہ محمد شامی کے
ابو نصر عبد الوہاب عبارت شامی بدعت لا اصل لہا کے تحت مین بدعۃ حسنۃ لکہتے ہیں پس لفظ بدعت لا اصل لہا
مستلزم بدعت کو علماء کے نزدیک ہوتا تو اسکو یعنے بدعت لا اصل لہا کو بدعت حسنہ پر کیونکر علماء محمول کرتے
پس استلزام کا ادعا باطل ہے جب بدعت لا اصل لہا کو بدعت سیئہ لازم نہوئی تو اسکو کلمہ ہجو بتانا نہایت درجہ
سوفہمی ہے اور دعوے تو یہ کیا گنگوہی نے کہ لفظ بدعت لا اصل لہا سے زیادہ بڑہکر کوئی کلمہ ہجو کا نہیں اور
اسکے اثبات کیواسطے قول آنحضرت صلعم کا کل بدعۃ ضلالۃ الخ پیش کیا یہ مدعی گنگوہی کہان وال اور اس کلمہ کے زیادہ بڑہکر ہجو
کیواسطے ہونا کہان ثابت ہوا دعوے کچہ دلیل کچہ اگر یہ مراد گنگوہی لیوے کہ بدعۃ لا اصل لہا مشتمل لفظ بدعت پر ہے
اور بدعت کو آنحضرت صلعم نے ضلالت فرمایا ہے جب ہر بدعت ضلالت ہوئے تو یہان جو بدعت مذکور وہ بہی ضلالت
ہوئی بایں معنی یہ کلمہ ہجو ہوا تو جواب یہ ہے کہ مبنی اس مراد کا بہی جہالت صرف ہے اوپر عبارات علماء حسن المقصد
مین گذر چکا ہے کہ علماء وفقہا بیشک امام شافعی بہی بدعت کے دو قسم ہونیکے قائل ہیں ایک مذموم دوسری غیر مذموم
اور بدعت کو منقسم پانچ قسم پر کیا ہے علماء نے واجب مستحب مباح حرام مکروہ پس ہر بدعت ضلالت نہوئی اور اس حدیث
کل بدعۃ ضلالۃ کو عام مخصوص البعض شراح حدیث نے لکہا ہے چنانچہ امام نووی شرح مسلم کی کتاب الجمعۃ
تحت خطبہ آنحضرت صلعم مطبوعہ ہند صفحہ ۲۸۵ مین فرماتے ہیں قولہ وکل بدعۃ ضلالۃ ہذا عام مخصوص
والمراد غالب البدع قال اہل اللغۃ کل شیئ عمل علی غیر مثال سابق قال العلماء البدعۃ خمسۃ اقسام
واجبۃ ومندوبۃ ومحرمۃ ومکروہۃ ومباحۃ فمن الواجبۃ نظم ادلۃ المتکلمین للرد علی الملاحدۃ و
المبتدعین وشبہ ذلک ومن المندوبۃ تصنیف کتب العلم وبناء المدارس والربط وغیر ذلک ومن المباح
التبسط فی الوان الاطعمۃ وغیر ذلک والحرام والمکروہ ظاہران وقد اوضحت المسئلۃ بادلتہا المبسوطۃ
فی تہذیب الاسماء واللغات فاذا عرف ما ذکرتہ علم ان الحدیث من العام المخصوص کذا ما اشبہہ
من الاحادیث الواردۃ ویؤید ما قلنا ان قول عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی التراویح نعمت البدعۃ

ولا یمنع من کون الحدیث عاما مخصوصا قوله کل بدعة مؤکدا بکل بل یدخل التخصیص مع ذلک کقوله
تعالیٰ تدمر کل شیئ انتہی اس عبارت امام نووی سے واضح ہے کہ حدیث کل بدعة ضلالة مخصوص البعض ہے
پس بدعت لا اصل لہا کو شامل ہونا لازم نہیں ہے پس تجو کا کلمہ ہوتا لازم نہیں آیا اور زعم گنگوہی باطل ہوا پس
حدیث سے کچھ ثابت نہوا بے محل حدیث نبوی صلعم کو اس گنگوہی نے نقل کیا اور شامی کا تعبیر کرنا اہل قیام
بلفظ محبین بوجہ دعوی انکے جو بتاتا ہے تو اوس سے بھی بیعلمی گنگوہی کی ثابت ہے اسلئے کہ بوجہ دعوے انکی محبین کہنا ہوتا
تو یہ مطلب ہوتا کہ محبین میں سے وہ قیام کرنے والی نہیں لکن بتکلف خود کو اہل حب ظاہر کرتے ہیں تو اسحالت مین شامی
اونکو بلفظ متحببین جو مشتق تحبب سے ہے تعبیر کرتا محاورہ یہی ہے کہ ایسے کو بلفظ مشتق تفعل کے جو دال تکلف پر ہی تعبیر کیا
کرتے ہیں چنانچہ جو خود صوفی بتکلف ظاہر کرے اور فی الواقع صوفی نہو اور جو کوئی خود کو فقیہ ظاہر کرے اور فی الواقع فقیہ
نہو لفظ متصوف و متفقہ کے لفظ سے اوسکو بیان کرتے ہیں پس انکے دعوی کے سبب سے محبین کہنا شامی ہرگز مسلم
نہیں ہے ہاں واقعی انکو محبین جاننا شامی مسلم اور حسن ظن بھی ہو سکتا ہے لکن خطا سے اس فعلکو کرنا اون محبین کا شامی کے
کسی لفظ سے مفہوم نہیں ہے یہ زعم فاسد و توہم کاسد گنگوہی کا ہے کہ تقول کرتا ہے کہ شامی خطا ہے مثلا اس فعل کا اونکو
سمجھتا ہے بطلان اسکے تقریر گنگوہی واضح ہو گیا اور اس قول کا بھی ہذیان ہونا لائح ہو گیا پس یہ قول گنگوہی سوء قریح
محض سوء فہم ہے) اسی ہذیان پر مبنی ہے پس بناء فاسد علی الفاسد و سوء فہم گنگوہی پر بخوبی دال ہے مولف انوار
پر سوء فہم کا صراحۃً بہتان ہے پانچوں قرائن بیان کئے ہوئے مولف انوار صحیح و سالم و سواس گنگوہی سے رہے اور
اور کسی ہذیان گنگوہی نے اونکو کچھ نقصان نہ پہونچایا اور گنگوہی نے ہر طرح خسران پایا اسکے آگے جو صفحہ ۱۴۲ مین
گنگوہی سب قرائن مولف کو جہل و سوء فہم بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ بدعة لا اصل لہا کے معنے تمام اہل علم و دیانت کے نزدیک
بدعت سیئہ کے ہوتے ہین اور مولف انوار کو مادہ علمی سمجھنے کلام علما اور دیانت نقل سے ہمارے بتاتا ہے اور خائن کہتا ہے
اور روایت ردالمحتار کے احتفاء کا بہتان لگاتا ہے اور مولوی احمد علی سہارنپوری کے حق مین مولف بدزبانی کر نیوالا اقرار
دیتا ہے اور آیت ومن کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرة اعمی واضل سبیلا مولف کے حق مین پڑھتا ہے سراسر جہالت
و نادانی گنگوہی کی ہے قرائن کا حال تو بخوبی معلوم ہو چکا اون مین گنجائش کسی دیندار عاقل کو چون وچرا کی نہین ہے
اور سفہاء و حمقاء و بے دین تو کلام خدا و رسول مین بھی گفتگو کرتے ہین کسی بیدین کی گفتگو واہی تباہی سے حق مرتفع
نہین ہوتا ہے اور آفتاب پر خاک نہین پڑتی ہے کسیکے ٹالے سے اور قرائن کے دفع کیواسطے بہت ہی کچھ ہاتھ پاؤن گنگوہی
مارے سوائے خسران کے کچھ اسکے ہاتھ نہ آیا اپنی بے حیائی سے کچھ کیا کرے کیا ہوتا ہے وہ قرائن حقہ مانند آفتاب روشن
نور افشان ہین منکر کے جہل کو لوگون پر جو منصفین ہین ظاہر کر رہے ہین ایک اہل علم و دیانت کے قول کو بھی

گنگوہی

گنگوہی نے ثابت نکیا کہ بدعت لا اصل لہا کی معنے بدعت سیئہ کے ہین اور بیان موافق عادت قدیمہ کے جھوٹ بولدیا
کہ تمام اہل علم و دیانت کے نزدیک معنی بدعۃ لا اصل لہا کے بدعت سیئہ کے ایسے خلاف کو آدمی کیا کہی تمام
اہل و دیانت میں کی نور الدین حلبی و صاحب سیرت شمس شامی و والد محمد شامی بہی تو ہین وہ تو اسہی قول سیرت
شامی کے تغیر ساتھ بدعت حسنہ کے کرتے ہین چنانچہ اوپر گذر چکا ہی کیا تمام گنگوہی کے نزدیک نور الدین حلبی و صاحب
سیرت شمس والو نصر والد محمد شامی اہل علم و دیانت مین سے نہین ہین پہر کیون تمام علما و متدین کیطرف نسبت
کرتا ہی کہ بدعت لا اصل لہا کے معنے اونکے نزدیک بدعت سیئہ کے ہین کچہہ شرم و غیرت تہی تو دو چار علما بلکہ ایک
دو ہی محققین کے اقوال نقلکر دئے ہوتے کہ جن سے یہ ثابت ہوتا بدون نقل جھوٹا نام لیدینے مین شرم
و حیا نہین خود کا مادہ وہان سے یہان اس رسالہ سے واضح ہے دیانت امانت لائق ہی کہ ایک قول ہی صحیح نکہا
اور صدہا جگہہ غلط مراد کلام علماء کے و احادیث و آیات کے بیان کی اور خیانت عبارت تلویح و توضیح سند
اجماع کے بارہ مین کی اور حدیث مین لفظ خالفوا الیہود عید عاشوراء کے بارہ مین زیادہ کر دیا اور حوالہ بخاری و مسلم
کا دیدیا اور والعاملین علیہا سے اجرت مدرسین کو ثابت کیا تمام جہان کے خلاف اور ابن حجر و جلال الدین کے
مقابلہ مین کیا ابلہ فریبیان کین اور چہوٹا منہہ بڑی بات اونکے قیاس کو باطل اپنی جہالت سے بتایا اور صراحتہ
ملا علی قاری و ابن حجر و ابن جزری و سخاوی وغیرہم علماء کے اقوال غیر معتبر بتایا فقط فاکہانی کے قول ساقط و بلا دلیل
کو جو اپنے سوائے نفسانی کے محقق پایا اوسکو معتبر و قوی ٹہرایا اور صراحتہ کہا ہی کہ اونکو کروڑون علماء کا تعامل بہی معتبر
نہین ان تمام امور کا خود مرتکب ہے اپنے گریبان مین منہہ ڈالکر نہین دیکہتا ہی اور اپنے افعال قبیحہ خیانت و بد
دیانتی و بد زبانی و بد لگامی نہین جانتا ہی اور جم غفیر و سواد اعظم کے عمل کو ضلالت بتاتا ہی اور کذب باری تعالی کے
امکانکی طرفداری کرتا ہی اور بالامکان خدا تعالی کو کاذب گویا کہتا ہی اور انکار ایک رکعت وتر سے ایمان کا ٹہکانا
نہونا مسلم کرتا ہی جس سے لازم آتا ہی کہ بعض صحابہ کرام رضوان و امام ابی حنیفہ و امام حسن بصری و تمام علماء و فضلاء ائمہ و
مشائخ و فقہاء حنفیہ کسی کے ایمانکا ٹہکانا نہووے اسلئے کہ یہ تمام حضرات انکار ایک رکعت وتر کا کرتے ہین اوسکو
گمراہی خود کی خیال نہین کرتا ہی اور مولف انوار جو بات حق کہہ رہا ہی اور جو مسلک جمہور علماء کا ہی بحوالہ کتب ثابت کر
رہا ہی اور اس مین کوئی خیانت و بد دیانتی نکی اور کہے حقین بد زبانی اوسکو کرنا منظور نہین ہی فقط اظہار منظور ہے
اوسکے حق ایسے واہیات و خرافات زبان و قلم سے نکالتا ہی اور مولوی احمد علی سہارنپوری کو تو مولف انوار منکر
میلاد شریف و قیام نہین جانتا ہی بلکہ اوسکا عمل اسی رسالہ مین ثابت کیا ہی مولف نے چنانچہ اوپر گذرا ہی خود گنگوہی
صفحہ ۱۴۹ براہین مین لکہتا ہی (لہذا مولف نے جواب لکہنا شروع کیا ہی اور حاشیہ پر مولوی صاحب کے نسبت شرکت

مجلس مروجہ اور قیام کے تہمت اور تکذیب اسکی کہ یہ فتویٰ اونکا ہے اور شہادت حافظ عبد الکریم خان کے لکھتا ہے اسکا
جواب بجز اوسکے نہین ہے دیتا ہون کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین اس عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ مولف انوار مولوی
احمد علی کو منکر میلاد نہین جانتا ہے اور یہ فتوے سے مولوی احمد علی کا جو بعد وفات اونکی وہابیہ نے طبع کرایا ہے انکار
میلاد و قیام مین جو اقوال جہالت و بے علمی سے مملو ہے اوسکو وہ مولوی احمد علیکا نہین مانتا ہے پس جبکہ
فتویٰ مولف انوار مولوی احمد علی کا نہین جانتا ہے تو اوس فتوے پر کلام کرنا مولف کے نزدیک مولوی احمد
علی کے اقوال پر کیونکر کلام ہوا اور اس فتوے پر طعن کرنا مولوی احمد علی پر طعن کسطرح ہوا پس یہ جہالت
و نادانی صرف ہے جو گنگوہی مولف انوار کا بدزبانی کرنا مولوی احمد علی کے حق مین بتاتا ہے اب منصفین جانلیا
کہ جہالت و ضلالت کسکی ہے اور جو آیت مولف کے حق مین گنگوہی نے لکھی ہے اوسکا سزاوار گنگوہی ہے نہ
مولف انوار اوپر ہم نقل کرچکے ہین کہ خوارج کو ابن عمر رضی اللہ عنہ اسلیے بدترین خلایق جانتے آیات منزلہ حقوق کفار
مین مسلمانونکے حق مین قرار دیتے ہین یہ آیت خاص کفار کے حق مین چنانچہ تفاسیر مین پر روشن ہے مولف مسلمان
اہل سنت و جماعت کے حق مین اس آیت کا پڑہنا وہی شیخ خوارج کا ہے اور وہابیہ کے بعض اقوال موجب کفر بہی
ہین چنانچہ امکان کذب کا قائل ہونا بہی ایسا ہی ہے پس وہابیہ کے حق مین ہی پڑہنا اس آیت کا مستقیم ہو سکتا
ہے نہ کسی مسلمان کے حق مین **مولف** انوار نے علامہ نور الدین حلبی و سیرۃ الشمس سے ثابت کیا تہا قول محمد شامی
کا تفسیر کرنا ساتہہ بدعت حسنہ کے تو اوسکے جواب مین **گنگوہی** صفحہ ۱۴۲ مین اپنی فکر غیر مستقیم کی موافق اس قول
حلبی کو جو بعد نقل عبارت سیرت شامی کے لکھا ہے ای لکنہا بدعۃ حسنۃ لانہ لیس کل بدعۃ ضلالۃ
رد قرار دیتا ہے کہ حلبی سیرت شمس کا قول رد و تعاقب کیواسطے لایا ہے کہ بدعت ہونیکو قبول کرتا ہے اور لا اصل لہ پر
تعاقب کرتا ہے پس حلبی و صاحب سیرت شمس قیام کو بدعت اور شامی سنیہ کہتا ہے اور گنگوہی اپنی بے علمی سے یہ
کہتا ہے یہ قول شرح کے مراد سے نہین کیونکہ لکن لفظ شرح کیواسطے نہین ہے اور ای حرف تفسیر ہے مگر اصطلاح
حلبی سیرت شمس کے عبارتکی نقلکر بالشتان ہے کہ وہ بمنزل تفسیر کے واقع ہوجاتا ہے پھر گنگوہی عجیب منتی ہین کہ شامی کا قول
منصوص ہے مخالفت کیسکی اوسکو مضر نہین مگر تاویل حلبی کی یہ ہے کہ وہ مطلق کے فرد کے وجہ سے قیام کرتے تہے تقیید
مطلق کا وجہ اس قیام مین ختنہ تہا اور عوام کا اندیشہ تہا لہذا جائز جانتے تہے اب وہ امر نہین رہا مکروہ ہوگیا او جواب تواریث ائمہ و علماء
عرب و مصر وغیرہما کا جو عبد اللہ سراج اور عبد الرحمن بن عبد اللہ بن سراج کے فتوی سے نقلکیا جیدبار پہلے
گذرا **قول** وباللہ التوفیق معنے ظاہر متبادر جو بدون قرینہ کے فہم مین آوین وہ یہی ہین کہ قول حلبی از سیرت
شمس شرح قول شامی کی ہے کوئی قرینہ بیان رد کا موجود نہین ہے جس سے رد قرار دیا جاوے معنے متبادر غیر متبادر

محتاج الی القرینۃ کیطرف جانا بدون تعذر معنی مقبلو رہو ۔ا وجود قرینہ بخیر متبادر کے سرا سر بیعلمی ہے اور معنا قیام مراد
لینا اور حلبی وصاحب سیرت شمس کو قائل بدعۃ حسنہ اور شامی کو قائل بدعت قرار دینا تکلف بارد ہی جو قابل التفات
ذوی العقول نہیں ہے لکن کا لفظ شرح کیواسطے نہونے یہ کب لازم آتا ہی کہ رد ہو جاوے یہ تو خوب بات ہے جو
کوئی لفظ شرح کیواسطے نہوا کرے تو اوسکو رد بنا دیا کریں ایسی ایسی عجائبات مولوی گنگوہی سے صادر ہوتی ہیں
جو موجب مضحکہ ہر ادنی واعلے کے ہیں لفظ لکن رد کیواسطے ہی موضوع نہیں جو گنگوہی قرار دیا ہے کسی نحوی
ونحوہ کے جاننے والے سے دریافت کر لیا ہوتا کہ لکن کس معنی کیواسطے موضوع ہے تو وہ بتا دیتا کہ گنگوہی صاحب
یہ واسطے توہم کو ہے جو کلام سابق سے ناشی ہووے یہ حرف تعاقب ورد نہیں ہے اور لفظ ای حرف تفسیر ہے اسکے
مابعد جو مذکور ہوگا اوسکو تفسیر اسکے ماقبل کی قرار دینگے اور سیرت شمس کے عبارت کی نقل کا نشان ہونا منافی اسکی نہیں ہے
کہ پھر اسکا بعد تفسیر وشرح ماقبل کے نہووے ہو سکتا ہے کہ اپنے قول سے تفسیر وشرح حلبی نے قول شامی کی بیان
کی سیرت شمس کے تو لکو بطور شرح وتفسیر کے بیان اور خود بہی اوس شرح وتفسیر کے ساتھ راضی ہو اور بس حلبی نے اپنی
موافق اپنی اصطلاح کے بعد لفظ ای قول سیرت شمس کا بطور اتباع تفسیر وشرح قول شامی کے ذکر کیا تو اصطلاح
بہی لغو سکی ہوگئی اور یہ ذکر کرنا اوسکا تفسیر شرح ہی قول شامی کے ہوگئے گنگوہی نقل قول سیرت شمس اور اسکی
شرح ہونیمیں منافات اپنی فکر ناقص سے خیال کر لی ہے اسواسطے اس ورطہ ظلمات میں گرا اور شامی کے قول
منصوص کہنا اور مخالفت کسکی اوسکو مضر ہونا بہی گنگوہی کے فہم پر دال ہے یہ سراسر ناوانی ہے کہ شامی کو
منصوص قرار دیتا ہے کونسے نص قیام کی بدعت سیئہ ہونی وارد ہی جو قول شامی اسکے خلاف مراد پر حمل کرینگے اور اسکا
مفہوم ہونا بدعت سیئہ کا قرار دیکر اوسکو منصوص زعم کرتا ہے اتنا نہیں جانتا کہ منصوص بتانے سے افترا اور خدا و
رسول پر ہوتا ہے منصوص قیام میلاد کا بدعت سیئہ ہونا اوس وقت ہوتا کہ بدعت سیئہ ہونا قیام کا خدا اور رسول نے فرمایا
ہوتا اور باوجود نہ فرمانیکے یہ کہنا صراحۃً افترا بر خدا ورسول کرنا ہے ایسے بیباکی ایسے فرقہ بدعیہ وہابیہ وغیرہ کا ہی
خاصہ ہے نعوذ باللہ من ذلک تاویل حلبی کی خوب گہڑی ذکر مطلق کے فرد کیوجہ سے قیام کرتے تھے تقیید مطلق کا
درجہ اس قیام میں نہ تہا اسکی مراد یہ ہو سکتی ہے کہ حلبی صاحب فرماتے ہیں کثیر محبین جو قیام کرتے تھے تو مطلق کی
فرد کیوجہ سے کرتے تھے اونکے قیام میں تقیید مطلق کا درجہ نہ تہا اور اس سے غرض یہی ہوگی گنگوہی کی کہ حلبی شامی کو
جواب دیتا ہے کہ اونکے قیام میں بدعت سیئہ نہ تہی بسبب ہونے تقیید مطلق کی یہ تاویل وجواب حلبی کو گنگوہی صحیح
جانتا ہو جب ہی حلبی کے قولکی تصحیح کیواسطے ذکر کرتا ہی یہ تو ظاہر ہے کہ وہی قیام ہی کہ جس پر عادت جاری ہونا
محبین کا وقت ذکر ولادت آنحضرت صلعم کے بطور تعظیم کہتا ہی اور عادت کی یہ معنے نہیں ہوتے ہیں کہ کبھی کبھی محفل

میلاد وقت ذکر ولادت شریف کے کرتے تھے عادت اسوقت قرار دیجاویگی کہ ہمیشہ کرتے ہوں قیام مذکور کو محفل
میلاد میں وقت ذکر ولادت شریف کے اور اس قیام ہمیشہ کا وقت ذکر ولادت شریفہ کی محفل میلاد جائز و درست ہونا
اس تاویل سے گنگوہی صحیح و درست کرتا ہے کہ مطلق فرد کیوجہ سے کرتے تھے تقیید مطلق درجہ اوسمین نہ تھا پس اس
تاویل سے گنگوہی کے نزدیک قیام میلاد شریف ہمیشہ کرنا بھی جائز و درست ہوگیا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ ہمیشہ قیام
کرنے میلاد شریف کی میں تقیید مطلق کا درجہ نہیں ہے اب تقیید مطلق گنگوہی کے نزدیک یہی ہوگا کہ کوئی فرض و
واجب مع ان قیود کے جانے اور بدون ان قیود کے جواز قیام تعظیمی واسطے آنحضرت صلعم کے جائز جانے پس اس
ایک تو ثابت ہوا کہ اب جو قیام اسلام میں جاری ہے وہ بھی جائز ہے کیونکہ کوئی ان قیود کو واجب و فرض
واسطے جواز قیام کے نہیں جانتا ہے اور غیر مقید بقیود مذکورہ کو غیر جائز کوئی نہیں کہتا ہے پس تقیید مطلق یہاں
بھی نہیں ہے اور دوسرا امر یہ کہ یہی مراد قول محمد شامی کے بھی ہوسکتی ہے اور ممکن ہے کہ محمد شامی بھی اسی سبب سے
قیام کو جائز جانتے ہوویں اور اس جواز کیطرف اشارہ کرنیکو ایسا کلام فرمایا ہو کہ جسمین قرائن جواز کے جو مؤلف
انوار نے ذکر کئے ہیں موجود ہیں پس بدعت لا اصل لہا اونکے نزدیک بدعت سیئہ پر دال نہوا اور مزعوم گنگوہی
کا گنگوہی کی تقریر باطل ہوا اور قول گنگوہی کا کہ اب وہ امر ناجائز مکروہ ہوگیا) یعنے عدم اندیشہ عوام و عدم
تقیید مطلق نہ رہا تو مکروہ ہوگیا سراسر باطل ہے کیونکہ عوام میں بھی کوئی واجب و ضرور اس قیام کو آجتک نہیں
جانتا ہے اس اعتقاد کو انکی طرف نسبت کرنا محض افترا ہے اور اندیشہ و احتمال اسکا تو اوس حالت میں بے تہا
جس حالت بشر مجیبین کا قیام درست ہونا قول گنگوہی سے ثابت ہوا ہر زمانہ میں عوام و خواص ہوا کرتے ہیں اور
جاہل عالم رہتے ہیں قیام جس زمانہ سے شروع ہوا اوس زمانہ سے لیکر آجتک عوام بھی موجود رہے ہیں پس اندیشہ
عوام کے بد اعتقادیکا اور احتمال اونکی واجب و سنت موکدہ جانیکا اوسوقت میں بھی پھر اندیشہ عوام نہونا اسوقت
جو گنگوہی بتاتا ہے سراسر غلط و خلاف عقل کے ہے اور تقیید حسن معنے کہ ممنوع ہے وہ اب بھی پایا جانا مسلم نہیں ہے
محض دعوے لسانی گنگوہی کا ہے اور خوف بد اعتقادی عوام موجب عدم جواز ہونا ہر جگہ مسلم نہیں ہے بعض جگہ
ایسا خوف ہوتے ہوئے بھی علما جواز جانتے ہیں اور ایسے خوف بد اعتقادی کے سبب سے اوس امر کو ناجائز
و مکروہ نہیں بتاتے ہیں دیکھو علما و اولیا سے ساتھ عوام کا اعتقاد زیارت کا ایسا ہوتا ہے جو خارج شرع سے ہوتے اور
اونکی قبور کے پاس نماز پڑہی جاوے تو خوف فساد اعتقاد عوام کا ہے اور باوجود اسکے قبور اہل علم و اولیا کی نزدیک
نماز پڑہنے کو فقہا جائز فرماتے ہیں اور خوف بد اعتقادی عوام سے ناجائز نہیں فرماتے ہیں فی العینی شرح
الہدایہ فی باب الجنائز فان قلت ترک الناس الصلوۃ علی قبر النبی انما کان خوفا من ان یتخذ قبرہ

علیہ السلام مسجد او لم یکن ذلک لا اعلم مثلہ وعبارۃ المنقل بما قلت لا یلزم من الصلوۃ علی قبرہ
اتخاذ المسجد الا تری انہم جوزوا ان یصلی عند قبور اهل العلم والاولیاء مع مزید اعتقاد
العامۃ فی التعظیم لہم الخارج عن الشرع انتہی پس یہ کلیہ منقوض ہوا کہ خوف بد اعتقادی عوام کی سے
کوئی امر مکروہ وحرام ہو جاوے پس بالفرض اگر خوف تقیید و تاکد عوام ہووے بھی تب بھی چونکہ علماء نے اس خوف کا
اعتبار نکیا اور قیام کو مستحسن جانا قیام مذکور مکروہ وحرام ہرگز نہو گا اور بہت سے مسائل موجود ہیں کتب
فقہ میں بنا بر قیاس وہ جائز نہیں اور بنا بر استحسان جائز و درست ہونے کے سبب سے وہ فقہائے درست ہی رکھے ہیں
اور استحسان کے مقابلہ میں دلیل قیاس کا ساقط و حدیث و اثر کو مخصوص قرار دیا ہے پس یہ خوف بد اعتقادی
بھی بمقابلہ استحسان کے ساقط ہے اور ضعیف تر ہے کہ عمل اسپر درست نہیں ہے ہاں استحسان جو دلیل قوی ہے
نہوتا تو خوف بد اعتقادی موجب کراہت قیام ہو جاتا ہے اور استحسان کے ہوتے ہوئے ہرگز موجب کراہت
نہیں ہو سکتا ہے پس قول گنگوہی باطل و ساقط بلکہ ہذیان ہے اور توارث و تعارف کا چند بار جواب پہلے گذر جانا
گنگوہی بتاتا ہے منصفین انکا کیا یہ خوب روشن و ہویدا ہو گیا کہ کوئی دلیل شرعی ایسے جو رفع توارث و تعارف
و تعامل کی دلیل ہو انکو کردی گنگوہی نے ذکر نکی اور نہ کسی دوسرے کو ہاتھ لگے بیان کی یہی امر مزخرفات واہیات
گنگوہی سے صادر ہوئی کہ تعامل لاکھوں کروڑوں علماء کا بھی معتبر نہیں اور ملا علی قاری و سخاوی و ابن جزری
و ابن جوزی کا قول اس امر میں معتبر نہیں ہے اور قیاس ابن حجر و جلال الدین سیوطی باطل ہے ان مزخرفات کو کون
عاقل دلیل شرعی بناویگا اور ان سے اثبات تعامل علماء کا قبول کریگا ایسے بیہودہ کلمات تمام ملحدین اہل حق کے
مقابلہ میں بکتے ہیں یہ جواب چند بار گنگوہی کا گذرا ہے جسکا بطلان بھی اوپر معلوم ہو چکا ہے پس اثبات محفل میلاد
قیام میلاد شریف جو مولف انوار نے کیا تھا وہ باقی رہا اور حق کا حق ظاہر ہوا اور مزخرفات گنگوہی اسبارہ
ہبا منثورا ہو گئے اور کچھ پیش نہ چلی اور سوائے خسران و خیبت و حرمان کے گنگوہی کو کچھ حاصل نہوا
اور فرقہ اہل سنت مظفر و منصور رہا الحمد للہ علی ذلک ولا حول ولا قوۃ الا باللہ **کوتاہی** فہم گنگوہی کی
یہ دیکھو کہ جو ادلہ خاصہ ساتھ نماز و روزہ کے ہیں اور انکی سبب سے نماز روزہ کی کراہت فرمائی ہے انکو اپنی کوتاہی فہم
سے ایسا عام بتاتا ہے کہ خارج نماز و روزہ و عبادات مخصوصہ کی بھی انکو دلیل کراہت جانتا ہے اور تشبہ بکفار کو بھی
ایسا تمام لیا کہ خواہ وہ مذموم ہو خواہ نہو خواہ اوسکا شعار ہو خواہ نہو خواہ کامل تشبہ ہو خواہ انکے فعل خاص
کی ایک جز میں تشبہ ہو خواہ اسکی دلیل جواز کی اہل اسلام کے نزدیک موجود ہو خواہ نہو تمام کو موجب کراہت
و حرمت جانتا ہے اور کہیں باوجودیکہ تشبہ ہوتا ہے اوسکا جواب اوس سے نہیں ہو سکتا ہے تو اپنی جہالت سے

لکہدیتا ہے کہ یہان تشبیہ معتبر نہین تمام رسالہ براہین کا مدار ان دو اصل تقیید مطلق جو ادلہ مخصوصہ نماز روزہ سے
مفہوم ہے اور تشبہ بکفار کو فی ہر ان سے رکہا اول سے آخر تک اکثر جاہی ان ہی دو امر سے استدلال
کرتا ہے اور اکثر جو زبان قلم پر لے آتا ہے کہ تقیید مطلق تشبہ بکفار ہے خواہ ہر وہان ہو وے یا نہو وے انکی صفائی
آگئی ہے اوسکو کچھہ بحث نہین ہے صفحہ ۱۰۱ سے لیکر صفحہ ۱۱۲ تک ان دو اصل کی اثبات مین اوراق بلا فائدہ
سیاہ کئے اور آخر مین بہت خوش ہو کر کہا کہ یہی دو اصل رسالہ مولف کی قلع و قمع کو کافی وافی ہین اور آخر مین
کلام کے مولف انوار کیطرف نسبت کج فہمی و کم علمی اور کوتہ فہمی و جہل مرکب اور دعوی بے معنی و اضلال خلق
کی پر مرہا بندہی چونکہ ان دو اصل پر گنگوہی ایسا غرہ ہے اسیواسطے کچھہ کلام اینن کیا جاتا ہے اور کچھہ کچھہ جہنجوڑنے
علی الاضلال خلق اللہ پر کمر باندہنا گنگوہی کو لایا جاتا ہے بتائید اللہ تعالے و توفیقہ گنگوہی کو تاویہہ سنے
تخصیص کے ممانعت کے یہ حدیث پیش کی قال رسول اللہ صلعم لا تختصوا لیلۃ الجمعۃ بقیام من بین
اللیالی ولا تختصوا یوم الجمعۃ بقیام من بین الایام الا ان یکون فی صوم یصومہ احدکم الحدیث اور
گنگوہی نے کہا کہ پس اس حدیث مین یہ ارشاد ہوا کہ تم جمعہ و شب جمعہ کو صوم و صلوۃ کے واسطے خاص مت کرو
کیونکہ صوم و صلوۃ نوافل مطلق مین یکسان ہین خصوصیت کسی وقت بدون ہمارے حکم کے درست نہین ہے پس
مطلق کو مقید کرنے سے منع فرمادیا انتہی قال الگنگوہی اور قولہ علیہ السلام لا تختصوا بہ مطلق وارد ہے تخصیص خواہ
اعتقاد و علم مین ہو خواہ عمل مین دونون ناجائز ہونگی سو یہ ظاہر ہوگیا کہ تخصیص فعلی اگر منصوص مطلق مین
واقع ہوویگی وہ بہی بدعت ہے اور مداخل نہی کر ہے علی ہذا مطلق کرنا مقید کا عام ہے کہ علماً ہو عملاً ہو یا دونون مین ہی
عندہ مین چونکہ یہ قاعدہ اس حدیث سے بوضاحت مستنبط تہا تو امام نووی شرح اس حدیث مین فرماتے ہین کہ
احتج بہ العلماء علی کراہۃ ہذہ الصلوۃ المبتدعۃ التی تسمی الرغائب قاتل اللہ واضعہا ومخترعہا
فانہا بدعۃ منکرۃ من البدع التی ہی ضلالۃ وجہالۃ دیکہو کہ نماز جو خیر موضوع اور عمدہ عبادات ہے
اور سب اوقات مشروعہ مین افضل ہی القربات ہے سبب تخصیص کے بدعت منکرہ ہوگئی کیونکہ اطلاق مشروع
زمانہ قید وقت کی لگ کر مخصوص ہوگیا تو اس قید کیوجہ سے سارا مقید بدعت بنگیا انتہی **اقول** وباللہ التوفیق
گنگوہی احادیث نبویہ صلعم کی مراد خلاف تمام جہان کے لیتا ہے جو کسی محقق و امام نے نہین کہا ہے وجہ یہ گنگوہی
اپنے دل مملو مرض عناد و ولداد تعصب کہ رہتا ہے وجہ منع تخصیص رات جمعرات کے ساتھ قیام کے دن جمعہ ساتھ روزہ کے
یہ ہرگز نہین ہے کہ مطلق کو مقید کرنا لازم آتا ہے یہ جہالت صرف گنگوہی کی ہے اور یہ مراد ہی علماء نے نہین لی ہے
کسی نے کہا کہ جمعہ کا روزہ سوائے عادت کے جائز نہین ہے اور تخصیص فعلی بدعت و داخل مین ہے بلکہ اسکی وجہ مخصوص

کی سبب سے بعض علما نے مکروہ کہا ہی اور حکمت اسلئے نہی کی جو اس حدیث مین وارد ہی یہ فرمائی کہ دن جمعہ کا
دن دعا و ذکر و عبادت و غسل کا ہی اور اول جانا چاہئے نماز کیواسطے اور اسکا انتظار کرنا چاہئے اور خطبہ سننا چاہئے
اور اسدن جمعہ مین کثرت ذکر اللہ کی کرنا چاہئے بقولہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض
وابتغوا من فضل اللہ واذکروا اللہ کثیرا اور سوائے اور عبادت کا دن ہی اسلئے افطار اسدن مستحب ہی کہ یہ
عبادات و وظائف خوب اچھی طرح لذت و خوشی طبیعت و قوت کی ساتھ ہووین اور ملال و اختلال و فتور روزہ
رکھنے سے پیدا نہووے اس حکمت پر یہ اعتراض ہوا کہ اس حکمت کے سبب سے نہی و کراہت ہی تو چاہئے جمعہ سے قبل
و بعد کا روزہ جمعہ کے روزہ ساتھ رکھا جاوے تب بھی یہ فتور و ملال ہوگا پس چاہئے مع قبل و بعد کے روزہ کے ساتھ
بھی جمعہ کا روزہ مکروہ ہووے اور حال انکہ مکروہ نہین تو اس کا جواب یہ دیا ہی کہ روزہ قبل کے بعد جبر نقصان ثواب کا
جو فتور کے سبب ہوائی ہو جاویگا پس کراہت مرتفع ہی اور کراہت خوف مبالغہ تعظیم جمعہ کے سبب قرار دینا
علما ضعیف و منتقض ساتھ نماز جمعہ و غیرہا وظائف جمعہ و تعظیم جمعہ کے فرماتے ہین اور اس وجہ سے کراہت و نہی ہونا
بھی کہ اعتقاد وجوب کا نکیا جاوے محققین نے ضعیف و منتقض ساتھ صوم دن پیر کے ہونا فرماتے ہین کہ اسدن کا روزہ
تنہا رکھنا مندوب ہی پس یہ احتمال بعید قابل التفات کے نہین اور روزہ دن عرفہ و دن عاشورہ و غیر ذلک کے ساتھ
بھی یہ منقوض ہے امام نووی کی عبارت گنگوہی صلوۃ رغائب کے بارہ مین نقلکی ہے اسکے ساتھ ہی یہ عبارت
موجود ہی جو مخالف ہو گنگوہی کے جسکا مطلب یہ ہمنے لکھدیا ہی الفاظ اسکے یہ ہین قال العلماء والحکمۃ فی النہی عنہ
ان یوم الجمعۃ یوم دعاء وذکر وعبادۃ من الغسل والتبکیر الی الصلوۃ وانتظارها واستماع الخطبۃ واکثار
الذکر بعدها لقول اللہ تعالی فاذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل اللہ واذکروا
اللہ کثیرا وغیر ذلک من العبادات فی یومها فاستحب الفطر فیہ لیکون اعون لہ علی هذہ الوظائف و
اداۂها بنشاط وانشراح لها والتذاذ بها من غیر ملال ولا سامۃ وهو نظیر الحاج یوم عرفۃ فان السنۃ
لہ الفطر کما سبق تقریرہ لهذہ الحکمۃ فان قیل لو کان کذلک لم یزل النہی والکراهۃ بصوم قبلہ او
بعدہ لبقاء المعنی فالجواب انہ یحصل لہ بفضیلۃ الصوم الذی قبلہ او بعدہ ما یجبر ما قد یحصل من
فتور او تقصیر فی وظائف یوم الجمعۃ بسبب صومہ فهذا هو المعتمد فی الحکمۃ فی النہی عن افراد صوم
الجمعۃ وقیل سببہ خوف المبالغۃ فی تعظیمہ بحیث یفتتن کما افتتن قوم بالسبت وهذا ضعیف
منتقض بصلوۃ الجمعۃ وغیرها مما هو المشہور من وظائف یوم الجمعۃ وتعظیمہ وقیل سبب النہی
لئلا یعتقد وجوبہ وهذا ضعیف منتقض بیوم الاثنین فانہ یندب صومہ ولا یلتفت الی هذا

الا احتمال البعید ویوم عرفۃ ویوم عاشوراء وغیر ذلک فالصواب ما قدمناہ واللہ اعلم انتہی اس عبارت امام نووی سے جو ہمنے کہا تھا ظاہر ہی اور گنگوہی نے اسکے مابعد کے عبارت امام نووی کے نقل کی اور وسکو چھوڑ دیا اور اسکے موافق وجہ نہی کے ہی نہیں بیان کی بلکہ اپنی مدعی فاسد کے ثبوت کیواسطے عدم جواز تقید مطلق کے اس سے ثابت کرنے لگا اور اس حدیث کی وجہ جب ہوئی جو ہمنے بیان کی بقول الامام نووی کہ اس حدیث تقیید مطلق کی عدم جواز سے کیا علاقہ ہی اور ہمارے امام اعظم ابی حنیفہ رح اور امام محمد رح و دیگر فقہاء جمعہ کا روزہ تنہا بھی مستحب فرماتے ہیں قال فی الدر المختار (ونفل کغیرھما) یعم السنۃ کصوم عاشوراء مع التاسع والمندوب کایام البیض من کل شہر ویوم الجمعۃ ولو منفردًا وعرفۃ ولو لحاج لم یضعفہ والمکروہ تحریمًا کالعیدین وتنزیہًا کعاشوراء وحدہ وسبت وحدہ الخ قال فی رد المحتار قولہ ویوم الجمعۃ ولو منفردًا صرح بہ فی النہر وکذا فی البحر فقال ان صومہ بانفرادہ مستحب عند العامۃ کالاثنین والخمیس ذکرہ الکل بعضہم اھ ومثلہ فی المحیط معللا بان لہذہ الایام فضیلۃ ولم یکن فی صومہا تشبہ لغیر اہل القبلۃ فما فی الاشباہ وتبعہ فی نور الایضاح من کراہۃ افرادہ بالصوم قول البعض وفی الخانیۃ ولا بأس بصوم یوم الجمعۃ عند ابی حنیفۃ ومحمد لما روی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ کان یصومہ ولا یفطر اھ وظاہر الاستشہاد بالاثر ان المراد بلا بأس الاستحباب وفی التجنیس قال ابو یوسف جاء حدیث فی کراہتہ الا ان یصوم قبلہ وبعدہ فکان الاحتیاط ان یضم الیہ یومًا اخر اھ قال ط قلت ثبت بالسنۃ طلبہ والنہی عنہ والاخر منہما النہی کما اوضحہ شراح الجامع الصغیر لان فیہ وظائف فلعلہ اذا صام ضعف عن فعلہا انتہی وقال فی فتح القدیر ولا بأس بصوم یوم الجمعۃ منفردًا عند ابی حنیفۃ ومحمد رح انتہی اور عبارت رد المحتار لا باس کا استحباب کے واسطے ہونا ثابت ہوچکا ہی امام صاحب وامام محمد اور عام فقہاء کے نزدیک یہ روزہ جمعہ کا منفرد مستحب ہی اور بعض نے مکروہ کہا تو اسی سبب سے کہا کہ روزہ رکھنے سے شاید افعال و وظائف جمعہ سے ضعیف ہو جاوے اور تقیید مطلق کیوجہ کسی نے نہ کہا لہذا یہ فقط ہذیان گنگوہی کا ہے اس سے بیعلمی وجہالت وعناد وخیانت گنگوہی کی ظاہر ہے صوم جمعہ ہمارے امام صاحب و فقہاء نزدیک منفرد بھی مکروہ نہیں ہے اور گنگوہی ادعا تو حنفی ہونیکا کرتا ہی اور ایسے بدعت وحرمت روزہ کا قائل اس حدیث سے کہ اس پر قیاس کرکے دوسرے چیزوں کو بدعت سیئہ و حرام بتانے لگا اور اتنی خبر نہیں کہ ہمارے امام و دیگر فقہاء اس کے بدعت سیئہ و حرام با کراہت تحریمہ روزہ جمعہ منفرد کے نہیں سمجھتے ہیں بلکہ امام مالک ہی اپنے موطا میں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو اہل علم و فقہ و مقتداؤں میں سے نہیں سنا کہ روزہ جمعہ سے منع

ہوں اور وہ روزہ حسن ہے اور بعض اہل علم کو مین نے دیکھا کہ وہ روزہ جمعہ کا منفرد رکھتے تھے چنانچہ امام نووی نے اونکا یہ قول شرح مسلم مین نقل کیا ہے اما قول مالک فی الموطا لم اسمع احدا من اہل العلم والفقہ ومن یقتدی بہ ینھی عن صیام یوم الجمعۃ وصیامہ حسن وقد رأیت بعض اہل العلم یصومہ واراہ کان یتحراہ فہذا الذی قالہ مالک ہو الذی راٰہ وقد رأی غیرہ خلاف ذلک الخ اور یہ کہنا امام نووی کا کہ امام مالک معذور ہین حدیث انکو نہ پہونچے اور قول داودی کا نقل کرنا کہ انکو حدیث پونچتی تو مخالفت نکرتے یہ اوس وقت مستقیم و درست ہوتا کہ امام مالک صاحب کے پاس کوئی تاویل اس حدیث کی نہوتی جائز ہے کہ امام مالک رح کو حدیث پہونچی ہو اور انکے نزدیک شفقت پر محمول ہووے کہ آنحضرت صلعم نے بطور شفقت نہی کئے ہوونے کہ اسقدر امور عبادات و وظائف جمعہ کے ساتھ صوم یوم جمعہ مین تکلیف ہوگی چنانچہ بعض صحابہ رض کو قیام تمام لیل سے منع بطور شفقت کی فرمایا تھا احادیث وان ہر روشن ہے امام مالک نجم المحدثین اونکو حدیث کا عدم بلوغ کیونکر تسلیم کرلیا جاوے اور جب امام مالک رح کے زمانہ تک کسی اہل علم و فقیہ و مقتدای کو یہ حدیث نہ پہونچے تو اونکی زمانہ کے بعد کہان سے آگئی یہ کیونکر ہوسکے کہ امام مالک اور دوسرے مقتدا ے علماء و فضلاء و فقہاء کو انکے زمانہ کو تو نہ پہونچے اور ہم لوگ بعد ہمکو پہونچجاوے اور اگر انکی زمانہ کے کسی فقہاء و علماء و مقتدای کو پہونچے او معنی اوس حدیث کی بہی کراہت صوم متعین ہوتی اور قابل مذکور یا دوسری تاویل فعل اسکی نہ ہوتی تو وہ روزہ جمعہ کا مستحسن کسطرح جانتے پس حدیث اتو پہونچی ہوگی لکن اون کے نزدیک یہان بتاویل مذکور یا وجوہ کے ہوگی پس اس حدیث سے کراہت و بدعت سیئہ کا ہرگز ثبوت نہین ہے اور قیام لیلۃ الجمعہ کے وجہ بہی یہی ہوسکتی ہے کہ جب رات جمعہ کے ورود و وظائف و عبادات مین گذریگی تو دنکو بسبب شب بیداری کے وظائف مین فتور و ملال ہوگا اور دشواری پیش آوے اسلئے شفقۃً منع فرمادیا ہو پس بدعت سیئہ و مواقعہ کا ثبوت اس حدیث سے ہرگز نہوا پس گنگوہی نے عبارت نووی رد المحتار و در مختار و فتح القدیر کا انتقال کیا یہ خیانت صرف ہے اور ان عبارات کی مخالف وجہ حدیث کی گذاری جس سے بدعت سیئہ و عدم جواز لازم آوے یہ عناد صرف ہے اور امام نووی کی جو عبارت صلوٰۃ رغائب کے بارہ مین نقل کی ہے اوس مین بہی پوری عبارت نقل نکی جسقدر نقل کی ہے اوسکے متصل کی عبارت جو بعد کو ہے یہ ہے وفیہا منکرات ظاہرۃ وقد صنف جماعۃ من الائمۃ مصنفات نفیسۃ فی تقبیحہا و تضلیل مصلیہا و مبتدعہا و دلائل قبحہا و بطلانہا و تضلیل فاعلہا اکثر من ان تحصی واللہ اعلم انتہی اس عبارت سے واضح ہے کہ اس نماز مین منکرات و غیر مشروعات امور ظاہرہ موجود ہین اسمین اس سبب سے یہ نماز صلوٰۃ رغائب ناجائز اور گنگوہی دہوکہ دہی کو یہ عبارت تو چہوڑ دی اور لکہدیا کہ قید وقت و تخصیص کے لگنے سے یہ نماز بدعت بنگئی ہے جس سے ناواقف لوگونکو دہوکہ ہو کہ بدعت ضلالت و سبب بہی تخصیص ہے تاکہ جانلین کہ ایسے تخصیص سے مسلمان خیال جہال

ہی اور اہل سنت وجماعت ہونے سے نکل جاتا ہی اور مستحق نار کا ہوتا ہی یہ اضلال حاذق گنگوہی نے نہ کیا
اور نہ کہا گیا جو امور خود مین موجود ہین وہ مولف انوار پر زبردستی لگاتا ہی باوجودیکہ ایسے امور سے وہ بالکل الفضل
پاک وبری ہے منصفین پر خوب واضح ہوگیا کہ اس حدیث سے تقلید مطلق کا ممنوع ہونا اور تخصیص کا جائز ہونا
ثابت کرنا جاہا ہرگز ثابت نہوا اگر فی نفسہ یہ مسئلہ ثابت ہی کہ تقلید مطلق بعض محققین حنفیہ کے نزدیک ناجائز لیکن
اس حدیث سے جو گنگوہی ثابت کرتا ہی یہ حجت اس کی لاتا اور اسکو اپنا تمسک ٹھہراتا ہی یہ سر بسر اسکی بادانی و
تحریف معنوی حدیث کی ہے گنگوہی عامی محض ہے اقتداء فقہا اسکو واجب ہے اوسکو ترک کرکے جو رتبہ مجتہد کا ہے
کہ اجتماع حدیث سے اثبات قاعدہ کے بارہ مین کرے اوسمین اس نے دست اندازی کی اور حدیث پر اعتماد اس
بارہ مین تارک او واجب علیہ کا ہو موافق فرمانے امام ابی یوسف رح کے ایسے کے حق مین اعتماد حدیث پر کرنا
موجب شبہ کا بہی نہین ہوتا ہی جس سے کفارہ ساقط ہووے کوئی عامی حجامت کراوے اور موافق حدیث آنحضرت
سے افطار ہو جاتا ہی حجامت کو مفطر جانے اوسکے بعد قصداً کہا لیوے تو کفارہ اوس پر آویگا اور عمل واجتہاد الحدیث
اوسکے حق مین شبہ نہونا جس سے کفارہ ساقط ہووے اسی سبب سے کہ اس نے ترک واجب کیا ہی اور ترک واجب شبہ مسقط
کفارہ نہین ہے فی فتح القدیر وعن ابی یوسف لا یسقطہا لان علی العامی الاقتداء الاقتداء بالفقہاء
لعدم الاھتداء فی حقہ الی معرفۃ الاحادیث فاذا اعتمدہ کان تارکا للواجب علیہ وترک الواجب
لا یقوم شبہۃ مسقطۃ لہا انتہی امام نووی نے تحت حدیث اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا
حکم فاجتہد ثم اخطاء فلہ اجر کی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ یہ حدیث علماء نے فرمایا ہی کہ اجماع مسلمانوں کا
ہی کہ یہ اوس حاکم کے حق مین جو اہل حکم کا ہے یعنے مجتہد ہے اور جو اہل حکم یعنے مجتہد نہین ہے اوسکو حکم کرنا
حلال نہین اور اسکے حکم مین اجر نہین بلکہ گنہگار ہی اور حکم اسکا موافق حق کے ہو یا نہو نافذ نہین ہی کیونکہ اوسکی اصابت
حق کو دلیل شرعی سے نہین ہے وہ تمام احکام مین عاصی ہے اور اسکے تمام احکام مردود ہین اور وہ معذور نہین ہے
عبارت یہ ہی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم ثم اخطاء فلہ
اجر قال العلماء اجمع المسلمون علی ان ھذا الحدیث فی حکم حاکم عالم اھل للحکم فان اصاب فلہ اجر
ان اجر باجتہادہ واجر باصابتہ وان اخطأ فلہ اجر باجتہادہ وفی الحدیث محذوف تقدیرہ
واذا اراد الحاکم فاجتہد قالوا فاما من لیس باھل للحکم فلا یحل لہ الحکم فان حکم فلا اجر لہ بل ھو
آثم ولا ینفذ حکمہ سواء وافق الحق ام لا لان اصابتہ اتفاقیۃ لیست صادرۃ عن اصل شرعی فھو
عاصی فی جمیع احکامہ سواء وافق الصواب ام لا وھی مردودۃ کلہا ولا یعذر فی شیء من ذلک انتہی

اور علم اصول فقہ میں ہو کہ تحصیل علم بوجوب عمل بتوسط ظن خاصہ مجتہد کا ہی ہے اجماعاً کچھ نصیب اسمین مقلد
کا نہیں ہے مقلد کی دلیل و مستند قول اوسکے مجتہد کا ہو مقلد کا ظن باوسکے مجتہد کا ظن اور اسکے دلیل مستند
نہیں ہے فی مسلم الثبوت و شرحہ لبحر العلوم تحصیل العلم بوجوب العمل بتوسط الظن من خواص المجتہد
اجماعاً لاحظ للمقلد فیہ و اما المقلد فمستندہ قول مجتہدہ لاظنہ ای ظن المقلد مستند اولا ظنہ
ای ظن المجتہد انتہی پس اجتہاد گنگوہی کا اور اخراج مسائل کا خصوصاً مخالفت علما محققین تمام
مردود و ناجائز ہے اور گنگوہی آثم و عاصی ہے اس قول گنگوہی کا ہذیان ہونا معلوم ہو گیا اب صفحہ
۱۴۳ الکسوۃ میں گنگوہی اس قول مردود کے لکھے بعد شرح منیۃ المصلی الکبیر سے صلوۃ رغائب کے کراہت کی وجوہ
پانچ وجہ ایک جماعت سے پڑھنا دوسرے تخصیص سورہ اخلاص تیسرے تخصیص لیلۃ الجمعہ چوتھی اعتقاد
کرنا عوام کا اس نماز کو سنت پانچوین صحابہ و تابعین و من بعدہم سے منقول نہونا نقلکر کے صفحہ ۱۴۴ مین بھی
مجتہد بنکر باوجود عدم لیاقت و بیعلمی کے ان وجوہ کو ایسا تمام قرار دیا کہ امور نماز و غیر نماز تمام مین یہ حکم جاری
کرنیکے ارادہ سے ان وجوہ کو قواعد مثل انواع تحت جنس کے ٹھہراکر صدہا جزئیات کا حکم حاصل ہونا زعم
کیا اور اس بنا فاسد پر قصر فاسد چنا کہ جسمین تداعی کا حکم شارع نے فرمادیا اوسمین ہووے ورنہ تداعی بدعت
غرض اس سے یہ کہ نماز و غیر نماز سب مین یہ حکم ہے اور جسکی تخصیص فرمادے وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت یہ بھی عام
مراد لیا اور یہ کہ جسمین زمانہ معین کر دیا وہ معین ہو ورنہ بدعت یہی عام لیا اور یہ جسکے اصل قرون ثلاثہ سے نقلی وجود
بدعت اور ان سب علماء و عملاً یہ حکم ہے اور یہ کہ تداعی یا دوام سے عام فساد و عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا
واجب ہے اسکے بعد یہ ہذیان شروع کیا کہ پانچ قاعدہ کلیہ شرعیہ ہیں کہ شارح فیہ سے استفادہ فرمائے ہیں اور
سب فقہا کے نزدیک مقرر ہیں کہ ان ہی قواعد سے فاتحہ و سوم و چہلم و غیرہ تعین جمعرات کی اور محفل میلاد
مروجہ سب کے سب بدعت ہو گئی ہیں اور تمام رسالہ مؤلف کا رد ہو گیا اور گنگوہی صفحہ ۱۴۲ الصلوۃ رغائب
و شب براۃ کی رد جو عبارت شارح منیہ کہ ہے پوری نقلکی وہ یہ ہے و بعد ذلک فالصلوۃ خیر موضوع
سالم یلزم منہا احد تکاب کراہۃ اعلم ان التنفل بالجماعۃ علی سبیل التداعی مکروہ علی ما تقدم ما عدا
التراویح و صلوۃ الکسوف و صلوۃ الاستسقاء فعلم ان کلا من صلوۃ الرغائب لیلۃ اول جمعۃ من
رجب و صلوۃ البراءۃ لیلۃ النصف من الشعبان و صلوۃ لیلۃ القدر و لیلۃ السابع والعشرین
من رمضان بدعۃ مکروہۃ و قال ابو الفرج بن الجوزی و ابوبکر الطرطوسی صلوۃ الرغائب
موضوعۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وکذب علیہ وقد ذکروا لکل منہما وجوہاً منہا فعلہا بالجماعۃ

وهي نافلة ولم يرد به الشرع ومنها تخصيص سورة الاخلاص والقدر ولم يرد بها الشرع و
منها تخصيص ليلة الجمعة دون غيرها وقد ورد النهي عن تخصيص يوم الجمعة لصيام وليلة
بقيام ومنها ان العامة تعتقد فيها انها سنة من سنن النبي صلى الله عليه وسلم فيكون فعلها
سبب الكذب عليه عليه السلام قلت بل كثير من العوام ببلادنا لو يعتقد ونها فرضا وكثير
منهم يتركون الفرائض ولا يتركونها وهو المصيبة العظمى ومنها فعلها يغري قاصد وضع الاحاديث
بالوضع والافتراء على رسول الله صلى الله عليه وسلم ومنها ان الاشتغال بعد السور مما يخل
بالخشوع والتدبير وهو مخالف السنة ومنها ان في صلوة الرغائب مخالفة السنة في
تعجيل الفجر ومنها ان سجدتيها مكروهتان اذ لم يشرع التقرب بسجدة منفردة بلا ركوع غير سجدة
التلاوة عند ابي حنيفة ومالك وعند غيرهما غيرها وغير سجدة شكر ومنها ان الصحابة والتابعين
ومن بعدهم من الائمة المجتهدين لم ينقل عنهم هاتان الصلوتان فلو كانتا مشروعتين لما فاتتا
عن السلف وانما حدثتا بعد الاربعمائة وليس لاحد ان يستدل على شرعيتهما بما روي عنه
عليه السلام انه قال الصلوة خير موضوع فان ذلك يختص بصلوة لا تخالف الشرع بوجه
من الوجوه وقد صح النهي عن الصلوة في الاوقات المكروهة انتهى احقر العبد گنگوہی عفی عنہ
بزبان شروع کیا کہ نفس ذکر مولود مندوب ومستحسن ہے مگر صلوۃ نفل اس سے اعلی وافضل ہے مگر بوجہ تداعی
واہتمام کی کہ بدعت لکھی ہیں ذکر مولود تداعی واہتمام سلف سے ثابت نہیں بدعت ہوویگا وعظ ودرس میں
تداعی ثابت ہی کیونکہ فرض ہی جیسا کہ فرائض صلوۃ میں تداعی ضروری ہے اور تعیین سور اس صلوۃ میں
بدعت لکھا ہی مولود میں بھی تعیین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہیں بدعت ہوویگا اور تعیین وقت اس کی نماز میں مکروہ
ہی شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ مقرر کرنا التزاما یہاں بھی مکروہ ہوویگا اور کوئی امر مکروہ جیسا کہ روشنی
زائد از قدر حاجت مثلا اور سب ممنوع امر اس مجلس میں ممنوع ہوویگا اور جیسا کہ عوام اس صلوۃ کو سنت اعتقاد
کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کے مجلس کو ضروری مذموم ہونا جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہی
اور جسطرح وضاع احادیث کی اغرا اس صلوۃ میں ہے اوسیطرح وضاعین روایات مجلس مولود کے
یہاں اغرا حاصل وموجود ہے اور جیسا کہ رفع خشوع بسبب عد سور اس نماز میں موجود ہے شب بیداری
مجلس سے صلوۃ فجر میں بسبب کاہلی نوم کے رفع خشوع چندگونہ زائد موجود ہے اور جسطرح اس صلوۃ میں تعجیل
صلوۃ فجر سے سنت وقت کی فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین سے خود صلوۃ فجر ہی فوت ہوجاتی ہے

اور اس صلوٰۃ میں جسطرح بسبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود مین بسبب بلاضرورت شروع
اور لباس ممنوع اور روشنی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہے یہ مجلس مولود مروجہ اس صلوٰۃ کے
ساتھ بالکل مطابق ہی ہے مع شیئ زائد فی وجوہ المنع اس قسم کی مزخرفات واہیات کی ہین ایسے
اقوال سے احکام شرعیہ کو رفع کرنا چاہتا اور اکثر بیجو حرام و مکروہ امور مستحسنہ علما بناتا ہے اور یہ شامی سے مذکور
ہو چکا ہے کہ ایسے جرأت تو کوئی شقی کریگا کسی مسلمان کا یہ کام نہین ہے بطور اشارات و اجمال کے ان امور کے
وقع میں قلم فرسائی کیجاتی ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ومنہ الاعانۃ فی احقاق الحق لتحقیق
منصفین کو جاننا چاہیے کہ اگر یہ وجوہ جو صلوٰۃ رغائب مین موجب کراہت و عدم جواز کی ہے اگر اس محفل میلاد
شریف میں پائی جاتی اور موجب کراہت و عدم جواز کے اور صلوٰۃ رغائب کے ساتھ بالکل یہ مجلس میلاد شریف
مع شیئ زائد فی وجوہ المنع ہوتی تو جسطرح بے شمار علما نے صلوٰۃ رغائب کو رد کیا ہے اور کتب متداولہ مشہورہ
مین انکار موجود ہے اسیطرح اسکا رد بھی بے شمار علما کرتے اور یہی وجوہ اس مجلس مین جاری کرتے جسطرح
گنگوہی اپنی بعلمی سے جاری کرتا ہے اور جسطرح اس نماز کی عدم جواز مین کئی رسائل لکھے ہیں اور
ایسے در پے ہوئی ہین کہ بلاد مصر و شام وغیرہا سے قلع و قمع کر دیا اور نام و نشان اوسکا نچوڑا ایسے ہی اسکے
در پے ہوتی نہ یہ کہ برعکس اوسکے بڑے فضلا و علما و محققین مانند ابن حجر و ابن جزری و ابن جوزی و سبط
ابن جوزی و سخاوی و ملا علیقاری و جلال الدین سیوطی و شیخ عبد الحق دہلوی و محمد بن طاہر پٹنی صاحب
مجمع البحار و صاحب سیرت شامی و صاحب سیرۃ الشمس و نور الدین حلبی و قسطلانی و زرقانی و امام برزنجی
وغیرہم علما اس محفل کی تعریف کریں اور علما بلاد اسلام کا مستحسن جاننا اس محفل کو بتاوین اور اپنی تصانیف انکا
ثبوت دین اور صدہا برس سے جمہور علما اسکو قبول کرین اور جب مجلس میلاد شریف مانند صلوٰۃ رغائب کے حرام
و ناجائز و بدعت ضلالت ہوئی تو تمام مجوزین اس گنگوہی کے نزدیک نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل
و مرتکب حرام ہوئے اور چھپانے والے احکام شرعیہ بلکہ تبدیل کرنے والے ہوئے اور ایسے لوگون ہین کہ
ان کے اقوال پر اعتماد احادیث وغیرہ کے بارہ مین کیا جاتا ہے جب یہ نعوذ باللہ من ذلک ضال و مضل
و تبدیل کرنے والے احکام کے ٹھیرے کہ جو صلوٰۃ رغائب کے عدم جواز کے ہین اس محفلین اوس سے زیادہ
بحسب قول گنگوہی کے موجود ہین تو انہین وجوہ سے صلوٰۃ رغائب کو تو ناجائز کہین اور اس مجلس کے بارہ
مین مع پائی جانے اون وجوہ کے کچھ بھی نکہین پس انکا یہ حال ہوا تو دوسرے مسائل کا بھی انکے کسطرح
اعتبار ہوگا ایسے ہی جیسے یہان ایک امر ضلالت کو مستحسن کہدیا ہے دوسرے امر ضلالت کو بھی ایسے مستحسن

کہدیویں یا مستحسن کو ضلالت کہدیویں کچہہ اعتبار نہونا چاہئے اس بنا پر پہر تو نعوذ باللہ من ذلک جب ایسے
لوگو محققین و معتبرین کا یہ حال موافق قول گنگوہی کے ہونا لازم آیا تو دین مین نہبت بڑا فتور پڑگیا اور اعتبار نرہا
یہ قباحت و خرابی اس پر لازم آئی کہ گنگوہی وجوہ ممنوعہ محرمہ جنسے بدعت ضلالت ہونا صلوۃ رغائب کا
ثبوت دینے وہی مجلس مین مانتا ہے پس ہر عاقل جانتا ہے کہ یہ وجوہ ہرگز مجالس میلاد شریف مین موجود نہین اور نہ مجلس میلاد کا
بدعت ضلالت ہیلمی گنگوہی کی ظاہر ہے یہ موٹی سے دلیل ہمنے بیان کردی ہے کہ ادنی عقل والا منصف
گنگوہی کا قول لغو ہونا جانتا ہوے اور دوسری یہ فاکہانی کے زمانہ آجتک صدہا برس گذر چکے ہین فاکہانی
نے بھی اپنے زمانہ مین انکار اس محفل کا کیا اور سوائے اس دلیل کے کہ کتاب و سنت و اجماع سلف صالح مین اسکے
اصل مین نہین پایا اور انحصار بدعت کراہت و حرمت مین کرے کوئی دلیل پیش نکرسکا اور یہ قول جیسا
پوچ و بیجا فاکہانی ہے اوسکا حال معلوم ہوچکا ہے اسلئے اسکے زمانہ سے آجتک کسی معتبر محققین نے اوسکو قبول نکیا
بلکہ محققین اپنی تصانیف مین اسکو رد اور اسکا اصل نکالدی اور بدعت کا انحصار کراہت و حرمت مین جو سمجہا تہا
فاکہانی او سنے بدعت مکروہ مجلس کو قرار دیا اوس انحصار کو محققین و مجتہدین کے اقوال نے باطل کردیا اور بدعت
کا واجب و مستحب و مباح ہونا بہی ثابت کردیا اگر یہ وجوہ ممنوعہ صلوۃ رغائب مع شیئی زائد اس محفل مین موجود
ہین تو فاکہانی نے یا کسی دوسرے نے صدہا برس کے کیون یہ پیش کین اور حیران و پریشان اجوبہ محققین علمائے کے
کچہہ کچہہ واہی تباہی باتین کرتے رہے اون منکرین گنے ہی کبہی تو یہ پیش کین ہوتین مقتضی ان وجوہ کے پیش کرنیکا
موجود تہا کہ انکو احقہ رد مجلس میلاد کا ضرور تہا اور ان وجوہ کا وجود ان منکرین کے نزدیک محفل مین پایا جاتا
ثابت ہوتا تو انکی بہت اچہی ادلہ ہوتین انکو چہوڑکر دوسرے لطائف کیون جاتے اور کوئی مانع بہی ان وجوہ کو پیش
کرنے سے موجود نہ تہا اسصورت مین بہی انہون نے یہ وجوہ پیش نکین تو سوائے احتمال کی کہ انکے نزدیک بہی
یہ وجوہ اس مجلس مین موجود نہین ہین پس جن وجوہ کو صدہا برس سے مخالفین نے پیش نکیا اور انہون نے اعتراض نکیا
باوجود حاجت کے اس قسم کے ادلہ کے تو یہ اعتراض بہی اونکا بہت بڑی وجہ اس امر کی ہے یہ وجوہ مجلس میلاد
مین قابل اعتبار کے نہین ہین اگر گنگوہی یہ دہوکہ عوام کو دیوے کہ اونہون نے بہی یہ وجوہ پیش کی ہین کہ تخصیص
اس محفل مین اور سلف صالح کا عدم فعل ہے مثلاً تو جواب یہ ہے کہ تمام وجوہ مین کلام ہے ان دو تین مین کلام
یہ تمام وجوہ کسی نے پیش کی ہون تو ثابت کرو ورنہ دلیل مذکور اعتراض مذکور سے قول انکا باطل ہے اور دوسرا یہ کہ
تخصیص و عدم فعل مین بہی کلام ہے صلوۃ کی تخصیص اور ہی خارج صلوۃ کی اور ہے اور نہ منقول ہونا نماز کا
سلف سے اور چیز ہے اور غیر نماز کا نہ منقول اور چیز ہے دونو کا ایک حکم ہونا مسلم نہین مخالف تخصیص صلوۃ

رغائب و عدم فعل صلوٰۃ رغائب کو وجہ عدم جواز مجلس نہین کہتے ہین اور تم اے گنگوہی اسہی کو وجہ بتاتے ہو
اگر دوسرا کوئی بہی اسے بنایا ہووے تو ثابت کرو ورنہ تمہارا قول تمہارے موافق و مخالف کے سب کے
مخالف ہوکر ساقط ہے اب یہ بہی سنو کہ تخصیص صلوٰۃ رغائب مجلس مین اور عدم فعل سلف صالح و صلوٰۃ
مین کیا فرق ہے صلوٰۃ رغائب مین تخصیص لیلۃ الجمعہ ہے اوسکے ممانعت حدیث صریح سے ثابت کر دی ہین
شہر ربیع الاول معین اس مجلس کے واسطے بالفرض ہووے یہی صوم اثنین سے جو شکریہ ولادت مین آنحضرت
رکہتی ہین اوس سے ثبوت مفہوم ہے چنانچہ ابن حاج کے قول سے ابہی گذر چکا ہے پس صلوٰۃ رغائب کی تخصیص کے
ممانعت اور اسکی اجازت دونون ایک نہین اور تخصیص سورہ اوس نماز مین ہوتی ہے جس سے ہجران باقی
قران لازم آتا ہے یہان اسکے مقابلہ مین کوئی تخصیص ایسے نہین جس سے یہ لازم آوے پس تخصیص مین فرق
ہوگیا اور صلوٰۃ رغائب نماز ہے اور روزہ و حج و زکوٰۃ و دیگر عبادات محضہ صدر اول سے قیامت تک ایکہی طریق
اور ایک ہی حالت پر رہینگی ایسے امور مین صحابہ و قیامت کے مسلمان برابر ہین یہ امور توقیفیہ مین بنا بر مصلحت
زیادت و کمی و ابتداع کی قابل نہین ہے اور مانند اس محفل میلاد شریف وسیلہ و ذریعہ واسطے محبت و اخلاص
آنحضرت صلعم کے ہین اور یہ محبت و اخلاص موقوف علیہ اتباع کا ہے ان المحب لمن یحب مطیع اور تبدل
و تغیر وسائل و ذرائع کا تبدل ازمان و اشخاص ہوتا ہے سلف کے واسطے اور ذریعہ و وسیلہ تہا اس زمانہ
یہ ہی مانند آلات حرب کے کہ جب اور تہے اور اب اور ہین اونہین عدم فعل سلف مانع جواز نہین اور نماز
روزہ مین مانع جواز ہو سکتا ہے پس تخصیص صلوٰۃ و عدم فعل سلف صلوٰۃ اور تخصیص اس مجلس مین فرق
ہوگیا یہ تیسری وجہ ہوئی اسکے وجوہ صلوٰۃ رغائب اس مجلس مین جاری نہین ہین چوتہی وجہ ہے یہ عبادات
کے ارکان و شرائط و سنن و آداب و محظورات علیحدہ ہین نماز کے اور ہین روزہ کے اور ہین جو ایک کا رکن
و شرط و ادب و کراہت و حرمت ہو دوسرے مین جاری ہونا ضرور و لازم نہین ہے قیام و قرات و رکوع و سجود و قعدہ
نماز مین فرض ہین مثلاً اور روزہ مین یہ فرض نہین روزہ سلام کرنے و قبلہ سے منہ پہرنے سے نہین جاتا اور نماز
جاتی رہتی اللہ اکبر اعظم و اجل وقت تکبیر تحریمہ کے کہنا مکروہ ہے روزہ مین مکروہ نہین ایسے ہی جو ایک عبادت
کے اندر ممنوع ہین باہر ممنوع نہین اور جو عبادت کے اندر فرض ہے وہ باہر فرض نہین قیام و قرات و رکوع
و سجود و آیات قرانیہ فرض ہین باہر نماز کے فرض نہین نماز مین کہانا پینا و کلام کرنا حرام ہے باہر حرام نہین
تکرار فاتحہ کے نماز مین مکروہ تحریمہ ہے باہر نماز مکروہ نہین تحریمہ کے اللہ اکبر اعظم و اجل باہر نماز کے کہنا مکروہ
نماز مین مکروہ نہین بدن کہجلانا و کپڑے کا روکنا نماز مین مکروہ ہے باہر مکروہ نہین اور بہت سے ایسے امور

نماز کے ہین کہ اندر اوسکا ایک حکم اور باہر نماز سے دوسرا حکم ہے پس جب یہ معلوم ہوگیا تو اب جاننا چاہئے کہ گنگوہی جو محظورات صلوۃ کو محظورات محفل میلاد شریف بتاتا ہی اور صلوۃ مذکورہ کے ممنوعات اوسمین یہ جاری کرتا ہے اور اِنسے ممنوعیت مجلس ثابت کرتا ہی تو یہ اوسوقت ثابت ہووے کہ یہ امر ثابت ہوجاوے کہ یہ چیزین ناجائز موجب کراہت وحرمت کی ہین نماز مین تو وہ خارج مین بھی ناجائز و موجب حرمت وکراہت کی ہین تو یہ نتیجہ ہووے کہ یہ چیزین جائز و موجب حرمت وکراہت کی ہین خارج نماز مین بہی اور اس امر یعنی دلیل کا غیر ثابت و ناتمام ہونا ظاہر ہے کیونکہ کبریٰ اس دلیل کا کہ جو چیزین ناجائز و موجب حرمت و کراہت کی ہین نماز مین وہ خارج نماز مین بہی ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین منقوض ہی اسلیے اب بہی معلوم ہوچکا ہی کہ بعض امور اندر نماز کے ناجائز و موجب کراہت وحرمت ہین اور خارج نماز کی نہین پس کلیت کبرے جو شرط انتاج ہی موجود نہین ہے پس جب یہ ثابت نہوا تو مجلس میلاد شریف جو خارج نماز ہے اوسمین اوس امر کا جو اندر نماز کے موجب کراہت وحرمت ہی موجب کراہت وحرمت ہونا ثابت نہوا اور یہ تقریر بہر تنزل و بہر گنگوہی کی لغو و بدیہی البطلان ہوگئی یہ رد تو گنگوہی کے اقوال کا بطور اجمال کے کیا اب کچھہ بطور تفصیل کہا جاتا ہی اول پانچ وجوہ جو شارح منیہ کی ذکر کی ہوئی صلوۃ رغائب کے بارہ مین اونکو بیان یہ پیش کرتا ہی اور انکو قواعد کلیہ قرار دیتا ہی اندرون نماز و خارج نماز کے سب مین یہی حکم انکا بھی جاری کرتا ہے اوسکا جواب یہ ہی کہ جبتک شارح منیہ یا کسی دوسرے فقیہ کے قول سے یہ ثابت نہوجاوے کہ یہ قواعد کلیہ ہین اور نماز و غیر نماز دونو مین انکا حکم برابر ہے جبتک اس گنگوہی کے زعم فاسد سے کچھہ ثابت نہوگا قرآن شریف مین قوموا للہ قانتین اور فاقرؤا ما تیسر من القرآن واسجدوا وارکعوا اول فرضیت قیام و قرأت و سجدہ و رکوع کی موجود ہین اور انمین قید نماز مین ان امور کے ادا کرنے کی نہین ہے مطلق ہین ان قیود سے اگر انکو ہی فقط دیکھا جاوے تو نماز خارج دونو کو شمول انکا معلوم ہوتا ہی اور باوجود اسکے مقید بہ نماز نہین خارج نماز بھی فرضیت ان امور کے نہین ہے سجدہ تلاوت و سجدہ شکر کا ثبوت خارج نماز مین دلیل دوسرے سے ہوگیا اوسوقت ان دونو کی مشروعیت مانی گئی اگرچہ ان ادلہ کو دیکھنے سے اطلاق و عموم انسے مفہوم ہی لکن مفہوم چونکہ امت محمدیہ نے اطلاق و عموم نہین مراد لیا انسے اور انکو مخصوص ساتھہ نماز کے کیا تو انسے وہ حکم جو اندرون نماز کے ثابت ہوا ہے خارج نماز کے ثابت نہین ہوتا ہی پس اسیطرح ان مکروہات صلوۃ کا حال جاننا چاہئے کہ جب تک علماء کی تصریح نہووے کہ یہ خارج نماز کو بہی موجب کراہت وحرمت ہین کیونکر مانا جاوے کہ خارج نماز کے بہی ایسے ہین اسیطرح کہانا و پینا کلام کرنا نماز مین ممنوع ہی تو اس ممنوع ہونیکو ایسا

عام کو بھی نہیں لیتا کہ اندرون نماز کے ممنوعیت سے خارج نماز مین بھی ممنوعیت ثابت ہو اور قرآن دیکھکر
پڑہنا نماز مین ناجائز ہے اسکو بھی ایسا عام کسی نے نہین کیا کہ خارج نماز کی بھی ناجائز ہونا اس سے ثابت
کرے جہر سے بسم اللہ و اعوذ باللہ و امین کہنا نماز مین ہمارے نزدیک مکروہ ہے تو اس سے نماز کے اندر مکروہ ہونے
سے کوئی خارج مین مکروہ ہونا ثابت نہین کرتا ہے بدن کھجلانا نماز مین اور کپڑے سے مٹی جھاڑنا اور استراحت ایک پاؤن
سے دوسرے پاؤن کیطرف نماز مین مکروہ ہے اور خارج نماز کی مکروہ نہین ہے ان بعض مکروہات و محرمات عامہ
کہ نماز و خارج نماز کی بھی مکروہ ہین لکن بعض کے عامہ ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ ہر مکروہ نماز کو عام
جانلیا جاوے اور خارج نماز کے بھی اوسکے کراہت ثابت کی جاوے الغرض بعض مکروہات و محرمات
عامہ ہین بعض خاص ساتھ نماز کے ہین لیکن یہ مکروہات نماز کے جو گنگوہی نے ذکر کئے ہین اونکا عموم جبتک
کسی فقیہ معتبر کے قول سے ثابت نکرے تو رائی گنگوہی کا کچھ اعتبار نہین ہے اور شارح منیہ کے قول سے نماز مین
مکروہ ہونا فقط ان امور کا معلوم ہے عموم مفہوم نہین ہے بایںطور کہ نماز و خارج دونونکو شامل ہووے اور یہ قواعد
کلیہ مین تو یہ نسبت نماز کے ہین نہ خارج کی اسلئے کہ خارج مین انکا موجب کراہت و حرمت ہونا مصرح نہ کسی محقق
معتبر کے قول مین ہے نہ کوئی آیت فرقانیہ و حدیث نبوی صریح اس پر دال ہے اور نہ عقل سلیم و فہم مستقیم اسکو
چاہتی ہین اور مکروہات صلوۃ جو خاص مکروہات ہین اور نماز مین بھی انکا مکروہ ہونا فقط نماز ہی کی مین یہ خارج
نماز کی تو ہنسنے اون سے امور کے کراہت پر دلیل پکڑے جاوے جو خارج نماز کے ہین اوسکا ثبوت بھی سلف سے
خلف تک نہین ہے گنگوہی کو دعوے ہے یہ منع اوسکا جاری تو ثابت کرے کہ کس نے ایسا کیا ہے کہیں نہین
اور گنگوہی باکرہ عورت کی سکوت کو جو بسبب شرم و حیا کے نہین بولتے اجازت نکاح مین رضامندی
ہونا معلوم کرے چنانچہ کتب حنفیہ مین موجود ہے ثیبہ کے حق مین بھی جو باکرہ سے زیادہ حیا والی ہووے
سکوت قرار دیوے اور حیا کو عام لیوے خواہ باکرہ مین ہووے خواہ ثیبہ اور خواہ اوسکے عام حکم کہ سکوت ثیبہ
کا بھی رضامندی ہی ثابت کرے اور سفر مین مشقت کیوجہ رخصت افطار معلوم کرکے مقیم مین مشقت
پائی جاوے تو عموم مشقت کو وجہ بناکر رخصت کا حکم مسافر و مقیم دونونکے واسطے کر دی ایسے عموم تو بہت
نکل سکتی اور احکام شرعیہ ایسے عموم سے درہم برہم ہو سکتے ہین اگر ان امثال مین جو ہمنے ذکر کئی یہ کہوے گنگوہی
کہ سکوت بسبب حیا رضامندی باکرہ مین ثابت ہوا ہے نہ ثیبہ او مشقت کی سبب سے رخصت مسافر مین ثابت
ہوئی نہ مقیم مین اسواسطے کہ عام یہان نہین ہو سکتی ہین تو یہی جواب ان خرفات کا بھی جانلے کہ ان امور کا موجب
کراہت و حرمت ہونا نماز مین ثابت ہوا نہ غیر نماز مین اسواسطے عموم یہان بھی مراد نہین لے سکتے ہین اگر

کہوے کہ ان امور کا موجب کراہت ہونا ثابت ہوا ہی تو کہا جاویگا کہ علما ہکے اقوال سے ثابت کر اور اپنی رائے
عموم نکال موجب کراہت ثابت اگر کرتا ہی امثال مذکورین بہی یہ ممکن ہے کہ سکوت و مشقت عام لیا جاوے
اور دونونکے حکم ثابت کئی جاوین او مشیتہ کا سکوت حیا و شرم کی رضامندی اور مقیم اہل مشقت کے واسطے
سبب مشقت کے رخصت نماز کا حکم دیا جاوے اور ایک شرع جدید اختراع کیا جاوے جسطرح یہان
گنگوہی سنے کیا ہے الغرض قواعد مذکورہ کا ایسا عموم ہرگز نہین ہے کہ خارج نماز مین بہی لیا جاوے پس
جب ان امور کا عموم ایسا کہ خارج نماز بہی لیا جاوے اور اسکے موافق حکم کراہت و حرمت دیا جاوے
ثابت نہین ہے تو فاتحہ و سیوم و چہلم وغیرہ جمعرات و محفل میلاد مروجہ بدعت ہونا جوان قواعد کے عموم
پر گنگوہی سنے متفرع کیا بدعت ہونا بہی ثابت نہوا اور تمام رسالہ کا رد ہو جانا گنگوہی اپنے زعم فاسد
مین بتاتا تہا رد نہوا ویسے ہی قائم و ثابت رہا **آب** ہم کہتے ہین گنگوہی کا قول ہے کہ (جسکی تخصیص فرمادی ہی
وہ تخصیص مشروع ورنہ بدعت) تخصیص سے کوئی قباحت شرعی لازم آوے یہ یہان ہمارے امور سیوم
چہلم و فاتحہ و جمعرات و محفل مین موجود نہین کیونکہ صلوۃ مین جو تخصیص سورہ ممنوع ہی یا تو اوسوقت
ممنوع کہ دوسرے سورہ سوائے اسکے پڑہنا جائز جانے یا اوسوقت ممنوع ہی کہ ہجران ماسے قرآن
کا ایہام ہووے چنانچہ آیندہ اوسکا ذکر آویگا اور یہان ما نحن فیہا مین یہ موجود نہین کہ بدون کسی ایک کے
دوسرا جائز نہ جانا جاوے یا ہجران کسی امر شرعی کا لازم آوے اور سکوت عنہ شارع کا بحکم حدیث ما سکت
عنہ فہو مما عفی عنہ معفو ہے پس بدعت سیئہ نہین ہے جسمین تداعی کا حکم شارع نے فرمایا او سمین ہوا ہے
ورنہ تداعی بدعت سواد اعظم نے محفل میلاد و سیوم مین مستحسن جانا اور سواد اعظم کے اتباع کا حکم دیا شارع
نے کہ تداعی کا ثبوت شارع سے ہی ہوا ذکر کلمہ طیبہ و ذکر آنحضرت صلعم مجتمع ہو کر ثابت ہی احادیث سے تو یہ تداعی
ہی تو ثابت ہوئی پس تخصیص غیر مشروع جو نماز مین وہ یہان موجود نہین پس اول قاعدہ گنگوہی کا یہان نہ پایا
جانا معلوم ہوا اور تیسرا قاعدہ گنگوہی کا کہ جس مین زمانہ معین کر دیا وہ معین ورنہ بدعت ، زمانہ معین
ہونیکے معنے تو یہ ہین کہ وہ زمانہ نہ پایا جاوے تو وہ امر جو اوس زمانہ مین کیا جاتا ہے اور ہونا نجانا جاوے
اوسکے قبل آنیکے وہ امر کیا جاوے بری الذمہ ہونا نہ سمجہا جاوے اور بعد گذر جانیکے کیا جاوے تو قضا
جانا جاوے چنانچہ اوقات نماز روزہ کو دیکہو کہ یہ معین ہین تو انمین یہ معانی موجود ہین ایسے ہی نذر
سین دیکہو کہ قبل ان اوقات کے نماز و روزہ مثلا کریگا ادا نہوگا اور یہ اوقات جانیکے بعد کریگا تو قضا قرار
دیا جاویگا فاتحہ و سیوم چہلم و جمعرات و مجلس میلاد کے اوقات کو کوئی ایسا نہین جانتا پس اونمین

اوقات معین نہ ہوئی اور اسانی او سوقت کیواسطے یا کسی مصلحت کیواسطے کسی دان مین کر لینا معین یا یعنی
المذکور کو مستلزم نہیں ہے پس معین ہونا وقات کا بھی مانحن فیہا مین مفقود ہے جو تھا قاعدہ گنگوہی کا کہ
(جسکے اصل قرون ثلاثہ مین نہ ملی وہ بدعت ہے) لعد تسلیم کے کہا جاتا ہی کہ فاتحہ مرسوم طعام پر دعا ہے اور
آنحضرت صلعم نے غزوہ تبوک مین طعام و دعا کی یہ اصل فاتحہ مرسوم کی کافی ہے اور جمعرات و سیوم و چہلم
صدقات و انفاق مین داخل ہین یہ کلیہ صدقہ و انفاق کے یہ افراد ہین اور غیر مشروع کوئی قید انمین موجود
نہین ہے اور صدقات و انفاق قرآن و احادیث و اجماع سے ثابت ہین پس اصل قرون ثلاثہ مین موجود
ہو کلیۃً ہی کافی ہے کل مستعد الافراد کے ہر فرد ثابت ہوے اسی اصل وجود موقوف نہین ہے بعض کا وجود
کافی ہے بعض افراد قرون ثلاثہ مین پائی گئی بعض بعد کو پائی جاتی ہے حکم کلی مین فرق نہین آتا ہو فمن ادعی
فعلیہ البیان پانچوان قاعدہ کہ تداعی یا دوام سے فساد عقیدہ حاصل ہو تو ترک اوسکا واجب ایسی ہمکو
مضر نہین مانحن فیہا مین تداعی و دوام سے فساد عقیدہ عوام لازم نہین آیا کوئی استحباب کے درجہ سے زیادہ
نہین جانتا کوئی معاند تعصب و عناد و بیباکی کہ عوام واجب و سنت مؤکدہ جانتے ہین تو وہ مردود القول ہے
پس یہ پانچون قاعدہ موجب کراہت و حرمت مانحن فیہا کے نہوئے اور ان امور سے قطع نظر مانحن فیہا
مستحسنات علماء و فضلاء جمہور کے ہین اور استحسان علماء ملحق بالاجماع ہے اور دلیل قیاس اسکے مقابلہ مین
ساقط ہو یہ تمام ادلہ ہے بالفرض ان امور کا مکروہ ہونا ثابت ہو جاوے تو استحسان کے مقابلہ مین ساقط
ہین اور اثر و حدیث مخصوص ہے ساتھ استحسان کے پانچ قواعد سے رد ہونا فاتحہ مرسوم و سیوم و چہلم
و جمعرات و محفل میلاد کا تو ظاہر ہو گیا اب گنگوہی صاحب نے جو عبارت شارح منیہ کے نقل کر کے مطابق
ہونا وجوہ صلوۃ رغائب محفل میلاد سے زعم کیا ہی اوسکا بطلان معلوم کرنا چاہئے گنگوہی کا یہ زعم کہ صلوۃ
نفل کو تداعی و اہتمام کے سبب سے بدعت لکھتے ہین ذکر مولود مین تداعی و اہتمام سلف سے ثابت نہین ہے بدعت ہوگا
فاسد و باطل ہے سلف و خلف سے کسی نے تداعی کو خارج نماز کی ناجائز و مکروہ نہین کہا ہی کراہت تداعی
بھی حکم شرعی ہے اسکا ثبوت بھی سلف و خلف سے ہونا چاہئے صرف بدعت مکروہ کہنا چاہئے نماز مین اسکے
یعنی تداعی کی کراہت علماء سے ثابت ہوئی وہان مکروہ ہوگی اور اصل اشیاء مین اباحت ہونا مذہب جمہور
حنفیہ و شافعیہ کا ہی فی مسلم الثبوت ان الاصل فی الافعال الاباحۃ کما ھو مختار اکثر الحنفیۃ و الشافعیۃ
انتہی وکذا فی رد المحتار حاشیۃ الدر المختار اور کسی امر کے فعل و ترک مین تدارک شرعی و دلیل شرعی
نہونا ہے دلیل شرعی و تدارک شرعی ہے اس امر کی حکم شرع اسمین ساتھ تخییر کی ہے فی سلم و شرح بحر العلوم

الا باحة حكم شرعي لانه خطاب الشرع تخيير او الاباحة الاصلية تفرع عنه اى الخطاب بالتخيير لانه كل
عدم
ما فيه المدرك الشرعي للحرج في فعله و تركه فذلك، اى المدرك الشرعي مدرك شرعي للحكم الشرع
بالتخيير و الاباحة الاصلية لا يكون الا في موضع عدم المدرك الشرعي للحرج في الفعل و الترك انتهى
پس خارج نماز کی تداعی کے حرمت قول علمار سے ثابت نہین اور کوئی دلیل خاص حق سے دال نہین تو اباحت
بنابر مذہب جمہور اور اکثر ثابت ہے اور کوئی دلیل صریح جواز و عدم جواز اسکے بارہ مین نہونا یہی دلیل
اسکی ہو کہ مکلفین اسمین مخیر ہین جانب شارع سے اور دوسرے دلیل اس تداعی محفل میلاد کے جواز کے
استحسان علمار فضلار تمام بلاد اسلام کا ہو بدون انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے انکار ایسے منکر کی کہ اوسکے
انکار شرعًا اعتبار کیا جاوے اور فاکہانی وغیرہ کا انکار مخالف جمہور ویے دلیل ہونیکے سبب سے باطل
و ساقط ہے تیسرے دلیل یہ کہ تداعی عبارت اس سے ہو کہ بعض بعض کو بلاوین اور اجتماع کرین اور محفل
میلاد مین ذکر آنحضرت کا ہوتا ہی اور آنحضرت صلعم کے ذکر مین باہم بلانا و اجتماع ہونا ثابت ہے چنانچہ
حسان بن ثابت رضہ نے ذکر اوصاف آنحضرت صلعم کا کیا اور غرض اوس سے سنانی تہا وہ بلا و تداعی
و اجتماع متصور نہین اور اجتماع صحابہ کا اوسمین ہوا یہان معنے تداعی کے راست آئی انکار اسکا مکابرہ صرف
ہی چوتہی دلیل یہ کہ اوپر ہم ذکر کر چکے ہین اس محفل کا ستنے یہ کہ لوگ اوصاف و حالات و اخلاق و کمالات آنحضرت
کی سنین اور عادت قاضیہ ہو کہ کمالات و حالات و اخلاق حمیدہ سنکر محبت و اخلاص پیدا ہوتا ہی ؎
نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ٭ بسا کین دولت از گفتار خیزد ٭ اور اخلاص و محبت موجب اتباع فرمانبرداری کا ہے
اور فرمانبرداری نبی علیہ السلام کا یہی طریقہ و سبیل ہے کہ خدا تعالی نے ہمارے واسطے مقرر فرمایا ہے اور
اسکے بلانیکا خود خدا تعالی حکم دیتا ادع الى سبيل ربك بالحكمة والموعظة الحسنة پس تداعی کا ثبوت
قرآن سے واضح ہے وہابیہ کے فہم مین نہ آوے تو اونکے فہم کا قصور ہے اور یہ فعل مجلس جو داعی طرف
محبت و اخلاص آنحضرت صلعم کے ایسا فعل ہے کہ اس کہنے سے کہ اتباع آنحضرت کی کرو اور احکام شرعیہ
کو مانو بہتر ہے لان البيان بالفعل اظهر من القول چنانچہ امام شافعی رح نے واسطے فہمائش و منع حاسدین
ابی حنیفہ رح کے طعن کرنے سے امام صاحب پر ترک قنوت و عدم جہر بسم اللہ کو اختیار کیا تہا جب نماز امام
صاحب رح کی قبر کے پاس امام شافعی رح نے پڑہی تہی رد المحتار مین ہے ان الشافعي صلى الصبح عند
قبره فلم يقنت فقيل له قال تادبا مع صاحب هذا القبر و زاد غيره انه لم يجهر بالبسملة واجابوا
عن ذلك بانه قد يعرض للسنة ما يرجح تركها عند الاحتياج اليه كرغم انف حاسد و تعليم جاهل

ولا شك ان اباحنيفة كان لحساده كثيرون والبيان بالفعل اظهر منه بالقول مما فعله الشافعي

افضل من فعل القنوت والجهر انتهى اہل فہم تو کوئی اسکا انکار ہرگز نکریگا کہ یہ طریق بلایکا طرف اتباع

آنحضرت صلعم کی نہایت عمدہ ہے متعصبین و سفہا کا انکار بعید نہین ہے امام شافعی رحمہ نے تو تا دبا اپنے

نزدیک سنت امر کیا او سکو ترک کیا وہا بیان گستاخ آنحضرت صلعم کی ذکر کی محفل جو مستحسن بڑی کریگا کہ جسکا

انکار حرام و مکروہ تحریمہ کہنا چاہئے اسکو بھی ترک نہین کرتے اور ادب نہین سیکھتے ایسے بے ادبون سے

خدا تعالی بچاوے مسلمان کو گنگوہی کا یہ قول (وعظ و درس مین تداعی ثابت ہے کیونکہ فرض ہے جیسا

فرائض صلوۃ مین تداعی ضرور ہے) بہی سفاہت صرف ہے آیت ادع الی سبیل ربك الایۃ سے وعظ

کیواسطے ثابت کرتا تو گنجائش بہتی فرض نماز پر قیاس کرتا ہے اول خود ہی بحث لبطلان قیاس مین ہوچکا

ہے کہ جسمین کوئی نص وارد ہووے تو قیاس باطل ہے اور یہان فرائض پر قیاس کرنا دوسرے قیاس

کام مجتہد کا ہے اور یہ گنگوہی تو بیچارہ عالم بہی نہین قیاس کرکے دوزخی بنتا ہے اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ غیر مجتہد

حکم مین مصیب ہووے تب بہی آثم ہے پس اس قیاس سے بہی استحقاق عذاب نار ثابت ہوا تیسرے یہ کہ وعظ

و درس فرض کفایہ ہے نہ فرض عین اور فرض عین افضل ہے فرض کفایہ سے فی رد المحتار و حاصله ان

فرض الكفاية ما يكفي فيه اقامة البعض عن الكل لان المقصود حصوله في نفسه من مجموع المكلفين

كتغسيل الميت وتكفينه ورد السلام بخلاف فرض العين لان المطلوب اقامته من كل عين اي ذات

مكلفة بعينها فلا يكفي فيه فعل البعض عن الباقين ولذا كان افضل تمامه انتهى پس جو امر فرض عین سے

کہ وہ افضل ہے فرض کفایہ مین ہونا ضرور نہین ہے پس اس قیاس سے ثبوت تداعی وعظ مین نہین ہوتا

ہے اگرچہ فی نفسہ ثبوت ہووے لکن کلام یہان او سمین ہے کہ جس سے گنگوہی ثابت کرتا ہے لوس سے ثابت نہین

ہوتا ہے چوتہی یہ کہ مجلس میلاد شریف بہی مجلس وعظ مین داخل ہے مجلس وعظ سے اتباع آنحضرت صلعم

کیطرف لوگونکو بلانا غرض ہوتا ہے بہی غرض اس مجلس مین وہان قول صریح سے یہان اس فعل داعی سے

پس تداعی یہان بہی ثابت ہے یہ قول گنگوہی (اور تعیین سور اس نماز مین بدعت لکھا ہے مولود مین بہی

تعیین ہیئات مباحہ کا جو معلوم ہین بدعت ہوویگا اور تقیین وقت اس صلوۃ مین مکروہ کہ شہر ربیع الاول

کی کوئی تاریخ مقرر کرنا التزاما یہان مکروہ ہوویگا) کا بہی دال نادانی پر ہے تعیین سورت بطور ملازمت کہ

جب کہ اوس سورت کی غیر کے جواز کا قائل نہووے تو ہمارے امام ابی حنیفہ رحمہ کے نزدیک مکروہ ہے اگر

اوس سورۂ متعین کی غیر جواز کا معتقد ہووے اور باوجود اعتقاد جواز غیر کے انکے کسی سورت معینہ کو لازم پکڑے واسطے

آسانی و تبرک وغیرہ کے تو مکروہ نہیں ہے چنانچہ عینی شرح ہدایہ میں یہ مصرح ہے قلت لا اختلاف بیننا
وبینہم فی الحقیقۃ لان ابا حنیفۃ انما کرہ الملازمۃ اذا لم یعتقد الجواز بغیرہ والشافعی رح ایضاً یکرہ مثل ہذا
اما اذا اعتقد الجواز بغیرہ ولازم علی سورۃ معینۃ لاجل الوجوہ التی ذکرنا الآن فلا یکرہ انتہی اور تعین
سورت بحیثیت مذکور اسواسطے ممتنع ہے کہ باقی قران سے ہجران لازم آتا ہے اور ہجران قران و اعراض اوس سے
ناجائز ہے بقولہ تعالی وقال الرسول یا ربی ان قومی اتخذوا ہذا القران مہجورا قال العینی فی شرح الہدایۃ
اور دوسری وجہ ایہام تفضیل اوس سورت معین کی ہے دوسری سورت قرآن پر اور قرآن کل برابر ہے
تفضیل میں اس قول صاحب ہدایہ کے تحت میں یکرہ ان یوقت بشیء من القران شیء من الصلوات لما فیہ من
ہجر الباقی وایہام التفضیل امام عینی رح فرماتے ہیں م من ہجر الباقی ش لان المواظبۃ علی تعیین
شیء من القران شیء من الصلوات ہجر باقی القرآن من غیر المعین فیدخل تحت قولہ تعالی
وقال الرسول یا رب ان قومی اتخذوا ہذا القرآن مہجورا ای متروکا واعرضوا عنہ وایہام التفضیل
ش ای ولما فیہ من ایہام تفضیل المعین علی غیرہ والقران کلام اللہ تعالی کلہ سواء فی التفضیل انتہی
پس سورت کی تعیین نماز میں اس سبب سے مکروہ ہے کہ ہجر و اعراض باقی قران کا لازم آتا ہے جو ممنوع ہے یا ایہام
تفضیل اوس سورت کا غیر پر لازم آتا ہے یہ بھی ممنوع ہے کہ کل کلام الہی برابر ہے تفضیل میں اور یہاں ایک اور خرابی
اعتقاد فوت ہوتا ہے اور سمجھ کر یہ گمان ہووے کہ کوئی جاہل عجمی یہ جانیگا کہ غیر اس سورت کا جائز نہیں ہے
یا بدون اس سے نماز نہیں ہوتی ہے جیسا کہ شافعیہ کے سورت سجدہ کا التزام کرنے سے اکثر عوام کا
یہ اعتقاد ہوا تہا کہ بدون سورت سجدہ باطل ہے تو وہاں اسوجہ سے بہی تعیین سورہ مکروہ ہے اگر کبہی کبہی
دوسری سورت نہ پڑہیگا تو باوجود قرار دون دونوں وجہوں کے فی العینی قال الاسبیجابی والطحاوی ہذا اذا
ذکرا ذلک حتما واجبا لا یجزی غیرہا او رای القرأۃ بغیرہا مکروہۃ اما لو قرأہا فی تلک الصلوۃ
تبرکا بقرأۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہا او تاسیا او لاجل التیسیر علیہ فلا کراہۃ فی ذلک
لکن بشرط ان یقرأ غیرہا احیانا لیلا یظن الجاہل الغبی انہ لا یجوز غیر ذلک وغالب العوام
علی اعتقاد بطلان الصلوۃ بترک سورۃ السجدۃ دون سورۃ ہل اتی وما حملہم علی ہذا الا التزام
الشافعیۃ قرأۃ سورۃ السجدۃ انتہی پس اول یہ نادانی کہ تعیین سورت قرآن جو نماز میں مکروہ ہے ان
وجوہ ممنوعہ کے سبب سے اوس پر قیاس ہیئات مجلس و تاریخ شہر ربیع الاول کو یہ گنگوہی کرتا ہے کہاں سورت
و کجا ہیئات و تاریخ کوئی وصف ان دونوں میں موجود نہیں اور جو وجوہ ممنوع کہ ہجر باقی قرآن جو آیت سے

ممنوع ہے اور تفضیل ایک سورت کے دوسرے سورت پر جو اعتقاد برابری تمام قرآن کے خلاف ہے یا کسی اجل جاہل
جنبی کا گمان کرنا کہ بدون اسکے نماز نہین ہوتی ہے اس ہیئات و تاریخ مین گمان پائے جاتے ہین جو دونون
کو اس وصف مین شریک مانکر ایک حکم دیتا ہے گنگوہی کو خوف خدا تعالے نہین ہے زبردستی تحریم حلال کرتا
ہے اور او عار شارعیت کرتا ہے دوسرے یہ ایک کسی ہیئات خاصہ کا التزام ہونا ہی اس محفل مین مسلم نہین
کوئی ہیئات ایسے محفل مین نہین کہ بدون تبدل و تغیر باقی رہتی ہو معلوم نہین بس چیز ہیئات معین
گنگوہی اپنی ہذیان کر رہا ہے اور شہر ربیع الاول کی کوئی تاریخ معین ہے میلاد شریف کی محفل نہین
کرتا ہے کوئی کسی تاریخ مین اور کوئی کسی تاریخ مین کرتا ہے بلکہ کوئی کسی مہینہ مین اور کوئی کسی مہینہ مین کرتا ہے
افترا محض و کذب خالص ہے جو تاریخ شہر ربیع الاول تعین مانند سورہ کا بتاتا ہے اور بالفرض اگر تعین
ہووے بھی تو کچھ خرابی نہین ہے وجوہ تعین سورت سے واضح ہے کہ تعین سورت ان وجوہ ممنوعہ کسی سبب لذاتہ
اگر لذاتہ تعین منع ہوتا تو بجز باقی قرآن و تفضیل سورت بغیر پر کہ ان دونون مین دو قباحت شرعیہ موجود
ہین جو مذکور ہوئین علما کیون پیش کرتے اور تاریخ و ہیئات اگر معین بھی ہووین تو اونمین جبتک کوئی وجہ
ممنوع مانند وجوہ مذکور تعین سورہ موجود نہ ہونگے نفس تعین ممانعت ثابت نہوگی اور ہم کہتے ہین صوم یوم
الاثنین سے تعین یوم شکر ولادت آنحضرت صلعم کا مفہوم ہے اور پھر ہم کہتے ہین کہ استحسان فضلا و علماء
و صلحا سے ثبوت اسکا ہوا تو یہ بھی تو دلیل شرعی ہے چنانچہ اوپر چند بار اسکا دلیل ہونا بنقول علماء فحول و اقوال
علماء عطول ثابت ہوا ہے پس یہ تعین و تخصیص بدلیل شرعی ثابت ہے اور بعلمی دیکھو گنگوہی کی کہ ضعیف قول صاحب
شرح منیہ سے جو درباب کراہت صلوٰۃ رغائب ہے منہا تخصیص سورۃ الاخلاص و القدر لیس ورد
بلا تشریع تخصیص کے ممانعت پر دلیل پکڑتا ہے اور صفحہ ۱۰۲ مین لکھتا ہے اس عبارت کی تحت مین کہ کسی صلوٰۃ
مین کسی سورۃ کو مخصوص کرنا اطلاق شارع کے خلاف ہے مگر جہان تخصیص وارد ہو گئی جیسا سورۃ جمعہ
اور سورۃ منافقون صلوٰۃ جمعہ مین مثلاً اپنی جہالت سے سورۃ جمعہ و سورۃ منافقون کو اطلاق شارع
خلاف مستثنیٰ کرتا ہے اور ان کے تخصیص کا قائل ہونا اسکا ظاہر ہے اور حال آنکہ ان سورتون تعین و تخصیص
مکروہ تھے علماء تصریح فرماتے ہین تحت قول صاحب ہدایہ یکرہ ان یوقت بشی من القرآن من الصلوٰۃ
کہ علامہ عینی تصریح ان سورۃ کی کرتے ہین اپنی اس عبارت مین مثل ما اخذ قراۃ السجدۃ و ہل اتی
علی الانسان فی فجر کل جمعۃ و مثل تعین سورۃ الجمعۃ و المنافقین فی صلوٰۃ الجمعۃ انتہی جس سے صاف
ظاہر ہے کہ تعین ان سور کی مکروہ ہے نماز مین اور یہی علامہ عینی ناقلا عن الطحاوی غیر ان سور کا بھی جمعہ

جمعہ مین آنحضرت صلعم کا پڑھنا فرماتے ہین قال الطحاوی قرأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الجمعۃ بغیرہما ذکر
فیہما وعن النعمان بن بشیر انہ علیہ السلام کان یقرأ فی الرکعۃ الثانیۃ ہل اتاک حدیث الغاشیۃ
فیحمل علی انہ قرأ ہذا مرۃ وہذا مرۃ انتہی اس سے واضح ہوا کہ جمعہ مین ان سورتون کے سوا اور سورت
بہی آنحضرت صلعم نے پڑہی جس سے تعین ہونا ثابت ہوا اگر یہی سورتین معین جمعہ کیواسطے ہوتین تو انکے سوا
دوسری سورت آنحضرت صلعم نہ پڑہتے جب دوسری بہی پڑہے تو تعین کا شبہ اوٹھگیا یہ تصریحات
فقہا کی عموماً و خصوصاً موجود ہین کہ کوئی سورت کسی نماز کیواسطے تعین کرنا مکروہ ہے اور اسکی
مثال مین سورت جمعہ و منافقون وغیرہما خاصۃ کرکے ذکر کرتے ہین اور ایسے عبارات سے عدم تعین
عدم تخصیص یہ گنگوہی دلیل پکڑتا ہے اور پہر سورت جمعہ و منافقون کے تخصیص شارع سے وارد ہونیکا
قائل ہے یہ عجب تماشا معین تخصیص و تعین اپنے نزدیک عدم تخصیص و عدم تعین اپنے زعم کس چیز کا اس نے
نام رکہا ہے اسکی اس حالت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ بالکل تخصیص و تعین کے معنی سے واقف نہین ہے جیسا
اس نے تخصیص کا وارد ہونا شارع سے یہ جانلیا ہے کہ شارع علیہ السلام نے اوسکو کرلیا ہووے گو ہمیشہ
نکیا ہو اور اگرچہ اوسکا کرنا اور اوسکے غیر کا کرنا دونون برابر جانا ہووے اسی واسطے سورت منافقون
و جمعہ کے بارہ مین تخصیص کے ورود کا قائل ہوا ہے اور اتنی تمیز نہین کہ تخصیص فقط شارع کی ان سورتون
کو بروز جمعہ پڑہنے سے کبہی ثابت نہین ہوتی ہے بڑی دوڑ ایسے کمفہمونکی یہ ہے کہ کوئی حدیث جس
مین آنحضرت صلعم کا ان سورتونکو بروز جمعہ پڑہنا ثابت ہے پیش کردینگے اور بہت خوش ہو کر
تخصیص و تعیین ان سورتونکی حدیث سے ثابت ہے اور ان جہلاء معتقد اور تلامذہ غیر مجتہدین
کو یون یہ سمجہائینگی کہ حدیث سے یہ ثابت ہوگیا اتنی فہم نہین کہ یہ اہل فہم کے نزدیک موجب مضحکہ ہے
ایکبار پڑہنا تعین و تخصیص کو مستلزم نہین ہے تا وقتیکہ ان پر دوام اور اونکے غیر کا عدم جواز آنحضرت
صلعم کے نزدیک ثابت نہو جاوین اور یہ حدیث مذکور پیش کردینے سے نہین ثابت ہوسکتا ہے پس جس
بیچارہ کو تمیز تخصیص و تعین کے معنے جاننے کی نہو اوسکو کب گنجائش ہے کہ وہ تخصیص و عدم تخصیص ثابت کر
اوس پر متفرع عدم جواز محفل میلاد وغیرہ کو کرے اب گنگوہی اور انکے معتقدین کو اپنے گریبان مین منہ
ڈالکر دیکہنا چاہیئے کہ یہ حال اور انکار محفل میلاد وغیرہ امور مستحسنہ امور کا مثل مشہور ہے کی آمدی و کے
پیر شدی اول کلام علماء کو تو سمجہنا چاہیئے پہر کسی بات مین دخل دینا چاہیئے ان سورتون مین ورود تخصیص
شارع سے ہرگز ثابت نہین ہے جیسا کہ گنگوہی بیعلمی سے ورود تخصیص جانگیا اور یہ **قول** گنگوہی کا کہ

اور کوئی مکروہ جیسا کہ روشنی زائد از قدر حاجت مثلا اور ممنوع مذموم ہونا اس مجلس میں ممنوع ہو ویگا
اقوال فقہاء سے یہ گنگوہی بالکل بے بہرہ ہے کسی محفل میلاد میں روشنی زائد از قدر حاجت اگر پائی جاوے تو
گو وہ فی نفسہ قطع نظر از عوارض ناجائز ہوگی لیکن واسطے قصد تعظیم کے عوام لوگوں کی آنکھوں میں تاکہ آنحضرت
صلعم کے محفل میلاد کو حقیر نجانیں اور آپکی ذکر کی شان و شوکت دیکھکر معلوم کرکے خشوع انکو ہووے اور جو حاضرین
غافلین ادب کریں روشنی و عمارہ قالین وغیرہ امور رونق و شوکت محفل کے اقوال فقہا سے درست معلوم
ہوتی ہیں چنانچہ کتاب الحظر والاباحۃ فصل لبس میں تحت اس مسئلہ در مختار (ولا یکرہ خرقۃ لوضوء بالفتح بقیۃ
بللہ او مخاط او عرق لو لحاجۃ ولو لتکبر تکرہ) کی رد المحتار میں ہے کہ پردوں اور عماموں و کپڑوں کا رکھنا قبور
صالحین و اولیاء پر بعضے فقہا نے مکروہ جانا ہے ہم اب اس زمانہ میں تعظیم و عدم حقارت کے سبب سے انکو
عوام اور جلب خشوع اور ادب زائرین کے جائز کہتے ہیں اعمال نیت کے ساتھ ہیں عبارت یہ ہے کرہ بعض الفقہاء
وضع الستور والعمائم والثیاب علی قبور الصالحین والاولیاء قال فی فتاوی الحجۃ وتکرہ الستور
علی القبور اہ ولکن نحن نقول الآن اذا قصد بہ التعظیم فی عیون العامۃ حتی لا یحتقروا
صاحب القبر ولجلب الخشوع والادب للغافلین الزائرین فہو جائز لان الاعمال بالنیات وان کان
بدعۃ فہو کقولہم بعد طواف الوداع یرجع القہقری حتی یخرج من المسجد اجلالا للبیت حتی
قال فی منہاج السالکین انہ لیس فیہ سنۃ مرویۃ ولا اثر محکی وقد فعلہ اصحابنا اہ وکذا فی
کشف النور من اصحاب القبور للاستاذ عبد الغنی النابلسی قدس سرہ انتہی جب یہ
امور زیادہ قدر حاجت سے واسطے تعظیم صالحین کے کرنا درست ہوا تو واسطے تعظیم ذکر آنحضرت صلعم کے
کرنا ساتھ قصد و نیت مذکورہ بالا کے جو صالحین سے بدرجہا افضل ہیں بطریق اولے جائز ہوگا پس بخوبی
بدلالت اولی اس عبارت شامی سے ثابت ہوا جسکو چشم حق نہیں اوسکے انکار سے کیا ہوتا ہے اولی
الابصار کا جان لینا کافی ہے اور نقش و نگار مساجد کی باوجودیکہ قدر حاجت سے زائد ہیں اور ظاہر حدیث
سے ممانعت بھی معلوم ہوتی ہے اور ممانعت میں اقوال بھی سلف کے علماء ذکر کرتے ہیں با این ہمہ ہمارے
علماء بعضے لاباس فرماتے ہیں اور بعضے قربت فرماتے ہیں اور قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع
کو اسکی حجت قرار دیکر کہ رفع اوسکا تعظیم اسکی ہے اور سلیمان علیہ السلام نے بناء بیت المقدس کو تمام کیا
اور زینت اوسکو دی رہا سنگ یاقوت سرخ کی بلند ویا لا قبہ نصب کیا کہ سات میل اور بعض کہتے ہیں کہ بارہ
بارہ میل سے وہ چمکتی تھی اوسکی روشنی میں سوت کاتی جاتی تھی اور کعبہ شریف کا باطن منقش و مرصع تھے

ماذہب اور ظاہر اسکا ستور دیباج سے ہے اور عمر رضؓ نے کعبہ کو لباس پہنایا اور یہ وجہ ہے کہ تزئین مسجد
میں نماز جماعت کی رغبت دلاتا لوگوں کو ہے اور تعظیم بیت اللہ کی ہے قال فی العینی شرح الہدایۃ وجاء
فی الآثار ان من اشراط الساعۃ تزیین المساجد ومر علی بمسجد مزین بالکوفۃ فقال لمن
ہذہ البیعۃ فقیل تقول للمسلمین فقال ہکذا ما یکون مصلی المسلمین وبعث ولید بن
عبد الملک بمال تزین بہ مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فمر بہ عمر بن عبد العزیز
فقال المساکین احوج من الاساطین الی ان محمد انفی الباس بقولہ لا باس بدلائل
لاحت عنانہ فیہما قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ورفعہا تعظیمہا وروی عن
داؤد علیہ السلام بنی مسجد بیت المقدس واتم بناہ سلیمان علیہ السلام وزینہ حتی
نصب علی اعلی قبۃ بالکبیرۃ الاحمر وکانت تضئی من سبعۃ امیال وقیل اثنی عشر امیال وکانت
الغزلات یغزلن فی ضوئہا قلت المراد ہنا الیاقوت الاحمر وکذا الکعبۃ باطنہا مزخرف
بماء الذہب ظاہرہا مستور بالدیباج وکساہا عمر رضی اللہ عنہ ایضا وفی تزئین
المسجد ترغیب الناس فی الجماعۃ وتعظیم بیت اللہ والدخول فی امر من مدحہ اللہ
تعالی بقولہ تعالی انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ والیوم الآخر ثم ان تزیین المسجد لما
وار ادہ بین الاستحباب وبین الکراہۃ قال اصحابنا بالجواز ولم یقولوا بالاستحباب کما
قال بعضہم ولا بلفظ الکراہۃ لما ذکرنا کما قال بہ بعضہم **م** وقیل ہو قربۃ **ش** ای
تزیین تقرب الی اللہ تعالی لما ذکرنا من الدلائل الدالۃ علی انہ قربۃ واجاب ہؤلاء عن الاثر
المذکور بان کونہ من اشراط الساعۃ لا یدل علی البطلان وعن قول علی رضؓ من انہ محمول
علی انہ کان فیہ تماثیل او اعاجیب نقش یشغل المصلین عن الخشوع والخضوع وعن قول
عمر بن عبد العزیز انہ کان من مال الصدقۃ والمسجد لا یصلح مصرفا کذلک وصنع ابو اسحاق
المروزی بتحلیۃ الکعبۃ والمساجد والمشاہد بقنادیل الذہب والفضۃ قال الغزالی
لا یبعد مخالفتہ حملا علی الاکرام کما فی تحلیۃ المصحف ذکرہ فی الوسیط وذکر صاحب الطراز
عن المالکیۃ کراہۃ ذلک کلہ وذکر فی الرعایۃ عن احمد ان المسجد سفیان من النور خرقتہ
وہم محجوجون بما ذکرنا من اجماع المسلمین فی الکعبۃ انتہی پس نقش ونگار مسجد کے قدر حاجت سے
باوجودیکہ زیادہ ہیں لیکن تعظیم کیواسطے جائز وقربت قرار دیگئی ہیں اور مجالس آنحضرت صلعم کی تعظیم اس سے

الغرض کسی مسلمان کے دین مین نہین ہے درصورت زیادت کی بدلالت اولی تعظیم کیواسطے وغیرہ زائد قدر حاجت
کے کرنا درست ہوگا اور درصورت مساوات تعظیم کی بدلالت مساوات ثبوت ان امور کا اس سے ہوگا اور
جسطرح قولہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع سے دلیل اوپر جواز نقش ونگار مسجد کی باینطور کیجاتی
ہے کہ رفع ان بیوت کا تعظیم انکی ہے اسی طرح آنحضرت صلعم کی ذکر کے حق تعالی فرماتا ہے ورفعنا لک ذکرک
رفع سے مراد تعظیم ہے اور تعظیم یہ امور زائد قدر حاجت سے کہ نقش ونگار مین داخل کئی ہین ایسے اس ذکر کی
محفل مین روشنی زائد قدر حاجت کے سے مثلاً داخل تعظیم مین ہوگی اور جسطرح کعبہ شریف کو مزخرف کرنا
ولباس پہنانا تعظیم کعبہ مین داخل ہے باوجودیکہ قدر حاجت سے یہ زائد ہے اسطرح یہان محفل ذکر
آنحضرت صلعم مین جاننا چاہئے اور جسطرح زینت دینا مساجد کو رغبت دلانا ہی لوگونکو جماعت مین کر رغبت
کر کے آوین اسطرح یہ زینت محفل ذکر آنحضرت مین زینت ساتھ روشنی وفرش وغیرہ کے ساتھ کرنا رغبت
دلانا ہی لوگونکو کہ اگر ذکر آنحضرت صلعم کی معجزات ومدائح واخلاق وحلیہ وشفقت علی الامت رحمتا کا سنکر
اخلاص محبت پیدا کر کے اتباع اختیار کرین اور اوپر شفا قاضی وشرحہ ملا علی قاری سے گذر چکا ہے
کہ جیسے تعظیم آنحضرت صلعم کی مسلمان پر حالت حیات مین واجب تھی بعد ممات کی بھی وقت ذکر آنحضرت
صلعم اور وقت ذکر کلام آنحضرت صلعم اور وقت ذکر طریقہ آنحضرت صلعم کے اور وقت سننے اسم مبارک
آنحضرت صلعم اور مدح آنحضرت صلعم اور ذکر جمیع حرکات وسکنات آنحضرت صلعم کی وتعظیم آنحضرت
صلعم کی واجب ہے اور وقت ذکر آنحضرت صلعم خضوع ظاہر مین اور خشوع باطن مین اور حرکات سے ساکن
ہوجانا اور ہیبت مین اور خوف مین آجانا واجب ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم روبرو ہوتا اور ایسا کرنا اوسکو
واجب ہوتا اس سے واضح ہو کہ آپکی ذکر تعظیم ایسی ہے جیسی آپکی ذاتکی تعظیم اس قیام وقت ولادت کا جواب
بھی ظاہر ہوگیا کہ جب ذکر کی تعظیم آنحضرت صلعم کی ایسی ہوئی جیسے ذاتکی تعظیم تو ذات ولادت آنحضرت
کی ہمارے روبرو ہوتی اور اسیح ہم العینے ذات ولادت سے تو تعظیماً قیام کرتے ایسی ہی ذکر ولادت کی
تعظیم ہمکو ذکر چاہئے اور جب استحسان بھی علماء کا اسپر ہوگیا تو اب کچھ چون وچرا کی گنجائش مسلمان کو
باقی نرہی اور آنحضرت صلعم کی شان وشوکت وعظمت کیواسطے آنکھون عوام جیسے ذات تعظیم بحسب مقتضی وقت
ہم ایسے کرتے کہ خوب رونق محفل کو انکی ذات کیواسطے تو اب یہ معاملہ ذکر کی ساتھ ہم ایسا کرین تو جواز
اسکا عاقلین کے نزدیک ظاہر ہے صاحب مجمع البحار ناقلاً عن الکرمانی فرماتے ہین کہ اگر کوئی کرے بلند بحکم بنانا
مسجد کے اور رنگدار کرنے اس مسجد کے تو وصیت اوسکی نافذ ہوگی اسلئے کہ لوگونکو واسطے فساد ونشے نسے

پیدا ہوئے بقدر نئے انوپیدا کرنے اونکے کے اونہون نے اپنی گہرونکو بلند وبالا ومحکم بنانا چاہیں کیا اور انکو زینت
دی اگر مساجد کچی اینٹونکی اور پست وغیر محکم بناوینگی درمیان بلند مکانون کی کہ بسا اوقات اہل دنیا کے ایسے
مکانات بلند وبالا ومحکم ہوتے ہین تو البتہ اون مساجد کی جو ایسے بنائے جاوینگے اہانت وحقارت ہوگی
چنانچہ لفظ زخرف کی تحت مین یہ فرماتے ہین دلوا وصی بتشییید مسجد وتحمیرہ نفذت لانہ قد حدث
للناس فتاوے بقدر ما احدثوا وقد احدثوا التشیید بیوتہم وتزیینہا فلو بنینا مساجد باللبن
قطافتر بین الدور واشاہقہ وربما کانت لاہل الذمۃ لکانت مستہانۃ انتہی بقدر الحاجۃ
پس یہان بہی یہ دلالت ثابت ہین لوگونے نئی باتین حادث کی ہین کہ اپنے مجالس روشنی زائد وفرش
وغیرہ سے مزین کرتے ہین اگر ہم آنحضرت صلعم کی ذکر کی مجلس کو ایسے امور سے آراستہ نکرینگے تو آنحضرت
صلعم کی حقارت واہانت عوام جہال کی دلونمین ہووینگی پس اسلئے آراستہ کرنا ساتھ روشنی زائد وفرش
وغیرہ کے ساتھہ کرنا چاہئے جس امر سے عوام کی دلونمین خدشہ پیدا ہونیکا خوف ہووے اور احتمال ہووے گا اثم
وگناہ مین واقع ہونگے اگرچہ وہ فعل جائز ہووے تو اوس امر کو نکرنا بہتر ہے چنانچہ آنحضرت صلعم نے
بنا رکعبہ شریف اسی خیال سے نکی باوجودیکہ بنا جیسے آپ چاہتے تھے جائز تہی ایسے ہی چنانچہ قرات قرآن جو
عوام کے نزدیک غریبہ ہون نہ پڑہنا اولی ہے واسطے خیانت دین عوام کی فی در المختار ویجوز بالروایات
السبع لکن الاولی ان لا یقرأ بالغریبۃ عند العوام صیانۃ لدینہم انتہی وفی رد المحتار ای بالوجوہ
الغریبۃ والامالات لان بعض السفہاء یقولون ما لا یعلمون فیقعون فی الاثم والشقاء ولا
ینبغی للائمۃ ان یحملوا العوام علی ما فیہ نقصان دینہم ولا یقرأ عندہم مثل قرأۃ ابی جعفر وابن
عامر وعلی حمزۃ والکسائی صیانۃ لدینہم فلعلہم او یضحکون وان کان کل القرآات والروایات
صحیحۃ فصیحۃ ومشائخنا اختاروا قرأۃ ابی عمرو وحفص عن عاصم اہ من التتارخانیۃ من فتاوی
الحجۃ انتہی یہی احتمال یہان موجود ہی کہ اس زمانہ میں اگر محفل میلاد شریف نہوگی اور دوسرے محفل لوگ
آراستہ کرتے ہین تو عوام کی دلونمین شاید استخفاف واقع ہووے اور آنحضرت صلعم کے ذکر کو حقیر جانین اور گناہ
مین پڑین عاقلین انصاف غور کرینگے تو اسکی نظائر شرع مین بے شمار پاوینگے کہ بالغرض ان امور کا جواز
گنگوہی ان عوارض مجوزہ سے چشم پوشی کرکے زبان زائد از قدر حاجت عدم جواز وکراہت کے ثبوت کے
واسطے لاتا ہی اور جائز بالعوارض کو ناجائز بتاتا ہی اہل علم کو واضح ہے کہ عوارض سے امر ناجائز بہی جائز ہو
جاتا ہی امر جائز ناجائز ہو جاتا ہی جالس کیواسطے قیام کی منع ظاہر حدیث سے مفہوم ہے لیکن اس زمانہ مین اعوان

قاضی کا کہنا رہنا تا کہ عوام و سفہا روا شرار کی نظروں میں ہیبت معلوم ہووے اور یہ فتح القدیر و عینی سے گذر چکا ہے
الغرض تبدل علت سے احکام بدل جاتے ہیں اور جیسے علت موجود ہوتی ہے اوسکے موافق حکم شرع لگتا ہے
علما پر یہ واضح ہے اور محققین اسکو خوب جانتے ہیں اسیواسطے مع ان قیود کے گنگوہی بعلمی سے نا جائز جانتا
ہو اس زمانہ میں جائز فرماتے ہیں بلکہ مستحسن جانتے ہیں یہ سراسر خبط و جنون ہے کہ تمام جہان کے علما و فضلا
کو ناحق پر بتانا اور اپنی گروہ کے چار منکرین کو ہی برحق جاننا اور ایسے علما محققین کے اقوال جنکا شرع
میں اعتبار کیا جاتا ہو چنانچہ اونکے اسامی بارہا گذر چکے ہیں مانند ابن حجر و جلال الدین و ملا علی قاری وغیرہم
مذکورین بالا کے سکو نہ ماننا اور ان تمام اونکو پس پشت ڈالدینا ایسے آدمی کو کون عاقل کہیگا اور یہ قول
گنگوہی کا ہی (جیساکہ عوام کا اس صلوۃ کو سنت اعتقاد کرنا باعث کراہت ہوا ایسا ہی اس مولود کی مجلس
کو ضروری جاننا عوام کا موجب کراہت کا ہی) مفتریات سے ہی کہ عوام کی طرف نسبت ضروری جانیکی
کرتا ہی اگر عوام ضروری جانتے تو ہمیشہ کرتے کبھی ترک نکرتے اور مانند روزہ رمضان یا عیدین ضروری
عمل میں حال آنکہ اکثر عوام لوگ تو نہیں کرتے ہیں بعضے کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں اونکا ضروری جاننا بہی
ان کے منہ سے نہیں سنا گیا اور نہ کسی نے کسی رسالہ و کتاب میں خواہ کسی زبان میں ہوا ردو فارسی
عربی گجراتی میں اسکو ضروری لکھا ہی اور ایک فعل ہمیشہ سے کوئی کرے تو اوس سے یہ معلوم ہوتا کہ یہ ضروری
جانتا ہے مثلاً مستحباب جو نماز و روزہ میں اونکو کوئی ہمیشہ کرے تو اوسکا یہ فعل کرنے سے اسپر دال نہیں کہ یہ اسکو
ضروری جانتا ہی ہمیشہ گناہ کرنیوالے کو بہی یہ کوئی عاقل فقط اوسکے فعل کرنے سے استدلال اوسکی ضروری
جاننے پر نہیں کرسکتا ہی بہت سے عوام لوگ انگرکہہ ٹوپی ہمیشہ پہنتے ہیں اونکے اس فعل سے یہ کوئی نہیں
ثابت کرسکتا ہی کہ اسکو ضرور جانتے اور کرتہ عمامہ کو پہننا مکروہ جانتے ایام بیض و عاشورہ و عرفہ کا روزہ ہمیشہ
رکہنے سے کوئی یہ خیال نہیں کرسکتا ہی کہ انکا عامل انکو ضروری جانتا ہی الغرض ہمیشہ کسی فعل کے کرنے سے
یہ لازم نہیں آتا ہی کہ کرنیوالا انکو ضروری جانتا ہی جب تک اسکے قول سے اشارہ کنایہ و صراحتہ یہ معلوم ہووے
پس جب عوام کا یہ قول نہیں اور نہ کسی کتاب و رسالہ سے گنگوہی اسکا ثبوت دیسکتا ہے اور اہل سنت و جماعت کے
عوام دو چار سے بہی نہیں دکہلا سکتا ہی تو اور ہمیشہ کرنا اسکو یعنے ضروری جانیکو مستلزم نہیں ہی تو یہ افترا محض
گنگوہی کا عوام پر ہے ایسے مفتریات سے محفل میلاد شریف کو رد کرتا ہی بالفرض والتقدیر اگر لاکہوں میں
ایک دو آدمی ایسے بالکل احمق ہوویں کہ کسی کی صحبت بہی انکو نہووے اور صحبت یافتہ کی بات بہی اونہوں
نے کبہی نہ سنی ہووے وہ اپنی جہالت و سفاہت سے ضرور ہونا سمجھہ جاویں تو انکو فہمایش کردینا ضرور ہی کہ ضرور

فرض و واجب نہین اور مستحب و مستحسن ہے نہ یہ کہ ایکدو کے ایسے قول حماقت کے سبب تمام جہانکی محافل کو مکروہ کہدینا چاہئے یہ کوئی عقل و علم کی بات نہین معدوم کے ہوتا ہے نادر پر حکم نہین ہوتا ہے النادر کالمعدوم مشہور معروف ہے غالب پر حکم لگایا جاتا ہے آدمی کو فہم چاہئے یہ کوئی عاقل گنگوہی کی بات کو تسلیم کیونکر کریگا کہ عوام اسکو جانتے ہین پس یہ زعم گنگوہی کا باطل ہے اور یہ جو **گنگوہی** نے کہا کہ (جسطرح اس وضاع کے اعزار اس صلوۃ مین ہے اور اوسیطرح عرضاً عین روایات مجلس مولود کے یہان اعزار حاصل و موجود ہے اسرار اسکی بیعلمی پر دال ہے صلوۃ رغائب کا تومدار ہے حدیث موضوع پر ہے اس صلوۃ کے عمل سے عملکرنا حدیث موضوع پر لازم انفکاک ممکن نہین ہے کیونکہ اسکی اثبات کے حدیث موضوع ہے چنانچہ ابہی عبارت شرح منیۃ المصلی سے ہی واضح ہے اور رد المحتار مین اسیطرح بہی تحت قول صاحب در مختار کی اوفی هامشۃ بخط ثقۃ وکذا صلوۃ رغائب وبراۃ وقدر) کی یہ موجود ہے قال لوحمتی هو فی الحواشی الموحشۃ ویمنع التوثق بذلک الخط اجماعهم علی حرمۃ العمل بالحدیث الموضوع وقد نصوا علی وضع حدیث هذه الصلوۃ والفقہ لاینقل من الهوامش المجهولۃ سیما کان فسادہ ظاهرا انتہی پس صلوۃ رغائب پر عمل کرنا تو حدیث موضوع پر عمل کرنے سے منفک ہرگز نہین ہے اس پر مجلس میلاد شریف قیاس کرتا ہے اگر کسی نے کوئی روایت کہین موضوع بالفرض اس مجلس مین ذکر کردی تو اس مجلس کیواسطے لزوم تو روایت نہین ہوگیا اور تمام مجالس کا ایک حکم تو نہین ہوگیا بہت سے کتب و رسائل مولود محققین نے مانند ابن حجر و ملا علیقاری و ابن جوزی وغیرہم لکہے کیا تمام مین بہی روایات موضوعہ ہین اور کونسی محفل میلاد خالی روایات موضوعہ کیا نہین ہوتی ہے جو علی الاطلاق تمام محافل بلا تخصیص محفل کی یہ ایک حکم یہ گنگوہی دی اگر ایسا ہی کہ کسی نے کبہی کوئی روایت موضوع کسی کتاب مین لکہدی اور کسی نے اوسکو بیان کردیا اون روایات اور ان سے تمام محافل مکروہ ہوگئین تو یہی حکم تمام محافل وعظ کا دینا چاہئے کیونکہ وعظ کی کتابین مانند تنبیہ الواعظین وغیرہ کے جو وعظ لوگ لئے پہرتے ہین بہت سے روایات موضوعہ اونمین موجود ہین اور قدیم و ہمیشہ واعظ ایسی روایات بیان کرتے رہے ہین مجمع البحار صد ہا برس کی کتاب بنی ہوئی ہے اوس خلاصہ سے نقل کیا ہے اور واعظ لوگونکو ہی واضعین شمار کیا ہو اور صاحب خلاصہ فرماتے ہین کہ اکثر مجلس وعظ مین ایسے احادیث بہت پیش ہوتی ہین واعظ انکو ذکر کرتے رہین مین رد کرتا ہون تو کینہ و حسد مجہسے کرتے ہین کما قال ومنهم القصاص لانهم یریدون احادیث ترقق وینفق فی الصحاح یقل مثله ثم ان الحفظ یشق علیهم وینفق عدم الدین ویحضرهم جهال

وما اکثر ما تعرض علی احادیث فی مجلس الواعظ قد ذکرها قصاص الزمان ای وعاظہم فاردها
فیحقدون علیّ انتہی فافی المجمع اور شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی عجالہ نافعہ میں فرماتے ہین اور فرقہ دیگر
کہ مایہ از علم حدیث نداشتند و محدثین را بوقر و معظم دیدند خواستند کہ خود را ہم درین فن داخل نمایند این
صنعت قبیحہ اختیار کردند مثل ابو البختری وہب بن وہب القاص و سلیمان بن عمرو النخعی و حسین بن علوان
و اسحق بن نجیح و غالبا این فرقہ بوعظ و تذکر مشغول بودند انتہی اور شرح نخبۃ الفکر میں ہے کہ حامل وضع
حدیث پر یہ ہی کہ لوگونکو رغبت دلانے کیلئے عجیب و غریب بیان کرنا چاہئے واسطے قصد شہرت کے
او الاغراب لقصد الشہرۃ انتہی شرح شرح النخبۃ میں ہے تاکہ عوام کے نزدیک بہت بڑی علماؤن سے
مشہور ہووے اور اوسیہی شرح الشرح میں کہ ایک واعظ کا قصہ لکہا کہ اوس نے ایک مسجد میں کہ احمد
بن حنبل و یحیی بن معین بہی وہان موجود تھے وعظ کہا اور بیان کیا کہ یہ حدیث کی ہے مجھکو احمد بن حنبل
و یحیی بن معین نے جب وعظ کہہ چکا تو یحیی بن معین اوسے کہا کہ احمد بن حنبل یہ ہین اور ابن معین میں ہون
تجھکو جہوٹ بنانا منظور تہا کسی غیر پر جہوٹ بنایا ہوتا ہم پر کیون بنایا تو یحیی بن معین کو احمق بنایا اور کہا کہ میں نے حدیث
ستر احمد بن حنبل سے لکہی ہے عبارت یہ ہے قولہ لقصد الاشتہار الخ ای لیشتہر عند العامۃ انہم من
العلماء الکبار او لیشتہر تلک الحدیث فی اہل الدیار و ذکر فی خلاصۃ الطیبی ان من الواضعین
قوم من السوال و شحاذین یقفون فی الاسواق والمسجد فیصفون علی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم احادیث باسانید صحیحۃ قد حفظوها فیذکرون الموضوعات بتلک الاسانید قال
جعفر محمد الطیالسی صلی احمد بن حنبل و یحیی بن معین فی مسجد الرصافۃ فقام بین ایدیہما
قاص فقال حدثنا احمد بن حنبل و یحیی بن معین قال حدثنا عبد الرزاق قال حدثنا
معمر عن قتادہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال لا الہ الا اللہ
یخلق اللہ من کل کلمۃ منہا طائرا منقارہ من ذہب و ریشہ من مرجان واخذ فی قصۃ نحو من عشرین
ورقۃ فجعل احمد ینظر الی یحیی و یحیی ینظر الی احمد بن حنبل فقال انت حدثت بہذا فقال
واللہ ما سمعت بہ الا ہذہ الساعۃ قال فسکتا جمیعا حتی فرغ فقال ای اشارۃ یحیی بیدہ
ان تعال فجاءہ متوہما النوال یجیزہ فقال لہ یحیی من حدثک ہذا فقال احمد بن حنبل
و یحیی بن معین فقال انا ابن معین وہذا احمد بن حنبل ما سمعنا بہذا قط فی حدیث
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان کان ولا بد الکذب فعلی غیرنا فقال لہ انت ابن معین

قال نعم قال لم ازل اسمع ان ابن معین احمق ما علمته الا هذه الساعة قال یحیی وکیف علمت
انی احمق قال فانہ لیس فی الدنیا یحیی بن معین واحمد بن حنبل غیر کما کتبت عن سبعة
عشر احمد بن حنبل غیر هذا قال فوضع احمد بن حنبل کمه علی وجهه وقال دعه یقوم
فقام کالمستهزئ بهما انتہی پس جب اوس زمانہ مین بہت اچھا زمانہ اس زمانہ کی نسبت ایسے موضوعات
روایات وعظ مین واعظ لوگ بیان کرتے تھے تو اس زمانہ کا کیا اعتبار ہے اس زمانہ کے واعظ کا ہر وعظ
کیا خالی موضوعات سے ہوتا ہے پس بعض لوگ روایات موضوعہ محفل میلاد مین بالفرض والتقدیر
اس زمانہ مین پڑہتے ہین اس سبب سے تمام مجالس مکروہ ہو گئے تو بعض وعظ کا بہی یہی حال ہے پس تمام مجالس
وعظ کو بہی گنگوہی مکروہ کہدے اور مولوی عبد الخالق واعظ دیوبند بہی اب تو مرتکب فعل غیر مشروع
کہدے پس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے ایسے لغو لچر تقریر گنگوہی کی ہے کہ اسکے سبب سے تمام وعظ
بہی مکروہ ہوئے جاتے ہین شاید اپنی سفاہت کے چھپانے کو کہدیگا کہ وعظ مین یہ درست ہے مجلس میلاد شریف مین درست
نہین تو اس تفرقہ کی دلیل کی ہم طالب ہین شاید کہو کہ وعظ مین روایات موضوعات نہین ہوتے
تو کتابین وعظ دکہاوینگے جنکو بعض وعظ بہی پڑہتے ہین الغرض تمام مجالس کا ایک حکم دینا نہایت درجہ کی
سفاہت وحماقت ہے پس اس قول سے نادانی و بے علمی ثابت ہوئی اور مجالس میلاد مین اعزا وضاع لازم نہین
بسبب ہونیکے ہر مجلس مین روایات مانند وعظ کے بعض مجلس میلاد اعزا مراد لیگا تو یہی وعظ مین پیش کیا جاویگا اور بعض مین
اعزا وضع پائے جانے سے کل مین اعزا ہونا مراد لینا تو یہی حکم وعظ مین جاری ہے پس قول گنگوہی کا ساقط ہوا اور یہ گنگوہی اور جیسا کہ رفع خشوع
سبب عدم سو اس نماز مین موجود شب بیداری مجلس سے صلوۃ فجر مین سبب کاہلی نوم کے رفع خشوع چند کو
زائد موجود ہے یہی کمال بے انصافی ہے شب بیداری عبارت تمام شب بیدار رہنے سے ہے ہر ادنی
واعلی جانتا ہے کہ اس مجلس کے واسطے شب بیداری لازم وضرور نہین ہے بلکہ رات مین ہونا بہی ضرور
نہین ہے چنانچہ مشاہدہ ہر خاص وعام کا ہے کہ یہ مجلس دن مین بہی بہت ہوتی ہے اور رات مین بہی ہوتی
ہے تو تمام شب نہین ہوتی ہے غایت نصف شب کبہی اس سے بہی قبل اور نصف شب تک جاگنا بلکہ نماز عشا
بہی نصف شب تک مباح ہے فی الدر المختار وتاخیر العشاء الی ثلث اللیل قیده فی الخانیة وغیرها
بالشتاء اما الصیف فیندب تعجیلها فان اخرها الی ما زاد علی النصف کره لتقلیل الجماعة
اما الیه فمباح انتہی پس نصف شب بیداری کرنے سے ایسی کاہلی پیدا ہوتی کہ فجر کی نماز مین کاہلی کے
باعث خشوع فوت ہوتا کہ جس سے کراہت لازم آتی تو فقہاء نصف شب نماز عشاء کو مباح نہ فرماتے

بلکہ مکروہ فرماتے جیسے کہ بعد نصف شب کے نماز عشاء کو مکروہ فرماتے ہین لکن یہ مکروہ فرمانا سبب عدم خشوع کے نماز فجر مین نہین ہے بلکہ اس سبب سے ہی کہ نصف شب کے نماز عشاء پڑہنے تفضیل جماعت عشا کی ہوتی ہے چنانچہ اسکی عبارت در مختار سے یہ اوپر گذر چکا ہی پس نصف شب کے بعد تک ہی مجلس میلاد شریف رہے تو نماز فجر مین کچھہ خرابی نہین ہان شب بھر جاگنے مین یہ خوف ہی اور شب بھر جاگنا یہان ہرگز نہین ہوتا ہی لکن یہ بھی اوس شخص کیواسطے جسکو عادت جاگنیکی نہووے اور جسکو عادت ہووے انکو یہ خوف بھی نہین امام صاحب و دیگر بزرگان دین تمام رات جاگنا اور فجر کی نماز عشاء کے وضو سے پڑہنا اور ایک ختم قرآن مجید کا کرنا ہر رات مین ثابت ہے ایسے صاحبونکو کاہلی ایسے نہین ہوتی کہ نماز صبح مین خشوع جاتا رہے اور عدم سو تو نسے خشوع اوسی نماز کی مین فرق پہنچتا ہے جسمین عدم سور کہا جاتا ہی کیونکہ اسوقت تمام کاہی لحاظ رکہنا اور حضور قلب و خشوع بہی اوسیوقت ہونا دشوار ہے غالباً فرق حضور قلب و خشوع مین ضرور آویگا اور مجلس میلاد شریف اور وقت مین ہوتی ہے اور نماز فجر دوسرے وقت مین اسمین غالباً ایسی کاہلی کہان ہوتی ہے کہ جس سے حضور قلب و خشوع نماز فجر کے مین فرق آجاوے یہ امر تو ہر فرد بشر عاقل پر واضح ہے کہ نصف شب تک یا کچھہ زائد تک جاگنے کی تو اکثر لوگونکی عادت اس زمانہ مین ہے اسکے بعد سونے سے نماز فجر مین کاہلی ہرگز نہین ہوتی ہے پس یہ قیاس گنگوہی کا بہی اوسکی فہم و علم ناقص سے خبر دیتا ہی اور چند گونہ رفع خشوع بتانا گنگوہی کا اسپر طرہ ہے اور یہ قول گنگوہی کا (اور جسطرح اس صلوۃ مین تعجیل صلوۃ فجر سے سنت وقت فوت ہوتی ہے اس مجلس کے اکثر حاضرین کے خود نماز فجر سے فوت ہوجاتی ہے) سراسر افترا ہی کہ حاضرین مجلس کے حق مین بسبب حضور مجلس کے اکثر حاضرین کی نماز کا فوت ہونا بتاتا ہے جہوٹ بولتے ہوئے شرم نہین آتی وہابیہ کے تو وہان فروغ تجلی نور ملائکہ حاضرین مسجد کے سے کہ ذکر خیر کی مسجد مین آنا انکا احادیث سے ثابت پر جلتی ہین اور اس مجلس کا نام سنکر مانند شیخ نجدی نہایت غم و اندوہ انکو ہوتا ہی اور وہان جاتے ہوئے ڈرتے ہین کہ وقت قیام قیام نکرینگے تو اہل سنت و جماعت لمنکرین ذکر جمیل آنحضرت صلعم کو سزا انکو بہو نچاوینگی باین ہمہ اس گنگوہی نے کسطرح جانا کہ نماز حاضرین مجلس کی قضاء ہوجاتی ہے وہ بہی ایسا تفصیل سے کہ اکثر کی قضاء ہوجاتی اور ہوجانیکا لفظ استمرار پر دال ہے جو مشعر اس امر کا ہی کہ ہمیشہ کا حال گنگوہی بیان کرتا ہی اور تمام مجالس کا یہی حکم دینا اس پر دال ہے کہ تمام جہان یا ملک مخصوص مانند ہند یا روم یا شام وغیرہا کا حال اسکو معلوم ہی کسی وہابی کو دعوے ہے تو یہ ثابت کردے کہ ایک شہر مین جو مجالس ہوتی ہین اوسکے اکثر

حاضرین مجلس کے سبب حضور کے نماز فوت ہمیشہ ہو جاتی ہے یا دس بیس ہی دفعہ فوت ہونا ثابت کردی
خیر ایکدفعہ دکھادی کہ تمام اوس شہر کے مجالس کا یہ حال ہے یہ تو کسی وہابی سے حشر تک بھی نہیں ہو سکتا
ہی اور نہ ہوا ہے فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ پر عمل کرکے وہابیہ کو توبہ کرنا لازم ہے
اور آیت لعنت اللہ علی الکاذبین کی وعید سے انکو بچنا ضرور ہے ایسے مفتریات کرنا ایسے ہی لوگون
کا پیشہ ہے جنکو ایمان سے بھی کچھ علاقہ نہیں ہے یہ جو کہا گنگوہی نے کہ اس صلوۃ میں جسطرح
سبب سجدہ خارج نماز کی کراہت حاصل ہوئی اس مجلس مولود میں بسبب بساط غیر مشروع کی اور لباس
ممنوع کی اور اسراف روشنی کی کراہت موجود ہے سراسر بے انصافی و تعصب ہے کجا سجدہ غیر مشروع
کجا بساط وغیرہ مجالس کے امور کے اوس سجدہ کا جواز تو بالعرض و بالذات کسیطرح معلوم ہی نہیں ہوتا
اور روشنی زائد از حاجت و فروش کا جواز واسطے تعظیم مجلس کے اور عدم حقارت و اہانت کی اظہار
علوم اور رفعنا لک ذکرک سے معلوم ہو چکا ہے پس جسکا جواز کتب دینیہ سے بطور دلالت کی معلوم ہو قیاس
ایسے چیز پر کرنا جو کسیطرح جائز نہیں سراسر نادانی ہے اور گنگوہی جو فروش و بساط کو غیر مشروع بتاتا ہے
اشکال بیچ کھیرتا ہے اس نے بساط محافل و مجالس میلاد کی کہان دیکھے اوسمین کونسے چیز ناجائز ہے وہ فرش
چاندسونے کے ہوتے نہیں ہیں ریشم کے بھی نہیں قالین سوت یا کسی جگہ صوف کی اور دریان سوت کے
اور چاندنیان و سوزنیان یہ تمام سوتی ہوتی ہے گاؤ تکیہ وہ بھی روئی و سوت کا کپڑا اوسمین کوئی چیز
غیر مشروع نہیں بعض جائے پر یہ تمام امور ہوتی ہیں اور اکثر جائے نہیں بھی ہوتی ہیں اگر بالفرض
ریشم کا تکیہ و فروش ہووے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے ہدایہ میں ریشم کا تکیہ اور ریشم کے فرش پر
سونا لا باس یہ لکھا ہے امام صاحب کے نزدیک ولا باس بتوسدہ والنوم علیہ عند ابی حنیفۃ
وقالا یکرہ اور ایسے اختلاف ریشم کے پردہ میں ہے اور اسکے لٹکانیمین دروازہ پر وکذا الاختلاف فی
ستر الحریر وتعلیقہ علی الابواب انتہی مافی الہدایۃ اور درمختار میں ہے کہ پردہ رقیق واسطے
ڈھکانی مچھرونکی ہووے اوسمین سونا مردونکو درست ہے ولا باس بکلۃ الدیباج وہو ما سداہ ولحمتہ
ابریسم شرح وہبانیۃ للرجال، لانہ لیس بلبس ونظم شارح الوہبانیۃ فقال وفی کلۃ الدیباج فالنوم
جائز انتہی اور تحت قول صاحب درمختار کی وہو الکیس الذی یعلق، رد المحتار میں بھی وفی الدر المنتقی ولا
تکرہ الصلوۃ علی سجادۃ من الابریسم لان الحرام ہو اللبس اما الانتفاع بسائر الوجوہ فلیس
بما فی الصلوۃ الجواہر انتہی دیکھو فرشی و تکیہ پردہ لٹکانیکا اور پردہ واسطے ڈھکنیا فی مچھرونکی اور

نماز کا یہ تمام ہمارے علماء کے نزدیک جائز ہین پس فروش مجالس میلاد کی اور تکیہ وغیرہ وہ ریشم کی ہووین
تب بہی غیر مشروع نہین ہین معلوم نہین کونسے بساط کو گنگوہی غیر مشروع اٹکل بچو بتاتا ہی اور اپنے دل سے
زبردستی ایسے باتین کرتا ہی اگر کسی سے سنا ہی ہووے تو بلا تحقیق حقیقی ایسا کہدینا بدلیل حدیث نبوی
صلعم کفی بالمرء کذبًا ان یحدث بکل ما سمع کی جہوٹ سے یہ خالی نہین ہے اور بعض لوگونکی لباس
غیر مشروع ہووے بالفرض تو اوس سے مجلس میلاد کو کیا نقصان ہے جواز مجلس وعظ و تذکیر کی
یہ نہین ہی کہ تمام لوگ موافق لباس پہنکر مجلس مین تو مجلس وعظ درست ہووے ورنہ نہین ایسے تصریح
کہین کسی عالم محقق و فقہ قابل قبول کے قول کے پیش کی ہوتے گنگوہی سے تو اسوقت ایسے لوگونکی حضور
سے کراہت و عدم جواز مفہوم ہوتا اس زمانہ مین یہ بہی جواز کے واسطے ضرور ہوگا تو کوئی مجلس وعظ و نماز
تراویح و عید و استسقاء و نکاح وغیرہا بدون کراہت نہوگا اور ایسے ہی لوگونکی فہمائش اور اتباع آنحضرت
صلعم کی رغبت والانیکو مجالس وعظ و مجالس میلاد شریف کی جاتی ہین اور انہین لوگون کے افادہ و افاضہ
کیواسطے یہ مجالس ہوتی ہین جب یہ شرط ہوئی کہ یہ لوگ نہووے تو انکو ترغیب و ترہیب جسکے سبب سے
ایسے امور کو چہوڑدین نہ آوینگے تو کسطرح ہوگی اور تمام لوگ من کل الوجوہ با شرع ہونگے تو اونکو ترغیب
و ترہیب سے جو غرض ہی کہ اتباع شریعت حاصل ہی ہے پہر اونکو چندان فائدہ ہونا متصور نہین ہے
انبیاء علیہم السلام کی گفتگو کرنا کفار اور فہمائش اور آنحضرت صلعم کے مجلس مین کفار کا آنا ثابت ہے تاکہ
آنے سے تو مکروہ نہووے تاں مسلمان لوگ کو فاسق ہون جو بدرجہا کفار سے بہتر ہین جنکا راہ راست
آنا بہ نسبت کفار کی بہت آسان اونکی آنے وہا بیہ کے نزدیک مجلس مکروہ ہوجاتی ہے اگر ایسا ہی ہے
تو مجالس وعظ وغیرہ کو بہی مکروہ کہنا چاہیئے یا مجلس میلاد سے عناد ہی کہ یہ وجہ عدم جواز اپنی رائے
خاص سے اس مجلس کے ساتھہ کی ہے اور دوسرے مجالس مین اگرچہ ایسے وجوہ موجود لکن وہ مکروہ نہین
ہوتین اس پیر دال کسی عالم محقق کا قول لانا چاہیئے ورنہ معاندت صرف ہے اور روشنی وغیرہ
کا جواز ہم اقوال فقہاء سے ثابت کر چکے پس بےعلمی گنگوہی کی ظاہر ہے پس یہ قول گنگوہی کا
یہ کہ مجلس اس صلوۃ سے بالکل مطابق مع شئی زائد کے ہے غلط و دروغ ہوگیا اور بخوبی معلوم ہوگیا
کہ یہ مجلس ہرگز مطابق صلوۃ رغائب کے نہین منصفین غور فرماوین کہ جو بالکل مطابق بتاتا ہے تو اس نماز
رغائب کے بارہ مین علماء نے یہ بہی کہا ہے کہ یہ نماز موضوع آنحضرت صلعم اور کذب ہے یعنے نماز پڑہنے
یا فرمانیکی نسبت آنحضرت صلعم کیطرف کرتے ہین اور آنحضرت صلعم پر کذب بتاتے ہین اس محفل کو کسی نے کہا

کہا ہے آنحضرت صلعم نے یہ محفل ہاین قیود کی ہے یا اسلیے کرنیکو فرمایا ہو پس اسوجہ مین بہی مطابق نہین ہین اور
صلوۃ رغائب کو یہ بہی علما رفرماتے ہین کہ اسکو عوام سنت سنن نبی صلعم سے جانتے ہین اور یہ بہی فرماتے ہین سنت عوام
اسکو بلاد روم مین فرض جانتے ہین اور یہ بہی فرمایا ہے علمانے فرائض کو چہوڑ دیتے ہین اس نماز کو نہین چہوڑتے ان تمام
وجوہ کا ذکر جو ہمنے کین عبارت شرح منیہ سے منقول اس گنگوہی ہین موجود ہے اور ان وجوہ مین مطابق
موافق زعم فاسد اپنی بہی گنگوہی نہ بیان کرسکا جیسا کہ اور وجوہ مین زعم فاسد کیا ہے اور بالکل مطابق
بتانا تصریح کذب ہے یا نہین انصاف طلب مسلمانون سے اس امر مین اب یہ تو خوب ظاہر ہوگیا نہ گنگوہی پانچ
قواعد شرح منیہ سے سمجہے ہونے کے موافق فاتحہ مرسوم وسیوم وچہلم وتعین جمعرات ومجالس میلاد کا بدعت
ہونا ثابت ہے اور نہ محفل میلاد شریف مطابق صلوۃ رغائب سکے ہے اس امر مین تمام جانفشانی گنگوہی
کی برباد ہے الحمد للہ الذی وفقنا لہذا اب ہم صفحہ ۱۰۲ طرف ہم رجوع کرتے ہین پانچ قواعد جو لیکے ذہن مین عام
سمجہکر گنگوہی تمام رسالہ اونسے رد ہوجانا بتاتا ہے اگرچہ جو کچہ ہمنے اوپر بیان کیا منصفین اونکیا کیمو سطے
اونکے رد کے واسطے یہی کافی ہے لکن کچہہ اور تنبیہ اس گنگوہی کی غلط فہمی پر سردیجاوے تو خالی نفع سے نہین ہے
مولف انوار ساطعہ نے وہابیہ کے اس بات کے جواب مین کہ تعین سورت نماز مین مکروہ پس ایصال قرآن
وغیرہ مین بہی تعین دن ہوتا ہے مکروہ کہا تہا کہ تمہارا قول ہو کہ قیاس کرنا مجتہد کا کام ہے اور اپنے مطلب کو بہی
تم جواز قیاس کرتے ہو جائز ہے ہم اس سے قطع کرکے کہتے ہین کہ تعین یوم فاتحہ وغیرہ کو قیاس نماز پر
کرنا صحیح نہین ہے اور تمہاری دلیل تام نہین سورت کی کراہت تو جب ہو کہ ایک ہی سورت پڑہنا
واجب جانے دوسرے یہ کہ جاہل کو اعتقاد ہوجاوے کہ ایک ہی سورت واجب دوسری نہین
مین کہتا ہون قوی وجہ کراہت کے اول ہے **گنگوہی** کا یہ ہذیان اوسکے جواب مین ہے ذ تقریر مختصر
یہ کہ مقید کرنا کسی مطلق کا شرعا بدعت ومکروہ ہے جیسا کہ فقہا رنے اس قاعدہ کے سبب سے لکہا ہے کہ کسی
نماز مین کسی سورت کو موقت نکرے اگر ایسا کریگا تو مکروہ وبدعت ہوگا پس جب صلوۃ مین تعین حسب قاعدہ کے
تعین سورت مکروہ ہوا ایصال مین بہی حسب قاعدہ کلیہ کے تعیین وقت اور ہیئت کے ہوینگی خلاصہ
دلیل مانعین بدعت کا یہ تہا جسکو مولف نے اپنے حوصلہ کے موافق نقل کیا اب چونکہ مولف نے اس
مسئلہ تعین سورۃ مین اپنے حوصلہ علم کا ظہور ظاہر تو اسکو نہوکہ ہدایہ مین لکہا ہے ویکرہ ان یوقت بشیء
من القرآن شیء من الصلوۃ لان ہجران الباقی وایہام التفضیل انتہی سو یہ جزیہ ایک کلیہ کا
ہو کہ وہ یہ ہین تمام عبادات عادات مطلقہ کا تقید کرنا شارع نے ممنوع کردیا ایک جزئی اوسکی تعیین

سورہ ہی ہے جیسا کہ اوپر واضح ہولیا تو مولف اس جزئیہ کو مقیس علیہ اور سیوم کے مسئلہ کو مقیس محض رائے سے سمجھ گیا کیا فہم ہے یہ نہیں جانتا کہ جب کلی امر کا ارشاد ہوا تو اوسکی جملہ جزئیات محکوم ہوگئی گویا فرد کا نام لیا جب یا ایہا الناس فرمایا تو زید عمرو بکر عبد السمیع سبکو نام بنام حکم ہوگیا کسی جزئی کو مقیس نہیں کہسکتے اسیطرح جب تقیید مطلق کو منع فرمادیا تو سب جزئیات اوسکے خواہ تعین سورہ ہو خواہ تعین روز سیوم ہو خواہ تعین نخود ہو سب ممنوع بالنص الکلی ہوگئی مانعین بدعت کے کلام قیاس نہیں بلکہ جو جزئی اس کلیہ میں مشہور اور ظاہر متفق علیہ ہے اوسکے نظیر دیگر اور امثال سے فرمایش کرکے دوسرے مندرجہ اس کلیہ کو ظاہر اور الزام کرنا ہی کہ سبتدعین نے اوسکے اندراج تحت ہذہ الکلیہ نہیں سمجھا تہا پس قیاس کہان ہے مولف کو عقل نہیں کہ کلیہ کو اور قیاس کو اشتباہ کرسکے) **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق الانیق معلوم نہیں گنگوہی کو اسقدر بے فہمی کہانسے آگئی ہے ایسے لغو کجیر تقریر کرتا ہے کہ فقہا اس سبب سے کہ کسینے مطلق کو مقید کرنا بدعت ہے سورت کو بوقت کرنا بدعت لکہا ہے یہ کلام گنگوہی بالفعل غیر محصل ہے خود گنگوہی نے عبارت ہدایہ کی نقل کی اور اوس عبارت مین وجہ کراہت صاحب ہدایہ ہجران باقی قرآن کا اور تفضیل سورت معینہ ایہام ہونا فرماتی ہے اور اوپر عینی شرح ہدایہ سے گذرچکا ہی کہ بدلیل آیت قرآنیہ ہجران باقی قرآن کا ممنوع ہے اور تفضیل قرآن کی بعض آیت و سورت کو بعض دوسرے پر ناجائز ہے پس تعین سورت کے کراہت کی یہ وجہ فقہا فرماتے ہیں نہ یہ کہ کسی مطلق کا مقید کرنا درست نہین یہ گنگوہی بے فہمی سے واسطے بنا فاسد علی الفاسد کرنے کو سورت کی کراہت بوجہ فقہا کے نزدیک ہونا بیان کرتا ہی اور انکے سبب کراہت فقہا کے نزدیک ہونا ثابت کرتا ہی اس عبارت ہدایہ مین تو اسکا ذکر ہی نہین اور یہ تعمیم اطلاق ہی غلط ہے فی نفسہ کہ کسی مطلق کو مقید کرنا بدعت ہے یہ فقط نص مطلق کے بارہ مین کہ اوسکا مقید کرنا درست نہین ہے اور مقید مطلق کا ورود معا ہووے اور دونون مثبت ہوویں وقفے نہو ورنہ مع اتحاد سبب کے تو مطلق کو مقید پر حملکرتے ہین اور قید ملتی ہین فی مسلم وان کانا مثبتین فان وردا معًا والسبب واحد حمل المطلق علیہ ضرورۃ ان السبب لا یوجب المتنافیین والمعیۃ قرینۃ البیان کقولہ تعالی فصیام ثلثۃ ایام مع قراۃ ابن مسعود متتابعات ومن ثم قال اصحابنا بوجوب التتابع فی صوم کفارۃ الیمین وان جہل التاریخ فکذلک لعدم الترجیح فیترجح البیان انتہی اس گنگوہی کے کلام سابق مین گذرا ہی کہ تقیید مطلق کے ناجائز ہونے پر اجماع ہے اوسکا بطلان ہی ہوگیا اور یہ تو ہمارے نزدیک بہی تقیید مطلق جائز امام شافعی رح بعضے ایسے جاہین مین جائز فرماتے ہین کہ حنفیہ کے نزدیک ناجائز

پس اجماع بتانے مین بہی جہالت اسکی ظاہر ہوگئی اور علی العموم کہنا عدم جواز تقیید مطلق کا بہی غلط ہوگیا اور فقہار نے وجہ کراہت تعیین سورت جو بیان کی وہ یہ نہین ہے جو گنگوہی بتاتا ہی اسمین بہی بیعلمی ثابت ہوگئی اب اس پر بنا رکیا تہا کراہت تعین روز سیوم کو اوسکا ثبوت بہی نہوا اور سورت کے تعین جس وجہ سے مکروہ ہے کہ ہجران باقی قران وایہام تفضیل بعض سورت کو بعض پر وہ تعیین روز سیوم مین موجود نہین کیونکہ تیسرا دن معین کرنے سے یہ لازم نہین آتا کہ بعض قرآن کا اعراض وہجران ہووے اور نہ تفضیل بعض سورت کے بعض پر کیونکہ یہ توجب لازم آتا کہ پورا قران نہ پڑہا جاتا سیوم مین جب پورا قران پڑہا جاتا ہی تو یہ وجہ مفقود ہی جو کراہت کے تہے اور گنگوہی جو تقیید مطلق کو کلیہ بناکر تمام عبارات وعادات مطلقہ کا تقیید مطلق کو شارع کا منع کردینا بتاتا ہی اور تعیین کو بہی اوسکی جزئی قرار دیتا ہے غیر مسلم ہی شارع نے تمام عبادات وعادات مطلقہ کا تقیید بایں معنی کہ آسانی کیواسطے یا کسی دوسرے مصلحت کے واسطے وقت معین کرنا عبادات کا یا عادات کا منع کیا ہے غلط محض ہے اور نہ کسی فقیہ نے یہ عامہ قاعدہ بیان کیا ہے گنگوہی سچا ہے تو بحوالہ کتب یہ ثابت کردی ورنہ کذب محض ہے اور تعیین سورت تو ہجران باقی قرآن ایہام تفضیل کی جزئی ہے ایسے تقیید مطلق جو گنگوہی نے اپنی ذہن سے گہڑ ہی ہے اوسکی جزئی ہونا ہرگز مسلم نہین ہے اگر یہی ہے تو تعطیل مدرسہ دیوبند ماہ رمضان اور جمعہ مین اور امتحان ہونا شعبان مین اور دستار بندی ضرور ہونا اور گنگوہی کو بلا کہا جا سے تمام توقیت وتعین این انکی جواز کے بہی کوئی نص موجود نہین یہ بہی کلیہ گنگوہی کے جزئیات ہین تمام مکروہ وحرام ہو جاوینگے سچا ہے تو کوئی نص توقیت وتعیین کے جواز کے پیش کرے اور فی الواقع جو تقیید مطلق کی فقہار کے نزدیک نا جائز کہ کسی نص مطلق مین کوئی قید لگائی جاوے کہ اس قید کا ہونا جواز اوسی فعل کے واسطے ضرور ہووے اور بدون اوس قید کے عدم جواز اور نہ ادا ہونے مامور کا کیا جاوے جیسا کہ امام شافعی صاحب کفارہ یمین مین جو غلام آزاد کرنیکا حکم ہے اور قرآن شریف مین غلام کا مومن ہونیکی قید نہین ہے کفارہ قتل پر قیاس کرکے مومن ہونیکی قید لگاتے ہین اور بلا قید مومن ہونے کے کفارہ یمین کا ادا ہونا جائز نہین جانتے ہین ایسے تقیید مطلق بہی روز سیوم وچہلم وجمعرات وتخود مین موجود نہین کہ کوئی مسلمان یہ اعتقاد کرتا ہو کہ دوسرے کہ یہ اوقات اور تخود نہونگے تو صدقات وثواب کا وجود وثبوت ہرگز نہوگا اور نہ خود پر کلمہ نہ پڑہا جاویگا تو ایصال ثواب کلمہ کا نہوگا پس جو فی الواقع تقیید مطلق ہے اوسکا وجود ہی نہین اور جس وجہ کراہت تعیین سورہ فقہار فرماتے وہ بہی نہین ہے ایسے لغویات باتون گنگوہی سے کیا ہوتا ہے اور کلیہ بنا

اصل غرض گنگوہی کے یہ ہی کہ مؤلف انوار کا اعتراض کہ تم تعیین سورت پر قیاس سیوم کو کرتے ہو اور
تم خود کیتے ہو کہ قیاس کام مجتہد کا ہی مرتفع ہو جاوے اور اوس اعتراض کا جواب ہو جاوے اور نہ لازم
آوے کہ تعیین سورت پر یہ قیاس کیا ہے سیوم کو پس جاننا چاہیے کہ قیاس میں چار چیزیں ہوتی ہیں
ایک مشبہ بہ ایک مشبہ ایک حکم اور ایک وصف جامع نبیذ خمر کو قیاس خمر پر کریں اسطرح اوسکی
تقریر و تصویر ہو ویگی نبیذ مسکر ہی مثل خمر کی اور خمر حرام ہے بسبب سکار کے پس نبیذ حرام ہے سلیب
اسکا نبیذ مشبہ ہے اور خمر مشبہ بہ ہے اور حکم حرام ہے اور اسکار وصف جامع دونوں نبیذ او خمر میں
التحقیق ان القیاس حجۃ کسائر الحجج فرکنہا المعلل منہا اولا فما ینحصل ان بہ ارکان ثانیا فانما الارکان
الارکان وھی الامور الاربعۃ کما فی قولک النبیذ مسکر کالخمر والخمر حرام للاسکار فالنبیذ حرام
انتھی ما مسلم الثبوت وشرحہ لبحر العلوم وہی ارکان قیاس تقریر و ہابیہ میں موجود ہیں کہ سیوم کی تعیین
کو مانند تعیین سورت کے کہتے اور حکم کراہت لگاتے ہیں اور وصف جامع گنگوہی نے نئے گھڑے کیا تقید
مطلق وہی تقریر و تصویر یہاں موجود ہو کہ سیوم معین ہے مانند سورت معین کے اور سورت معین
مکروہ واسطے تقید مطلق ہے پس سیوم مکروہ ہے واسطے تقید مطلق کی اب گنگوہی اسکے قیاس ہونیکا
انکار کرے تو یہ انکار جہالت و سفاہت صرف ہے پس بلا شبہ اعتراض مولف انوار کا وارد ہے اور
گنگوہی ہذیان سے کہ یہ جزیہ ملکیہ مرتفع نہیں وصف جامع جزئی خاص نہیں ہوتی ہے کلیہ بھی ہوتی ہے
کلیہ کے ثبوت سے قیاس ہونا دفع نہیں ہوتا اور کلیۃً ثبوت کسی چیز کا شارع ہو جاوے تو تمام جزئیات
کا ثبوت ہو جانا مسلم ہے لکن اس محل میں ثبوت اس کلیہ کے تقید مطلق تمام عبادات و عادات میں ہر
طرح سے خواہ مخالف کسی دلیل کے ہووے یا نہووے شارع سے اور کسی فقیہ سے ممنوع ہے اور یہ جزئی
گنگوہی کی کہ سیوم وغیرہ کا تعین ہے اس کلیہ اختراعیہ کی جزئی ہے پس اس کلیہ کا ثبوت شارع و فقہا
سے نہیں تو اس جزئی کی کراہت جو اوسکی جزئی کی اوسکا ثبوت کسطرح ہو جاویگا اور جو تقید مطلق
غیر جائز ہے جسکا ذکر اوپر چند مرتبہ ہو چکا ہے جس سے نسخ اطلاق نص ہووے وہ یہاں موجود نہیں پس
سیوم کسی کلیہ شرعیہ کی جزئی نہیں اور تعیین سورت دوسرے کے تحت میں داخل کہ وہ ایہام تفضیل
و ہجران باقی قرآن کا ہی نہ اوس کلیہ کے جزئی جو گنگوہی بنا رکھے ہے پس قیاس ہی کیا گنگوہی ہے وہ بھی فی
نفسہ باطل اسواسطے غیر مجتہد کو قیاس کرنا ناجائز ہے کہ ہو کچھ بھی پہچان کچھ لیتے ہی اور اگر کسی حکم کا
مناط مجتہدین کے نزدیک کوئی کلیہ ہو اور اس کلیہ کا وجود کسی جگہہ واضح ہو جاوے علما رکاملین پر

اگرچہ وہ علماء مجتہدین مین سے ہون تو وہ حکم جسکا وہ کلیہ مجتہدین کے نزدیک مناط مقرر ہوچکا ہی اوس
جگہہ پر جہان اوس کلیہ کا وضوح ہے تو بے شبہ جاری کرنا درست ہے اوس کو قیاس نکہینگے لکن یہ حکم
جاری کرنا ایسے علماء کا کام ہے جنکو معلوم ہوسکتا ہی کہ یہ مناط فلان حکم کا مجتہدین کے نزدیک قرار پاچکا ہے
اور وہ مناط جو قاعدہ کلیہ کسی جائی خاص مین پایا جانا بہی محقق ہوی ایسے کم علم و بے انصاف کو جیسے گنگوہی
کہ نہ یہ خبر کہ اس کا حکم مناط کونسا کلیہ ہے اور نہ اوس کلیہ کا حصہ وہان موجود ہونا اوسکو معلوم یہ حکم جاری
کرنا درست نہین ہے ؎ کلاہ خسروی و تاج شاہی ٭ بہر کل کی رسد حاشا و کلا ٭ اسی محل مین ہدایہ کے عبارت
جو نقلکی جس سے واضح ہی کہ ہجران باقی قرآن و ایہام و تفضیل وجہ کراہت تعیین سورت کی ہے اور پہر اسکو
چہوڑ کر واہی تباہی کہنا شروع کردیا اس شخص کو علم و انصاف ہوتا تو ایسا کیون لکہتا اور یہ صرف اسنے اسیہی
غرض سے کہا ہی کہ ہجران باقی قرآن ایہام تفضیل سیوم و چہلم و جمعرات و میلاد شریف و نحوہ مین موجود
نہین ہے اور اس سبب سے کراہت ان امور کے تو ثابت نہین اب ایک قاعدہ عامہ اپنے شکم سے نکالنا
جو اس سے عام ہووے اور اوسکو بہی ایسا عام گہڑنا چاہئے کہ تمام جہان کے اسباب اپنے نفس کے اور
زعم فاسد کے مخالف ہین تمام مکروہ ہوجاوین اور اتنی خبر نہ رہی کہ فرعون موسی مشہور اہل بیعلمی و بے انصافی
ظاہر کردیا اور بدلہ نفع نقصان و خسران ہوگا اور سیوم وغیرہ کو جو ممنوع بالنص الکلی بتا رہا ہی نہ معلوم
وہ کونسے دن اس گنگوہی کے شکم سے برآمد ہوگی جو جو نصین اپنے نزدیک مانند کل بدعۃ ضلالۃ کی اور تخصیص
صوم جمعہ کے وامثالہا لئے اسکی بہی جو پیش کردین تہین اونکا تو حال معلوم ہوچکا کہ اونسے ان امور کے
کراہت ہرگز ثابت نہین اور نص اس بارہ مین موجود نہووے تو اوسکو بدعت کہدینا بہی خصوصًا ایسے امور
مرسومہ مین باطل ہوچکا ہی کہ بدعت سیئہ نہین بلکہ اباحت اصلیہ ہے عبارت مسلم الثبوت کی بحث احکام کے
مقام ہم نقل کرچکے ہین اور حدیث مما سکت عنہ فہو مما عفی عنہ اس کیطرف بہی اشارہ کرچکے ہین اونسے ان امور
سیوم وغیرہ کا جواز ظاہر ہے اور استحسان مسلمین مزید ان پر دوسرے اور مسلم الثبوت و شرحہ کی بحث قیاس
سے تو اگر پہلے عبارات و حدیث سے اذعان حاصل نہین ہی تو عدم المدرک للحکم بخصوصہ فی واقعۃ واقعۃ
مدرک للاباحۃ الشرعیۃ لدلالۃ الدلیل السمعی علیہ کما مر فی الاحکام نقل کو اتممنا منصفین کو توکافی
معاندین کا علاج نہین ہی پس نص کلی سے ممنوعیت جو گنگوہی ان امور کو بتاتا تہا وہ ثابت نہین اور اباحت ثابت ہے
اور وہابیہ کا کلام قیاس فاسد ہے جو تعیین سورت پر کرتے ہین اور تعیین سورت نظیر و مثال قرار دیتا یہی قیاس کرنا
اثبات حکم کی حالت مین جس چیز کو مشہور و معروف کی نظیر و مثال دیجاتی ہین وہی قیاس ہوتا ہے علماء

محققین جواز قیاس کے ثبوت کی دلیل اس حدیث نبوی پیش کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم سے قبلہ صائم سے
دریافت کیا آنحضرت نے فرمایا تو مضمضت یعنے قبلہ صائم کا مانند مضمضہ کے اس امر مین کہ جیسے مضمضہ مقدمہ
اکل کا ہی ہے ایسے سے قبلہ مقدمہ جماع کا ہے مضمضہ سے نہ افطار ہوتا تم سب جانتے ہو ایسے قبلہ سے بھی نہین
جاتا ہی اور ایک عورت خثعمیہ نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ اپنے باپ کے طرف سے حج کر دیوے آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ اپنے باپ کیطرف سے دین ادا کر دے تو درست ہی یا نہین تو اوس عورت نے کہا ہان تو آپ نے صلعم فرمایا
کہ دین اللہ کا احق ہے سا تحت الاکرنیین فی التفسیر الکبیر تحت آیۃ اطیعو اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم
الایۃ کے فعلمنا انہ لابد وان یکون المراد فردوہا الی واقعۃ تشبہ تما فی الصورۃ والصفۃ ثم ان المعنی الذی قلنا
یوکد بالخبر والاثر واما الخبر فہو انہم لما سالوہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قبلۃ الصائم فقال علیہ الصلوۃ والسلام
ارائیت لو تمضمضت یعنے المضمضۃ مقدمۃ الاکل کما ان القبلۃ مقدمۃ الجماع فلما ان تلک المضمضۃ لم تنقض
الصوم فکذ القبلۃ ولما سئلۃ الخثعمیۃ عن الحج فقال علیہ السلام ارائیت لو کان علی ابیک دین فقضیتہ
ہل یجزی فقالت نعم قال علیہ الصلوۃ والسلام فدین اللہ احق بالقضاء انتہی بقدر الحاج پس بیان آنحضرت
صلعم نے مضمضہ و دین کے نظیر دیکر فہمائش کی اور دین کا ادا ہو جانا اور دوسرے کی ادا کرنے اور مضمضہ سے
روزہ نہ جانا مشہور و معروف ہے یہ دونون یعنے مضمضہ و دین مقیس علیہ آنحضرت صلعم کے قول مین قرار
دیجاتی ہین پس اس سے واضح ہے کہ مثال و نظیر مشہور مقیس علیہ ہوتی اور جسکو قیاس کیا ہے اسکا بیدہ وہ مقیس ہے
گنگوہی اپنی زبان سے ایسے کلمات بولتا ہی جس سے مقیس علیہ کا مقیس ہونا ثابت ہوتا ہی لیکن اسقدر خبر نہین
سبب نشہ شراب تعصب و بعلمی کی کہ اپنے قول کو سمجھے جو بات اسکی قول سے ثابت ہوتی اوسکا ہی انکار
کرتا ہی و نظیر و مثال مشہور کہ بیان تعیین سورت ہی مقیس علیہ اور یہ کلام تو ما بیہ اہل بدعت ضلالت قیاس کی
ہوا گنگوہی کا انکار اوسکے قول سے رد ہوتا ہی اور اوسکی بے علمی و بے عقلی سے خبر دیتا ہی اب مولف کو
عقل نہین یا خود گنگوہی کو عقل کہ یہ قیاس صاف ہے اور اسکی عقل مین نہین آتا ہی اب پڑھیے گنگوہی
اس مصرع کو نہ مین الزام انکو دیتا تہا قصور اپنا نکل آیا **گنگوہی** صفحہ ۱۰۵ اپنی بیفہمی سے سورت و بر وغیر
تاکہ تخصیص کا ثبوت آنحضرت صلعم سے بتاتا ہی اور یہ جہالت صرف ہے انہین سورت کی تخصیص کا انکار ہمارے
علما کرتے ہین اور اوپر عینی سے ہم نے نقل کر دیا کہ حمیعہ ان سورتونکے سوا دوسرے سورت بھی آنحضرت صلعم نے
پڑہے کبھی یہ اور کبھی اور پس تخصیص اس حالت مین کہان اسکو تخصیص کے معنے سے بھی خبر نہین لفظ تخصیص
سنلیا معنے نہین جانتا اور اسی صفحہ مین امام صاحب کا دوام کو مکروہ فرمانا بتاتا ہے اور حال اوپر گذر چکا

بحوالہ عینی کے کہ امام صاحب ملازمت اور مداومت اور موقت مکروہ جانتے ہیں کہ جب غیر کے جواز کا اعتقاد
نہو اور اس حالت مداومت امام شافعی صاحب بھی مکروہ جانتے ہیں اور اگر سورت معینہ پر ملازمت مداومت
کرے اور باوجود مداومت و ملازمت کے غیر کے جواز کا معتقد ہو وے کراہت نہیں پس مداومت علی الاطلاق
امام صاحب کے مکروہ بتانے میں یہ گنگوہی مفتری ہوا امام صاحب پر اسی صفحہ میں کہتا ہے کہ ہدایہ نے
دو دلیل کا اشارہ کیا ہی کہ جب شرع میں سور جائز ہیں تو ایک کے دوام میں باقی سور کا ترک ہوگا ہجران باقی قرآن کا
ہوا اور ہی تقیید مطلق ہوئی **اقول** وباللہ التوفیق پہلی ہی لبسم اللہ کہنا ہدایہ نے دو دلیل کا اشارہ حق
عبارت یہ تہا کہ صاحب ہدایہ نے دو دلیلیں بیان کین پر ایسے سفاہت اس سے بہت جائی وقوع میں
آئی ہیں ہمنے اکثر جا ہی مواخذہ نہیں قائل شرعیہ پر ہے اکتفا یہ قول کہ جب شرع میں سب سور جائز ہوئیں
گنگوہی نے اپنی طرف سے زیادہ کیا ہے ہدایہ میں یہ نہیں ہے اور یہ کچھ مفید نہیں زائد ہے کوئی مطلب اسپر
موقوف اور کوئی اس سے نکلتی نہیں اور قول وہی تقیید مطلق ہے یہ بہی ایجاد گنگوہی کی ہے صاحب ہدایہ
نے یہ نہیں کہا ہے لفظ وہی اس قول میں کلمہ حصر کا ہی جس سے واضح ہی تقیید مطلق ہجران باقی میں ہی اوسکی
غیر میں یعنے ہجران باقی نہو تو تقیید مطلق نہیں ہے اور محض غلط ہے بدون ہجران کے بہی تقیید مطلق
تعیین سورت میں ممکن ہے باین طور کہ ایک سورت مانند سورت جمعہ کو تو کوئی ادا جمعہ کیواسطے فرض جانے
اور بغیر اوسکے نماز کا جواز نہ جانے اور اسکے ساتھ ہی دوسری بہی سورت کبہی کوئی پڑہ لیا کرے یہانتک
کہ اوس سورت کے ساتھ تہوڑا تہوڑا کرکے تمام پڑہ لیا تو دیکھو یہان ہجران باقی تو نہیں ہے لکن تقیید مطلق
یہان موجود ہے کہ آیت فاقرؤا سے فرضیت قرأت علی الاطلاق معلوم ہے خواہ کہیں سے ہووے اور
اس شخص نے پہلا سورت جمعہ کو ہی فرض ادا ہونے کیواسطے ضرور فرض جانا ہے آیت کا مقتضی یہ تہا کہ بدون
اسکے ہی فرض دوسرے آیت و سورت سے بہی ادا ہو جاتا ہی پس یہان تقیید لازم آئی اور ہجران نہین
پس قول گنگوہی غلط محض اب یہ بہی جاننا چاہیے کہ کوئی شخص کسیصورت مانند کو کسی نماز کیواسطے
مانند نماز جمعہ کیواسطے واجب جانے اور فرض نجانے تب تقیید مطلق لازم نہیں آتی ہے اسلیئے کہ اوپر
تلویح و توضیح سے گذر چکا ہی کہ فاتحہ باوجودیکہ ہم واجب کہتے تب بہی زیادت کتاب جزو احد سے نہیں آتی
اور نسخ عموم آیت فاقرؤا نہیں لازم آتا ہی یہ فرضیت کی صورت میں لازم آتا ہی یعنے فاتحہ فرض کہتے تو
لازم یہ نسخ عموم و اطلاق کا لازم آتا اور واجب کہنے سے فرض اطلاق و عموم اپنے حال پر رہتا ہے
اور اسمین فرق نہیں آتا ہی اس بیان سے یہ ثابت ہوا کہ تقیید و تخصیص و موقت ہوتی کہ جس درجہ و

ورتبہ کا حکم اون نصوص مطلق وعام اونہی درجہ ورتبہ کا اور قید لگانے اور تخصیص کرنے مین بہی پایا جاوے یعنے
نص مطلق وعام سے فرض ثابت ہووے تو دوسرے امر کے ساتہ اوسکی تقیید وتخصیص بہی فرض اعتقاد
کیجاوے اوسوقت تقیید مطلق وتخصیص ہووےگی اور اسیطرح ہر درجہ کا حکم مانند واجب وسنت ومستحب و
مباح اوسکی تقیید وتخصیص کا حکم قرار دیا جاوے تو تقیید وتخصیص مطلق وعام کی ہنوگی پس اس محل مین
صاحب ہدایہ کو یہ مدنظر ہے کہ کوئی واجب جانے توقیت سورت کو وہ مکروہ اب اس کراہت وجہ کر
ہرگز نہین ہوسکتی کہ تقیید مطلق وتخصیص عام کی لازم آتی ہے کیونکہ یہ تو معلوم ہوچکا ہی کہ مطلق وعام
مثلاً فاقرؤا کا حکم تو فرض ہے وہ واجب سے مرتفع نہین ہوتا ہی پس عموم فرض واطلاق فرض اپنی
حالت پر رہتا ہی اور تقیید مطلق وتخصیص عام مین اوس اطلاق وعموم رفع ہوتا ہوتا ہی اور یہان وہ مفقود ہے
پس تقیید مطلق وتخصیص وزیادت علی الکتاب یہان وجہ نہین بنسکتی ہے اسیواسطے صاحب ہدایہ یہ
نفرمایا اور ہجران باقی ایہام تفضیل کہ ممنوعیت انکی ثابت اونکو وجہ کراہت دیا کہ واجب جاننیکی حالتمین
یہ ہجران باقی قرآن وایہام تفضیل دونون لازم آوینگے اور بدون واجب جاننے کے مداومت مین
ایہام تفضیل لازم آویگی اور یہ دونون ممنوع ہین اور ادنے منع کا کراہت ہے پس کراہت ثابت ہوئی
پس تقیید اس محل مین وجہ کراہت نہ تو ثابت ہدایہ قرار دیا ہے اور بر تقدیر مذکور یہ وجہ مستقیم ہے حقیقت
تو کج فہمی گنگوہی سقیم ہے جو مستحق نار جحیم ہے اگر بے توبہ مریگا اور ایمان لایا تو خدا تعالی غفور ورحیم ہے گنگوہی
صفحہ ۱۰۶ نے قول طحاوی اور اسبیجابی کا کہ کراہت تعیین سورت مین اوسوقت ہی کہ وجوب کا اعتقاد کرے اور
ترک کو مکروہ جانے الخ نقل کرکے کہتا ہی پس اسصورت مین قید وجوب اعتقاد کی لغو ہوگئی کیونکہ جب
دوام مطلقاً مکروہ ہی تو پہر قید اعتقاد سے کیا نفع نکلا اسیواسطے فتح القدیر نے اعتراض کیا اور کہا والحق
ان المداومۃ مطلقاً سواء کان رآہ حتماً اولا انتہی **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی بے ادب کو اوپر وجوب
اعتقاد کے قید کے سبب سے مداومت کا مکروہ اور بدون اس اعتقاد کے مکروہ امام ابی حنیفہ صاحب کے
مذہب کے نزدیک عینی سے معلوم ہوچکا ہی اور اسکی تصریح طحاوی واسبیجابی بہی کر رہی ہین اور یہ بے ادب
اس قید کو لغو بتاتا ہی اتنا بہی ادب نہین آئمہ مذاہب کے کہ ایسے کلمات سے باز رہے امام ابن الہمام
صاحب فتح القدیر کا رتبہ اجتہاد کو پہونچنا در مختار مین لکہا ہے اونہون نے بہی لغو ہونا بسبب ادب کے
نفرمایا اور اس سیئی الادب نے اسواسطے کہ کوئی نادان لغو ہونا قید اعتقاد وجوب کا اذعان کرلے
اور اسکے قول کو حق جان لے اعتراض امام ابن الہمام کو ذکر کر دیا اور اسقدر سمجہانا کہ یہ ضرور ہے کہ اعتراض

معترض کی صحیح و قوی در نفس الامر صحیح و قوی ہونا ضرور نہین ہے دوسری یہ کہ اس اعتراض کا جواب
بہی علامہ شامی نے دیا ہے اور قول طحاوی و اسبیجابی کے معنی بیان کردی ہین اگر اعتقاد وجوب
ہو تو تغیر مشروع کے سبب سے مکروہ ہے اور اگر یہ اعتقاد نہین ہے تو ایہام جاہل کے سبب سے مکروہ ہے
عبارت شامی کی یہ ہے واعترضہ فی الفتح بانہ لاتحریر فیہ لان الکلام فی المداومۃ اقول
حاصل معنی کلام ہذین الشیخین بیان وجہ الکراہۃ فی المداومۃ وھو انہ ان رای
ذلک حتما یکرہ من حیث تغیر المشروع والا یکرہ من حیث ایہام الجاہل وبہذا الحمل یتایید
ایضا کلام الفتح السابق ویندفع اعتراضہ السابق فتدبر انتہی اس عبارت علامہ مین مندفع
ہونا اعتراض امام ابن الہمام رح کا ظاہر ہے اور عدم لغویت اعتقاد وجوب کے غم ثابت ہے اور قید
اعتقاد سے نفع ہونا واضح ہے گنگوہی کے ہذیان کا بلا فائدہ ہونا لائح ہے گنگوہی صفحہ مذکور بالا تحریر فرماتے
ہین اب اسکا جواب دیتے ہین جو مولف انوار کراہت تعیین سورت کی اسوجہ کو قوی کہا کہ اعتقاد وجوب
ہووے اور بدون اعتقاد وجوب کے کسی دوسری وجہ سے پڑہے تو اوسکی کراہت رفع ہونا اس حدیث
سے ثابت کی کہ ایک امام ہمیشہ ہر رکعت مین قل ہو اللہ پڑہتا تہا لوگون نے اسکی شکایت آنحضرت سے
کی آپنے اوس سے دریافت کیا کہ اوس نے یہ وجہ گذاری کہ یہ سورت مجکو محبوب ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ تجہکو اسکی محبت جنت مین داخل کریگی اور یہ کلام اس شخص کا جب منکر آپکو معلوم ہوا کہ پڑہنا اسکا
اعتقاد وجوب کے سبب سے نہین دوسری وجہ سے ہے تو اوسکو منع نفرمایا اسکا جواب گنگوہی فرماتے ہین
جس علت کو کل علما فقہا قبول کرین مولف اوسکو ضعیف بتادے بہلا اس نخوت کا کیا ٹہکانا ہی اور ایسے
محققین پر طعن کرنا اس فخر کی کوتی سنایت ہی، **اقول** وباللہ التوفیق یہ کیا جواب ہے جو گنگوہی دیتا
جواب جب ہوتا کہ مولف نے ضعیف کہا تہا گنگوہی قوی ہونا ثابت کردیتا اور فقہا نے اس علت
کو قبول کیا ہے اس سے گنگوہی کو کیا فائدہ اور مولف انوار کو کیا نقصان قبول کریگا مولف کب انکار
کرتا ہی کلام قوی و ضعیف ہوتی ہین اور راجح و مرجوح ہوتی ہین یہی فقہا کا قبول کرنا اسی کب دال ہے
کہ اوسکو وہ قوی بہی کہتی ہین بمقابلہ وجہ اعتقاد وجوب کے کیون نہین جائز ہے کہ انکے نزدیک بہی قوی
نہووے اور اوپر علینی سے منقول ہوچکا ہی کہ امام ابی حنیفہ صاحب کے نزدیک مداومت مین اوسوقت
کراہت کی کہ اوسکے غیر کو جائز نجانے مکروہ جانے اور اگر یہ اعتقاد عدم جواز غیر کراہت غیر ہووے
تو سورت معینہ پر مداومت دوسرے اعراض مصالح سہولت و تبرک وغیرہ کے سبب سے کرے تو کراہت

نہین ہے پس مذہب امام صاحب کا یہی ہوا کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین ہے اور یہ مقرر ہو چکا ہو کہ سوائے قول امام کے دوسرے کے قول پر فتوے نہ دیا جاوے اور قول صاحبین یا احدہما یا غیرہما کیطرف قول امام سے عدول نکیا جاوے مگر واسطے ضرورت کی مانند مسئلہ مزارعت کے اگرچہ مشائخ نے فتوے صاحبین کے قول پر دیا ہووے تب بھی امام صاحب کے قول پر ہی فتوی دیا جاوے اسواسطے کہ امام ابو حنیفہ صاحب کا مذہب ولعام مقدم ہین پس اونکی ہی قول پر فتوے دینا واجب ہے اگرچہ یہ معلوم ہووے کہ کہان فرماتی ہین چنانچہ سوم جلد مین علامہ شامی لکھتی ہین ولکن الاتخییر لو کان احدھما قول الامام والاٰخر قول غیرہ لانہ لما تعارض التصحیحان وساقطا فرجعنا الی الاصل وھو تقدیم قول الامام بل فی شہادات الفتاوی الخیریۃ المقرر عندنا انہ لا یفتی ولا یعمل بقول الامام ولا یعدل عنہ الی قولہما او قول احدھما او غیرھما الا لضرورۃ کمسئلۃ المزارعۃ وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولہما لانہ صاحب المذہب والامام المقدم اہ ومثلہ فی البحر عند الکلام علی اوقات الصلوۃ وفیہ من کتاب القضاء یحل الافتاء بقول الامام بل یجب وان لم یعلم من این قال اہ پس جب مقرر یہی ہے کہ امام صاحب کے قول پر فتوے دیا جاوے اور صاحبین یا احدہما یا غیرہما کے قول پر اگرچہ فتوے مشائخ نے دیدیا ہے نہ دیا جاوے سوائے مواضع مخصوصہ کے اور یہ اون مواضع مین سے نہین تو اس محل مین بھی فتوے قول امام صاحب ہی پر ہوگا اور بمقابلہ امام صاحب کے دوسرونکا قول ضعیف قرار پائیگا پس یہی وجہ کراہت تعیین سورت کی کہ اعتقاد وجوب وعدم جواز غیر و کراہت غیر کا ہووے قوی ہوئی اور مقابل اوسکا غیر قوی وضعیف پس قول مولف انوار مستقیم ہے اور اسمین کچھہ طعن محققین پر نہین ہے اور نہ اسمین فخر و نخوت ہے گنگوہی دریافت کر لے کسی عالم سے خود عالم ہوتا تو جانتا اس گنگوہی نے اعتقاد وجود کو لغو کہدیا جس سے امام صاحب کے وجہ کا جو قوی ہے لغو ہونا اور قول امام طحاوی وامام اسبجابی کا لغو ہونا مفہوم ہے اسکو طعن کرنا محققین ومجتہدین پر نہین جانتا اور مولف انوار سے ہرگز طعن مفہوم نہین ہے اوسکو طعن بتاتا ہے وتر کی ایک رکعت کی انکار سے ایمان کا ٹھکانا نہونا بتاتا ہے جس سے تمام حنفیہ وامام حسن بصری وبعض صحابہ کرام کے اوپر طعن واضح ہے اور انکے ایمانکا نہونا لازم آتا ہی اور ملا علیقاری وابن حجر وجلال الدین وغیرہم محققین مذکورین بالا کے اقوال کو باطل وبدعت اس گنگوہی نے کہا تو یہ تو طعن نہین اسکے اور یہ قول مولف انوار کا اسکے نزدیک طعن ہوگیا اسکو شرم وحیا نہین ایسی باتین کرتے ہوئے **مولف** انوار نے حدیث

قل ہو اللہ ہر مداومت کرنا صحابی رضہ کا اور آنحضرت صلعم کا بعد معلوم ہونے اوسکے اعتقاد کی منع نکرنا ذکر
کیا تہا واسطے اثبات اس امر کی کہ بدون اعتقاد وجوب کی کراہت نہین تو **گنگوہی** صاحب اسکے جواب
مین اشارت دینا آنحضرت صلعم اوس صحابیکو قبول کرتے ہین لکن مداومت کے جواز کا انکار اپنے زعم کے
سبب سے کرتے ہین وجہ یہ گذارتے ہین کہ ایک صحابی رضہ ایسا کیا تہا کہ جماعت ہو رہی تہی رکوع فوت ہونیکے
خوف سے پہلے وصول کی صف تک رکوع کر لیا تہا رکوع ہی مین ہے دو قدم چلکر صف مین شامل ہو گئے تھے
آنحضرت صلعم نے فرمایا زادک اللہ حرصًا ولا تعد گنگوہی اس سے دلیل پکڑتے ہین باینطور کہ لا تعد ایک
روایت مین یہ فعل نصر ینصر سے ہے کہ پہر یہ کام مت کرنا دوسرے روایت مین لا تعد باب افعال سے ہے کہ اعادہ
صلوۃ مت کر دوسری روایت مین باوجودیکہ یہ فعل مذموم تہا مگر آپنے صراحۃً منع نہین فرمایا صرف نہی
کر دی پس اسکی نظیر قل ہو اللہ کی حدیث ہے کہ طرز تعلیم و فعل آپکے خلاف تہا اسکی صراحۃً منع کی ضرورت
ہوئی اشارۃً منع فرمایا تہا تسلیم کیا کہ اجازت دیدے اگر ہجران باقی کا نہ تہا وہ ہر رکعت مین دوسری
سورت بہی پڑہتے تھے اور افضلیت کا ایہام بہی نہ تہا کہ فضل قل ہو اللہ آنحضرت صلعم فرما چکے تھے کہ ثلث
قرآن ہے تو فضل منصوص مین ایہام سے کیا علاقہ اور پہر وہ ایسا وقت تہا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب
اخص الخواص تھے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہو گئی تہی اوس قرن مین یہ دلیل کراہت موجود نہ تہی جواب ہے
اوسکے بعد یہ واقعہ حال تہا نہ حکم عام اور ایسے امر خلاف قواعد سے کہ کسی کو خصوصیت سے اجازت ہو جاوے
بلکہ قیاس عامل عامہ پر کیا جاتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق والتوفیق حدیث قل ہو اللہ
کو گنگوہی مانند حدیث رکوع سف صف قرار دیتا ہے اول تو حدیث رکوع کے معنے معلوم کرنا چاہیئے کہ
علماء محققین کیا بیان فرماتے ہین اور گنگوہی کیا بیان کرتا ہے محققین شارحین حدیث تو کلمہ لا تعد کو عود سے
ماخوذ مانکر یہ معنی بیان فرماتے ہین کہ پہر ایسا مت کر اقتداء منفرداً خلف صف کی کرے یا رکوع قبل
وصول سے صف تک کرے یا نماز مین طرف صف کے چلے پس اس مین امر فرمایا کہ جسجگہ تکبیر افتتاح و تحریمہ کے
ہو اوسی جگہ قائم رہو اور چونکہ آنحضرت صلعم اعادہ نماز کا اوس شخص کو امر نفرمایا تو اس سے معلوم ہوا
کہ خلف منفرد کہڑا ہونے سے نماز باطل نہین ہوتی اور بعض رولہ لا تعد بسکون عین و ضم دال کے ساتھ
ضبط کیا ہے ماخوذ عدو بمعنے دوڑنے سے اس تقدیر پر بعضے محققین نے یہ معنی بیان فرمائی کہ اسقدر
مت جلدی کر ساتہ دوڑنے کے پو بہی شیخ عبد الحق دہلوی ترجمہ مشکوۃ مین بازمگرد باین فعل کہ اقتداء منفرداً
باشد خلف صف یا رکوع پیش از وصول بصف یا مشی بسوئے صف در نماز پس این امر است بایستادن

کا احرام لبتہ لیس این حدیث دلالت وارد کہ انفراد خلف صف مبطل صلوۃ نیست زیرا کہ امر باعادہ صلوۃ نکرد وبعض رواہ ولا تعد بسکون عین وضم دال نیز ضبط کردہ اند از عدو بمعنی دویدن یعنے چندان شتاب در مشی مکن کہ بدویدن برسد واول صحیح تر است روایۃ ودرایۃ انتہی اور مجمع البحارین لا تعد ماخوذ عود سے قرار دیکر وہی معنے ومطلب لیا ہے جو شیخ نے بیان کیا ہے اور لا تعد عدو سے ماخوذ مانکر نا قلا عن مفاتیح شرح مصابیح یہ معنی بیان کئے ہین کہ نماز کیطرف چلنے مین جلدی اور صبر کر یہانتک کہ صف تک پہونچے تو پہر شروع کر زادک اللہ حرصا ولا تعد الی الاقتداء منفردا او الی الرکوع قبل الوصول الی الصف او الی المشی الی الصف فی الصلوۃ فہو امر بالوقوف حیث احرم صف تعد بسکون عین وضم دال ای لا تسرع فی المشی الی الصلوۃ واصبر حتی تصل الی الصف ثم تشرع انتہی ان دونون لفظ سے لا تعدُ عود سے ماخوذ ہو یا لا تعدُ عدو سے ماخوذ منع فرمانا آنحضرت صلعم اوس صحابی کو مفہوم ومعلوم نماز مین چلنے سے وقبل وصول الی صف شروع کرنے شیخ عبد الحق محدث دہلوی کے کلام مین تصریح ہے کہ اول معنے صحیح تر ہین از روئے درایت وروایت کے ان شراح حدیث کے اقوال مین تو لا تعد باب افعال سے لیا نہین ہے دونون نصر ینصر سے ہے ماخوذ مین لکن ایک عود سے جو اجوف واوی ہے دوسرا عدو سے جو ناقص واوی گنگوہی بدون حوالہ کسی محققین باب افعال بتاتا ہے اور معنی یہ کرتا ہے اعادہ نماز کا متکلم اول یہی غلط معلوم ہوتا ہے کہ اعادہ سے ماخوذ ہونا زعم کرتا ہے دوسرے یہ جہوٹے وغلط معنے اپنے شکم سے تراشتا ہے کہ اعادہ نماز کا مت بالفرض اگر اعادہ سے یہ لفظ ماخوذ ہوتا یا ہووے یہ کیون جائز ہے کہ یہ معنے کئے جاوین کہ اعادہ اس فعل کا مت کر کہ قبل وصول صف نیت باندہے اور نماز مین چلے یعنے اول کے موافق ہو جاتے ہین انکو ترک کر کے واسطے بنا رفاسد علی الفاسد کے اعادہ نماز سے منع کرنا بتاتا ہے یہ تحریف معنوی بلکہ لفظی ہی گنگوہی نے کی معنے وہی ہین جو محققین شراح سے ہمنے نقل کئے ہین اونمین صراحۃً منع فرمانا آنحضرت صلعم کا واضح ہے پس یہ قول گنگوہی کا کہ آپنے صراحۃً منع فرمایا غلط محض وبے علمی وبے فہمی معنی حدیث سے واضح ہے اگر بالفرض لا تعد اعادہ سے ماخوذ بہی ہووے اور معنی بہی وہ جو گنگوہی نے گہڑے ہین ہووین جو ان شراح حدیث کی بیان کے خلاف ہین اور نماز کے اعادہ سے ہی منع فرمانا ہے تو دوسری روایت اول جو خود گنگوہی بیان کر چکا ہی اوس سے صراحۃً منع فرمانا ایسے فعل سے جو ان صحابی رضہ سے صادر ہوا تہا واضح ہے اس روایت کو کیا کریگا بہر صورت لا تعد سے منع فرمانا معلوم

اور انکار فرمائینگا گویا کی تکذیب آنحضرت صلعم کی ہے اور حدیث قل ہو اللہ والی مین کسی طرح منع
فرمادینا معلوم و مفہوم نہین ہوتا ہی پس اسکو نظیر حدیث لا تقعد کہنا کمال بےعلمی ہے اگر ایسے ہی بدون
ایسے لفظ موجود ہونے کے یا ایسا قرینہ پائے جانے کے اگرچہ حالیہ ہووے جس سے ناراضی آنحضرت صلعم
کی مفہوم ہووے منع مراد لینا درست ہے تو کوئی حکم والی حدیث ہو اوسکو کہا جا سکتا ہے کہ آنحضرت
صلعم نے اشارۃً منع فرمادیا ہے اور اسکو لا تقعد نظیر بنا کر اوس حکم کے منع و مکروہ ہونیکا قائل ہوجانا ہو سکتا ہے
پس اس سے تمام احکام شرعیہ درہم و برہم ہوجاوین اور جو حکم ناپسند ہو اوسکو ایسے تقریر بیہودہ سے
اوڑادیا اتنی خبر نہین کوئی لفظ یا کوئی حکم جبتک دال منع نہو منع لینا ہرگز درست نہین ہے ورنہ کوئی
حکم اور امر ثابت نہوگا پس حدیث قل ہو اللہ ہرگز کسی طرح منع پر دال نہین ہے اور یہ جو گنگوہی نے
کہا کہ تسلیم کیا کہ اجازت دیدی مگر بجز ان باقی کا نہ تہا ہر رکعت مین دوسرے سورت بھی پڑہتے تھے اور
افضلیت کا ایہام بھی نہ تہا کہ فضل اوسکا منصوص ہے ایہام سے کیا علاقہ سراسر بےعلمی و نادانی ہے
کہ ایہام افضلیت کا انکار کرتا ہی اور افضلیت منصوص ہونا بتاتا ہی سبب اسکے ثلث اسکو فرمایا ہے
اتنی تمیز نہین کہ حسن و فضل و تفضیل ہردم ممنوع ہونا فقہا کے نزدیک معتبر ہے وہ کونسا ہی آیا اس اعتبار
سے فضل ہی کہ ثواب اس سورت مین دوسرے سورت سے زیادہ ہے یا اس اعتبار سے ہے کہ قطع نظر ثواب سے
فی نفسہ قرآن جو کلام اللہ ہے بعض اولی و افضل ہے بعض سے اور غیر اولی و غیر افضل و انقص ہے بعض
سے جو ممنوع ہے تو اسی اعتبار سے ہی کہ نفس کلام الہی کے بعض کو بعض پر تفضیل نہین برابری ہے تفضیل
مین اور کوئی تفضیل بعض کی بعض جانے تو نا جائز ہے اور اس اعتبار سے تفضیل کی ممانعت بعض کا
ثواب بعض سے زیادہ نہین اور ایہام تفضیل جسکے سبب سے کراہت لازم ہے اسی نفس کلام کی اعتبار سے ہے
نہ ثواب کے اعتبار سے اور قل ہو اللہ کی فضیلت جو حدیث سے ثابت ہی تو باعتبار ثواب کے ثابت ہے اوس اعتبار سے
اس عبارت سے ممنوع فقہا فرماتے ہین یہ علیحدہ ہی اور یہ معلوم ہو چکا ہی کہ کلام الہی تمام تفضیل مین برابر ہو اور وہ عبارت کتاب مین
یہی ہے التفضیل راقم نے دیکہا ہی اس وقت حوالہ و عبارت کتاب بسبب عدم دستیاب نہین لکہہ سکتا پس کلام کو کسی تفضیل
و فضیلت مین سمجہے اور گنگوہی کو نسی سمجہ گیا ہی اور اسکا منصوص بتانے لگا یہ شخص بالکل فقہا کی کلام سمجہنے کی بہرہ اور مراد اجاد کی بہی سمجہنے
کی لیاقت اوسکو نہیں ہے اور یہ کہنا کہ وہان کوئی بہی عام نہ تہا سب اخص الخواص تھے سراسر جہالت
تمام صحابہ کرام کا ایک حال نہ تہا اور ایسے اخص الخواص کہ تمام محققین و مجتہدین ہون اور ہر امر کو سمجہتے
ہون تا کہ یہ ایہام تفضیل نہو کے سب ایسے نہ تھے امام ابن الہمام فتح القدیر کی کتاب الطلاق تحت قولہ اذا

وطلاق البدعة کی صفحہ ۱۴۹ فرماتے ہین کہ صحابہ رضہ سے جو حکم اجماعی منقول ہووے اور ایک لاکھ صحابی ہمکو
چھوڑکر آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا تہا تو کل کا نام لینا کہ ایک حکم مین ایک مجلد کبیر ہو جاوے لازم نہین ہے
اور ثانیہ یہ کہ نقل اجماع مین مجتہدین سے ہونا چاہئے نہ عوام اور ایک لاکھ صحابہ رضہ جو آنحضرت صلعم نے چھوڑے تھے
تو اونمین بیس سے زیادہ مجتہدین فقہا نہ تھے خلفا راور عبادلہ وزید بن ثابت ومعاذ بن جبل وانس وابی ہریرہ
وتہوڑے دوسرے مجتہدین تھے باقی صحابہ انکی طرف رجوع کرتے تھے اور استفتا ان سے لیتے تھے ولیس یلزم
فی نقل الحکم الاجماعی عن مایة الف ان یسمی کل لیلزم فی مجلد کبیر حکم واحد علی ان اجماع سکوتی و
اما ثانیا فان العبرة فی نقل الاجماع نقل ما عن المجتہدین لا العوام والمأة الا الف الذی توفی عنہم
صلی اللہ علیہ وسلم لایبلغ عدة المجتہدین الفقہاء منہم اکثر من عشرین کالخلفاء والعبادلة وزید بن
ثابت ومعاذ بن جبل وانس ابی ھریرہ وقلیل والباقون یرجعون الیہم ویستفتون منہم انتہی بقدر
الحاجة اس عبارت سے واضح ہو کہ صحابہ کرام رضہ مین تمام اخص الخواص نہ تھے بلکہ عام ہی تھے کہ اونکو استفتا
مجتہدین صحابہ سے دریافت کرنیکی ضرورت ہوتی تہی اور احادیث سے بہی ایسے امور کا ثبوت ہے کہ بعض صحابہ
کرام ایسے تھے کہ اونکو وہم ہو جاتا تہا چنانچہ حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود کا مطلب جو بعض صحابہ رضہ
نہین سمجہے تھے وہ حدیث دان پر روشن ہے اور بعض بعض ایسے واقع ہوئے ہین پس سب اخص الخواص بنانا اور
ایہام التفضیل کا احتمال ہونا باطل وساقط ہے اور دال ہے اسپر کہ اس شخص کو کچہہ خبر اقوال علما سے نہین
ہے کہ کیا کیا فرمایا ہوا ہے اور وجہ اجازت سبکو معلوم ہونا بتاتا ہے لغو ہے سبکو معلوم ہو جانا کہانسے مفہوم
ہوا بہت ایسا ہوا ہے کہ باوجودیکہ آنحضرت صلعم بعض احکام فرماتے بعض صحابہ رضہ کو خبر تک نہوتی متعة النکاح
کا ناجائز ہونا آنحضرت صلعم نے بڑے بڑے مجامع مین فرمایا تاہم بعض صحابہ رضہ صدر خلافت حضرت عمر رضہ تک
سبب نہ معلوم ہونے کے کرتے رہے جب حضرت عمر رضہ نے منع فرمایا تو منع ہوئے چنانچہ مسلم مین
بہی حدیث اسبارہ مین موجود ہے جب ایسے مجامع مین فرمانے سے سبکو خبر نہین تو اسکی کہ آنحضرت صلعم نے
اجازت دیدی سبکو خبر ہونا کسطرح قرین قیاس ہو سکتا ہے اور بدون ثبوت ونقل کے سبکو خبر
ہو جانیکا دعوے گنگوہی کرتا ہے یہ کسطرح درست ہے اور سبکو خبر تو اسوقت ہوتی کہ تمام صحابہ کرام وہان
موجود ہوتے یا اسکا التزام کیا ہوتا کہ شاہد غائب کو پہونچا دے اور تمام کو پہونچا دینا ثابت ہو گیا ہوتا جب
یہ کہنے کی گنجائش تہی پس انکار وجود اس دلیل کراہت کا قرن مین نہونا جو گنگوہی اس مذکور پر مبنی
کرتا ہے باطل وفاسد ہے اور واقعہ حال ہونا اوسوقت قابل حجت نہین کہ وہ محتمل غیر مدعیکا بہی ہو وے

یعنے اوسمین چند احتمال ہووین کہ بعض احتمال غیر مدعی پر ہی دال ہووین اور عموم ہنووے چنانچہ یہ استقراء وتتبع عبارات علماء سے واضح ہے جابر بن عبداللہ صحابی رضنے آنحضرت صلعم سے بیع اونٹ کی کی تہی اور اپنے مکان مین اوسکی سواری شرط کر لی تہی چنانچہ مسلم مین بہی یہ حدیث موجود ہے یہ بیع معہ شرط ظاہر اً معلوم ہوتی ہے لیکن امام ابی حنیفہ وامام شافعی رحمہما اللہ وغیرہما اسکے جواز کے قائل نہین ہین بدلیل حدیث نہی بیع ثنیا کی حدیث جابر کے جواب مین یہ فرماتے ہین کہ یہ قضیہ معینہ ہے بہت سے احتمال اوسمین ہین قال النووی فی شرح المسلم قال الشافعی وابو حنیفۃ وآخرون لا یجوز ذلک سواء قلت المسافۃ او کثرت ولا ینعقد البیع واحتجوا بالحدیث السابق فی النہی عن بیع الثنیا وبالحدیث الآخر فی النہی عن بیع وشرط واجابوا عن حدیث جابر بانہا قضیۃ تتطرق الیہا احتمالات قالوا ولان النبی صلعم اراد ان یعطیہ الثمن ولم یرد حقیقۃ البیع قالوا ویحتمل ان الشرط لم یکن فی نفس العقد وانما یضر الشرط اذا کان فی نفس العقد ولعل الشرط کان سابقاً فلم یؤثر ثم تبرع صلی اللہ علیہ وسلم بارکابہ انتہی باب صلوٰۃ الجمعۃ شرط سلطانکی بحث مین فرماتے ہین وما روی ان علیا رض اقام بالناس وعثمان رض محصور واقعۃ حال فیجوز کونہ عن اذنہ کما یجوز کونہ عن غیر اذنہ فلا حجۃ فیہ لتفریق انتہی اور یہی امام ابن الہمام فتح القدیر کے کتاب الزکوٰۃ مین تحت قول صاحب ہدایہ اذ دفع الزکوٰۃ الی رجل نظن فقیراً ثم انہ غنی او ہاشمی او کافر الخ کے بعد ذکر حدیث معن کے فرماتے ہین وہو ان کان واقعۃ حال یجوز فیہا کون تلک الصدقۃ نفلاً لکن عموم لفظہا فی قولہ علیہ السلام ما نویت یفید المطلوب انتہی یہان دیکہو واقعہ حال ہے لیکن عموم کے سبب سے مطلوب حاصل ہے اور احتمال غیر مطلوب کا مضر ہوا اور واقعہ حال ہونا قول ہوا اللہ کے حدیث کا مولف انوار کو اسوقت مضر ہوتا اور اسکے ساتہ جواب دینا گنگوہی کو اس حالت مین ہوتا کہ یہ اس نے ثابت کر دیا ہوتا کہ اسمین چند احتمال ہین کہ بعض اونمین کے مخالف مدعی مولف انوار کے ہین اور بدون اسکے اتنا کہہ دینا گنگوہی کا لغو ہے اور یہان کوئی دلیل خصوصیت دال نہین ہے جو خصوصیت سے اجازت دینا قرار دیا جاوے پس دعوے خصوصیت بہی باطل ہے بلا دلیل خصوصیت نہین ہو سکتی ہے اور یہ قیاس نہین جو گنگوہی کہتا ہے کہ قیاس مسائل ہمارا کیا جاتا ہے یہان قیاس سے کیا علاقہ پس قول گنگوہی کا بطلان اظہر من الشمس ہے ان خرافات واہیات کے بعد جسکا بطلان اول سے آخر تک منصفین اوپر واضح ہو گیا گنگوہی اپنے عقیدہ فاسدہ کے اظہار کو کہتا ہے الغرض بناء علی ہذہ القاعدہ سیوم وغیرہ رسوم سب بدعت ضلالت ہوئی اور یہ ایک دلیل کراہت ان امور کی نہین بلکہ پانچ دلائل ہین جنکو شارح منیہ نے بسط کیا ہے

اقول وباللہ التوفیق یہ وہی بناء فاسد علی الفاسد ہے کہ اپنے شکم سے ایک خرافات نکالکر اوس کو یہ مبنی
کرتا ہے سیوم وغیرہ رسوم جیسے سخت مستحسن تھے اور مولف استحباب واستحسان اونکا بیان کیا ویسے ہی باقی
جسپر گنگوہی کو گھمنڈ تہا اور قواعد مبنیہ صاحب شرح منیہ کو ایسا عام اپنی جہالت سے سمجھ گیا تہا کہ خارج
نماز کی بہی جریان اونکا جانتا تہا ایسا عام ہونا باطل ہوگیا بالفضلہ تعالے اور اون پانچ دلائل سے ان رسوم
کچھہ علاقہ نہونا واضح ہوگیا تعیین کی وجہ بیان کی ہوئی صاحب کو چھوڑ اور حق سے منہہ موڑ کر جو گنگوہی قید
مطلق وجہ تعیین کے بنانے لگا تہا وہ سب ہباءً منثورا ہوگیا اور تقیید نجبران باقی قران وتفضیل بعض قران کے
بعض ان رسوم مین لازم نہ آنا خوب واضح ہوگیا پہر کیونکر منصفین عقلاء اہل سنت وجماعت ان رسوم کو
بدعت ضلالت کہسکتے ہین سوائے چند حمقاء وہابیہ کے کوئی بہی انکو مکروہ نکہیگا جبتک دوسرے عوارض نہوین
اور شارح منیہ نے اون دلائل کو بلاشبہ بسط کیا لکن شارح منیہ کی مراد یہ ہرگز نہین جو گنگوہی قرار دیتا
ہے اور انکو خارج نماز کی ان امور مین بہی جاری کرتا ہے شارح طعام میت مانند سیوم وغیرہ کی کراہت تسلیم نہین
کرتے ہین اور اباحت اوس طعام کی بدلیل حدیث عاصم بن کلیب کے ثابت کرتے ہین چنانچہ صراحۃ فرماتے ہین ویدل
علی الکراہۃ الخ واذا اتخذ واطعاما للفقراء کان حسنا یہی فرماتے ہین جس سے حسن ہونا اس طعام کا فقراء
کیواسطے انکے نزدیک ظاہر ہے جب شارح کی تصریح یہ موجود ہے تو خوب واضح ہے کہ اونکے نزدیک وجوہ ان
رسوم مین جائز نہین گنگوہی اسی زعم سے ان وجوہ کے سبب سے بدعت ضلالت جانتا ہے اور خود استحقاق
نار کے وصف اپنے جہوٹا وغلط مسئلہ بیان کرکے ثابت کرتا ہے اور بہتان گویا اوپر شارح منیہ کے لگاتا ہے
اور نادانی گنگوہی کی یہ ہے کہ شارح منیہ کے قول سے اونکی خلاف مراد لیکر اپنا مدعی فاسد ثابت کرتا اور صفحہ
براہین مین انہون نے جو اباحت طعام کے بارہ مین حدیث عاصم بن کلیب کے پیش کی اور کراہت کا بلا
دلیل ہونا بتایا تہا اور اعتراض ونظر کیا تہا اونکی کلام ونظر کو لا یعبأ بہ ہونا بتاتا ہے اور صاحب رد مختار کا قول
انکی قول مین نظر ہونی ثبوت کیواسطے نقل کرتا ہے واقول فیہ نظر فانہ واقعۃ حال لا عموم لہا مع احتمال سبب خاص
الخ اور مولف نے جو شارح منیہ کا قول نقل کیا تہا اور یہ قول رد مختار کا نقل نکیا تہا تو مولف انوار کا ان
بتاتا ہے خوب بات ہے کہ اپنے مطلب فاسد کے ثبوت کیواسطے تو شارح منیہ کا وہ قول پیش کیا جاوے
جسکی وہ مراد نہین ہے اونکی حجت لے رہا ہے اور جس جگہہ اس مطلب کے خلاف ہووے شارح منیہ کے قولکو
لا یعبأ بہ بتایا جاوے فقط رد مختار والی قول سے اونکا قول مردود قرار دیا جاوے اور باوجود درستی
قول صاحب شرح منیہ وامکان عمل حدیث عاصم بن کلیب اور باوجود محتمل ہونے حدیث جریر کے اوسکے

علماء کے جو کراہت کے قائل ہوئے ہین صاحب شرح منیہ کے قول و حدیث عاصم بن کلیب کو کچھ نہ سمجھا جاوے
اور قائلین کراہت کے اقوال کا ایسا محل نہ نکالا جاوے جو تمام مین طبق ہو جاوے بلکہ محققین نے ایسے
محامل نکالدئے ہین اونکو نہ دیکھا چنانچہ ملا علیقاری مرقاۃ مین تحت حدیث عاصم بن کلیب کے قائلین
کراہت سیوم وغیرہ کے اقوال کو محمول چند محامل پر کر چکے ہین اول یہ کہ ایسا اجتماع اہل کے نزدیک کرین
لوگ کہ اونکو حیا آوے اور کرہاً واستحیاءً وہ طعام ویوے دوسرے یہ کہ بعض ورثہ یا غائب ہون یا اونکی رضا
نہ معلوم اس طعام دینے مین یا یہ طعام کسی شخص خاص نے اپنے مال خاص مین سے نکیا کہ وہ مال میت کا
قبل قسمت کے نہووے یا مانند اوسکے اور محامل عبارت اونکے یہ ہذا الحدیث بظاہرہ یرد علی قولہ اصحاب
المذہب من انہ یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الیوم الاول والثانی وبعدہ الاسبوع کما فی البزازیۃ وذکر فی
الخلاصۃ انہ لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام وقال ابن الہمام یکرہ اتخاذ الضیافۃ من اہل المیت
والکل عللوہ بانہ شرع فی السرور لا فی الشرور قال وہی بدعۃ مستقبحۃ روی احمد وابن ماجۃ باسناد
صحیح عن جریر بن عبد اللہ قال کنا نعد الاجتماع الی اہل المیت وصنعہم الطعام من النیاحۃ انتہی
فینبغی ان تقید کلامہم بنوع خاص من اجتماع یوجب استحیاء اہل المیت فیطعموہم کرہاً او یحمل
علی کون بعض الورثۃ صغیرا او غائباً او لم یعرف رضاہ او لم یکن الطعام من عند واحد معین من
مال نفسہ لا من مال المیت قبل قسمتہ ونحو ذلک انتہی یہ ان محامل پر حمل کرنے سے تمام پر عمل آجاتا ہے
حدیث جریر و حدیث عاصم و اقوال فقہاء قائلین کراہت ضیافت از اہل میت اور سب مین تطابق ہو جاتا
ہے اور قول صاحب شرح منیہ کا بھی درست و بجا رہتا ہے کہ امور ممنوعہ مفقود ہونیکی حالت مباح و حسن
اور یہ موجود تو فقہاء اسی جسطرح فرماتے مکروہ و ناجائز اور حدیث جریر اسی پر محمول اور حدیث عاصم
اوس پر محمول ایسا اب شامی کی نظر سے کلام صاحب شرح منیۃ المصلی کا کہان ہوا اور شامی کا قول کیونکر لائق
یہ نہین ہے پس جسطرح مولف انوار پر شامی کی عبارت اور نظر کی نہ لحاظ کرنے خائن ہونے کا دھبہ لگاتا ہے وہی
دھبہ اس پر یعنے گنگوہی پر لگ گیا ہے کیونکہ خود یہ گنگوہی محدث قرار دیا مشکوۃ چند بار درس تدریس مین اسکی آئی ہوگی
اور مشکوۃ کے حاشیہ پر یہ عبارت مرقاۃ موجود ہے اور ناقل مولوی احمد علی سہارنپوری ہین ایک دفع تو
ضرور نظر گنگوہی کی اس پر پڑی ہوگی اوس عبارت مرقاۃ کی لحاظ ٹھہرنے مین یہ گنگوہی خائن ہوا کہ بہت مرتبہ
اور پھر اسکی خیانتین ظاہر ہو چکین ہین اور عبارت تلویح و توضیح وغیرہ مین خیانت دیدہ ودانستہ کی تو
یہان بھی ضرور کی ہوگی یہ اقوال اول پانچ گنگوہی کا حال بخوبی واضح ہے اور سیوم وغیرہ طعام کا جواز اس عبارت

ملا علیقاری و صاحب شرح منیہ سے بخوبی واضح ہوگیا اب کسی کو گنجائش نہی کہ بزازیہ و خلاصہ و فتح القدیر
کا قول عدم جواز سیوم وغیرہ مین پیش کرے اور حدیث جریر سے حجت لاوے اسلیئے کہ تمام اپنے
محل پر ہین گنگوہی سے نا عاقل ایسے محامل سے واقف نہین اور اقوال فقہا کے قیود کا علم نہین انکو تو واہی تباہی
اقوال منیہ سے نکالتے ہین اور جہال کو ضال و مضل بتاتے ہین اور خود ہوتے ہین اور یہ قول گنگوہی کا
کہ طحاوی روایت دوام سورہ بلا اعتقاد مین شرط کی ہے کہ اگر گاہ گاہ ترک کیا کرے تو مکروہ نہین
مولف نے اوس شرط کو حذف کرکے نقل کیا ہے اور جہلا کے اعتقاد کی فساد کے وجہ سے شرح
منیہ اور طحاوی اور فتح القدیر نے سب تصریح کی ہے) **اقول** وباللہ التوفیق مولف انوار کے خیانت
تو اسوقت ہوتی کہ بحوالہ فتح القدیر و شرح کتاب طحاوی کی مولف یہ نقل کیا ہوتا مولف نے تو بحوالہ
برہان کی نقل کیا ہے چنانچہ یہ عبارت ہے اما اذا لازمہا لسہولتہا فلا یکرہ بل یکون حسنا اکذا
فی البرہان انتہی اگر برہان کی عبارت مین یہی ہووے تو ایسے کہنے سے گنجائش گنگوہی کو تہی اور جب
برہان مین نہین تو مولف ناقل ہے مولف نے جیسا برہان مین پایا نقل کردیا حذف کیا تو صاحب
برہان نے کیا نہ مولف نے صاحب برہان کے نزدیک اس شرط سے ضعف ثابت ہوگا اسلیئے اونہون نے
اس شرط کو نقل نہ کیا ہوگا پس برین تقدیر مولف اعتراض مولف سے ساقط ہے اور کم فہمی گنگوہی
کی ہے کہ ناقل پر اعتراض کرتا ہی اور چونکہ گنگوہی نے اس شرط کا نقل کرنا فتح القدیر و شرح منیہ وغیرہما
مین ذکر کیا اور برہان کا نام نہ لیا باوجودیکہ مولف نے برہان کا حوالہ دیا تہا تو اس سے معلوم و مفہوم ہوئے
ہی کہ برہان مین اس شرط کے ہنونیکا گنگوہی کو انکار نہین ہے ورنہ گنگوہی یہی کہتا کہ برہان مین یہ شرط
موجود ہے مولف نے حذف کردی جب ایسا نکہا تو معلوم ہوا کہ برہان مین اس شرط نہونیکو گنگوہی نے
تسلیم کیا پس اعتراض مولف سے ساقط ہے دوسری یہ کہ مولف نے خود بیان کرچکا ہے طحاوی
واسپیجابی وغیرہما محققین کے نزدیک کراہت تعیین کو دو سبب سے ایک اعتقاد وجوب دوسرے فساد
اعتقاد جاہل مداومت کی صورت مین اس سے واضح ہی کہ مولف انوار مداومت بلا ترک احیانا طحاوی
وغیرہ کے مکروہ ہونیکا قائل اور اس کا مصرح ہے پہر شرط مذکور کے ذکر کرنیکی کیا ضرورت ہی جو شرط سے
مفہوم ہے وہ اسطرح بہی مفہوم ہے اور اصل بحث سیوم وغیرہ مین ہے کسی جاہل کا واجب جاننے
کا سبب احتمال مداومت کی گو صورت ہو اوسکا انکار مولف انوار نے نکیا لکن اس واجب جاننے کے
احتمال کو سیوم وغیرہ مین مولف انوار قبول نہین کرتا ہی اور کہتا کہ جو ایسے جہلا ہین فرض واجب سنت

مستحب کو مثلاً نہین جانسکتی ہین وہ تو مباحات و مستحباب کو فرض اور فرض کو افضل و اولی اور مکروہ
کو مفسد و حرام مباح کو واجب جو جانتی ہین کہتی ہین ایسے جہلاء کے عقاید کا خیال کیا جاوے تو تمام احکام
ہاتہ سے ہونا لازم آتا ہے اور بطلان اسکا لازم ہے پس ایسے لوگون سے قطع نظر کر کے دیکھنا چاہیے کہ جو عوام ایسے
ہو رہین کہ ان امور مین فرق کر سکین تو وہ اس سیوم وغیرہ کو فرض واجب نہین جانتے اس تعین کو
پس یہ شبہ یہان نہین پایا جاتا پس ان امور وجہ مذکور کراہت جو سورت مین تھے کہ اعتقاد وجوب
کا عوام کو ہو جاوے یہان نہین ہے مولف انوار کی تو یہ تقریر ہے اب گنگوہی کا شرط طہارت وغیرہ کو
سورت کلی تعیین کے بارہ مین ثابت کچھہ مفید نہین ہے اس سے یہ تقریر مولف کے مرتفع نہین ہوئی
پس دوام مستحب کی کراہت فساد عقیدہ عوام کے سبب جو فقہاء سے محقق ہونا بتاتا ہے گنگوہی تو
مولف کا اس سے کب انکار مولف تو ان امور فساد عقیدہ کا شبہ ہی یہان تسلیم نہین کرتا ہے اور ان
امور کو ہی فساد عقیدہ عوام کا احتمال ہرگز نہین مانتا ہے اس فساد عقیدہ عوام کی احتمال و شبہ ہونے
پر دلیل قائم کرنا گنگوہی کو ضرور تہا تاکہ اس مقدمہ ممنوعہ کا ثبوت دیتا یہ نہین اور کچھہ کہنے لگا گنگوہی
تقریر مولف انوار سمجہا ہی نہین ہے پس جواب سے کیا علاقہ ہے یہانتک بے فائدہ اسقدر اوراق
سیاہ کی اتنا ثبوت نہو سکا کہ وجہ کراہت جو فی الواقع تعیین سورت مین موجود ہے یہان ہی موجود
ہے ایسے دلیل لاتا جو قابل قبول ہوتی تو سیوم وغیرہ کی کراہت کی ثبوت کا نام لینا چاہیے تہا بدون اسکے
یہ زبان پر لانا نہایت درجہ کی حماقت ہے اب جہل مرکب کسکا ثابت ہوا مولف یا گنگوہی کا اور غیر
ثابت بنا دے یہ جہل مرکب نہین تو اور کیا اور مولف انوار کے پاس دوسرے دلیل ہووے بالفرض اباحت
اصلیہ ہی ان امور کے جواز کیواسطے کافی جسکا ذکر بحوالہ الکتب اوپر ہو چکا ہے پس ثبوت ان امور کا واضح
اور ادعاء کراہت ان امور کا باطل و بلاثبوت ہے اب گنگوہی دوسرے اصل مین تشبہ بکفار ہے
کلام کرتے ہین اور علم و فہم کا اظہار لوگونپر کرتے ہین مولف انوار ساطعہ سیوم مین تشبہ بکفار و ہابیہ
بتاتے ہین اوسکا انکار تہا کہ ہم قرآن و کلمہ طیبہ کفر شکن اور برادری سب جمع ہو کر کلمہ کلام پڑہتے ہین ہنود کے
یہان قرآن و کلمہ نہین پڑہتے اور جمع ہو کر برادری کی نہین پڑہتی اون کے یہان فقط وارث بہت
دکان کہواتے ہین اور قلم سیاہی کتاب وغیرہ کو ہاتہ لگواتے ہین ہڈیان گنگا کو لیجاتے ہین تیسرے [illegible] ہماری
یہ کچھہ نہین کرتے پس کوئی عاقل اسکو مشابہت نہ قرار دیگا پس شبہ ہرگز نہین ہے اگر اسکو کوئی مشابہت
نہ کہے کہ اونکی یہان تیسرے روز رسوم کفر ہوتی ہین ہمارے یہان کلمہ و قرآن ہوتا ہے تو جواب اسکا یہ

ہی کر یہ تو مخالفت ہنود سے ہوئی نہ مشابہت ہمنے مخالف کفا کام کئے انہون نے مخالف اسلام کام کیے جیساکہ مثلاً مغرب عشاء
صبح کی اوقات مین ہمارے یہان اذان ونماز ہوتی ہے اونکی یہان ان اوقات مین سنکھ بجایا
جاتا ہے پس مشابہت نہوئی اگر کوئی مشابہت اثبات کیواسطے یہ کہوے اگرچہ عبادت اپنی اپنی طور
ان اوقات مین ہی لکن اتحاد اوقات سے شبہ ہے تو یہ قابل مضحکہ وقہقہ کی بات ہی اور ایک بیہودہ
بات ہی اسیطرح زمزم کا پانی لانے والونکو مشابہت ہنود کے گنگا کے پانی لانے مین بتاوے تو یہ
خرافات وبیہودہ امر ہے تیسرے دن کی مشابہت مین بہی قوم ہنود سے مشابہت نہین اسلئے کہ
انکی یہان قوانین دین گردش کواکب سے متعلق ہین انکے قانون کے موافق تیسرا دن ہوتا ہی تیجا
جو انکے رسم کے موافق ہی کرتے ہین ورنہ نہین کرتے ہین چوتھے پانچوین دن بہی کرتے ہین مسلمانونکو
کو کواکب سے کچہہ علاقہ نہین اسواسطے تیسرے دن سے آگے نہین بڑہتے ہین شبہ باعث مشارکت
وقت کی نہین ہے اور کفار سے تفاوت وامتیاز پیدا ہوجانے سے مشابہت نہین رہتی ہین آنحضرت صلعم
نے صوم عاشورا رکہا اور حکم رکہنے کا دیا مشابہت دور کرنیکو اشارہ روزہ اول وآخر رکہنے کا کیا اول وآخر کے
روزہ سے مشابہت نہی اور تشبہ کے معنے لغوی مانند ہونا ہین امور ہنود اور امور مسلمانونکی معلوم ہوئے
تو مانند ہونا انین ہرگز نہین ہے پس تشبہ لغوی نہین اور معنے اصطلاحی تشبہ یہ ہین کہ ہر امین
تشبہ مکروہ نہین چنانچہ کہانے پینے مین نہین ہے صاحب البحر الرائق شرح جامع صغیر قاضی سے نقل کرتے ہین
اس امرکو عبارت یہ ہے فانا نأکل ونشرب کما یفعلون اور درمختار مین تشبہ کیواسطے قید قصد اور
مذموم فی الشرع ہونیکی لگائے ان قصدہ فان التشبہ بہم لایکرہ فی کل شیئ بل فی المذموم وفیما
یقصد بہ التشبہ شامی نے اسکو مسلم رکہا سوم کلمہ وقران پڑہنے مین قصد مشابہت کا نہین ہوتا
ہی اور یہ دونون مذموم شرعی ہین اور مولوی اسمعیل نے اس اعتراض کے جواب مین کہ رفع یدین فی الصلوٰۃ
تشبہ بروافض تنویر العینین مین یہ لکہا ہی کہ ہم ارادہ انکے تشبہ کا نہین کرتے اتفاقاً موافقت ہوجاتی ہین
لانحری تشبہ الفرق الضالۃ بل اتفقت الموافقۃ اور ملا علی قاری بہی فرماتے ہین کہ ہمکو منع اہل
کفر وبدعت تشبہ سے اونکی شعار مین ہے بدعت مباحہ سے ہمکو منع نہین کیا ہی خواہ وہ افعال اہل
سنت سے ہو یا اہل کفر وبدعت سے فقہ اکبر کے شرح یہ اونکی عبارت ہی انا ممنوعون من التشبہ
بالکفرۃ واہل البدعۃ النکرۃ فی شعارہم لا منہیون عن کل بدعۃ ولو کانت مباحۃ سواء کانت
من افعال اہل السنۃ او من افعال الکفرۃ واہل البدعۃ حدیث مین جو تشبہ منع ہی اوسکے

یہ معنے ہین شرعاً پس ہمکو قوم ہنود سے کسی بات مین مشابہت نہین نہ قرآن پڑہنے مین نہ جنون پر
کلمہ پڑہنے مین نہ تیسرے دن کے ماتم کرنے مین اسلئے کہ اونکے یہان تعین بدلتی ہین پس تشبہ لغوی
و شرعی کسیطرح ہمکو اونکی ساتھ نہین الحمد للہ یہ خلاصہ تقریر مولف انوار کا ہے گنگوہی صاحب کا ہذیان
وزٹل اوس پر جو ہے اوسکو تہوڑا تہوڑا ذکر کر کے اظہار بطلان اوسکا بفضلہ تعالیٰ ہم کرتے جاتے ہین
گنگوہی صاحب فرماتے ہین مولف نے تین غلطی فاحش کر کے سیوم کو اس کلیہ سے خارج کیا اول
یہ کہ مولف حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین تشبہ بجمیع اجزائہ من کل الوجوہ سمجہا ہے کہ سب اجزا ہو بہو
مشابہ ہوجاوے تو اوسوقت تشبہ محظور ورنہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق اس سمجہکا مولف انوار پر گنگوہی
افترا محض کرتا ہے مولف کی کسی قول سے یہ مفہوم نہین کہ حدیث تشبہ سے یہ مراد ہے کہ مولف نے تو
تشبہ کے معنے لغوی و شرعی بیان کی لغوی معنے مانند ہونا اور شرعی قصد تشبہ و مانند جس مین تشبہ ہو
وہ مذموم شرعی اسمین بجمیع اجزائہ ومن الوجوہ سے کچہہ علاقہ نہین ہے اور ان دونون معنے لغوی
و شرعی خارج ہوا بالتفصیل بیان کر دیا کہ منصفین اوسکو قبول کیا انکو اسمین کچہہ تردد نہین ہے گنگوہی سے
اوسکا جواب نہوسکا تو مولف کی غیر مراد کو مراد مولف قرار دیکر یہ ہذیان شروع کر دیا یا بسبب عدم تفہیم
قول مولف کے یہ مراد قرار دی ہے **قال** گنگوہی حدیث مین لفظ تشبہ کا مطلق آیا ہے کہ کوئی قید کل یا بعض
قلیل کثیر کے نہین اور مطلق مراد کا حکم ہر فرد مطلق مین جاری ہوتا ہے اور کوئی قید لگانی درست نہین
ہر ہر فرد مین حکم ثابت ہوگا المطلق یجری علی اطلاقہ کہا گیا ہے لہذا مطلق تشبہ کے کوئی فرد مصداق
حدیث کا ہوجاویگا اگرچہ ایک جز مرکب اپنے پایا جاوے سب مرکب مکروہ ہوجاویگا کہ لفظ حدیث صاف
اس پر دلالت کرتے ہین نظیر اسکی سنو کہ ہدایہ مین ہے اذا قرأ الامام من مصحف فسدت صلوٰۃ عند ابی
حنیفۃ رحمہ وقالا ھی تامۃ الا انہ یکرہ لانہ تشبہ باھل الکتاب انتہی قال فی النہایۃ فانہم یصلون ھکذا
فیکرہ للتشبہ لانا نہینا عن التشبہ بہم فیما لنا بدھینا انتہی ایضاً ہدایہ مین ہے یکرھون ان یقوم
الامام فی الطاق لانہ یشبہ اھل الکتاب انتہی **اقول** بتوفیق الیہ وحسن توفیقہ مولف انوار پر یہ
ہرگز وارد نہین مولف نے ہرگز اسکا انکار نہین کیا کہ ایک چیز مین تشبہ ہونیسے تمام مرکب مکروہ ہوجاتا ہے
بلکہ مولف انوار سیوم کی کسی چیز مین تشبہ نہین قبول کرتا ہے اسلئے حدیث تشبہ سے خارج کرتا ہے پس
یہ صرف ہذیان گنگوہی کا ہوا بمقابلہ قول مولف کی مولف کچہہ کہتا ہے اسکو سمجہنا نہین جسکا انکار مولف
کو نہین ہے اوسکا اثبات کرتا ہے سفاہت و حماقت اور کیسے ہوتی ہے اور بیعلمی کسکا نام ہے کہ ارد و عبارت

کا مطلب بہی نہ سمجہے المطلق یجری علی اطلاقہ اس امر کا مقتضی نہین کہ جہان تشابہ جسجگہ پایا جاوے تو حکم
کل تشابہ کا پایا جاوے اور جس محل مین بعض تشابہ ہووے تو حکم کل تشابہ کا ہوجاویگا المطلق ینصرف الی
الفرد الکامل کا اختصار یہی ہی کہ مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہی نہ ناقص اسیواسطے آیت تحریر رقبۃ کاملہ
مراد لیتی ہین نہ ناقصہ اور کفارہ کا اور ہوجانا مقطوع الیدین سے مثلاً جائز نہین جانتے ہین فی التوضیح لان
المطلق لا یتناول ما کان ناقصًا فی کونہ رقبۃ وہو فائت جنس المنفعۃ وہذا ما قال علمائنا
رحہ المطلق ینصرف الی الکامل ای الکامل فیما یطلق علیہ ہذا الاسم کالماء المطلق لا ینصرف
الی ماء الورد فلا یکون حملہ علی الکامل تقییدا انتہی پس جسجگہ تشابہ کامل نہووے ناقص ہووے
وہان بہی حکم مطلق کا جاری نہوگا اور وہ فرد مطلق قرار نہین دیا جاویگا اسکو گنگوہی خوب یاد رکہین
کہ بعض جگہ تشبہ دیکہکر وہان حکم تشبہ اس حدیث تشبہ کو دلیل بناکر جاری کرتے ہین اور غیر مراد
شارع کو مراد شارع قرار دیکر ضال مضل یہ وہابیہ بنتی ہین یہ تمام جہالت و عدم فہمی کا ثمرہ ایکا جملہ
کسی طالب سے سن لیا المطلق یجری علی اطلاقہ اوسکی مطلب سے خبر نہین احادیث سے
غلط غلط مسائل نکالنے لگے اب وہ نظیرین کا حال سنو گنگوہی نے پیش کی ہین سے محل
پس جاننا چاہیے کہ تشبہ کے دو اعتبار ہین ایک یہ کہ بعد کمال تشبہ کے اگر قصد تشبہ کا ہی تو کراہت تحریمہ ہے
اور قصد تشبہ کا نہین ہے فقط اصل فعل مین تشبہ بلاقصد ہوجاوے اہل کتاب کے ساتہہ تو ترک اوسکا
مستحب ہے چنانچہ عینی ین تحت اس قول صاحب ہدایہ کہ ہے ویستحب تعجیل المغرب لان تاخیرہا
مکروہ لما فیہ من التشبہ بالیہود کی موجود ہے فقال لما فیہ من التشبہ بالیہود لان ما فیہ التشبہ
بالیہود فترکہ مستحب انتہی اور شنبہ کا روزہ علیحدہ بدون دوسرے دن کے روزہ رکہنا مکروہ ہے
اور اسمین کراہت تحریمہ اوسوقت ہوتی ہے کہ بقصد تشبہ ہووے رد محتار مین ہے وقولہ وسبت
وحدہ) للتشبہ بالیہود بحر وہذہ العلۃ تفید کراہۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد
التشبہ کما مر نظیرہ ط انتہی اور در مختار کے اس قولکی تحت مین کہ امام شافعی رحمہ کے نزدیک قران دیکہکر
پڑہنا نماز مین بلاکراہت درست ہی اور صاحبین کی مع کراہت درست اگر قصد تشبہ کا کرے اسلئے کہ تشبہ
ہر شے مین مکروہ نہین بل مذموم مین اور اس چیز مین کہ قصد تشبہ کا کرے رد محتار مین ہے قال ہشام
رائت علی ابی یوسف نعلین مخصوفین بمسامیر فقلت اترے بہذا الحدید باسا قال لا قلت
سفیان وثور بن یزید کرہا ذلک لان فیہ تشبہا بالرہبان فقال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یلبس النعال التی لہا شعر وانہا من لباس الرہبان فقد اشار الی ان صورۃ المشابہۃ
فیما تعلق بصلاح العباد لا یضر فان الارض مما لا یمکن قطع المسافۃ البعیدۃ فیہا الا بہذا النوع
وفیہ اشارۃ ایضا الی ان المراد بالتشبہ اصل الفعل ای صورۃ المشابہۃ بلا قصد انتہی اصل
نعل مین تشبہ یعنے بلا قصد امام ابی یوسف بہی جائز کہتے ہین ولا باس یہ فرماتے ہین اور حدیث آنحضرت
صلعم کی پیش کرتے ہین اور صلاح عباد جسمین ہو اوسکا یہ تشبہ مضر نہو نا اس عبارت سے ثابت ہے
اور قطع مسافت بعید کی ضرورت امام ابی یوسف و آنحضرت صلعم کو جوتون کے جو بال کے تہے جو رہبان کا
لباس ہے ہرگز نہ تہے تسلیم درست ہو تو بدون ضرورت بہی بلا قصد تشبہ درست ہونا ثابت ہوا پس قرآن نما مین
دیکہکر صاحبین کے نزدیک بدون قصد تشبہ ہے بسبب تشبہ صوری اہل کتاب کے ترک مستحب ہو اور ترک
مستحب کے جائز ہونیمین بایمعنی کہ اوس ترک مین کچہہ ملامت و سرزنش عتاب شرعی کی طرف سے نہین کچہہ کلام
نہین ہان محرومیت ثواب مستحب سے ہی یہ جائز امر مباح مین ہوتا ہی ہے پس بلا تشبہ قصد ممنوع نہوا
تو حدیث من تشبہ بقوم فہو منہم مین جس سے ایک نوع کی وعید مفہوم ہے اوسمین نہ داخل نہوا اوسمین تو
وہی تشبہ داخل ہوگا جو بقصد ہووے کہ مکروہ تحریمی ہے جسمین خرابی و قباحت شرعی ہی ہان صورۃ
تشبہ ہونیکے سبب سے ترک اولی و ترک مستحب جسکو مکروہ تنزیہ کہدیتے ہین ہوا چنانچہ شامی کے مکروہات صلوۃ
مین ہے ثانیہما المکروہ تنزیہا ومرجعہ الی ما ترکہ اولی وکثیرا یطلقونہ الخ پس روایت اولی ہدایہ تشبہ
دو صورت رکہتے ہین کوئی بقصد تشبہ کرے تو مکروہ تحریمی و داخل حدیث من تشبہ بقوم مین ہی اور اگر
بقصد نہووے تو مکروہ تنزیہ ہے جو ترک مستحب و ترک اولی ہے جس مین کچہہ سرزنش و ملامت
شارع نہین ہے اور روایت امام کی طاق مین کہڑے ہونیکی جو ہی تو اوسکی کراہت کی وجہ مین مشایخ
مختلف ہین بعضے تشبہ باہل الکتاب وجہ قرار دیتے ہین جیسا کہ ہدایہ مین ہی اور مختار سرخسی کا بہی یہی ہے
اور بعضے مشایخ وجہ کراہت کی اشتباہ حال امام اور نہ واقف ہونا اوسکے حال مقتدیون داہنی اور
بائین طرف والونکو اور امام ابن الہمام نے فتح القدیر مین اسہی کو ترجیح دی ہے اور با وجود تشبہ اہل کتاب
کی وجہ تشبہ کو نہ قرار دیا بلکہ اوسکا جواب دیا کہ امتیاز مکان امام مطلوب ہے اور تقدم اوسکا واجب ہے
اور تشبہ اہل کتاب کا جواب یہ دیا کہ غایت یہ ہے کہ اتفاق ملتین اسمین ہے اور حلیہ مین اسہی کو پسند کیا اور اسکی
تائید کے اور بحر مین منازعہ کیا کہ ظاہر روایت کا مقتضی کراہت مطلقا ہی اور امتیاز امام کا جو مطلوب ہے وہ حاصل
ہوجاتا ہے تقدم سے بلا وقوف کی مکان آخر مین اسیواسطے والوالجیہ وغیرہ مین کہا کہ بدون تنگی مسجد کے

مقتدیوں پر یہ علیحدہ کہڑا ہونا امام کو نہ چاہیے یہ مشابہ قباین تباین مکانین کی ہے یعنے حقیقت اختلاف مکان مانع جواز تشبہ اختلاف موجب کراہت ہے علامہ شامی نے اس اخیر کلام کو پسند کیا پہر استدراک کیا کہ تشبہ باہل کتاب کے سبب سے کراہت مذموم مین ہی یا اوسمین جو قصد تشبہ کیا ہووے مطلقًا تشبہ مکروہ نہین ہے شاید یہ علیحدہ کہڑا ہونا مذموم ہووے اور حاشیہ بحر کے حوالہ سے بیان کیا کہ اونکی کلام سے ظاہر ہی کہ یہ کراہت تنزیہ ہے عبارت شامی کی یہ ہے حاصلہ انہ صرح محمد فی الجامع الصغیر بالکراھۃ ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببہا فقیل کونہ یصیر ممتازا عنہم فی المکان المحراب فی معنی بیت اخر وذلک صنیع اھل الکتاب واقتصر علیہ فی الہدایۃ واختار الامام السرخسی وقال انہ الاوجہ وقیل اشتباہ حالہ علی من فی یمینہ ویسارہ فعلی الاول یکرہ مطلقا وعلی الثانی لا یکرہ عند عدم الاشتباہ وایدالثانی فی الفتح بان امتیاز الامام فی المکان مطلوب وتقدمہ واجب وغایتہ اتفاق الملتین فی ذلک وارتضاہ فی الحلیۃ وایدہ لکن نازعہ فی البحر بان مقتضی ظاہر الروایۃ الکراھۃ مطلقا وبان امتیاز الامام المطلوب حاصل بتقدمہ بلا وقوف فی مکان اخر ولہذا قال فی الولوالجیۃ وغیرھا اذا لم یضق المسجد عن خلف الامام لا ینبغی لہ ذلک لانہ یشبہ تباین المکانین انتہی یعنی وحقیقۃ اختلاف المکان تمنع الجواز فشبہتہ اختلاف توجب الکراھۃ والمحراب وان کان فی المسجد فصورتہ وھیئتہ اقتضت شبہۃ الاختلاف اھ ملخصا قلت لان المحراب انما بنی علامۃ لمحل قیام الامام لیکون قیامہ وسط الصف کما ھو السنۃ لا لان یقوم فی داخلہ فہو وان کان من بقاع المسجد لکن اشبہ مکانا اخر فاورث الکراھۃ ولا یخفی حسن ہذا الکلام فافہم لکن تقدم ان التشبہ انما یکرہ فی المذموم وفیما قصد بہ التشبہ لا مطلقا ولعل ہذا من المذموم تامل ھذا وفی حاشیۃ البحر للرملی الذی یظہر من کلامہم انہا کراھۃ تنزیہ تامل انتہی

پس اس سے واضح ہی کہ اس مسئلہ مین بعضے فقہاء واسطے کراہت تشبہ اہل کتاب کو وجہ بیان فرماتے ہین اور بعضے اس تشبہ اہل کتاب کے ہونے سے کراہت نہین تسلیم کرتی اور اس تشبہ کا اعتبار نہین کرتے کراہت کی بابہ مین دوسری دلیل گذارتے ہین اور تشبہ کو وجہ قرار دیتے ہین تو شامی تصریح کرتے ہین کہ تشبہ قصدا ہو یا مذموم ہو تو مکروہ مطلقًا یہان بہی شاید تشبہ مذموم ہوگی اور اس کراہت کو تنزیہی کہتے ہین تشبہ اسکی وجہ ہو یا غیر تشبہ اور تنزیہ کا حال معلوم ہوچکا ہی کہ خلاف اولی کے ہے اور خلاف اولی کا جواز و عدم

سرزنش وملامت کسی نوع کی اوسمین شارع کیطرف سے نہونا واضح ہے پس محظور شرعی نہین ہے چنانچہ
درمختار کے اس قولکی تحت مین والالتفات بوجہہ کلہ او ببعضہ للنبی وبصرہ یکرہ تنزیہا کے تحت مین
ردمحتار مین ہے وخلاف الاولی غیر محظور تامل انتہی اور ترک مستحب سے کراہت لازم نہین آتی
ہے جبتک نہی خاص اوسمین موجود نہووے تحت قول درمختار وترک سنتہ ومستحب کی ردمحتار مین
ہے صرح فی البحر فی صلوة العید مسئلة الاکل بانہ لایلزم من ترک المستحب ثبوت الکراہتہ اذلابد لہا من دلیل
خاص واشار الی ذلک فی التحریر الاصولی بان خلاف الاولی مالیس فیہ صیغتہ نہی کترک صلوة الضحی بخلاف
المکروہ تنزیہا اھ والظاہر ان خلاف الاولی اعم فکل مکروہ تنزیہا خلاف الاولی ولا عکس لان خلاف الاولی
قد لایکون مکروہا حیث لادلیل خاص کترک صلوة الضحی وبہ یظہر ان کون ترک المستحب راجعا الی خلاف الاولی لایلزم
منہ ان یکون مکروہا الا بنہی خاص لان الکراہتہ حکم شرعی فلابد لہ من دلیل واللہ اعلم انتہی پس جب تشبہ
قصدا نہو اور مذموم ہونا بہی اوسکا کسی دلیل شرعی سے نہ ثابت ہووے اور فقط تشبہ صوری اصل فعل مین
ہوجایا جاوے تو اسکو بدعت ضلالت قرار دینا سخت سفاہت وجہالت ہے اگر ہووے تشبہ بالفرض متعین
مین ہوتا ہے باوجودیکہ نہیں ہے تب ہی ایسے تشبہ سے کہ مذمت اسکی شرع مین وارد نہووے اور قصد تشبہ
نہووے تو اوسکو بدعت کہنا اور مسلمانونکو بدعتی بنانا وہابیہ کی حماقت وضلالت ہے خاص کی جو دلیلین
تشبہ کفار کی بیان کرتے ہین اونہین سے ترک مستحب وترک اولی ہونا ثابت ہوتا ہے وسکو ناجائز و
ضلالت ہونے سے کیا علاقہ ہے پس یہ وہ روایت ہدایہ نے کچہہ نفع ندیا بلکہ اور نقصان پہونچایا گنگوہی
کما لایخفی علی الفطین الماہر فی الفن اور تشبہ اہل کتاب کے ساتھہ حالت نماز مین معتبر ہونے سے یہ لازم نہین
آتا کہ خارج نماز کی بہی تشبہ معتبر ہے اور خارج مین بہی لازم آتی ہے دیکہو سدل ثوب نماز مین مکروہ ہے پاے جامہ
نہونیکی حالت مین کراہت کشف عورت کی احتمال سے ہے اور پاے جامہ ہونیکی حالت مین بسبب تشبہ
اہل کتاب کی ہے اور خارج نماز مین یہ تشبہ معتبر ہونا علماء تسلیم نہین کرتے اور کراہت نہین مانتے قال
الشیخ اسمعیل فیہ بحث لان الظاہر من کلامہم ان تخصیص اہل الکتاب بفعلہ معتبر فیہ
کونہ فی الصلوة فلا یظہر التشبہ وکراہتہ خارجہا اھ انتہی اور یہ بہی جاننا چاہیے کہ اگر اہل کتاب
یا مجوس کے فعل کے ساتھہ تشبہ ایسا ہووے کہ جسقدر امور اونکی فعل خاص مین موجود ہین وہ تمام ہوتے ہین
تو تشبہ معتبر ہوتا ہے اور تمام امور نہون بعض ہون تو معتبر نہین ہے دیکہو قرآن شریف اہل کتاب اپنے
کتاب کو نماز مین روبرو رکہتے ہین واسطے قرأة کے اسمین دو امر ہین ایک روبرو رکہنا دوسرے قرأة

اُس سے اگر ہمارے یعنے مسلمانونکی یہان کوئی نمازکے روبرو قرآن رکھلے تو باوجودیکہ یک جزو ایک امر
اُن امور سے یہان موجود ہی لکن اس تشبہ کا اعتبار نہین ہے کیونکہ دوسرا امر یہان مفقود ہے کہ پڑھنا
اوسکو دیکھکر ہے اور کراہت جب ہی کہ اوسکو سامنے رکھکر پڑھے بلکہ تیسرا امر ایک اور بہی ہے کہ وہ
نماز مین پڑھنا ہے پس ان تینون امور سے ایک بہی فوت ہوجاوے تو تشبہ نہین دیکھو بعض علمانے استقبال
طرف قرآن کے نماز مین مکروہ ہی تشبہ اہل کتاب کے سبب سے کہا تہا تو اوسکا جواب امام ابن ہمام وغیرہ بہی
دیتے ہین کہ اوسکا استقبال قرأۃ کے واسطے تہا چنانچہ فتح القدیر مین ہے تحت اس قول صاحب ہدایہ کے ولا
باس بان یصلی وبین یدیہ مصحف معلق او سیف معلق لانہما لا یعبدان وباعتبارہ تثبت الکراہۃ
موجود ہے قدم المعمول لقصد افادۃ الحصر فیفید الرد علی من قال من الناس بالکراہۃ لان السیف
آلۃ للحرب والباس فیکرہ استقبالہ فی مقام الابتہال وفی استقبال المصحف تشبہا باہل
الکتاب والجواب ان استقبالہم ایاہ لقرأۃ منہ لا لانہ من افعال العبادۃ وقد قلنا بکراہۃ
استقبالہ لذلک انتہی اور علامہ عینی نے یہ جواب دیا کہ مصحف کے تقدیم مین تعظیم ہے اور تعظیم اسکی عبادت
ہے پس عبادت اوپر کی ہوئی مکروہ نہین ہے اما المصحف لان فی تقدیمہ تعظیمہ وتعظیم المصحف عبادۃ فتقدیمہ
عبادۃ علی عبادۃ فلا تکرہ انتہی اور باہر نماز کے کوئی دیکھکر قرآن شریف کو یہی سامنے رکھکر پڑھے تو تب بہی
تمام اہل اسلام کے نزدیک بیچ جائز ہے اور تشبہ نہین ہے کیونکہ جز تشبہ کا کہ اندرون نماز کے ہونا فوت ہے
یہ خارج نماز کے تشبہ معتبر نہین اسیطرح نماز مین چنگاری وانگارہ رکھکر نماز پڑھنا مکروہ اور خارج نماز
چنگاری وانگار کو بہی سامنے رکہی تو مکروہ نہین کیونکہ عبادت ہونا فوت ہی باوجودیکہ چنگاری اور سامنے ہونا
دونون موجود ہین اور چراغ روبرو نمازکی ہووے تو مکروہ نہین ہے بسبب تشبہ نہونے کے کیونکہ چنگاری
وانگار بہی آگ اور سراج کا شعلہ بہی آگ اور اندرون عبادت کی ہے لکن یہ جو نمازی نے روبرو رکہا ہے
کہ وہ چراغ ہے چنگار وانگار ہونا اوسمین موجود نہین ہے اگرچہ روبرو ہونا اور اندرون نماز کے ہونا اور آگ
ہونا موجود ہی ایسے جزئیات فقہا کے تتبع سے واضح ولائح ہے کہ جس چیز مین تشبہ ہووے تو اسکی تمام اجزاء موجود
ہونا چاہیے ہان یہ ضرور نہین تمام اوس عبادت کے امور جو کفار کے یہان ہوتی ہین ہونا چاہی بلکہ اس چیز سے
جو امور متعلق ہین جس چیز مین تشبہ بانا گیا وہ تمام ہونا چاہی اگر تہوڑا سا بہی اوس چیز مین فقط آجاویگا تو
کراہت مرتفع ہوجاویگی چنانچہ درمختار مین ہی کہ روزہ عاشورا کا مکروہ ہی تنہا اور روزہ شنبہ یعنے سنیچر
کا جسکو سنیچر بہی کہتے ہین تنہا مکروہ ہے روزہ عاشورا کے تنہا مکروہ ہونے کے اور عاشورا کے تنہا مکروہ

ہونیکی وجہ علامہ شامی نے بہی لکہا ہی کہ تشبہ ساتھ یہود کے ساتھ درمختار کی عبارت اس مضمون کی اوپر گذر بہی چکی ہے دوبارہ یہ ہر لو والمکروہ تحریماً کالعیدین وتنزیہاً کعاشوراء وحدہ وسبت وحدہ انتہی علامہ شامی فرماتے ہین قولہ عاشوراء وحدہ ای مفرداً عن التاسع او عن الحادی عشر امداد لانہ تشبہ بالیہود محیط قولہ وسبت وحدہ لتشبہ بالیہود بحر وھذہ العلۃ تفید کراھۃ التحریم الا ان یقال انما تثبت لقصد التشبہ کما مر نظیرہ بلکہ ہفتہ کا روزہ جسمین تشبہ یہود کے ساتھ رکہے اور یہود سے تشبہ مرتفع ہوئیگا اتوار کا روزہ کوئی رکہے جس سے تعظیم اتوار مین تشبہ نصاری کی ساتھ لازم آتا ہی اگر تنہا ہو وے تو تب بہی ان دونوں کی جمع کرنے سے تشبہ کسی قوم کے ساتھ نہین رہتا کیونکہ ہیئت اجتماعی پر اتفاق دونون طائفہ مین سے کسی کا نہین ہی علامہ شامی نے اسی صفحہ مین لکہا ہی جس صفحہ کے عبارت ابہی ہمنے لکہی وھل اذا صام السبت مع الاحد تزول الکراھۃ محل تردد لانہ قد یقال ان کل یوم منہما معظم عند طائفۃ من اھل الکتاب ففی صوم کل واحد منہما تشبہ بطائفۃ منہم وقد یقال ان صومہما معاً لیس فیہ تشبہ لانہ لم تتفق طائفۃ منہم علی تعظیمہما معا ویظھر لی الثانی بدلیل انہ لو صام الاحد مع الاثنین تزول الکراھۃ لانہ لم یعظم احد منہم ھذین الیومین معاً وان عظمت النصاری الاحد لا وکذا لو صام مع عاشوراء یوماً قبلہ او بعدہ مع ان الیہود تعظمہ ویظہر من ھذا انہ لو جاء عاشوراء یوم الاحد او الجمعۃ لا یکرہ صوم السبت معہ وکذا لو کان قبلہ او بعدہ یوم المہرجان او النیروز لعدم تعمد صومہ بخصوصہ واللہ اعلم انتہی دیکہو اجزا مین اگرچہ مشابہت طائفہ اہل کتاب سے ہی لیکن مجموع کی تعظیم کوئی نہین کرتا ہی ہیئت اجتماعی نے اوس تشبہ اہل کتاب کو رفع کر دیا ہی پس بخوبی ظاہر ہی کہ تشبہ ناقص معتبر علماء کے نزدیک نہین ہے اور تشبہ ناقص فرد مطلق تشبہ کا نہین ہے جو حدیث مین وارد ہی پس حدیث مذکور تشبہ ناقص کا وہی حکم دینا جو کامل کا ہی سراسر بیعلمی ہے اس تقریر سے تمام اقوال پر اختلال گنگوہی کا جو تشبہ سے متعلق ہین جواب ہوگیا اجمالاً بفہمی و علمی جو کچہہ کلمات گنگوہی کے اوسکا مردود ہونا اس سے ہر ذی عقل جانلیگا کچہہ تفصیل اور کر دی جاتی ہین گنگوہی اسکے بعد یعنی عبارت ہدایہ کی نقل کے بعد کہتا ہی قرآن کہولکر پڑہنا اور بلند مکان پر کہڑا ہونا تشابہ اہل کتاب سے تہا ساری نماز مکروہ ہوگئی اور مثل مولف کے محشی نے لکہا کہ اسقدر اجزا مین ایک جز کے مشابہت سے کراہت نہین ہوتی اقول باللہ التوفیق یہ مولف ہمارے کہان کہا ہی کہ اسقدر اجزا مین ایک جز کی مشابہت سے کراہت نہین ہوتی وہ مشابہت کا وجود سوم مین ہنود کے ساتھ منع کرتا ہی اسکا یہ مطلب کہان کہ اسقدر اجزا مین ایک جز مشابہت سے کراہت

نہین ہوتی یہ تو افترا گنگوہی کا مولف پر کرتا ہی یا بسبب کم علمی کے سبب سے اردو عبارت بہی مولف کی نہین سمجہتا ہی پہر اسکو مولف کا کلام کر کے رد کیا علاوہ گنگوہی لکہتا ہے کہ
سیوم پانچ جزء سے مرکب ہی کلمہ قرآن بخود ان تین مین تشبہ نہین اور اجتماع سوم مسبت کیواسطے امر تخصیص
سیوم کے ان دو مین تشبہ ہنود کے ساتھ ہی ہے مولف بہی مقر ہے اقول وباللہ التوفیق تین جزء مین تشبہ
نہونا گنگوہی قبول کرتا ہی دو مین تشبہ بتاتا ہی تو اسکا حال یہ ہی کہ اجتماع مین بہی تشبہ نہین کیونکہ وہان جمع
وارثون میت کا فقط ہوتا ہی اور برادری و دوست آشنا سب ہوتے ہین وہان اجتماع سوگ کہلوانیکو ہوتا
ہی یہان اجتماع کلمہ و قرآن پڑہنیکو جس قسم کا کام کرے تو ہنود جمع ہوتے ہین کہ وہ سوگ کہلواتا ہی اسیواسطے یہان
مسلمان بہی جمع ہوتی تو تشبہ کی گنجائش تہی جب اونکا مطلب و غرض یہان نہین ہی تو تشبہ بہی نہین اب ہی معلوم
ہوچکا ہی فقط استقبال قرآن کا نماز مین مکروہ نہین اسلئے کہ اگرچہ استقبال مین مشابہت اہل کتاب سے ہی لیکن یہ
مشابہت معتبر اسواسطے نہین ہی کہ جس غرض کیواسطے کہ وہ دیکہکر پڑہتا ہی یہان مفقود ہی چنانچہ اوپر فتح
القدیر سے گذر چکا ہی پس اسی طرح اگرچہ اجتماع ہنود کے یہان بہی ہوتا ہی اور اہل اسلام کے یہان بہی لیکن
جس غرض سے ہنود کے یہان ہوتا ہی اوس غرض سے یہان نہین پس فقط استقبال قرآن کے ہو جیسا
کہ فقط استقبال مذکور بسبب فوت غرض مذکور کے مکروہ نہین ایسا ہی یہ اجتماع بسبب فوت اوس غرض کے
ہنود کے یہان مکروہ اور جسطرح چراغ نمازی روبرو ہونے سے نماز مکروہ نہین ہوتی فقط اس قدر تفاوت کہ
وہ یعنے مجوس چراغ کی پرستش نہین کرتے ہین انگار کہتے ہین اور شعلہ مین کہ چراغ ہی اور انگارہ مین تصویر ان
فرق ہی آگ ہوتا دونون شامل ہے اسیطرح یہان فرق ہے وہان فقط وارث ہوتے ہین یہان جو کوئی مسلم
ہو خواہ وارث خواہ برادری ہو خواہ نہو اہل اسلام ہو وہان قانون نجوم کے موافق تیسرا دن پڑے تو تیجا
ہوتا ہی ورنہ نہین ہوتا ہی اور یہان تیسرا دن ہوتا ہی ہے اس سے آگے سیوم نہین کرتے ہین پس فرق
مانند استقبال قرآن و چراغ کے یہان موجود ہے اور کراہت مرتفع ہی اور ہم کہتے ہین کہ تشبہ اہل کتاب سے
ہدایہ سے جو مفہوم ہے جس سے کراہت لازم آتی ہے تو وہ اندرون نماز کے ہی اور باہر نماز ان امور مین تشبہ
معتبر نہین ہے چنانچہ شیخ اسمعیل کے بیان سے واضح ہوچکا ہی کہ خارج نماز کی تشبہ و کراہت اسدن مین نہین
اندرون نماز کے ہے اور یہان یعنے قرآن دیکہکر پڑہنے کے بارہ مین بہی خارج کی تشبہ نہونا بالاجماع
ثابت ہی پس اس سے استدلال اوس امر پر کرنا کہ خارج نماز سے ہی باطل ہے اور جسطرح امام ابن الہمام کا
فتح القدیر مین فرمانا اوپر گذر چکا ہی کہ تقدم امام مطلوب ہی اور مشابہت اہل کتاب کا اونہون نے یہ جواب
دیا کہ یہ اتفاق دو ملتونکا ہی پس اسیطرح ایک جواب ایسا بہی ہوسکتا ہی کہ اتفاق ملتین کا ہی اور یہ جواب

بہی ہوسکتا ہو کہ تشبہ بقصد ہونا مذموم ہو تو مکروہ ہی مطلقًا مکروہ نہین ہے اور مسلمان تشبہ کے قصد سے
اجتماع نہین کرتے ہین اور مذموم ہونا بہی اسکا دلیل سے ثابت نہین ہی پس مکروہ نہوا اور تخصیص اور سیوم
مین بہی مشابہت نہین ہی انکی یہان یعنے ہنود کے یہان تین سے زیادہ مین بہی تیجا کرتے ہین پس تخصیص
تین دن کی نہوئی اگر ہووے تو اسقدر فرق کہ ہمارے یہان آگے پیچہے نہین ہوتا ہی انکے یہان
ہو جاتا ہے پس تشبہ نہین ہے اور مولف نے اقرار تشبہ کا نہین کیا بلکہ یہ کہا کہ تشبہ ہونا اور مشابہت
لازم آئی ان قوم ہنود سے آپ جو سمجہتے ہین کہ کشتی اگر دال ہین سو غور سے دیکہو تو انکے ساتھ بہی مشابہت
نہین اسکے بعد مولف نے وہی فرق قانون کو اکب بیان کیا ہی مولف مقر تشبہ کا نہین ہے اور سوگ
کہلوانا سراوگی وغیرہ کا تیسرے روز اور سے مشابہت نہونا مولف نے ثابت کیا اسکے بعد گنگوہی اجتماع
کو شعار تیسرے دن شعار ہنود کا بتاتا ہی غلط محض ہے شعار جب ہوتا کہ اہل اسلام کی یہان یہ نہوتا جب اہل اسلام کے
یہان بہی تو شعار ہنود کیونکر ہوا اور گنگوہی وقت مغرب مین اتحاد ما مین اہل اسلام و اہل ہنود کے واسطے
عبادت کی ہوائی اعتراض تو مولف انوار نے کیا اور تشبہ آب زمزم و گنگا کا پانی مین ہونیکا جو ذکر کیا تہا
اسکے جواب مین یہ فرماتے ہین کہ فرائض و واجبات مین تشبہ کا اعتبار نہین ہے یہ بیعلمی گنگوہی کی ہے
دیکہو آخر وقت عصر کہ ایک رکعت قدر باقی ہو اوسوقت سوری عصر اوس دن کی دو رکعت ہی تکی قضا ہر بنا
درست فقہا نہین بتاتے ہین اور اسوقت ناقص امر مانی ہین اور کراہت نماز کی اسوقت مین تشبہ کفار
عبادت شمس کے ساتھ ہونیکے سبب سے فرماتے ہین شرح وقایہ مین باحسن وجہ اسکو بیان کیا ہے اور نور الانوار مین
بہی یہ عبارت اس بارہ مین موجود ہے اول گذر بہی چکی ہے پہر تہوری سے لکہی جاتی ہے لان عصر
یومہ ماموربالاداء مع انہ مکروہ شرعًا والطواف محدثا ماموربہ مع انہ مکروہ شرعًا قلنا
ذلک الکراہۃ لیس فی نفس المامور بہ بل بمعنی خارج وہو التشبہ لعبدۃ الشمس انتہی پس یہ کلیہ
جہوٹا بنایا ہوا گنگوہی کا کہ فرض و واجبات مین تشبہ معتبر باطل ہوا اور بے علمی تو اضح ہوئی اور زمزم
کو پانی لانیکو گنگوہی عادی و طبعی امر بتاتا ہے اور یہ عادی و طبعی نہونا وجہ عدم تشابہ قرار دیتا ہی جسکو
دیکہکر بچے بہی قہقہہ مارتے ہین پانی زمزم کا ہر بچہ بچہ جانتا ہے کہ بطور تبرک پینے کیواسطے مسلمان
لوگ لاتے ہین اور پینے مین ثواب جانتے ہین نہ مقرر اعادت سکے سبب سے جیسا کہ یہ ناواقف جاہل سے
زیادہ بیعلم کہتا ہے حدیث و فقہ مین استحباب لانے پانی زمزم کا ثابت ہے در مختار کے اس قول کے
تحت مین و یکرہ الاستنجاء بماء زمزم تحت رد محتار مین ہے و یستحب حملہ الی البلاد فقد روی

الترمذی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا کانت تحملہ وتخبران رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کان یحملہ وفی غیر الترمذی انہ کان یحملہ وکان یصب علی المرضی ویسقیہم وحنک بہ الحسن والحسین رضی اللہ تعالی عنہما منہ المباب وشرحہ انتہی اور پانی زمزم
لانیکو طبعی یہ گنگوہی بتاتا ہی اتنی تمیز نہین کہ جو فعل طبعی ہوتا ہے مثلاً انسان کا ہے وہ اسکے اختیار مین نہین
ہوتا ہی دیوار سے گرجانا نیچے کو جسم فصل کے اختیار مین نہین ہے انسان وحیوان وقت گرنے کے
ارادہ رکنے کا کرے اور کوئی ایسے چیز جسکے سہارے رُکے موجود نہو یا اوسکے ہاتھ نہ آوے و حاصل
اسکو نہو تو ہرگز نہین رُک سکتا ہی پس فعل وحرکت طبعی ایسی ہوتی اور تمام افعال طبعیہ مانند غذا کا ہونا
اور اخلاط کا ملنا اور اشاج بدن سے منی جدا ہونا بعدیہ وتخمیہ ہونا اور جو بدن انسان مین مثلاً ہوتا
رہتا ہی یہ تمام ایسے امور ہین کہ انسان کے اختیار مین نہین بلکہ افعال طبعیہ بدون شعور کے نہین ہوتی
یہ امور پانی زمزم لانے مین تمام مفقود ہین گنگوہی کو علم ہوتا یا کسی طالب علم میزان خوان یا موجز خوان سے
صحبت بھی ہوتی تو پانی زمزم کے لانیکو یا پانی گنگا کے لانیکو ہرگز طبعی نہ کہتا اور عادی کہدینے سے اعتراض
تشبہ امر بنجاتا ہے کہ یہ سیوم جو اہل اسلام کے یہان ہوتا ہی اسکو بھی عادی اہل اسلام کہدینگے اور عادی ہونا
تو ظاہر ہے اگرچہ بطور ایصال ثواب کے یہ عادت تیسرے دنکی ہووے اور جسطرح گنگوہی گنگا کا پانی لانا
ہنود کا شعار نہین جانتا ہی ایسے ہی تیسرے دنکا ایصال ثواب کرنا ہنود کا شعار نہین جانتے ہین پس فیصلہ ہوا
مولف انوار کی فتح ہوئی گنگوہی کو شکست فاش ہوئی اب آگے جو گنگوہی کا ہی واسطے اثبات اہل اسلام
تشبہ کے درمیان اجتماع ہنود کے تیجے کے دن اور درمیان اجتماع اہل اسلام کے سیوم مین واسطے
قرآن وکلمہ خوانی کی کہ بعض وجوہ کا محل تشبہ کو نہین زید اسد سے تشبیہ دنیا مین وجہ شبہ فقط شجاعت
ایک امر باقی کو ہوئی مشابہت نہین پس کسی نے یہ نہین کہا کہ بالکل مشابہت من کل الوجوہ ہو تو تشبہ
ہووےگی ورنہ نہین یہ قول مولف کا شرع وعقل وعرف کے خلاف ہے **اقول** وباللہ التوفیق مولف
من کل الوجوہ مشبہ بہ سے تشبیہ ہونا یا بطور تمام امور مشبہ بہ مشبہ مین موجود ہون تو تشبیہ ہووے
ہرگز نہین کہا ہے مولف کے کسی کلام سے مفہوم نہین مولف وجہ شبہ کا پایا جانا جسکے سبب سے تشبہ
عرفاً وعقلاً وشرعاً جائز ہووے سیوم مین نہین مانتا ہے اور کوئی معنے ایسے مشہور ومعروف
ومخصوص اجتماع مین ایسے موجود ہونا جسکے سبب سے سیوم کو اس سے تشبیہ دینا درست ہووے قبول
نہین کرتا یہ تشبیہ سیوم کے اجتماع ہنود کے ساتھ مانند تشبیہ زید کے ساتھ اسد ہرگز مولف نہین مانتا ہے

زید و اسد کے تشبیہ صحیح و درست ہی وجہ تشبیہ وہان موجود ہے سیوم واجتماع ہین وجہ تشبیہ پائے
جانیکے سبب سے تشبیہ درست نہین ہے اور کوئی عاقل تشبیہ نہین مانسکتا ہی اور تشبیہ شرعی جب
ہی ہوتا کہ مقصد تشبیہ ہوتا یا مذموم ہوتا اور جس قسم کی غرض ہنود کی ہوتی ہے اوسی قسم کے
غرض اہل اسلام کی ہوتی ہے چنانچہ اوپر اسکا بیان گذر چکا ہی اوس سے ظاہر ہی کہ فقط اجتماع سے
تشبیہ علماء کے نزدیک ثابت نہین جیسے فقط استقبال الی القران سے نماز مین تشبیہ اہل کتاب کے
ساتہ ثابت نہین ہے پس کوئی تشبیہ یہان سیوم و اجتماع ہنود مین ثابت نہین ہے نہ عقلی و نہ شرعی
فقط اجتماع تیسرے دن سے تشبیہ شرعی بتانا جو فقہاء کے نزدیک موجود ہے بیعقلی صرف ہی اور
وہابیہ کی بدجو اسی ثابت ہے **اول** خطا جو مولف کی گنگوہی نے نکالی تو اوسمین تو خود
سرتا پا خاطی نکلا اور دوسری **گنگوہی** مولف کی بتاتا ہی اوسمین جو جو خطائین گنگوہی کی ہین
اوسکا حال معلوم کرنا چاہئے مولف انوار ساطعہ نے کہ کفار اور اہل اسلام کے درمیان کچھ فرق
اور امتیاز ہوجاوے تو تشبیہ نہین اور مثال صوم عاشوراء کے پیش کی کہ دن معین دسوین تاریخ محرم
روزہ رکھنے مین مسلمان و یہود سب شریک ہین فقط مقدم یا موخر روزہ دوسرے رکھنے سے تشبیہ نہین رہا
تو **گنگوہی** کے فہم مین یہ کلام ہی مولف نہ آیا اور تعجب کیا اور کہا کہ مسئلہ ہدایہ مین مایہ الامتیاز موجود
ہی فقط ارتفاع و امتیاز مکان ایک مسئلہ مین اور نظیر مصحف دوسرے مین تشابہ کا ہے پس مکروہ کیون
ہوگیا اور صوم کا جواب ناصواب گنگوہی یہ دیتا ہے کہ یہ روزہ فرض تہا فرض مین تشبیہ نہین اب
تنہا روزہ عاشوراء کا کسیکی نزدیک مکروہ نہین **اقول** وباللہ التوفیق بلاشبہ فرق و امتیاز جیسا کہ مولف
انوار نے کہا ہے تشبیہ مرتفع ہوجاتا ہی فقط استقبال قرآن نماز مین تشبیہ اسیواسطے نہین کہ یہ فرق
پڑگیا کہ یہان پڑہنا اوس قرآن سے نہین ہے اگرچہ نماز مین اور استقبال ہونا اسمین بہی موجود ہے
اور ارتفاع امام کا ہووے لکن کچھہ قوم امام کے ہمراہ ہوجاوے تو فرق کرجانیکی سبب سے تشبیہ نہین
رہتا ہے اور تنہا صوم عاشوراء مین تشبیہ نہونا اس سبب سے کہ فرض تہا جہالت محض ہے کوئی ادنے
و اعلی اسوجہ جہالت کو تسلیم نکریگا اور نہ کسی کتاب مین کسی نے یہ وجہ گذاری ہے کہ اول کوئی امر فرض
ہووے پہر فرضیت اوسکی مرتفع ہوجاوے فقط استحباب باقی رہے تو فرضیت منسوخہ تشبہ سے
مانع ہوتی ہے ایسے غلط غلط مسائل شکم سے نکالنا اور دل سے گہڑنا احبار و رہبان کا کام ہی اور جنید
مرتبہ درمختار اور ردمختار سے اوپر گذر چکا ہی کہ روزہ تنہا عاشوراء کا مکروہ ہے اور بوجہ اسکی ردمختار

مین بہی فرمائی ہے کہ تشبہ یہود سے ہی اور اس بےعلم کو اتنی خبر نہین صوم عاشورا کے حق کہتا ہی کہ تنہا
روزہ عاشورا کا مکروہ نہین ہے اب ایسے بے علم آدمی کا کیا کہنا جاوے اور نادان کا کیا خطاب کیا جاوے
با این ہمہ مولف انوار ساطعہ کو قواعد شرعیہ سے بے خبر لکہتا ہے اور حمقا و جہلا وہابیہ کو ایسی ایسی
باتین ہین اونکو علما و نکتہ دان و تفقہ بتاتا ہے کونسا عاقل منصف ایسے حماقت کے باتون کو تفقہ
و نکتہ دانی بتا دیگا یہ دوسرے خطا مولف انوار کے اس گنگوہی نے نکالی تہی جس سے ظاہر ہو کہ گنگوہی
بہت غالط و خاطی ہے اور مولف اس سے بری ہے اب تیسری خطا مولف کے گنگوہی بتاتا ہی مولف
انوار نے بحوالہ کتب علماء معتبرین محققین کے بیان کیا تہا کہ تشبہ مکروہ ہر چیز مین نہین ہے فعل
مذموم مین مکروہ ہے یا قصد تشبہ کا ہو تو مکروہ ہے گنگوہی مولف کی اثبات کیواسطے کہتا ہے کہ
دور و لیتین جو ہدایہ سے منقول ہوئین او غلین قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم نہین ہے بلکہ محمود ہے
اور مکروہ ہوگیا امام کا علیحدہ کہڑا ہونا مذموم نہین ہے صوم عاشورا مذموم نہین ہے پہر کیون بعضم
صوم یوم سبت کو رفع کیا اور آگ کا روبرو نمازی کے ہونا موجب تشبہ مجوس کا ہی اور مسلم کا
قصد تشبہ بالمجوس کا نہین اور اشتمال صماء مکروہ حال آنکہ قصد تشبہ یہود مسلم کو ہرگز نہین ہے اقول
وباللہ التوفیق اس سے گنگوہی نافہم کی غرض یہ ہی کہ بدون قصد تشبہ کے اور غیر مذموم مین
بہی تشبہ اہل کتاب کا مکروہ ہی اور غرض گنگوہی کی بالکل فاسد و باطل ہے چند مرتبہ علماء معتبرین
کی اقوال صریحہ اس بارہ مین گذر چکی ہین کہ مطلقاً تشبہ مکروہ نہین ہے قصد تشبہ ہو یا مذموم مین
تشبہ ہو تو مکروہ امام ابی یوسف کا نعلین شعر کو جائز فرمانا اور فعل آنحضرت صلعم کا ہونا باوجودیکہ یہ
رہبان کا لباس ہے اوپر گذر چکا ہے اور یہ بہی اوپر گذر چکا ہے قصد تشبہ ہووے تو مکروہ تحریمی ہے
تشبہ فقط تشبہ بلا قصد و بلا مذموم ترک مستحب ہے جو مستلزم کراہت کو نہین ہے اور مکروہ سے
ایسے مواقع مین مراد کراہت تنزیہہ ہی جسکا رفع ترک اولی ہے پس ان امور مذکورہ و منقولہ مین کراہت
بلا قصد تشبہ و بلا مذموم ہوئی ثابت ہو جاوے تو مراد کراہت سے تنزیہہ ہوگی ترک اولی ہے کیونکہ
یہ تتبع اقوال فقہاء سے ظاہر ہو چکا ہی اور مذموم ہونا اور قصد ہونا ثابت ہووے تو تحریمی ہوگی ان
نقول سے یہ واضح نہین ہی کہ بدون مذموم ہونے اور بدون قصد تشبہ کے بہی کراہت تحریمی ہوتی ہے
جبتک یہ ثبوت نہووے تو گنگوہی کو مفید و مولف انوار کو مضر نہین اور اقوال فقہاء و علماء جنہین تصریح
ان امور کی موجود ہے کہ بقصد ہووے یا مذموم ہووے کراہت مطلقاً نہین ان نقول سے منقوض

نہین ہوتی اونکی اقوال مین اسوقت مین کراہت تحریمہ مراد ہونا جائز ہے اور بدون انکی کراہت تنزیہہ ہوتی ہین اونکے اقوال کی مخالفت نہین ہوتی کیونکہ وہ ترک مستحب ہے جسکو ناجائز کوئی مسلمان نہین کہسکتا ہے تارک عارضی اکو کوئی بدعتی نہین کہسکتا ہے اور ان امور کا غیر مذموم جو گنگوہی بتاتا ہے اس بیعلمی سے بتاتا ہی کہ کسی کتاب کا حوالہ نہین کسی عالم معتبر کا قول اس امر مین پیش نہین پہر کیونکر اسکا قول مقبول و معتبر ہووے گنگوہی اسکے آگے کہتا ہی کہ اجتماع اہل میت کے نزدیک جسکا نیاحت ہونا حدیث سے ثابت ہے پہر خود کا فعل و تقید مطلق پہر بہی مذموم نہین عجب ہے **اقول** وباللہ التوفیق اجتماع الی اہل المیت جو موجب کراہت ہے اوسکا مخصوص ہونا ایک نوع خاص کے ساتھ مرقات ملا علیقاری سے اوپر گذر چکا ہے فلیرجع الیہ اور اس اجتماع موجب کراہت کا لازم آنا سیوم مین ممنوع ہے اور تقید مطلق کو اس نے کچھ علاقہ نہین تقید مطلق تو اوسوقت ہوتی کہ سوائے اسدن کے کل ایام ایصال اسلام جائز نسجانتے اور اس اجتماع یوم سیوم کو موقوف علیہ جواز خیال کرتے اور اسکا فقدان اظہر من الشمس ہے پس تعجب ایسا ہی جیساکہ اہل حق کے مسائل سنکر مبطلین تعجب کرتے ہین اسکے آگے گنگوہی اول تو قول بحرالرائق کو کہ امر مذموم مین تشبہ ہووے تو مکروہ ہی رد کرتا ہے اور اس پر نقض اپنی جہالت سے ایک مسئلہ گہڑ کر کرتا ہی کہ قرآن دیکہکر پڑہنا امر مذموم نہین ہے اور حدیث مین مطلق تشبہ ہے اس غرض سے یہ قرآن دیکہکر پڑہنا مذموم ہونا نہین پایا جاتا ہے اور کراہت موجود ہے اور بحرالرائق نے تشبہ کو مقید مذموم کے ساتھ کیا ہے اور یہ حدیث کے خلاف ہی کہ حدیث سے مطلق تشبہ ممنوع ہے پہر گنگوہی توجیہ کرتی ہین کہ قرآن دیکہکر پڑہنا فی حد ذاتہ محمود ہے لکن صلوٰۃ مین مذموم ہی مگر مولف اپنے کوتہ فہمی سے مذموم فی اصل وضعہ سمجہگیا **اقول** وباللہ التوفیق جب یہ مراد بحرالرائق ہے تو گنگوہی نے غیر مراد بحرالرائق کو مراد بحرالرائق کیون قرار دیا اور خارج نماز کے قرآن پڑہنا مراد لیا اور اس سے نقض جہالت سے کرنے لگا اور اسکے اون ہی قیود کو جن کے سبب سے مذموم ہو جاوے چہوڑ امور منقولہ بالا کو محمود قرار دیا اور اپنی ایک اختراعی وارد امر کے موافق ان اقوال جو علما سے مولف نے نقل کین ہین منقوض ہونا بتایا اون تمام مین قیود کا لحاظ ہے جن کے سبب سے وہ مذموم ہین پہر وہی ہوا کہ مذموم مین تشبہ مکروہ ہے خواہ مذمت پہلی سے ہو یا کسی سبب سے حادث ہو بحرالرائق و مولف نے یہ کب کہا کہ فی حد ذاتہ مذموم ہو اور کسی امر کے لحوق سے مذمت نہ آوے اسوقت تشبہ ناجائز ہی خود غلط مطلب قرار دیکر اعتراض فقہا و علما و مولف پر کرنا

یہ کوتہ فہمی گنگوہی کی نہین ہے تو اور کیا ہے اور باین ہمہ مولف کو کوتہ فہم بتاتا ہی یہ جہل مرکب صرف ہے
اور بحر کے مطالب کو خود نہ سمجہا اسواسطے نقص کرنے لگا مولف کیطرف بحر کا مطلب نہ سمجہنے
کی نسبت کرتا ہے حیا نہین آتی اور حدیث کو مطلق بنا کر غیر مذموم مین بہی تشبہ کا ثبوت کرنا چاہتا ہے
تشبہ کے معنے شرعی ہے جو غیر مذموم و غیر مقصود للتشبہ اوسکو شمول حدیث کا ہونا ہرگز مسلم نہین
حدیث کا شمول تو اوسکو ہی ہے کہ جسمین ملامت شرعی ہووے چنانچہ فہو منہم لفظ حدیث سے ملامت
مفہوم ہے اور غیر مذموم و بدون قصد مین ملامت نہونا ظاہر ہے کیونکہ اصل فعل کی صورت مین
تشبہ ترک مستحب ہے چنانچہ تعلیمی سے ظاہر ہے اوپر گذر چکا ہے اور ترک مستحب مین ملامت شرعی
نہین ہے پس حدیث تشبہ صوری کو شامل نہین جسمین مذمت یا قصد تشبہ نہو پس حدیث کے مطلق
قرار دینے سے قول بحر الرائق کا رد نہوا اور حدیث مفید نہوئی مولوی اسمعیل سر گروہ وہابیان کا قول
جو بطور الزام مولف انوار نے نقل کیا تہا تو گنگوہی نے اوسکے قول پر اعتراض کچہہ نکیا جیسا کہ بحر رائق کے
قول پر اعتراض کیا اسلئے کہ فرقہ وہابیہ کے نزدیک اوسکے سر گروہ سے یا کسی وہابی سے کسی قسم کا قول
صادر ہووے وہ تمام حق ہوتا ہے یہ شخص الکا سر گروہ تقلید شخصی کو بدعت و مشابہ شرک قرار دیتا ہے
بعضے وہابیہ جو بظاہر تقلید کے قائل ہین اور اہل سنت مین ملنے کو وجوب تقلید کے قائل ہین غیر
مقلدین کو تو برا کہتے ہین لیکن اس شخص کو ولی و قطعی جنتی و تمام اقوال حق کہنے والا بتاتے ہین بڑی
تعجب کی بات جو بدعت سیہ و مشابہ شرک بتاوے تقلید اوسکو تو موافق سنت و ولی و قطعی
جنتی بنایا جاوے جو اسکے قول کے اطاعت کرے مانند لامذہب اوسکے اونکو بد کہا جاوے الغرض
دوسرونین کوئی چیز بری ہووے وہابیہ کے نزدیک تو وہ اوس شخص کو جا کر اچہی ہو جاتی ہے
اوسکو وہابی شارع جانتے ہین اسواسطے یجوز ما لایجوز لغیرہ کا مضمون ہے اب دیکہو گنگوہی اوسکے
قول کی تاویل کرتا ہے جس سے وہ بہی راضی نہوتا اگر ہوتا تو اوس نے کہا تہا کہ روافض کے ساتہہ تعبید
کرتے ہین ہم موافقت کا قصد نہین کرتے اتفاقاً موافقت ہو جاتی ہے چنانچہ عبارت اسکی مولف انوار
کی کلام بل اتفقت الموافقۃ گذر چکی ہے **گنگوہی** کہتا ہے اسکے قول کے یہ معنی ہین کہ فعل جو اصل
مسنون تہا البعد کو روافض نے بہی ایک حرکت بیجا ذکر لی کہ موافق اسکے ہو گئے تو یہ امر الزام
شارع کا ہے ترک نہین ہو سکتا اور تشبہ معتبر نہین **اقول** وباللہ التوفیق مولوی اسمعیل کی
عبارت دیکہو لانتحری تشبہ الفرق تفضلا لہ بل اتفقت الموافقۃ انتہی صراحۃً اسکے

یہ معنے ہیں کہ مکرر و قصد تشبہ فرقوں ضالہ کا ہم نہیں کرتے ہیں بلکہ اتفاقاً موافقت ہوگئی ہے اس سے
اور گنگوہی کی تاویل فاسد سے کیا علاقہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تشبہ بالقصد مذموم ہوتی ہے کوئی لفظ
کسطرح اُس پر دلالت نہیں کرتا کہ دراصل فعل سنت تھا بعد کو روافض نے الخ نہ یہ دلالت مطابقی
نہ تضمنی نہ التزامی نہ کنایہ نہ اشارہ نہ مجاز کچھہ بھی نہیں ہے اور قابل تاویل تو وہ عبارت ہوتی ہے
کہ اسمیں اجمال ہووے چند معانی کے محتمل ہووے بدون اسکے تاویل کے کیا معنے یہ تاویل تو ایسی ہے
جیسے بعض نیچری لوگ ارسل علیہم طیرا ابابیل کی تاویل مرض چیچک کی کرتے ہیں یا بعض فلسفی
منکر عبادات اقیموا الصلوۃ سے مراد فقط انقیاد مراد لیتے ہیں کسی طرحسے نہ ارکان مخصوصہ پس تاویل
گنگوہی کوئی عاقل قبول نہیں کر سکتا ہے اور مولف انوار نے قول ملا علیقاری جو ذکر کیا تھا کہ ہم
تشبہ اہل کفر و بدعت سے اونکے شعار میں منع کی گئی ہیں نہ ہر بدعت سے تو گنگوہی ملا علی قاری
کی عبارت کی بھی یہی معنے بتاتا ہے جو مولوی اسمعیل کے عبارت کی بنائی تھی اور اسکے وجہ میں یہ
کہتا ہے جو شعار اونکا ہوگا خواہ فی ذاتہ حسن ہی ہو وہ اونکا فعل ہوگیا اور تشبہ ناجائز ہوا اس ہذیان
کا کیا ہی ٹھکانا ہے مولوی مذکور کی عبارت کی جو معنے بیان کی اپنے تاویل فاسد سے اونکو عبارت ملا علی
قاری سے کچھہ علاقہ ہی نہیں اور اون معنے ہونے یہ وجہ اور طرہ ہے ملا علیقاری کے عبارت مولف
انوار کے کلام میں موجود ہے اب بھی چند صفحے پہلے گذری ہے منصفین اوسکو دیکھیں اور اسکے بعد بیان
گنگوہی دیکھیں اونکی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ اونکا شعار ہووے اوس سے ہمکو منع کیا ہے ورنہ
منع نہیں ہے اور یہ گنگوہی کہتا ہے کہ اور جو متفق دو ملت کا ہوگا وہ شعار نہوگا مامور اس امت پر بھی ہوگا
اور جو بدعت مباحہ ہوویگی اور افعال سنت سے ہوویگی وہ خود مامور شرعی و سنت ہے یہ کلام
مفید نہ مضر مولف انوار کی یہی غرض ہے کہ سیوم میں تیسرے دنکا اجتماع شعار ہنود کا نہیں ہے غایت کہ
اونکو اور ہمارے دونوں کے یہاں یہ اجتماع ہوگا اور شعار اونکا تو جب ہوتا کہ یہ امر اونکے تعارف کی
علامت ہوتی کیونکہ شعار عبارت اوس علامت سے ہے کہ جسکا وہ شعار ہے وہ اُس سے پہچانے جاویں
مجمع البحار میں ہے ان شعار اصحابہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الغزو یا منصور امت امت ای
علامتہم التی کانوا یتعارفون بہا فی الحرب ط ومنہ شعار المومنین علی الصراط رب سلم
ای علامتہم التی یتعارفون بہا ۱۲ انتہی اور جب ہی تو ہی کہ خاصہ ہووے دوسرے میں نہ پایا
جاوے اگر ایک قوم کی ساتھ خاص نہووے تو علامت و نشان اوس قوم کے نہووے اور تیسرے دنکا

اجتماع

اجماع چونکہ مسلمانونمین بکثرت صدہا سال سے رائج ہی تو علامت وشعار یہود نہوا اور منع شعار ہونیکے
سبب سے پس منع نہوا اور موافق قول گنگوہی کے بہی یہ شعار نہوگا اسلئے کہ متفق دو ملت کا ہوا
پس کراہت ہرگز نہین ہے یہ مولف کو مفید نہوا کہ گنگوہی کو اور بدعت مباحہ ماموروسنت کہنا بہی علمی
سے خالی نہین ہے ہمارے یعنی حنفیہ کے امر کو وجوب لازم ہی چنانچہ تمام کتب اصول سے مملو ہین فقط صیغہ افعل سے
مثلاً امر ہونا ثابت نہین ہوتا جبتک الزام وطلب فعل لزوماً نہووے پس مامور ضرور واجب وفرض
ہوتا ہی اور مباح سنت دونون نوعین بتائین ہین بدعت سنت نہین ہے جو اصول سے ناواقف ہے
وہ ایسے کلمات زبان سے نکالتا ہی اور وہابیہ اپنی اصطلاح جدید بتاوین تمام علماء محققین سے علیحدہ تو
وہ دوسرا امر ہے اب گنگوہی بحر رائق کے قول پر کہ تشبہ مقصود ہووے تو ناجائز ہے یہ اعتراض حمایت
کا کرتا ہے کہ حدیث مین مطلق تشبہ آیا ہے تخصیص حدیث بالرائے درست نہین اور سب محققین نے
مطلق تشبہ لکہا ہے اور گنگوہی یہ حدیث غیروا الشیب ولا تشبہوا بالیہود اور نظفوا افنیتکم ولا
تشبہوا لکہکر کہتا ہی کہ شیب مین اور تنظیف افنیہ مین کسی نے قصد تشابہ یہود نہین کیا تہا اس کے معنی
یہ ہین کہ صحابہ رض نے قصد بیان نکیا تہا بلا قصد کے تہا تب بہی یہ ناجائز ہے تو بلا قصد بہی ناجائز ہوتا ہے
اقول وباللہ التوفیق مطلق کا فرد تشبہ بلا قصد وغیر مذموم جسمین سرزنش نہین ہرگز نہین ہی پس حدیث
اوسکو شامل نہین حدیث تو اوسکو شامل ہے جسمین سرزنش وملامت شایع ہو پس بلا قصد
وغیر مذموم مین صورۃ تشبہ ہے حقیقۃ نہین ہے پس یہ تخصیص بالرائے نہوئے اور کسی نے محققین مین سے
مطلق اس معنی کرکے قصد بلا قصد ومذموم وغیر مذموم وشعار غیر شعار سبکو ہرگز نہین لکہا ہی چنانچہ
قیود مذکورہ کا وجود ہونا تشبہ کے واسطے ضروری جاتا ہی اوپر گذر چکا ہی انکار اسکا مکابرہ ہے پس محققین پر مطلق
لکہنے کا گنگوہی افترار محض کرتا ہے اور غیروا۱ الشیب۲ اور نظفوا مین تغیر شیب کا حکم ہے اور تنظیف فنا
کا حکم ہے اور تشبہ بالیہود سے منع ہے یہ ضرور نہین کہ کوئی فعل کسی سے صادر ہووے اسیوقت
اوسکو ممانعت کیجاتی ہے آیندہ فعل کرنے سے ممانعت نہین ہوتی ہے لا تشبہوا بالیہود کے یہ معنے ہونا
کیون جائز نہین ہین کہ قصد تشبہ بالیہود کا آیندہ مین نکرنا جسطرح قرآن مین اللہ تعالی فرمایا تہا
ولا تطع منہم آثما۲ او کفورا۳ اور لا تکونن من الممترین یہ نہی باینمعنی نہین ہی کہ فی الحال اطاعت
آثم وکفور اور ممترین سے ہونا ثابت تہا اسواسطے منع کردیا ہی یہ کوئی اہل اسلام کہ نہین سکتا ہی کوئی
بی ایمان کہیگا پس واضح ہی کہ نہی کے صدور کے واسطے یہ ضرور نہین کہ منہی عنہ سے اوس فعل کا صدور ہو چکے

فی الحال یا فی الاستقبال پس اسیطرح یہ حدیث مین نہی اور وہی کہ تشبہ بالیہود کا قصد نکرنا پس اس
حدیث سے بھی یہ معلوم ہوا کہ قصد تشبہ ہی تشبہ ممنوع و حرام کا وجود ہوتا ہے اور یہ معنے
ہرگز مراد نہین کہ عدم تغیر مین التشبہ بلا قصد ہے اور ایسے ہی عدم تنظیف مین بھی بلا قصد ہے اور پس
عدم تغیر و عدم تنظیف کی حرمت لا تشبہوا بالیہود سے مفہوم ہو بلکہ تغیر و تنظیف کا حکم بطور ادب سکھانے
اور نہی لا تشبہوا قصد تشبہ یہود سے منع کا ہی اگرچہ صحابہ رضی سے اس کا قصد صدور نہوا تھا لکن بے صدور
قصداً اسکے منع کر دیا ہی کہ آیندہ قصداً یہ تشبہ کرنا پس قول بحر رائق پر اعتراض گنگوہی کا ہرگز وارد
نہین ہے اعتراض بحر رائق پر کرنا صرف نادانی و بےعلمی معنے حدیث سے ہی اسکے بعد **گنگوہی** کا یہ قول
ہی تشبہ کے بارہ مین اگر کسینے کوئی کام نادانستہ کیا اور پھر اوسکو خبر ہوئی تو ازالہ کرے ورنہ اب
بعد علم کے متشبہ ہوگا پہلے متشبہ نہ تھا اور اپنے فعل مین عاصی بھی نہین تھا اب قصداً جو کرتا ہے
تو تشبہ ہوا علی ہذا جو امر ایسا ہی کہ اوسکا ازالہ کر سکتا ہی مگر قصداً ازالہ نکیا جیسا ریش کا خضاب
تو ترک خضاب قصداً کرتا ہی کیونکہ ازالہ پر قادر ہے اور نہین کرتا بہر حال سب جگہ معصیت کیواسطے
فعل مکلف کا ضرور ہے اور اسکے چند سطور کے بعد بھی گنگوہی اور جو خبر ہی نہو کہ یہ شعار کفار کا ہی اور پھر
خبر ہو اور بعذر کے ازالہ نکرے تاہم عاصی ہوویگا ، **اقول** و باللہ التوفیق دیگر امور لا یعنے اس گنگوہی
کی سے اعراض کر کے ہم کہتے ہین کہ ایسے لوگ مصداق افتوا بغیر علم فضلوا و اضلوا کے ہین جیسا کہ یہ
قائل ہی کہ اسکے قول مذکور سے یہ مفہوم ہی کہ قصداً تارک خضاب ریش کا عاصی و گنہگار ہے اس
شخص کو اسقدر مسئلہ کی بھی خبر نہین کہ خضاب کو در مختار کی کتاب الحظر و الاباحۃ مین مستحب لکھا ہے
یستحب للرجل خضاب شعرہ و لحیتہ و لو فی غیر حرب فی الاصح و الاصح انہ علیہ السلام
لم یفعلہ و یکرہ بالسواد انتہی یعنے سر و داڑہی کا خضاب مستحب ہے اور صحیح تر یہ ہی کہ آنحضرت
صلعم نے نہین کیا ہے اور سیاہ خضاب مکروہ ہے اور قبیل کتاب الفرائض کے اس قول در مختار
اختضب لاجل التزین للنساء و الجواری جاز فی الاصح و یکرہ بالسواد انتہی کے تحت
علامہ شامی ناقل ہے قال النووی و مذہبنا استحباب خضاب الشیب للرجل و المرأۃ
بصفرۃ او حمرۃ و تحریم خضابہ بالسواد علی الاصح لقولہ علیہ السلام غیروا ہذا
الشیب و اجتنبوا السواد اھ قال الحموی ہذا فی حق غیر الغزاۃ و لا یحرم فی حقہم
لارہاب و لعلہ محمل من فعل ذلک من الصحابۃ انتہی دیکھو علماء حنفیہ و شافعیہ خضاب کو

مسخ.

مستحب فرماتے ہین بدلیل حدیث غیروا الشیب کی اور حدیث مذکور سے استحباب ہی ثابت کرتے ہین اور
استحباب کا حکم بچہ خلاصہ کیدانی پڑہنے والا بہی جانتا ہے کہ اسکے کرنے مین ثواب ہے اور ترک
عصیان وعذاب نہین ہے اور یہ گنگوہی تارک کو عاصی قرار دیتا ہے جس سے واضح ہے کہ خضاب لحیہ فرض
یا واجب ہے اسلیئے کہ عصیان ترک فرض وواجب مین ہی ہوتا ہے نہ ترک استحباب مین پس
گنگوہی مخالف علماء مذہب حنفی وشافعی کے ہوکر باوجود ادعاء حنفیت ایک تیسرا راستہ نکالتا ہے
اور حدیث غیروا کی مراد مخالف علماء کے لیتا ہے ایسے ناواقف وعاقل کے قول کا کیا اعتبار ہے
اور ایسے جہالت کا کیا ٹہکانا ہی یہ مزخرفات لکہکر گنگوہی خوش ہوتے ہین اور الحمد پڑہکر صفحہ ۱۰ مین
واضحات نص وفقہ سے کراہت سوم کا قول باطل کرتے ہین اور رد واصل ہے کہ جسکا ذکر اوپر ہوا
رسالہ مولف انوار ساطعہ کا قلع وقمع لیئے ظن فاسد ووہم کاسد کے رد سے جاتے ہین اور مولف
انوار کو کم علمی وکوتہ فہمی اور جہل مرکب اور دعوے بے مغز واضلال خلق اللہ کے متہم کرتے ہین
اور منصفین جانتے ہین کہ تمام امور گنگوہی کے ہی حق مین ہمارے اقوال حنفیہ سے ثابت ہوچکے ہین
اور یہ ثمرہ گنگوہی کی بدزبانی ودریدہ دہنی کا ہے یہ تمام عیوب گنگوہی پر عائد ہوئے ہین اور مولف
انوار چونکہ متبع حق کا ہے اور نور حق کے مقابلہ مین یہ ظلمات ہرگز نہین آسکتی ہین اب جاننا چاہیے
کہ گنگوہی کو ان دو اصل پر بہت بڑا ناز تہا جسسے تمام رسالہ کا قلع قمع ہونا زعم کرتا تہا اون دو اصل
کا حال بخوبی معلوم ہوگیا کہ مضمون رسالہ کے بارہ مین ہرگز جاری نہین ہین فقط جہالت سے
انکا اجرا مضمون رسالہ کے بارہ مین یہ گنگوہی کرتا تہا ایسے واہیات تقاریر سے اجرا ان دو
اصل کا مضمون رسالہ کے بارہ مین ہوجاوے مدرسہ دیوبند کے بارہ مین بہی یہ دو اصل جاری
ہوسکتے ہین اونہین تقاریر کے رو سے جن تقاریر سے یہان یہ گنگوہی جاری کرتا ہی جلسہ امتحان
بالکل مشابہ امتحان مدارس انگریزونکی سے جسطرح وہان اجتماع ہوتا ہی اور تحریری جواب سوال
ہوتے ہین یہان بہی ہوتے یعنے دیوبند مین اسطرح ہوتے جسطرح مدارس انگریزی مین انعام مین
کتب دیجاتے ہین یہان دیوبند مین بہی دیجاتی ہین اور جسطرح تداعی کی سبب سے گنگوہی مجلس میلاد
شریف کو ناجائز کہتا ہی تداعی منزلون سے دیوبند کے امتحان مین ہوتے اور تخصیص کے سبب سے
مکروہ کہتا ہی یہان دیوبند مین بہی ماہ شعبان مین ہی امتحان ہوتا ہے علی ہذالقیاس بعض علوم
اور جلسہ دستاربندی کہ تقید مطلق وتشبہ کفار موجود ہے پس جسطرح مجلس میلاد وسوم وغیرہ

گو گنگوہی و دیگر سفہار وہابیہ حرام و مکروہ کہتے ہین ان دو اصل کے سبب سے یہ امور مدرسہ دیوبند کو بھی
حرام ہونا چاہئے اور انکے ارتکاب سے اور جائز جاننے سے تمام وہابیہ کا بدعتی وضال ہونا ثابت ہی جسطرح
اہل سنت و جماعت کو یہ بدعتی وضال کہتے ہین اب جسطرح کا جواب یہ گنگوہی دیگا اسیطرحکا اسطرف
سے ہو جاویگا اور اس نا انصاف سے مدح و خوبی و مقبولیت لوم کسی مجہول سے اول رسالہ تبراۃ مین
قاطعہ ثابت کی اور آنحضرت صلعم کو اردو آجانا دیوبندیون کے سبب سے لکھکر اپنا گھر دوزخ
مین بنایا ہے اور آنحضرت صلعم کی روح مبارک کا مجلس میلاد شریف مین آنا کشوف و منام سے
قبول نہین کرتا ہی یہ سراسر بے انصافی و تعصب ہے اپنے حق مین تو خواب کو حجت شرعیہ ایسا
جانا کہ اللہ تعالے کے نزدیک اوس سے مقبولیت مدرسہ ثابت کی اور کشوف بزرگان دین جنکا
بطور ادب کے مانا اور نور الانوار وغیرہ مین لکھا ہے اونکا بالکل بے اعتبار ہونا بتاتا ہی اس مادہ
مین بس ایسے نا انصافونکا کیا ٹھکانا ہی یہ کتاب براہین قاطعہ من اولہ الی آخرہ مزخرفات حملکو ایسے
عبارات جو اسمین منقول ہین بے محل منقول ہین بطور مشتے نمونہ از خروارے یہ اغلاط اسکے
راقم نے ظاہر کر دئیے تا کہ ضلال و اضلال و بیعلمی و بے انصافی و عناد و لداد اسکے مولف کا
منصفین اذکیا پر واضح تر ہو جاوے اور دو چار باتین سنلینا چاہئے اور اسکے عقیدہ فاسدہ
پر اور اغلاط معانے احادیث پر واقف ہو جانا چاہئے اور مخالف قرآن و حدیث و علماء ہونا
اور مسائل غیر معتمد بہا اسکا لکھنا ظاہر ہو جاوے اور بے انصافی اسکی کھلجاوے **صاحب
انوار** ساطعہ نے کھانا سامنے رکھکر ہاتھ اوٹھانیکا ثبوت دیا بایں طور حدیث ام سلیم مروی بخاری
و مسلم کے پیش کی کہ آنحضرت صلعم نے روٹیون کو توڑ کر ملیدہ بنا کر الفاظ اس پر پڑھے دوسرے
حدیث انس کی کہ وہ فرماتی ہین کہ میری ماں نے کچھہ آنحضرت صلعم کی خدمت مین کھجور وغیرہ بنایا ہوا کھانا
بھیجا تھا اوس پر کچھہ آنحضرت صلعم نے پڑھا اور تیسرے حدیث غزوہ تبوک کی کہ حضرت عمر رض قلت
طعام لوگونکی شکایت کی تھی آنحضرت صلعم نے سب کے پاس سے کہا تا جو کچھہ انکے پاس تھا طلب کر کے
دسترخوان پر رکھکر دعا برکت کی ان تینون حدیثون سے طعام پر دعا کرنا صاحب انوار نے ثابت
کر کے کہا کہ آنحضرت صلعم کو جو ضرورت تھی اوسکی دعا کی اور صاحب فاتحہ کو جو ضرورت اسوقت
ہوتی ہے اوسکی وہ دعا کرتا ہے دعا ہونے مین طعام دونون برابر ہین کیونکہ دعا کے معنے شرعی
السوال من اللہ الکریم ہین یہ دونون جگہہ ایک ہین پہر ہاتھ اوٹھانیکی ثبوت مین حصن حصین سے نقل

کیا آداب الدعاء بسط الیدین ورفعہما یعنے آداب دعا کا پہیلانا اور اوٹھانا ہاتو نکا ہی اور یہ حدیث
پیش کی اذا سألتم اللہ فاسئلوہ ببطون اکفکم اور یہ حدیث ان ربکم حی کریم یستحیی من عبدہ اذا رفع
یدیہ ان یردہ صفرا اور مولوی اسحق دہلوی سے نقل کیا کہ اربعین میں یہ لکہتے ہین اما دست
برداشتن برائی دعا وقت تعزیت ظاہرا جواز است زیرا کہ در حدیث شریف رفع یدین در وقت
دعا مطلقا ثابت شدہ پس مضائقہ ندارد ولیکن تخصیص آن برائی دعا وقت تعزیت ماثور نیست
اور جامع الادر رو سے نقل کیا اگر بر طعام فاتحہ کردہ بفقراء دہد البتہ ثواب می رسد اور شاہ ولی اللہ
صاحب سے نقل کیا اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال بروح ایشان پزند و
بخورانند مضائقہ نیست و طعام نذر اللہ اغنیاء را خوردن حلال نیست و اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد
پس اغنیاء راہم خوردن جائز است اور کتاب انتباہ شاہ ولی اللہ سے نقل کیا پس دہ مرتبہ درود
خوانند ختم تمام کنند و بر قدرے شیرینی فاتحہ بنام خواجگان چشت عموما بخوانند الخ اور دوسرے عبارات
بہی علمائے معتمد اس مطلب کی نقل کین پس اس تقریر صاحب انوار طعام پر دعا کرنا اور ہاتھ اوٹھانا
ثابت ہوا اب گنگوہی کا خبط بے ربط و انکی ہیچ و بدحواس ہوکر کلام کرنا معلوم کرو اول تو صفحہ ۶
مین لکہتا ہی قولہ پس اس بنا پر الخ عرف مین بطور مجاز متعارف کے فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا
نام ہوگیا ہے اگرچہ فاتحہ نہ پڑہی جاوے اور خالص مال کا ہی ثواب کا ہے ثواب ہو انتہی **اقول**
و باللہ التوفیق بعد قولہ اقول نہین کہا اور فاتحہ مطلق ایصال ثواب کا نام قرار دیا جس سے ماوہی الرائی
یہ معلوم ہوتا ہی کہ صاحب انوار کا یہ قول ہے یہ ابلہ فریبی گنگوہی کی ہے دوسری یہ کہ مطلق ایصال
ثواب کو فاتحہ کہنا ہرگز عرف مین بطور مجاز متعارف ثابت و واقع نہین ہے کسی دلیل و نقل سے اسکو
ثابت اسلیئے یہ گنگوہی بہی نہ کرسکا یہ محض سخن سازی و زبان درازی بے محل ہے اگر یہ مجاز متعارف
ہوتا تو اہل عرف گائی بکری و کپڑا اناج جو کسی مسلمان کے روح پر ایصال ثواب کیواسطے دیتے ہین
اسکو بہی فاتحہ کہتے اور فاتحہ دینا بولتے اور ہر ادنے و اعلی جانتا ہے ان اشیاء کے ساتھ ایصال
ثواب کرنیکو کوئی بہی فاتحہ اور فاتحہ دینا نہین بولتا ہے اس سے ہی منصفین گنگوہی کی بیعلمی
جانلین اور دروغ گوئی پہچان لین اور یہ بنا ر فاسد اسواسطے اس گنگوہی نے ڈالی ہے کہ کل
یہ مفاسد آگے چینگا چنانچہ صفحہ ۷ مین اوس عبارت شاہ ولی اللہ کے جواب مین جو اوپر
صاحب انوار کے قول مین گذری ہے اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد الخ یہ کہتا ہی کہ شاہ ولی

اللہ صاحب کے کلام مین یہ فقرہ اگر فاتحہ بنام بزرگی دادہ شد خود معلوم ہولیا کہ فاتحہ دادن کے
معنے ایصال ثواب کے ہوگئے ہین مجاز متعارف کے طور پر یا عرف عام وضع پر علماء ہذا عبارت انتباہ
مین انتہی دیکھو یہ کیسا لغو و بے عقل کا کلام ہے اسکو اسقدر بھی فہم نہین کہ جب شاہ ولی اللہ کے
کلام مین فاتحہ سے مراد مطلق ایصال ثواب کے فاتحہ پڑھنے کے مراد ہوگا تو اس عبارت شاہ
ولی اللہ کے اگر ملیدہ و شیر برنج بنا بر فاتحہ بزرگی بقصد ایصال ثواب بروح ایشان پزند الخ معنے
یہ ہونگے کہ اگر ملیدہ و دودھ چاول واسطے ایصال ثواب کے کسی بزرگ بقصد ایصال ثواب
کی ساتھ روح انکی کے پکاوین یہ ہر ادنی عقل والا بھی جانتا ہے کہ ایصال ثواب بقصد ایصال ثواب
کلام لغو ہے اور اولی قول مین فاتحہ کے معنے ایصال ثواب کے یہ گنگوہی بتاتا ہے نہ فاتحہ دادن
کی اور یہان فاتحہ دادن کے معنے ایصال ثواب کے بتاتا ہے اور عبارت انتباہ مین فاتحہ
خوانند واقع ہے اسکے معنے بھی ایصال ثواب کے ہی بتاتا ہے ایسی تاویلات فاسدہ اور
معانی کاذبہ باطلہ جو اپنی الفس سے ہے یہ گنگوہی جھوٹے جھوٹے بناتا ہے اور ان معانی پر عبارات کتب
کو محمول کر کے مسائل حقہ کو اوٹھانا چاہتا ہے اور اپنے مذہب باطل کو ثابت کرنا چاہتا ہے درست ہین
تو اقوال نیچری کے جو منکر ہے وحی اور جبرئیل وغیرہما کا ایسے معانے جھوٹے اپنی طرف سے بناکر
کہ انتقاش قلبی کو کہتا ہے ملکہ نبوت کو اس گنگوہی کے نزدیک صحیح ہوتی جاتی ہین اور گنگوہی کے ایمان
کا حال مانند نیچری کے بحکم اظہر ہوا جاتا ہے اگر گنگوہی نیچری کے تقریر کو اور اسکے معانی اپنے طرف سے
بنائی ہوئی صحیح نہ کہے تو اس پر دلیل قائم کرے کہ نیچری کو تو بدون دلیل و نقل کے وحی
و جبرئیل کے معانی مثلاً انتقاش قلبی و ملکہ نبوت کے بتانا درست ہووے اور فاتحہ کے اور فاتحہ دادن
کی اور فاتحہ خواندن کے معنی مطلق ایصال ثواب کے کرنا بدون دلیل و نقل درست ہو جاوین فقط
اسقدر و غلگوئی کو دلیل بنا کر کہ عرف و مجاز متعارف مین فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے فقط اپنی طرف
بدون دلیل و نقل ایسا کہدینا جواز و صحت کے واسطے کافی ہے تو نیچری بھی اس کلنے سے مطلق
عاجز نہین ہے وہ بھی کہدیگا کہ عرف عام یا مجاز متعارف جبرئیل و وحی ملکہ نبوت و انتقاش کا نام
ہے اور جسطرح عبارات کتب علماء گنگوہی اپنی معنی بنائی ہوئے پر محمول کرتا ہے ایسے ہی نیچری اقوال
قرآن شریف اپنے معانی بنانے پر محمول کرتا ہے پس دونون یعنے گنگوہی و نیچری کا ایک ہی
حال ہے ایک ظاہر ایک پوشیدہ ہوا تو کیا ہے اگر گنگوہی نیچری کا انکار کرے اور عرف عام اور

مجاز متعارف یہ معانی ہونا تسلیم نکرے تو اسیطرح ہم نیچری اور گنگوہی دونون کے معانی عرف
عام و مجاز متعارف مین ہونا تسلیم نہین کرتے الغرض یہ صنع گنگوہی کا ایسا ہی کہ اسکی وجہ نیچریت
بہی درست ہوسکتی ہے اور معانی اور احادیث بہی مرتفع ہوسکتی ہے اور بہی خدشات واعتراضات
اسمین باقی ہین لکن ہم اسیقدر پر اکتفا کرتے ہین دوسرے بات واہیات جیعلمی نگے اس گنگوہی کی اور بے
فہمی کی اور بتاتے ہین اوسیہی صفحہ ۷ مین یہ گنگوہی کہتا ہی (کہ ان عبارات مین کہین بہی طعام روبرو
رکہکر ہاتھہ اٹہاکر فاتحہ کا پڑہنا ہنین نکلتا ہے) گنگوہی کے دلمین انصاف ہوتا یا معنے عرفی کو پہچانتا
تو یہ ہرگز نہین کہتا مولوی اسحق کی عبارت مین موجود ہی کہ وقت دعا کے مطلقًا ہاتھہ اوٹہانا ثابت
ہوا ہے اور مطلق کا فرد طعام پر دعا کرنا بہی ہے پس بطور اطلاق کے اسکا ثبوت بہی ہوا اسی اطلاق
کی ثبوت کے سبب سے وقت تعزیت کے دعا کرتے وقت ہاتھہ اوٹہانیمین مضائقہ نہونا مولوی
اسحق صاحب فرماتے ہین چنانچہ انکی عبارت جو اوپر صاحب انوار کے کلام مین گذری ہے اوسمین یہ
مصرح ہی اس عبارت طعام پر بہی ہاتھہ اوٹہانا ثابت ہوا لکن یہ طریق ثبوت گنگوہی کو بے فہمی یا تعصب
کی سبب سے معلوم نہین ہے اسواسطے انکار کرتا ہی اور شاہ ولی اللہ کے کلام مین جو ہی کہ اگر فاتحہ
بنام بزرگی داده شد جسکی مراد بہی ہے کہ طعام پر فاتحہ دیگئی چنانچہ سیاق وسباق سے یہ ظاہر ہے
ہر ادنے واعلیٰ جانتا ہی کہ بزرگ کے نام پر فاتحہ دادن کے طعام پر عرف مین بہی معنے ہین کہ ہاتھہ اوٹہاکر
فاتحہ طعام روبرو رکہکر پڑہا جاوے کیونکہ طعام و شیرینی بدون ہاتھہ اوٹہائے فاتحہ پڑہنا بدون ہاتھہ
اٹہائے ہرگز مروج و مرسوم نہین ہے عرف مین فاتحہ طعام پر پڑہنے کیواسطے ہاتھہ اوٹہانا لازم ہورہا ہے
جسطرح عرف حاتم سخی ہورہا پس طعام پر فاتحہ دادن یا شیرینی پر فاتحہ پڑہنا جب مذکور ہوا تو لیعنی عام
ہاتھہ اس سے مفہوم و معلوم ہوا ہان ایسا رسم بہی جاری ہوا ہوتا اور ایسا ہی عرف مین شائع ہوتا
کہ طعام پر بدون ہاتھہ اوٹہانے کے بقصد ایصال فاتحہ پڑہی جاتی تو یہ مفہوم نہوتا یعنے ہاتھہ کا اوٹہانا
اور جب بدون ہاتھہ اوٹہائی کے طعام و شیرینی پر فاتحہ پڑہنا مروج نہین اور ایسا عرف جاری
نہین بلکہ جو لوگ فاتحہ طعام بقصد ایصال پڑہتے تو ضرور ہاتھہ اوٹہاتے اسکے ساتھہ تو بلاشبہ
طعام و شیرینی پر فاتحہ دادن وخواندن کے ذکر سے ہاتھہ اٹہانا مفہوم و معلوم ہے انکار اسکا مکابرہ
صرف ہے دیکہو گنگوہی جو معروف نہین کہ وہ فاتحہ مطلق ایصال ہے اوسکو معروف بتاتا ہے
اور جو فاتحہ طعام و شیرینی پر پڑہنے کے ساتھہ معروف ہی اور ذائع وشائع کہ وہ ہاتھہ اوٹہانا ہے

اوسکا ثبوت فاتحہ دادن و فاتحہ خواندن سے نہین مانتا ہی ایسے مکابر کا کیا ٹہکانا ہی لفظ حاتم سے
سخاوت کا مفہوم و معلوم ہوتا ہی اس مکابرہ کے نزدیک ثابت نہووے تو عجیب نہین ہے مولف انوار
ساطعہ نے طعام و دعا کرنا اور ہاتھ اوٹہانا علیحدہ علیحدہ ادلہ سے ثابت کر دیا تو گنگوہی غیظ و غضب
مین آنکر فرماتی ہین کہ سب اجزاء مباح سے ترکیب ہوا اور ہیئت بہی مباح ہوا سوقت اباحت ہوتی فاتحہ
مین طعام و قرآن کی ہیئت ترکیب مین تشبہ حاصل ہوا اور تعقید مطلق آیا بدعت و مکروہ ہوگیا)
اقول و باللہ التوفیق تشبہ و تقیید کا اس محل مین دعوا کرنا بلا دلیل ہے ہم ہرگز تسلیم نہین کرتے کہ
تشبہ و تقیید مطلق ممنوع یہان موجود ہین اول اسکا ابطال ہمارے کلام سے گذر چکا ہی اعادہ
کی ضرورت نہین منصفین اقوال سابقہ ہمارے کیطرف رجوع کرلین گنگوہی کی بیعلمی پر دوبارہ
نظر کرین اس ہیئت ترکیب کے ممنوعیت پر **گنگوہی** دو حدیث ایاکم و محدثات الامور و من
تشبہ بقوم فہو منہم کو دلیل لاتا ہے اور ہیئت کی ممنوعیت اس سے ثابت کرتا ہی یہ امر بہی قابل
مضحکہ پڑہنے والے کے ہے اتنا نہین جانتا کہ اول ثبوت اس امر کا چاہئے تہا کہ ہیئت محدثہ اون
محدثات مین سے حرام یا مکروہ ہین جس سے صغرے دلیل کا ثابت ہووے اسکا ثبوت تو گنگوہی نے
کیا ہی نہین دلیل اثبات کبرے کے پیش کرنے لگا اور علی ہذا القیاس تشبہ بہی ثابت نہوا پس
دونون حدیث سے کچہ ثبوت اس محل مین نہین ہوتا ہے بیمحل ان حدیثون کو گنگوہی نے پیش
کیا ہی اس بناء پر طعام پر فاتحہ اور ہاتھ اوٹہا دینا مخالف قواعد شارع کے بتا کر گنہگار ہوتا ہے اور ادعاء
محض کرتا ہی کہ نص سے عدم جواز اسکا ثابت ہی یہ افتراء خدا و رسول اللہ پر گنگوہی کا ہی خدا تعالی ایسے
افتراء سے مسلمان کو بچاوے کہین یہ گنگوہی لا صلوۃ بحضرۃ الطعام جو خاص نماز کے بارہ مین ہی
جسکا مطلب یہ ہی کہ بہوک ہوتے ہوئے طعام کے حضور مین نماز نہ پڑہو کہ حضور مین قصور ہوگا یہ مراد
نہین بہوک نہو تب بہی طعام کے حضور کے وقت نماز نہ پڑہو پیش کرتا ہی اور اس سے ثابت کرتا ہے
کہ طعام آنے کے بعد قرآن پڑہنا مکروہ ہے غرض یہ کہ طعام پر فاتحہ پڑہنا اس دلیل سے مکروہ ہے
اتنی خبر نہین کہ مناط کراہت صلوۃ بوقت حضور طعام کیا ہے مناط وہی ہے جو ابہی تم نے ابہی
بیان کیا منصفین کتب دینیہ مین تلاش کرکے معلوم کرلین اگر یہ وجہ ہوتی جو گنگوہی بیان کرتا
ہی کہ قرآن پڑہنا بعد آنے طعام مکروہ ہے اور نماز مین مکروہ اور بہوک ہونا اور حضور مین نقصان
نہوتا تو بیرون بہوک کے بہی کراہت نماز ثابت ہوتی اور مطلق قرآن کی کراہت تو اس سے ہرگز ثابت

نہین ہے دعوے دلیل سے عام ہی ہر کیون ثبوت ہوا آنحضرت صلعم کا دعا پڑہنا طعام پر جو مولف
انوار نے احادیث صحیحہ سے ثابت کیا اوس کا جواب گنگوہی یہ لچر و پوچ تقریر بہ تر و بہ تر کرتا ہے
کہ یہ دعا طعام آنحضرت صلعم نے زیادت طعام کیواسطے فرمائے آپ دعا کرتے تو زیادت طعام
کی ہوتی اور جس شئے کے دعا زیادت کرین اوسکا روبرو ہونا مناسب ہے یہ دعا کرنا ضرورت سکے
واسطے تہا یہ فعل نظیر فاتحہ کے نہین **اقول** و باللہ التوفیق اس تقریر سے مدعی ہمارا اپنے زعم مین
یہ گنگوہی رد ہو جانا خیال کرتا ہے اور عوام کالہوام اپنے معتقدین وہابیہ کو دہوکہ دیتا ہی کہ ہمنے
جواب احادیث کا دیا اتنا نہین جانتا کہ ایصال ثواب اس امر کو مستلزم نہین ہے کہ یہ دعا طعام
برکت و زیادت کیواسطے نہین ہے بلا شبہ ہم بہی برکت و زیادت کے واسطے یہ دعا کرتے ہین
و فاتحہ و قل ہو اللہ کے وسیلہ سے یہ برکت و زیادت خدا تعالے سے چاہتے ہین آنحضرت صلعم کے
دعا فرمانے سے بطور معجزہ کے زیادت ہوگئی تہی طعام مین عام مومنین اولیاء کے دعا کے بطور
معونت کی کرامت کی یہ زیادت ہونا ممکن ہے خارق عادات کے اقسام مین سے معجزہ
و استدراج و معونت و کرامت تمام ہین چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی بہی ترجمہ فارسی مشکوۃ
مین فرماتے ہین و مجموع خارق عادات را چہار قسم نہادہ اند آنچہ از کفار و فساق ظاہر گردد آنرا
استدراج گویند و آنچہ از عموم مسلمانان ظاہر آنرا معونت خوانند و آنچہ از اولیا بود کرامت
و بقید دعوے این ہمہ اقسام بیرون رفت یعنے از معجزہ اگرچہ زیادت طعام ہر ایک دعا کرنے دالے کی واقع
نہوتی ہو لیکن دعا کرنے کا جواز وقوع زیادت پر موقوف نہین ہے فقط امکان و احتمال اس خرق
عادت یعنے و برکت دعا کے واسطے کافی ہے ہر ادنی و اعلی جانتا ہی کہ زیادت جب ہوگی کہ جب
خدا تعالے اسکی دعا کو قبول کریگا لکن کرنا کسی امر کیواسطے ہو زیادت و برکت کیواسطے ہو خواہ
دیگر امر کے واسطے جواز اسکا اس پر موقوف کسی اہل عقل کے نزدیک نہین ہی کہ قبول بہی وہ دعا
ہووے اور یہ دعا برکت و زیادت ادعیہ ممنوعہ سے ہی نہین جو ممنوعہ ہووے فقط خلق عادت
کی وقوع کا احتمال و امید اس امر کی فعلی برکت جواز کیواسطے کافی ہے دیکہو اسیہی احتمال وقوع
خارق عادت و امکان یہ مسئلہ فقہ کا مبنی ہے لڑکا بالغ ہو یا کافر مسلمان ہو یا حائض
پاک ہو آخر وقت نماز کے مین کہ فقط تکبیر تحریمہ اوسمین ہو سکتی تو نماز اوس پر فرض و لازم ہے
اس توہم کے وجہ سے کہ وقت مین امتداد آفتاب ٹہر جانے کے سبب سے حاصل ہو جاوے

کیونکہ ٹھہر جانا آفتاب کا ان مذکورین کے واسطے بھی ممکن ہے خارق عادت ہی چنانچہ سلیمان علیہ السلام
ویوشع علیہ السلام وآنحضرت صلعم کے واسطے آفتاب ٹھہر گیا تھا قال فی انوار الانوار والشرط توهم
لاحقیقة حتی اذا بلغ الصبی او اسلم الکافر او طهرت الحائض فی آخر الوقت لزمت
الصلوة لتوهم الامتداد فی آخر الوقت بوقف الشمس والمراد بآخر الوقت الذی
لا یسع فیه الامقدار التحریمة فاذا حدث هذه الموجبات فی هذا الوقت لزمت الصلوة
لاحتمال امتداده بوقف الشمس فان امتد فی الواقع یؤدیه فیه والا یقضیها وهذا الوقف
امر ممکن خارق للعادة کما کان سلیمان علیه السلام حین عرضت علیه بالعشی
الصافنات الجیاد فکادت الشمس تغرب فضرب سوقها واعناقها فرد الله الشمس
حتی صلی العصر وسخر له الریح مکان الخیل وهذا ابلغ القران وقد کان لیوشع
علیه السلام حتی فتح القدس قبل دخول لیلة السبت وقد کان نبینا علیه السلام
حین فاتت صلوة العصر من علی کما ذکر فی السیر وهذا بخلاف الحج فانه لم یعتبر فیه توهم
الزاد والراحلة مع اکثر الناس یحجون بلا زاد وراحلة لان فی اعتبار ذلک حرجا ولو
اعتبر ذلک لا تظهر ثمرته فی وجوب القضاء لان الحج لا یقضی وانما تظهر فی حق الاثم
والایصاء وذلک غیر معقول انتهی جب فقہا نے خارق عادت کے احتمال وقوع پر نماز
فرض کردی اور اس خارق عادت وقوع اور آفتاب کے وقوف کرنے پر اس فرضیت کو موقوف
نہ رکھا تو بخوبی واضح ہے کہ وقوع پر موقوف نہیں ہے اور انبیاء علیہ السلام کیواسطے بطور معجزہ کے
ہوجانا اس خارق کا ہی دلیل دوسرے کیواسطے ہوجانیکی قرار دی اور یہ نہ کہا کہ وہ معجزہ انبیاء
علیہ السلام تھا دوسرے کو اسکی امید و تمنا کرنا اور اس امید و ارتمنا پر عمل کرنا درست نہیں ہے
اسیطرح زیادت طعام و برکت کی احتمال و توہم پر دعا کرنا پر سلیمان کو بھی طعام درست جاننا چاہیے
اور زیادت کیواسطے طعام پر دعا کرنا جب ہوا تو اسکا روبرو رکھنا یہ گنگوہی کی بھی تسلیم کرتا ہے
اور اسکو مناسب جانتا ہے پس طعام پر دعا برکت روبرو رکھکر کرنا احادیث مذکورہ سے جنکو مولف
انوار نے ذکر کیا ہے ثابت ہے اور تقریر و تحریر گنگوہی بے شعور ہے اور لغو اور کسے ہما را مدعی ثابت
نہیں ہوتا ہی اور دعا بر طعام کو حصر ایصال ثواب کے واسطے یا مغفرت میت کیواسطے کرنیں جو یہ
گنگوہی کرتا ہی حصر اور اسکا باطل ہے اور زیادت و برکت کیواسطے ہونا سوائے ان شق ہی اسکے ساتھ

ایصال ثواب کی نسبت بہی ہووے تو مضائقہ نہین ہی اور یہ جو گنگوہی کہتا ہی کہ فاتحہ مین افساد طعام ہے
کہ ٹہنڈا ہوتا ہی) تقریر لچر ولغو ہے طعام ٹہنڈا ہونیکو افساد شرعًا جو مذموم ہی قرار نہین دیا گیا ہے
ورنہ کسی دوسرے کام کے سبب سے طعام ٹہنڈا ہوجاوے تو وہ کام بہی مفسد طعام قرار دیکر ناجائز
ہونا چاہیے اس حالت مین تمام جہان مفسد طعام قرار پاویگا اور بزعم گنگوہی بدعتی ہوگا اوسمین
وہابیہ بہی تمام شامل ہین کوئی وہابی ایسا نہین معلوم ہوتا کہ کبہی کسی کام کے سبب سے اس کا طعام
ٹہنڈا نہوتا ہووے ایسے لغویات اور شرعیہ یہ گنگوہی بناکر لوگونکو اپنے تئین ہنساتا ہی اور یہ قول
گنگوہی کا کہ (مولف اقط کا ترجمہ وہی کرتا ہے اگرچہ خطائین اسکی بہت ہین مگر ترجمہ حدیث کی
خطا تبانی ضرور ہی اقط پنیر کو کہتے ہین نہ دہی کو اور اوپر سے معلوم ہوا کہ دعا فخر عالم علیہ السلام کی
ضروری تہی اور فاتحہ دعا لغو اور لغو کا ترک مناسب ہے والذین ہم عن اللغو معرضون) **اقول**
وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق ایسی جہالت ونادانی سے خدا تعالے مسلمان کو بچاوے کہ
خود خاطی وغالط ہو اور دوسرے کو خاطی وغالط بتاوے جب مولف انوار نے ترجمہ اقط کا دہی
کیا تہا تو گنگوہی پر لازم تہا کہ لغت شروح احادیث دیکہتا اور اپنی یا دوسرے کی غلطی وصحت پر
واقف ہوتا اتنی فہم وسمجہ کہان جو ایسا کرتا اب لو گنگوہی کا حدیث کے معنے مین غلطی کرنا اور
اور بجہل مرکب متصف ہونا ظاہر کرتے ہین اگرچہ تمام کتاب اس گنگوہی کے اغلوطات سے مملو
ہی چونکہ یہ حدیث کا معاملہ ہے اسلئے اس غلطی سخت کا اظہار اور اس گنگوہی کے جہل مرکب کا
ابراز کرتے ہین پس جاننا چاہیے کہ مولف انوار نے اقط کا ترجمہ دہی کا کیا ہے موافق لغت شراح
حدیث کے کیا ہے منتخب اللغات مین ہے اقط بالکسر وبکسر تین کشک کہ انرا پینو گویند انتہی اور
پینون کے حق مین برہان قاطع مین ہے پینو بر وزن لیمو کشک باشد کہ دوغ ترش خشک
شدہ است ولعبری اقط وبترکی قروت خوانند وماست چکیدہ وماست چکیدہ را پنیر گویند کہ روغن
انرا نگرفتہ باشند اور کشک کو باب کاف مین لکہا ہے کشک بفتح اول وسکون ثانی وکاف دوغ
خشک شدہ باشد وبترکی قروت خوانند اور لفظ ماست کو باب میم مین اسطرح لکہا ہی کہ ماست
بر وزن راست معروف ماست کہ جغرات باشد وبعضی جغرات چکیدہ را الی آخر و یہ تحقق الفاظ
برہان قاطع سے واضح ہوئی اور قاموس اللغات مین ہے اقط مثلثۃ وبحرکۃ وککتف ورجل
وآہل شیئ یتخذ من المحیض انتہی اور غیاث اللغات مین ہے شروح نصاب وکنز وغیرہ سے

نقل کیا ہے اقط بالکسر و بکسرتین بمعنے پینو کہ از قروت و کشک نیز گویند و ان ماست و جغرات خشک
کردہ شدہ است کہ از انان خورش سازند ان کتب ملغات سے واضح ہو کہ اقط دہی یا چھاچھ
ٹپکائے و خشک کی ہوئی ہوتی ہے شیخ عبدالحق دہلوی ترجمہ فارسی سے مشکوۃ مین درمیان باب معجزات
کی تحت حدیث انس کے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عروسا بزینب لعمدت امی ام سلیم الی
تمر و سمن و اقط الحدیث پس قصد کرد مادر من کہ ام سلیم است لبضم سین بسوئے خرما و روغن
و قروت انتہی اور قروت کا ترجمہ لغت سے ابہی معلوم ہوا کہ دہی یا چھاچھ خشک ٹپکائی ہوئی ہے
اسکا ہندی کوئی جدا نام عام فہم نہین اور دہی خشک و ٹپکائے ہونکو بہی دہی کہتے ہین اسلیے صاحب
انوار ساطعہ نے دہی اسکا ترجمہ لکھا پس لکھنا صاحب انوار کا موافق لغت عربی و فارسی و موافق
شرح اہل حدیث کی ہے گنگوہی تمام عمر گذری آجتک اسکو اقط کے معنے بہی نہ معلوم ہوئی اور جہل مرکب
سے اقط کے معنے پنیر کے کرتا ہے دہی اور چھاچھ ٹپکائے ہوئے کو کوئی اہل لغت عربی و فارسی و اہل
شرح حدیث پنیر نہین لکھتا ہے پنیر کو عربی مین جبن کہتے غیاث مین ہے جبن بفتحتین و بالضم اول
و سکون ثانی پنیر و سفیدی کہ از آب و شیر جدا کنند اور مخزن الادویہ مین اقط و جبن کو علیحدہ
علیحدہ لکھا ہے اقط کی طبیعت سرد و خشک اور جبن کے سرد تر اقط کا اصل مادہ دوغ و جغرات
اور جبن کا مادہ دودہ جو پنیر مایہ سے منجمد کیا جاتا ہے اور مجمع البحار سے بہی مغایرت دونون ہونا
مفہوم ہے الاقط لبن مجفف یابس مستحجر یطبخ بہ اور جبن کے حق مین لکھا ہی وھو الذی
یوکل فیہ دلیل طہارۃ الانفحۃ لانہ لا یحصل الا بہا انتہی اس سے خوب واضح ہوگیا
کہ اقط کے معنے پنیر کے نہین ہین اور اقط و پنیر تو عین قبائین ہین یہ جہالت صرف ہے جو
نوعین قبائین مین گنگوہی فرق نہین کرتا ہے اور بہتان صرف ہے کہ خاطی و غالط خود ہے اور
صاحب انوار کا مصیب ہونا واضح ہے تحقیق مذکور سے اور اسکو خاطی بتاتا ہے و من یکسب
خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریا فقد احتمل بہتانا و اثما مبینا کا مصداق ہے گنگوہی لغو لغو کو
بناہی اور دعا فاتحہ کو لغو کہنا ایسے ہی نادان و لاغی کا کام ہے دعا برکت طعام کرنا احادیث ثابت اور
فاتحہ او کہنا نادعا کے وقت علی الاطلاق و فی الاصل دوسرے حدیث سے ثابت اور علما کی عبارات
سے بہی اسکو ثبوت ہوگیا اور تعارف و تعامل علما و صلحا و مومنین کا سوائے چند بیعلم وہابیہ کے جو بسبب غلطی
و عناد و لداد سے اسکی منکر ہین اور تعامل الناس کا حجت شرعیہ ہونا لقولہ علیہ السلام ما راہ المسلمون

حسنًا فهو عند اللہ حسن اور یہ معلوم ہولیا اور خرافات گنگوہی کے مدفوع و مطرود ہوگئی اور یہ
عمل کو یعنے ہاتھہ اوٹھا کے طعام فاتحہ دینے کو لغو کہنا بلاشبہ جہالت و عناد و لغویت صرف پس آیت
والذین عن اللغو معرضون بانطور مجوزین دعا فاتحہ کی ہی حق مین صادق ہے وہ لغو سے
معرض ہین اور گنگوہی ایسے لغو باتین کرتا ہی کہ وہ اس آیت کا مصداق نہین ہوسکتا ہی بلکہ اوسکے
حق مین یہ آیت بڑا مناسب ہے ومن یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما
تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا **گنگوہی** صفحہ ۶۸ مین یہ عبارت ملا علی قاری کی بحوالہ شرح
مناسک لا یرفع یدیہ عند رویۃ البیت ای ولوحال دعائہ لعدم ذکرہ فی المشاہیر
کلام الطحاوی صریح فی انہ یکرہ الرفع عند علمائنا الثلاثۃ ونقل عن جابر انہ فعل
الیہود اور دوسرے عبارت اوسی کتاب سے یہ نقل کی کانہما اعتمدا علی مطلق اداب الدعا
لکن السنۃ متبعۃ فی الاحوال المختلفۃ اما تری انہ علیہ السلام دعا فی الطواف ولم
یرفع یدیہ انتہی نقل کرکے بہت خوشی ہوکر کہتا ہی کہ استحباب رفعیدین وہین ہے جہان فخر عالم
سے ثابت ہوگیا) اور کہتا ہی کہ مولف کو لازم ہی کہ یہان بہی رفعیدین کو مکروہ و خلاف سنت جانے
کہ یہ محل دعا کا ہی نہین ہے چہ جائی کہ رفعیدین کا علی ہذا دخول خانہ مین اور لباس پہننے مین اور
خروج خلاف اور نوم کی حالت مین اور دیگر بہت مواقع ہین کہ رفع یدین وہان ثابت نہین اور دعوات
کا بیٹہنا ثابت ہی تو سب جگہہ یہان رفعیدین مکروہ ہوگا) اور کہتا ہی یعنے گنگوہی روایات حصن
حصین و مشکوۃ کچہہ مفید نہین یہ ادب محل رفع مین ہے نہ غیر اوس محل مین اور یہ روایت کلیہ
قطعیہ تہی علی ہذا روایت اربعین کے کیونکہ اوسمین بہی دعا کی رفع مطلقًا ذکر کیا ہے نہ ہر جگہہ اور یہ
تخصیص کو دعا التعزیت مین غیر ماشور کہدیا ہی پس مولف کا کیا مدعا اس سے نکلتا ہی کہ یہان تخصیص نہنے
ہی اور عدم رفع بہی یہان ثابت ہی پہر گنگوہی نے یہ رد المحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ دعاء الحنفیۃ ما یفعلہ فی نفسہ
قال شارح المنیۃ لیس فیہا وضع لان فی الرفع اعلانا اور رد المحتار کی عبارت اسلئے نقل کی کہ اس سے یہ متفرع کرے کہ
ایصال ثواب کی دعا حنفیہ کے یہان بہی رفعیدین نہین ہی **اقول** وباللہ التوفیق گنگوہی کو دیکہو اپنے مطلب کیموافق جانکر عبارت ملا علی
قاری پیش کرتا ہی اور اس قول ملا علی قاری کو معتبر جانتا ہی اور محفل میلاد شریف جو ملا علی قاری نے ثابت کی اور استحسان
مسلمین تمام جہان روم و شام و مصر و اندلس و ہند و شرق و مغرب کا بیان اس محفل کے
بارہ مین بیان کیا ہے جو دلیل شرعی ہے فقہا کے نزدیک کہ بہت سے مسائل تعارف و تعامل سے

فقہاء ثابت کرتے ہین اور قیاس مجتہد سے اسکو راجح جانتے ہین اور اسیہی غرض سے یہ دلیل شرعی
کا تحقق ہو کر جواز محفل میلاد شریف کا ثبوت ہو جاوے ملا علی قاری نے یہ استحسان ثابت کیا ہے
چونکہ مذہب فاسد گنگوہی کے خلاف ہی تو یہان ملا علی قاری کو غیر معتبر کہتا ہی اور اپنے قول کو دلیل بنا کر
اس تعامل کو حجت شرعیہ ہونے سے خارج بتاتا ہے اب اسکو شرم نہین کہ ملا علی قاری کے قول
یہان اس بارہ مین پیش کرتا ہے اور اس گنگوہی کے عادت خیانت فی العبارۃ کی بہی ہی چنانچہ
چند جائی پر معلوم ہو چکا ہے شرح مناسک اس وقت موجود نہین تا کہ خیانت و امانت اسکی
معلوم کیجاوے ؎ ز کذاب گیرد خردمند عار کہ او را نیارد کسے در شمار بعد تصحیح نقل کے
جواب یہ ہے کہ عدم رفع یدین ملا علی قاری کی عبارت سے محل خاص مین مفہوم کہ رویت بیت
اور یہان رفع یدین کے جائز ہی کہ اس سبب سے ہووے بعض امور شرعیہ ایسی ہین کہ وہ محدود
و محصور ہین چنانچہ اذکار صلوۃ بہی اسیہی قسم کے ہین اور اوراد و نحوہ بہی محصورات سے چنانچہ عبارت
فتح القدیر سے اوپر معلوم ہو چکا ہی اور رد المحتار مین ہے قال ابو حنیفۃ رح ولو نقص من تحمید
او زاد فیہ کان مکروہا لان اذکار الصلوۃ محصورۃ فلا یزاد علیہا اہ انتہی اور بعض امور
مشروعہ محصور و محدود نہین ہین اونمین زیادت و کمی جائز ہی چنانچہ تلبیہ مین زیادت درست ہے
اوسکو محصورات سے شمار نہین کرتے ہین پس یہ فعل رویت کے وقت بہی جائز ہی کہ محصورات
مین سے ہووے کہ اسمین جو فعل آنحضرت صلعم سے ثابت ہی وہ جائز اور جو ثابت نہین وہ ناجائز
اور دعا فاتحہ ایسی ہونا ممنوع ہے پس اس اقول ملا علی قاری سے دعا فاتحہ کی رفع یدین کا ممنوع ہونا ثابت
نہوا اور کوئی قاعدہ ملا علی کی عبارت مین موجود نہین ہی کہ جس سے یہ مفہوم ہووے کہ ہر جگہ کا یہی
حکم ہے کہ فعل آنحضرت صلعم سے اس کا ثبوت ہووے تو جائز ہے رفع یدین اور فعل سے ثبوت
نہووے تو ناجائز ہے پس اس عبارت سے استدلال رفع یدین فاتحہ کی کراہت پر کرنا سفاہت
محض ہے اور ممکن ہی کہ ہمارے ائمہ نے کسی دلیل اور کسی قرینہ سے اس محل خاص رویت بیت
مین کراہت سمجھی ہووے اور کوئی دلیل خاص اون کے پاس موجود ہووے اسلئے کراہت
رفع یدین کے اس محل مین قائل ہوئے ہوویں اسلئے کہ ثبوت کراہت کیواسطے دلیل خاص چاہیئے
مستحبات وضو کے تحت مین رد المحتار مین ہے قال فی البحر ھنالک ولا یلزم من ترک المستحب
ثبوت الکراھۃ اذ لابد لہا من دلیل خاص اہ اقول ھذا ھو الظاھر ولا شبہۃ الخ او

مسلم الثبوت کی شرح کے صفحہ ۲۲ مین ہے الدلیل الاباحۃ الاصلیۃ فانہ قد علم من الشریعۃ ان
مالم یقم علیہ دلیل فہو مباح بخلاف تحریمکم فانہ لابد من دلیل مخصوص انتہی جب
کتب فقہ واصول سے ثابت ہی کہ اباحت کے واسطے دلیل اسیقدر کافی ہی کہ کوئی دلیل خاص کراہت
وحرمت کی نہووے اور کراہت وحرمت کے واسطے یہ ضرور ہی کہ دلیل خاص ہووے تو ضرور اس
محل مین کراہت رفعیدین کی دلیل خاص ہمارے علمار کو حاصل ہوگی جسکے سبب سے مکروہ فرماتے ہین
پس جب کتب اصول وفقہ ناطق ہین اسطرح پر کہ اباحت کیواسطے دلیل خاص ضرور نہین کراہت
وحرمت کے واسطے ضرور ہے تو یہان محل رفعیدین مین فاتحہ پر طعام کوئی خاص کراہت وحرمت موجود
نہین ہی تو مباح ہی اور جسجگہ سوائے امور محصورہ کے دلیل خاص کراہت وحرمت موجود نہو وہان
وقت دعا رفعیدین جائز ہے نہ مکروہ اور ثبوت رفعیدین کا وقت کے فعل آنحضرت صلعم سے ہونا
ضرور نہین ہی احادیث قولیہ مطلقہ سے ثبوت کافی ہے اور کسی محل دعا مین کوئی مانع رفعیدین کے موجود
ہو تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ دوسری جگہ بہی جہان مانع موجود نہین ہے وہان مکروہ جاننا
چاہئے پس محل دعا فاتحہ مین وجود مانع ہمارے نزدیک ممنوع اور گنگوہی کی یہ لغو تقریر تمام مرفوع
اس سے کہ مانع کا ثبوت نہین ہے پس رفعیدین ممنوع نہین احادیث قولیہ مطلقہ کی جہت سے
مباح مستحب ہی پس مولف انوار کراہت تسلیم وقبول اس محل مین لازم بنانا ہی بنا فاسد علی الفاسد
عبارت علی قاری سے یہ مفہوم نہین کہ محل فاتحہ مین رفعیدین مکروہ ہے اور محل مذکور مین ثبوت
نہین ہوا جسکے سبب سے مولف کو قبول کراہت لازم ہووے اور محال معدودہ حالت نوم وخروج
از خلا وپوشیدان وغیرہ کے وقت بہی کوئی رفعیدین وقت کر سکے تو اسکی ممانعت کا ثبوت بہی
کسی دلیل سے نہین ہوتا ہی اور آنحضرت صلعم سے ان محال مین منقول نہونا رفعیدین کا مستلزم عدم
وقوع وعدم ثبوت نہین اور بالفرض والتقدیر اگر اقوال علمار معتبرین ان محال مین ثبوت کراہت
کا ہو جاوے تو ہم وجود دلیل خاص کراہت اونکے نزدیک و وجود مانع پر محمول کرینگے اور کیون نہین
جائز ہی کہ عبارت ملا علی قاری کی بر تقدیر ثبوت عموم وشمول کی غیر رویت ہیت کو بہی یہ مراد ہووے
کہ یہ کراہت اوس وقت تک ہی کہ تعارف وتعامل الناس جو دلیل اقوی قیاس سے اسلئے کہ یہ اجماع کے
ساتھ ملحق ہی چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے موجود نہووے اور وقت وجود دلیل اقوی کی تعامل الناس سے
یہ کراہت مرتفع ہی اور اس محل رفعیدین فاتحہ مین تعارف وتعامل کا تحقق بدیہی ہے پس اسکو بر تقدیر

بہی عبارت ملا علی قاری شامل نہین ہے ان احتمالات مذکورہ کے رفع پر براہین قاطعہ و ادلہ ساطعہ
گنگوہی کے کوئی قائم نہین پس عبارت علی قاری سے حجت پکڑنا سراسر نادانی ہے اور روایات
مطلقہ حصن حصین و مشکوۃ سے یہ ہرگز مفہوم نہین ہے کہ محل ادب وہ ہین جہان رفعیدین وقت
دعا آنحضرت صلعم سے کیا ہووے وہ روایات اس سے مطلق ہین کہ جہان فعل اس پر آنحضرت صلعم
واقع ہو وہان کرو اور یہ گنگوہی ان احادیث کی رو سے جن سے بعض محل مین فعل رفعیدین آنحضرت
صلعم کا ثابت ہی ان روایات کو یعنے روایات حصن حصین و مشکوۃ کو اونپر محمول کرتا ہی اسنے انمین
یہ قید ثابت کرتا ہی کہ جسجگہ آنحضرت صلعم نے کیا ہووے تو بلاشبہ یہ تقیید مطلق ہے اور اطلاق کے
خلاف ہے اور تقیید مطلق کے عدم جواز و کراہت و حرمت کا یہ گنگوہی بہی قائل ہے پس رفعیدین
فاتحہ کا انکار تقیید مطلق پر مبنی ہوا پس یہ انکار بہی حرام ہونا چاہئے اور گنگوہی کا مرتکب حرمت ہونا
لازم ہی اور ہم ان محل مین ہی رفع یدین جائز و مستحب کہتے ہین جہان فعل آنحضرت صلعم اونپر واقع ہے
اور سوائے ان محل احادیث قولیہ مطلقہ کے جہت سے جہان فعل واقع نہین ہے اور کوئی مانع
و دلیل کراہت موجود نہین وہان بہی جائز کہتے ہین پس دونون روایات فعلیہ و قولیہ پر عامل ہین
گنگوہی روایات قولیہ پر عامل نہین ہی بلکہ منکر ہوکر عاصی ہے اور اربعین کی عبارت بعد تعزیت رفعیدین
کرنے کے حق مین مولوی اسحق ظاہراً جواز است و مضائقہ ندارد لکہتے ہین یہ دونون لفظ صریح ہین
جواز کے بارہ مین اور غیر ماثور ہونا جو مولوی اسحق بیان کرتے ہین اوس کا یہ مطلب ہرگز نہین کہ
یہ رفعیدین وقت کا ناجائز ہے اگر یہ مطلب اوسکا کلام سفاہت پر مشتمل ہونا لازم آویگا کیونکہ
مطلب یہ ہوگا کہ جواز بہی اور عدم جواز بہی ہے ایسی ایک رفعیدین کا اذ حتی الامکان عاقل و عالم
کی کلام کو سفاہت سے بچانا لازم ہے پس یہ مطلب ہرگز نہین لے سکتے ہین ہان گنگوہی سے عجب
نہین کہ اونکو بہی سفیہ بناوے اور یہ ہی مطلب لیوے اور تاویلات فاسدہ کرلے اسکے طرف رجوع
اون کے کلام کرے اب غیر ماثور ہوتے مراد ہو یہ یہ ہوسکتی ہین کہ اگرچہ قول آنحضرت صلعم سے
کہ احادیث مطلقہ قولیہ مین یہ جواز مفہوم ہے اور ظاہر ہی ممکن فعلاً یہ ماثور و منقول نہین ہے اگر
قول ہو تو ہوئی فعل کی ضرورت نہین یہ رفعیدین جائز ہے اور اس مین مضائقہ نہین ہے یہ
صاف عبارت اربعین سے معلوم ہوتا ہی کہ اوسمین کوئی خرابی نہین ہے جسکے ذہن مین کجی اور دلمین
مرض اس مطلب سے بمنازل دور ہے اور شیئے عجیب جانتا ہی اور عبارت رد المحتار مین خود مانع

موجود ہی کہ رفع یدین سے اخفا رجاتا رہتا ہی اور اعلان جو ضد اوسکی ہی متحقق ہوتی ہے پس وہ دعا
خفیہ نہین رہتی اور اس دعا خفیہ ہونا اسکا منظور اسلئے وہان رفع یدین نہین اور دعا فاتحہ کا
خفیہ ہونا داعین کے ممنوع ہی پس یہ عبارت بہی بے محل نقلکی ہے اور اس عبارت رد المحتار سے
کہان مفہوم ہی کہ رفع یدین ممنوع ہان اسقدر مفہوم ہی کہ دعا خفیہ کے منافی وہ دعا خفیہ نہ رہیگی
اور اس گنگوہی کی یہ عبارت رد المحتار سے نقلکی اور اس سے قبل یہ بہی رد المحتار مین موجود ہے
قوله كالدعاء) اي كما يرفعها المطلق الدعاء في سائر الامكنة والازمنة على طبق ما وردت به
السنة ومنه الرفع في الاستسقاء فانه مستحب كما جزم به في القنية خزائن انتهى اي مواضع
مخصوصہ صفا وغیرہ مین بہی اسطرح ہاتھ اوٹہاوے دعا کے جیسے کہ سائر مکانون اور زمانون مین مطلق
دعا کیواسطے ہاتھ اوٹہاتے ہین موافق ومطابق اوسکے سنت سے معنی مین وارد ہی خواہ حدیث فعلی
ہو مطلق قولی ہو اس سے خوب واضح ہی کہ مطلق دعا کیواسطے ہر زمانہ وہر مکان سوائی اون ازمان
واوقات کہ کسی دلیل خاص سے ممنوعیت مفہوم ہووے ہاتھ اوٹہانا درست ہی اور اسلئے تیسرے سطر مین ہے
ان من آداب الدعاء ان يدعو مستقبلا ويرفع يديه الخ اور اس سے چند سطر کے بعد ہے قوله
يجعل كفيه لوجهه) الذي في البحر يجعل ظهر كفيه لوجهه ومثله في شرح المنية فكلمة
ظهر سقطت من قلم الشارح وهذا معنى ما ذكره الشافعية من انه ليس بكل داع رفع
بطن يديه للسماء ان دعا بتحصيل شيئ وظهرهما ان دعا برفعه انتهى ان تمام عبارات
سے بہی واضح ہی کہ ہر دعا کے واسطے سوائی مخصوص محل کی کہ جہان دلیل خاص سے منع ہووے ہاتھ
اوٹہانا چاہیے الغرض اصل دعا مین رفع یدین کوئی صارف عن الاصل موجود ہووے تو نہ چاہئے
اور در صورت نہونے صارف بنا بر اصل رفع چاہیے انکار اسکا سوائے مکابر ومعاند وسفیہ اور
کوئی نہین کرسکتا ہی اور دعا فاتحہ مین کوئی صارف عن الاصل موجود ہی نہین پس وہان وہی
اصل کے موافق رفع یدین چاہیے پس طعام پر رفع یدین ثبوت بخوبی ہے پس زٹل ولغویات سے
کہ کہین کہ بعد ثبوت منع کے کلیات نصوص سے مولوی عبد الغنی گجراتی و جامع الاوراد کا جائز لکہنا قابل اعتبار
نہین ہے اور کہین اون کے قول کی یہ تاویل فاسد کرتا ہی کہ یہ تحقیقات وتعینات رسوم صالحہ
او سوقت تک ہین کہ التزام اوسکا نہو اور عوام کے قلوب مین رسوم کا اندیشہ نہو اور یہی سوالات
عشرہ شاہ عبد العزیز جس سے یہ مطلب مولف انوار نے ثابت کیا تہا تصرف ہونا اور شاہ صاحب پر بہتان

ہونا بتاتا ہی اتنی فہم و اسقدر انصاف و علم اس گنگوہی مین کہ نفس ہی بیش ایسے نکر سکا جس سے ممنوعیت طعام پر دعا کے وقت ہاتھ اوٹہانے اور دعا کرنے ہووے اور افترا علی اللہ والرسول ممنوعیت کا مخصوص سے بتاتا ہے اور مولوی گجراتی و صاحب جامع الاوراد کے قولکو بلا دلیل قابل اعتبار نہونا اور بنا ر فاسد علی الفاسد کرنا اور بے ادبی سے پیش آنا کہ قابل اعتبار نہین کہتا ہی جبکہ شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و اسمعیل و اسحق کا قول ہووے وہان یہ کلمہ کیون کہتا اونکا معصوم خطا سے جانتا ہی اور چونکہ وہ انہین وہابیہ کے بزرگوار دن سے ہین بحسب زعم انکے ہین اونکا ادب واجب جاننا من حیث المعاطبت یہ ادب نہین ہے اگر اس حیثیت سے ہوتا تو مولوی عبد اللہ و صاحب جامع الاوراد و دیگر کے ساتھ بہی یہ ہوتا بلکہ اس سبب سے یہ ہی کہ ان وہابیہ کے زعم مین شاہ ولی اللہ وغیرہ انکے ہم عقیدہ ہین ہم عقیدہ ہونیکی جہت سے ہی اور عدم التزام و عدم رسوخ کی تاویل جو یہ گنگوہی کرتا ہے اور اب بہی التزام بمعنے فرض و واجب و سنت موکدہ رفعیدین دعا فاتحہ مین موجود نہین اور قلوب عوام مین کا اندیشہ یہان نہین ہے، عوام مین کسی سے یہ سنا نہین کہ وہ التزام و فرض و واجب و سنت کے قائل ہون بلکہ معاملہ استحباب کا انکو کرتے دیکہا ہی نہ کرنیمین گناہ نہین جانتے ہین اور ترک استحباب بعض اوقات شرعا ضرور نہین ہے جو کبہی کبہی مستحب کو چہوڑنا بہی ضرور ہووے اور سوالات کا جواب یہ گنگوہی دیتا ہی ایسا جواب کہ بلا دلیل کے تصرف بتا دینا اور بہتان صاحب کتابت پر ہونیکی نسبت کرنا ہر مبطل دیسکتا ہی کفار بہی آنحضرت صلعم کو بہتان کرنے والا خدا تعالی پر بتاتے ہین اور ہر شخص کہہ سکتا ہی کہ گنگوہی نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہی اوسمین تصرف ہوا ہے اور اسکے مولف مصنف پر بہتان ہے اس پر دلیل جو بیان کی اوسکا لغو لچر ہونا ظاہر ہے نہ وہ عقلی دلیل ہی نہ نقلی کسی تصنیف و تالیف شاہ عبد العزیز صاحب مین کہ یہ نسخہ سوالات عشرہ معتبر و معتمد ہووے یہ موجود ہوتا رفعیدین طعام بروقت دعا کے ناجائز ہے تو البتہ یہ دلیل اسکی ہوسکتی تہی کہ یہ اون پر جواز کا بہتان ہے اور علی صراط مستقیم سے بہی مولف انوار جواز اپنی مدعیکا ثابت کیا تہا یہ گنگوہی ایصال ثواب و فاتحہ خوانی کا ثبوت اوس کتاب سے مانتا ہی طعام روبرو رکہکر قرات کی مین ہونا منع کرتا ہی اوسکا جواب ہمارے کلام سابق سے ظاہر ہی کہ فاتحہ خوانی متعارف ایسی ہے کہ طعام روبرو ہووے اور رفعیدین بہی ہووے اور بدون اسکے فاتحہ خوانی معروف نہین ہے اور معنی اصطلاحی دوسرے کوئی فاتحہ خوانی کی نہین ہے اور لغوی معنے یہان مراد نہین ہے پس یہ انکا

گنگوہی کا عدم وقوف پر اصطلاح کے سبب تہے اور مولف انوار ساطعہ نے شاہ عبد العزیز صاحب
سی نقل کیا تہا کہ وہ عبد الحکیم پنجابی کے جواب مین لکہا تہا زیارت و تبرک ساتھ قبور صالحین کے اور امداد
ثواب و تلاوت قرآن و دعاخیر و تقسیم طعام شیرینی امر مستحسن و خوب ہے باجماع علما اور تعیین عرس
بزرگونکی شاہ سے ثابت کی اس سے قبور شہدا پر ہر سال آنحضرت صلعم و خلفاء راشدین آتے تھے
اوسکی جواب مین گنگوہی کہتا ہی کہ ایصال ثواب و زیارت قبور کو شاہ صاحب نے مستحسن فرمایا ہے
تعیین یوم زیارت کو عقلاً لکہکر ایک حدیث لکہدی ہے کہ گو وہ ضعیف ہی نہ بطور احتجاج و تصحیح اور
عمل کی اور دلیل گنگوہی یہ لکہتا ہی کہ شاہ صاحب خود طبقہ رابعہ کے حدیث پر اعتقاد و عمل درست
نہونا لکہتے ہین عجالہ نافعہ مین اور روایت در منثور وغیرہ طبقہ رابعہ سے ہین اور کہتا ہی کہ حدیث صحیح لا تتخذوا
قبری عیداً او قبری عیدا اسکے معاند و مانع عرس کے ہی اور یہ عبارت مجمع البحار نقل کرتا ہی لا تجعلوا

قبری عیداً ای زیارۃ قبری قبری عیداً او قبری فطر عیداً ای لا تجمعوا الزیارۃ اجتماعًا للعید فانہ یوم لہو

وسرور وحال الزیادہ بخلافہ وکان داب اہل الکتاب فاورثہم القسوۃ من ہجری عبدۃ الاوثان جعلی
عید والاموات انتہی یہ نقل کرکے گنگوہی کہتا ہی کہ عرس کو حدیث نے بالکل حرام کردیا بہر حدیث
منقول شاہ کو مجمل بتاتا ہی کہ معلوم نہین محرم یا ربیع الاول یا شوال مراد ہی اور مجمل پر عمل درست
نہین) اور کہتا ہی کہ شاہ صاحب نے اگر اگا یہ روایت نقل کردی ہی ورنہ قابل احتجاج نہین ہے پس
اصلیت عرس کے ثابت نہین) اس تقریر و تحریر سے ہٹ دہرمی گنگوہی کے ہر ادنے عقل والی
منصف پر واضح ہے اور جہالت و ناوافی اسکی لائح ہے مولوی عبد الحکیم پنجابی نے یہ اعتراض کیا تہا
کہ تمنے عرس کو فرض سمجہ رکہا ہے سال بسال کرتے ہو زبدۃ النصائح مین ہی شاہ اوسکے جواب
مین یہ عبارت لکہتے ہین این طعن مبنی است بر جہل احوال مطعون علیہ زیرا کہ غیر از فرائض شرعیہ
مقررہ راہیچکس فرض نمیداند آری زیارت و تبرک بقبور صالحین و امداد ایشان باہداء ثواب و
تلاوت قرآن و دعائی خیر و تقسیم طعام و شیرینی امر مستحسن و خوب است باجماع علما و تعیین روز عرس
برائے آنست کہ آن روز مذکر انتقال ایشان می باشد از دار العمل اور شاہ صاحب نے تعیین
اور عرس کے واسطے در منثور اور تفسیر کبیر وغیرہ سے یہ حدیث نقلکی عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ
وسلم انہ کان یاتی قبور الشہداء علی راس کل حول فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی
الدار والخلفاء الاربعۃ ہکذا یفعلون انتہی اس سے صاف ظاہر ہے کہ شاہ جواز تعیین عرس

ثابت کرتے ہیں اور اپنی فعل کہ عرس کرتے تھے ثبوت دیتے ہیں اور صاحب انوار ساطعہ یہ نقل تمام
کر دیا ہی اس سے کوئی ادنی عقل والا بھی یہ سمجھ سکتا ہی کہ یہ بطور الزام کے شاہ صاحب کا فرمانا نہیں
ہی بلکہ بطور تحقیق کے ہی اور استدلال ہے اپنی جواز تعیین اور عرس کا اور اقوال سابقہ مین فتح القدیر
سے ہم نقل کر چکے کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اسلیے کہ حقیقت نقض مذہب خصم ہے اس چیز سے
جسکا ملزم معتقد نہیں ہے اور نقض مذہب خصم سے صحت اپنے مذہب کی لازم نہیں آتی ہے پھر عبارت
فتح القدیر نقل کرتے ہیں والالزام انما یکون بعد الاستدلال لان حقیقة نقض مذهب
الخصم مما لا یعتقده الملزم ولا یکون نقض مذهب خصمه فقط یوجب صحة مذهب نفسه
الا بطریق عدم القائل بالفصل وهذا لا یکون الا اذا کان بالنقض به مما یعتقده صحیحا
اس سے واضح ہی کہ الزام بعد استدلال کے ہوتا ہی اپنے مذہب اگر یہ گنگوہی الزام بتاتا ہی تو استدلال
اپنی مذہب پر شاہ صاحب نے کونسا ذکر کیا ہی قبل اس الزام کے اور الزام مین جس چیز کے ساتھ
نقض مذہب خصم ہوتا ہی اوسکا صحیح ہونا اعتقاد خصم مین ضرور ہے مذہب خصم اور اوسکے نزدیک
بالنقض بہ صحیح ہونا بھی ثابت کرے پھر ادعاء الزام کا کرے یہ گنگوہی ناواقف ہی حقیقت الزام سے
اسلیے اسکو الزام قرار دیتا ہی اور حدیث درمنثور تفسیر کبیرہ وغیرہ کو طبقہ رابع کے بتاتا ہی اول تو طبقہ
رابعہ ہی ہونا اور ثالث وغیرہ کے نہونا ثابت کرے طبقہ رابعہ کے ہونیکا حکم اس پر کرے فقط قول
اس گنگوہی کا اس امر مین کافی نہیں ہے کسی کے قول سے یہ ثابت کیا ہوتا بمقابلہ اپنے خصم کے دعوی محض
دلیل اثبات کے پیش کرنا سراسر سفاہت ہی اور عجالہ نافعہ مین طبقہ رابعہ کے احادیث پر عقیدہ نہ ہونا
لکہا ہے یہ تو نہیں لکہا کہ درمنثور تمام روایات طبقہ رابعہ کے ہین اور جلال الدین کے تصانیف کی حقیت
جو عجالہ نافعہ مین یہ لکہا ہے ما ئۃ تصانیف شیخ جلال الدین سیوطی در رسائل و نوادر جو د
ہمین کتابہا است اس سے منثور تمام احادیث طبقہ رابعہ کے ہونا مفہوم ہی فقط رسائل و نوادر کا حال اسی سے مفہوم اور رسائل اور نوادر
یہ تفسیر درمنثور خارج ہی اگر بالفرض طبقہ رابعہ ہونا اور دیگر طبقہ سے نہونا محقق بھی ہو جاوے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ طبقہ رابعہ کی احادیث کی صحت
کسیطرح ممکن ہی نہیں اور عمل پیر جائز ہی نہیں ہے کسی حال سے بلکہ شاہ صاحب کے عجالہ نافعہ یہ مفہوم ہے کہ اسناد کے سبب سے طبقہ
رابعہ احادیث ضعیف ہین اور دیگر وجوہ صحت مین کوئی موجود نہووے تو عقیدہ و عمل اس پر درست
نہین ہے اور سوائے اسناد کے دوسرے وجوہ صحت کے ہوویں تو عمل کیونکر درست نہین فتح القدیر
کی باب ایقاع الطلاق مین ہے مما یصح الحدیث عمل العلماء علی وفقه قال الترمذی

عقیب روایۃ حدیث غریب والعمل علیہ عند اہل العلم من اصحاب النبی صلعم و
غیرہم وقال مالک رح ایضاً شہرۃ الحدیث بالمدینۃ تغنی عن صحۃ سندہ انتہی
اس سے واضح ہی عمل موافق حدیث کے موجب صحت ہے اس ہی غرض سے بعد روایت حدیث
غریب کی ترمذی کہتا ہی اسپر عمل اہل علم کا ہی کہ صحت دیگر وجہ سے معلوم ہوجاوے اور امام
مالک نجم الحدیث ہین فقط شہرت حدیث کی مدینہ منورہ مین صحت سند سے بیپروا ہونا جانتے
ہین پس سوائے صحت سند دیگر وجوہ سے بہی جب صحت ہوجاتی ہے توکیون نہین جائز ہے
اگرچہ حدیث درمنثور وغیرہ کے بحسب سند طبقہ رابعہ ہے لیکن شاہ صاحب کے نزدیک وجوہ سے
صحت اس حدیث کے سوائی سند کے ثابت ہووے کہ صحت سند سے استغنا حاصل ہو واسیواسطے
محل استدلال مین اسکو ذکر کیا ہی فلابد لرفع ہذا الاحتمال من البرہان اور یہ کسقدر سفاہت و نادانی
کی بات ہی کہ کہتا ہی شاہ صاحب نے حدیث لکہدی اور یہ بطور احتجاج و تصحیح اس حدیث کی اور دلیل
یہ حدیث نہین لکہی ہے اتنی تمیز اسکو نہین کہ بمقام خصوم جو حدیث قابل احتجاج ہووے اور عمل
اوسپر درست ہووے اور خصم کے نزدیک بہی اوسکا قابل عمل ہونا ثابت ہوا ہووے تو نہین پیش
یہہ فعل و سفاہت و حماقت نہین تو اور کیا ہے خصم کا اعتراض اپنے اوپر لے لینا دیدہ و دانستہ
کہ وہ کہیگا کہ تمکو اتنی بہی تمیز نہین کہ یہ قابل عمل نہین ہے تمکو پیش کیونکر درست ہے تو اسکا جواب
نہو سکا کون سے عقلکی بات ہے اور اگر خصم اس حدیث کی قابل احتجاج نہونے سے غافل ہے اور
شاہ صاحب واقف ہین اوسکی قابل احتجاج نہونے سے اور اپنی ہمہ پیش کردی فریب و دہوکہ کیا جو
دین الہی مین درست نہین ہے پس گنگوہی کا قول صحیح ہوگا شاہ صاحب نعوذ باللہ مغفیہ و فریبی دین
الہی مین ہونا لازم آویگا مثل مشہور ہے نادان کی دوستی جیکا جنجال یہ دوستی شاہ صاحب کے گنگوہی
نے کی کہ اونکو ایسا بنایا پس قول گنگوہی کے احتجاج کے طور پیش نہین کی الزام کے طور پر پیش کی
بالکل باطل ہے اب یہ گنگوہی حدیث منقول شاہ صاحب کو معاند حدیث صحیحین لاتتخذ واقبری عیدا
کا اور معارض بتاتی ہین پس جاننا چاہئے تعارض حجتین عبارت تدافع سی ہے کہ وہ تقابل حجتین مسلمی
السواء ہی باینطور ایک کو دوسرے پر حکمین متضادین مین مرتبہ ہووے اور مرادنے طالب علم بہی
جانتا ہی کہ تقابل عبارت اس سے ہی کہ وہ دونون ایک محل ایک جہت سی ایک زمانہ مین جمع نہو سکین
اور ان دو حدیث مین یہ مفقود ہی حدیث منقول شاہ صاحب مین اس قول پر زیارت شہدا پر جانا

اور حدیث صحیحین اس قول پر جانیکو سلام ودعا کی لئے مانع نہین ہے عید بنانیکو مانع ہی اور عید بنانا
اور اس قول پر جانا دونون ایک نہین ہے اور نہ اس قول پر جانا عید نہ بنانیکو مستلزم کیونکہ عید سے
لہو وسرور مراد ہی چنانچہ خود اس گنگوہی نے عبارت مجمع البحار نقل کی ہے اور ہمین عید کے حق مین موجود ہے
فانہ یوم لہو وسرور پس قبور شہدا پر دعا سلام کرنیکو جانا اور آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر لہو وسرور
کرنا جب دونون کے معنے وحکم ایک نہین ہے غیر غیر ہین پس منع لہو وسرور ہے اور جائز اس قول پر
جانا دعا سلام کیواسطے ہے اور تقابل وتدافع ومعانده ومعارض ہین ایک حکم ہونا ضرور ہے کہ اوس ہی ایک
کا ایک حدیث سے جواز اور دوسرے سے عدم جواز مفہوم ہوتا تو معانده ہوتا اور یہان مفقود ہے پس
تعانده قرار دینا جہالت معنی دونون حدیث کی ہے اگر فقط جمع ہونا ہی قبر آنحضرت صلعم پر اگر جمع
سلام ودرود کے واسطے کسی زمانہ مین ہو اس حدیث سے یہ گنگوہی ممنوع جانتا ہی تو تمام امت کے عقیدہ اور عمل سے جانا اور عقیدہ
اور قول کرنا گنگوہی کا خلاف ہی کیونکہ حج مین بڑی جماعت امت محمدیہ کی جمع ہوتی ہی اور بعد
حج کے مدینہ منورہ کو جانا ثابت ہی اور تمام امت کا عمل در آمد اس پر ہی کہ قبل حج یا بعد حج کے ایک
طائفہ آنحضرت صلعم کی قبر مبارک پر جمع ہوتا ہی اور وہابیہ کو ایسا اتفاق اور اس جمع ہونیکو کوئی
اونی واعلی سلف وخلف ممنوع نہین جانتا ہی اور نہ کسی نے اس قسم کی احادیث سے اس جمع ہونیکو
ممنوع جانا ہی پس اسکو ممنوع جاننا تمام امت سلف وخلف کے خلاف ہی اگر یہ منع ہوگا تو تمام امت
کا ضلالت پر اجتماع لازم آویگا کہ ایک امر ممنوع کو تمام امت جائز جانتی ہین اور اس عمل پر در آمد راضی
ہی اور اجتماع امت کا ضلالت ممتنع ہی لقولہ لاتجمع امتی علی الضلالۃ وغیرہ الاحادیث والقرآن پس
اجتماع درود دعا وقرآن کے پڑھنے کیواسطے ممنوع نہین ہے اور نہ حدیث اس پر دال ہی بلکہ حدیث
صحیحین سے لہو وسرور کرنا قبر پر ممنوع ہے پس عرس بزرگان کہ سال بسال ہوتا ہی اسکی حقیقت
یہی ہے کہ تلاوت قرآن ہو کر فاتحہ ہو جاتی ہے اور جو کچھ طعام یا شیرینی ہوتی ہے وہ تقسیم ہوتی ہے
اوسکی ممانعت کسی حدیث سے نہین اور سال بسال ثواب رسانی کا ثبوت حدیث منقول شاہ
صاحب سے پس عرس کی اصل ثابت ہی منکر اوسکا جاہل وسفیہ ہے یہ قطع دلیل تعامل صلحا وعلما کے
ورنہ دلیل تعامل وتعارف صلحا وعلما جواز کے واسطے کافی ووافی ہے اور تعامل وتعارف دلیل
شرعی بخوبی اوپر معلوم ہولیا پس جواز عرس مین ہی عاقلین منصفین کے نزدیک کچھ شبہ نہین
ہی اب گنگوہی نے جو یہ کہا ہی کہ عرس کو حدیث صحیحین نے بالکل حرام کردیا ہی سراسر سفاہت ہے

اسکو اسقدر خبر نہین ہی کہ ثبوت حرمت کیواسطے دلیل قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ ہونا چاہی اور کراہت تحریمی کے واسطے ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ یا قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ چاہی اور بدعت مثل بلکہ مرادف کراہت تحریمی کی ہے اوسکے واسطے بہی ایسی دلیل چاہی جیسے سے کراہت تحریمی ثابت ہوتی ہے اور فرض کے ثبوت کے واسطے بہی ایسی دلیل چاہیے جیسے سے کہ حرمت ثابت ہوتی ہے اور وجوب کے ثبوت کے واسطے بہی ایسی دلیل چاہیئے جسی سے کراہت تحریمی و بدعت ثابت ہوتی ہے اور استحباب و سنت و کراہت تنزیہ کے واسطے ظنی الثبوت و ظنی الدلالۃ چاہیے اول دلیل جیسے آیت قرآن مفسر یا محکم یا حدیث متواتر کہ مفہوم اوسکا قطعی ہو اور دلیل دوسری جیسے آیات مولہ اور تیسری دلیل جیسے اخبار احاد کہ مفہوم اوسکا قطعی ہو اور دلیل چوتہی اخبار احاد کہ مفہوم اونکا بہی ظنی ہو تحت اس قول درمختار کی ومثلہ البدعۃ الی الحرام اقرب فی المکروہ تحریما ونسبۃ الی الحرام کنسبۃ الواجب الی الفرض فیثبت بما یثبت بہ الواجب یعنی بظنی الثبوت انتہی علامہ شامی فرماتی ہین قولہ ومثلہ البدعۃ والشبھۃ الذی یفیدہ کلام القہستانی ان البدعۃ مرادفۃ للمکروہ عند محمد والشبھۃ مرادفۃ للمکروہ عندھما قولہ نسبۃ ای من حیث الثبوت وقولہ فیثبت الخ بیان لہا فی اقتصارہ علی ظنی الثبوت قصور فی العبارۃ بیانہ ذلک ان الادلۃ السمعیۃ اربعۃ الاول قطعی الثبوت والدلالۃ کنصوص القران المفسرۃ او المحکمۃ والسنۃ المتواترۃ التی مفہومہا قطعی الثانی قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ کالآیات المؤلۃ الثالث عکسہ کاخبار الاحاد التی مفہومہا قطعی الرابع ظنیہما کاخبار الاحاد التی مفہومہا ظنی فبالاول یثبت الافتراض والتحریم وبالثانی والثالث الایجاب وکراھۃ التحریم وبالرابع تثبت السنۃ والاستحباب انتہی پس جب یہ بخوبی ثابت ہو گیا کہ فرض وحرام کی ثبوت کیواسطے دلیل سمی قطعی الثبوت وقطعی الدلالۃ مانند آیات قرآنیہ مفسرہ ومحکم کی یا حدیث متواتر قطعی الدلالۃ کی چاہی تو یہ حدیث صحیحین جسکا احاد ہونا ظاہر و باہر ہے اور دلالت بہی اسکی عدم جواز عرس پر قطعی بلکہ ظنی بہی نہین ہے موجب ومثبت حرمت بلکہ کراہت بہی نہین ہوئی پس یہ ادعا گنگوہی کا کہ حدیث صحیحین نے عرس بالکل حرام کر دیا سراسر جہالت ہی احوال اولہ سے اور یہ بہی عبارت منقولہ بالا درمختار و شامی سے واضح ہی کہ بدعت مثل کراہت یا مرادف کراہت ہی اوس کے ثبوت کیواسطے ہی یا آیت قرآنیہ موولہ یا حدیث احاد قطعی الدلالۃ ہونا ضرور ہے

پس رفعیدین وقت دعا بر طعام اور عرس و محفل میلاد وغیرہ امور متنازعہ فیہا کو جو یہ گنگوہی بدعت
بتاتا ہے تو ہر امر کیواسطے یا تو آیت مؤولہ یا حدیث اگرچہ احاد ہو لیکن قطعی الدلالۃ ہونا چاہیے ان امور
پر اور ایسے آیت و احادیث ان امور پر نہ ہونا ظاہر ہے جو جو یہ گنگوہی یا کوئی دوسرا ناواقف
پیش کرتا ہے تمام ایسے ہیں کہ دلالت انکی قطعی نہیں ہے اور احادیث کا ثبوت بھی قطعی نہیں ہے بلکہ دلالت
ظنی بھی ان احادیث کے ان امور کے بارہ میں نہیں ہے پس بدعت امور کو کہنا سراسر جہالت
ہے پس عرس کو حرام کہنا اور رفعیدین وقت دعا بر طعام وغیرہما امور متنازعہ فیہا کو جو یہ فرقہ وہابیہ
حرام و بدعت بتاتی ہیں باوجودیکہ ان امور کا بدعت و حرام ہونا شارع علیہ السلام سے ثابت نہیں ہوا
اور ادلہ جواز ان امور کے اوپر گذر چکے ہیں پس یہ وہابیہ تغیر حکم شرع کرتے ہیں اور دین میں وہ چیز
داخل کرتے جو دین میں سے نہیں ہے یہی بدعت سیئہ اور احداث فی الدین ہے جو بدلیل حدیث من
احدث فی امرنا ہذا ما لیس منہ فہو رد مردود ہے اور یہ وہابیہ بھی اس صنع میں کہ غیر حرام و غیر مکروہ
تحریمی کو اور غیر بدعت سیئہ کو حرام و مکروہ تحریمی و بدعت سیئہ بتاتی ہیں مصداق اس حدیث کی
ہیں اور مرتکب بدعت ضلالت کی ہیں جس طرح غیر سنت موکدہ سنت اعتقاد کرنا اور مباح واجب کا
اعتقاد کرنا مخالف و مکروہ تحریمی انتہی او قال فی لیس منہ کے سبب سے اسیطرح کا غیر حرام کو حرام مثلاً
کہنا او قال فی الدین ما لیس منہ ہے پس یہ بھی بدعت سیئہ و مکروہ تحریمی ہے پس وہابیہ کا اہل بدعت
سیئہ ہونا ظاہر ہے پس گنگوہی کے حرام کہنے نے عرس کو گنگوہی کو بدعتی بدعت سیئہ و مغیر احکام
شریعہ بنا دیا ورنہ حرام ہونا آیت قرآنی قطعی الدلالۃ و حدیث متواتر قطعی الدلالۃ سے ممنوع ہونا
ثابت کرے عرس کا ورنہ بدعتی ببدعۃ سیئہ ہونا گنگوہی کا ظاہر ہے اور ایسے دوسرے وہابیہ کا حال ہے
دیکھو گنگوہی کو کہ مولف انوار ساطعہ نے لکھدیا تہا کہ شاہ عبد العزیز صاحب اپنے والد کا عرس کیا
کرتے تھے اور اس پر اعتراض عبد الحکیم پنجابی نے کیا تہا تو اوسکا یہ جواب شاہ صاحب نے دیا تہا
جواب بھی مذکور ہوا جسکے حق میں یہ وہابی تباہی باتیں گنگوہی خلاف عقل و نقل کے بنائیں لکن اسکا
انکار گنگوہی نے نہیں کیا کہ شاہ صاحب عرس کرتے تھے یعنے یہ نہیں کہا کہ شاہ صاحب
عرس نہیں کرتے تھے اور وقت اس امر کا تہا اگر شاہ صاحب نکرتے ہوتے تو جسطرح سوالات
عشرہ کے بارہ میں اس نے یہ کہا کہ یہ تصرف ہوا ہے سوالات عشرہ میں اور شاہ صاحب پر یہ بہتان
ہے کہ فاتحہ دادن نیاز اماموں کو سے کھانا متبرک ہو جاتا ہے اسیطرح یہاں بھی انکار کرتا یہ گنگوہی بانظر

کہ شاہ صاحب

کہ شاہ صاحب پر عرس کرنیکا بہتان ہی شاہ صاحب نہین کرتے تھے اور جب انکار نکیا تو معلوم ہوا کہ اس
گنگوہی کے نزدیک شاہ صاحب کا عرس کرنا ثابت ہی پس اب یہ گنگوہی عرس کو حرام کہتا ہے
کہ حدیث صحیحین سے بالکل عرس کو حرام کردیا تو شاہ صاحب کو اس گنگوہی نے دریردہ
مرتکب حرام کہا ہی اور شاہ عبدالعزیز صاحب بالواسطہ اس گنگوہی کے استاد ہوتی ہین حدیث
مین پس استاد کو مرتکب اور بے اصل چیز کا عامل قرار دیا ہی اور اپنے استاد کے عمل کو حرام بتاتا
ہی مولف انوار ساطعہ نے اسطرح لکہا تہا اپنے پیر و مرشد کے حق مین کہ ہم اونسے ملے تو یہ گنگوہی مولف
انوار کے حق مین براہین قاطعہ کے صفحہ ۱۲ پر لکہتا ہی کہ یہ لفظ ناسعادتمندی کا ہی حدیث مین ہی کہ جس نے
اپنے باپ کو قریب کہا وہ عاق ہے پس استاد پیر کی نسبت ایسی کلام کس درجہ شمار ہوگی اور دیکہو
اس لفظ صاحب انوار مین کوئی خرابی نہین ہے شرعًا اسلیے کہ ملنے کے معنی ملاقات کی ہین
اور صحابہ رض بہی کہتے تھے کہ ہم نے آنحضرت صلعم سے ملاقات یعنے ملے چنانچہ مشکوۃ شریف کتاب
الاداب باب حفظ اللسان من الغیبۃ والشتم مین ہے عن عقبۃ بن عامر قال لقیت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فقلت ما النجاۃ فقال املک علیک لسانک ولیسعک بیتک وابک علی خطیئتک
رواہ احمد والترمذی عقبہ بن عامر صحابی رسول اللہ فرماتے ہین مین ملا آنحضرت صلعم سے پس مین
کہا کہ دنیا و آخرت مین نجات کا کیا سبب ہے آنحضرت صلعم نے جواب دیا کہ مالک ہوجا اپنی پر اپنے
زبان کا اور اپنے گہر بیٹہے رہو اور اپنی خطا پر رو دیکہو اس کہنے مین اگچہ بے ادبی نہوئی اور کوئی قباحت
نہین آنحضرت صلعم سے ملا تو عقبہ بن عامر کیون کہتے اور نہ کوئی آجتک اسکا قائل ہوا کہ یہ کلمہ بے
ادبی کا ہی اور قران مین ایسا استعمال موجود ہی انک کادح الی ربک کدحا فملاقیہ اور انہم ملا
قوا ربہم اور بہت جگہ ایسا موجود ہی پس ایسا کہنا حدیث و قرآن سے جائز ہونا ثابت اسکو
ناسعادتمندی یہ گنگوہی بتاتا ہی کہدین تو نہ کہہ مجہے نعوذ باللہ منہا کہ قرآن حدیث مین بہی یہ کلمات
ناسعادتمندی کے ہین اور عقبہ بن عامر رض بہی ناسعادتمند تہے جس سے اوسکی ایمان کا حال خوب روشن
ہوجاوے اب خیال کرنا چاہی کہ صاحب انوار کا جو موافق قرآن و حدیث کے وہ تو پیر مرشد
استاد کے حق مین یہ گنگوہی ناسعادتمندی بتاتا ہی اور خود اپنے استاد بالواسطہ کے فعل کو حرام
کہتا ہی جس سے مرتکب حرام ہونا استاد کا واضح ہی وہ ناسعادتمندی اس گنگوہی کی نہین ہے اور
یہ تو آنحضرت صلعم کو بہائی اپنا بنانیکو قرآن حدیث کے موافق کہکر اہل حق کو مخالف قرآن و حدیث

کا بتاوے اور پیر کے ملنے کو ملنا جو موافق قرآن وحدیث کے ہی کہدینے والیکو نا سعادتمند کہکر مخالف قرآن حدیث
نہوا ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہیے کہ آنحضرت صلعم کو ہبائی بنانا تو کچہ برا نہین اور پیر سے ملنے کو ملنا کہدینا
برا ہوجاوے مولف انوار نے شاہ عبد الغنی استاد گنگوہی کے رسالہ اشفاء السائل سے نقل کیا انفس
ذکر ولادت آنحضرت صلعم وسرور وفاتحہ کمال سعادت انسان کی ہے چنانچہ شیخ ابن حجر مکی وشیخ عبد
الحق دہلوی وغیرہما نے تصریح کی ہے انتہی اور اسکے بعد صاحب انوار نے یہ کہا کہ استاد تو بعینہ شاہ
عبد الغنی استاد گنگوہی کے اوسکو موجب سعادت اعتقاد فرماوین اور شاگرد رشید اوسکو گناہ
قرار دین اور خواہی نخواہی اپنی شاخین نکالکر کشان کشان کفر تک بہی نوبت پہونچاوین انتہی
گنگوہی نے اول تو مولف انوار پر تبرا کیا اور عادت روبہ مولف کا مثل روافض کے بتایا یہ نہین
تمیز کہ روافض کا تو یہی رویہ ہے کہ اہل حق پر تبرا کرتے ہین اور کلمات سب وشتم سے یاد کرتے ہین جیسا
کہ گنگوہی مولف کے حق مین ایسے کلمات کہتا ہے اور درو غگوئی سے سب وشتم مولف کے حق مین لگاتا ہے
اساتذہ کے اعتقاد پر اور پہر گنگوہی اعتراض مولف انوار کے جواب مین کہتا ہے کہ فرض کیا کہ شاہ
عبد الغنی صاحب کی رائے مولف کے موافق تہی اور مجیب نے مخالفت اس مسئلہ مین اپنے استاد کے
کی مگر مخالفت علما کے اپنے استاد سے کسی جزئی مسئلہ مین کوئی امر جدید نہین جو مولف کو محل
نقض ہو امام ابو یوسف وامام محمد امام ابو حنیفہ رحمہ کے بہت جزئیات مین خلاف پر ہین اور آجتک
یہ امر جاری ہے پہر یہان اسقدر غیظ مولف کا محض سینہ کا کینہ ظاہر کرتا ہے ورنہ ان مقتدایان
پر بہی اعتراض کرنا لازم والا جو وہان تامل کرتے ہو وہ یہان بہی کرتا تہا انتہی کلام گنگوہی اب
منصفین اذکیا کے غور تامل کا محل ہے کہ اس گنگوہی کو اپنے جہل مرکب پر گہمنڈ ہے کہ خود کو مانند
امام ابی یوسف وامام محمد کے گمان وزعم کرتا ہے مثل مشہور چہ نسبت خاک را بعالم پاک یہ گنگوہی
جاہل اصحاب امام صاحب کے مجتہد هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون نص قطعی الدلالۃ
عدم تسویہ پر دال ہے اونکی مخالفت اپنے استاد سے احکام فروغ جائز ہے بسبب مجتہد فی المذہب
ہونیکی کہ انکو قدرت تہی استخراج احکام ادلہ سے موافق قواعد مقررہ اپنے استاد کے یہ گنگوہی
قرآن وحدیث وغیرہما کی معانی ظاہریہ بہی سمجہنے سے قاصر ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوچکا ہے کہ فہم معانی
احادیث مین کیسی کیسی غلطیان اس نے کین ہین انکوٹہ کا ترجمہ پنیر کا کردیا ایسی غلطی حدیث وطوبے
للغربا کی مراد مین کہ اوسواد اعظم سے ایک شخص مراد لیا اور والعاملین علیہا کو بعض جواز اجرت

معلمین قرار دیا اور علی ہذا القیاس بہت سے اغلاط اسکے اوپر گذر چکی ہین جنسے جہالت اسکی ہر ادنےٰ طالب علم بہی جانتا ہی پس یہ نظیر امام ابی یوسف و امام محمد کسی طرح نہین ہو سکتا ہی اور انکی مخالفت جو احکام مین بسبب قدرت مخالفت کی بظاہر معلوم ہوتی ہی تو اول یہہ کہ وہ فی الواقع مخالفت نہین ہی کیونکہ اصحاب امام خود قسمین سخت کہا کر کہتی ہین کہ ہمنے کوئی قول ایسا نہین کہا کہ اوسمین ہمنے اپنی استاد ابی حنیفہ رح کی مخالفت کی ہووے مگر وہ قول کہ وہ امام صاحب رح اول کہچکی ہین اور وہ بہی روایت ہمارے استاد امام ابی حنیفہ رح کے ہے اس تقدیر پر جسقدر مسائل فقہ مین ہین تمام اقوال امام ابی حنیفہ رح کی ہین اصحاب امام کے وہ اقوال مجازا کہی جاتی ہین اور دوسرے یہ کہ اونکی مخالفت ظاہری بہی امام ابی حنیفہ رح کے فرمانے کے سبب سے اونہون نے کی تہی کہ امام صاحب نے انسے فرمایا تہا کہ تمکو کوئی دلیل مسئلہ کے سوائے اوسکی جو مین کہتا ہون ظاہر ہووے تو کہو تو اونہون نے تمہ موافق اپنے اجتہاد کیواسطے امتثال امر اپنے استاد کے دلیل ایسے بیان کی کہ اوس دوسرے روایت امام کو کہ وہ امام صاحب کے نزدیک راجح نہین تھے راجح ہوئے پس انکا قول خارج قول امام سے اور مخالف نہوا مگر مخالفت ظاہری و مجازی عبارت درمختار ورد المحتار سے یہ تمام واضح ہی مع شئی زائد کے درمختار کی عبارت یہ ہے قال لاصحابه ان توجه لكم دليل فقولوا به فكان كل ياخذ برواية عنه وترجيحها انتهى اور رد المحتار کی عبارت قوله ان توجه لكم دليل اي ظهر لكم في مسئلة وجه الدليل على غير ما اقول ط قوله فكان كل ياخذ برواية عنه اي فليس لاحد منهم قول خارج عن اقواله ولذا قال في الولوالجية من كتاب الجنايات قال ابو يوسف ما قلت قولا خالفت فيه ابا حنيفة رح الا قولا قد كان قاله وروي عن زفر انه قال ما خالفت ابا حنيفة رح في شيئ الا قد قال ثم رجع عنه فهذا اشارة الى انهم ما سلكوا طريق الخلاف بل قالوا ما قالوا عن اجتهاد ورأي اتباعا لما قاله استاذهم ابو حنيفة رح وانه في آخر الحاوي القدسي واذا اخذ بقول واحد منهم يعلم قطعا انه يكون به اخذا بقول ابي حنيفة رح فانه روي عن جميع اصحابه من الكبار كابي يوسف ومحمد وزفر والحسن انهم قالوا ما قلنا في مسئلة قولا الا وهو روايتنا عن ابي حنيفة رح واقسموا عليه ايمانا غلاظا فلم يتحقق اذا في الفقه جواب ولا مذهب الا له كيفما كان وما نسب الى غيره الا بطريق المجاز للموافقة اه الى ان قال العلامة الشامي صاحب رد المحتار ان الامام لما امر اصحابه

بان یاخذ وامن اقوالہ بما تیجہ لہم منہا علیہ الدلیل صار ماقالوہ قولاً لہ لابتنائہ علی
قواعدہ التی اسسہا لہم الخ پس اس بیان سے واضح ہے کہ فی الحقیقۃ اصحاب امام کی امام صاحب سے
مخالف نہیں یہ مخالفت ظاہری انکے فرمانے کے سبب سے کی ہے اور انکی طرف اقوال فقہ مجازاً منسوب
ہیں اور بیان اولہ اصحاب امام کا بھی موافق قواعد امام صاحب کے اور اجتہاد سے تھا یا ہیں ہمہ علمائے نے تصریح
فرمائی ہے کہ اصح یہی ہے کہ فتویٰ علی الاطلاق قول امام پر ہے اگر امام سے روایت نہ ملے تو قول امام ابی
یوسف پر فتوے ہے اور انکی روایت بھی نہووے تو قول امام محمد پر فتوے ہے اور انسے روایت
نہووے تو زفر وحسن بن زیاد کے قول پر فتویٰ قال رد المحتار قولہ والاصح کما فی السراجیۃ
اقول عبارتہا ثم الفتوی علی الاطلاق علی قول ابی حنیفۃ ثم قول ابی یوسف ثم قول
محمد ثم قول زفر والحسن بن زیاد انتہی اس سے خوب واضح ہے کہ شاگردان امام صاحب کے
مخالفت نہیں کرتے اور امام مالک رح کے شاگرد یحیی بن یحیی جامع موطا اتباع امام مالک کو اپنے
لازم جانتے تھے چار مسائل ہیں اونکی اتباع نکی دوسرے کی تھی تو تو مورد مواخذہ وانکار ہوئی تھی
چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب بستان المحدثین فرماتے ہیں نوشتہ اند کہ یحیی بن یحیی در مسئلہ اتباع
اجتہاد امام مالک رح لازم گرفتہ بود مگر در چہار مسئلہ کہ مذہب ابن سعد مصری
را اختیار میکرد مردم اندیار بسبب کمال اعتقاد حضرت امام مالک درین مخالفت قلیلہ ہم برو
گرفت میکردند وانکار میخوردند انتہی دیکھو خوب ثابت ہوا کہ بڑے بڑے محققین مانند اصحاب امام
اور اصحاب مالک اپنے اساتذہ کے مخالفت نہیں کرتے تھے اور اد مخالفت سے مورد طعن ہوتے
تھے پس گنگوہی پر طعن مولف انوار صحیح ہوا اور مخالفت جو گنگوہی بتاتا تھا اوسکا بطلان واضح ہوا
اگر گنگوہی کہوے کہ امام صاحب اور امام مالک صاحب مجتہد تھے اسلیے اتباع انکی ضرور تھی بدون
اجازت کے مخالفت اونکی اچھی نہیں تھی تو ہم کہینگے کہ تمنے امر عام مخالفت شاگردان امام کا
امام کے کرکے اپنی مخالفت اپنے استاد سے جائز ہونا ثابت کی تھی جب مخالفت شاگردان امام
کی امام سے ثابت نہوئی تو تم جو اپنی مخالفت اپنے استاد سے ثابت کرتے وہ بھی ثابت
نہوئی دوسرے یہ کہ اصحاب امام باوجود مجتہد فی المذہب ہونیکی چنانچہ رد المحتار میں ہے
الثانیہ طبق المجتہدین فی المذہب کابی یوسف ومحمد وسائر اصحاب ابی حنیفۃ
القادرین علی استخراج الاحکام من الادلۃ علی مقتضی القواعد التی قررہم استاذہم

ابو حنیفہ رح فی الاحکام الخ اپنی رائے کے متبع نہوئی اور مجتہد کے تابع اپنی رائے کیا اور یحیی بن
یحیی جامع موطا نے اگرچہ چار مسائل مین مخالفت امام مالک رح کی کی لیکن تابع اپنی رائے کے نہوئی
دوسرے مجتہد کی تابع ہوئی تمنے اس مسئلہ کو کونسے مجتہد کی تابعداری کرکے اپنے استاد کے
قول سے برگشتہ ہوئے اور جمہور کے قول سے اعراض کیا تو تم مجتہد بہی کسی درجہ کے بلکہ عالم
بہی نہین ہو چنانچہ تمہارے علم کا حال اوپر ظاہر ہی ہو چکا ہے یہ کونسے نص قرآنی وحدیث نبوی
سے ثابت ہے کہ بتعارف وتعامل الناس وجمہور علما اور اپنے اساتذہ کی مخالفت درست ہے اور بدون
حصول ملکہ اجتہاد حرام ومکروہ بنا دینا بدون نقل اقوال مجتہدین کے درست ہے اور آیات واحادیث
جو دل نے چاہا وہ معانی لیلیا درست ہے ہرگز یہ درست نہین ہے اوپر امام نووی وغیرہ سے منقول
کہ بلا اجتہاد احکام بیان ناجائز ہے اور غیر مجتہد کے صواب مین گناہ ہے اور حکم اوسکا مردود ومطرود
ہے اور ایسے ناواقف عامی کو فتح القدیر وہدایہ وغیرہ سے منقول ہوا کہ حجت حدیث لانا ناجائز ہے ایسا حکم
مثبت بجبریت ہے چنانچہ اوپر معلوم ہوا ہے اور مولف انوار تو یہ اعتقاد کیا تھا کہ سنت گردر غیدا
اوسکو گناہ قرار دین اور کستان کستان نوبت بکفر پہونچا دین اسکا انکار گنگوہی نے نہین کیا کہ
ہم نوبت بکفر نہین پہونچاتے اور یہ محل انکار تہا دگر عقیدہ گنگوہی کفر کو پہونچنے کا نہوتا جب انکار
یہان نکیا تو معلوم ہوا کہ اسکے نزدیک محفل میلاد شریف ہے جسکے جواز کا قول شاہ عبد الغنی
بحسب قول ابن حجر وشیخ عبد الحق دہلوی وغیرہما سے ثابت کرتے ہین اور گنگوہی اونکی مخالفت
کرنا قبول کرتا ہے تو مخالفت بہی ہوئی کہ محفل میلاد شریف جسکے قائل شاہ عبد الغنی وابن حجر
وعبد الحق وغیرہما حرام موجب کفر ہے پس لازم آیا کہ گنگوہی کے نزدیک یہ اکابر مجوز حرام وکفر
کے ہین اس ناسعادتمندی کا کیا ٹہکانا ہے کہ اساتذہ کے حق مین یہ اعتقاد کہے اور ایسی مخالفت
کرے اور اس مخالفت کی جواز مخالفت اصحاب امام ابی حنیفہ کو حجت لاوے جسکا بطلان
ابہی واضح ہوا ہے اور ایسے مخالفت کہان ہے جیسے کہ گنگوہی کرتا ہے کہ جس سے مجوز کفر ہونا لازم آوے
پس اپنی مخالفت کو جو اصحاب امام مخالفت پر قیاس کرتا ہے قیاس مع الفارق ہے اب
منصفین کو جاننا چاہئے کہ یہ گنگوہی در پردہ علما رلیمنا ساتذہ وغیرہم کو مجوز حرام وکفر بتاکر
ناسعادتمند ہوا ہے یا مولف انوار فقط اس کہدینے سے اپنے پیر کے حق مین کہ ہم اونسے ملے جسکا
جواز قرآن وحدیث سے مفہوم ومعلوم ہو چکا ہے اور دوسرا تماشا گنگوہی کے عقیدہ فاسدہ کا دیکہو

اس نے آنحضرت صلعم کے حاضر ناظر جانیکو اور یہ جانکر ندا و خطاب کے اشعار وغیرہ پڑھنیکو کفر
لکہا تہا فتوے میلاد میں کجب مولف انوار ساطعہ نے کتب احادیث و فقہ سے یہ ثابت کیا کہ
ارواح انبیاء علیہم السلام چلتے پھرتے ہیں اور مقامات خیر میں حاضر ہوتے ہیں چنانچہ بیت المقدس
میں ارواح انبیاء علیہم السلام حاضر ہوئیں آنحضرت صلعم نے امامت انکی کی اور موسی علیہ السلام و
یونس علیہ السلام کو وادی ازرق میں اور گہاٹی ہرشاہی یا ہفت میں حج کے لئے چلی جاتی آنحضرت
صلعم دیکہنا بیان کیا اور شیخ عبد الحق کے قول سے انبیاء علیہ السلام کے حیات حقیقی و دنیاوی پر
اتفاق ہوتا لیکن عوام کی نظروں سے محجوب ہونا اور آنحضرت کو تینوں اون انبیاء علیہم السلام کو
بقیام عرفی مثال و بے اشتباہ و بے اشکال کے دکہا دینا ثابت کیا اور قسطلانی کے قول سے ایسا
ہی ثابت اور شب معراج میں بیت المقدس میں امامت انبیاء علیہم السلام کے کرنے بعد آسمانون
پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات ہونا اور بہت جلدی چلا جانا احادیث صحیحہ سے بیان کیا اور زرقانی
کے قول سے آنحضرت صلعم کا جسم اور روح کے دیکہنا ممنوع نہونا اور انبیاء علیہم السلام کا قبور میں
زندہ ہونا اور انکو اجازت قبروں سے نکلنیکی در تصرف ملکوت علوی و سفلی انکا ہونا ثابت کیا اور
جلال الدین سے یہ منقول بیان کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کے قول سے ثابت کیا کہ شاہ ولی اللہ کہتے
ہیں کہ آنحضرت صلعم کی صورت کو اکثر امور میں میں اپنے اوپر میں نے دیکہا اور یہ کہ انبیاء علیہم السلام
قبور میں نماز پڑہتی ہیں اور حج بہی کرتے اور زندہ ہیں اور حضرت مجدد الف ثانی کا فرمانا ذکر کیا کہ حضرات
الیاس و خضر علیہم السلام کے روحونکا حاضر ہونا حلقہ میں اور حضرت خضر علیہ السلام کا بیان کرنا
کہ بصورت اجسام متجسم ہوکر کار اجسام کے انسے صادر ہوتے ہیں اور نیز قول حضرت مجدد الف ثانی نے
آنحضرت صلعم کی روحانیت حضور ارزانی فرمانا ذکر کیا اور جلال الدین سیوطی سے نقل کیا کہ آنحضرت
صلعم اطراف زمین میں آمد و رفت ساتھ برکت کی فرماتی ہیں اور ہماری نظروں سے مانند فرشتونکی چہپ گئے ہیں
مگر جس ولی اللہ کو اللہ دکہا دیوے اور امام غزالی سے نقل کیا کہ ارباب قلوب بیداری میں ارواح کا مشاہدہ
کرتے ہیں اور شیخ سے نقل کیا کہ شیخ ابو سعود بعد ہر نماز کے آنحضرت صلعم سے مصافحہ کرتے تھے اور شیخ عبد الحق
سے نقل کیا کہ غوث اعظم رحمۃ اللہ نے آنحضرت صلعم کو بیداری میں دیکہا اپنے مجلس وعظ میں اور ممبر سے اوتر
کہڑے ہوئے ایسے نقول علماء سے حضور آنحضرت کا ثابت جس سے ممکن ہونا حضور آنحضرت صلعم مجلس میلاد
میں ثابت ہوا اور مولف انوار نے خاص محافل میلاد شریف کی اور احادیث آنحضرت صلعم حاضر ہونیکے

ثبوت سکنے لئے کہا کہ اہل کشف واہل قلوب صافیہ کی کشف ومنامات اسکا ثبوت ہو سکتا ہی اور منام دیکہا ہی ایسے
لوگون نے کہ محفل میلاد شریف مین حضور کی روحانیت کی تشریف آوری ہوئی ہی نقل مفتی مکہ کے لکہا مولف انوار
ذکر وقت ذکر ولادت کے روحانیت آنحضرت صلعم کی حاضر ہوتی ہے اور نقل برزنجی بہی کہ یہی حضور روحانیت بیان کیا اور
شیخ عبد الحق کا مدارج النبوۃ مین تین جگہ لکہنا حضور روحانیت آنحضرت صلعم ذکر کیا اور شاہ ولی اللہ صاحب کا عبارت سے بہی
یہ مفہوم ہونا ذکر کیا اور آنحضرت صلعم کو محافل کے خبر ہونا کہ کہان کہان ہے مستلزم علم کل ہے اسکا جواب مولف انوار ساطعہ نے آیت قرآنیہ
ولکن اللہ یجتبی من رسلہ من یشاء سے دعوای غیب پر آنحضرت کو خدا تعالی کے جانب سے خبر ہونا ثابت اور مثل ثبوت
کیواسطے حدیث مشکوۃ کہ آنحضرت صلعم نے قیامت تک خبر دی اور شاہ عبد العزیز کا حوالہ نقل کیا کہ آنحضرت صلعم ہر امتی کو جانتے ہین
کہ کس درجہ کا ہی فرشتہ خبر دیتی ہین کہ آنحضرت صلعم نور نبوت سے پہچانتے ہین پہر مولف انوار نے بیان کیا جب فرشتے خبر دیتی ہین امتی کے اور نور
نبوت سے آپ پہچانتے تو یہ خبر جمع محفل کے ہونا کوئی بڑی بات نہین ہے اور آنحضرت صلعم کو دو بار امت کی حالکی اور اعمالکی اطلاع دیجاتی
ایک ہر روز جمعہ اجمالا مانند دیگر انبیا علیہم السلام دوسرے ہر روز صبح وشام تفصیلا اور محفل میلاد کا یا تو دو تین دن پہلی سامان شروع
ہوتا ہی یا شام ہووے تو فجر سے سامان شروع یا فجر کو ہو تو شام سے سامان شروع ہوتا ہی پس صبح وشام کی اطلاع یہ اطلاع محفل
بہی آنحضرت صلعم کو ہونا ضرور ہے حالات مفصلہ مین تو یہ بہی داخل اسکی خروج پر دلیل قائم نہین ہے پس یہی اطلاع حالات امت مین
داخل ہے پس خبر آنحضرت صلعم کو محفلکے ہونا ثابت ہوا اور آنحضرت صلعم بالمومنین رؤف رحیم ہین اسکا خلق عمل بالقرآن ہے هل
جزاء الاحسان الا الاحسان پس آیت قرآن حسن سے مہربانی نہ فرمانا آپ سے بعید ہے اور مولف انوار نے یہ بہی ثابت کیا کہ ایک
آنمین مقامات متعددہ مین روح کاملین کے جاسکتی ہے پس ان تمام کو بیان شرک وکفر بتانا گنگوہی وغیرہ کا آنحضرت صلعم کے روح
حاضر ہونیکو باحسن وجہ مرتفع ہوگیا اور ندا خطاب کرنا آنحضرت صلعم کے ساتھ خطاب التحیات السلام علیک ایہا النبی اور حدیث
ضریر البصر اور بادن سوجاتی ابن حجر اور اشعار مولوی قاسم ومولانا جامی کو قصیدہ وغیرہا اولہ سے ثابت کردیا پس جواب مولف انوار
نے جب ندان متکلم جماعہ کو دیا تو انکی معنی وہابیہ کے ہوش مین فرق آگیا اور بیہوش ہو کر ایسے ہذیانات بکنی شروع کر دی گنگوہی صاحب
نہین آپ چلنا پہرنا انبیا علیہم السلام جنت مین اور اس عالم مین اور درود سلام پہونچانی فرشتہ کا اور اعمال امت پیش ہونیکو قبول کرکے کہا کہ ہر جگہ محفل مولود
اور مجالس ذکر مین آنکو بالصوت وندا وعرض حالات دنیا معلوم ہونیکو بدون اعلام حق تعالی کے اور اسکو سب اشیا کا علم حق تعالی دیا ہے
قبول نہین کرتے اسپر یہ عبارت ملا علی قاری کے شرح فقہ اکبر سے نقل کردی ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا
ما اعلمہم اللہ احیانا وذکر الحنفیہ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب آگے اسکے بیان کیا اعتراض ورم تشریف آوری
پہر یہ امکان وقوع احیانا اور صفحہ ہین عبارت زرقانی وغیرہ کا بہی جواب دیا کہ قبور سے نکلنا باذن اللہ ہی اور حضرت مجدد الف ثانی رح
قول کا یہ جواب دیا کہ تلقی روحانی ہے اسمین انتقال کی ضرورت نہین پہر کشف کی عدم قبولیت کا قائل ہوا اور قصہ کو حضرت عبد القادر جیلانی رح کا

ردّ کیا اور صفحہ ۹ میں گنگوہی اس غرض سے کہ ایسے روایات منقولہ مولف انوار سے غرض حاصل ہووے کہتا ہے کہ معلوم ہو گئی طریق تحقیق میں حجیت
رسول عقل و حواس ہے اور کہا ہے مولف کا اقرار ہے کہ ہر سہ طریق علم جو شرع میں معتبر ہیں بیان نہیں ارباب ان کا خلاف کی خبر ہے اور روایات ثابت ہوا اور
کہا ہے کہ خود محقق ہو گیا کہ دین میں علی الخصوص اعتقاد میں رویا کشف کا اعتبار نہیں اور صفحہ ۲۱ کہا کہ قصہ الہام و کشف کا شرع کی دلیل نہیں ہو سکتا اگر
ور دین میں عنقریبی پیدا شدہ اور آنحضرت کو اطلاع احوال امت سے ہونے کے بارہ میں کہتا ہے گنگوہی کہ اور کشف اطلاع باذنہ تعالیٰ سب کچھ درست اور صفحہ ۴۹
آنحضرت صلعم کو غیب دانی کے انکار کے واسطے آیت وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ہو لکھ کر کہا کہ مسئلہ مشہور بحر رائق و عالمگیری
و در مختار وغیرہ میں ہے اگر کوئی نکاح کرے ساتھ شہادت حق تعالیٰ اور فخر عالم علیہ السلام کی کافر ہو جاتا ہے بسبب اعتقاد علم غیب فخر عالم کی نسبت اور حدیث
واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم نقل کر کے کہا کہ شیخ عبد الحق روایت کرتے ہیں مجھکو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں اور صفحہ ۵۰ میں
کہا بحث اس صورت میں ہے کہ علم ذاتی آپکو کوئی ثابت کرے جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اگر یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دیکر حاضر کرتا ہے تو شرک بدون ثبوت شرعی
کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں اور بدون حجت ایسے بات کو عقیدہ کرنا موجب معصیت کا ہے صفحہ ۲۰۴ میں کہا کہ عوام کا
عقیدہ خاص ہو گیا ہے اور اشعار ندا و خطاب کے جواب میں جو مولف انوار نے اشعار وغیرہ پیش کئی تھی الزام کہا کہ مولف
انوار سے یہ قید اور زیادہ کی کہ بعلم استقلالی فخر عالم علیہ السلام کو ندا و خطاب کرے تو شرک ہے چنانچہ یہ صفحہ ۲۰۲ میں
اور بدون اس عقیدہ کے ہو تو کہتا ہے عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہے کہ عوام کا یہی عقیدہ علم استقلالی کا ہے اور اشعار
وغیرہ منقولہ مولف کا جواب یہ دیتا ہے کہ یہ نداء شوقیہ ہے ہرگز عقیدہ حضور کسی کا نہیں ہے یہ تمام خرافات واہیات تقریر گنگوہی
کی قابل مضحکہ ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے ہے بلکہ لائق لاحول خوانی کے ہے **اقول** باللہ التوفیق مولف انوار کی غرض ان امور کے بیان
کرنے سے یہی ہے کہ وہابیہ جو حاضر جاننے اور ایسی روحانیت آنحضرت صلعم کو کفر و شرک بتاتے اپنے فساد عقیدہ و جہالت
شدیدہ کے سبب تو ان بزرگان کے ان اقوال سے حضور آنحضرت صلعم کے روحانیت کا امکان و جواز ثابت ہوا
اور امکان و جواز موجب رفع شرک ہو گیا جو شے ممکن و جائز ہے غیر خدا تعالیٰ کیواسطے تو اوسکی وقوع شرک ہونا
اظہر من الشمس ہے جب آنا اس عالم میں گنگوہی مانچکا تو آپکا عقیدہ کرنا شرک کسطرح ہو سکتا ہے اور تمام مجالس ذکر مولد
شریف آپکا جو گنگوہی انکار کرتا اور تمام چیزوں کا علم خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو دیا اسکو نہیں جانتا ہے تو یہ بے محل ہے
کیوں مولف انوار یا کسی دوسرے نے نہ اسکا دعویٰ اور نہ کسی مقدمہ مولف سے یہ معلوم ہوتا ہے پھر منع کا ایراد بے
محل معلوم نہیں یہ کیسکے رد میں منع وارد کیا اور کونسے مقدمہ مولف پر دلیل کی طلب ہے اور اسیطرح منع سے تائید مذہب
گنگوہی کی کہ حاضر جاننے کو کفر شرک بتاتا تھا کسطرح ہوتی ہے اور اگر کوئی یہی کہدیوے کہ آنحضرت صلعم تمام
مجالس میں حاضر ہوتے ہیں اور تمام اشیاء کا علم خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو دیا ہے تو اسمیں کونسی
خاصہ الوہیت کا پایا گیا جس سے شرک ہو جاویگا نہایت یہ ہے کہ اگر ثبوت اسکا نہووے تو جہل ہوگا مسئلہ سے شرک و کفر نہیں ہے

بس اس تقریر لغو سے نہ مولف انوار کو ضرر نہ گنگوہی کو فائدہ اور ملا علی قاری کی عبارت سے مولف انوار کو ضرر نہیں
اور نہ گنگوہی کو فائدہ اور نہ اس سے جواب مولف انوار سے کچھ علاقہ اوس سے مخالفت اوس علم غیب کی جو خدا تعالیٰ نے
انبیاء علیہم السلام کو نہ دیا ہووے اور جو دیا ہے اوس کا انکار و مخالفت اس سے معلوم و مفہوم نہیں بلکہ جواز اسکا اس سے مفہوم
اور یہی مولف انوار کا مدعا ہے کہ جو چیز علم خدا تعالیٰ نے دیا ہے اوسکو یہ دعویٰ مولف انوار یا کسی دوسرے سنی نے نہیں
کیا کہ جس چیز کا علم خدا تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو نہیں دیا ہے وہ بھی انبیاء علیہم السلام نعوذ باللہ جانتے ہیں پس جو
قول مولف کا ہے وہ دیگر معشر اہل سنت ہی کا ہے اوس کا رد اس عبارت سے ہرگز نہیں ہوتا ہے بلکہ اثبات ہوتا ہے
اور جو ہمارا قول نہیں ہے اوسکا رد اس عبارت سے ہوتا ہے پس بے محل اس عبارت کو نقل کیا ہے اور اس عبارت میں بہت
خیانت و تصرف گنگوہی نے کیا ہے کہ لفظ احیاناً کا زیادہ کر دیا ہے تاکہ یہ مطلب حاصل ہو جاوے کہ جن چیزوں کا علم
خدا تعالیٰ نے دیا ہے تو وہ علم اونکو یعنے انبیاء علیہم کو کبھی ہوتا ہے کبھی نہیں اور لغویت اس مطلب کے ہر شخص جانتا ہے
اور ایسے اعتقاد سے کہ نبی صلعم غیب جانتے ہیں کافر ہونیکی تصریح جو حنفیہ کے ملا علی قاری نے ذکر کی ہے تو یہ
بھی مضر نہیں ہم معشر حنفیہ کو کیونکہ اس غیب سے وہی غیب مراد ہے کہ جس چیز کی خبر خدا تعالیٰ نے نہ دی ہووے
اور کسی طریق سے اوسکا حصول نہوا ہووے ایسے غیب دانی کے نبی صلعم کے حق میں ہم معشر اہل سنت قائل نہیں
نہ کوئی دوسرا مسلمان اسکا قائل ہے اور بیان مسئلہ کا اس پر موقوف نہیں کہ کوئی قائل بھی ہوا ہووے اور عقیدہ
دوام تشریف آوری پر جو بنا ہے اور امکان و وقوع احیاناً کا قائل ہونا ہے یہی تبدیل اپنے دعویٰ کی ہے اول تو مطلق
حاضر جانتے ہیں اور مطلق تشریف آوری کو کفر بتاتا تھا اور دوام تشریف آوری کی قید لگائی اگر دوام تشریف
بھی ہووے تو اس سے کفر و شرک لازم نہیں آتا کوئی خاصہ الوہیت کا تشریف آوری دوام سے مفہوم نہیں ہوتا
جسطرح حضور و تشریف آوری احیاناً کفر و شرک نہیں ویسی ہی حضور و تشریف آوری مکرر و دوام میں بھی کوئی دوسری
خبر نہیں ہے پس حضور و تشریف آوری کو لازم شرک نہوا تو دوام کو کسطرح شرک لازم ہوگا فمن ادعی فعلیہ البیان
بالاحادیث والقرآن بس اس سے شرک و کفر جو مدعی گنگوہی کا تھا ثابت نہوا اور جواب مولف مرتفع نہوا اور نہر قانی
وغیرہ کی عبارت کے جواب میں جو گنگوہی کہتا ہے کہ قبور سے نکلنا باذن الٰہی تھا عجیب جواب ہے یہ اوس شخص کو دینا
چاہئے جو قائل ہوا ہووے کہ بلا اذن الٰہی آنحضرت صلعم محافل میں تشریف لاتے ہیں اور بغیر اجازت خداوندی کے
روحانیت آپکی حاضر ہو جاتی ہے مولف یا کسی دوسرے سنی نے یہ کب دعویٰ کیا ہے کہ بدون اذن الٰہی کے روحانیت
آنحضرت صلعم کا حضور محافل میلاد شریف میں ہوتا ہے اور کوئی مسلمان ہرگز یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ بلا اجازت کے
تشریف آوری ہوتی ہے اگر یہ گمان مولف انوار و دیگر مسلمین کے حق میں گنگوہی کا ہے تو ان بعض الظن اثم کا مصداق

ہے گنگوہی پس یہ جواب بھی مولف انوار کا نہوا معلوم نہین یہ جواب بھی گنگوہی کسکو دے رہا ہے اور حضرت
مجدد الف کے قول کا یہ جواب کہ تلقی روحانی ہے انتقال کی اسمین ضرورت نہین جو گنگوہی دیتا ہے اور اس سے مراد
لیتا ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی منزل اعلی علیین مین تھے تلقی ہو گئی تو اول تو حلقہ مین دیکھنا حضرت مجدد بیان
فرماتے ہین اور حضرت مجدد کا حلقہ تو اعلی علیین مین نہ تھا جو یہ مطلب ہو سکے اگر بالفرض یہی مطلب ہووے تو حضور
مجلس میلاد سے بھی یہی مراد لیکر تم جواز کے قائل ہو جاو کہ تلقی روحانیان ایسی ہو جاتی ہے کہ اہل مجلس شاہد
جمال مبارک روحانیت آنحضرت صلعم کا مجلس مین کرتے ہین اور مجلس میلاد سے آپکو تعلق ایسے ہی حضور کا ہوتا ہے
اور قائلین حضور کی مراد بھی ایسی ہو سکتی ہے ہر صورت حضور تو ہوا اور حاضر جاننے سے کفر و شرک تو ثابت نہوا جو
تمہارا مدعی تھا اور حضرت عبد القادر جیلانی رح کا قصہ اگرچہ روحی ہونا گنگوہی بتاتا ہے لکن مقصود تو ہمارا ثابت ہے
نکیا کہ محافل خیر مین حضور ہو جاتا ہے اگرچہ روحانیت کا ہی حضور ہووے اور حضور کفر و شرک نہین ہے کہ حاضر جاننے سے
شرک ہو جاوے اور طریق معلوم ہونیکی معتبر جو تین بتاتا ہے یہ گنگوہی ایک عقل دوسری حواس تیسری خبر رسول
تو یہان بھی گنگوہی نے ابلہ فریبی کی ہے اور حق پوشیدہ کیا ہے خواہ سفاہت و جہل سے ہووے خواہ دانستہ و تعصب
وہ ابلہ فریبی و حق پوشی یہ ہے کہ طریق علم جو تین علما بتاتے ہین اور عقائد وغیرہ کی کتب مین لکھے ہین تو وہ یہ ہین خبر صادق
و عقل و حواس پھر خبر صادق کی دو نوع ہین ایک خبر متواتر دوسرے خبر رسول تو اس گنگوہی نے خبر صادق
کو ذکر نکیا جو خبر رسول سے عام کہ خبر متواتر و خبر رسول دونونکو شامل ہے فقط خبر رسول کو ذکر کیا جو ایک
قسم خبر صادق ہے اور مباین ہے خبر رسول کی کیونکہ یہ دونون نوعین متباینین ہین چنانچہ عقائد نسفی مین ہے
والخبر الصادق نوعین احدھما الخبر المتواتر والثانی خبر الرسول اس خبر متواتر کی ذکر نکرنے سے اور
طریق کو علم منحصر ان تین عقل و حواس خبر رسول مین کرنے سے یہ واضح ہوا کہ خبر متواتر طریق علم کا نہین ہے اور اس سے
بہت بڑی خرابی لازم آتی ہے کہ خبر متواتر طریق کا نہووے اور اس سے علم حاصل نہووے اسلئے کہ ہم لوگون کے واسطے ثبوت اسکا کہ آنحضرت
صلعم نبی تھے اور مکہ مین تشریف پیدا ہوئے اور معجزات آپ سے ظاہر ہوئے اور قرآن آپ پر نازل اور اعداد رکعات تمام
تواتر ہی سے ثابت ہے اگر خبر متواتر طریق علم کا گنگوہی کے نزدیک نہین ہے تو ان امور کا ثبوت نہین ہے گنگوہی اور قرآن
حدیث سے ثبوت کا ثبوت ہمارے واسطے گنگوہی کہنے لگے تو قرآن و حدیث کا ثبوت موقوف نبوت پر اور نبوت کا ثبوت
موقوف قرآن پر پس دور محال لازم ہے یہان طریق عقل سے عدم ثبوت ظاہر ہوگا جسکا طریق علم ہونا گنگوہی
مانتا ہے پس تمام احکام شرعیہ درصورت عدم ثبوت نبوت آنحضرت صلعم درہم برہم ہو جاوینگے اس سے بڑھکر کونسی
قباحت ہوگی ایسی کاریگری و خیانت گنگوہی کی ہے کہ جس سے تمام قرآن و حدیث کو احکام الٰہی و نبوت آنحضرت صلعم

سب نفع ہوئے جاتی ہین یہ تو حال اور رد انوار ساطعہ کا یہ گنگوہی کرے اب منصفین غور کرین کہ دین
نبی مین یہ رخنہ گیری گنگوہی کرتا ہی اور مصداق وائے در دین نبی رخنہ گری پیدا شد ٭ یہ گنگوہی ہے یا صاحب
انوار ساطعہ اور طرفہ ماجرا یہ ہی کہ علم کے بھی تین طریق ہونا جو گنگوہی بیان کرتا ہی ایک عقل دوسرے حواس تیسری
خبر رسول صاحب انوار ساطعہ کے طرف بھی نسبت کرتا ہی ان بہتان کا کیا ٹھکانا ہی اپنی جہل مرکب مین شریک
دوسرونکو بھی کرتا ہی مولف انوار کے کسی قول سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ یہی تین طریق علم ہین اور بیان تینون
مفقود ہین یہ فقط بناوٹ اس گنگوہی کی ہے جو اوسکے قول کا یہ مطلب بیان کرتا ہی اور ان تین کو طریق علم
قرار دیتا ہی مولف انوار نے قول مفتی مکہ و امام برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی دربارہ حاضر ہونے روحانیت
آنحضرت صلعم محفل میلاد شریف مین نقل کیا تھا اور قیام و کشف اور الہام کو اس بارہ مین ذکر کیا تھا تو گنگوہی نے
اس پر بہت باتین بنائین کہ دین مین علی الخصوص اعتقاد مین رویا اور کشف کا اعتبار نہین اور حکم شرعی اس سے ثابت
نہین ہوتا ہی اور بطور طعن کہا کہ فقط مدار عقیدہ مولف کا خوابون اور مکاشفات پر ہے اور کہا کہ پھر یہ قصہ کشف و الہام
کا ہی جو شرع کی دلیل نہین ہے **اقول** وباللہ التوفیق الہام اولیاء اللہ کو بالکل دلیل سے یہ گنگوہی خارج کرتا ہے
جس سے واضح ہی کہ صاحب الہام کے حق مین بھی وہ دلیل نہین ہے اور کسیطرح اوسکا تسلیم کرنا جائز نہین اور الہام
اسقدر لوگونکا ہووے کہ حد تواتر کو پہونچ جاوین تب بھی درست و جائز نہین ہے اور یہ بالکل غلط ہے اسلئے
کہ الہام اولیاء اللہ کا اونکے حق مین حجت ہے عامہ علماء کے نزدیک اور احکام مین بھی حجت ہونا لکھا ہی اور
اسکو منسوب صوفیہ کیطرف کیا ہے اور بعضے نے بالکل حجت کا انکار کیا ہے اور مخالفت کی ہے وفی
المسلم و شرحہ بحر العلوم واما الالہام غیرہ من الاولیاء الکرام فقیل حجۃ فی الاحکام ونسب الی قوم
من الصوفیہ وقیل الالہام حجۃ علیہ ای الملہم علیہ فقط دون غیرہ ونسب الی عامۃ العلماء
وقیل لیس حجۃ اصلاً اس عبارت مسلم و شرحہ سے صوفیہ کے نزدیک احکام مین حجت ہونا الہام یعنی
غیر حجت ہونا معلوم ہوتا ہی اور صاحب الہام کے حق مین حجت ہونا تو عامہ علماء کے نزدیک معلوم ہوا اور شارح
بحر العلوم نے اس شیخ کے حق مین جسنے بالکل الہام کی حجت کا انکار کیا ہے کہا کہ الہام بدون خلق علم ضروری کا
کہ خدا تعالی روح آنحضرت صلعم کیطرف بھیجے نہین ہوتا ہے پس اسمین حجت خطا کا نہین ہی اور یہ قسم علم کی اصلی
او سے جو ادلہ غیر قطعیہ سے حاصل ہو وے پس عجب ہی کل عجب اس شیخ سے کہ اس وعاؤ ظرف علم کو اسنے چھوڑ دیا
اور زعم کیا کہ الہام خطرات کے قبیل سے ہوتا ہی اور حالانکہ ایسا نہین ہے خطرات کی قبیل سے ہو وے یہ سنا ہی مین
تو نے کہ شیخ ابو یزید بسطامی نے بعض محدثین کو لکھا تھا کہ میت سے لیتی ہو اور آنحضرت صلعم کیطرف نسبت کرتے ہو

اور غنہ اشتغالی حی لا یموت سے لیتی ہین اگر اولیاء اللہ کے مقامات ومواجید واذواق مانند سید عبد القادر جیلانی وشیخ سہل بن عبد اللہ تستری وشیخ ابی مدین مغربی اور شیخ ابی یزید بسطامی وجنید بغدادی وشیخ ابی بکر شبلی وشیخ عبد اللہ انصاری وشیخ احمد بافقی حاتی وغیرہم قدس اسرارہم کو تو دیکھے تو تجکو یقیناً معلوم ہوجاویگا کہ اون کے الہام مین احتمال وشبہ نہین ہے بلکہ حق مطابق لما فی نفس الامر کے ہے اور اسکا عالم ضرورۃ من الدین ہونا ہے بہی معلوم ہوتا ہے کہ امت محمد یہ صلعم کے اولیاء اللہ پہلی امتون کے اولیاء اللہ سے افضل گویا جیسے نبی ہمارے اونکو انبیاء علیہم السلام سے افضل ہین اور بلا شک بنی اسرائیل مین بہی اولیاء اللہ گذرے ہین مثل مریم وام موسی وزوجہ فرعون کے اونکی طرف وحی ہونا دے ئے یہ کہ وہ وحی الہام تہا اور یہ نہین ہوتا ہے مگر ساتہ تحقیق علم ضروری کی کہ یہ اللہ تعالے کیطرف سے ہے پس وہ حجت قاطعہ ہے اگر اس امت مین جو بہتر اول امتون سے ہے کوئی ایسا نہووے جس سے الہام علم قطعی وحجت حقہ ہووے تو اس امت کے اولیاء اللہ پہلی امت کے اولیاء سے کم رتبہ مفضول ہوویگی اور فضیلت وبہتری علم کی ہی سببسے ہوتی ہے اور غیر علم کی فضیلت غیر معتدبہ ہے پس یہ لازم شیخ پر ہے اس تقریر بحر العلوم سے حجت ہونا الہام اولیاء اللہ تعالی کا واضح ہے اور قول دلیل شرعیہ نہونیکا مردود ہے اور الہام فقط اولیاء اللہ کے ہی حق مین حجت ہو تو دلیل شرعیہ ہونا اور دین کی دلیل ہونا اگرچہ مخصوص کے ساتہ ہی ثابت ہوا مطلقاً دلیل دین کے نہونیکا جو کنگوہی کیا سفاہت سے کیا ہے اور اولیاء اللہ کی تحقیق مین حجت ہوتی یہ لازم نہین آتا کہ ہمکو قبول کرنا اوسکا جائز نہین ہے بلکہ بطریق ادب کے ہم قبول کرین تو جائز ہے اور اس ادب کے سبب اوسکو اخذ کرین تو درست ہے چنانچہ نحو خذ الانوار مین ہے والہام الاولیاء حجۃ فی حق انفسہم ان وافق الشریعۃ ولم یتعد الی غیرہم الا اذا تقولہم بطریق الادب انتہی اس سے واضح ہو کہ اولیاء اللہ کا قول الہام کے بارہ ہمکو اخذ کرنا جائز ہے اور جو قسم خبر صادق کی ہی تو وہ خبر رسول ہی کہ یقیناً ثابت ہووے کہ وہ خبر رسول کی ہے باینطور کہ رسول اللہ صلعم کی دہن مبارک سے کسی نے سنی ہووے یا بتواتر ثابت ہوئی ہوئی یعنے بتواتر ثابت ہووے دہن مبارک آنحضرت صلعم سے تہا اوسکا بتواتر ثابت ہوا ہے منام مین سنا اوسکا یہ الہام اوسکا قال فی شرح العقائد الکلام فیما علم انہ خبر الرسول بان سمع منہ او تواتر عنہ ذلک او بغیر ذلک انتہی بغیر ذلک کے تحت مین جندنے کہا ہی کالالہام والسماع فی المنام انتہی اس سے واضح ہوا الہام آنحضرت صلعم کیطرف ہووے یا منام مین آنحضرت صلعم سے سنا اور اس بارہ مین تواتر کا وقوع ہوا یعنے جنکو الہام ہوا ہو وہ اسقدر لوگ اور ایسے منام مین سنے اور سطے بہی اسقدر لوگ ہون کہ توافق علی الکذب اوسکا عقل کے نزدیک محال ہووے

وہ بھی خبر رسول صلعم کے نوع ہی جس سے علم و یقین ثابت ہو جاتا ہے اور جسکو علم طریق مین داخل کیا ہے اول
تو اہل الہام کے اعداد تواتر کو نہ پہونچین تب بھی بطور ادب کے ہمکو اخذ کرنا قول اہل الہام کا جائز ہے پس
حضور روحانیت آنحضرت صلعم کے بارہ مین بھی اخذ قول اہل الہام ہمکو بطور ادب کے درست ہے گنگوہی
کو ادب ساتھ اہل الہام کے نہین ہے تو وہ ہی زیب ہے اور الہام کو اخذ نکرنے اپنی بے ادبی کا پہل پاویگا
دوسرے اہل الہام کی اعداد تواتر کو پہونچانیکی حالت مین یہ الہام حجت شرعیہ ہو گئی اور بحر العلوم کی قول سے
واضح ہی کہ الہام اولیا یہ وان اسکے محقق نہین ہوتا ہے کہ انکو علم ضروری اس امر کا ہو جاتا ہے کہ یہ خدا تعالی کی روح
محمدی صلعم کیطرف سے ہے علی الاطلاق الہام بے اعتبار قرار دینا اور کسی حالت مین اوسکو دلیل دین
نہ ماننا سراسر جہالت ہے اور بہت بڑی بے انصافی اس فرقہ کی ہے کہ ان کے سر گروہ مولوی اسمعیل
مقتول نے جو صراط مستقیم مین لکہا ہے کہ حضرت غوث الاعظم و حضرت بہاؤ الدین نقشبند رحمہما اللہ روحین
سید احمد پیر مولوی اسمعیل کی [illegible] بارہ مین جہگڑا امنیہ بہر تک کرتے رہین ایک کہتی تھے کہ مین توجہ ڈالون
دوسرے کہتی تھے کہ مین تعجیل توجہ ڈالون آخر اس پر فیصلہ ہوا کہ دونون توجہ ڈالین مولف انوار نے بطور الزام کے
اسکو پیش کیا تہا گنگوہی نے صفحہ ٣٠٨ مین کہا کہ حضرت غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین کو چونکہ معلوم ہوا
تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور کثرت سے انکی مرید ہونگے اسواسطے انکی خاندان مین ہونیکی رغبت
تہی انتہا اب منصفین غور کرین کہ ان روحون کے جہگڑنے کا حال کچہ قرآن حدیث سے ثابت نہین
اور دریافت انکی جہگڑے کی عقل سے بھی ممکن نہین اور خبر صادق کے متواتر ہونے یا خبر رسول کے متواتر الثبوت
دہن مبارک سے سنی گئی ہو وہ بھی موجود نہین اور حواس سے یہ معلوم نہین ہو سکتا ہے اب تینون طریق علم یہان سے
مفقود ہین ان دنیا پیر کے مرشد نے اسکو اسیواسطے لکہا کہ عوام و خواص دنیا بیکا اپنی ساعتقاد ہووے اور سید احمد کو
بہت بزرگ جانین پس جب تینون طریق علم یہان گنگوہی کے نزدیک مفقود ہین تو مولوی اسمعیل نے تسلیم کرین
کرانا چاہا اور کیون اسکو لکہا اور جسطرح مولف انوار کو الہامات و کشوف کی نقل کے بارہ مین یہ گنگوہی لکہتا ہے صفحہ
مین کہ یہ اسقدر روایات کا سود نقل کرنا اگر فریب دہی نہین تہا تو اور کیا تہا انتہی اسیطرح اب پیر مرشد مولوی اسمعیل
حقین کہوے کہ یہ نقل کرنا اگر فریب دہی نہین ہے تو کیا ہے کیونکہ غایت یہ ہے یہ مولوی اسمعیل کشف و الہام و منام سے
حوالہ کرینگے نہ کسی طریق علم کی طرف تو حوالہ کرے نہین ہو سکتے ہین اور الہام کشف و منام کا نقل کرنا تو فریب دہی ہے بقول
گنگوہی کے بس فریب دہی مولوی اسمعیل کے بھی ثابت ہو دیگی اور اگر کسی طرح کا ثبوت اس کے لیئے الہام و کشف و منام
سے ہوتا ہے تو جسطرح کا ثبوت وہان روحون کا یہ حال ذکر کرنے ہوتا ہے یہان روحانیت آنحضرت صلعم کے حضور کے بارہ مین

بہی ہونا چاہیے عناد و خصوصیت آنحضرت صلعم سے ان وہابیہ کا ظاہر ہے کہ یہان ایسے ایسے واہیات تقاریر سے
آنحضرت صلعم کے متعلق ہوا ونکی منکر ہوجاتے ہین اور ایسی ایسی ادلہ کا اعتبار اپنے پیر و مرشد کے حق کرلیتے ہین اب
دیکہو مولوی اسمعیل نے یہ کہا ہی تہا کہ کشف و الہام و منام سماری طرف کو مدار قرار دیکر یہ قصہ روح کا ثابت
کرنے لگا گنگوہی سب کچہہ اپنی تقریر پر تر ذیر کو بہولگیا و طرق علمی اور یاد نہ رہا اور غیب دانی غیر کیواسطے نہونیکا جو انکا
کرتا ہے وہ بہی فراموش کرگیا اور کہنے لگا کہ غوث الاعظم رح و خواجہ بہاؤ الدین رح کو معلوم تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ
ہے اب منصفین غور فرماوین کہ اسکی خبر گنگوہی کو کسطرح ہوئی کہ تنازع روحون دونون بزرگون مین ہوا ہے اور کوئی
دلیل شرعی سے یہ قول مولوی اسمعیل کا قبول کرلیا اور ان تینون طریق علم کا فقدان بیان جاری کرکے جیسے کہ مولف
کی قولکو ساقط کرنا اپنی زعم مین جانا یہان کیون ساقط کیا اور یہ اس گنگوہی نے کسطرح حکم کیا کہ ان دونون صاحبونکو
یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور معلوم ہونا بہی علم سے ماخوذ ہے اور علم کے تین طریق بیان کیے تہے انکو کونسا
طریق حاصل تہا جو انکو معلوم ہوتا گنگوہی نے قبول کرلیا اور یہ معلوم انکو کسطرح ہوا کیا گنگوہی انکو غیب دان جانتا ہے کہ
انکو بعد مرنیکے یہ معلوم ہوگیا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور اسکی کثرت سے مرید ہونگی آنحضرت صلعم کو مجلس میلاد کی خبر ہوجانیکے
بارہ مین کہین عبارت ملا علی قاری پیش کرتا ہے اور کہین بحر الرائق کی عبارت و آیت عندہ مفاتیح الغیب اور حدیث
لا ادری لا یفعل لیے اور قول شیخ عبد الحق کہ مجہکو دیوار پیچہے کی بہی خبر نہین اور یہان جونکہ مولوی اسمعیل نے یہ نقل کردیا
کہ ان دونون مین تنازع ہوا تو انکی حقمین یہ کوئی دلیل اس گنگوہی کو یاد نہ آئی اور سب اعتراض کرکے انکی غیب دانی بیان
کرنے لگا کہ انکو یہ معلوم ہوا تہا کہ سید احمد کی شان بزرگ ہے اور انکی مرید بکثرت ہونگی یہ ایمان گنگوہی کا ہے کہ آنحضرت صلعم
کی غیب دانی اسقدر بہی بعد وفات کی نہ قبول کرے کہ آنحضرت کو مجلس میلاد شریف کی خبر ہوجاتی ہے اور اسکے قائلین کے بلکہ نقل
مین ایسے ادلہ مذکورہ بالا بیان کرکے کافر و مشرک بتادی اور خود مولوی اسمعیل کے قولکو درست سچا بنا نیکو غیب دانی حضرت
غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین رح کی بیان کرے اس سے واضح ہے کہ اس گنگوہی و دیگر وہابیہ کے نزدیک نعوذ باللہ منہا آنحضرت
صلعم کی شان غوث اعظم و خواجہ بہاؤ الدین و اسمعیل سے بہی کم ہے ایسے ایمان پر افسوس کرنا چاہیے اپنے مرشد و مقتدی کے
قول کے درست کیواسطے سب کچہہ مقبول ہوجاتا ہے اور کوئی دلیل قرآن و حدیث سے نہین سوجہتا اور آنحضرت صلعم
کی عظمت و علم ازالہ کیواسطے بہت ساری ادلہ جہوٹی بنائی ہوئی پیش کیجاتی ہین اور اپنے پیر و مرشد مولوی اسمعیل کے
قولکی بنانیکے واسطے ان تمام ادلہ سے منہہ موڑ لیا جاتا ہے اور دوسرے لوگونکا غیب دان ہونا اور بعد انتقال کے
اس فانی سے انکو خبر غیب زمانہ آیندہ کی بہی معلوم ہوجانا مانلیا جاتا ہے پس مولوی اسمعیل کا قول کسطرح غلط لغو
گنگوہی کے نزدیک نہونا چاہیے اگرچہ تمام نصوص کے خلاف ہووے اور انکو زبردستی مخالف النصوص کے بناتا ہے اور مخالف

عقائد اہل سنت وجماعت کی قرار دیتا ہی اور مولوی اسمعیل کے بارہ مین خود مخالف کتب عقائد وحدیث نبویکی
ہی تاہم سب اس گنگوہی کے نزدیک درست ہی فتوے میلاد مین بدلیل آیت ان اولیاؤہ الا المتقون
گنگوہی کہتا ہی مولوی اسمعیل کے حقمین کہ (مولوی صاحب مخدوم وولی ہوگئے ہین) اور کہتا ہی بحسب مخوای حدیث من قاتل
فی سبیل اللہ فواق ناقتہ وجبت لہ الجنتہ کے وہ شہید جنتی ٹھہرے اور کہتا ہی جو کوئی ایسا ہو کہ ساری عمر تقوی کے
ساتھ رہی اور فی سبیل اللہ شہید ہوئے وہ قطعی اہل جنت ہی اور ولی اور شہید ہے انتہی اس سے واضح ولائح ہی اہل عقل
والنصاف پر کہ مولوی اسمعیل پر یہ گنگوہی جنتی ہونیکا حکم کرتا ہی بلکہ قطعی جنتی ہونے پر شہادت دیتا ہی اور یہ مولوی اسمعیل
اونلوگونمین سے نہین کہ جنکا نام لیکر آنحضرت صلعم جنتی فرمایا ہی اور کتب عقائد مین اہل سنت وجماعت لکہتی ہین کہ تہہادت
جنت کی کسی شخص معین کے حقمین ہم نہین دیتی ہین چنانچہ شرح عقائد نسفی مین بہی موجود ہی عبارت یہ ہی ولا نشہد بالجنتہ
والنار لاحد بعینہ انتہی اور حدیث متفق علیہ مین ہی کہ ابی بکر راوی ہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہی کہ من کان
منکم مادحا لا محالتہ فلیقل احسب فلانا واللہ حسیبہ ان کان یری انہ کذلک ولا یزکی علی اللہ احدا یعنی تم مین کوئی
کسی کی مدح کرنا ضروری چاہتا ہی تو چاہئے کہ اسطرح مدح کرے کہ مجہکو گمان ہی کہ فلان شخص ایسا ہے اور اللہ تعالی حقیقت
حال وبہید کو جانتا ہی اور حساب لینی والا اور جزا دینیوالا اوسکے فعل کا ہی اور یہ مدح جب ہی کہ مدح کرنیوالا ایسا ہی اپنے
گمانمین اسکو جانتا ہووے اور خدا تعالی پر کسی کا تزکیہ نکرے وتعریف وحکم اسطرح نہ کرے کہ وہ فلان ایسا ہی
یقینًا ہی جیسے کہ اوسکی مدح کرتا ہی اور تعیین کسی کی نکرے یعنے احتیاط کرے تعریف کرنیمین اور کہوے مین گمان
کرتا ہوں کہ وہ ایسا ہی اور اللہ اعلم ہے اور جزمًا ویقینًا نکہوے کہ وہ ایسا ہی تاکہ حکم خدا تعالی پر نہووے اور شیخ عبدالحق دہلوی نے
اس حدیث کی تحت مین بہی لکہا ہی جو ہمنے بیان کیا ہے اور دیگر احادیث سے بہی ایسا ہی مضمون ثابت ہی کہ ایک شخص نے
آنحضرت صلعم کے روبرو دوسرے شخص کو مؤمن کہا تہا تو آپنے تعلیم مسلمان کہنے کے فرمائی کہ اللہ تعالی علم جو کچھ
ایمان جو دل سے متعلق ہے اسکو خدا ہی جانتا ہی اور اسلام جو ظاہری انقیاد ہے وہ دوسرے لوگ جانتے ہین اسلئے
مسلمان کہنے کی اجازت دی مؤمن کہنے سے گویا منع فرمایا آنحضرت صلعم نے اسیطرح عثمان بن مظعون صحابی رسول
اللہ صلعم کے جو کبار مہاجرین مین سے ہین موت کے بعد مدینہ منورہ مین مہاجرین مین سے سب سے اول انہی صحابی
نے انتقال فرمایا اور آنحضرت صلعم نے بعد موت اونکی پیشانی پر بوسہ دیا اور آنسو آپنے ڈالدئے اپنی چشم مبارک سے اور اپنے روبرو
آنحضرت صلعم نے انکو بقیع مین دفن کیا اور عنایات بہت کی ایک عورت اسوقت موجود تہی اس نے کہا کہ ای ابن مظعون
تیرے لئے جنت طیار ہو جیو تیری عاقبت بخیر ہے آنحضرت صلعم نے اس عورت کو توبیخ وزجر فرمایا یہ مضمون مشکوۃ کی حدیث
واللہ لا ادری ما یفعل بی ولا بکم تحت مین شیخ عبدالحق نے بہی لکہا ہی اور حضرت عائشہ رض نے ایک بچہ کے حق مین جنتی ہونا فرمایا

تہا تو آنحضرت صلعم نے زجر و توبیخ فرمائی پس بخوبی واضح و لائح ہی کہ سوای اون صحابہ رضکے جنکی نام لیکر آنحضرت صلعم نے
جنتی فرمایا ہی کہ عشرہ مبشرہ و حسنین و فاطمہ رض ہین یا دیگر مخصوص لوگ کہ قرآن و حدیث اونکی جنتی ہونے پر دال ہی دوسرے
کسی معین شخص کو جنتی جزما کہدینا اور شہادت جنت کی دینا احادیث نبویہ و عقائد اہل سنت و جماعت کی خلاف ہی پس
مذہب گنگوہی کا مخالف عقائد اہل سنت و جماعت کی و مخالف احادیث نبویہ صلعم کے ہوا ان وہابیہ کا قاعدہ ہی کہ اپنی مرشدون کے
حقمین سب کچہہ درست بنالیتے ہین اور اپنی اقوال و افعال بالکل مخالف قرآن و حدیث و اہل سنت و جماعت ہون تو غلط غلط
معانی قرآن و احادیث کی قرار دیکر انکو ثابت کرتے ہین اور صحیح اقوال اہل سنت و جماعت و احادیث و اجماع سے منہہ موڑتے ہین
دیکہو گنگوہی کا ہی شاگرد ابراہیم نام محمد حسین فقیر بینی کا بیٹا العبد تالیف فتوی میلاد جسمین گنگوہی نے مولوی اسمعیل کو جزما
و قطعا جنتی لکہا ہی اپنے حسرۃ ابراہیم مین ایک صاحب کے رد مین کہ اونہون خاتمہ بالخیر شہیدی کے حق مین کہدیا تہا باوجودیکہ
اونکی مراد اس سے یہہ ہے کہ خاتمہ شہیدی کا اعمال خیر ہوا ہی حدیث ابن عثمان بن مظعون کے قصے پیش کر کے خاتمہ بالخیر کہنے
علم غیب بتاتا ہی اور اُن صاحب پر اعتراض اس علم غیب کا کرتا ہی لکن گنگوہی کو کسی وہابی نے آجتک مولوی اسمعیل کو قطعی
جنتی کہدینے سے یہ نہ کہا کہ یہ دعوی تمنے علم غیب کا کیا ہی اور جب عثمان بن مظعون کے حق مین جو جلیل القدر صحابی مہاجرین
مین سے تہے جنتی کہنا اوس عورت کا پسند نہ آیا تو مولوی اسمعیل تو کچہہ نسبت اُنسے نہین رکہتی ہین یہ کسطرح آنحضرت صلعم
کو پسند آویگا اور ایسا کسی وہابی نے گنگوہی کو اسلیے نکہا ہو گا کہ وہابی لوگ اپنی واسطے سب کچہہ کہدینا درست جانتے ہین اور
ایسی احادیث و اقوال اہل سنت و جماعت اپنی اور مرشدون کے حقمین حجت نہین جانتے ہین ایسے ایمان پر افسوس ہے اب اُسکا حال
معلوم کرنا چاہی کہ آیت ان اولیاؤہ الا المتقون سے مولوی اسمعیل کو ولی بتاتا ہی پس جاننا چاہی کہ بعد ثبوت اس امر کی کہ مولوی
اسمعیل متقی اور مخالف شرع نہ تہی ورنہ جسطرح وہابیہ انکو متقی کہتے دوسرے لوگ اونکو مخالف آیات و احادیث نبویہ و اجماع کے
بتاتے ہین چنانچہ وہ امکان کذب باریتعالی کے قائل تہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہی کہ یہ مخالف آیات قرآنیہ و اجماع سلف و خلف
کی ہے کوئی بہی امکان کذب باریتعالی کا قائل نہین ہے اور یہ بہی معلوم ہو چکا ہی کہ آنحضرت صلعم کو بہائی بنانا بہی شرعا درست
نہین ہے اور تقلید شخصی کے منکر تہے یہ بہی مخالف اجماع کے ہے پس ایسے شخص کو کون متقی کہیگا گنگوہی کو ئی کہے تو دوسرے
لوگ نا حجت نہین ہے پس اول تو متقی ہونا متفق علیہ نہین اور گنگوہی کے قول سے متقی ہونا ثابت نہین ہو سکتا ہی دوسری بالفرض
والتقدیر متقی ہونا جو تم لوگ معلوم کر سکتی ہو تو باعتبار ظاہر اعمال کے متقی ہونا معلوم کر سکتی ہو اور اعمال ظاہریہ جو ہماری
نظرونمین اچہے معلوم ہوتی ہین اس سے یہ لازم نہین آتا کہ خدا تعالی کے نزدیک یہ مقبول ہین اور اچہے ہین اور موجب دخول
جنت ہین ہان ہماری نظرونمین اچہی معلوم ہوتی ہین اور اچہے ہونیکا گمان ہمکو ہی اور فقط ہماری نظرون مین اچہا ہونا
خدا تعالی کے نزدیک اعمال اس امر کا مقتضی نہین کہ وہ شخص متقی اللہ تعالی کے علم مین بہی ہو جاوے اور یہ ظاہر ہی کہ

ادنی عقل والے پر بہی اس آیت مین جو متقی مراد ہے تو وہی ہے جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے نہ فقط ہماری
نظرون وگمانون مین اور ولی ہونا بہی اس آیت سے اوسہی متقی کا ثابت ہی جو اللہ تعالی کے نزدیک متقی ہووے اور وہ
اُسکو متقی جانے اور مولوی اسمعیل کا متقی ہونا اونکی اعمال جیسے تمہاری نظرون مین اچہے مین متقی ہونا اونکا علم الہی مین معلوم
نہین ہو سکتا ہی پس ولی ہونا اونکا ثابت نہوا اور اس آیت کا وہ مصداق نہوا اور حدیث جہاد کا بہی یہی جواب ہے جہاد
مراد ہی کہ خدائتعالی کے نزدیک مقبول ہووے اور خدائتعالی کے نزدیک مقبول ہونا ہماری نظرون مین جہاد ہونے سے لازم
نہین آتا ہی پس اونکی جہاد کا موجب دخول جنت ہونا بہی نہ ثابت ہوا کیونکہ یہ موقوف ہی مقبولیت پر خدائتعالی کے نزدیک
اور وہ معلوم نہین ہے اگر ایسے ظاہر اعمال موجب دخول جنت ہو جاوین اور اللہ تعالی کے نزدیک اونکا مقبول ہونا ضرور
نہین ہے تو چاہی کہ منافقین کے اعمال بہی موجب دخول جنت ہو جاوین اور بطلان اوسکا قطعًا ثابت ہی پس ظاہری
اعمال کا موجب دخول جنت ہونیکا بطلان ثابت ہی پس بخوبی واضح ہوا کہ اس آیت و حدیث سے مولوی اسمعیل کا
خدائتعالی کے نزدیک متقی و ولی ہونا ہرگز ثابت نہین ہے اور ممنوعات شرعیہ ایسی نہین کہ وہ خدائتعالی کے نزدیک اچھی
ہو وین نعوذ باللہ من ذلک اور بظاہر بری ہووین مثلاً شرک و زنا و چوری وغیرہا اسیطرح خدائتعالی کے نزدیک اچھی
نہین ہو سکتی ہین پس جو اقوال و اعمال غیر مشروعہ مولوی اسمعیل یا کسی دوسرے کے ہووین تو وہ غیر مشروعہ عنداللہ ہین اور کذب
باریتعالی کا امکان کسیطرح درست خدائتعالی کے نزدیک نہین ہو سکتا ہی علی ہذا القیاس دیگر مسائل مولوی اسمعیل و دوسرے
وہابیہ کی اب وہ حدیث ہم نقل کرتے ہین جس سے ثابت ہو جاوے کہ ایک شخص ایسا ہوگا کہ جہاد اوس نے کیا ہوگا اور ایک نے علم
پڑہا ہوگا اور ایک نے فی سبیل اللہ مال صرف کیا ہوگا یہ اعمال انکے مقبول نہونگے ہر ایک دوزخ مین ڈالدیا جاویگا چنانچہ مشکوٰۃ
شریف کے باب العلم مین بروایت ابی ہریرہ رض کے ہے قال قال رسول اللہ ان اول الناس یقضی علیہ یوم القیمۃ فعرفہ
نعمہ فعرفہا فقال فما عملت فیہا قال قاتلت فیک حتی استشہدت قال کذبت ولکنک قاتلت لان یقال
جری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل تعلم العلم وعلمہ وقرء القرآن فاتی بہ فعرفہ
نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال تعلمت العلم وعلمتہ وقرأت فیک القرآن فقال کذبت ولکنک
تعلمت العلم لیقال عالم وقرأت القرآن لیقال ہو قاری فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی وجہہ حتی القی فی النار ورجل وسع اللہ علیہ واعطاہ من اصناف المال فاتی بہ فعرفہ نعمہ فعرفہا قال فما عملت فیہا قال من سبیل تحب
ان ینفق فیہا الا انفقت فیہا لک قال کذبت ولکنک فعلت لیقال ہو جواد فقد قیل ثم امر بہ فسحب علی
وجہہ ثم القی فی النار رواہ مسلم انتہی پس اس حدیث سے واضح ہی کہ فقط اعمال کرنا کافی دخول جنت کیو اسطے نہین
ہین اخلاص و نیت صالح ہونا بہی ضرور ہی اس کا علم خدا کو ہوتا ہی نہ کسی دوسرے کو گنگوہی و دیگر وہابیہ مولوی اسمعیل کے دل کا حال جانے
کا دعا کرینگے تو بہی ادعاء علم غیب ہے جسکا بطلان قرآن و حدیث سے گنگوہی بہی تسلیم کرتا ہی اور جب دلکا نہ معلوم ہوا تو ثبت

صالحہ جو عمل قلبی ہے معلوم ہوا پس تقوی وجہاد مولوی اسمعیل کے ہرگز موجب دخول جنت یقیناً وقطعاً نہیں ہے اور
آیت وحدیث اس سے ہرگز دال نہیں اور گنگوہی نے شہادت جنتی ہونیکی یقیناً وصراحۃً مولوی اسمعیل کے حق میں دیکر مخالفت
عقائد واحادیث نبویہ صلعم کے کی ہے اور مولوی اسمعیل کے مقابلہ میں عقائد واحادیث کی مخالفت کا کچھ خیال نکیا یہ کیا ایمان
وہابیہ کا ہے اور دیکھو آنحضرت صلعم کی روحانیت کے بارہ میں کشف و الہام ومنام کا اعتبار نکرنا اور خود کے حق میں ان تمام امور
کا اعتبار کرنا ان وہابیہ کو درست چنانچہ کشف الہام کا حال تو معلوم ہو چکا ہے اب منام کا سنئے کہ یہ گنگوہی صفحہ ۸ براہین
میں کہتا کہ ایک صالح فخر عالم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئی تو آپکو اردو میں کلام کرتے دیکھکر پوچھا کہ آپکو یہ کلام
کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہمکو یہ زبان آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ کا
معلوم ہوا انتہی دیکھو یہاں اس گنگوہی نے واسطے ثبوت رتبہ مدرسہ کے بمقابلہ مولف انوار اس خواب کو دلیل رتبہ مدرسہ کی گردانا ہے
اور معلوم ماخوذ علم سے ہے اور علم کی فقط تین طریق بیان کر چکا ہے عقل وحواس وخبر رسول اور یہ منام کسی میں سے نہیں اور
علم کا ثبوت منام سے کرتا ہے اور رتبہ مدرسہ کا معلوم ہونا اس منام سے بتاتا ہے منصفین کو ان وہابیہ کی ہٹ دھرمی پر غور کرنا چاہئے
کہ آنحضرت صلعم کی روحانیت کے حضور کے بارہ میں تو منام کا کسطرح کا اعتبار نہو اور روایات ثقات سے بھی اسکو اوٹھایا جاوے اور قول علماء
صلحاء اس بارہ میں مٹایا جاوے اور مدرسہ کا رتبہ منام ہی سے معلوم کرایا جاوے یہاں مدرسہ کا رتبہ معلوم ہونیکے واسطے دلیل بمقابلہ خصم
بنجاوے اور پھر آنحضرت صلعم کو اردو آجانا بسبب علماء دیوبند کے ہوگیا علماء دیوبند کا اسقدر رتبہ عالی قرار دیا جاوے کہ آنحضرت صلعم
کو انکی موافقت واتباع بلاضرورت کرنا پڑے اور شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز و مولوی اسحق وغیر علماء کبار سے پہلی و پچھلی اردو
دان ہے معاملہ آنحضرت صلعم ہوا اور اردو نہ آئی اور ان علماء کے معاملہ پڑنے سے اردو آگئی یا ان اکابر سے معاملہ ہی آنحضرت
کا نہوا بہر صورت ان اکابر سے بھی آجکل کے علماء دیوبند کا رتبہ بہت بڑا ثابت ہوا بلکہ آنحضرت صلعم کو یہ وہابیہ نعوذ
باللہ من ذلک شاگرد علماء دیوبند کا بھی بتا دیویں اگر خوف کفریات صریحہ کا نہووے بہائی تو بنا ہی چکے ہیں ہر انسان ادنی کا
بھی ایسے ایمان پر افسوس ہے اہل انصاف ذی شعور پر واضح لائح ہے کہ محفل ذکر آنحضرت صلعم سے انکو عناد و دشمنی بلکہ خود آنحضرت
صلعم سے دشمنی نہوتے تو آنحضرت صلعم کے تو یہ ایسا کیوں کہ اپنی خواہشوں کی اثبات کیواسطے کشف الہام ومنام کیوں دلیل جانتے
اور آنحضرت صلعم کے امور محفل کے بارہ میں انکو کیوں بے اعتبار قرار دیتے اور خود غائب دان ہیں اور آنحضرت صلعم کی غائب دانی کا
انکار کریں چنانچہ اوپر معلوم ہو چکا ہے اور سنو صفحہ ۴۰۲ یہ گنگوہی کہتا ہے عوام کا عقیدہ حاضر ہونیکا ہے اور صفحہ ۲۷ میں کہ
بعلم استقلالی فخر عالم کی ندا وخطاب ہی کو شرک ہے اور جو بدون اس عقیدہ کے ہے تو عوام کی فساد عقیدہ کی تائید ہے کہ عوام کا یہی
عقیدہ علم مستقل کا ہے اور صفحہ ۲۰۰ میں اگر اسیطرح فخر عالم کو حاضر بعلم استقلالی محفل مولود میں جانکر دست بستہ کھڑا ہو گا
جیسا جہلا کا عقیدہ ہے اور صفحہ ۲۶ میں ہے مگر چونکہ مجمع میں جہال وسفہاء اور اہل بدعت کہ تمام اولیا تک کی نسبت

اُونکا عقیدہ علم بالذات ہونے اور متصرف بالذات ہونیکا ہی موجود ہوتی ہین تو بصورت ندا و خطاب بھی اونکی عقائد کا
فساد اور اُنکی بدعت و شرکت کی تائید ہوتی ہی تو درصورتیکہ یہ امر مظنون بلکہ بحکم یقین ہے الخ اور اسی قسم سے گنگوہی کی نسبت
سے کلمات ہین کہین کہین گستاخی عوام کی قلوب سے طرح ہی کہین صلحا رکی محفل میلاد مصر روم و شام وغیرہ مین کہین نہین ہے بیشے نجب
بلاد اسلام کی محفل مین شامل ہونیوالے فساق مخالف شرع کے ہوتی ہین کہین ہی تمام صلحا نہین ہوتے بس یہ تمام اقوال
گنگوہی کا ادعاء غیب دانی پر دال ہین اسلئے ان تمام اقوال لوگونکی عقائد کی خبر دینا واضح و لائح ہے اور عقیدہ دلمین پوشیدہ
ہوا کرتا ہی اُسکو وہی صاحب عقیدہ اور عالم الغیب خدا تعالے ہی جانتا ہی جب یہ گنگوہی اُنکا عقیدہ وامر قلبی بتاتا ہی تو
بلا شبہ یہ ادعاء غیب دانی ہے گو زبان سے انکار اپنی ادعاء غیب دانی کا یہ گنگوہی کرے لکن اسے خوب ادعاء واضح ہی پس
خود کے حق مین ادعاء غیب دانی کرنا اور آنحضرت صلعم کے غیب دانی کا انکار کرنا اور آیت عنده مفاتح الغیب نحو ما وحدیث
لا ادری مثل اسکے اور عبارات عقائد و فقہ پیش کرنا دلالت اسکی صریح کرتا ہی کہ ان احادیث و آیات و عبارات یہ گنگوہی و دیگر وہابیہ
خود کے حق مین قابل صحبت نہین جانتے ہین اور خود آنحضرت صلعم سے غیب مین زیادہ جانتے ہین پس ایسے یمان پر افسوس ہے
اور بڑی بے انصافی اس فرقہ کی یہ ہے کہ اول ندا و خطاب آنحضرت صلعم کا انکار محض تھا اور یہ لغویات و ذٹلیات
گذاری جاتی کہ ندا و خطاب حاضر کے ہی واسطے ہوتا ہی اور غیر حاضر کو کرنا شرک اور گنگوہی فتوے میلاد مین بالتصریح لکھتا ہے
کہ آنحضرت صلعم کو کوئی حاضر و ناظر جانیگے تو کفر ہے اب مولف انوار نے جب براہین قاطعہ و ادلہ ساطعہ شریعہ سے تحقیقی
و الزامی جواب دیا اور گنگوہی کے مقتدا او نکا خطاب کرنا آنحضرت صلعم کو ثابت اونکے اشعار سے تو اب یہ ہٹ دہرمی ہے
وار تکاب فعل شنیع ہی کہ مسلمانون پر بہتان لگاتا ہی کہ وہ آنحضرت صلعم کو عالم علم بالذات کا جانتے ہین اور آنحضرت صلعم کی
علم استقلالی کے قائل ہین یعنے آنحضرت صلعم کو عوام مسلمین یہ جانتے ہین کہ بدون علم دینی خدا تعالے کے آنحضرت صلعم
ہمارے ندا و خطاب کو جانتے اس بہتان عظیم کا کیا ٹھکانا یہ تو ادنے عقل والا بھی تسلیم نہین کرسکتا ہی کہ کوئی اہل اسلام عام
و خاص یہ عقیدہ رکھتا ہو گا کہ آنحضرت صلعم کو بدون علم دینی خدا تعالے کے علم ندا و خطاب کا حاصل ہو جاتا ہی یہ یقیناً
بہتان ہے اور طرفہ یہ ہی کہ گنگوہی یہ عقیدہ اُنکا ہونا یقیناً بیان کرتا ہی چنانچہ صفحہ ۲۲ سے اوپر مذکور ہوا قول گنگوہی کا کہ
یہ امر مظنون بلکہ بحکم یقین ہے ایسے بیحیائی و بے شرمی کا کیا ٹھکانا کہ روحانیت آنحضرت صلعم کی حضور کے بارے مین طریق
علم مین بنا کر انکار کرتا ہے اور عقائد پر اطلاع ہونا اس طریق سے ثابت نہین ہوتی بدون ان طریق یقین ہو جانا بیان
کرتا ہی ایسے جاہل بجہل مرکب کا کیا علاج ہی ایسے بہتان اپنی طرف سے لگا کر مسلمین کو کافر بنانا اس گنگوہی کے نزدیک
جائز ہے تو مولوی اسمعیل نے جو امکان کذب باریتعالی اور بہائی ہونا آنحضرت صلعم کا بیان کیا وہان اور گنگوہی وغیرہ جو انکار
محفل میلاد کرتے ہین تو وہان بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہی کہ مولوی اسمعیل نے امکان وقوعی کذب مراد لیا ہی اور بہائی کہنے مین انکا

عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلعم نعوذ باللہ مثل دوسرے لوگون کے رتبہ مین برابر ہین اور میلاد شریف کے محفل کا انکار اسلئے ہے اور ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو اسلئے منع کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم کو اپنے عقیدہ مین اچھا نہین جانتے ہین اور جو انکے معتقداؤن مولوی قاسم وغیرہ نے جو اشعار ندائیہ و خطابیہ کہے ہین وہ بھی علم بالذات کے عقیدہ سے کہے ہین پس جو جانی ایمان عوام کا گنگوہی بتاتا ہے اور کافر و مشرک انکو ٹھیراتا ہے وہی حال ایمان ان وہابیہ اور انکے پیشواؤن کا ہوا اور جو جوابات یہ گنگوہی انکو دیگا وہی جوابات ہماری طرف جانا چاہئے اور انکے حق مین وہ آیات و احادیث پیش کریگا جنسے ایسی بدگمانی مسلمانون کے حق مین جائز نہین ہے اور وہ عبارات فقہا پیش کریگا جن سے ظاہر ہے کہ ایک کم سو احتمال کفر کے ہوین اور ایک احتمال ایمان کا ہو تو مفتی کو ایمانکی احتمال پر قول کو محمول کرکے مسلمان کہنا چاہئے اور ان ایک کم سو احتمال کیطرف التفات کرکے فتوے کفر نہ دینا چاہئے تو ہماری طرف سے ایسے ہی آیات و احادیث و عبارات جاننا چاہئے اور گنگوہی اپنے پر اور اپنے معتقداؤن پر یہ بہتان قرار دیوے کہ وہ آنحضرت صلعم کو برا جانتے تھے اور مولوی قاسم وغیرہ نے علم بالذات کے عقیدہ سے یہ اشعار ندائیہ و خطابیہ کہے ہین تو اسی طرح ہماری طرف سے خیال کرے کہ گنگوہی نے عوام مسلمین پر بہتان عقائد مذکورہ کا لگایا ہے الغرض جو جوابات گنگوہی دیگا وہی ہماری طرف سے ہو سکتے ہین پس یا تو دونون کو کافر و مشرک ہونا قبول کرنا پڑیگا گنگوہی کو یا دونونکو مسلمان ماننا پڑیگا اور ان عقاید کی نسبت عوام کیطرف کرتے ہین بہتان لگانا گنگوہی کا ثابت ہوگا اور یہ ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو جائز ہوگا اور کفر و شرک بنانا گنگوہی کا باطل ہوگا اور مقصود ہمارا حاصل ہے اور ہوگا اور جسطرح اپنے معتقداؤن کے اشعار کو انکو جنمین ندا و خطاب ہین شعر نعتیہ بتاتا ہے اسیطرح یہ بھی شوقیہ ہین اور انکار اسکا مکابرہ صرف ہے در صورت منع کرنے شوقیہ ہونیکے ہم بھی مولوی قاسم وغیرہ کے اشعار مذکورہ کا شوقیہ ہونا منع کرینگے الغرض یہ تمام تقریر گنگوہی کی لغو و لچر ہے اور ہذیان صرف ہے اب حال آیت عندہ مفاتح الغیب جس سے غیب دانی آنحضرت صلعم کا یہ گنگوہی انکار کرتا ہے معلوم کرنا چاہئے جلالین ادنے طالب علم بھی پڑھ لیتا ہے اوسمین بھی موجود ہے کہ اس غیب سے مراد اس آیت مین جسکو سوائے خداتعالے کوئی نہین جانتا ہے وہ پانچ چیزین ہین جو قولہ تعالی عندہ علم الساعۃ الایہ مین مذکور عبارت جلالین کی یہ ہے وعندہ مفاتح الغیب خزائنہ او الطرق الموصلۃ الی علمہ لایعلمہا الا ہو وہی الخمسۃ التی فی قولہ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الایۃ کما رواہ البخاری انتہی اور مشکوۃ کے کتاب الصلوۃ باب فی التمات مین بھی موجود ہے کہ آنحضرت صلعم فرماتے ہین مفاتح الغیب پانچ ہین عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفاتح الغیب خمس ثم قرأ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ کما رواہ البخاری انتہی پس گنگوہی کا مبلغ علم جلالین و مشکوۃ دانی تک بھی نہین پہونچا ہے جو معلوم ہو جاتا کہ اس غیب سے اشیا خمسہ مخصوصہ مراد ہین محفل میلاد شریف وغیرہ ہونے اور ان اشیاء

کہی ہے اوس کے علم کی نفی اس سے نہین ہو سکتی ہے اور عموم مراد اس آیت مین نہین یا گنگوہی کا مبلغ علم یہانتک پہونچا
ہو وے لکن تعصباً و عناداً حق پوشیدہ کر کے غیر مراد خداتعالی و رسول اللہ صلعم پر معانی آیت کو محمول کر کے مفسر
بالرائے ہوا ہے اور مستحق عذاب نار کا بنا ہے اور ادنے عقل والا منصف بھی جانتا ہے کہ اگر اس قسم کی آیات غیب خاص پر
محمول ہونگی اور بدون تخصیص عام قرار دیجاویگین تو انکو حجت بناکر امور آخرت و جنت دوزخ وغیرہ کے حالات سے و دیگر
اخبار غیوب سے جو آنحضرت صلعم نے دی ہین اونکا انکار کرنا لازم آویگا و تمام معاملہ دین کا درہم و برہم ہو جاویگا اور جب آیات
اپنی کلیت عموم پر نہین ہین جیساکہ یہ امر واقعی و نفس الامری تو کبری دلیل کا یہ نہین واقع ہو سکتے ہین اور اسطرح
دلیل گنگوہی کی کہ محفل میلاد کی خبر آنحضرت صلعم کو مثلاً ہو جانا یہ خبر غیب کی اور ہر خبر غیب بدلائل ان آیات کے مخصوص
ساتھ خداتعالی کے ہے پس یہ خبر محفل میلاد شریف کی بھی مخصوص ساتھ خداتعالی کے ہے اور جب مخصوص خداتعالی کے
کی ہوئے تو آنحضرت صلعم کو یہ نہین ہوتی ہے ہرگز نہین بن سکتی ہے اسواسطے ہر خبر غیب مخصوص ساتھ خداتعالی کے
ہو یہ کلیہ مسلم نہین ہے دلیل اس امر کی آنحضرت صلعم کو بہی خبر امور آخرت وغیرہ خداتعالی کیطرف سے حاصل ہے پس
مخصوص ساتھ خداتعالی کی ہر خبر غیب نہوئی پس حق اس قسم کے آیات سے استدلال گنگوہی وغیرہ وہابیہ کا باطل ہے یہی جواب
حدیث انا لا ادری کا ہی کہ اس سے عموم مراد ہونا کہ خبر محفل و ندا و خطاب آنحضرت صلعم کو بہی یہ حدیث شامل ممنوع ہے
ما یفعل بی ولا بکم جو اس عدم علم کا مفعول ہے قطعاً اوس سے یہ خبر میلاد و ندا و خطاب خارج ہے پس ذکر اسکا اسمحل مین
بیمحل ہے اور بطور دلالت اولے کے مساوات کی شمول بہی ممنوع ہے دوسری یہ کہ اوس عورت نے عثمان بن مظعون
کی جنتی ہونیکی جزماً خبر دی آنحضرت صلعم کے حضور مین تو اس کلام سے اسکو سوء ادبی سے کہ حضور مین آنحضرت صلعم کے
حکم جزئی غیب کا دیا آنحضرت صلعم نے منع فرمایا یعنے یہ کلام کنایہ ہے عدم تصریح علم سے معنے حقیقی اسکی مراد نہین ہین یا یہ
مراد اگر مجملاً معلوم ہو لکن تفصیلاً حالات کو خداتعالی جانتا ہی یا یہ کہ ورود اس حدیث کا قبل نزول آیت لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر کی اول عاقبت مین ابہام تہا بعد اسکے یقیناً بالتفصیل خبر عاقبت معلوم ہوئی
شیخ عبدالحق دہلوی نے اسی حدیث کی تحت مین یہ فرمایا ہی جو راقم نے بیان کیا ہی پس اس سے یہ ہرگز مفہوم نہین کہ
غیب کی خبر کوئی بہی آنحضرت صلعم کو معلوم نہین پس مدعی گنگوہی کا بالکل اس سے بہی حاصل نہین ہے مختصر ابن ابی
جمرہ مین کہ وہ مختصر بخاری کا ہے یہ حدیث ہے عن ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ عن النبی صلعم قال مفاتح الغیب
خمس لا یعلمها الا الله لا یعلم متی یاتی المطر احد الا الله ولا تدری نفس بای ارض تموت الا الله ولا یعلم
متی تقوم الساعة الا الله اس سے یہ پانچ چیز مخصوص مراد ہین اسکے تحت مین حاشیہ علامہ فاضل محمد شنوانی رح
مطبوعہ مصر کی صفحہ ۲۲ مین ہے تحت قولہ لا یعلم ما تغیض الارحام الا اللہ کی کہ یہ حصر بہ نسبت عام کی نہ خاص کے

اسلیئے کہ وارد ہوچکا ہے کہ آنحضرت صلعم کو خداتعالی نے دنیا سے اوسوقت خارج کیا کہ کل شیئ پر اطلاع دیدی عبارت یہ ہے
وهذا الحصر ينافي ان بعض الاولياء علم الكشف واجيب بان هذا الحصر بالنسبة للعامة لا للخاصة
وقد ورد ان الله لم يخرج النبي صلعم من الدنيا حتى اطلعه على كل شيئ اور اسکے تحت مین ولا يعلم
متى تقوم الساعة الا الله کہا ہے کہ ان پانچ چیز کا علم لدنی ذاتی بلا واسطہ سوائے خداتعالی کے کسیکو نہین ہے
پس انکا علم اس صفت سے خاص خداتعالی کے ساتھ ہے لیکن بواسطہ اسکا ہونا مخصوص خداتعالی کے ساتھ نہین ہے عبارت
یہ ہے قال بعض المفسرين لا يعلم هذه الخمس علما لدنيا ذاتيا بلا واسطة الا الله فالعلم بهذه الصفة
مما اختص الله به واما بواسطة فلا يختص به تعالى اس سے واضح ہے کہ ہر طرح سے ان اشیا خمسہ کا علم ہی مخصوص
خداتعالی کے ساتھ نہین ہے اور یہ حصر بہ نسبت عام کے نہ بہ نسبت خاص کے پس نفی علم غیب آنحضرت صلعم پر اس سے حجت
پکڑنا جہالت صرف ہے اور بحرالرائق وغیرہ کے حوالہ سے جو یہ مسئلہ لکھا ہے کہ گواہی خداتعالی ورسول صلعم کے سے نکاح
کرے تو کافر ہوجاتا ہے اب اوس کا حال سنو درمختار مین ہے تزوج بشهادة الله ورسوله لم يجز بل قيل يكفر
والله اعلم انتهى اسمین خداتعالی ورسول اللہ صلعم کی شہادت سے نکاح کرنا ناجائز کہا ہے اور یہ کہ کافر ہوجاتا ہے اسکو
ساتھ صیغہ تمریض کے بیان کیا تاکہ معلوم ہوجاوے کہ کافر ہونیکا قول ضعیف ہے اور اس قول ضعیف یعنی کافر ہوجانیکی
وجہ یہ گذاری ہے کہ شہادت خدا ورسول کے ساتھ نکاح کرنیوالے نے حرام کو حلال کیا اسلیئے کہ خداتعالی نے سوائے گواہی ہم
جنس آدمی کے دوسرے کی شہادت سے نکاح حلال نہین کیا ہے اور اس شخص نے سوائے جنس کے غیر کی شہادت سے
نکاح کے حلت کا اعتقاد کیا اور بعض نے یہ وجہ بھی گذاری ہے کہ آنحضرت صلعم کو اسنے عالم الغیب جانا اسوجہ کو علما نے
رد کیا کہ اس سے کافر نہین ہوتا ہے اسواسطے کہ بعض چیزین آنحضرت صلعم کی روح مبارک پر پیش کیجاتی ہین آپ
بعض غیوب کو پہچانتے ہین اور اس بعض غیوب دانی پر آیت عالم الغيب فلا يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى
من رسول کو حجت قرار دیا ہے چنانچہ قیل یکفر کی تحت مین طحطاوی مین ہے لعل وجهه انه حلل ما حرم الله
لان الله تعالى لم يحل النكاح الا بشهود الجنس فاذا اعتقد الحل بغير ذلك فقد خالف وفي شرح
الملتقى لانه ادعى ان الرسول يعلم الغيب قال سيجيئ زاد نقلا عن التاتارخانية لا يكفر لان بعض الاشياء
تعرض على روح صلى الله عليه وسلم فيعرف ببعض الغيب قال الله تعالى عالم الغيب فلا
يظهر على غيبه احدا الا من ارتضى من رسول اه انتهى اور ردالمحتار مین بھی تاتارخانیہ و حجت سے
نقل کیا کہ ملتقط مین ہے کہ کافر نہین ہوتا ہے اسلیئے کہ اشیاء آنحضرت صلعم کے روح مبارک پر پیش کئے جاتے ہین اور اسکے
بعض غیوب جانتے ہین اور کتب عقائد مین ہے کہ کرامات اولیا سے ہے کہ اونکو اطلاع بعض غیوب پر ہوجاتی ہے عبارت ردالمحتار

کی یہ ہے قولہ قیل یکفر ، لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلعم عالم الغیب قال فی التتارخانیۃ وفی الحجۃ ذکر
فی الملتقط انہ لایکفر لان الاشیاء تعرض علی روح النبی صلی اللہ علیہ وسلم وان الرسل یعرفون
بعض الغیب قال تعالی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول اہ قلت
بل ذکروا فی کتب العقائد ان من جملۃ کرامات الاولیاء الاطلاع علی بعض المغیبات ورد علی
المعتزلۃ المستدلین بہذہ الایۃ علی نفیہا بان المراد الاظہار بلا واسطۃ والمراد من الرسول
الملک ای لایظہر علی غیبہ بلا واسطۃ الا الملک اما النبی والاولیاء فیظہرہم علیہ بواسطۃ الملک
او غیرہ وقد بسطت الکلام علی ہذہ المسئلۃ فی رسالتنا المسماۃ سل الحسام الہندی لنصرۃ
سیدنا خالد النقشبندی فراجعہا فان فیہا فوائد نفیسۃ واللہ تعالی اعلم انتہی پس گواہ بنانے خدا
تعالی ورسول اللہ صلعم کی سے نکاح کرنے سے کافر ہونیکا مسئلہ ضعیف ہے اسلئے کیطرف لفظ قیل سے صاحب درمختار نے بھی
اشارہ کردیا ہے اور طحطاوی وتاتارخانیہ اور حجت وملتقط ورد المحتار کی مصنفین کے نزدیک کافر نہیں ہوتا ہے اور ان
مصنفین اور اہل عقائد کے نزدیک رسول واولیاء غیوب کو جانتے ہین اور دلیل ان علماء کے آیت قرآنی عالم الغیب
فلا یظہر علی غیبہ الایہ ہے پس غیوب دانی انبیاء علیہم السلام واولیاء کرام علماء اہل سنت وجماعت مصنفین کتب عقائد
وغیرہم وفقہا کے نزدیک ثابت ہے اور شہادت خدا تعالی ورسولؐ کا کافر ہوجانیکا مسئلہ ضعیف وغیر معتبر عند المحققین ہے اس گنگوہی
حق پوش نے اپنا عقیدہ فاسدہ کی ثبوت کیواسطے مسئلہ حق ومعتبر علماء محققین کو پوشیدہ کیا اور ضعیف لکھکر جہلاء
وسفہاء کو دہوکہ دینا چاہا اور اختلاف محققین کو ذکر بھی نکیا تاکہ ناواقف لوگ بھی دہوکہ کہاوین کہ متفق وقوی مسئلہ ہے کہ
شہادت کے ساتہ نکاح کرے تو کافر ہوجاتا ہے مسلمانوں کو کافر بنا تے ہین یہ وہابیہ بڑے کوشش کرتے ہین اور اسقدر بھی اس
ناواقف وحق پوش نے خیال نکیا کہ مسئلہ ضعیف کے موافق حکم وفتوے دینا جہل وخرق اجماع ہے ان الحکم والفتیا بالقول
المرجوح جہل وخرق للاجماع درمختار مین موجود ہے پس مخالف اجماع کے یہ گنگوہی اس فتوی دینے کے ساتہ قول
مرجوح کے ہوا جو حرام ہے پس اسمین بھی مرتکب حرام کا ہوا دوسری یہ کہ انکار غیوب انبیاء واولیاء کے مخالف آیت قرآنیہ
دلیل محققین مذکورہ بالا کی ہے اور نص کے مقابلہ مین کسیکا قول کسطرح مقبول ہووے اور یہ خود گنگوہی محفل میلاد شریف کی بارہ مین
باوجودیکہ وہ مخالف ومقابل نص بھی نہین ہے فقط جہوٹا حیلہ وہابیہ کرکے مقابل نص بتاکر کہتا ہے کہ کروڑون علماء کا قول بھی
مقبول نہین ہے اور صد ہزار ہون تو مقبول نہین ہے اور فقط فاکہانی کے انکار سے تمام جہان کا قول باطل ہوجاتا محفل کے
جواز کے بارہ مین بتایا ہے اور یہان سب ہی اقوال سے انحراف کرکے باوجود مخالفت وانکار علماء محققین کے کفر کا قائل ہوا ہے اور
انکا غیوب دانی کا کرتا ہے یہ وہی بات ہے کہ وہابیہ اپنے واسطے عقائد واعمال مین صرف اپنی زبان کو حجت جانتے ہین اور سوائے نفسانی کر

اپنے معبود جانتے ہین قران وحدیث واقوال علمار سے انکو کام نہین رہتا ہی ورنہ کفر ایس محل مین ایسا ہی کہ جن
امور غیبیہ واقعہ سے انکار محض کا گنگوہی کرتا ہی وہ واقعہ اس محل مین ہین یعنی مقابلہ و مخالفت نص یہان علما بیان کر
رہے ہین اور کفر مذکور انکار کر رہے ہین پس گنگوہی عدم ثبوت کفر مذکور کیون نہین تسلیم کرتا اور کیون غیب دانی کو نہین مانتا
ہان اسیواسطے نہین مانتا اگرچہ اولہ شرعیہ موجود ہین کہ اوسکی عقیدہ و معبود کے کہ ہوائی نفس ہے تو موافق نہین ہے اور اتنی بھی
خبر نہین ہی کہ ایسے معاملہ مین امام ابن الہمام وغیرہ محققین نے تصریح فرمائی ہی کہ غیر مجتہدین کا اعتبار نہین ہی چنانچہ فتح القدیر کے
کتاب البغاۃ مین ہے نعم یقع فی کلام اھل المذاھب تکفیر کثیر ولکن لیس من کلام الفقہاء الذین ھم المجتہدون
بل غیرھم ولا عبرۃ بغیر الفقہاء انتہی اور بحر وغیرہ کے حوالہ شہادت مذکورہ کا فر ہوتا تو نقلکر دیا اور صاحب بحر جو یہ کہا ہے
کہ جبتک یہ کلام قائل محل حسن پر محمول ہوسکے یا اوسکی کفر مین اختلاف ہووے اگرچہ عدم کفر کے روایت ضعیف ہووے تو اوسکی کفر کا
فتوی ندینا چاہئے اور کہا کہ اکثر الفاظ تکفیر مذکورہ پر فتوی ندیا جاوے اور مین نے اپنے نفس پر یہ لازم کرلیا کہ ایسے ایسے امور
پر فتوی کفر ندونگا چنانچہ علامہ شامی نے جو عبارت بحر کی نقلکی ہے اوسمین سے نقل کیجاتی ہے والذی تحرر انہ لا یفتی بکفر
مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف الروایۃ ضعیفۃ فعلی ھذا فاکثر الفاظ
التکفیر المذکورۃ لا یفتی بالتکفیر فیہا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیئ منہا اھ کلام البحر ملخصا
انتہی پس جب صاحب بحر کے نزدیک کفر مختلف مین اگرچہ روایت ضعیفہ ہی ہووے فتوی دینا درست نہین ہی اور شہادت مذکورہ
کا حال معلوم ہوا کہ بہت محققین کفر کا انکار کرتے ہین تو صاحب بحر کے نزدیک اس شہادت کے سبب سے کفر کا فتوی دینا و کافر بنانا درست
نہین اس گنگوہی نے اپنی عقیدہ فاسدہ کے سبب سے تمام امور سے اعراض کرکے کفر کا قول لکھنا شروع کر دیا تاکہ عوام سفہا مسلمانوں کو
کافر جانین ایسے دغابازی دین مین کرنا ایسے لوگونکا کام ہی جنکو دین کی کچھ پرواہ نہین ہی باب المرتدین مین علامہ شامی کہتے ہین
کہ دعوی علم غیب مستند ہووے طرف کسی سبب کے جو اللہ تعالی کے جانب سے ہے خواہ صراحۃ مستند ہووے یا دلالۃ مانند وحی والہام
کی یا طرف علامت عادیہ کہ خدا تعالی وہ علامت ٹھرا دی ہووے تو وہ دعوی علم غیب کفر سے مستثنی ہی صاحب ہدایہ کتاب مختارات
النوازل علم نجوم کی قسمین فرماتے ہین ایک حسابی جو آیت والشمس والقمر بحسبان سے معلوم ہی کہ سیر شمس و قمر کے ساتھ حساب کی ہے
دوسری استدلالی کہ سیر نجوم و حرکت افلاک حوادث پر بقضاء و قدرہ تعالی ہی یہ بھی جائز ہی مانند استدلال طبیب کے ہے ساتھ نبض
کی صحت و مرض پر ہان اگر یہ اعتقاد رکھے کہ غیب کو مین خود جانتا ہون بدون کسی سبب و امارت کے تو کفر ہے یا قضاء الہی کا معتقد
نہووے انہین سیر حرکت فاعل حقیقی جانین تو کفر ہے قلت حاصلہ ان دعوی علم الغیب معارضۃ لنص القران
فیکفر بہا الا اذا اسند ذلک صریحا او دلالۃ الی سبب من اللہ تعالی کوحی او الہام وکذا لو اسند
الی امارۃ عادیۃ بجعل تعالی قال صاحب الہدایۃ فی کتابہ مختارات النوازل واما علم النجوم فہو فی نفسہ

محسن

حسن غیر مذموم انہ ہو قسمان حسابی وانہ حق وقد نطق بہ الکتاب قال تعالی والشمس والقمر
بحسبان ای سیرہما بحساب واستدلال سیر النجوم وحرکۃ الافلاک علی الحوادث بقضاء اللہ
تعالی وقدرہ وہو جائز کاستدلال الطبیب بالنبض علی الصحۃ والمرض ولو لم یعتقد بقضاء اللہ
او ادعی الغیب بنفسہ یکفر ہ و تمام تحقیق المقام یطلب من رسالتنا سل الحسام الہندی انتہی اس سے
واضح ہو کہ بلا استناد کی ایسے سبب کے طرف وہ خدا تعالی کے جانب سے ہے اس اعتقاد سے کہ القضاء وقدر الہی کے نہین
یا ایسے اعتقاد کے ساتھ بذات خود غیب کو جانتا ہے تو کفر ہے ورنہ کفر نہین ہے اور امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی
تفسیر مفاتیح الغیب یعنی تفسیر کبیر مین تحت اس آیت کی عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول
کے فرماتے ہین علی غیبہ صیغہ عموم کا نہین ہے جسکے یہ معنی ہووین کہ کسی غیب کی خدا تعالی سوای رسول کے کسیکو اطلاع نہین دیتا ہے
اسکی مقتضی عمل کرنیکے واسطے اسقدر کافی ہے کہ ایک غیب پر کسی کو ظاہر نہین کرتا ہے اور اوس غیب مبہم محمول وقت وقوع پر کر کے
ہین اور رسول کو استثنا اس عدم اظہار کرنا اسطرح صحیح ہے کہ وقت قریب قیامت قیامت سے رسول یعنے ملک و فرشتہ پر
اس کا اظہار ہوگا یوم تشقق الغمام ونزل الملائکۃ تنزیلا قرانکی آیت ہے بلاشک ملائکہ اسوقت مین اقامت قیامت کو جانینگے
اور ضرور یقین کرنا چاہیے اس آیت سے مراد اللہ تعالی یہ ہرگز نہین ہے کہ سوائی رسول دوسریکو کسی غیب کی خدا تعالی اطلاع نہین دیتا
اور اس مراد ہونیکی چند وجہ ہین اول یہ ہے کہ اخبار قریب متواتر سے ثابت ہے کہ شقاد سطیح دو کاہن تہی کہ انحضرت صلعم کے ظہور کے
قبل زمانہ آنحضرت صلعم کی خبرین دیا کرتے تھے اس مین دونون عرب مین مشہور تھے کسری کے بادشاہ پاس آنحضرت صلعم کی خبر
معلوم کرنیکے لئے اون دونونکی طرف رجوع کی تہی پس اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالی غیر رسول کو بہی کبہی غیب پر اطلاع دیدیتا
ہے اور دوسری وجہ یہ ہے تمام اہل ملل وادیان متفق اس پر ہین کہ علم التعبیر صحیح ہے اور معبر زمانہ آیندہ مین واقعہ ہونیوالی خبر دیتا ہے
اور اسمین صادق ہوتا ہے تیسری یہ کہ ایک عورت کاہنہ تہی اوسکو سلطان سنجر بن ملک شاہ بغداد سے خراسان کو لیگیا اور
اس سے احوال زمانہ آیندہ کی دریافت کئے اسنے چند چیزین ذکر کین جیسا اسنے کہا تہا ویسا ہی ہوا اور مصنف کی کتاب یعنی فخر الدین رازی کہتا ہے کہ مین نے
محققین علم کلام وعلم حکمت کو دیکہا کہ وہ حکایت کرتے تھے کہ اس عورت نے چند چیزون غائبانہ کی خبر دی تفصیل سے وہ اسکے کہنے موافق ہی ہوئین اور ابو البرکات نے
اپنی کتاب معتبر مین اس عورت کا بیان کیے حال مین لکہا کہ تئیس برس تک مین اسکی حال تلاشکی یہانتک کہ مجہکو یقین ہوگیا کہ وہ اخبار غیب کی مطابق واقع کر دیتی تہی
اور چوتہی وجہ یہ ہے کہ ہم مشاہدہ کرتے ہین اصحاب الہامات صادقہ کو اور یہ اولیاء اللہ تعالی کے ساتھ خاص نہین ہے بلکہ ساحر و نجمین بہی ایسا شخص پایا جاتا ہے کہ اوسکو خبر
سچی معلوم ہو جاتی ہے اور انسان کو ہم دیکہتے ہین کہ الہام غیب کا اسکو ہوتا ہے ویسا ہی وقوع ہوتا ہے اسکی خبر ونجمین اگرچہ اکثر کذب ہوتا ہے اور ہم دیکہتے ہین احکام نجومیہ
کبہی موافق ومطابق ہوتا ہین اگر تحت سے جہوٹہی بہی ہوتا ہین جب یہ شاہد ومحسوس ہوا تو کہنا کہ قرآن دلالت اسکے خلاف کرتا ہے یعنے قرآن
اس پر دلالت کرتا ہے کہ غیب کی خبر سوائے رسول کے کسی کو نہین ہوتی ہے تو یہ دلالت قرآنکی خلاف مشاہدہ و احساس کے ہوگی جو موجب طعن کا

ہوگا قرآن شریف کے حق میں اور یہ باطل ہے پس تاویل صحیح وہی ہے کہ غیب سے مراد غیب خاص ہے جو وقت اقامت قیامت
کا ہے دوسرا غیب مراد نہیں ہے اس محل میں یہ حاصل ہے قول امام رازی کا عبارت اونکی تفسیر کبیر میں یہ ہے تحت آیت
مذکورہ کے قال صاحب الکشاف وفی ہذا ابطال الکرامات لان الذین تضاف الکرامات الیہم وان
کانوا اولیاء مرتضین فلیسوا برسل وقد خص اللہ الرسل من بین المرتضین بالاطلاع علی الغیب
وفیہا ایضا ابطال الکہانۃ والسحر والتنجیم لان اصحابہا ابعد شیئ من الارتضاء وادخلہ فی السخط
قال الواحدی وفی ہذا دلیل علی ان من ادعی ان النجوم تدلہ علی ما یکون من حیاۃ وموت وغیر
ذلک فقد کفر بما فی القرآن واعلم ان الواحدی یجوز الکرامات وان یلہم اللہ اولیاء وقوع بعض الوقائع
فی المستقبل ونسبۃ الآیۃ الی الصورتین واحدۃ فان جعل الآیۃ دالۃ علی المنع من احکام النجوم فینبغی
ان یجعلہا دالۃ علی المنع من الکرامات علی ما قالہ صاحب الکشاف وان زعم انہا لا تدل علی المنع
من الالہامات الحاصلۃ للاولیاء فینبغی ان لا یجعلہا دالۃ علی المنع من الدلائل النجومیۃ فاما الحکم بدلا
لتہا علی الالہامات الحاصلۃ للاولیاء فمجرد التشہی وعندی ان الآیۃ لا دلالۃ فیہا علی شیئ مما قالوہ
والذی تدل علیہ ان قولہ علی غیبہ لیس فیہ صیغۃ عموم فیکفی فی العمل بمقتضاہ ان لا یظہر تعالی
خلقہ علی غیب واحد من غیوبہ فنحملہ علی وقت وقوع القیامۃ فیکون المراد من الآیۃ انہ تعالی لا یظہر
ہذا الغیب لاحد فلا یبقی فی الآیۃ دلالۃ علی انہ لا یظہر شیئا من الغیوب لاحد والذی یوکد ہذا
التاویل انہ تعالی انما ذکر ہذہ الآیۃ عقیب قولہ ان ادری اقریب ما توعدون ام یجعل لہ
ربی امدا یعنی لا ادری وقت وقوع القیامۃ ثم قال بعدہ عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ احدا ای وقت
وقوع القیامۃ من الغیب الذی لا یظہرہ اللہ لاحد وبالجملۃ فقولہ علی غیبہ لفظ مفرد مضاف
فیکفی فی العمل بہ حملہ علی غیب واحد فاما العموم فلیس فی اللفظ دلالۃ علیہ فان قیل فاذا
حملتم ذلک علی القیامۃ فکیف قال الا من ارتضی من رسول مع انہ لا یظہر ہذا الغیب لاحد من رسلہ
قلنا بل یظہرہ عند القرب من اقامۃ القیامۃ وکیف لا وقد قال ویوم تشقق السماء بالغمام ونزل الملائکۃ
تنزیلا ولا شک ان الملائکۃ یعلمون فی ذلک الوقت قیام القیامۃ وایضا یحتمل ان یکون ہذا الاستثناء
منقطعا کانہ قال عالم الغیب فلا یظہر علی غیبہ المخصوص وہو قیام القیامۃ احدا ثم قال بعدہ لکن
من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ ومن خلفہ حفظۃ یحفظونہ من شر مردۃ
الانس والجن لانہ تعالی انما ذکر ہذا الکلام جوابا لسوال من سالہ عن وقت وقوع القیامۃ علی سبیل

الاستہزاء به والاستحقار لدینه ومقالته واعلم انه لابد من القطع بانه لیس مراد الله من هذه الآیة ان لا یطلع احدا علی شیئ من المغیبات الا الرسل والذی یدل علیه وجوه احدها انه ثبت بالاخبار القریبة من التواتر ان شقا وسطیحا کانا کاهنین یخبران بظهور نبینا محمد صلی الله علیه وسلم قبل زمان ظهوره وکانا فی العرب مشهورین بهذا النوع من العلم حتی رجع الیهما کسری فی تعرف اخبار رسولنا محمد صلی الله علیه وسلم فثبت ان الله تعالی قد یطلع غیر الرسل علی شیئ من الغیب وثانیها ان جمیع ارباب الملل والادیان مطبقون علی صحة علم التعبیر وان المعبر قد یخبر عن وقوع الوقائع الآتیة فی المستقبل ویکون صادقا فیه وثالثها ان الکاهنة البغدادیة التی نقلها السلطان سنجر بن ملک شاه من بغداد الی خراسان وسالها عن الاحوال الآتیة فی المستقبل فذکرت اشیاء ثم انها وقعت علی وفق کلامها قال مصنف الکتاب ختم الله له بالحسنی وانا قد رأیت اناسا محققین فی علوم الکلام والحکمة حکوا عنها انها اخبرت عن الاشیاء الغائبة اخبارا علی سبیل التفصیل وجاءت تلک الوقائع علی وفق خبرها وبالغ ابو البرکات فی کتابه المعتبر فی شرح حالها وقال لقد تفحصت عن حالها مدة ثلاثین سنة حتی تیقنت انها کانت تخبر عن المغیبات اخبارا مطابقا ورابعها انا نشاهد فی اصحاب الالهامات الصادقة ولیس هذا مختصا بالاولیاء بل قد یوجد فی السحرة ایضا من یکون کذلک ونری الانسان الذی یکون الیهم الغیب علی درجة طالعه یکون کذلک فی کثیر من اخباره وانکان قد یکذب ایضا فی اکثر تلک الاخبار ونری الاحکام النجومیة قد تکون مطابقة موافقة للامور وانکانوا قد یکذبون فی کثیر منها واذا کان ذلک مشاهدا محسوسا فالقول بان القرآن یدل علی خلافه مما یجر الطعن الی القرآن وذلک باطل فعلمنا ان التاویل الصحیح ماذکرناه والله اعلم انتہی دیکھو علماء محققین تو سوائی رسول مانند نجومی وساحر وغیرہم کے حق میں قائل ہیں کہ اونکو خداتعالی کیطرف سے غیب ہوجاتی ہے اور یہ امر مشاہد ومحسوس ہے اگر یہ کوئی کہیگا کہ قرآن شریف اس پر دلالت کرتا ہے کہ کسی کو خبر غیب کی نہیں ہوتی ہے تو خلاف احساس وبداہۃ ہوگا اور طعن قرآن پر لازم آویگا کہ بداہۃ کے خلاف دلالت قرآن کی ہے اسلیے اس قسم کی آیات کو محققین غیب خاص پر محمول کرتے ہیں اور یہ گنگوہی معتزلہ سے بھی بدعت میں زیادہ ہے کہ زمخشری صاحب کشاف معتزلی ہے وہ بھی رسول کے حق میں خبر غیب پر اطلاع ہونا قبول کرتا ہے اور یہ گنگوہی رسول کے حق میں قبول نہیں کرتا ہے اور اہل سنت وجماعت کے محققین کا تو معلوم ہوا کہ وہ رسل واولیاء وغیرہم کے حق میں بھی قبول کرتے ہیں اور اس قسم کی آیات جو بظاہر مانع ہیں اطلاع خبر غیب کے

تو انکو مذہب مخصوصہ پر محمول کرتے ہین تاکہ مشاہد و محسوس کے بدیہی ہے خلاف ہو کر طعن قرآن پر لازم نہ آوے اور شاہ ولی اللہ
صاحب باپنے درثمین مین اپنے والد کے زمانہ مین آنحضرت صلعم کا تشریف لانا ملک پنجاب مین جلسہ قرآن خوانی مین اور حاضرین جلسہ کا
آنحضرت صلعم کو اپنی آنکھون سے دیکھنا لکھتے ہین پہلے سے قبل جلسہ کے آنکو خبر نہ ہوتی تو آپ کی تشریف آوری کسطرح ہوئی اور
مجالس خیر مین تشریف اب نہین لاتے ہین تو یہ تشریف لانا جو شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہین کسطرح صحیح ہوا اور شاہ ولی اللہ
صاحب اوسی کتاب مین فرماتے ہین کہ ایک رات کو مین بہوکا تہا ایک شخص نے دودہ لاکر مجہکو پلایا آنحضرت صلعم کی روحانیت نے
اشارہ مجہکو کیا کہ اوس شخص کے دلمین مینے یہ ڈالا تہا کہ دودہ لیجا کر پلا اگر روحانیت آنحضرت صلعم کو خبر نہین ہوئی ہے
اور غیب دانی آنحضرت صلعم کو خدا تعالی کیطرف سے حاصل نہین ہوئی تو شاہ ولی اللہ کی امر باطنی بہوک کسطرح جانلیا
آنحضرت صلعم نے شاہ ولی اللہ صاحب اپنے مقتدا کو بہی گنگوہی جہوٹا بتاوے اور شفاء قاضی عیاض و شرح شفاء ملا علیقاری
مین ایک باب غیوب دانی آنحضرت صلعم منعقد کیا ہوا ہے شفاء و شرح کو دیکہکر ناواقف کو چاہئے کہ اپنی تسلی کرلے بیان اوسکا ذکر کرنا
تطویل اس رسالہ مختصر کی ہے پس غیوب دانی آنحضرت صلعم ثابت ہے اور آنحضرت صلعم کا مجالس خیر مین آنا روایات سے جو مولف
انوار نے ذکر کی ہین واضح ہے اور درثمین سے بہی لائح ہے پس آنحضرت صلعم کی عادت حاضر ہونیکی مجالس خیر مین معلوم ہوئی اور خاص
مجالس میلاد شریف مین بہی آنا قول مفتی مکہ شریف و برزنجی و شیخ عبد الحق دہلوی سے معلوم ہوا تو ظن غالب حضور آنحضرت صلعم
کی روحانیت کا حاصل ہوا اور ایسے محل مین ظن کافی ہے پس انکار سفاہت و جہالت ہے اور یہ کہنا کہ عقائد مین جو ادلہ قطعیہ ظنیہ کا جانے
اعتبار نہین جیسا جابجا گنگوہی عوام کو دہوکہ دیتا چلا آتا ہے پس جاننا چاہئے کہ باب عقائد مین جو ادلہ قطعیہ چاہئے تو ضروریات کی
اور امر قطعی کی جسکے انکار سے کافر ہو جاتا ہے ثبوت واسطے ادلہ قطعیہ ہونا ضرور ہے اور جو امر قطعی نہین ہے اسکی ثبوت کیواسطے قطعی ہونا
ضرور نہین ہے اور نہ یہ ہے کہ جو امر قطعی نہین ہے تو اوسکا اعتبار کرنا جائز نہین ہے اور انکار کرنا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز ہے دیکہو
معراج آنحضرت صلعم کی بیت المقدس سے ساتوین آسمان و جنت وغیرہ تک دلیل قطعی سے ثابت نہین ہے اور باوجود عدم
ثبوت کی دلیل قطعی سے معراج مذکور کا اعتبار کیا جاتا ہے اور انکار اسکا واجب یا سنت یا مستحب یا جائز نہین ہے بلکہ اسکا منکر
مبتدع قرار دیا جاتا ہے یہ مسئلہ مشہور و معروف ہے فی شرح العقائد النسفیہ فالاسراء وهو من المسجد الحرام الی بیت
المقدس قطعی ثبت بالکتاب والمعراج من الارض الی السماء مشهور ومن السماء الی الجنة او الی
العرش او غیر ذلك آحاد انتهى وقال علی القاری وفی کتاب الخلاصة من انكر المعراج ينظر ان انكر
الاسراء من مكة الی بیت المقدس فهو كافر ولو انكر المعراج من بیت المقدس لا يكفر وذلك لان الاسراء
من الحرم الی الحرم ثابت بالآیة وهی قطعیة الدلالة والمعراج من البیت المقدس الی السماء ثبت بالسنة
وهی ظنیة الدلالة انتهی اس سے ثابت ہے کہ معراج جنت و عرش وغیرہ کی طرف احاد و ظنیۃ الدلالۃ سے ثابت ہے اور اسکے انکار

کافر نہین ہوتا ہی فقہ اکبر مین ہی فمن رده فهو ضال مبتدع انتہی پس ثابت ہوا کہ گنگوہی کا کہ دلیل قطعی نہو اسکا اعتبار
نہین ہی اور اسی ہی انکار کو مبنی کرتا ہی ساقط ہی ورنہ معراج جنت و عرش وغیرہ تک کی بابت مین خبر احاد و ظنیۃ الدلالۃ کا
اعتبار نکرنا اور جنت و عرش وغیرہ تک معراج ہونیکا انکار کرنا گنگوہی پر لازم ہوگا اور مبتدع و ضال ہونا ظاہر ہو گیا
ہان کوئی عقیدہ و عمل دلیل قطعی الدلالۃ سے ثابت ہووے اور کسی دلیل ظنیۃ الدلالۃ واحاد سے اس عقیدہ و عمل کے خلاف ثابت
ہووے تو اسوقت وہ دلیل ظنی الدلالۃ واحاد بمقابلہ قطعی کی غیر مقبول ہوگی اور ساقط قرار دیجاوے اور جو اس سے ثابت ہوگا اوسکا
انکار کیا جاویگا اسلئے کہ اوس سے رفع لازم آتا ہی قطعی الثبوت کا اور یہ نہین ہی کہ بدون مقابلہ و مناقضہ قطعی کے بہی عقائد مین
دلیل ظنی و احاد کا اعتبار کسیطرح کا نکیا جاوے اور اسکے موافق ظن نہ رکہا جاوے اور اس سے جو ثابت ہووے اسکا انکار کیا جاوے یہ تو بدیہی
البطلان ہی کہ باوجود قیام دلیل ظنی اوسکے موافق ظن نہ رکہا جاوے اور بدون دلیل کے اوسکے مخالف کا یقین یا ظن کیا جاوے
ترجیح بلا مرجح یا ترجیح مرجوح کی جو باطل ہی اور کیا معنی ہین ایسی سفاہت و حماقت وہابیہ مین ہی اور دیکہو مولوی قاسم نے اثر ابن
عباس فی کل ارض نبی کنبیکم الخ کو حجت اس امر کی قرار دی ہی کہ جیسے محمد دوسری طبقات زمین سوائی آنحضرت صلعم کے تہی
اور وہ بہی نبی تہے اور یہ اعتقاد جیسے محمد ہر طبقہ زمین جانیکا اس سے ثابت کیا اور اس اثر مین تاویل کرنے والی کو فرقہ بدعیہ مین شمار
کیا اور خود آیت قرآنی خاتم النبیین مین تمام امت کی خلاف تاویل کے باوجودیکہ قاعدہ یہ ہی کہ تعارض کیوقت ما بین حدیث احاد و آیت
قرآنی کی حدیث مین تاویل کرنا جائز ہی تو اسوقت گنگوہی یا دوسرے کسی وہابیہ نے یہ نکہا کہ ایسے اثر سے عقیدہ ثابت نہین ہوتا ہی اور باب عقائد
مین یہ مقبول نہین ہی خصوصًا وقت مناقضت کی اس عقیدہ سے جو موافق قرآن و اجماع کی ہے اسوقت یہ گنگوہی ان تمام امور کو فراموش
کر لیا اور مولوی قاسم چونکہ اوسکے مقتداؤن مین سے تہے انکو ایسا جو آیا اور ایسے ادلہ پیش کین اور یہان جو وہ ادلہ بمقابلہ مولف انوار
دربارہ امور مجلس میلاد شریف پیش ہوئین یہ وہی بات ہی کہ خود کے حق مین کوئی دلیل شرعی نہین قرار دیجاتی ہی اور خود جو کچھہ کرین
اگرچہ فسق و کفر و بدعت سب درست ہو جاتا ہی ایسے لوگون کے ایمان کا کیا ٹہکانا ہی جو دوسرونکے واسطے ادلہ پیش کرین اونہین ادلہ
کو پیش کرنیکا محل انکے اعمال و عقائد نہین تو اون ادلہ سے اعتراض کرین ایسے ایسے واہیات و مزخرفات اس فرقہ کی بہت جگہ
مسئلہ بنا لیتی ہین جو چاہتی دلیل بنا لیتی ہین جس دلیل کو چاہا نہ مانا جسکو چاہا مانا مولف انوار ساطعہ نے یہ اعتراض وہابیہ کے طرف کا
ذکر کیا کہ مجلس میلاد شریف غیر مشروع ہی اسلئے کہ لشمین و ریشمین کپڑے والی اور داڑہی منڈہے لوگ آتے ہین پہر مولف نے جواب مین
کہا یہ سبب عدم مشروعیت مجلس کا ہی تو لازم آتا ہی کہ عیدگاہ و نکاح مین بہی ایسے لوگ آتے ہین وہ مجالس بہی غیر مشروع ہونا چاہئے اور وہان شریک
ہونا درست نہووے تو گنگوہی کو دیکہو صفحہ ۶۸ مین کہ ایسے لوگونکی مدارات کرنیکے ساتہ طعن کرتا ہی اور کبہی جواب مین
مولف انوار کے کہتا ہی کہ ایسے لباس سے صلوات خمسہ و عیدین مین آوے تو تو نہی عن المنکر فرض ہی اور قدرت نہو تو اونکو یعنی صلوات
کو ترک نکرنا چاہئے کیونکہ یہ فرض و واجب ہین اور نکاح مین ایسے امور ہون تو شریک ہونا حرام ہی اور ایسونکو طلب کرکے شریک

کرنا حرام ہے اور آیت فلا تقعد بعد الذکری اور حدیث لا یاکل طعامک الا تقی ذکر کی اور عبارت شرح منیۃ المصلی وان کان مع الجنازۃ نائحۃ او صائحۃ تزجر وتمنع وان لم تزجر لا یترک اتباع الجنازۃ انتہی اور عبارت در مختار کی نقل کی ولا یترک اتباعہا لاجلہا لان السنۃ لا تترک بما اقترن بہ من البدعۃ ولا یرد الولیمۃ حیث تترک حضورہا لبدعۃ فیہا للفارق بانہم لو ترکوا المشی مع الجنازۃ لزم عدم انتظامہا ولا کذلک الولیمۃ پس یہ فرض کفایہ ہے نہی کرنا واجب ہے نکیر کرنیگا عاصی ہوگا پس یہ حال جواب عیدین کا ہے اور امر مستحب میں ترک کرنا اسکا ضرور ہے جیسا کہ ضیافت کا حال لکہا گیا **اقول** وباللہ التوفیق شیخ عبد الحق دہلوی رح باب امر بالمعروف کی فصل اول کے دوسری حدیث کی تحت میں فرماتے ہیں کہ در لغت مداہنت ومدارات بیک آمدہ است اما در شرع رخصتی در مدارات آمدہ ومذموم نیست بلکہ در بعضی مواضع مستحسن است وفرق میان مدارات ومداہنت چنان کنند کہ مدارات انچہ بجہت ضبط دین ونگاہ داشت از تشویش وقت ودفع ظلم ظالمان بسازند ومداہنت انچہ برای حفظ النفس وطلب دنیا وجلب منافع از مردم وبی باکی در دین بکنند انتہی خلاصہ یہ ہوا کہ ضبط دین اور نگہبانی وقت کی پریشانی سے اور دفع ظلم ظالموں کی غیر شرع لوگوں سے موافقت کرے اور مداہنت یہ ہے کہ حفاظت جان وطلب مال دنیا ومنفعت کی لوگوں سے اور بے باکی دین کے سبب سے موافقت کرے جب حال مدارات ومداہنت کا معلوم ہوا اور جواز رخصت مدارات ظاہر ہوئی بلکہ بعضے مواضع میں مستحسن ہوئی تو گنگوہی کا مدارات پر طعن کرنا جہالت وسفاہت وسوء العقیدہ کے سبب سے ہے صفحہ ۲۵ رخصت پر عمل کرنے والی کو محرم رخصت قرار دیا اور یہ حدیث رخصت کی محبوب ہونیکے بارہ میں بغیر سند ہونیکے کتاب کے قولہ علیہ السلام ان اللہ یحب ان یوتی رخصہ کما یحب ان یوتی عزائمہ اور مندوب وعدم عمل کو رخصت پر تعدی فی حدود اللہ قرار دیا اور مدارات کی رخصت شرع سے ثابت ہے یہاں خود اس پر عمل کرنا موجب طعن گردانا اب مصداق حدیث ومرتکب تعدی حدود اللہ کا گنگوہی کیوں نہوا ان گنگوہی کا ایمان قرآن حدیث پر نہوگا تو گنگوہی پر دہی دلیل اسکی بیان کئی ہوئی حجت ہوگی اور مولف انوار نے جو اعتراض کیا تہا مجالس نکاح وعیدین میں ایسے لوگونکی شرکت غیر مشروع ہونا چاہئے تو اسکے جواب میں یہ کہنا کہ صلوات خمسہ وعیدین میں بہی کوئی آوے تو نہی عن المنکر فرض ہے قدرت ہو تو انکو ترک نکرے کہ یہ فرض واجب ہیں منصفین غور کریں کہ یہ جواب مولف کا کسطرح ہوا مولف انوار نے یہ کب کہا تہا کہ نہی نکرے میلاد شریف میں ایسے لوگ آوینگے اور نہی عن المنکر فرض نہیں جو گنگوہی نہی کرنا اور نہی کا فرض ہونا بتاتا ہے سوال دیگر وجواب دیگر اتنی تمیز نہیں کہ مولف کا کیا اعتراض ہے اور اسکا کیا جواب چاہئے اس کا تو جواب ہوتا کہ کسی دلیل شرعی ادلہ اربعہ سے یہ ثابت ہی کر دیتا کہ یہ مجالس مجامع باوجود ایسے لوگوں کے شمول سکے غیر مشروع نہیں ہوتی ہیں اور یہ تو ثابت کیا نہیں تو جواب مولف کا ہرگز نہوا اور جب ثابت نکیا اور ان مجامع کے جواز کا ہی قائل رہا تو وہی اعتراض مولف انوار کہ یہ دلیل تمہاری ناقص ہے کہ تخلف لازم آیا لیکن قابل اعتبار کے نہیں اور مجلس میلاد شریف کا عدم جواز اس سے ثابت نہوا اور یہ جو کہا کہ ان امور یعنے صلوات خمسہ وعیدین ترک نکرے کہ فرض

و واجب ہیں اس سے گنگوہی کو کیا نفع ہوا اور مولف کو کیا نقصان ہوا یہ کچھ دلیل شرعی اس امر کی نہوئی کہ محفل میلاد کو چھوڑ دے فرض کا
چھوڑنا اس امر کا مقتضی نہیں کہ مستحب کو چھوڑ دیا جاوے یہ تو اسوقت ثابت ہوتا کہ عدم ترک فرض ترک مستحب کا مقتضی ہوتا مولف ترک فرض
و واجب و ترک مستحب دونوں کو ترک نہیں کہتا ہے ایسے لوگوں کے شمول سے اور نکاح میں ایسے لوگ شامل ہوویں تو حرام قوله تعالى فلا تقعد
الآية وحديث لا يأكل طعامك الحديث کو حجت ٹہرا کے سراسر سفاہت ہے یہ دونوں دلیل مخصوص نکاح کے حق میں بہی نہیں ہیں اور
نہ ان میں عموم ایسا ہے کہ نکاح کو بہی شامل ہوویں اگر عموم ہوگا تو صلوۃ خمسہ و عیدین و تراویح کو بہی یہ آیت و حدیث شامل ہو کر ان مجامع
میں شامل ہونا حرام کر دیں اور ان مجامع میں شمول کی حرمت کا گنگوہی قائل نہیں ہے پس عموم ہوا تو نکاح کو شامل ہونا نہ بطور خصوص ہے
نہ بطور عموم کے ہے ہاں جن امور کو شامل ہونا فقہا و علما نے فرما دیا ہے وہ مسلم ہے گنگوہی کی رائے نہ گنگوہی کے حق میں حجت شرعیہ ہے نہ کسی دوسرے کے
حق میں پس رائے گنگوہی باطل ہے اور یہ تحریم و تحلیل گنگوہی مانند تحلیل و تحریم احبار و رہبان کی ہے اپنی رائے سے اور عبارت شرح منیۃ
المصلی سے صاف ظاہر ہے کہ اتباع جنازہ کو ترک نکرنا چاہیے اور نائحہ و صائحہ کو منع کرنا چاہیے یہی مدعی مولف انوار کا ہے کہ اگر مجلس میلاد شریف میں
ایسے لوگ آجاویں تو انکو نصیحت دیوے ایسے امور سے چاہیے نہ ترک مجلس میلاد شریف جیسے کہ اتباع جنازہ کہ مستحب ہے اوسکو ترک نچاہیے بلکہ ایسے
امور سے منع کرنا چاہیے یہ عبارت حجت مولف انوار کے ہے نہ گنگوہی کی اسقدر فہم کہاں ہے کہ سمجھے کہ یہ کسکی حجت ہے اور عبارت رد المحتار سے بہی
مقصود گنگوہی حاصل نہیں اور مولف انوار پر حجت نہیں ہے اس عبارت رد المحتار میں اسقدر خیانت گنگوہی نے کی ہے کہ لفظ ولا اکل ذالک
الولیمہ کے آخر سے اسقدر عبارت کو جو در من یاکل حذف کر دی جس سے بخوبی واضح ہے کہ ہر شخص ترک نکرے ولیمہ کو باوجود غنا وغیرہ
کی کہ طعام کہانے باقی نہ رہے اور نیز فقہا بہی تصریح فرماتے ہیں کہ قدرت نہی نہووے تو شخص مقتدی کو چلا آنا چاہیے کہ اوسکے بیٹھے رہنے سے
شین و عیب دین کا ہے اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنیکا حکم فرماتے ہیں در مختار میں ہے وان لم یقدر صبر ان لم یکن ممن یقتدی به فان
کان مقتدیا ولم یقدر علی المنع خرج ولم یقعد فان فیه شین الدین اور یہ جو فرمایا ہے کہ پہلے سے معلوم ہووے تو
مقتدی و غیر مقتدی کوئی حاضر نہووے تو علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر اس شخص سے لعب وغیرہ کو چھوڑ دیں تو جاوے اور کتاب تبیین سے کہ
منکر موجود ہووے تو اجابت دعوت لازم نہیں ہے پہر وہ حدیث حضرت علی رضی کے کہ آنحضرت صلعم کے دعوت انہوں نے کی تہی تصاویر
دیکہکر آنحضرت صلعم لوٹ گئے تہے نقل کر کے فرماتے ہیں کہ مفاد حدیث یہ ہے کہ بعد حضور رجوع کرے اور منکر کہ ہووے تو اجابت دعوت لازم نہیں ہے
اس فرمانے علامہ سے واضح ہے کہ نفی لزوم اجابت کی ہے جانا حرام نہیں معلوم ہوتا ہے اور آنحضرت صلعم کا رجوع کرنا ثابت ہے کراہت و قبولیت
کی حرمت ثابت نہیں رجوع کا جواز متیقن ہے کراہت و حرمت میں کلام ہے اور غیر مقتدی کیواسطے صبر کرنا اسیواسطے جائز ہے کہ اجابت دعوت
اقتران بدعت من غیرہ کے سبب سے متروک نہیں ہوتی ہیں مانند نماز جنازہ کی چنانچہ شامی میں ہی موجود ہے وهذا لان اجابة الدعوة
سنة لا تترك لما اقترن به البدعة من غيره كصلاة الجنازة واجبة الاقامة وان حضرتها نياحة هداية
قاسها على الواجب لانها قريبة منه لورود الوعيد بتركها كفاية انتهى عدم ترک اقتران منکرات کے سبب کے مخصوص

سنت و واجب کے بھی ساتھ نہیں ہے بلکہ مستحبات کا حال بھی ایسا ہی ہے کہ اقتران منکرات و مفاسد کے سبب سے متروک نہیں ہوتے ہیں چنانچہ
زیارت قبور بالاتفاق مستحب ہے شیخ عبد الحق ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں زیارت قبور مستحب است بالاتفاق انتہی اور علامہ بھی رد المحتار
کو زیارت قبور میں فرماتے ہیں قلت استفید منہ ندب الزیارۃ وان بعد محلہا انتہی اس کے چند سطور کے بعد فرماتے ہیں قال ابن حجر
فی فتاواہ ولا تترک لما یحصل عندہا من منکرات ومفاسد کاختلاط الرجال بالنساء وغیر ذلک لان القربات لا تترک
لمثل ذلک بل علی الانسان فعلہا وانکار البدع بل وازالتہا ان امکن اہ وقلت ویؤیدہ ما مر من عدم ترک اتباع
الجنازۃ وان کان معہا نساء ونائحات تامل انتہی ان عبارات فقہا سے واضح ولائح ہے کہ سنت بلکہ مستحب کا ترک بھی اقتران بدعت
ومنکر ومفسدہ کے سبب سے نہیں ہے چنانچہ نماز جنازہ واتباع وساتھ جانا جنازہ کے عورتیں رونے والی اور اسکے ہمراہ ہوویں تو ترک اسکا نہیں ہے اور
اور زیارت قبور جو مستحب و مندوب ہے وہاں بھی منکرات ومفاسد مانند اختلاط نسا و رجال کے ہووے تو اسکا بھی ترک نہیں ہے ہاں السے
امور منع کرنا چاہیے اگر منع نہ کرے تو ان کے ترک کا حکم علما محققین نہیں دیتے ہیں اور ان قربات کو اقتران منکر غیر کے سبب سے نہیں کرتے ہیں اور
ولیمہ میں بھی مقتدی کیواسطے چلا آنا فرماتے ہیں وہ شین فی الدین کے سبب سے اور ظاہر اس سے یہ ہے کہ کوئی شخص مقتدی ہو کر ایسے محل میں بیٹھا اسکو
تو لوگ یہ جانینگے کہ پیٹ کے واسطے یہ ذلت اس نے اختیار کی اور دنیا کی لالچ سے سنا اور بیٹھا اور یہ چلا آنا ہر ایک کے واسطے نہیں فرماتے ہیں اور نہ یہ حکم
دیتے ہیں کہ اس دعوت ولیمہ کو منع کرنا چاہیے جیسا کہ گنگوہی مجلس میلاد میں جانا اور جا کر وہاں سے اس سبب سے چلا آنا کہ وہاں لباس غیر شرعی
و داڑھی منڈے لوگ ہوتے ہیں ہر ایک کے واسطے کہتا ہے پس اس عبارت سے ہرگز مقصود گنگوہی پر دلالت نہیں ہے پس ترک مستحب کرنا اس
سبب مذکور سے ضرور ہونا اور ضیافت کا حال جو اس گنگوہی نے لکھا تھا سب کا معلوم ہوا کہ ضیافت کے ترک کا سبب کو حکم نہیں ہے اور نہ یہ مستحب کا
ترک کسی عبارت منقول سے ضرور معلوم ہوتا ہے فقط گنگوہی دھوکہ دیتا ہے بلکہ عبارات فقہا سے جو ہم نے نقل کی عدم ترک مستحب کا ان منکرات کے
سبب سے واضح ہے اور کذب گنگوہی کا واضح ہے مولف انوار نے بطور اعتراض کے ذکر کیا تھا کہ رات کہیں محفل میلاد شریف ہوتی ہے اور سامعین بیدار
رات گئی فارغ ہو کر سوتے ہیں صبح کی نماز کو دیر ہو جاتی ہے کسی کی یا سو میں ایک نماز قضا ہو جاوے تو دلیل عدم مذمت محفل میلاد قرار دیتے ہیں تو
مولف انوار نے جواب میں کہا اور عدم تمامیت دلیل کی اسطرح بیان اور تخلف دلیل کا مدلول سے اسطرح بنایا کہ نکاح اہتمام اور سحری کھا کر
سو جانے میں بھی کبھی ایسا ہو جاتا پس نکاح و سحری کو بھی حرام ہو جانا چاہیے گنگوہی نے پھر بیان تمیز انی و کذب کو کام فرمایا چنانچہ صفحہ ٢٠٧
میں کہتا ہے کہ بیشک جو محافل تصنیف امیہ میں شب کو ہوتی ہیں تو صبح کی جماعت اکثر کیجاتی ہے اور بعض بعض کی نماز بھی قضا ہو جاتی ہے لہذا
جس امر مندوب سے ایسا ہووے تو اسکا کرنا منع ہے دلیل اسکی بخاری سے ہے وکان یکرہ النوم قبلہا والحدیث بعدہا نقل کر کے قسطلانی کی عبارت
والسمر بعدہا قد یودی الی النوم عن الصبح او عن وقتہا المختار او عن قیام اللیل وکان عمر یضرب الناس علی ذلک
ویقول السمر اول اللیل ونوما آخرہ پھر کہا دیکھو کہ خدشہ فوت وقت مختار اور تہجد میں حدیث صحیح سے مسامرۃ مکروہ ہے اور حضرت
عمر کا مارنا اس پر ثابت ہوا اور شرح منیہ سے نقل کیا منہا ان فی الصلوۃ الرغائب مخالفۃ السنۃ فی تعجیل الفجر پھر کہا کہ

جب ترک سنت اسفار سے یہ نماز مکروہ ہوئی محفل میلاد و لیجب کے ترک مین تو حرام ہی ہونا چاہئے پہر کہا اگر اتمام شادی و نکاح مین
نماز باجماعت فوت ہووے تو وہ حرام ہے اور ایسا کام کرنا بہی حرام اگر سحری کے کہانیکے سبب سے جماعت فوت ہو تو ایسے شخص کو سحری بہی حرام ہو قول
ملا علی قاری شرح مناسک سے نقلکیا ثم اعلم انہ قیل یشترط ان یکون الحاج متمکنا من اداء المکتوبات علی وجہ المعروض فی
الاوقات قال الکرمانی لانہ لا یلیق بالحکمۃ ایجاب فرض علی وجہ یفوت بہ فرض آخر پہر اسیہی کتاب کے حوالہ سے نقلکی و یؤید الاول
ایضا ما قال ابن الحاج المالکی لو ضیع صلوۃ واخرجہا عن وقتہا الاجل فریضۃ الحج لایجوز اجماعا وقد قال علمائنا
فی المکلف اذا علم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ انتہی پہر کہا خدشہ فوت ایک صلوۃ مین
حج بہی ساقط ہوتا ہے چہ جائی کہ سحور مستحب کا کہانا حلال یا نکاح کو سامان منتظم کرنا جائز ہو یا مولود مستحب کے شرکت درست ہو چہ جائیکہ مولود
بدعت ہو پس واضح ہوا کہ ایک نماز کی فوت یا تاخیر سے یہ سب حرام ہو جاتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق یہ گنگوہی قصبہ رامپور کے محافل کے حق مین
بے شک کہ یہ کہتا ہے کہ صبح کی جماعت اکثر اور بعض کے نماز بہی قضا ہو جاتی ہے انتہی گنگوہی نے یہ کسطرح جانا کہ جمیع محافل قصبہ مذکور کے ایسے ہین اور
یہ تفصیل کہ اکثر جماعت جاتی رہتی ہین اور بعض قضا ہی ہو جاتی ہے یہ گنگوہ مین رات کو خرلٹے بہرتا ہے جسوقت محبان آنحضرت
صلعم کی محافل انوار و برکات سے فیضیاب ہوتی ہین اور اسکا شاگرد رشید جسکے نام براہین قاطعہ لکہی اسکی بڑی تعریف تقریظ مین
لکہتا ہے پس یہ حال ان دونونکو کیونکر بالتفصیل معلوم ہو سکتا ہے باوجودیکہ یہ دونون وہان رہتے تب بہی محافل میلاد کے عناد
قلبی کے باعث وہان نہین جاتے ہین اور نہ تمام مساجد کی محافظت فجر کیوقت یہ دونون کر سکتے کہ کسی مسجد مین ان محافل
کے لوگ فجر کی نماز کیواسطے اکثر نہ آتے ہون دیکہہ سکین اور انکے چیلون چانٹون مین ایسے محافل مین گہسنے پاتا ہے اور نہ وہ اہل محافل
انکی بداعتقادیکی باعث انکے پاس جاتے ہین پس حال بالتفصیل انکو معلوم ہو جانا بعید ہے یا تو گنگوہی دعوی غیب کا کرتا ہے یا خلاف واقع
کہتا ہے پس بے شک یہ قول گنگوہی کا جہوٹ ہے اور مولف انوار کسی ایک کو دیر سو جانا یا اسکی نماز قضا ہو جانا کہا تو اس سے یہ ثابت نہین
ہوتا ہے جو گنگوہی نے کہا ہے اور ایک دو سے ایسا ہو جاوے تو علی العموم تمام محافلکا یہ حکم عدم جواز کا دینا سراسر سفاہت و حماقت ہے لیلۃ
التعریس مین آنحضرت و تمام صحابہ رض کے تمام قضا ہوئی فجر کی تو اسکی سبب سے رات کا چلنا ممنوع و حرام نہوا اور کبہی ایسا ہو جانے سے یہ حکم عام
بلکہ خاص بہی آنحضرت صلعم نے نفرمایا اور رات کو چلنا کچہہ فرض و واجب و سنت و موکدہ بہی نہین ہے اور جہاد کی فرضیت اسکی مقتضی
نہین کہ رات کو بہی چلنا واجب یا سنت موکدہ ہو جاوے اور خندق کہودنیکے سبب سے چار نمازین آنحضرت صلعم کی مع صحابہ رض کی قضا ہوئی تو
خندق کہودنا حرام نہوتا اور خندق کہودنا لوازم جہاد سے نہین ہے اگر مناسبات سے ہو لیس شاذ و نادر کوئی امر پایا جاوے تو اس پر
ترتیب حکم کا ہونا عقل و نقل سے ثابت نہین ہے فمن ادعی فعلیہ البیان پس امر مندوب ایسی علت کے سبب سے ممنوع و حرام
نہین ہو جاتا ہے اور یہ گنگوہی اپنی زبان سے بہی اس تحریم کا قائل ہے مانند رہبان کے کسی قصہ معتبر کے تصریح اسکی رہ مین پیش نہین
کر سکتا ہے اور حدیث بخاری و نقل قسطلانی سے یہ مدعی گنگوہی ہرگز حاصل نہین ہے یہ گنگوہی اپنی بیعلمی و فساد عقیدہ کے باعث سے اس حدیث

وعبارت قسطلانی سے یہ سمجھ گیا ہے کہ مسامرہ کرنا بعد عشا کی امر خیر مین بھی جائز نہین ہے اور حال آنکہ یہ غلط محض ہے بلکہ حدیث مین باتین و قصہ بیان کرنا بعد نماز عشاء کے جو مکروہ ہے تو وہ مکروہ ہے جو امر خیر نہووے اور امر خیر اگر ہووے مانند قراۃ قرآن و ذکر حکایات صالحین و فقہ یا مہمان کے ساتھ باتین کرنا یا کوئی حاجت ہو مکروہ نہین اگرچہ خوف فوت ہونے صبح کا ہووے نوم مین تفریط نہین ہے بیداری مین اس شخص پر تفریط جو نماز کو وقت سے خارج کر دے ہان ظن غالب تفویت کا ہووے تو حلال نہین ہے، قال رد المحتار قال الزیلعی وانما کرہ الحدیث بعدھا لانہ ربما یودی الی اللغو او الی تفویت الصبح او قیام اللیل لمن لہ عادۃ بہ واذا کان لحاجۃ مہمۃ فلا باس وکذا قراۃ القرآن والذکر وحکایات الصالحین والفقہ والحدیث مع الضیف اھ والمعنی فیہ ان یکون اختتام الصحیفۃ بالعبادۃ کما جعل ابتداءھا بہا لیمحی ما بینہما من الزلات ولذا کرہ الکلام قبل صلوۃ الفجر و تمامہ فی الامداد ویؤخذ من کلام الزیلعی انہ لو کان لحاجۃ لا یکرہ وان خشی فوت الصبح لانہ لیس فی النوم تفریط وانما التفریط علی من اخرج الصلوۃ عن وقتہا کما فی حدیث مسلم نعم لو غلب علی ظنہ تفویت الصبح لا یحل لانہ یکون تفریطا تامل انتہی اور امام عینی بھی شرح ہدایہ مین بھی فرماتے ہین کہ باتین و مسامرہ خیر کا بعد عشا کے علماؤ نے جائز رکھا ہے اور حدیث بخاری و مسلم سے دلیل پکڑی ہے کہ آنحضرت صلعم نے بعد نماز عشا کے اپنی آخر حیات مین باتین کین اور حدیث ترمذی و نسائی سے حجت پکڑی ہے کہ حضرت عمر رضہ فرماتے ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت ابی بکر رضہ کے ساتھ رات کو مسامرہ کرتے تھے اور مین ان کے ہمراہ تھا چنانچہ عبارت یہ ہے وقد اجاز العلماء السمر بعد العشاء فی الخیر واستدلوا ذلک بما اخرجہ البخاری و مسلم عن سالم عن ابن عمر رض قال صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ صلوۃ العشاء فی آخر حیاتہ فلما سلم قال ارأیتکم لیلتکم ہذہ فان علی راس مائۃ سنۃ لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض وروی الترمذی فی الصلوۃ والنسائی فی المناقب عن ابراہیم عن علقمۃ عن عمر رضی اللہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمر عند ابی بکر رض اللیلۃ فی الامر من امر المسلمین وانا معہما انتہی اور امام ابن الہمام نے بھی فتح القدیر مین بھی لکھا ہے کہ علماء نے بعد عشا مسامرہ و حدیث خیر کو جائز رکھا ہے اور وہ بھی حدیث صحیحین و ترمذی و نسائی سے حجت پکڑی ہے اور ترمذی کی حدیث کو حسن کہا ہے بھی لکھا ہے اور اس قدر اور زیادہ لکھا ہے وروی الامام احمد عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا سمر بعد الصلوۃ یعنی العشاء الاخرۃ الا لاحد رجلین مصل و مسافر وفی روایۃ او عروس وحدیث من خاف لا یقوم رواہ مسلم اس روایت امام سے مصلی و مسافر و عروس کا مستثنی ہونا حدیث نبوی سے بھی واضح ہے علماء حنفیہ کے نزدیک مسامرہ کا مکروہ نہونا امر خیر و حاجت و مصلحت وغیرہ مین تو معلوم ہو لیا اب شافعیہ کے علماء سے بھی کچھ تھوڑا سا نقل کیا جاتا ہے قال الامام النووی فی شرح مسلم قال العلماء والمکروہ من الحدیث بعد العشاء ہو ما کان فی الامور التی لا مصلحۃ فیہا واما ما فیہ مصلحۃ وخیر فلا کراہۃ فیہ وذلک کمدارسۃ العلم وحکایات الصالحین و محادثۃ الضیف

والعروس ومحادثة الرجل اهله واولاده للملاطفة وللحاجة ومحادثة المسافرين بحفظ متاعهم وانفسهم والحديث
في الاصلاح بين الناس والشفاعة اليهم في خير والامر بالمعروف والنهي عن المنكر والارشاد الى مصلحة ونحو ذلك
فكل هذا لا كراهة فيه وقد جاءت احاديث صحيحة ببعضه والباقي في معناه وقد تقدم كثير منها في هذا الابواب
والباقي مشهور ثم كراهة الحديث بعد العشاء المراد بها بعد صلوة العشاء لا بعد دخول وقتها واتفق العلماء على
كراهة الحديث بعدها الا ما كان في خير كما ذكرناه انتهى اس سے واضح ہوا کہ تمام علما متفق ہین کہ خیر و مصلحت مین
کراہت نہین علم کا درس و حکایات باتین کرنا اور امر بالمعروف اور نہی المنکر کرنا ارشاد طرف مصلحت کے کرنا و مانند انکے کچھ مکروہ
نہین ہے پس مراد حدیث بخاری اور اُس عبارت قسطلانی سے جو گنگوہی نے نقل کی ہے یہی ہے کہ مکروہ وہ ہے جسمین کوئی خیر و مصلحت
نہووے پس امر مندوب کے ممنوعیت کو جو گنگوہی کراہت سامر و پر مبنی کیا تہا اُسکا بطلان بخوبی ظاہر ہو گیا اور جہالت و مخالفت اسکی
مسئلہ متفق علیہا علما کی سے واضح ہو گئی اور حضرت عمر رضہ کا مارنا بھی اُس حالت مین ہے کہ مسامرہ خیر و مصلحت کا نہووے اور کلام امام سلیمی سے واضح
ہو گیا کہ خوف فوت نماز کا ہووے تب بھی مصلحت و خیر حاجت کا مسامرہ مکروہ نہین ہے اب یہ گنگوہی جو خدشہ فوت وقت مختار سے جو مسامرہ
خیر کا مکروہ بلکہ منع بتاتا ہے یہ نئی شریعت خلاف علماء دین کی اس نے بنائی ہے ہان اُس شخص کو ظن غالب تفویت نماز کا ہووے تو
حلال نہین ہے مسامرہ اس سے یہ ثابت نہوا کہ تمام محافل ہی امنع ہو جاوین اور عبارت شرح منیہ صلوۃ رغائب کے بارہ مین جو ہے اُس سے
حجت اسپر لانا جہالت صرف ہے وہ مجموعہ مکروہات کا ہے وہ امر مندوب کہان ہے دوسرے کیون نہین جائز ہے کہ اس صلوۃ کو عاملین نے
اپنے اوپر بہی لازم کیا ہووے کہ تعجیل صلوۃ مین عمداً باوجود بیداری کی اُسوقت مین تاخیر کرتے ہووین اور دوسری وجوہ
کراہت و حرمت کی اسمین موجود ہین اسکی تائید اس سے بہی ہو سکتی ہے پس عبارت ہرگز حجت نہین اور اس سے قیاس اسکا ہرگز صحیح
نہین اور نکاح و شادی مین ایک دو کی نماز یا جماعت قضا ہو جاوے اور سحری کہا کر کوئی سو جاوے اگر غالب ظن بیداری کا ہووے وقت
نماز کے تو اُن نکاح و سحری کو حرام کہدینا جہالت صرف ہے آنحضرت صلعم نماز مین تفریط نہونا ایسی حالت مین اور نائم کا مرفوع القلم
فرماتے ہین اور یہ ناواقف نکاح و شادی و سحری کو حرام بتاتا ہے کہین آنحضرت صلعم کی سفر اُنکو جس مین آپ سو گئے تھے اور خندق
کہودنیکو جسمین آپکی چار نمازین قضا ہو گئی حرام بتا کر خارج الایمان بخوبی ہو جاوے اس تمیز پر یہ معاملہ کہانسے کہانتک ہو پہنچا
ہے اور بالفرض سحری و نکاح و شادی کے سبب سے جسکی نماز یا جماعت قضا ہوئی اور اس سے حرمت لازم آئی تو اُسی شخص کو لازم
آئی کہ جسکی قضا ہوئی تمام محافل نکاح و تمام لوگونکی سحری تمام حرام نہو گئی اور مولف انوار تو اسی اعتراض وہابیہ کے جواب مین کہ
کسی شخص کی نماز و جماعت قضا ہو جانی سے عام محفل میلاد شریف کو مذموم و حرام بتاتے ہین یہ نقص ساتھ نکاح و سحری کے کرتا ہے
اب گنگوہی کے قول سے تو اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ نکاح و سحری کے باعث اُس شخص کے اوپر حرمت آتی ہے جسکی نماز قضا ہوئی یا
جماعت گئی اور عام سحور و انکحہ کے حرمت و مذمت کی تصریح گنگوہی نے نہین کی پس یہ جواب مولف انوار کا نہوا ان عام نکاح و سحری کو

حرام کہتا تو یون حرام کہنا باطل وحرام بلکہ قریب کفر کے ہوتا لکن جواب سے کچھ علاقہ ہوتا اب جواب سے کچھ علاقہ اسکو نہین ہے اور
شرح مناسک سے جو نقل کیا اُس مین سراسر جہالت وضلالت گنگوہی کی ظاہر ہے کیونکہ شرح مناسک کے اول عبارت سے یہ ثابت ہی
نہین کہ نماز کے ترک کا خدشہ ہووے تو حج کرنا حرام ہے بلکہ اُسکی عبارت مین تو یہ الفاظ موجود ہین اما علم انہ یفوتہ صلوۃ واحدۃ
اذا خرج الی الحج فقد سقط الحج عنہ اور علم کے معنے اہل شرع یقین کے لیتے ہین خود یہ گنگوہی طریق علم ذکر کر لیا ہے حواس وعقل
وخبر صادق کی جگہ خبر رسول کہچکا ہے اور خبر سے مراد متواتر ہے یا آنحضرت صلعم کے دہن مبارک سے سنی ہوئی ہووے اور یہ تینون موجب
یقین ہین پس علم سے مراد یقین ہے وہان بھی جس جگہ طریق علم کی بتائی ہین اور اگر یقین مراد نہووے بلکہ عام مراد ہووے کہ ظن و
اعتقاد جازم ممکن الزوال کو بھی شامل ہووے تو خبر واحد وتقلید مجتہد طریق علم ہین اور حصر تین مین باطل ہے یہی شرح عقائد
مین لکھا ہے عبارت یہ ہے واما خبر الواحد العدل وتقلید المجتہد فقد یفیدان الظن والاعتقاد الجازم
یقبل الزوال فکانہ اراد بالعلم ما لا یشملہا والا فلا وجہ لحصر الاسباب انتہی پس کونسا بیان موجود ہے جس سے
یہ مفہوم ومعلوم ہوتا ہے کہ اس عبارت شرح مناسک مین علم سے معنی نہین ہین پس جب کوئی صارف نہین تو یہان علم اپنی معنے
بمعنی یقین کے ہے اور جب یقین کے معنے علم کے اس محل مین ہوئے تو مطلب اس عبارت کی یہ ہوئی کہ جب یقین ہوجاوے کسیکو
فوت ہونے نماز کا سبب حرام کے واسطے حج کی تو حج ساقط اُس شخص سے جسکو یقین ہووے اور گنگوہی کہتا ہے کہ خدشہ فوت ایک
نماز کا ہووے تو حج ساقط ہے اور خدشہ کے معنے خراش کے ہین مجازاً بمعنے شک وشبہ کے بھی آتی ہین چنانچہ غیاث اللغات مین موجود
ہے خدشہ بالفتح بمعنی خراش ومجازاً بمعنی شک وشبہ از منتخب وصراح انتہی اور اس قول گنگوہی مین خدشہ بمعنے خراش کے تو مراد
ہرگز نہین ہوسکتا ہے معنے مجازی شک وشبہ کے ہی یہان ہوسکتے ہین پس قول گنگوہی کے یہ معنے ہوئے کہ شک وشبہ فوت نماز کا ہووے
حج کو جانے سے تو حج ساقط ہے پس یہ قول گنگوہی کا مخالف ہے عبارت ملا علی قاری کی اور تمام جہان کی بھی کہ آجتک کوئی اس امر کا قائل نہین
ہوا ہے کہ فقط خدشہ وشبہ وشک فوت ہونے ایک نماز کے حج کی فرضیت ساقط ہوجاوے ایسے اعتقاد کو کفر کہا جاوے تو بجا ہے اور سفاہت
گنگوہی کی دیکھو کہ دعوی تو ثبوت کراہت وحرمت کا تھا خدشہ فوت ہوجانے نماز کے اور اسی بنا پر حجکو کہنا اس گنگوہی نے حرام بتایا تھا
اپنی نادانی سے اور ثبوت حرمت کیواسطے عبارت وہ پیش کی جس سے سقوط حج حالت علمیت فوت نماز مین ثابت ہووے اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ گنگوہی کے زعم فاسد مین یہ ہے کہ سقوط فرضیت حج ہی حرمت وکراہت ہے یا اُسکو حرمت وکراہت فعل حج کی
لازم ہے پس اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو چیز فرض نہووے اور اسکی فرضیت ذمہ مکلف سے ساقط ہووے تو وہ مکروہ وحرام ہووے پس واجب وسنت
ومستحب ومباح ان تمام کا حرام ومکروہ ہونا لازم آویگا اسکا قائل تو کوئی مجنون یا زندیق ہی ہوگا نہ عاقل ومسلمان ایسے لغویات
وزٹلیات سے حلال کو یہ گنگوہی حرام ومکروہ بناتا ہے ایسے عقل وایمان پر افسوس کرنا چاہیے اور اس گنگوہی کو اتنا بھی خیال نہین
کہ خدشہ فوت صلوۃ واحدہ سے ساقط ہونا حج کا جو بتاتا ہے تو اس سے یہ باب حج کا مسدود ہونا اکثر لوگون زمانہ کے حق مین لازم آتا ہے کیونکہ

خدشہ وشبہ اسکا آجکل کے لوگونکو بہت ہوسکتا ہے بلکہ یہ حجت اہل دول طالب آرام کے واسطے خوب ہاتھ آئی کہ اس خیال سے کہ کہین
نماز فوت نہوجاوے حج کو جانا نہین اور یہ فرض نجانینگے اور تارک حج بنینگے اسکا وبال گنگوہی کی جان پر ہی رہیگا کہ ایسا غلط مسئلہ بتا کر حج
کو ساقط کراتا ہے خدا تعالی کا خوف جسکو ہو وہ تو ایسا نہین کہسکتا ہے جسکو ایمان کی بہی پروا نہین ہے اسکو اسکا کیا خوف ہے اور جو عبارت
شرح مناسک کا مطلب ہے وہ اوپر بیان ہوچکا ہے کہ فوت ہونے نماز کا علم یعنے یقین ہووے اسوقت مین یہ حکم ہے نہ فقط خدشہ سے یہ حکم ہے جیسا
گنگوہی نے بیان کیا ہے اور یہ ساقط ہونا حج کا بحالت یقین فوت نماز واحدہ کے کتب معتبرہ ہدایہ وعینی وفتح القدیر وشامی ودرمختار وغیرہ
مین جن پر فتوی دیا جاتا ہے موجود نہین اور شرح مناسک اسوقت حاضر نہین ہے اور گنگوہی کے خیانت عبارت کتب مین کرنا اوپر معلوم
ہوچکی ہے پس اس نقل گنگوہی پر یقین وظن غالب نہین ہے کیا عجب ہے کہ یہان بہی تصرف کیا ہووے اور بالفرض اگر شرح مناسک مین
یہہ ہووے تب بہی تو روایت مفتی بہا ہونا مسلم نہین ہے اور اسکا معمول بہا ہونا ہم تسلیم نہین کرتے ہین ورنہ کتب متداولہ معتبرہ قدیمہ
وجدیدہ متون وشروح وفتاوی مین اس پر فتوی ہوا کیون نہین مذکور ہوتا ایسے روایت شاذہ کی جہت سے کیون سقوط فرض
کا کہ حج ہے حکم دیا جاوے بلکہ درمختار مین مصرح ہے کہ ضاق وقت العشاء والوقوف یدع الصلوۃ ویذہب لعرفۃ للحج انتہی
یعنے وقت عشا کا اور وقوف کا تنگ ہووے تو نماز چہوڑدے اور عرفات کو چلا جاوے یعنے اگر نماز عشا راستہ مین پڑہتا ہے تو عرفات کو ہونچنے سے
پہلے ہی فجر طلوع ہوئی جاتی ہے اور اگر عرفات کو جاتا ہے تو نماز عشا کی ہاتہ سے جاتی ہے اسقدر وقت نہین ہے کہ دونون ہوسکین تو نماز چہوڑ
دینا چاہئے اور حج کیواسطے عرفات پر جانا چاہئے اس قول کے تحت مین ردالمحتار مین ہے کہ سراج مین بہی ایسا ہی ہے محشی کی ہے اور شرح لباب مین اسکے عکس کو
اختیار کیا ہے یعنے عرفات کو نہ جاوے اور نماز پڑہلے اسلئے کہ تاخیر وقوف کیلئے عذر کی باوجود امکان تدارک کے سال آئندہ مین جائز ہے اور شرع مین
فرض حاضر کا ترک دوسرے فرض کی تحصیل کیواسطے نہین ہے یہی ظاہر متبادر ادلہ نقلیہ وعقلیہ سے ہے اور مختار رافعی کا بہی ہے بخلاف امام نووی
کے اور صاحب نخبہ نے کہا کہ حالت چلنے مین اشارہ سے پڑہلے پہر قضا پڑہے احتیاطا یہ قول حسن اور جمع مستحسن ہے عبارت ردالمحتار کی یہ ہے قولہ یدع الصلوۃ الخ مشی
علیہ فی السراج واختار فی شرح اللباب عکسہ لان تاخیر الوقوف مع امکان التدارک فی العام القابل جائز
ولیس فی الشرع ترک فرض حاضر لتحصیل فرض آخر قال وھذا ھو الظاھر المتبادر من الادلۃ النقلیۃ والعقلیۃ
وھو مختار الرافعی خلافا للنووی من الائمۃ الشافعیۃ وقال صاحب النخبۃ یصلی ماشیا مومیا علی قول من جوز
ثم یقضیہ احتیاطا قال وھذا قول حسن وجمع مستحسن انتہی انتہی دیکہو عبارت درمختار سے واضح ہے کہ حج کیواسطے ترک نماز کرے
اور وقوف عرفات حاصل کرے اور سراج مین بہی یہی ہے اور شرح لباب مین اگرچہ تاخیر وقوف کرنیکو کہا ہے عذر کے سبب سے لیکن ساقط ہونا
حج کا ترک وقت نماز کے سبب سے نہین کہا اور صاحب نخبہ نے تو وقوف عرفات وحج کے لحاظ سے ہی نماز راستہ مین اشارہ سے پڑہنا اور پہر قضا کرنا فرمایا ہے سقوط حج کا قول کسی نے
فوت نماز کے سبب سے نہین فرمایا اور علامہ شامی صاحب ردالمحتار متاخرین مین شرح مناسک وغیرہ کے قول بہی بعض مواضع مین نیز ردالمحتار مین نقل کرتے ہین اگر سقوط
حج کا قول بسبب فوت نماز کے معتبر اور مختار ہوتا تو ضرور نقل کرتے پس واضح ہوگیا کہ یہ قول شرح مناسک مین موجود ہی نہین ہے اور ہے تو مختار ومعتمد نہین ہے الیٰ قول

بھی کتب میں بعضے ہوتے ہیں کہ وہ معتمد بہا کسی کے نزدیک نہیں ہوتے ہیں چنانچہ درمختار میں ہے کہ طالب علم غنی کو بھی زکوٰۃ لینا درست ہے جبکہ عالم ہر
شئ میں غور کرے مشغول رہے اسلئے کہ وہ بسبب اس شغل کے حاجتمند ہو اور حاجت ضرورت کی طرف داعی ہے چنانچہ عبارت درمختار کی ہے ان طالب العلم
یجوز له اخذ الزکاة ولو غنیا اذا فرغ نفسه لافادة العلم واستفادته لعجزه عن الکسب والحاجة داعیة الی ما لا بد منه
کذا ذکره المصنف انتہی اس عبارت سے یہ مسئلہ ظاہر ہے کہ طالب علم غنی کیواسطے لینا زکوٰۃ کا حرام فرماتے ہیں اور اس پر اعتماد کسی نے نہیں کیا ہے
چنانچہ عبارت علامہ شامی کی یہ ہے وهذا الفرع مخالف لاطلاقهم الحرمة فی الغنی ولم یعتمده احد ط قلت وهو کذلك
والاوجه تقییده بالفقیر ویکون طالب العلم مرخصا لجواز سؤاله من الزکوة وغیرها وان کان قادرا علی الکسب اذ بدونه
لا یحل له السؤال کما سیاتی ومذهب الشافعیة والحنابلة ان القدرة علی الاکتساب تمنع الفقر فلا یحل له الاخذ
فضلا عن السؤال اذا اشتغل عنه بالعلم الشرعی انتہی پس کیوں نہیں جائز ہے کہ مسئلہ سقوط حج کا بھی ایک نماز القضیا فوت
ہونیکے سبب سے ایسا ہی ہووے کہ کسی نے اس پر اعتماد نکیا ہو مانند اس مسئلہ زکوٰۃ طالب غنی کی اگر گنگوہی یا کسی دوسرے کو ادعا اس امر کا
ہے کہ یہ مسئلہ معتمد علیہا فقہا کا ہے تو اسکی تصریح دکھاوے کہ اس پر فقہاء معتبرین نے اعتماد کیا ہے ورنہ ایسے مسائل بیان کر کے جہلاء کا اعتقاد خراب
کرنے سے توبہ کرے اور مسائل اہل سنت وجماعت کو قبول کرے ورنہ استحقاق عذاب نار اوسکے لئے ثابت ہے یہ تھوڑی سی اغلاط براہین قاطعہ کا
ہمنے اظہار کیا ہے تب بھی اسقدر اجزا اس رسالہ کے ہوگئے ہیں اگر جمیع اغلاط کا اظہار کیا جاوے اور ہر غلطی کا تفصیل سے بیان کیا جاوے اور تناقض
وتدافع اقوال صاحب براہین کا ہر موقع وہر محل میں ثابت کیا جاوے و ترک دیانت اور خیانت کا اظہار کیا جاوے اور ہر مسئلہ کا ثبوت جبکہ یہ وہابیہ منکر ہیں دلائل
متعددہ واقوال کثیرہ علماء سے دیا جاوے اور کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا جاوے تو دفاتر ہو جاویں کہ اسکا طبع ہونا اور لوگونکو مطالعہ کل کا کرنا مشکل
ہو جاوے اسواسطے ان چند اغلاط کی اظہار پر اور ثبوت مسئلہ پر بطور اجمال واختصار اور بعض ادلہ کے بیان اور باقی کی ترک پر اکتفا کیا گیا کہ
اہل انصاف اسیقدر سے حال کتاب براہین قاطعہ اور اسکی مولف ومقرظ کی مذہب واعتقاد وعلم وفہم پر واقف ہو جاوینگے اور جسطرح اقوال صاحب براہین کا بطلان
واضح ہو گیا ہے اسی پر قیاس کر کے باقی اقوالکو بھی جو ہمنے لئے نہیں ہیں انکا بھی باطل وغلط ہونا جانلینگے پس اسی قدر پر یہ رسالہ ختم کیا جاتا ہے
اس رسالہ میں مخاطب کی تفہیم زیادہ مد نظر ہے لہذا خاکسار نے اوسیکا لہجہ بتکلف اختیار کیا اور چونکہ اس عاجز کو اس لہجہ میں پوری مہارت
نہیں ہے اور نہ احقر کی زبان اس سے آشنا اور یہ ظاہر ہے کہ زبان غیر معتاد میں عبارت نا مربوط رہجاتی ہے علی الخصوص جبکہ اسمیں مہارت کامل نہو
لہذا منصفین سے امید ہے کہ فقط مطلب پر نظر رکھیں کیونکہ ایسے مقام پر قصداً بھی عبارت نادرست کہی جاتی ہے کہ جسطرح مخاطب کی سمجھ میں آجاوے مثلاً
ایک شخص ہے کسی گاؤں کا رہنے والا اور معلوم ہے کہ اگر اس سے کہا جائیگا کہ فلاں چیز اٹھا دو تو وہ یہ سمجھیگا اور دو سے کہ صیغہ امر کا ہے اسم عدد مراد لیگا [illegible]
اسکی تفہیم کیواسطے کہا جائیگا کہ فلاں چیز اٹھا دیو تاکہ وہ سمجھے اگرچہ وہ بعد کہنا نا کہا جائیگا حقیر نے بہ تقدیر واقف ہونیکی سند خلل معفو زلل فرماوینگے اور قول مطابق واقع
مطلع ہو کر دعائی خیر سے یاد فرماویں گے اور حاسدین کو حسد سے خلاصی دشوار ہے اسواسطے انکا خیال موجب ملال نہ جانا چاہئے انکے حق میں اللہ تعالی ہی کو کافی سمجھنا چاہئے حسبنا الله
ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین وصلی الله علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه وازواجه وذریاته اجمعین برحمتك وهو ارحم الراحمین تمت تمام شد

[illegible] عبارت شامی [illegible] نہیں [illegible] ۱۲

[illegible]

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ علے احسانہ کہ کتاب لاجواب ہادی شیخ وشاب براہ صدق وصواب مسمی بہ بوارق لامعہ حارق براہین قاطعہ تصنیف شمس سمای معقول ومنقول مہر سپہر فروع واصول خورشید فلک فہوم وعقول منور چشمان کوران جہول جناب مولنا مولوی نذیر احمد خانصاحب حنفی مذہب نقشبندی مشرب اَدَام اللہ فیوضہ من العجم الی العرب بصرف مال فراوان ازان عمدۂ تاجران نامی زبدۂ ناموران گرامی معدن فتوت ومروت مخزن سعادت وسخاوت سرگروہ سیٹھان معاون خاص وعام رئیس بے نظیر مہد الدین جناب محمد بدرالدین صاحب ابن فضیلت شعار شریعت آثار محبتہ صفات جناب محمد عبداللہ صاحب نور زاد اللہ حسنا تہما متوطن جزیرۂ معمورۂ بمبئی ورئیس نامی وامیر گرامی مجمع اخلاق حمیدہ منبع اوصاف حمیدہ سراپا حلم وحیا چشمۂ جود والاحسان الی رحمۃ ربہ الالہ جناب محمد عبداللہ صاحب مرحوم مغفور ابن جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب مرحوم نیکواری بلطفہ العمیم اسکنہم اللہ فی جنات نعیم سے جہان فانی مثل قطرات شبنم کے بھی قیام نہیں انیواقعہ وحشت خیز کہ جامع محاسن ومحامد صوری ومعنوی جناب محمد عبداللہ صاحب مرحوم مغفور کہ قبل اتمام طبع کتاب ہذا کے اس جہان فانی سے طرف عالم جاودانی کے پیک اجل کو لبیک کہتے ہوئے جنت الفردوس سدہارے بتاریخ ۷ ماہ ربیع الاول بروز یکشنبہ العبد الظہر سنہ ۱۳۰۹ ہجریہ نبویہ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ۔ **قطعہ تاریخ وفات محمد عبداللہ صاحب مرحوم نیکوری**

وفات نیکواری قاضی عبداللہ چو شہرت گشت	دل ہر اہل دین از صاعقہ این محو حسرت گشت
چو فکر آشفتہ کردم بہر تاریخ سن ہجرے +	ندا آمد ز فردوس برین مہمان جنت گشت

وبسعی وکوشش جناب مولوی عمر الدین صاحب ہزاری وجناب حافظ ولی محمد صاحب وجناب حکیم عبدالکریم صاحب در مطبع دت پرشاد واقع بمبئی مین بماہ جمادالاخر سنہ ۱۳۰۹ ہجری مطابق ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۲ع کامل الطبع ہو کر مطبوع واہلے اہلسنت ہوئی اور ہر چند کہ بسبب کثرت کارہاے مطبع وعجلت کارپردازان طبع کے کتاب ہذا کی تصحیح کامل طور پر نہو سکی بلکہ بعض بعض مقام پر مقابلہ بھی اصل کتاب سے رہگیا معہذا امید کہ طالبان حق ہین وہ ایک حرف سے بھی مطلب پا سکتے ہین یا مقصود حاصل کر سکتے ہین اور جو شخص کہ نادان اور نا انصاف ہوتا ہے وہ تو سو دفترون مین سے ایک حرف کو بھی نہین سمجھتا ہے اور نہ قبول کرتا ہے۔

از طبع جناب مولوی محمد اسحاق صاحب راحت پوری متخلص بہ آشفتہ

نگویند از سر بازیچه حرفے	کزان پندے نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان	بخوانند آیدش بازیچه در گوش

بہرکیف ہر اہل سنت وجماعت کے نزدیک اس کتاب کا رہنا بہت ضروری ہی کیونکہ یہ کتاب سیف مسلول و قاطع خرعبیلات ہرزہ والفضول ہے اہل سنت کے نزدیک اس ہتہیار کا ہونا نہایت مفید ہی اور کیا عجب ہی کہ ہادی مطلق کی ہدایت سے اہل غوایت کو بہی فائدہ مند ہوجاوے اسکے مطالعہ سے راہ راست پر آجاوین تعصب کو چہوڑ دین تو مذہب سے باز آوین گروہ منصور اہل سنت مین داخل ہوجاوین سواد اعظم اہل حق مین شامل ہوجاوین آمین یارب العالمین ۔

اور باوجودیکہ یہ کتاب کثیر النفع کبیر الحجم ہے یعنی ۲۴ جزو ہے اور مبلغ خطیر اسکے طبع مین صرف ہوا ہے لیکن چونکہ اس کے طبع سے خلق اللہ کی ہدایت مقصود ہے لہذا اس کتاب کا ہدیہ بہت ہی کم رکہا ہے یعنی ایک روپیہ محصول ڈاک ۴ر تاکہ قلیل البضاعت بہی اسکے فیض سے محروم نرہے کم مایہ بہی اس سے استفادہ کرسکے افسوس یہ ہے کہ تہوڑے ہی نسخ اسکے طبع ہوئے ہین جو صاحب کہ خواہان ہون بہت جلد بارسال ہدیہ مذکورہ اسکو طلب کرلین ورنہ خیال اسکا ہے کہ ایک نسخہ بہی اس کتاب کا باقی نرہے سب دست بدست اوٹہہ جاوین کیونکہ شائقین چہار طرف سے ہجوم لا رہے ہین اور جو لوگ کہ دور رہتے ہین وہ خطوط متواتر اس کتاب کے طلب مین روانہ فرما رہے ہین جو صاحب کتاب موصوف کے خواستگار ہون وہ پوسٹ کارڈ یا خط ٹکٹ چسپان قاضی عبد الشکور صاحب کی خدمت مین مع ہدیہ مسطورہ و محصول ڈاک روانہ فرماوین فوراً کتاب مرسل ہوگی لیکن اپنا نام اور نشان قیام صاف صاف تحریر فرماوین کیونکہ بعض مواضع کے نام جب صاف مرقوم نہین ہوتے تو معلوم نہین ہوتے اور اگر لکہین گے کہ بذریعہ ویلو کتاب بہیجدو ہم ڈاک کے اہلکار کو قیمت دیکر کتاب لیلین گے تو اسطرح بہی کتاب روانہ کردیجاویگی لیکن اسصورت مین شرط یہ ہے کہ واپس نکرنیکا وعدہ کرین اور پہلے قیمت کی تدبیر کرلین بعدازان خط کتاب کے طلب مین روانہ فرماوین الغرض دو یا تین جلدین ویلو کی ذریعہ سے بہی روانہ کردیجاوینگی اور ۲ر صرف ویلو ذمہ خریدار ہوگا اور زیادہ جلدون کیواسطے قیمت مع محصول ڈاک پہلے روانہ کرنا ضرور ہے ورنہ خط کی تعمیل نہوگی نشان ارسال خط یہ ہے در مبئی بہنڈی بازار دکان کتب نمبر ۱۰۱ رسیدہ بخدمت قاضی عبد الشکور وعلی میان تاجر کتب برسد یا جناب قاضی عبد الکریم قاضی

رحمۃ اللہ صاحب کے دوکان سے طلب کرین نشان یہ ہے شہر بمبئی ناکہ کولسہ محلہ قریب باپی دہونی
دوکان نمبر ۵۹ متعلقہ پوسٹ آفس مانڈوی بر سد یا جمنا داس کی دوکان سے طلب کرین پتا یہ ہے
جمنا داس بھگوانداس اینڈ کمپنی واقع شہر بمبئی بھنڈی بازار دوکان نمبر ۱۰۲ ابر سد۔ یا مہتمم کے پاس
سے طلب کرین تو بنام جناب محمد بدر الدین صاحب کے خط تحریر کرین نشان یہ ہے شہر بمبئی جاملی محلہ
بر مکان محمد بدر الدین صاحب بن جناب محمد عبد اللہ صاحب قور ر بسد۔ اب ارباب تجارت اور اصحاب
صناعت کی خدمت مین گزارش ہے کہ آپ کو اگر اس کتاب کا چھاپنا یا چھپوانا بہ نیت تجارت یا بغرض ہدایت
اہل ضلالت منظور ہو تو مصنف والا مقام و نیز جملہ اہل اہتمام کیطرف سے اجازت عام ہے جب چاہین
اور جہان چاہین چھاپین یا چھپوائین کسیکو کسی قسم کا تعرض نہوگا پھر خواہ مصنف علام کو اطلاع دیکر طبع فرماوین
اور خواہ بدون اطلاع دہی مصنف موصوف کے چھاپین یا چھپوائین ہر نوع کا آپکو اختیار دیا گیا ہے ہان
اگر اطلاع دیکر چھاپین گے تو مصنف موصوف نظر ثانی کی تکلیف بپاس خاطر اونکی گوارا فرماوین گے اور اگر
بغیر اطلاع کے چھاپین اور کسی دوسرے اہل حق سے نظر ثانی مین مددلین اسکا بھی اختیار ہے اور
اگر کوئی صاحب اہل حق مین سے یہ چاہین کہ ہمارے نام کتاب کردیجاوے تو اوسکو بار دیگر طبع کراوین تو
مصنف علام کیطرف سے اسکی بھی اجازت ہے بے تکلف خود کو مصنف قرار دیکر چھپوائین کیونکہ اہل الحق
کنفس واحدۃ بزرگونکا قول ہی بلکہ مخالفین بہدایت رب العالمین اگر قول حق قبول کرلین اور اون مین
سے کوئی صاحب بطریق مسطور چھپوانیکا ارادہ کرین تو اونکو بھی اجازت ہے کیونکہ جب اونہون نے
قول حق قبول کرلیا تو اون پر بھی بزرگونکا قول مذکور صادق آگیا اور یہ سب مذکور دلیل ساطع اور برہان
قاطع ہے اس مدعا پر کہ مصنف موصوف دام فیضہٗ کو اس کتاب کی تصنیف سے
فقط ہدایت انام مقصود ہی نہ نام مطلوب ہے اونہ دام سے غرض ہے ہان اگر کوئی خود
کام بار دیگر تضلیل انام پر مستعد ہوا اور حق کے باطل کرنے پر
کمر باندہی اور دشنام سے پیش آیا تو قاطع نظر الحق و لا یعلی علیہ
مصنف کے ہاتھ مین سیف قلم بتوفیق خالق عالم
ہنوز مسلول ہی پھر دیکھئے کہانتک مسخر ہے فقط
والسلام علی من اتبع الہدی
تمام شد